سیر الاولیاء رحمہم اللہ قدس سرہ

خواجگان چشت کا مستند و قدیم ترین تذکرہ

تألیف

سیّد محمّد بن مبارک کرمانی "میر خورد" رح

ترجمہ

غلام احمد بریاں

خواجگانِ چشت کا مستند و قدیم ترین تذکرہ

تألیف

سیّد محمّد بن مُبارک کرمانی "میر خورد"

ترجمہ

غلام احمد بریاں

الکتاب

گنج بخش روڈ ○ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

خواجگان چشت کا مستند و قدیم ترین تذکرہ

تالیف

سیّد محمد بن مبارک کرمانی "میر خورد"

ترجمہ

غلام احمد بریاں

الکتاب

گنج بخش روڈ ○ لاہور

ناشر : الکتاب گنج بخش روڈ لاہور

طابع : بختیار پرنٹرز، دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

سالِ اشاعت : ۱۹۷۸ء ۱۳۹۸ھ

تعداد : ۵۰۰

قیمت : -/۳۰

ادارت واہتمام

محمد سلیم اسماعیل چشتی

تقسیم کار برائے بہاولپور

صوفی فاؤنڈیشن
جسٹس اکبر ہاؤس میبارکپورہ بہاولپور

تقدیم

پروفیسر محمد اقبال مجددی

پاک و ہند میں مشائخ کرام کے ملفوظات جمع کرنے کی تاریخ کا آغاز ۷۰۷ھ/۱۳۰۷ء میں فوائد الفواد (ملفوظات حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ) سے ہوا۔ امیر حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ کے اِس کامیاب تجربے نے دوسرے معاصرین کو اس طرف متوجہ کیا۔ اور اُچ سے لے کر مُنیَر (بہار) تک ملفوظات کی ترتیب و تدوین کا سلسلہ شروع ہو گیا، گویا رفتہ رفتہ ملفوظات نویسی خانقاہی نظامِ تعلیم و تربیت کا ایک اہم جُز بن گیا۔[1]

ملفوظات کے بعد پاک و ہند میں مشائخ کے جو باقاعدہ تذکرے لکھے گئے ان کا آغاز مولانا محمد بن مبارک کرمانی کے تذکرہ سیر الاولیاء سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد عرصہ تک جو تذکرے مرتب ہوتے رہے ان کے مُصنفین نے انہیں فقط ایک سلسلۂ طریقت کے مشائخ کے حالات پر مرکوز کیے رکھا۔ پھر حدود ۸۳۰ / ۱۴۲۶ء میں لطائفِ اشرفی (ملفوظات و حالات سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ) میں ایک مستقل باب کے ذریعے تمام مروّجہ سلاسل کے صوفیہ کے حالات لکھ کر متعارف کرایا گیا۔ جس سے پاکستان و ہند کی تاریخ میں عمومی تذکرہ نویسی کا آغاز ہوا۔ جس کا پہلا نقش مولانا جمالی کی سیر العارفین (حدود ۹۳۷/ ۱۵۳۰ء) کی صورت میں ابھرا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے تو اخبار الاخیار (۹۹۹/ ۱۵۹۰ء) لکھ کر تذکرہ نویسی کے فن میں جس انقلاب، تبدل، تجدد اور تحقیق کی طرح ڈالی۔ اس سے اس علم کو باقاعدہ

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو خلیق احمد نظامی صاحب کا مذکورہ مقالہ "ملفوظات کی تاریخی اہمیت"

سائنسی علم کا درجہ حاصل ہوگیا۔

آئیے اس پس منظر میں کتاب حاضر یعنی سیر الاولیاء کی اہمیت و افادیت کی ایک جھلک ان اوراق میں دیکھیں۔

امیر خورد سیر الاولیائ کے مؤلف کی حیثیت سے دنیائے تصوّف میں نیک نامی اور شہرت رکھتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ تذکرہ نویسوں نے ان کے حالات محفوظ کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ سیر الاولیائ میں مختلف مقامات پر اپنے بارے میں جو اشارات کیے ہیں ہم انہیں یک جا کر کے ان کی زندگی کا خاکہ قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ امیر نے خود لکھا ہے۔

"کاتبِ حروف بندہ و بندہ زادہ .... و پدر و جدِّ ایں بندہ در سلک خدمت گاران این مشائخ کبار منسلک بودہ اند و بنعمت دینی و دنیاوی از حضرت این پاکان مخصوص گرفتہ اند[1]"

یعنی مَیں، میرا بیٹا اور باپ دادا، حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدّین اولیائؒ (ف ۷۲۵ھ) کے خدمت گاروں میں سے تھے۔

فرماتے ہیں کہ جب میری ولادت ہوئی تو میرے جدّ پدر سید محمد کرمانی جو کہ حضرت بابا فرید الدّین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے تھے اور مولانا شمس الدّین و امغانی جو کہ میرے نانا اور حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدّین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے ہم سبق تھے، میرا نام تجویز کروانے کی غرض سے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں گئے۔ سید محمدؒ کرمانی نے کہا کہ اس بچہ کا نام آپ رکھیں۔ آپ نے قدرے تامّل کے بعد فرمایا کہ میرا نام محمدؐ[2] ہے اور

---

[1]: امیر خورد، سیر الاولیائ۔ فارسی۔ مطبوعہ مطبع محب ہند دہلی ۱۳۰۲ھ ص ۳۵۶ - ۳۵۷

[2]: حضرت سلطان المشائخ نظام الدّین اولیائ کا پورا اسم گرامی اسطرح ہے، خواجہ محمد بن احمد بن خواجہ علی الحسینی البخاری بدایونی (ایضاً ص ۳۵۶)

ان کے دادا کا نام بھی محمدؐ ——— اس لیے ہم اس خرد سال کا نام محمدؐ تجویز کرتے ہیں۔ ؎۳

خود لکھتے ہیں کہ جب میں سنِ بلوغت کو پہنچا تو اپنی والدہ کی سعی جمیلہ اور جدّ مادر کی شفقت سے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے حلقہء ارادت میں داخل ہوا۔

"چوں بندہ بحدِ بلاغت رسید بسعی جمیلہ والدہ بزرگوار رحمۃ اللہ علیہا و بواسطہ شفقت جدّ مادر مولٰینا شمس الدین دامغانی رحمۃ اللہ علیہ بشرفِ ارادت حضرت سلطان المشائخ مشرف گشت"۔ ؎۴

مصنّف جب حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے دو بھائی سیّد لقمان اور سیّد داؤد بھی ہمراہ تھے۔ مولانا شمس الدین نے حضرت خواجہ سے عرض کی کہ سیّد مبارک کے فرزندان کو اپنے حلقہء ارادت میں شامل کر لیں تو حضرت نے فرمایا کہ یہ میرے ہی فرزند ہیں۔

"خدمتِ مولانا شمس الدین بندہ را باد و برادر سید لقمان و سیّد داؤد پیش بُرد ......
و ذکر ایں بندگان مولانا شمس الدین بدیں عبارت کرد کہ پسرانِ سید مبارک دعاگو زادگان مخدوم می خواہند کہ در سلک بندگان منسلک شوند و شرفِ ارادت مشرف گردند حضرت سلطان المشائخ فرمود کہ مولانا مرا اینہا فرزندان اند"۔ ؎۱

بیعت کے بعد حضرت نے ان کے سر پر کلاہ رکھی۔ اس وقت حضرت پہ گریہ اس قدر غالب تھا، کہ انہیں تلقین نہ کر سکے۔ لیکن ان کا اصل مقصد اپنے آباو اجداد کی سنّت کے مطابق حضرت کے سایہ شفقت میں پرورش پانا تھا، سو وہ انہیں حاصل ہو گیا۔ لکھتے ہیں :

"دستِ ارادت بندہ کمینہ را داد و کلاہ بر سر ایں بندہ نہاد فاما دریں حالت حضرت سلطان المشائخ را گریہ چناں غالب شد کہ تلقینے نہ کردند المقصود ایں بندہ

؎۳ ایضاً صہ ۳۵۰ ؎۴ ایضاً صہ ۳۵۰

؎۱ ایضاً صہ ۳۵۸

در سایۂ دیوار سلطان المشائخ بر سُنّت آبا و اجداد پرورش می یافت،، [۲]

پرورش کا یہ زمانہ مصنّف کا خاصا ابتدائے جوانی معلوم ہوتا ہے جب کہ وہ حضرت کی مجالس کے سخنان سمجھنے کا ادراک بھی نہیں رکھتے تھے ۔ لکھتے ہیں ،۔

"اگرچہ درک معانی در آں ایام چنداں نبود،، [۱]

مؤلف حضرت سلطان المشائخ کے مدرسہ میں معروف علمأ سے علم حاصل کرتے رہے، چنانچہ لکھتے ہیں ۔

"الغرض خدمت مولانا سراج الدین در کبر سن تعلّم کرد و برابر کاتب حروف در آغاز تعلّم میزان و تصریف و قواعد و مقدمات او تحقیق کرد ..... و پیش مولینا رکن الدین اندپتی برابر کاتب حروف کافیہ و مفصّل و قدوری و مجمع البحرین تحقیق کرد و بمرتبہ افادیت رسید،، [۲]

دکن جانے سے پیشتر مؤلف سے کہا گیا حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کر لو تو مؤلف نے جواب دیا کہ میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیأ سے بیعت ہوں، انہوں نے میرے سر پر کلاہ بھی رکھی تھی [۳] لیکن مؤلف اس وقت ان سے بیعت نہ ہوئے، بعد میں حلقۂ ارادت میں شامل ہوتے ۔

مؤلف کے ایک معاصر و مستند تذکرہ نویس خواجہ نظام غریب یمنی لکھتے ہیں کہ

"در آوان جوانی و زمان عنفوانی با مو و اشغال روزگار و اعمال دیار اشتغال نمودہ ہمدراں ہنگام از اعلی مراتب جاہ و جلال اعراض کردہ طریق مجاہدہ و سبیل مشاہدہ سپردہ و بہ حضرت سلطان المشائخ شرف حضور یافتہ واز

---

[۲] ایضاً صہ ۳۵۸

[۱] ایضاً صہ ۳۵۹ [۲] ایضاً صہ ۳۸۹ [۳] ایضاً صہ ۳۶۱

اصحاب کبار واحباب نامدار مشارٌالیہ وموی الیہ گشتہ وخدمتی شائستہ وملازمتی

بائستہ ازوی بر آمدہ،، ۱؎

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد مؤلف نے حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے تربیت حاصل کی۔

بعد ازو (وفات حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ رحمۃ اللہ علیہ) درخدمت خلفاؒ او بودہ

واز شیخ نصیر الدین محمود تربیت یافتہ،، ۲؎

مؤلف کے دیگر اعزہ بھی حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ سے منسلک تھے۔ سید قطب الدین حسین کرمانی اور سید کمال الدین کرمانی ان کے چچا تھے۔ جنہیں محمد بن تغلق نے مختلف عہدے دے کر مرکز سے منتشر کر دیا۔ ۳؎

سلسلہ چشتیہ کے حضرات کو جب جبراً دہلی سے باہر مثلاً دکن وغیرہ بھیجا گیا تو صاحبِ سیر الاولیاؒ بھی دولت آباد میں نظر آتے ہیں۔ ۴؎

آنجہانی پروفیسر محمد حبیب نے مؤلف کے پریشان کن بیانات سے اور غالباً ان کے نام کے ساتھ لفظ ''امیر'' کی مناسبت سے قیاس آرائی کی ہے کہ انہوں نے اپنے اجداد کی سُنّت کے خلاف بادشاہ کی ملازمت اختیار کر لی تھی۔ وہ لکھتے ہیں :- (4)

"Whether my conclusion that Mir Khurd's 'sin' consisted in entering government

---

۱؎ نظام غریب یمنی: لطائف اشرفی مطبوعہ نصرت المطابع دہلی ۱۲۹۹ھ ص ۳۶۵

۲؎ عبدالحق محدث دہلوی شیخ: اخبار الاخیار۔ مطبع ہاشمی میرٹھ ۱۲۷۸ھ ص ۹۰

۳؎ تفصیل کے لیے پروفیسر خلیق احمد نظامی کی کتاب سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات کا مطالعہ کرنا چاہیے: ص ۳۶۱ - ۳۶۲

۴؎ محمد حبیب پروفیسر: عہد سلاطین میں مشائخ چشت کے ملفوظات۔ مقالہ مشمولہ میڈیویل انڈیا۔ علی گڑھ۔ اکتوبر سنہ ۱۹۵۰ء ص ۶

service be correct or not, he insists that he returned to Delhi in a condition of mental worry and distraction."

نیز ان کا خیال ہے کہ مؤلف نے دکن سے پہلے خواجہ نصیر الدین محمود کے حلقۂ ارادت میں شامل ہونے سے انکار کر دیا تھا[2] جس کا مطلب یہ ہے کہ مؤلف نوجوانی میں دہلی سے دکن گئے تھے۔

سالِ وفات

مؤلف کی زندگی کا یہ وہ خاکہ ہے جو انہوں نے اپنی کتاب سیر الاولیاء میں خود پیش کیا ہے۔ اس کے بعد کی زندگی پر مکمل پردہ پڑا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ مؤلف کا سال وفات بھی کسی معاصر یا قریب العہد تذکرہ نویس نے نہیں لکھا۔ کم از کم حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار کے لیے جن ماخذ سے استفادہ کیا ہے وہ ان کے سال وفات سے خالی ہیں۔ صرف مفتی غلام سرور لاہوری مرحوم نے ایک نایاب کتاب شجرۂ چشتیہ کے حوالے سے جس کا سال تصنیف بھی ہمیں معلوم نہیں ہے، صاحب سیر الاولیاء کا سال وفات ۷۷۰ھ لکھا ہے[3] ایرانی فاضل سعید نفیسی نے ۱۳۴۴ش ۱۹۶۵ء میں اپنی کتاب تاریخ نظم و نثر در ایران و در زبان فارسی کی جلد دوم میں ایک تکملہ کا اضافہ کیا ہے جس میں مؤلف سیر الاولیاء کا مختصر حال بھی لکھا ہے[4]۔ ہمارا قیاس ہے کہ سعید نفیسی نے یہ حالات سٹوری کی کتاب پرشین لٹریچر[5] سے بغیر حوالہ ترجمہ کر کے شامل کتاب کر لیے ہیں۔ سٹوری نے اس باب میں وہ سنین ۷۷۱ھ اور ۷۷۰ھ لکھے ہیں۔ لیکن دونوں سنین میں مرنے

---

[1]   [2] ایضاً ص

[3] غلام سرور، مفتی، لاہوری، خزینۃ الاصفیاء ۱/ ۳۶۶

[4] سعید نفیسی، تاریخ نظم و نثر در ایران جلد دوم مطبوعہ تہران ۱۳۴۴ش ص ۷۵۹

[5] سٹوری کی پرشین لٹریچر کا محولہ بالا حصہ ۳ ۱۹۵۳ء میں لندن سے شائع ہوا تھا، اور نفیسی نے زیر بحث تکملہ ۱۹۶۵ء میں لکھا۔

والوں کے نام کی بجائے
He died in 711/1311-12...
He died in 770/1368-9...

اب اگر سیاق و سباق کے ساتھ غور کیا جائے تو پہلے سال وفات سے مراد مؤلف کے والد، سید مبارک اور آخر سنہ وفات خود صاحب سیر الاولیا کا ہے۔ دونوں سنین میں چونکہ مرنے والوں کے نام درج نہیں تھے، اس لیے نفیسی صاحب کو سہو ہو گیا۔ اور انہوں نے مؤخر الذکر ۷۷۰ھ کو (غالباً طباعت کی غلطی سے ۷۹۰ھ بن گیا ہے) لاابالی طور پر حالات کے درمیان لکھ دیا اور ۷۱۱ھ کو مؤلف کا سال وفات سمجھ لیا۔ بحث کا حاصل یہ ہے کہ مفتی غلام سرور کا درج کردہ سال وفات ۷۷۰ھ نفیسی مقابلہ میں زیادہ معتبر ہے۔

سیر الاولیا کتاب سیر الاولیا، دس ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اوّل حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر حضرت خواجہ نظام الدین اولیا، رحمۃ اللہ علیہ تک اور باقی ابواب حضرت خواجہ کے خلفائے احوال و ملفوظات سے مملو ہیں۔ باب ششم تا دہم میں تصوف کے مختلف امور پر بحث و تمحیص ہے۔

یہ کتاب مؤلف نے کس سنہ میں لکھنی شروع کی اور پایۂ تکمیل تک کب پہنچی اس کا مؤلف نے کہیں ذکر نہیں کیا۔ تاہم انہوں نے لکھا ہے کہ اس کی تالیف کے وقت میری عمر پچاس سال تھی۔ لیکن یہ حتمی ہے کہ انہوں نے اس کی تالیف کا آغاز فیروز شاہ تغلق (۷۵۲ھ/۱۳۵۱ء - ۷۹۰ھ/۱۳۸۸ء) کے عہد میں کیا۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ وفات ۷۷۰ھ تک اس میں اصلاح و اضافہ کرتے رہے۔

آئیے ان مختصر تعارفی سطور کے بعد اس کا قدرے مفصل جائزہ لیں۔

مشائخ چشت کے تذکروں اور ملفوظات میں سے فوائد الفواد، دُرَرِ نظامی اور خیر المجالس کے بعد سیر الاولیا کو خاص اہمیت حاصل ہے، مشائخ چشت کے مختلف ادوار میں سے دور اوّل کی سب سے زیادہ تفصیلات اسی سیر الاولیا میں ملتی ہیں۔ صوفیہ کے اکثر تذکرہ نگاروں نے اسے سند کے طور پر استعمال کیا ہے۔

معاصر اور قریب العہد تذکرہ نویسوں میں سے بعض کی آراء پیش کی جاتی ہیں:۔

صاحبِ لطائفِ اشرفی جو حضرت اشرف جہانگیر سمنانی (متوفی حدود ۸۳۰ھ) کے ملفوظات پر مشتمل ہے اس کے جامع حضرت نظام غریب یمنی ہیں۔ اس میں انہوں نے سیر الاولیا سے استفادہ کیا ہے اور اسے ملفوظات کے دوسرے مجموعوں پر ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ گم گشتگان کے لیے دل جمعی، مقصود کی رونمائی کے لیے آئینہ اور معرفت کشائی کا جام ہے۔ لکھا ہے:۔

"الفاظ متبرکہ و اقوال متوثرہ را جامع آمدہ اگرچہ اکابر دیگر واماثر اصحاب ملفوظات شریف را جمع بہترین ازین دست نداده کہ مقبول ہمہ طوائف و ماحول ہمہ ظرائف شدہ و سبب ہدایت جمعی گم گشتگاں بادید ضلالت و موجب رعایت زمرہ راہ نابردہ گان وادیۂ زلالت شدہ، بلکہ مقصد اصحاب عرفان و موجد ارباب وجدان آمدہ آئنہ روی نمای مقصود و جام معرفت کشای معبود گشتہ"۔ [1]

مولانا جمالی دہلوی نے سیر العارفین میں جو ۹۳۷ھ کی تصنیف ہے میں جا بجا سیر الاولیاء سے استفادہ کیا ہے۔ اور اس کے اقوال شاملِ کتاب کیے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی جنہوں نے اخبار الاخیار خاصی تحقیقی و تنقیدی نقطۂ نظر سے لکھی ہے، مشائخ چشت کے احوال کے لیے انہوں نے اس سے خاصا مواد نقل و اقتباس کیا ہے۔ بعض مقامات پر اس کے مندرجات کو ناقص بھی قرار دیا ہے۔ مثلاً حضرت شیخ علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ جن کی شخصیت تذکرہ نویسوں کے ہاں متنازعہ فیہ ہے، حضرت شیخ محدّث نے سیر الاولیا میں مندرج حالات شیخ صابر کے بارے میں وضاحت کی ہے:۔

---

[1] نظام غریب یمنی؛ لطائفِ اشرفی ۱/۳۶۵

ذکر او در سیر الاولیا اصلاً نہ کردہ و آنچہ کردہ ہمیں شیخ صابر را کرد وہ بر آں نہجی کہ در
عنوان مذکور شد و ترک ذکر او خالی از غرابت نیست و تواند کہ مراد از شیخ صابر
ہمیں شیخ علی صابر باشد ؟ [1]

مولانا عبدالحی حسنی صاحب نزہۃ الخواطر نے لکھا ہے کہ مشائخ کے تذکروں میں سیر الاولیاء
ایک بے نظیر کتاب ہے۔ لم ار لہ نظیرا فی طبقات المشائخ [2]

مؤلف اپنی دکن کی پریشان کن زندگی سے واپسی کے بعد پورے ذہنی سکون کیساتھ
برصغیر کے چشتی صوفیہ کا تذکرہ لکھنے کے لیے قلم سنبھالتے ہیں۔ وہ اس باب میں حضرت خواجہ
نظام الدین اولیاؒ رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے نجی کاغذات حاصل کر لیتے ہیں۔ انہیں اپنے ابتدائی
ایام جوانی میں حضرت خواجہ کے بہت سے خلفاء کی صحبت میسر آئی تھی۔ جب انہوں نے سیر الاولیاؒ
لکھنے کا ارادہ کیا تو ان کے والدین اور چچا نے جو کہ حضرت خواجہ کے "نزدیکان" میں سے تھے
اور اس عہد کی خاصی یادداشتیں ان کے پاس تھیں جو انہوں نے مؤلف کے حوالہ کر دیں، اس
طرح مکمل تیاری کے بعد امیر خورد نے اپنا کام شروع کیا۔

فوائد الفواد اور خیر المجالس سے تقابل کیا جائے تو سیر الاولیا اپنی سادگی، سہل نویسی اور
آسان پیرایۂ بیان کے اعتبار سے ان پر فائق ہے۔ لیکن بیانات کی مضبوطی اور تقدم زمانی کے
اعتبار سے سلسلۂ چشتیہ کے دورِ اوّل کی تاریخ کے سلسلہ میں اول الذکر ماخذ اس سے زیادہ معتبر ہیں،
مؤلف ہمیں بہت سی ایسی معلومات بہم پہنچاتے ہیں۔ جو قابل اعتماد اور چشم دید گواہوں کے
بیانات پر مبنی ہیں۔ وہ حضرت خواجہ کے کئی جانشینوں اور خلفا کو جانتے ہیں جن کے بیانات انہوں
نے نہ صرف شاملِ کتاب کیے ہیں بلکہ بہت سے اختلافات بھی کیے ہیں کہ انہوں نے دوسروں سے

---

[1] عبدالحق، محدث دہلوی، اخبار الاخیار ص ۶۶

[2] عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر۔ حیدر آباد۔ دکن ۱۹۶۶ء جلد اول ص ۱۳۹

اس واقعہ کو اس طرح سُنا ہے۔ انہوں نے فوائد الفواد کا بہت سا مواد شامل کتاب کرلیا ہے۔
مؤلف کو حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات خیر المجالس سے واقفیت حاصل نہیں تھی۔ اگرچہ وہ سیر الاولیا سے قبل مکمل ہوچکی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کے جامع مولانا حمید شاعر قلندر سے کبھی نہیں ملے۔ انہوں نے حضرت شیخ نصیر الدین محمود کے جو ملفوظات سیر الاولیا میں درج کیے ہیں وہ براہِ راست ان کی اپنی شنید ہے، وہ خیر المجالس سے ماخوذ نہیں ہیں۔ [1] گویا حضرت چراغ دہلوی کے حالات و ملفوظات پر خیر المجالس کے بعد دوسرا معاصر ماخذ سیر الاولیا ہے۔

سیر الاولیا میں عہد سلاطین کے بہت سے سیاسی، سماجی اور معاشی اشارے ملتے ہیں۔ یہ نکات تاریخی اعتبار سے شک و شبہ سے پاک ہیں۔ رہیں سیاسی کتب تاریخ تو وہ سماجی زندگی کے آثار اور علماء و صوفیہ کے حالات سے کلیتہً خالی ہیں۔ در اصل تذکرہ نویسوں نے تذکرہ نویسی کے فن کو بلا وجہ نہیں اپنا لیا اور یہ خیال بھی خام ہے کہ صوفیہ نے اپنی مدح سرائی کے لیے اپنے ملفوظات مرتب کروائے اور اپنے حالات پہ تذکرہ لکھوائے۔ بلکہ تذکرہ نویسی شعوری طور پر سیاسی کتب تاریخ کی اس ناانصافی کو محسوس کرچکے تھے۔ کئی تذکرہ نگاروں نے واضح الفاظ میں اس کی شکایت بھی کی ہے، مثلاً "محمد غوثی شطاری نے گلزار ابرار (۱۰۲۲ھ) میں قاضی منہاج سراج کی طبقات ناصری میں اس وقت کے علمی اور مذہبی حالات سے کُلیتہً اجتناب کرنے پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔" [2]
سیر الاولیا میں جو بہت اہم سیاسی نکات درج ہوئے ہیں۔ ان میں محمد بن تغلق (۷۵۲–۷۹۰ھ / ۱۳۵۱–۱۳۸۸ء) کی دکن پالیسی خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ محمد بن تغلق کی اِس

---

[1] سیر الاولیا کا تنقیدی جائزہ پروفیسر محمد حبیب کے مذکورہ مقالہ سے ملخصاً ماخوذ ہے۔
[2] نظامی، خلیق احمد: سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات۔ دہلی ۱۹۵۸ء صـ ۱۰۲

پالیسی سے دہلی کے علمائ و مشائخ کی مرکزیت و اجتماعی حیثیت کو بڑا نقصان پہنچا تھا۔ خصوصاً سلسلہ چشتیہ کی مرکزیت ختم کرنے کے لیے اس سلسلہ کے اکابر کو جبراً سیاست میں آلودہ کر کے دور دراز مقامات پر بھیج دیا۔ جس سے سلسلہ چشتیہ کا ابتدائی دور مکمل طور پر ختم ہو کر رہ گیا۔ سلسلہ چشتیہ کے صوفیہ کے تذکروں میں اس کے اس رویہ پر بڑی کڑی تنقید کا سبب بھی یہی ہے۔ پیشِ نظر کتاب سیر الاولیائ میں بھی اس قسم کے بہت سے واقعات درج ہیں۔ جن کا مطالعہ تاریخ میں دلچسپی رکھنے والوں کے لیے لطف سے خالی نہیں ہوگا۔

سیر الاولیائ کے متعدد قلمی نسخے دنیا کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ جن کی تفصیل کے لیے ملاحظہ مسٹر سی اے سٹوری کی کتاب پرشین لٹریچر[1]

سیر الاولیائ کا فارسی متن ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۵ء میں پہلی مرتبہ چرنجی لال کے انجام سے مطبع محب ہند دہلی سے شائع ہوا۔

اس کا ایک اردو ترجمہ اسی مذکورہ اشاعت اوّل پر مبنی ہے۔ اب اُسی قدیم اردو ترجمہ کو مکتبۃ الکتاب لاہور بصورت عکس شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ سیر الاولیا کا ایک تکملہ بھی لکھا گیا تھا۔ خاصے کی چیز ہے۔ یہ ذیلی تکملہ فارسی میں خواجہ گل محمد احمد پوری نے لکھا تھا، جو مطبع رضوی دہلی سے ۱۳۱۲ھ میں شائع ہوا۔

——— دار المورخین ——— احقر ———

گیلانی سٹریٹ۔ منور عزیز پارک، نیو وسن پورہ لاہور ——— محمد اقبال مجددی — ۲۷ جون ۱۹۷۸ء

انه من سلیمان وانه بسم الله الرحمن الرحیم

لله الحمد والمنة که درین ایام میمنت فرجام ترجمه نسخهٔ مرغوب اولیا معروف به

سیر الاولیاء

از تصانیف لطیف حضرت سید محمد مبارک رحمه مترجمه غلام احمد خان بریان مترجم کتب تصوف

در مطبع مسلم پریس دهلی باهتمام مولوی غلام احمد خان بسلک طبع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وصحابہ اجمعین ۞ **امابعد** ایک مدت مدید و عرصۂ بعید سے مجھ ناکارہ
و نالائق آلودۂ عصیان غلام احمد خان بریان المشہور بہ مترجم کتب تصوف ابن جناب مستغنی عن الالقاب سراج
السالکین زبدۃ العارفین خاصۂ خاصگان مولانا مولوی غلام محمد خان صاحب حنفی چشتی سلیمانی جہجری مغفور بروانہ کا
ارادہ تہا کہ نسخۂ شریف کتاب مستطاب **سیر الاولیا** فی محبت حضرت جل والعلیٰ کا ترجمہ بزبان اردو برائ
استفادہ اہل شوق اردو خوان کیا جاوے الحمد للہ علی احسانہ کہ حضرت تبارک وتعالیٰ نے اس کام اہم کو مجھ جیسے
کم علم کے ہاتھ سے پورا فرمایا۔ اور مجھے اپنی توفیق سے اس مقصد عظیم مین کامیابی بخشی۔ مین نے اپنی بساط علم کے
موافق جہان تک ممکن ہوا اس کتاب کے ترجمہ مین ہمت صرف کی اور سہل اردو مین ترجمہ کیا۔ فارسی اشعار
کی نسبت میرا ارادہ تہا کہ انکا بہی اردو نظم مین ترجمہ کیا جاوے لیکن جب انکی خوبی مضامین اور لطافت پر نظر
کی اونکی عمدگی مضامین محبت اور استعارات نے مجھے ترجمہ سے باز رکہا۔ لیکن فسحت خاطر احباب اردو خوان
کے لئے مین نے اون کا ترجمہ اردو مین بطور حواشی کتاب کر دیا ہے کہ کم استعداد ارباب عقیدت بہی اونکے
مضامین کی فہم سے قاصر نہ رہین۔ مجھے اس محنت جانکاہی کا بدلہ اون صاحبون سے جو اس ترجمہ کو مطالعہ
فرمائین صرف اسی قدر مطلوب ہے کہ وہ میرے حق مین دعائے حفظ ایمان۔ خاتمہ بخیر۔ اور دعائے مغفرت
فرمائین

قطعہ

غرض نقشیست از ما یاد ماند ؛ کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحبدلے از رہ رحمت ؛ کند در حق این مسکین دعائے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

حمد
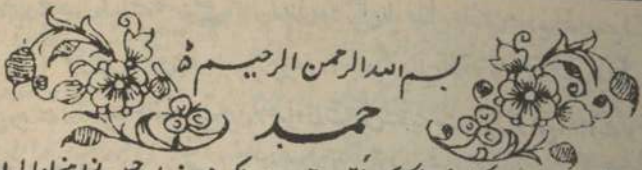
متواتر وپے درپے تعریف کے قابل اور بکثرت و بحد شکر کے لائق وہ مقدس اور پاک ذات خدا ہے جس نے اپنے اولیا اور محبون کو
دنیا مین بے رغبتی اور اوس سے دلی نفرت کرنیکی وجہ سے معزز فرمایا تاکہ وہ اوسکی فانی زیب و زینت اور بہت جلد مٹجانیوالی
آرائش پر ذرا التفات نکرین اور اونہین اسبات سے پاک و ستھرا کیا کہ بجز اوسکی حضرت کے غیر کا کبھی ملاحظہ نکرین۔ یہ بندۂ
ضعیف (مؤلف کتاب ہذا) عرض کرتا ہے **بیت** التفاتِ دلِ عشاق سوئے حضرتِ تست ؎ جانِ مشتاق اسیرِ نظرِ
رحمتِ تست ؎ اسکے بعد اونہین حقائق کے معلوم کرنے کی طرف ہدایت بخشی تاکہ اوسکے انوارِ معرفت سے ہمیشہ منور رہین
یہ ضعیف عرض کرتا ہے **ابیات**۔ بخشید ہدایتے سوئے خویش ؎ فرمود عنایتے بہ درویش ؎
پرورد دلم بنور عرفان ؎ خون کرد زعشق این دلِ ریش ؎ نیز اونکے دلون مین اپنی ملاقات کے شوق ذوق کے
سبب سے ایکطرح کی ایسی نرمی و گدازگی پیدا کی کہ وہ غم و اندوہ کی کٹھالی مین آتش شوق سے پگھلجاتے ہین
بندۂ ضعیف کہتا ہے۔ **ابیات** گدازش یافت دلہائے عزیزان ؎ زشوقِ آن جمالِ لایزالی ؎ جمالِ لایزالی راست
بس شوق ؎ برقص آمد دلم از شوق حالی ؎ اور اوس نے اپنے رخِ مبارک کے انوار و جلال کو ظاہر کیا تاکہ وہ
محبت کی بھڑکتی ہوئی آگ مین جل بھنکر رہجاتین۔ یہ ضعیف کہتا ہے۔ **بیت** عشقِ تو آتشے بدل و جانِ ما بزد ؎
اینک بسوختیم زعشقت بسوختیم ؎ ایک بزرگ کیا ہی خوب فرماتے ہین۔ **بیت** کرا مجال نظر بر جمال میمونت ؎
بدین صفت کہ تو دلمیبری ورائی حجاب ؎ ایک اور بزرگ نازک خیال فرماتے ہین۔ **بیت**
حیرت اندر حیرت است و بستگی در بستگی ؎ گہ گمان گردد یقین وگہ یقین گردد گمان ؎ پس جسوقت خدا کی محب
اور اوسکے اولیا عظمت و جلال کے پرخوف و خطرناک صحرا مین اوڑنا چاہتے ہین تو اپنی عقل کو دہشت و خوف مین مستغرق

حاشیہ ۱۔ عاشقون کے دلونکا التفات صرف تیری ہی طرف ہے اور مشتاق کی جان تیری ہی نظرِ رحمت کی مقید ہے ۱۲ ۲۔ درویش کے
حال پر عنایت فرما کر اوسے اپنی طرف ہدایت بخشی۔ اوسنے اول تو میرے دلکو نور عرفان سے پالا پھر اپنے عشق سے میرے گھائل دل کا خون کر ڈالا ۱۲
۳۔ عزیزون کے دلونمین اوس جمال لایزالی کے شوق سے گدازگی و نرمی پائی ہے۔ جمال لایزالی کے شوق کا کوئی کافی معیار و اندازہ نہین
لیکن موجودہ شوق کی یہ کیفیت ہے کہ اوس سے میرا دل رقص کر رہا ہے ۱۲ ۴۔ تیرے عشق نے ہمارے دل و جان مین آگ بھڑکا دی ہے حتی کہ ہم اوس سے
بالکل جلگئے ہین ۱۲ ۵۔ تیرے جمالِ پاک پر نظر ڈالنے کی کسیکو مجال نہین یہ صفت تجھی مین ہے کہ حجاب کے پیچھے سے دل اپنی طرف کھینچ لیتا
ہے ۱۲ ۶۔ حیرت مین حیرت اور بستگی مین بستگی ہے تعجب کی بات ہے کہ کبھی گمان یقین ہوجاتا ہے اور گاہے یقین گمان ۱۲

دمحو ہاتے ہین یہ ضعیف کہتا ہے **بیت** جمال لم یزل ولایزال راز جلال ؛ ازین دو دیدۂ خون ریز احتجاب نمود ؛
چو دید دیدۂ ما غرق خون زشوق جمال ؛ ہزار حیرت و دہشت دگر بران افزود ؛ اور جب یہ لوگ دہشت و
حیرت کی وجہ سے اوس سے موہنہ پہیرتے ہین تو سرا وقات جمال سے یہ مست و محو کرنیوالی ندا اونکے گوش ہوش مین
پہونچتی ہے کہ میرے دوستو نا امید نہو صبر کو اپنا زیور ٹھیراؤ اور عجلت و شتابی کو عمل مین مت لاؤ کیونکہ ہماری
جمال ذوالجلال کے لائق و قابل تم ہی لوگ ہو۔ **رباعی** شایانِ جمالِ ما شما ئید ؛ در عشق چہ کاہلی نمائید ؛
گر رویتِ ذوالجلال خواہید ؛ در مذہب عاشقان درآئید ؛ پس اس روح افزا مژدہ اور راحت انگیز
خوشخبری کو سنکر اوسکے حکم پر گردن تسلیم خم کر دیتے اور رد و قبول۔ مفارقت و وصول کے درمیان محبت
کی طوفان خیز دریا مین ڈوب جاتے اور الفت کی بہڑکتی ہوئی آگ مین جلجاتے ہین۔ **قطعہ**۔
غرق دریائے معرفت گشتیم ؛ چون کنم چون کرانہ پیدا نیست ؛ سوختن شد نصیب جان و دلم ؛ ساختن کار جان شیدا نیست ؛
اور اپنے اختیار کی باگ اوسکے دستِ قدرت مین بلا تامل سپرد کر دیتے اور سر آستانۂ رضا پر بیچون و چرا رکہدیتے
ہین **قطعہ** بر آستانِ رضا سر نہادہ ام اینک ؛ کہ نزد اہل دلان دینِ صادقان این است ؛
براہ عشق تو جان را بخرمی بدہم ؛ ہمینست کار من و کار عاشقان اینست ؛

نعت

خدا کے برگزیدہ و معزز نبی و حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (اونپر خدا اور فرشتون کی رحمت ہو جو
عرش کے گرداگرد ہین) پر بے انتہا رحمتین اور بے شمار برکتین نازل ہون جو محبوبون کے سرتاج پیغمبرون کے مقتدا
و پیشوا اور خاتم النبیین ہین۔ ان سب پر خدا کی رحمتین اور سلام۔ ایک معزز بزرگ خوب فرماتے ہین **شعر**
صَلَّی اللّٰہُ وَمَنْ یَّحُفُّ بِعَرْشِہٖ ؛ وَالْاَطْہَرُوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الْاَمْجَدِ ؛ مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ ؛ لٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

۱؎ اوس نے ہماری ان دونون خون بہاآنکھون سے اپنے جمال لم یزل و لایزال کو جلال سے پردہ مین رکہا لیکن جب ہماری آنکھ
شوق جمال سے غرق خون دیکہا تو اوسپر ہزار طرح کی دہشت و حیرت اور زیادہ کی ۱۲ ۲؎ ہمارے جمال کے قابل صرف تم ہی ہو
اور جب یہ ہے تو عشق مین کاہلی نکرو اگر ہمارا دیدار چاہتے ہو تو عاشقون کا مذہب اختیار کرو ۱۲ ۳؎ ہم دریائے معرفت مین ڈوب
گئے کیونکہ اوسکا ساحل ناپید ہے ہماری جان و دل کو جلنا ہی نصیب ہوا کیونکہ جان شیدا کو کبھی کامیابی حاصل نہین ہوتی ۱۲
۴؎ مینے رضا کی چوکہٹ پر سر اسلئے رکہدیا ہے کہ اہل دلونکے نزدیک صدیقون کا دین و مذہب یہی ہے مین تیرے عشق کی راہ مین خوشی سے جان
دیتا ہون یہی مجہسے بن آتا ہے اور عاشقون کا کام یہی ہے ۵؎ اوس بزرگ و معزز نبی پر خدا اور اون فرشتون کی جو عرش الہی کے
گرداگرد صف آرا ہین اور مقدس و پاک حضرات کی رحمت ہو مین اپنے قول سے محمد صلعم کی مدح نہین کرتا بلکہ اپنے قول کی اونکی وجہ سے مدح کرتا ہون

بندہ ضعیف کہتا ہے **شعر** قَمَرٌ مُنِیْرٌ دَائِمُ الْاِشْرَاقِ ؛ قَامَتْ عَلَیْہِ قِیَامَۃُ الْعُشَّاقِ ؛ بَدْرٌ تَمَنَّی النَّاظِرُوْنَ لَوْ اَنَّہٗ ؛ مَا بَیْنَہُمْ یَمْشِیْ عَلَی الْاَحْدَاقِ ؛ اور آپکے آل پاک اور یارون پر بہی خدا کی رحمتین اور سلام ہو جو خلق کے پیشوا اور حق کا رستہ بتانے والے ہین۔ چنانچہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اون کے بارہ مین ارشاد فرماتے ہین اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِہْتَدَیْتُمْ۔ ایک بزرگ فرماتے ہین **شعر** ہُمُ النُّجَبَاءُ الْغُرُّ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ ؛ وَہُمْ بَایَعُوْہُ طَائِعِیْنَ الَّذِی الشَّجَرْ ؛ عَلَیْہِمْ سَلَامُ اللّٰہِ مَا رَاحَ طَائِرٌ ؛ وَمَا لَاحَ لِلسَّیَّارِیْنَ فِی الظُّلَمِ الْقَمَرْ ؛ خاصکر جناب امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ پر خدا کی بے شمار رحمتین اور سلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام امت مین سب سے بزرگ و خلیفۂ وقت اور سید رب العالمین کے معزز و ممتاز خلیفہ تہے اور جو اہل تجرید کے سرتاج ارباب تفرید کے بادشاہ تہے جنکی اَنگنت و بے شمار کرامتین مشہور و معروف ہین اور صدہا آیات و دلائل اون پر بڑی وضاحت کے ساتھ دلالت کرتی ہین آپکو قلت روایات و حکایات کی وجہ سے حضرات مشائخ ارباب مشاہدہ کا مقتدا و پیشوا مانتے اور اون کا سرتاج تسلیم کرتے ہین آپکی پر مغز عاقلانہ کلمات اور عبرت آمیز نصائح سے ایک یہ ہے کہ آپ فرمایا کرتے تہے۔ دَارُنَا فَانِیَۃٌ وَاَمْوَالُنَا عَارِیَۃٌ وَاَنْفَاسُنَا مَعْدُوْدَۃٌ وَکَسَلُنَا مَوْجُوْدَۃٌ۔ زہری رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہین کہ جب امیر المومنین جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر لوگون نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی تو آپ نے منبر پر چڑھکر نہایت پُراثر الفاظ مین خطبہ پڑھا اور اثناء خطبہ مین یہ بہی ذکر کیا کہ وَاللّٰہِ مَا کُنْتُ حَرِیْصًا عَلَی الْاِمَارَۃِ یَوْمًا وَلَیْلَۃً قَطُّ وَلَا کُنْتُ فِیْہَا رَاغِبًا وَلَا سَاَلْتُہَا اللّٰہَ قَطُّ فِیْ سِرٍّ وَعَلَانِیَۃٍ وَمَالِیْ مَعَ الْاِمَارَۃِ رَاحَۃٌ۔ یعنے بخدا مین کبہی رات دن مین امیر ہونے پر حریص نہ تہا نہ مجہے امارت مین کبہی رغبت پیدا ہوئی اور نہ مین نے کبہی ظاہر و باطن مین اوسکی بابت خدا سے سوال کیا اور مجہے اس امارت مین راحت ہی کیا ہے۔ مین نے حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے خط مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ قَالَ الْاَعْرَابِیُّ لِاَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنْتَ خَلِیْفَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ قَالَ لَا اِلَّا اَنَا الْخَلْفُ

حضرت ابو بکر صدیق کے مناقب

ہمارا گھر فانی ہے اور ہمارے مال عاریتی ہین اور ہماری سانسین گنی ہوئی ہین اور ہماری کاہلی موجود ہے ۱۲

۱ وہ ایک روشن اور چمکدار چاند ہے جسکی روشنی دائم و قائم ہے اور جسپر عشاق کی برخاست برپا ہوئی ہے بلکہ وہ چودہوین رات کا چاند ہے کہ دیکہنے والے آرزو کرتے ہین کہ کاش ہمارے جلانے کے لیئے قدم آگے بڑہائے ۱۲

۲ میرے اصحاب چمکدار ستارون جیسے ہین اون مین سے تم جس کی پیروی کروگے راہ پاؤگے ۱۲

۳ وہ محمد کی اولاد سے زیادہ عزیز و شریف ہین اور برضا و رغبت درخت کے نیچے آپ سے بیعت کرنے ہین اون پر خدا کا سلام ہو جب تک پرندہ اُڑتا ہے اور جبتک تاریکی مین سفر کرنے والون کے لیئے چاند چمکتا ہے ۱۲

بعدہٗ - یعنی ایک بدوی نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ تم رسول خدا کے خلیفہ ہو - فرمایا مین خلیفہ نہین ہون بلکہ اون کے بعد اون کا خلاف ہون - ایک حکایت مین یہ بھی آیا ہے کہ جناب امیر المومنین حضرت **عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے عہد مین جناب امیر المومنین حضرت **ابو بکر** صدیق رضی اللہ عنہ کی بیبیون مین سے ایک بی بی سے نکاح کیا جب خلوت ہوئی تو آپ نے اوس سے فرمایا کہ تم میرے سامنے امیر المومنین حضرت ابو بکر رضہ کے معاملات کا کچھہ ذکر کرو اور یہ بھی بتاؤ کہ وہ زیادہ تر کن کامون مین مشغول رہتے تہے تا کہ مین اون کامون مین ابو بکر رضہ کی پیروی کرون بی بی نے کہا کہ مین بجز اسکے اور کچھہ نہین جانتی کہ حضرت ابو بکر رضہ رات کے اکثر حصہ مین مشغول بحق رہتے اور جب صبح کی پو پہٹتی تو سینۂ مبارک سے ایک ایسا سانس نکالتے جس سے جلے ہوئے جگر کی بو تمام گہر مین پہیلجاتی حضرت امیر المومنین جناب فاروق اعظم بی بی کی یہ تقریر سنکر زار قطار رونے لگے اور ایک آہ سرد بہر کر فرمایا ممکن ہے کہ مین اونکے تمام کامون اور باتون مین پیروی و متابعت کرون لیکن جلے ہوئے جگر کی بو کہان سے لا سکتا ہون - یہی وجہ تہی کہ جناب امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق ذیل کی بشارت کے ساتھ مخصوص ہوئے -

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ یَتَجَلّٰی الْخَلْقَ عَامَّۃً وَّ لِاَبِیْ بَکْرٍ خَاصَّۃً یعنی خدا تعالےٰ تمام خلق پر عام طور پر تجلی کرتا ہے لیکن ابو بکر پر خصوصیت کے ساتھ تجلی فرماتا ہے اور اسلیئے جناب فاروق اعظم اکثر اوقات فرمایا کرتے تہے یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ شَعْرَۃً فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ - یعنے کاش مین حضرت ابو بکر صدیق رضہ کے سینہ کا ایک بال ہوتا - زان بعد جناب امیر المومنین حضرت فاروق اعظم نے اوس عورت کو جس سے نکاح کیا تہا بلا کر فرمایا اس عقد سے میرا ذاتی مقصد صرف اسیقدر تہا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی اور معاملات روزمرہ کی بابت تفحص کرون ورنہ اس عقد سے میری کوئی اور غرض نہ تہی یہ کہکر آپنے اوسکا مقررہ مہر حوالہ کر دیا اور طلاق دیکر رخصت کر دیا - اور مین نے حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ لَقَبُ اَبِیْ بَکْرٍ بِالْعَتِیْقِ قِیْلَ لِجَمَالِہٖ وَقِیْلَ بِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰہِ مِنَ النَّارِ - قَالَتْ عَائِشَۃُ کَانَ لِاَبِیْ قُحَافَۃَ ثَلٰثٌ وَلَدٌ عَتِیْقٌ وَمُعْتَقٌ وَمُعَیْتِقٌ - یعنے حضرت ابو بکر کا لقب عتیق ہونے مین سبکو اتفاق ہے مگر اسکی وجہ اور سبب مین تہوڑا اختلاف ہے بعض نے اسکی وجہ یہ بیان کی ہے کہ حسن و جمال کی خوبی کے باعث آپکو عتیق کہتے تہے - اور بعض کہتے ہین اسکی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو مخاطب کر کے فرمایا - ابو بکر ! تم دوزخ کی آگ سے آزاد ہو - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ ابو قحافہ کے تین فرزند تہے - ایک عتیق - دوسرے معتق - تیسرے معیتق - آپ آخر عمر مین پندرہ روز بیمار رہے

اور سنہ ۱۳ ہجری مین انتقال فرمایا۔ مین نے حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز کے خط مبارک سے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ لَمَّا مَاتَ اَبُوبَکْرٍ قَامَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَلَی الْبَابِ الَّذِیْ ہُوَ مُسَجًّی فِیْہِ فَقَالَ کُنْتَ وَاللّٰہِ لِلدِّیْنِ یَعْسُوْبًا اَوَّلًا حِیْنَ نَفَرَ النَّاسُ عَنْہُ وَ اٰخِرًا حِیْنَ فَشِلُوْا کُنْتَ کَالْجَبَلِ لَا تُحَرِّکُہُ الْعَوَاصِفُ وَلَا تُزِیْلُہُ الْقَوَاصِفُ (اَلْیَعْسُوْبُ فَحْلُ النَّحْلِ لِاَنَّہٗ سَابِقٌ فِیْمَا اخْتَلَفَتْ اٰرَاءُہُمْ فِیْ قِتَالِ مَانِعِی الزَّکٰوۃِ اَلْعَاصِفُ الرِّیْحُ الْکَاسِرَۃُ)

یعنے جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو جناب علی رضی اللہ عنہ نے اوس دروازہ پر کھڑے ہو کر فرمایا۔ جس مین خدا کو پاکی کے ساتھ یاد کرتے تھے کہ اے ابو بکر بخدا تم ابتدائی زمانہ مین بھی لوگون کے لیے یعسوب تھے، جبکہ وہ دین اسلام سے بھاگتے اور نفرت کرتے تھے اور آخر زمانہ مین جبکہ اونہون نے بزدلی اختیار کی تو بھی آپ ایک ایسے پہاڑ کی طرح ثابت قدم رہے جسے نہ تو تیز و تند ہوا ہی حرکت دے سکتی ہے نہ سخت اندھیاؤ ہی جگہ سے ہٹا سکتا ہے۔ یعسوب شہد کی مکھی کے سردار کو کہتے ہین اور جیساکہ وہ تمام مکھیون کے آگے ہوتا ہے ہیطرح حضرت ابو بکر صدیق مانعین زکوۃ سے جہاد کرنے مین سابق تھے جبکہ صحابہ کی اسبارہ مین مختلف رائین ظاہر ہوئین اور عاصف تیز اور توڑ دینے والی ہوا کو کہتے ہین۔ خواجہ حکیم سنائی اس خلیفہؓ کی مدح مین کہتے ہین

قصیدہ

در سرای غرور و مونس و یار ثانی اثنین اذ هما فی الغار
از زبان صادق ز جان صدیق[1] چون نبی عاشق و چو کعبه عتیق
عالمی قصد کافری کرده او نبوت پیمبری کرده
گشته پشمینه پوش در ره امین از پئے درد او بحلقۂ دین
صدر او نقش بند زیب فرش درد او مجمر دل و جگرش
پیش او رفته اند تا درگاه حور و غلمان ز جعد و گیسو راه
صورت و سیرتش همه جان بود زان ز چشم عوام پنهان بود
حور صدر قیامتش خواند رافضی قدر او کجا داند
آنکه ابلیس وار تن بیند همه را هم چو خویشتن بیند
چشم بوبکر بین ز دین خیزد نه ز رفض و هوا و کین خیزد

[1] حضرت ابو بکر صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسدرجہ یار غم گسار تھے کہ آپکے بارہ مین خدا تعالی نے آیہ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار نازل فرمائی آپ جیسے زبان کے سچے تھے ویسے ہی جان سے آپ کے دوست بھی تھے اور جس طرح نبی کی طرح مہربانی و شفقت کی صفت پائی جاتی تھی اوسیطرح کعبہ کی مانند عتیق کی صفت سے موصوف تھے۔ یہ بات خصوصیت کے ساتھ آپ ہی مین دیکھی جاتی ہے کہ جب ایک عالم نے کفر دار تداد کا قصد کیا تو آپ نے پیغمبر صاحب کی نبوت کا خود انجام دیا۔ جب آپنے راہ خدا مین اپنا سارا مال صرف کر کے صرف ایک کالاکمل زیب تن فرمایا تو جبریئل علیہ السلام پشمینہ پہنکر اہل دین کے حلقہ مین تشریف لائے۔ الغرض آپ کی سیرت و صورت ہمہ تن جان تھی اور اسی لیئے آپکے ذاتی جوہر عوام کی آنکھون سے مخفی تھے۔ آپکے سینہ کے اسرار سے صاف باطن ہی واقف ہو سکتے ہین رافضی انکی قدر نہین جانتے جو شخص شیطان کی طرح جسم دیکھتا ہے وہ تمام عالم کو اپنا جیسا خیال کرتا ہے۔ حضرت ابو بکر کو اہل دین کی آنکھ سے دیکھنا چاہیئے نہ نفسانی خواہش اور بغض و عداوت اور رفض کی نظر سے۔ کیونکہ جنکی آنکھون پر تعصب و عداوت کی پٹی بندھی ہوتی ہے

(بقیہ بصفحہ آئندہ)

او چہ داند کہ تابش جان چیست
گر بجانش لطافتے بودے
مرتضیٰ کو کشد ز اعدا پوست
بود بوبکر با علی ہمراہ

چہ شناسد کہ مرد ایمان کیست
ورنہ صد قش خلافتے بودے
با چنین دشمنی بناشد دوست
تو زبانِ فضول کن کوتاہ

آنکہ جان بہرِ خاندان خواہد
مصطفیٰ کے برو سپردے ملک
مصلحت بود آنچہ کرد علی
آفرینِ خدائے بے ہمتا

کے علی را بجان زیان خواہد
باز حیدر چگونہ بردے ملک
تو چرا سال و ماہ بر جدلی
برابوبکر باد و شیرِ خدا

اور جناب امیر المومنین حضرت **عمر** بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی خدا کی بے شمار رحمتین اور سلام جو اہلِ تحقیق کی مقتدا و امام تھے اور دریائے محبت مین ڈوبے ہوئے تھے آپکی کرامتین اور فراستین ایک عالم مین مشہور و معروف ہین اور صلابت و فراست آپکے ساتھ خصوصیت رکھتی ہے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکے حق مین ارشاد فرمایا ہے کہ اَلْحَقُّ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یعنے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق گویا ہوتا ہے آپکے نصائح آمیز کلمات مین سے ایک یہ ہے کہ اَلْعُزْلَۃُ رَاحَۃٌ مِنْ خُلَطَاءِ السُّوْءِ۔ یعنے بدون کے ساتھ ملنے جلنے سے گوشہ نشینی بہر حال راحت کا باعث ہے اور فرمایا اَلدُّنْیَا دَارٌ اُسِّسَتْ عَلَی الْبَلْوٰی وَحَیَاۃُ الدُّنْیَا بِلَا بَلْوٰی مُحَالٌ یعنے دنیا ایک ایسا گھر ہے جسکی بنیاد رنج و بلا اور سختی پر رکھی گئی ہے اور دنیا کی زندگی بغیر رنج و سختی کے پائی جانی مشکل اور محال ہے جب حضرت امیر المومنین جناب فاروق اعظم اسلام مین داخل ہونے لگے تو جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگے۔ یَا مُحَمَّدُ قَدِ اسْتَبْشَرَ اَہْلُ السَّمَاءِ الْیَوْمَ بِاِسْلَامِ عُمَرَ۔ یعنے **محمد**! آج عمر کے اسلام لانے کی وجہ سے تمام اہلِ آسمان خوش اور شاد ہین۔ صوفیون کی جماعت پیوند کی گدائی اور خرقہ پہننے مین آپ ہی کے مقتدی اور پیرو ہے۔ دین اسلام کو جو صلابت و سختی حاصل ہوئی وہ آپ ہی کی بدولت ہوئی۔ آپ کے دُرۂ عدل کی ہیبت و دہشت سے دنیا جہان کا انتظام درست اور ٹھیک ہو گیا۔ وہ عجیب و غریب دُرہ تھا اور اوسکا اثر بالکل انوکھا اور نرالا تھا کہ آپنے مدینہ سے ایک اشارہ کیا جسکے ساتھ ہی خاقانِ روم کا سر مجمعِ خلائق مین اوندھا گر پڑا حالانکہ روم کا ملک مدینہ طیبہ سے تقریباً پانسو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے

جناب فاروق اعظم کے مناقب

ف ۱ (بقیہ صفحہ) وہ نہ تو تابش جان ہی سے واقف ہو سکتے ہین نہ مرد ایماندار ہی کو پہچان سکتے ہین۔ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالف نہتے نہ آپسے یہ ہو سکتا تھا کہ اون سے عداوت برتتے کیونکہ جو شخص ایک خاندان کی تحفظ جان کا دعویدار ہو وہ حضرت علیؓ کو نقصان کسطرح پہونچا سکتا ہے حضرت ابوبکرؓ مین خلافت کی لیاقت نہوتی تو بھلا آنحضرتؐ آپکی سپردگی مین ایک عظیم الشان ملک کیون دیتے اور پھر حضرت علی اوسپر کیونکر قابض ہوتے حضرت علیؓ جو دشمنونکی کہال کھنیچنے مین مشہور تہے اگر حضرت ابوبکر اونکے دشمن ہوتے تو وہ کا ہیکو اونکے دوست ہوتے۔ جو کچھ حضرت علی سے ظہور مین آیا عین مصلحت تہی اور جب یہ ہے تو پھر کسیکو جزئی باتون مین جھگڑا نکال کہڑا کرنا ہرگز سزاوار نہین اور جب ان دونون حضرات مین موافقت و محبت تہی تو ہر شخصکو زبان فضول بند کرنی چاہیے۔ دونون

[illegible] ۱۲

اور اس وقت شاہ روم عام دربار مین تخت پر بیٹہا ہوا تہا۔ اسی طرح جمعہ کے دن آپ منبر پر رونق افروز ہوئے خطبہ
پڑھ رہے تہے عین خطبہ مین آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ جاری ہوئے۔ یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ الْجَبَل۔ یعنے اے
ساریہ پہاڑ کی حفاظت سے غافل مت ہو ساریہ ایک صحابی کا نام ہے جو نہاوند مین لشکر اسلام کی اسوقت کمان
کر رہا تہا جسوقت لشکر اسلام اور کفار مین مقابلہ ہو رہا تہا اور عین مقابلہ مین کفار چاہتے تہے کہ ہم پہاڑ کی گہاٹی
کی راہ سے باہر نکلکر لشکر اسلام پر دفعۃً حملہ آور ہون اور لشکر اسلام کا سردار ساریہ اونکے اس مکر وفریب سے
محض غافل تہا۔ جناب فاروق اعظم نے بطریق مکاشفہ ساریہ کی یہ غفلت ملاحظہ فرماکر بلند آواز مین فرمایا
کہ اے ساریہ پہاڑ کی گہاٹی کی حفاظت کر چنانچہ آپکی یہ آواز موضع نہاوند مین عین میدان حرب مین ساریہ
کے کانون مین پہونچی اور وہ کفار کے مکر وفریب سے آگاہ ہو کر متنبہ ہوگیا فوراً پہاڑ کی گہاٹی کا راستہ بند
کر دیا اور کفار جو اس گہاٹ مین بیٹھے ہوئے تہے مایوس و ناامید ہوگئے لشکر اسلام کو نمایان فتح حاصل ہوئی
اور کفار شکست کہاکر بہاگ گئے اور یہ عظیم الشان فتح گویا جناب امیر المومنین حضرت فاروق اعظم کی کرامات
کا ایک دیباچہ تہا جو اسوقت ظہور مین آیا۔ ایک اور دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ
عنہ مدینہ کی اطراف وجوانب مین اینٹین پکا رہے تہے کہ آفتاب آپکی پشت مبارک پر بڑی تیزی کے ساتھ چمکا
اور اوسکی گرمی وحدت نے آپ مین معمول سے زیادہ اثر ڈالا آپنے آسمان کی طرف سر اوٹہاکر آفتاب کو غضب آلود
نظرون سے دیکہا۔ خدا تعالی کے حکم سے فوراً آفتاب کا نور زائل ہوگیا ہر طرف تاریکی کی حکومت پہیل گئی
اور دنیا پر ایک اندھیری چادر اس کونے سے لیکر اوس کونے تک پہیل گئی مدینہ مین قیامت نما شور وغل پیدا
ہوا اور ہر طرف سے یہ صدا بلند ہوئی۔ کہ "قیامت برپا ہوگئی"۔ جناب امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
لوگون کی یہ حیرت و پریشانی ملاحظہ فرماکر دوبارہ آفتاب کو نظر رضا سے دیکہا اور خدا تعالی نے دوبارہ اوسکی
روشنی اوسے عطا فرمائی۔ آپنے دس سال چھ مہینے پانچ روز خلافت کی اور امیر المومنین کا خطاب حاصل کیا اور
سنہ ۲۳ ہجری مین ابن لولو کے ہاتہ سے شہید ہوئے۔ خواجہ سنائی اس جلیل القدر اور عظیم الشان خلیفہ کی مدح مین
کہتے ہین۔

مثنوی۔

آنکہ طٰہٰ طہارتش دادہ	وانکہ یاسین امارتش دادہ	دیدہ از طٰہٰ ہمہ طہارت ہا	کردہ از یا ہمہ امارت ہا

سلہ حضرت فاروق اعظم وہ مقدس داولوا العزم شخص ہین جنہین طٰہٰ نے طہارت اور یاسین نے حکومت وامارت دی اور جنہون نے طٰہٰ سے تمام قسم کی طہارتین اور یٰسین سے حکومتین حاصل کین اون کی روح مبارک سونے کی حالت مین شاد۔

شاہدؐ حق روانش در خفتن
بہتر از ہر زمان زمانۂ او
ز احتسابش در اعتدال بہار

نائب حق زبانش در گفتن
سر ابلیس در آستانۂ او
گل پیادہ نماند و باد سوار
از پئے حکم نافذش لشتاب

از پئی دیو در زمانۂ او
روح کردہ ز راح سرمستش
روئے چون بحو احتساب آرد
نامۂ او بخواندہ داد جواب

سایۂ او سلام خانۂ او
امر حق دادہ دُرّہ بر دستش
گل چو مل پائے در رکاب آرد

جناب عثمان بن عفان کے مناقب

اور جناب امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر بہی خدا کی بیشمار رحمتین اور سلام جو شرم و حیا کے سرچشمے اور تمام اہلِ صفا سے زیادہ عبادتگذار اور مقبول درگاہ رضا تہے۔ آپ نسب و نسبت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب اور پیغمبر صلعم کی دو صاحبزادیون کے خاوند تہے اسیوجہ سے آپ ذی النورین کے معزز و شریف خطاب سے پکارے جاتے تہے۔ آپ جامعِ قرآن اور بہوکون کے پیٹ بہرنے والے۔ لشکر اسلام کے مرتب کرنیوالے تہے قطع نظر اسکے انواع و اقسام کے کرم و بخشش اور بے شمار نعمتون کے ساتہ مخصوص تہے نیز تحمل و بردباری کے لباس سے آراستہ اور کثرت علم کے ساتہ موصوف تہے یہ اوسی انہتا سے زیادہ حلم و شرم اور پیغمبر صاحب کے خوف و ہیبت کا اثر تہا کہ جب آپ ابتداء خلافت کے زمانہ مین منبر پر چڑہے اور خطبہ شروع کیا تو آپکا گلا بند ہوگیا اور سخنِ مبارک کا سلسلہ جو لحمہ بلحمہ آگے بڑھتا جاتا تہا یکلخت منقطع ہوگیا **الغرض** آپکے فضائل واضح اور مناقب ظاہر ہین۔ عبداللہ ابو رباحہ اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہین کہ جب امیر المومنین حضرت عثمان کے گہر کا محاصرہ کیا گیا تو جمعہ کے روز ہم دونون آپکے پاس حاضر تہے جب بلوائیون اور محاصرین کا شور وغل آپکے حضور مین پہونچا تو آپکے غلامون نے بے اختیارانہ جوش کے ساتہ ہتیار اوٹہا لیئے لیکن امیر المومنین نے ایک بڑے استقلال کے لہجہ مین فرمایا کہ جن غلامون کے ہاتہ ہنوز ہتیارون کی طرف نہین بڑہے ہین وہ میرے مال مین سے آزاد ہین ہم یہ صورت دیکہکر اپنی جان کے خوف کے مارے وہان سے باہر نکل آئے لیکن جب امیر المومنین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ آپکے مکان کے دروازہ پر تشریف لائے تو ہم پہر اونکے ساتہ امیر المومنین حضرت عثمان کی خدمت مین حاضر ہوئے

سلہ شاہد حق۔ زبان گویائی کے وقت نائب خدا تہی آپکے سعادت اندوز عہد مین سایۂ مبارک شیطان لعین کے لیئے سلاح خانہ تہا اور آپکا زمانہ تمام زمانون سے بہتر تہا اوسوقت ابلیس کا سر آپکی چوکہٹ پر موجود تہا۔ آپ شرابِ عشقِ خداوندی سے مست تہے اور درہ نے آپ کے ہاتہ پر امر حق ظاہر کر دیا تہا۔ آپ کے احتساب کے رعب و دبدبہ سے پہول و ہوا زمانۂ بہار مین ایک پلہ مین تلتے تہے اور دنیا جہان انصاف وعدل سے لبریز تہا۔ جب آپ احتساب کی طرف متوجہ ہوتے تہے تو پہول کو ساغر کی طرح رکاب مین دیکہتے تہے۔ آپ کے جاری کردہ حکم مین کسیکو مجال گفتگو نہ تہی بلکہ سب بے چون و چرا التعمیل مین سرگرم ہوجاتے تہے ۱۱ ÷ ۱۲ + ۱۲

جناب امیر المومنین حضرت امام حسن نے اول سلام کیا زان بعد فرمایا اے امیر المومنین بین بغیر آپکے حکم کے مسلمانون پر تلوار اوٹہانے کی جرات نہین رکہتا چونکہ آپ امام برحق ہین اس لیے میری نسبت حکم صادر کیجے کہ اس قوم کی بلا کو آپ پر سے دور کردون امیر المومنین جناب عثمان نے فرمایا یَا ابْنَ اَخِیْ اِرْجِعْ وَاَجْلِسْ فِیْ بَیْتِکَ حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِہٖ فَلَا حَاجَةَ لَنَا فِیْ اِہْرَاقِ الدِّمَاءِ ۔ یعنے اے میرے بہتیجے تم یہان سے لوٹ جاؤ اور اپنے گہر جاکر بیٹہو یہان تک کہ خدا تعالی کا حکم آموجود ہو۔ مجہے لوگون کی خونریزی کی کچہہ حاجت نہین ہے۔ اہلِ سلوک کے درمیان یہی رضا کا مقام ہے جسکی امیر المومنین حضرت عثمان نے کما حقہ رعایت کی آپنے دس روز کم دس سال خلافت کی اور اٹہاسی برس کی عمر مین اور بقول بعضے نوے برس کی عمر مین چہارشنبہ کو نیار عیاض کے ہاتہ سے شہید ہوئے شہادت کے وقت قرآن مجید آپکی بغل مین موجود تہا چنانچہ حکیم سنائی آپکی مدح مین کہتے ہین **مثنوی**۔

آنکہ برجای مصطفیٰ بنشست
علی الیقین کہ بود جز عثمان
ہم ز اسلاف بہتر آمد او
فتنہ را کہ خاست در قصبش
خلق عالم ہر آنکہ نیک اند

بر لبش سہم راہ خطبہ پہ بست
حجت این الحیاء من الایمان
در کنار شرف در آمد او
ذوی الارحام بود در عصبش
ہمہ در جستن ہوائی خودند
تا نجستان خون کہ خصمش از وی بریخت

آن ز لکنت نبود بود از شرم
دست مشاطۂ پسندیدہ
دل او با نبی موافق بود
آن نزو بود فتنہ و کینہ
او ہمہ نیک بود نیکی یافت
فَسَیَکْفِیْکَہُمْ خلوتے ساخت

تا نکہ دانست جانش با آدم
کحل سرمش کشیدہ در دیدہ
نور جانش چو صبح صادق بود
زشت زنگی بود نہ آئینہ
سوی یاران خویشتن بشتافت

جناب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مناقب

اور جناب امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ پر بہی خدا کی بے شمار رحمتین اور سلام جو جنابِ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہائی اور دریائی بلا مین غرق اور محبت کی آگ مین جلے ہوئے تہے

لہ حضرت عثمان جب آنحضرت کے جانشین ہوئے۔ اور منبر پر چڑہکر خطبہ پڑہنے لگے تو آپکی زبان بند ہوگئی لیکن یہ صورت زبان کی لکنت کی وجہ سے عارض نہین ہوئی تہی بلکہ شرم وحیا اور آنحضرت کی ہیبت کی وجہ سے حقیقی ایمان حضرت عثمان ہی کو حاصل تہا اور اسپر دلیل یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے الحیاء من الایمان۔ مشاطہ پسندیدہ کے ہاتہ نے آپکی آنکہہ مین شرم وحیا کا سرمہ لگایا تہا۔ آپ گذشتہ لوگون کے سردار تہے اور اسلام کے عہد مین بزرگی کی گودی مین پرورش پاتی تہی آپ کا دل پیغمبر صاحب کے ساتہ موافق تہا اور آپکی روح مقدس کا نور صبح صادق کیطرح تابان ودرخشان تہا۔ جو فساد آپکے عہد مین اٹہا تہا وہ آپہی کے رشتہ دارون کا بہڑکایا ہوا تہا۔ دنیا مین جس قدر نیک وبد ہین سب اپنی خواہش کے پورا کرنے مین کوشان ہین لیکن آپ ہمہ تن نیکی تہے اسلیئے اپنے غمگسار یارونکے پاس بہت جلد تشریف لے گئے جب دشمن نے آپکے سر پر تلوار ماری تو آیۂ فَسَیَکْفِیْکَہُمُ اللہ پر خون کے قطرے گرے ۱۲

آپ اولیا کے مقتدا اصفیا کے پیشوا اور بذل وعطا صلح وجنگ فقر وصفا کے اوصاف مین تمام صحابہ کرام سے مستثنی او
ممتاز تھے۔ آپکو اپنی انتہا سے زیادہ قوت وشوکت کی وجہ سے خدا کی مقدس دربار سے اسد اللہ کا معزز خطاب
ملا تھا اور کثرتِ علم کے سبب سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق کہ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ
وَعَلِیٌّ بَابُہَا تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مخصوص تھے اسیلیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا
تھا کہ لَوْلَا عَلِیٌّ لَہَلَکَ عُمَرُ۔ یعنے اگر علی موجود نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا۔ آپ ہی خلفاء اربعہ مین سے
اوس خرقۂ فقر کی خلعت سے مشرف وممتاز ہوئے تھے جو جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات
مین خدا تعالی کی طرف سے پہونچا تھا اور جب یہ ہے تو قیامت کے دن تک حضرات مشائخ قدس اللہ اسرارہم کے
خرقہ کے پہنانے کا طریقہ آپ ہی سے جاری رہے گا اور اس کی نسبت آپ ہی کی ذات مبارک کی طرف کیجائیگی
کیونکہ اس دینی کام نے آپ ہی کی بدولت استقامت حاصل کی ہے۔ تصرف مین آپ کا نہایت بلند مقام
اور عظیم الشان مرتبہ ہے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین شَیْخُنَا فِی الْاُصُوْلِ وَالْبَدْءِ عَلِیُّ بْنُ الْمُرْتَضٰی
یعنے اصل اور ابتدا مین ہمارے شیخ جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ ہین۔ ایک دفعہ کسی نے جناب امیر المو
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دریافت کیا کہ تمام کامون مین بہتر وبرتر کونسا کام ہے فرمایا غِنَاءُ الْقَلْبِ
بِاللّٰہِ۔ یعنے جسے خدا تعالی کی طرف سے تونگری حاصل ہوگئی اوسے دنیا کی ہستی کبھی فقیر ودرویش نہین کرتی
مین نے حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز کے قلم مبارک سے لکھا دیکھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
نے خیبر کی فتح کے دن فرمایا اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرْ کَلَیْثِ الْغَابَاتِ کَرَمْتُ الْمَفَاخِرِ اُوْفِیْہِمْ بِالصَّاعِ
کَیْلَ السَّنْدَرَۃِ سَمَّتْہُ اُمُّہٗ اَسَدًا بِاِسْمِ اَبِیْہَا وَہِیَ فَاطِمَۃُ بِنْتُ اَسَدٍ وَاَبُوْ طَالِبٍ غَائِبٌ فَلَمَّا قَدِمَ
کَرِہَہٗ وَسَمَّاہُ عَلِیًّا (اَلْحَیْدَرُ مِنْ اَسْمَاءِ الْاَسَدِ وَالسَّنْدَرَۃُ مِکْیَالٌ کُبْرٰی) اَقْتُلُہُمْ قَتْلًا وَاسِعًا۔
قَالَتْ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا یَوْمَ الْجَمَلِ حِیْنَ اَدْنٰی مِنْ ہَوْدَجِہَا ثُمَّ کَلَّمَہَا بِکَلَامٍ اَمْلَکْتَ فَاسْجِحْ
فَبَعَثَ مَعَہَا اَرْبَعِیْنَ امْرَأَۃً حَتّٰی قَدْ کَانَتِ الْمَدِیْنَۃَ۔ یعنے مین وہ ہون کہ میری مان نے میرا نام حیدر
رکھا مین جنگل کے اوس شیر کے مانند ہون جو تندی اور شجاعت کی وجہ سے چلنے مین رستہ کو نہین دیکھتا
مین اونکے حقوق بڑے پیمانے سے ماپ کر دیتا ہون اور کفار سے جی کھولکر جنگ کرتا ہون۔ حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کی والدہ نے اپنے والد کے نام پر آپ کا نام اَسَد رکھا تھا کیونکہ اونکا نام فاطمہ بنت اسد تھا اور
اسوقت آپکے والد ابو طالب موجود نہ تھے جب آکر اپنے فرزند کا یہ نام سنا تو اس سے ناخوش ہوئے

اور دوبارہ علی نام رکہا - حیدر شیر کے ناموں مین سے ایک نام ہے اور سندرہ بڑے پیمانے کو کہتے ہین -
الغرض جناب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تریسٹھ سال کی عمر مین شہادت پائی - عبد الرحمن ملجم
جو معاویہ کی طرف سے بہیجا گیا تہا مسجد کے ایک گوشہ مین آچہپا اور منتظر وقت رہا حتی کہ جناب امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ نماز مین مشغول تہے کہ اوسنے اپنی زہر آلود تلوار کا زخم لگایا اور آپ تین روز تک زندہ
رہکر جمعہ کے دن رمضان کی سترہوین تاریخ سنہ ۴۰ ہجری مین جان بحق ہو گئے - خواجہ سنائی اس برحق
خلیفہ کی مدح مین کہتے ہین -

نظم

ای سنائی بقوت ایمان	مدح حیدر بگو پس از عثمان	با مدیحش مدایح مطلق	زہق الباطل است جاء الحق
آن ز فضل آفت سرای فضول	آن علم دار و علم دار رسول	ہم نبی را وصی و ہم داماد	چشم پیغمبر از جمالش شاد
آمد از سدرہ جبرئیل امین	لافتیٰ کرد مر ورا تلقین	شرف ملک و دایۂ دین او	صدف دُر آل یاسین او
آل یاسین شرف بدو دیدہ	ایزد او را بعلم بگزیدہ	بہر او گفت مصطفیٰ باِلٰہ	کہ خداوند وال من والاہ
راز دار خدا و پیغمبر	راز دار پیمبر آن حیدر	کاتب نقش نامۂ تنزیل	خازن گنج نامۂ تاویل
لفظ قرآن چو دید در روشش	خویشتن جلوہ کردہ در بیشش	عشق را بحر بود و دل را کان	شرع را دیدہ بود دین را جان
کدخدائے زمانہ چاکر او	خواجۂ روزگار قنبر او	از پئے سائلی بیک دو رغیف	سورۂ ہل اتیٰ ورا تشریف
مرتضائے کہ کردہ یزدانش	ہمرہ جان مصطفیٰ جانش	ہر دو یک کعبہ و خروشان دو	ہر دو یک روح و کالبدشان دو
ہر دو یک دُر ز یک صدف بودند	ہر دو پیرایۂ شرف بودند	دو روندہ چو اختر گردون	دو برادر چو موسیٰ و ہارون

سنائی! اپنے ایمانی قوت سے حضرت عثمان کے بعد حیدر کی تعریف بیان کر - اونکی تعریف مین یہی کہنا کافی ہے کہ باطل مٹ گیا
اور حق کو غلبہ ہوا - آپ دنیا سے افضل اور آنحضرت کے جھنڈے بردار اور آپکے علم کا بڑا حصہ رکھنے والے تہے - قطع نظر اسکے
آپکے وصی و داماد بہی تہے اور اون کے جمال سے آپکی آنکہین شاد تہین حضرت جبرئیل سدرۃ المنتہیٰ سے جناب علی ہی
کے لئے حدیث لافتی لائے تہے - آپ ہی ملک کی عزت اور دین اسلام کی پرورش کرنے والے اور آنحضرت صلعم کی آل پاک کے
سرچشمہ تہے - آپ ہی سے آل محمد نے شرف حاصل کیا اور سب سے بڑھکر یہ کہ خدا نے آپکو علم سے برگزیدہ فرمایا - آنحضرت نے آپکے لئے
خدا سے سفارش کی کہ جو علی کو دوست رکہے تو اوسے دوست رکہہ آنحضرت خدا کے رازدار تہے اور آپ آنحضرت کے رازدار - آپ کاتب وحی
اور خزانۂ تفسیر کے افسر تہے آپ عشق کے دریا - دل کی کان شرع کی آنکہہ دین کی جان تہے - اہل زمانہ آپکے خدمتگار
اور شاہان وقت غلام تہے - ایکدفعہ آپنے ایک سائل کو ایک دو روٹیان عنایت کین تو سورۂ دہر آپکی تعریف مین نازل
ہوئی - غرضکہ خدا تعالی نے آپ مین اور آنحضرت مین ایک ایسی نسبت رکہی تہی کہ گویا دونون ایک کعبہ تہے لیکن تلبیہ کہنے والے
دو تہے دونوںکی روح ایک ہی تہی لیکن قالب دو تہے - دونون ایک سیپ کے موتی تہے اور دونون بزرگی کے زیور تہے
آسمان و تارے کی طرح دونون منزلین طے کرنے والے اور موسی و ہارون کی طرح دونون بہائی بہائی تہے

دل او عالم معانی بود	لفظ آب زندگانی بود	عقد او با بتول ما سلو	بود در زیر سایۂ طوبی

اور جناب امیر المومنین حضرت امام حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر خدا تعالی کی بے شمار رحمتین اور سلام جو جناب مصطفی کے جگر گوشے اور حضرت فاطمہ زہرا کے فرزند اور سر سے لیکر ناف تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تہے اور جناب امیر المومنین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ناف سے لیکر قدم تک اوس کان کرم اور مجسم لطف وشفقت کے ساتہ پوری مشابہت رکہتے تہے۔ امیر المومنین حضرت امام حسن دو برس دس مہینے جناب امیر المومنین امام حسین سے بڑے تہے۔ کشف المحجوب مین لکہا ہے کہ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ ایک صحرا نشین جنگل سے آیا اور امیر المومنین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے گہر کے آگے ایک گوشہ مین تشریف رکہتے تہے صحرا نشین نے جناب امیر المومنین حضرت امام حسن کو بے محابا مان باپ کی گالیان دینی شروع کین آپنے نہایت خندہ پیشانی سے فرمایا کہ اے بدوی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو بہوکا ہے یا پیاس کی وجہ سے بیتاب ہے آخر بتا تو تجہے ہوا کیا ہے آپ نہایت نرمی اور خوش آئندہ تبسم کے ساتہ یہ فرمارہے تہے اور بادیہ نشین اوسی طرح سختی کے ساتہ گالیان دیے چلا جاتا تہا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ گہر سے جاکر فلان دینار کی ہتیلی لے آ۔ اور اس بادیہ نشین کے حوالہ کردے۔ جب صحرا نشین نے امام حسن کی یہ بات سنی تو بے اختیار بول اُٹہا اَشْہَدُ اَنَّکَ اِبْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ مَین گواہی دیتا ہون کہ آپ بے شبہہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند رشید ہین۔ ازان بعد بہت سی دعائین اور تعریفین کرکے کہنے لگا کہ حضرت! مین یہان صرف آپکے حلم بردباری کے امتحان کی غرض سے حاضر ہوا تہا۔ الغرض یہ تحمل وحلم جو حضرت امام حسن مین پایا جاتا تہا محققون کی صفت ہے کہ اونکے نزدیک مدح وذم دونون یکسان ہوتے ہین وہ جسطرح کسیکی تعریف پر مغرور وفریفتہ نہین ہوتے اوسیطرح کسی کے مذمت اور برائی سے رنجیدہ وملول نہین ہوتے۔ لوگون کی ظلم وجفائین سہتے اور متغیر نہین ہوتے ہین بلکہ ہجو کرنے والے کا موبخہ دینار و درم سے بہرتے اور برائی کی بہلائی سے تلافی کیا کرتے ہین۔ امیر المومنین حضرت امام حسن کی عبرت آمیز نصائح مین سے ایک یہ ہے کہ عَلَیْکُمْ بِحِفْظِ السَّرَائِرِ فَاِنَّ اللّٰہَ مُطَّلِعٌ عَلَی الضَّمَائِرِ۔ آپنے وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگو! تمہین اپنے بہیدون اور رازون کی حفاظت کرنا لازم ہے کیونکہ خدا تعالی تمہارے دلون کے حقائق پر مطلع اور خبردار ہے۔ آپ علم حقائق واصول مین وہ پایہ رکہتے تہے کہ حسن بصری جیسا برگزیدہ اور محقق شخص آپکے اون کلمات پر جو اس علم مین

ذکر جناب امیر المومنین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے مناقب

سلہ حضرت علی کا دل گویا معانی کا ایک عالم اور اون کا لفظ گویا آب حیات تہا۔ آپکا عقد حضرت فاطمہ سے جنت ہی مین درخت طوبی کے نیچے ہوچکا تہا ۱۲

دخل رکہتے ہین کلی توجہ رکہتے اور اونہین دستور العمل بنائے ہوئے تہے۔ آپنے صرف آٹہہ مہینے پندرہ دِن خلافت کی اور سینتالیس سال کی عمر مین انتقال فرمایا۔ آپکی بی بی جعدہ بنت اشعث کندی نے معاویہ کے برانگیختہ کرنے اور ابہارنے اُکسانے سے جناب امیر المومنین حضرت امام حسن کو جسطرح ممکن ہوا زہر دیدیا چنانچہ آپ اسی زہر کی وجہ سے ربیع الاول ۵۰ ہجری مین دارِ لبقا کی طرف تشریف لے گئے۔ خواجہ حکیم سنائی آپکی مدح مین لکہتے ہین۔ **قصیدہ**

بو علی آنکہ در مشام ولی
قرۃ العین مصطفیٰ او بود
منہجِ صدق در دلائلِ او

آید از گیسوانش بوی علی
سیدِ قوم اولیا او بود
مہتری راست در مخائل او

نامہ دوست پاکیِ دلِ اوست
جگر و جان علی و زہرا را
بود مانند جد بخلقِ عظیم

دوست را چیست بہ ز نامہ دوست
دیدہ و دل حبیب مولیٰ را
پاک عِرق و نفیس و خلقِ کریم

جناب امیر المومنین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

اور جناب امیر المومنین حضرت امام حسین بن علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہما پر بہی خدا کی بے شمار رحمتین اور سلام آلِ محمد کی روشن شمع اور تمام دنیاوی علائق سے مجرد اور شہید دشتِ کربلا اور عالم دوستی کے بادشاہ تہے سب تمام خلائق کا اتفاق ہے کہ جبتک امر حق ظاہر رہا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حق کے مطیع و تابع رہے لیکن جب امر حق پوشیدہ ہوگیا تو آپ نے تلوار اُٹہائی اور تاوقتیکہ اپنی پیاری اور عزیز جان کو حق تعالےٰ کی راہ مین قربان نہ کرڈالا ایک دم آرام نہ لیا امیر المومنین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے کلمات مین سے ایک یہ ہے اُشْفِقُ الْاِخْوَانَ دِیْنُکَ عَلَیْکَ یعنے مین اپنے بہائیون کو ڈراتا ہون تمہین اپنا دین مضبوطی سے پکڑے رہنا لازم ہے۔ کشف المحجوب مین بیان کیا گیا ہے کہ ایکدن ایک شخص نے آپکے پاس آکر عرض کیا کہ اے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پیارے فرزند مین ایک درویش و محتاج آدمی صاحب اہل و عیال ہون مجہے آپسے صرف اس رات کی خوراک ملنی چاہیئے۔ جناب امیر المومنین حضرت امام حسین رض نے فرمایا کہ تم ذرا کی ذرا بیٹہہ جاؤ ہمارا تمہارا رزق راستہ مین ہے ہنوز پہر رات بہی نگذری تہی کہ دینار کی پانچ ہتیلیان معاویہ کے آدمی لیکر آئے آپنے پانچون ہتیلیون مین سے اشرفیان نکالکر درویش کے آگے رکہدین اور معذرت کی کہ آپکو یہان زیادہ ٹہرنا پڑا

[۱] حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ مقدس ذات ہین جنکے گیسوؤن سے حضرت علی کی خوشبو ولی کے دماغ مین پہونچتی ہے دوست کا نامہ حقیقت مین اونکی پاکی دل کی علامت ہے اور دوست کے لیئے دوست سے بہتر اور کیا چیز ہوسکتی ہے۔ آپ آنحضرت کی آنکہہ کی ٹہنڈک اولیا کے سر کے تاج علی و زہرا کے جگر و جان رسول عربی کے دل و دیدہ تہے آپکے دلائل مین شریعت کا سیدہا رستہ ملتا تہا اور آپکے چہرۂ مبارک سے سرداری کی نشانی عیان تہی آپ خلقِ عظیم مین اپنے جد امجد کے مشابہ تہے اور خلق کریم مین مشہور ہونے کے علاوہ خود نفیس اور پاک ذات تہے ۱۲

اور یہ مقدار اُنکے قابل نہین ہے اگر مجھے معلوم ہوتا کہ صرف یہی مقدار آنے والی ہے تو مین تم سے اس قدر انتظار نکرا تا مجھے امید ہے کہ تم مجھے معذور سمجھو گے کیونکہ ہم اہلِ بلا ہین اور دنیا کی تمام راحتون سے دور پڑے ہوئے ہین ہم نے اپنی تمام مرادین گم کردی ہین اور دوسرونکی مرادون پر زندگی بسر کرتے ہین۔ جب امیر المومنین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کربلا کی زمین مین پہونچے تو غاضریہ نام موضع مین اوترے یہ جمعرات کا دِن اور [61]سنہ ہجری کا دوسرا روز تہا اسکی دوسرے روز جمعہ کو عبد اللہ بن زیاد چار ہزار سوارون کا خونخوار لشکر لیکر وہان پہنچا اور آئندہ جمعہ تک دونون طرف کے لشکرون مین جنگ قائم رہی۔ اس مدت مین جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلبیت سے پانی روک دیا گیا تہا اور عبید اللہ بن زیاد کے تشدد اور سختی سے پانی کا ایک قطرہ تک اہلبیت کے معصوم بچون تک نہ پہونچ سکتا تہا۔ اس سفر مین جناب امیر المومنین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ہمراہی مین آنحضرت کی اہلبیت مین سے اِکہتّر آدمی موجود تہے۔ الغرض دسوین محرم [61]سنہ ہجری جمعہ کے دِن آپ نے شہادت کا چھلکتا ہوا ساغر مونہہ سے لگایا اور آپکے ساتہہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرزندون مین سے سات شخصون نے اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے فرزندون مین سے تین آدمیون نے اور آپکے یارون مین سے اٹھاسی اشخاص نے شہادت پائی۔ آپکی کل عمر اٹہاون برس کی ہتی۔ رضی اللہ عنہ۔ خواجہ حکیم سنائی آپ کی مدح مین کہتے ہین۔ **قصیدہ۔**

پسر[1] مرتضی امیر حسین	ہم چو او نبود در کونین	مصطفی مر ورا کشید بدوش	مرتضی پرورید در آغوش
در سرا فنا و کشور دین	بود در صدر ملک کوثر دین	شاخ اُو با شاخ مصطفوی	دُرِّ او عقد حُقّۂ نبوی
دشمنان قصد جانِ او کردند	تا دمار از تنش برآوردند	عمر عاص از فساد رائے زد	شرع را ز دو پشت پائے زد
با یزید پلید بیعت کرد	تا کہ از خاندان برآرد گرد	کربلا چون مقام و منزل ساخت	تا کہ آل زیاد بروے تاخت
حبذا کربلا و آن تعظیم	کز بہشت آورد بخلق نسیم	و آن تنِ سر بریدہ در گل و خاک	و آن عزیزان بہ تیغ دلہا چاک

[1] امام حسین فرزند علی مرتضی کی مانند دونون جہان مین دوسرا نہ تہا آپکو جناب نبی کریم نے اپنے کندہے پر بٹہایا اور مرتضی نے محبت کی گودی مین پالا تہا آپ دین و دنیا کے بادشاہ اور کوثر دین کے صدر نشین تہے آپکی شاخ شاخ مصطفوی سے وابستہ ہتی اور آپکا موتی حقۂ نبوی کا عقد تہا۔ دشمنون نے آپکے ہلاک کرنے کا بیڑا اوٹہایا جسکا انجام عمرو بن عاص کے ہاتہ پر ہوا اس مفسد اور فتنہ انگیز نے شرع کو بالائے طاق رکہکر یزید سے بیعت کی تا خاندان نبوی مین تہلکہ ڈالدے جب امیر المومنین حضرت امام حسین نے کربلا مین مقام کیا تو عبد اللہ بن زیاد خونخوار لشکر سے آپ پر حملہ آور ہوا۔ مقام کربلا نہایت ہی مقدس اور متبرک مقام ہے جہان بہشت کی خوشبو کی ہوا خلق کو پہونچتی ہے اور جس کی خاک مٹی مین شہیدون کے سر غلطان اور دل تلوار سے چاک ہوئے۔ ۱۲

وان گرہین[۵۱] ہمہ جہان گشتہ ۔ درگلِ خون تنش باغشتہ ۔ حرمت دین و خاندان رسول ۔ جملہ برداشتند زجہل فضول
تیغہا لعل گون زخونِ حسین ۔ چہ بود در جہان بترزین شین ۔ زخم شمشیر و نیزہ و پیکان ۔ بر سرِ نیزہ سر بجائے سنان
ہمہ را بر دل از علی صد داغ ۔ شدہ یکسر قرینِ طاغی باغ ۔ کین دل باز خواستہ ز حسین ۔ شدہ مانع برین شماتت و شین

نکتہ۔ کاتب حروف **محمد** مبارک العلوی الکرمانی۔ المدعو بہ امیر خورد عرض کرتا ہے کہ جب اس بندۂ ضعیف کی عمر پچاس سال کی ہوگئی اور اس وقت تک کوئی ایسا عمل وجود مین نہین آیا جو خدا تعالیٰ کی درگاہِ بے نیازی کے قابل و سزاوار ہوتا اور شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی اُن جنبیتون نے غفلت کی روئی گوش ہوش سے نکالی **ابیات**

ہر دم[۵۲] از عمر میرود نفسے ۔ چون نگہ میکنم نماند بسے
ای کہ پنجاہ رفت در خوابی ۔ مگر این پنج روزہ دریابی
خجل آنکس کہ رفت و کار نساخت ۔ کوس رحلت زدند و بار نساخت

تو مین عالم تحیر مین محو تہا اور دل ہی دل مین کہہ رہا تہا کہ یہ کیسا قیامت زا واقعہ ہے کہ مین کوئی بہی ایسا ذریعہ و وسیلہ نہین رکہتا جو اس گمراہ اور بہولے بہٹکے کے لئے راہبر ہو سکے ابہی مین دریاے حیرت ہی مین غرق تہا کہ ازلی عنایت اس ضعیف بیچارہ کی نازک اور خطرناک حالت پر متوجہ ہوئی اور ایزدی توفیق نے اس شکستہ دل کی رفاقت کی حضرت سلطان المشائخ کی بے نہتا محبت نے دستگیری کی اور اس دریاے عصیان مین ڈوبے ہوئے کا عین وقت پر ہاتہہ آ پکڑا **بیت**[۵۳] دست من گیر کہ بیچارگی از حد بگذشت ٭ سرِ من دار کہ در پای تو ریزم جان را ٭ یک بیک عالم غیب سے اس بیچارہ کو القا ہوا کہ اے عالم تحیر کے سرگشتہ اور اے صحراے حیرت کے سرگردان و پریشان گو دنیا قرار کی جگہ نہین ہے لیکن پہر بہی تجہے چاہیئے کہ دامن قرار مین ثابت قدم رہ۔ یہ ضعیف کہتا ہے **بیت**[۵۴] قرارمے طلبی درجہان زہے غافل ٭ ترا قرار نباشد مگر بدارِ قرار ٭

[۵۱] بوالہوس جہلا نے دین کی عزت و حرمت اور خاندان رسول کو برباد کر ڈالا جس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام کے خون سے تلوارین لعل گون ہو رہی تہین تو وہ بہی عجب عبرت انگیز نظارہ تہا جس سے بدتر دنیا مین اور کوئی نظارہ نہ تہا۔ شمشیر و نیزہ اور پیکان کے زخم آپکے جسم پر لگ رہے تہے اور شہید و نکے سر نیزون اور برچہون پر نظر آتے تہے۔ اور چونکہ باغی لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عداوت کے داغ دل پر رکہتے تہے اس لیے حضرت امام حسین سے یہ دشمنی نکالی اور اونہین ناحق شہید کر ڈالا۔ ۱۲
[۵۲] ہر وقت عمر کے سانس گہٹتے جاتے ہین اور جب مین غور سے دیکہتا ہون تو معلوم ہوتا ہے کہ بہت تہوڑی باقی رہ گئے ہین۔ پچاس سال تو خواب غفلت مین گذر گئے اب اس پنجروزہ زندگی مین کچہ کر لینا چاہیئے۔ ایسے شخص کو نہایت شرمندگی اوٹہانی پڑے گی کہ بغیر کام بنائے خالی ہاتہہ گیا جیسا وہ شخص شرمندہ ہوتا ہے کہ کوچ کا نقارہ بج جانے سے بہی اپنا بوجہہ نہین لادتا۔ ۱۲۔ [۵۳] میری دستگیری کر کہ بیچارگی حد سے گذر گئی ہے میرا سرا وٹہا کہ جان تیرے قدمون مین نثار کرتا ہون۔ ۱۲۔ [۵۴] دنیا مین قرار کا طالب ہونا بڑی غفلت کی بات ہے کیونکہ بجز دار القرار کے تجہے کہین قرار نہین ملسکتا۔ ۱۲۔

گذارش مصنف

تو اپنے پیرون کے اعتقاد مین مضبوط رہ ؎ اور اون کے متبرک اوقات کو اپنے پریشان حال کا سفارشی بنا ممکن ہے
کہ سلطان المشائخ کی محبت کی بدولت تیرے دل و جان مین رب العالمین کی محبت کے عمیق دریا سے چشمہ
اوبل پڑے اور تو اسکی وجہ سے اپنے نفس بدکردار کے ہاتہہ سے ہمیشہ کے لیئے نجات حاصل کر سکے اور یہ واضح
رہے کہ اس ابدی دولت کے حاصل ہونے کے اسباب و وسائل اس سے بڑہکر نہین ہو سکتے کہ تو خواجگان چشت رض
کے اوس بڑے شجرے کے مشائخ کے مناقب قلمبند کرے جنکے نام نامی اوس مین درج ہین اور جو درگاہ بے نیازی
کے عاشق اور عالم محبت خداوندی کے سیاح ہین جنہون نے مخلوق خدا کو نفس کے خطرناک موقع سے چہڑایا
اور خواہش و ہوا کے غوغے سے رہائی دی۔ کسی بزرگ نے کیا ہی خوب کہا ہے **بیت** ؎ وَكَانُوا الدِّيْنَ اللّٰهِ
حِصْنًا مُؤَيَّدًا ﴿ وَ سُنَّتَهٗ مِنْ نَّمِيْمَةٍ خَيْرُ مُرْسَلٍ ﴿ فَيَارَبِّ اَكْرِمْهُمْ بِرُوْحٍ وَّ رَحْمَةٍ ﴿ وَاَنْزِلْهُمْ بِالْفَضْلِ فِيْ
خَيْرِ مُنْزَلٍ ﴿ تجہے اپنی تالیف مین اس بات کا التزام کرنا ضرور ہے کہ مشائخ کی فضائل و کرامات۔ اونکے روح افزا
کلمات۔ اونکے دلکشا ملفوظات۔ اونکی مہذب و شائستہ چال ڈھال اونکے مقامی حالات و طرز معاشرت
اونکے پیدائش اور نشو و نما پانے کے مقامات کسیقدر تفصیل کے ساتہہ لکہے اور اسکے ساتہہ ہی اپنی اوس
عقیدت مندی اور خوش اعتقادی کا اظہار کرے جو حضرت سلطان المشائخ کے ساتہہ رکہتا ہے۔ نیز یہ بہی
مشرح و مفصل طور پر قلمبند کرے کہ تیرے آبا و اجداد کا اتصال سلطان المشائخ کی درگاہ تک کیونکر پہونچا
بیت ہر لحظہ راز دل بجہد بر سر زبان ﴿ دل مے طپد کہ عمر شود ناگہان بگوے ﴿ اگر ایسا کرے گا تو ان باتون
کے مطالعے سے تیری آنکہہ مین نور اور سینہ مین سرور حاصل ہوگا اور تیرے پریشان دل مین اطمینان و جمعیت
پیدا ہوگی اور آخر کار اخروی نجات پائیگا۔ یہ ضعیف کہتا ہے **بیت** ؎ نجاتِ آخرت حاصل توان کرد ﴿ اگر
در دامن مردان زنی دست ﴿ شیخ سعدی فرماتے ہین **بیت** ؎ دست در دامن مردان زن و اندیشہ مکن ﴿ ہر کہ با
نوح نشیند چہ غم از طوفانش ﴿ الغرض جب یہ مضمون عالم غیب سے مجہے القا ہوا تو مین خواجگان چشت رض کے
متبرک اوقات کا مقدمہ اپنے حال زار کا سفارشی لایا اور نہایت عجز و انکساری کے ساتہہ حضرت سلطان المشائخ
سے درخواست کی کہ یہ مجموعہ جسکا نام **سیر الاولیا فی محبۃ الحق جل و علا** ہے خدا کے فضل و کرم
اور اوسکی مدد و نصرت سے اتمام و تکمیل کو پہونچا خدا کا شکر ہے کہ جب مین نے اپنے پیرون اور مقتداؤن کی

؎۱ وہ خدا کے دین اور پیغمبر کی سنت کے لیئے مضبوط قلعے بنے خداوند ارحمت و رحمت سے اون کا اکرام کر اور اپنے فضل و کرم سے بہتر جگہ عنایت فرما۔ ۱۲۔ ؎۲ مردان ہمت کے دامن پکڑنے سے اخروی نجات مل سکتی ہے ۱۲ ؎۳ مردون کا دامن پکڑنے مین اندیشہ نکرنا چاہیئے کیونکہ نوح علیہ السلام کے ساتہہ ہوکر طوفان سے اندیشہ کرنا فضول ہے ۱۲

مدد سے یہ کتاب لکھنی شروع کی اور حضرت سلطان المشائخ کی محبت کا واسطہ دیا تو اسنے بہت جلد اتمام و تکمیل کی توفیق پائی۔ **امیر حسن** شاعر کہتا ہے **بیت** مور[1] مسکین ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد ؛ دست برپائے کبوتر زد و ناگہ برسید ؛ خدائی علام الغیوب خوب جانتا ہے کہ اس کتاب کی تالیف کا سبب بجز سلطان المشائخ کی محبت کے اور کوئی چیز نہین ہے بندہ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** دگر ز من کیا ام آنکہ جان را ؛ دہم از دیدہ دل نیکوان را ؛ بعشق روی شان کردم ہوسناک ؛ کنم دل را زغمہا چاک در چاک ؛ جن مشائخ کبار کے مناقب و فضائل اس ناچیز تالیف مین مذکور ہین مین نے اون مین سے ہر ایک کا نام نامی لفظ رضی اللہ عنہم کی علامت کے ساتھ جلی حرفون مین ذکر کر دیا ہے (جسے مترجم **ازانجملہ** کے ساتھ تعبیر کریگا) اس علامت کے مقرر کرنے مین مین نے شیخ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کا اتباع کیا ہے۔ شیخ ابوالقاسم رح نے اپنے ایک رسالہ مین مشائخ کے مبارک نام اسی علامت سے ظاہر کیئے ہین۔ اسیطرح شیخ علی ہجویری رح نے کشف المحجوب مین ذکر کیا ہے اور چونکہ مجھے شیخ شیوخ العالم نظام الحق والشرع والدین کی نسبت سلطان المشائخ کا خطاب الہام ربانی سے معلوم ہوا ہے اس لیئے مین اس کتاب مین بھی عزیز و ممتاز خطاب کی ہر جگہ رعایت کرونگا اور آپکو ہمیشہ اسی مقدس خطاب سے یاد کرونگا۔ اس کتاب مین اکثر روایات و حکایات اور لطائف و غرائب مین نے سلطان المشائخ ہی سے نقل کیئے ہین اور اسکے ساتھ بہت سے اون فوائد کو بھی جمع کر دیا ہے جنھین گذشتہ ناموروں اور معزز حضرات نے سلطان المشائخ کے جان بخش ملفوظات سے روایت کیا ہے۔ علاوہ ازین جو حالات و حکایات مین نے اون عزیزون کی زبانی سنی ہین جنکے قول و قلم دیانت۔ صیانت پر ملفوظات پر پورا بھروسا اور کلی اعتماد ہے۔ مین نے اس کتاب مین اونہیں بھی قلم بند کر دیا ہے۔ اسیطرح جو باتین مین نے اپنے والد ماجد اور اپنے بزرگوار چچاؤن سے سنی ہین جو سلطان المشائخ کے اعلیٰ درجہ کے مقرب تھے اور جنہون نے آپکی نظر مبارک مین پرورش پائی تھی اونہین بھی درج کتاب کیا گیا ہے۔ خواجہ سنائی نے خوب فرمایا ہے۔ **بیت** لطف[2] او ہرچہ در عقول نہاد ؛ روح بر دیدہ قبول نہاد ؛ اور جس جگہ کوئی نظم یا کوئی بیت یا قطعہ نظر پڑا اور کلام کے مناسب واقع ہوا وہ بھی اس کتاب مین لے لیا گیا لیکن صرف وہی نظم و ابیات جو سلطان المشائخ کی محبت کا نقارہ بجاتی تھی اور عاشقون کے دلون کی چقماق سے آگ کا شعلہ جھاڑتی اور اصحاب شوق کی

---

[1] مسکین چیونٹی کو کعبہ پہونچنے کی خواہش ہوئی تو اوس نے کبوتر کا پاؤن پکڑ لیا ۔۔۔ اور دفعتہً وہان جا پہونچی ۱۲

[2] اوسکے لطف نے جو چیز عقول مین رکھی روح نے اوسے فوراً قبول کر لیا ۱۲

آگ بہڑکاتی ہے۔ چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہین **بیت** آتش عشق تو از ہر جا بخاست ۰ آخر این آتش ز جائے خاستست ۰ اور اون نازکخیال شعرا کے نام جنسے یہ غیبی لطائف جو محبت وعشق کی زیادتی کے سبب مین صادر ہوئے ہین اوس نظم وغیرہ کی عنوان مین لکہدیئے ہین البتہ جس شاعر کا نام معلوم نہین ہوا ہے وہان لفظ بزرگ لکہدیا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ کی مرویات ومنقولات کو مین نے آپ ہی سے روایت کیا ہے۔ ناظرین جس نظم کو شعرا کے نام سے خالی پائین اوسکی نسبت یہ سمجہنا چاہیئے کہ کاتب حروف نے حضرت سلطان المشائخ کے دریائے محبت کی تہ سے نہایت نفیس وقیمتی موتی نکالے ہین اور نوک قلم سے کاغذ کی سطح پر سطرون کی لڑیون مین پروئے ہین شیخ **سعدی** فرماتے ہین **بیت** نالیدن دردناک سعدی ۰ بر دعوئ دوستی بیان است ۰ آتش بہ نئے قلم درانداخت ۰ وین صبر کہ میرود دخان است ۰ ۰ اس کتاب کے اول وآخر نیز درمیانی حصہ نے حضرت سلطان المشائخ کے ذکر سے اس لیئے زیب وزینت پائی ہے کہ صاحبدلون کے دلون پر عام جلوہ گری اور تمام وکمال قبولیت پائے۔ کیونکہ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ ذِکْرُ الشَّیْخِ فِی الْکَلَامِ کَالْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ اَوْ کَالرُّوْحِ فِی الْاَجْسَامِ - یعنے کلام مین اپنے شیخ کا ذکر کرنا ایسا ہے جیسا کہانے مین نمک یا جسم مین روح۔

اس کتاب کے دس باب ہین اور ہر باب گویا ایک الگ اور جدا کتاب ہے جو دلکش نکتون دلربا لطیفون سے مشتمل ومزین ہے ایک ایک نکتہ سے عالم حقیقت کی رمزین ظاہر ہوتی اور مخفی بہید واضح ہوتے ہین جیساکہ اس کتاب کی فہرست مین آپ ملاحظہ کرین گے۔ اب کاتب حروف کی التماس ہے کہ ناظرین کتاب اوسے دعاء ایمان سے فراموش نکرین اور فاتحہ سے بہول نہ جائین۔ یہ ضعیف کہتا ہے۔ **بیت**
از خاطر حق پذیر یاران ۰ یک فاتحہ التماس دارم ۰ تا کار شکستہ بر آید ۰ آن دامن شان نمیگذارم۔

نکتہ۔ کاتب حروف عقیدت مند مریدون اور راسخ الاعتقاد معتقدون کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ خواجگان چشت قدس اللہ سرہم العزیز کے بڑے شجرے مین جن مشائخ کا مذکور ہے یون تو اون مین سے ہر ایک شیخ خدا تعالی کی محبت وعشق مین نہایت تابان و درخشان آفتاب تہا اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ

---

[۱] تیرے عشق کی آگ ہر جگہ سے اوٹہی ہے آخر یہ آگ کہان سے اوٹہی ہے۔ ۱۲۔ [۲] سعدی کا دردناک رونا اوسکی دوستی کے دعوے کی دلیل ہے۔ قلم کے نیزہ مین آگ موجود ہے اور سیاہی دہوان ہے ۱۲ [۳] یارون کے حق پذیر دل سے مین صرف ایک فاتحہ کی التماس رکہتا ہون اور جبتک اس شکستہ کا یہ مقصد حاصل نہ ہوگا اون کا دامن نہ چہوڑونگا ۱۲

وسلم کی اتباع کی وجہ سے مقام محبت سے ترقی کرکے محبوبیت کے درجہ مین پہونچ گیا تہا فَاتَّبِعُونِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ
اور ہر شخص اپنے اپنے عہد مین خدا تعالیٰ کی عبادت وبندگی اور دنیائے غدار کے ترک کردینے مین بڑے
بڑے عظیم الشان مشائخ کے ہم پلہ تہا لیکن عالم محبت مین سب سے مستثنیٰ اور ممتاز تہا بندہ ضعیف
کہتا ہے **بیت** در عبادات یافتہ توفیق[۱] ÷ بادشاہانِ عالم تحقیق ÷ ہر یکے در زمان خود ممتاز ÷ در محبت میان اہل نیاز ÷
خاصکر خواجہ بندہ نواز سلطان المشائخ نظام الحق والشرع والدین خداوندی محبت مین اپنا نظیر نہین
رکہتے تہے۔ بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** زعشق[۲] حق مجسم بود ذاتش ÷ جہانے بندۂ آن ذات پاکش ÷
نکتہ۔ آپکے متبرک سانسون سے ہر وقت خداوند تعالیٰ کی محبت کی بو پہیلتی تہی اور اوس بو سے طالبانِ
حق کے مشام جان مین کافی حصہ پہونچتا تہا اور ایک عالم معطر وخوشبودار ہوتا تہا۔ **شیخ سعدی** رح
فرماتے ہین **بیت** عالم[۳] معطر میشود چون ناف آہوئے ختن ÷ گویا کہ نوروز از برش بوئے بصحرا میزند ÷
عارف وعاشق اس بو کی وجہ سے آپکے آستانہ پر سر رکہتے اور چوکہٹ مبارک کو بار بار چومتے تہے۔ خواجہ
حکیم سنائی کہتے ہین **بیت** عاشقان سوے حضرتش بدست ÷ عقل در آستین وجان بردست ÷
عرفا صلحا گشتہ وپریشان اور مدہوش وحیران جوق جوق آتے اور اوس مقتدائے عشاق
کی محبت کے آستانہ پر گردن تسلیم خم کردیتے اور اوس درگاہ کی خاک پر بار بار جبہہ فرسائی کرتے تہے
امیر حسن کہتا ہے **بیت** عمیر[۴] فتم بلا شد بوئے زلفش ÷ خراب اندر پئے آن بوئے رفتیم ÷ اور اوس
بادشاہ اہل محبت اور سرتاج اہلِ عشق کی محبت کی بدولت حق تعالیٰ کی محبت کی بو اپنے مشامِ جان مین
محسوس پاتے تہے۔ یہ ضعیف کہتا ہے **رباعی** از بوئے[۵] تو بوے یار خود مییابم ÷ از روئے تو بہتر کار خود مییابم ÷
تا جان ندہم فدا نیابم جانان ÷ جان میدہم ونگار خود مے یابم ÷ اور حق تعالیٰ نے اس خوش آیندہ
اور دل ودماغ کی معطر کرنے والی بو کو اپنے محبت کے پُر فضا باغ سے محبوبون کی ذات مین رکہا ہے تاکہ

---

[۱] عبادات کی توفیق اون کے رفیق ہی اور وہ عالم تحقیق کے بادشاہ تہے ہر ایک اہل نیاز کے درمیان اپنے عہد مین محبت وعشق مین ممتاز تہا ۱۲ [۲] آپ عشق حق کی مجسم تصویر تہے اور ایک عالم آپ کا غلام تہا ۱۲ [۳] آہوئے ختن کے نافہ کی طرح ایک عالم معطر ہوتا ہے اور اوسکی خوشبو تمام جنگل کو مہکا دیتی ہے ۱۲ [۴] اوسکے کوچہ مین جانے کا میرا قصد نہ تہا لیکن اوسکی زلف کی خوشبو نے بے اختیار مجہے اپنی طرف کہینچ لیا ۱۲ [۵] مین تیری بو مین اپنے یار کی بو پاتا ہون۔ اور تیرے وسیلہ سے اپنے کام کا انجام دیکہتا ہون۔ جب تک مین اپنی جان قربان نکرون گا یار کو نہ پاؤن گا لہذا اوسکے وصال کی یہی ایک تدبیر ہے کہ اپنی جان دیدون ۱۲

جس بیچارہ اور سوختہ دل کے مشام جان مین وہ خوشگوار بو پہونچے خدا تعالی کی محبت وعشق کے قابل وشایان ہو جائے اور اس بو پر جان قربان کردے۔ بندۂ ضعیف کہتا ہے

قطعہ

اے عارفانؑ عاشقان جان میدہم جان میدہم[1] — برآستانِ دوستان جان مے دہم جان میدہم

گفتی اگر خواہی بقا جان را بدہ بر بوئے ما — اینک ببوئے دلستان جان میدہم جان میدہم

حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہے کہ جس جگہ اصحاب قلوب اور صاحبدل جمع ہو جاتے ہین تو مجلس برخاست ہونے کے بعد ایک زمانہ تک وہان خوشبو باقی رہتی ہے۔ یہ خوشبو خارجی اور عارضی خوشبو نہین ہوتی بلکہ ہر صاحبدل کی ذات مین ایک تر و تازہ نافہ ہوتا ہے جو ہر وقت اور ہر جگہ اپنی مہک دیتا رہتا ہے لیکن بعض کی خوشبو ظاہر ہوتی ہے اور بعض کی مخفی۔ اسیطرح ہر ایک کی بو الگ الگ اور جدا جدا ہوتی ہے کسی مین کافور کی ہوتی ہے اور کسی مین عنبر کی اور کسی مین مشک وغیرہ کی۔ مولانا ظہیر الدین کوتوال مندہ سے جو حافظ کلام ربانی اور نہایت نیکدل آدمی تھے اور اتقا و پرہیزگاری مین غیر معمولی شہرت رکھتے تھے روایت کی گئی ہے کہ مین ایکدفعہ سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر تھا کہ عود کی خوشبو کے بھپکے اوڑتے ہوئے محسوس ہوئے۔ ہرچند مین نے دائین بائین غور سے دیکھا کہ شاید کسی جگہ لوگ عود سلگا رہے ہین لیکن کسی مقام پر مجھے عود نظر نہین پڑا اوسوقت مجھے خیال ہوا کہ شاید حجرہ کے اندر عود سلگ رہا ہے اتفاقاً خادم نے کسی کام کے لئے دروازہ کہولا اور مین نے حجرہ کو بھی اچھی طرح سے دیکھا مگر یہان بھی عود کا نام نشان تک نہتا میری یہ حالت دیکھکر حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ مولانا یہ عود کی خوشبو نہین ہے یہ تو ایک اور ہی چیز کی خوشبو ہے۔ امیر حسن کہتا ہے۔ **بیت** عطار[2] گو بہ بند دکان کہ من ز دوست ؛ بوئے کشیدہ ام کہ بمشک وعبیر نیست ؛ یہ بھی روایت کی جاتی ہے کہ ایکدفعہ سلطان المشائخ نے اپنی کملی جسے آپکے قدم مبارک کے چومنے اور چھونے کا اعزاز حاصل ہوا تھا قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ کو مرحمت فرمائی اور اس کملی سے جو سچ پوچھیئے تو زرتار دوشالہ سے کہین بہتر و برتر تھی (کمال) ایسی راحت فزا خوشبو پیدا ہوتی تھی جسپر بہشت کی خوشبو کو رشک ہوتا تھا جناب قاضی صاحب نے نہایت تعظیم وتکریم کے ساتھ

[1] اے عارفو! اور اے عاشقو! مین دوستوں کی چوکھٹ پر جان دیتا ہون میرے محبوب نے کہا اگر تو بقائے دوام چاہتا ہے تو ہماری بو پر جان قربان کرڈال اس لیئے مین اپنے دلربا کی بو پر جان دیتا ہون ۱۲ [2] عطر فروش سے کہدینا چاہیئے کہ اپنی دکان بند کردے کیونکہ مین اپنے دوست سے وہ بو پاتا ہون جو مشک وعبیر مین نہین ہے ۱۲

اول اوس کملی کو سر پر رکہا اور آنکہون سے لگایا ازان بعد کہولے گئے اور اپنی جان سے بڑہکر اوسکی حفاظت و نگرانی مین مصروف ہوئے تہوڑے تہوڑے زمانہ کے بعد اوسے باہر نکالتے اور دلی عقیدت مندی کے ساتہ چومتے چاٹتے اور برکتین اور سعادتین حاصل کرتے تہے اور اوسکی جان فزا خوشبو سے اپنے مشام جان کو ہر وقت معطر پاتے تہے شیخ سعدی کہتے ہین بیت این بوئی[1] عبیر آشنائی ؂ از ساختۂ یار مہربان است ؂ لیکن قاضی صاحب کا خیال تہا کہ کملی کی یہ خوشبو عارضی ہے چندروز مین جاتی رہے گی مگر جب ایک طولانی مدت کے گذر جانے کے بعد بہی کملی سے ویسے ہی تازہ خوشبو آتی رہی اور ایک ذرّہ برابر بہی کم نہ ہوئی اور اس نعمت عظمیٰ اور دولت غیر مترقبہ کا اپنے ذاتی تجربون سے معائنہ کیا تو اوس کملی کو قاضی صاحب نے اپنے مبارک ہاتہ سے خوب دہویا لیکن پہلے سے بہی زیادہ خوشبو کملی مین آنے لگی قاضی صاحب نے جب یہ صورت دیکہی تو اون کا استعجاب اور استعجاب کے ساتہ حیرت اور بہی بڑہ گئی۔ اتفاق سے قاضی صاحب کے خادمون نے کملی کی خوشبو کی کیفیت حضرت سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کی اور اول سے آخر تک ساری کیفیت دوہرائی جون ہی آپ نے کملی کی خوشبو کی کیفیت سنی زار قطار رونے لگے اور پُرنم آنکہون سے آنسوؤن کا دریا بہنے لگا۔ بندۂ ضعیف مناسب مقام عرض کرتا ہے بیت بگریست[2] چو ابر در بہاران ؂ خندید چو گل بروی یاران ؂ آپنے قاضی صاحب کو بلا کر فرمایا۔ قاضی صاحب! یہ اوس محبت کی خوشبو ہے جو خدا تعالیٰ نے مجبون کی ذات مین سپرد کی ہے۔ شیخ سعدی نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔ **بیت**

این بوئے[3] نہ بوے بوستان ست ؂ این بوے زکوئے دوستان است

نکتہ۔ حضرت سلطان المشائخ کا باطن جو حقیقت مین خدا تعالیٰ کی محبت کا نہایت عمیق اور گہرا دریا تہا ہر وقت موج زن رہتا تہا اور نہایت چمکدار موتی بے انتہا رونے کی وجہ سے آنکہونکی راہ سے جو دراصل محبت کی چشمے ہین باہر نکالتا تہا اور پانی مین آگ ڈالتا تھا۔ بیت چشم[4] تو کہ از چشمۂ دریائے محبت ؂ آن چشم بجز لعل گہربار نہ ریزد ؂ وَقَالَ وَاحِدٌ مِّنَ الْاَوْلِیَاءِ شعر لَوْلَا مَدَامِعُ عُشَّاقٍ وَلَوْعَتُہُمْ ؂ لَبَانَ فِی النَّاسِ عُزَّۃُ الْمَاءِ وَالنَّارِ ؂ فَکُلُّ نَارٍ فَمِنْ اَنْفَاسِہِمْ قَدْ لَاحَتْ ؂ وَکُلُّ مَاءٍ فَمِنْ عَیْنٍ لَہُمْ جَارٍ ؂ یعنے ایک ولی کا قول ہے

---

[1] یہ آشنائی کی بوے عبیر دوست کی ساختہ پرداختہ ہے ۱۲ [2] ابر بہاری کی طرح رویا اور پہول کی طرح ہنسا ۱۲
[3] یہ بو باغ کی نہین ہے۔ بلکہ دوستونکی گلی کی ہے ۱۲ [4] تیری آنکہہ دریائے محبت کا سرچشمہ ہے جس سے بجز لعل گہربار کے اور کچہہ نہین نکلتا ۱۲ ؂ ۱۲۔

اگر عشاق کے آنسو اور اون کے دلون کی سوزش کا وجود نہ ہوتا تو لوگون مین پانی اور آگ موجود نہ ہوتی پس ہر قسم کی آگ اون کے انفاس سے ظاہر ہوئی اور ہر طرح کا پانی اونکی آنکھون سے جاری ہوا۔ خواجہ سنائی کہتے ہین **بیت** دل و[۱] چشمش ز شوق در محراب ٭ چشمۂ آفتاب و چشمۂ آب ٭ بندہ ضعیف عرض کرتا ہے۔ **بیت** ہر کہ و[۲] آن چشم جرعۂ نوشید ٭ خلعتِ لِیْ مَعَ اللّٰہ او پوشید ٭ آپ عالم محبت کے پیاسون کو اپنے شراب شوق سے سیراب و مست کرتے تھے۔ یہ ضعیف کہتا ہے **بیت** کسے[۳] کز جرعۂ عشقت جرعۂ یافت ٭ بماند تا قیامت مست و مدہوش ٭ دران مجلس کہ بخشی جام عشقت ٭ نگر دانی محمد را فراموش ٭ پہر یہ دل مشتاق یون عرض کرتا ہے **بیت** ز[۴] دریائے جمالت چون شدم سیراب ای ساقی ٭ کہ ہر چہ بیشتر منیم تمنا بیشتر باشد ٭ اور آپ عشقِ حقیقی کے بیابان کے گشتہ لوگون کو خدا تعالی کی محبت کی راہ دکہاتے اور منزل مقصود تک پہونچاتے تہے۔ یہ ضعیف کہتا ہے **بیت** رسانید[۵] بمقصود و منازل ہمہ را ٭ لطف او ورنہ کہ باشم کہ نہم دل بر دوست ٭

نکتہ حضرت سلطان المشائخ کی عالی جاہ جناب سے معرفت کا آفتاب ہمیشہ چمکتا رہتا تہا اور اون بیچارون کے دلون کو نور بخشتا تہا جو نفسانی خواہشون مین مبتلا ہوتے تہے اور جنکے باطن بالکل تاریک ہوجاتے تہے بلکہ آپ اپنی فطری تابانی سے اونہین خدا تعالی کے منظور نظر ہو جانے کے قابل بنا دیتے تہے۔ یہ ضعیف کہتا ہے۔ **بیت** ز[۶] درگہ تو بدان آفتاب عشق بتافت ٭ بران دلے کہ ز دنیا و دین مبرا یافت ٭ ز[۷] روشنائی عشقت جہان منور شد ٭ مگر رقیب کز ان روشنی نصیب نیافت ٭ اور ہم جیسے معاصی کے دریا مین ڈوبے ہوؤن اور نفس امارہ کے فانی خواہشون مین جلے ہوؤن کو اپنی رحمت کے سایہ مین پرورش فرماتے تہے شیخ **سعدی** فرماتے ہین **بیت** خدایا[۸] برحمت نظر کردۂ ٭ کہ این سایہ بر خلق گستردۂ ٭ یہ ضعیف

---

[۱] جب اوس کا دل اور آنکہہ شوق کی وجہ سے محراب مین جگہ پاتے ہین تو ایک آفتاب کا چشمہ دوسرا پانی کا چشمہ بنجاتا ہے ۱۲
[۲] جس نے اوس چشمہ سے ایک گہونٹ پیا گویا لِی مع اللہ کا خلعت پہنا ۱۲ [۳] جس نے تیرے بحر عشق سے ایک گہونٹ پایا وہ قیامت تک قیامت تک مست و مدہوش رہا جس مجلس مین کہ تو اپنے عشق کا جام بخشے محمد مبارک کو فراموش نکیجو ۱۲ [۴] ساقی جب مین تیرے دریا جمال سے سیراب ہوتا ہون تو میری تمنائین پیشتر سے بہی زیادہ بہڑک اوٹہتی ہین ۱۲ [۵] وہ سبکو منزل مقصود تک پہونچاتا ہے یہ اوسکا لطف ہے ورنہ مین کون ہون جو دوستی کا دم بہر دن ۱۲ [۶] تیری درگاہ سے آفتاب عشق اوسپر چمکتا ہے جسکا دل دین و دنیا سے خالی پایا تیرے عشق کی روشنی سے گو جہان منور ہے مگر بد قسمت رقیب اوس سے حصہ نہین لیتا ۱۲ [۸] خداوندا یہ تیری ہی عنایت و مہربانی ہے کہ تونے یہ سایہ خلق پر پہیلا رکہا ہے ۱۲

عرض کرتا ہے **قطعہ** آلودہ[1] دامنان کہ نظر بتوا فگنند ÷ صافی شوند و پاک چو صوفی با صفا ÷ ای آفتاب حسن ازان چشمۂ حیات ÷ آبے ببخش تا نشوم بعد ازین فنا ÷ یہ ضعیف کہتا ہے۔ **قطعہ**۔

اے[2] مایۂ حسن و کان نعمت ÷ اینک بدرت امیدواران ÷ جان بر کفدست کردہ از دل ÷ بر شکل خوش تو جانسپاران ÷

حضرت سلطان المشائخ کی مقدس ذات آپکے دریا جیسے دل کے تابع تھی اور آپ کا حق پذیر دل روح مطہر کے تابع۔ اور حضور کی پاکیزہ روح نے اپنی کمالیت کی وجہ سے دل کو اپنی طرف کھینچ لیا تھا اور دل نے باین وجہ کہ اوس مین اور روح مین ایک خاص قسم کا اتحاد و ارتباط ہے قالب کو جذب کر لیا تھا۔ پس اس صورت مین جناب سلطان المشائخ کی مبارک ذات ہمہ تن روح تھی **امیر خسرو** فرماتے ہین۔

بیت وجود[3] خواجہ نہ از آب و گل گشتہ مرتب ÷ کہ جان خضر و مسیحا بہم شدہ است مرکب ÷÷

اور جب یہ تھا تو آپکی ذات مبارک نے موت کا حکم چاہا اور خود روحانی ہو گئی۔ لیکن اس قسم کی ذات جو مجسم روح تھی ہر تردامن اور چشم آلود کے تماشا کرنے کے قابل نہین ہے البتہ چشم معرفت کے ساتھ جان کے روزن سے نظر کر سکتے ہین۔ خواجہ سنائی کہتے ہین **بیت** از[4] در دل بمنظر جان آئی ÷ بتماشائے باغ جان آئی ÷ ایک بزرگ سے بندگانِ دین نے سوال کیا کہ آپ اپنے دوست کو دیکھنا چاہتے ہین اونہون نے جواب مین فرمایا۔ نہین۔ جب لوگون نے اسکی وجہ پوچھی تو فرمانے لگے اُنَزِّہُ ذَاکَ الْجَمَالَ عَنْ نَظَرِ مِثْلِی ÷ یعنے مین اوس جہان آرا جمال کو اسبات سے پاک اور منزہ جانتا ہون کہ اوسے مجھ جیسا شخص دیکھ سکے۔ ازان بعد یہ قطعہ اون کی زبان پر جاری ہوا۔ **قطعہ** اِنِّیْ لَاَحْسُدُ نَاظِرِیْ عَلَیْکَ ÷ حَتّٰی اَغُضَّ اِذَا نَظَرْتُ اِلَیْکَا ÷ وَاَرَاکَ یَخْطُرُ فِیْ شَمَائِلِکَ الَّتِیْ ÷ فِیْ فِتْنَتِیْ فَاَغَارُ مِنْکَ عَلَیْکَا ÷

یعنے مین تیرے دیکھنے والون پر یہان تک حسد کرتا ہون کہ تیری طرف دیکھتے ہوئے اپنی آنکھین بند کر لیتا ہون اور جب مین دیکھتا ہون کہ تیرے دلمین وہ چیز گذرتی ہے جو مجھے فتنہ مین مبتلا کرنے کا باعث ہے تو مین تجھپر غیرت کرتا ہون۔

---

[1] جب تجھپر دامن نظر ڈالتے ہین تو صوفی جیسے پاک صاف ہو جاتے ہین۔ اے حسن کے آفتاب مجھے چشمۂ حیات سے تھوڑا سا پانی عنایت کر کہ اس کے بعد فنا نہ ہون ۱۲ [2] اے حسن کی پونجی نعمت کی کان مین ہتھیلی پر جان رکھکے تیرے دروازے پر اس امید مین کھڑا ہون کہ تیری دلگیر صورت پر جان قربان کرون ۱۲

[3] خواجہ کا جسم پانی و خاک سے مرتب نہ تھا بلکہ خضر و مسیح کی روح سے مرکب تھا ۱۲ [4] دل کے دروازہ سے منظر جان مین آکر باغ جان کا تماشا کرنا چاہیئے۔ ۱۲۔

کتاب سیرالاولیا فی محبۃ الحق جل وعلاکی **فہرست ابواب**۔ **پہلا باب** اون مشائخ کے فضائل ومناقب اور کرامات کے بیان مین جو خواجگان چشت کے طبقہ مین بلند پایہ رکہتے اور جنکے نام نامی بڑے شجرے کی فہرست مین ثبت ہین اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے لیکر حضرت سلطان المشائخ **نظام الحق** والشرع والدین قدس سرہ العزیز کے مبارک عہد تک گذرے ہین۔ اس باب مین ایک نکتہ کا بہی ذکر ہوگا جس مین جناب نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت بیان کی جائیگی اور جناب نبوتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو خرقۂ فقر پہنائے جانے کی بابت کچہہ ذکر ہوگا۔ زان بعد اون مشائخ کبار اور اولیاء نامدار قدس اللہ سرہم العزیز کا ذکر ہوگا جنہین امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت سے خرقہ پہنچا ہے۔ **نکتہ**۔ ازانجملہ۔ **خواجہ حسن بصری** قدس سرہ ہین۔ **نکتہ**۔ ازانجملہ خواجہ عبدالواحد بن زید قدس اللہ سرہ ہین۔ **نکتہ**۔ ازانجملہ خواجہ **فضیل** بن عیاض قدس سرہ ہین۔ **نکتہ**۔ ازانجملہ خواجہ ابراہیم بن ادہم قدس روحہ ہین **نکتہ**۔ ازانجملہ خواجہ **حذیفۃ المرعشی** قدس سرہ ہین۔ **نکتہ** ازانجملہ خواجہ ہبیرۃ البصری قدس سرہ ہین۔ **نکتہ**۔ ازانجملہ خواجہ **ممشاد** علو دینوری قدس سرہ ہین۔ **نکتہ**۔ ازانجملہ خواجہ **ابو اسحاق** شامی چشتی قدس اللہ سرہ ہین **نکتہ**۔ ازانجملہ خواجہ **ابو احمد** چشتی قدس اللہ سرہ ہین **نکتہ**۔ ازانجملہ خواجہ **ابو محمد** چشتی قدس اللہ سرہ ہین۔ **نکتہ**۔ ازانجملہ خواجہ **ابو یوسف** چشتی قدس سرہ ہین۔ **نکتہ**۔ ازانجملہ خواجۂ خواجگان خواجہ **مودود** چشتی قدس اللہ سرہ العزیز ہین۔ **نکتہ**۔ ازانجملہ خواجہ **حاجی شریف** زندنی چشتی قدس اللہ سرہ العزیز ہین۔ **نکتہ** ازانجملہ حضرت خواجہ **عثمان ہارونی** قدس اللہ سرہ العزیز ہین۔ **نکتہ**۔ ازانجملہ حضرت خواجۂ خواجگان اہل عرفان کے سرتاج ہند کے بادشاہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب حضرت خواجہ **معین الدین** حسن سنجری چشتی قدس اللہ سرہ العزیز ہین۔ **نکتہ**۔ ازانجملہ خواجہ قطب الاقطاب عاشقون کے سردار حضرت خواجہ قطب الحق والشرع والدین حضرت خواجہ **قطب الدین** بختیار کاکی اوشی چشتی قدس سرہ ہین۔ (ان بزرگ کا ذکر چار نکتون کو شامل ہوگا۔ پہلے نکتہ مین آپکے مجاہدہ کا ذکر ہوگا۔ اور دوسرے نکتہ مین آپکی مشغولی کا بیان قلم بند کیا جائے گا۔ تیسرے نکتہ مین آپکی عزلت وگوشہ نشینی اور کرامات مذکور ہونگی۔ چوتہے نکتہ مین آپکے رحلت کرنے کے واقعات مندرج ہونگے) **نکتہ** ازانجملہ حضرت شیخ الاسلام شیخ شیوخ العالم فرید الحق والشرع

والدین قدس اللہ سرہ العزیز ہین۔ (اس دین و دنیا کے بادشاہ کا ذکر آٹھ نکتون کو شامل ہوگا۔ پہلے نکتہ مین
آپکے حسب ونسب کا بیان ہوگا۔ دوسرے مین آپکی عزلت وگوشہ نشینی تیسرے مین آپکے مجاہدہ وروش کا ذکر۔ چوتھے
مین علم وتبحر۔ پانچوین مین حضرت خواجہ قطب الحق والشرع والدین اور حضرت شیخ الاسلام معین الحق والشرع
والدین قدس اللہ سرہما العزیز کی جناب سے آپکو خلافت کے معزز وممتاز منصب کے ملنے کا ذکر ہوگا۔ چھٹے
نکتہ مین آپکے بعض ملفوظات اور حکیمانہ مقولے مذکور ہونگے۔ ساتوین مین آپکی والدہ ماجدہ کی بعض کرامتین
بیان کی جاوینگی۔ آٹھوین مین آپکی بیماری اور انتقال کا جان کاہ واقعہ قلم بند ہوگا) **نکتہ** ازانجملہ حضرت
سلطان المشائخ **نظام الحق والشرع والدین** طاب ثراہ ہین۔ اس بادشاہ دین کا ذکر پندرہ نکتون
کو شامل ہوگا۔ پہلے نکتہ مین جناب سلطان المشائخ حضرت سلطان **نظام الدین** قدس اللہ سرہ العزیز
کے حسب نسب کا بیان ہوگا۔ دوسرے مین حضرت شیخ الشیوخ جناب فریدالدین قدس سرہ کی خدمت مین
مین آپکے آنے اور محبت کے پیدا ہونے کی کیفیت مذکور ہوگی۔ تیسرے مین حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ
کے علم وتبحر کا بیان ہوگا۔ چوتھے مین بعضی حدیثون کے اون دقائق اور باریکیون کا ذکر ہوگا جنکی آپنے وقتاً
فوقتاً تقریر کی ہے۔ پانچوین مین آپ کا شیخ شیوخ العالم حضرت شیخ فریدالدین کی خدمت مین جانا اور
آپکی خدمت مین حاضر رہنا اور آپ کا معتقد ہونا مذکور ہے۔ چھٹے مین حضرت سلطان المشائخ کے شہر دہلی
مین سکونت اختیار کرنے اور پہر وہان سے غیاث پور مین آنیکا ذکر۔ ساتوین مین حضرت سلطان المشائخ
کے ابتدائی زمانہ مین مجاہدہ کرنے کا ذکر ہوگا آٹھوین مین آپ کا حضرت شیخ الشیوخ شیخ فریدالدین قدس سرہ
سے منصب خلافت اور دینی و دنیاوی نعمت کا حاصل کرنا مذکور ہے۔ نوین مین آپکے اوس مجاہدہ کا ذکر ہوگا
جو آخر وقت مین آپ سے ظہور مین آیا اور اس نکتہ مین آپکے روش وراہ کا بہی بیان کیا جائے گا۔ دسوین مین
آپکی فتح اور فتوحات کا بیان اور خود بادشاہ وقت اور شہزادون کا آپکی خاک بوسی کے لیئے حاضر ہونا مذکور ہوگا۔
گیارہوین مین اسباب کا بیان ہوگا کہ حاسدون نے سلطان المشائخ کی طرف سے شاہ علاؤالدین
کے پاس بہت سی ایسی بیہودہ باتین پہونچائین جو جناب سلطان المشائخ کی مجلس کے لائق نہ تہین۔
بارہوین نکتہ مین شیخ الاسلام جناب شیخ رکن الدین نبیرۂ شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی قدس سرہما العزیز سے
آپکی ملاقات کرنے کا بیان ہوگا۔ تیرہوین مین آپکی بعض کرامتین مذکور ہونگی۔ چودہوین مین آپکی والدہ
ماجدہ کی بعض کرامتین بیان کی جائینگی پندرہوین نکتہ مین اوس وجد وحال کا ذکر ہوگا جو جناب

سلطان المشائخ کو طاری ہوا تہا اور جس مین آپنے دار دنیا سے دار عقبیٰ کی جانب رحلت فرمائی تہی۔

دوسرے باب مین شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری اور جناب شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی اوشی اور حضرت شیخ شیوخ الاسلام فرید الدین قدس سرہم العزیز کے خلفاء کے مناقب وفضائل اور کرامات کا بیان ہوگا۔ آز انجملہ شیخ حمید الدین سوالی ہین جو شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری کے مشہور اور نامور خلیفہ ہین۔ اس بزرگ قدس سرہ کا ذکر تین نکتون کو شامل ہے۔ پہلے نکتہ مین جناب شیخ حمید الدین سوالی صاحب کے مجاہدہ اور روش وراہ کا بیان ہے۔ دوسرے مین آپکی بعض کرامتون اور اون مراسلات کا ذکر ہے جو آپ مین اور شیخ بہاؤ الدین زکریا مین واقع ہوئے تہے تیسرے نکتہ مین اون سوالات کا ذکر ہے جو اصحاب سلوک نے حقیقت کی خطرناک اور دشوار گذار راہ کے بارے مین آپکے آگے پیش کیئے تہے اور آپنے اون کے مدلل جواب دیئے تہے اس نکتہ مین سوالات کے ساتہ آپکے جوابات بہی مذکور ہین ازانجملہ۔ شیخ بدر الدین غزنوی ہین جو شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی کے معزز وممتاز خلیفہ ہین۔ (اس بزرگ کا ذکر دو نکتون کو شامل ہے۔ پہلے نکتہ مین شیخ بدر الدین غزنوی کا لاہور سے دہلی مین آنے اور شیخ الاسلام قطب الدین قدس سرہٗ کی خدمت مین حاضر ہونے اور ارادت واعتقاد ظاہر کرنے کا بیان ہے۔ دوسرے مین آپکی عظمت وکرامات کا بیان ہے)

ازانجملہ۔ شیخ نجیب الدین متوکل ہین جو شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے بہائی بہی تہے اور خلیفہ بہی۔ اس بزرگ کا ذکر ایک نکتہ کو شامل ہے جس مین آپکی عظمت وکرامات کا بیان ہے۔ ازانجملہ مولانا بدر الدین اسحاق ہین جو شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کے داماد اور آپکے خلیفہ تہے آپ کا ذکر دو نکتون کو شامل ہے۔

پہلے نکتہ مین جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کی خدمت مبارک مین آپکے آنے اور کثرتِ بکا اور علمی تبحر کا ذکر ہے۔

دوسرے نکتہ مین آپکی عظمت وکرامات کا بیان ہے۔ آزانجملہ شیخ جمال الدین والملۃ ہانسوی ہین جو شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز کے معزز ومقتدر خلیفہ ہین۔ آپ کا ذکر عظمت وکرامات سے لبریز ہے۔ شیخ جمال الدین کے ذکر کے ذیل مین آپکے فرزند رشید مولانا برہان الدین صوفی کا بہی ذکر ہوگا۔ جو شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کے ایک ممتاز خلیفہ تہے۔ ازانجملہ مولانا عارف ہین۔ آپ بہی

شیخ الاسلام فرید الحق والدین کے واجب الاحترام خلیفہ تھے اور انتہا درجہ کی عظمت و بزرگی رکھتے تھے قطع نظر اس کے صاحبِ کرامات بھی تھے۔ اِن تمام حالات کے ضمن مین حضرت شیخ علی صابر کا بھی مفصل طور پر ذکر ہے

تیسرے باب مین حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کی اولاد امجاد اور آپکے بعضے پوتون اور نواسون کے مناقب و فضائل کا بیان ہے اور حضرت سلطان المشائخ کے قریبی رشتہ دارون اور کاتب حروف کے اون آبا و اجداد اور بھائیون کے مناقب و فضائل اور کرامات کا ذکر ہے جو جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین اور جناب سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہما العزیز کے اختصاص سے مخصوص اور اعزاز سے ممتاز تھے اور یہہ باب چھ نکتون کو شامل ہے۔ پہلا نکتہ شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس سرہ کے فرزندون کے مناقب و فضائل اور کرامات کے بیان مین۔ **واضح** رہے کہ جناب شیخ الاسلام حضرت فرید الدین کے چند فرزندِ رشید ہین۔ **ازانجملہ** خواجہ نصیر الدین نصر اللہ ہین جو شیخ کے تمام فرزندون سے بڑے اور سب سے بلند رتبہ ہین۔ **ازانجملہ** مولانا شہاب الدین قدس سرہ ہین۔ **ازانجملہ** شیخ بدر الملۃ والدین سلیمان ہین جو شیخ شیوخ العالم قدس سرہ کے سجادہ نشین تھے۔ **ازانجملہ** خواجہ نظام الملۃ والدین قدس سرہ ہین **ازانجملہ** خواجہ یعقوب ہین۔ جو شیخ شیوخ العالم کے سب فرزندون سے چھوٹے ہین۔ دوسرا نکتہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ کی پردہ نشین صاحبزادیون کے مناقب و فضائل اور کرامات کے بیان مین۔ تیسرا نکتہ جناب شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ کے بعضے پوتون کے فضائل و کرامات کے ذکر مین۔ **ازانجملہ** شیخ علاؤ الملۃ والدین بن شیخ بدر الدین سلیمان ہین۔ **ازانجملہ** خواجہ عزیز الملۃ والدین ابن خواجہ یعقوب قدس سرہ ہین۔ **ازانجملہ** شیخ کمال الملۃ والدین بن شیخزادہ بایزید بن شیخ نصیر الدین نصر اللہ ہین۔ یہ بزرگ شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ کے پرپوتے ہین۔ **ازانجملہ** خواجہ عزیز الملۃ والدین ہین۔ یہ بزرگ بھی شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ کے پرپوتے ہین۔ کیونکہ انکے والد بزرگوار خواجہ ابراہیم اور دادا خواجہ نظام الدین ہین **چوتھا نکتہ** جناب شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ کے بعضے نواسون کے مناقب و فضائل کے بیان مین۔ آپکے نواسے تین ہین **ازانجملہ** خواجہ محمد بن مولانا بدر الدین اسحاق **ازانجملہ** خواجہ موسیٰ بن مولانا بدر الدین اسحاق **ازانجملہ** خواجہ عزیز الملۃ والدین۔ اِن بزرگ کی والدہ ماجدہ جناب شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ کی

صاحبزادی ہین۔ پانچوان نکتہ حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس سرہ کے اقربا کے مناقب وفضائل کے بیان مین ازانجملہ خواجہ رفیع الملۃ والدین ہارون ہین۔ یہ بزرگ جناب سلطان المشائخ حضرت نظام الدین قدس سرہ کے پیارے اور عزیز بہانجے ہین ازانجملہ خواجہ تقی الملۃ والدین نوح ہین۔ یہ خواجہ رفیع الدین ہارون کے حقیقی اور سگے بہائی ہین ازانجملہ خواجہ ابوبکر مصلا دار خاص یہ بزرگ بہی جناب سلطان المشائخ کی قرابت کا شرف رکہتے تہے ازانجملہ خواجہ مولانا قاسم ہین آپ بہی سلطان المشائخ کے ایک پیارے بہانجے ہین۔ آپکے والد کا نام عمر تہا اور آپ خواجہ ابوبکر مصلادار خاص کے بہتیجے تہے ازانجملہ خواجہ عزیز الملۃ والدین ہین انکے والد بزرگوار خواجہ ابوبکر مصلادار خاص تہے۔ چہٹا نکتہ۔ کاتب حروف کے اون آباواجداد اور سادات کرام کے مناقب وفضائل اور کرامات کے بیان مین جو شیخ شیوخ العالم اور حضرت سلطان المشائخ کی خصوصیت خاص کا کمال اعزاز و اقتدار رکہتے اور ان حضرات کی اختصاص کے ساتہ مخصوص تہے ازانجملہ سید محمد کاتب حروف کے جدِ امجد ہین۔ ازانجملہ نور الملۃ والدین مبارک سید محمد کرمانی۔ کاتب حروف کے والد بزرگوار ہین۔ ازانجملہ سید کمال الدین امیر احمد ابن سید محمد کرمانی۔ کاتب حروف کے بزرگوار چچا ہین ازانجملہ سید حسین ابن سید محمد کرمانی۔ کاتب حروف کے منجہلے چچا ہین۔ ازانجملہ سید خاموش ابن سید محمد کرمانی۔ کاتب حروف کے چہوٹے چچا ہین۔

چوتہے باب مین۔ حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین کے محترم خلفا کے مناقب فضائل اور کرامات کا بیان ہے اور اسباب کا ذکر ہے کہ خلفاء مذکور نے حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ سے کیونکر خلافت حاصل کی ازانجملہ مولانا شمس الملۃ والدین محمد یحیی ہین۔ ان بزرگ کا ذکر چار نکتون کو شامل ہے۔ پہلے نکتہ مین حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ کی خدمت مین آپکے معتقد و مرید ہونے کا بیان ہے۔ دوسرے مین آپکی عظمت درویش کا ذکر ہے۔ تیسرے مین مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے علمی تبحر اور ذوق وشوق کا ذکر ہے۔ چوتہے نکتہ مین آپکی کرامات اور راگ سُننے اور دنیا سے دارِ آخرت کو رحلت کرنے کا بیان ہے ازانجملہ شیخ نصیر الدین محمود وارث نعمت ہین۔ آپکا ذکر بہی چار نکتون کو شامل ہے۔ پہلے نکتہ مین اوس شفقت و رحمت اور پرورش کا بیان ہے جو حضرت سلطان المشائخ کی عالی جناب سے شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت ظہور مین آئی۔ دوسرے مین اوس مجاہدہ کا

ذکر ہے جو حضرت سلطان المشائخ نے شیخ نصیر الدین محمود کو تلقین و تعلیم فرمایا اور خود شیخ نصیر الدین کے مجاہدات و ریاضات کا بیان۔ تیسرے مین اوس اشارت کا بیان ہے جو شیخ نصیر الدین محمود نے کاتب حروف کو نفس کے قلع قمع کرنے کی بابت فرمایا ہے۔ چوتھے نکتہ مین جناب شیخ نصیر الدین محمود کی بعض کرامات کا ذکر ہے۔ از انجملہ شیخ قطب الدین منور ہانسوی قدس سرہ العزیز ہین۔ ان بزرگ کا ذکر پانچ نکتون کو شامل ہے۔ پہلے نکتہ مین آپکے اوصاف اور کثرت بکا اور باطنی ذوق و شوق کا بیان ہے۔ دوسرے مین اسبات کا ذکر ہے کہ شیخ قطب الدین منور اور شیخ نصیر الدین محمود نے جناب سلطان المشائخ قدس سرہ سے کیونکر خلافت کا معزز عہدہ پایا۔ تیسرے مین شیخ قطب الدین منور قدس سرہ کی بعض کرامات کا مذکور ہے۔ چوتھے مین سلطان محمد تغلق سے شیخ قطب الدین منور کی ملاقات کرنے کا بیان ہے۔ پانچوین نکتہ مین شیخ قطب الدین منور رحمۃ اللہ علیہ کے راگ سُننے کا بیان ہے۔ از انجملہ۔ مولانا حسام الملۃ والدین ملتانی ہین۔ آپکا ذکر تین نکتون کو شامل ہے۔ پہلے نکتہ مین مولانا حسام الدین قدس سرہ کے عظیم الشان رتبہ کا ذکر ہے۔ اور اون مہربانیون کا بیان ہے جو جناب سلطان المشائخ کی درگاہ سے اونکی نسبت ظہور پذیر ہوئین۔ دوسرے مین مولانا حسام الدین ملتانی اور مولانا شمس الدین یحیی اور مولانا علاؤ الدین نیلی قدس سرہم کی باہمی ملاقات کا ذکر ہے۔ تیسرے مین حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ سے مولانا حسام الدین ملتانی کو خلافت کا ممتاز منصب ملنے کا ذکر ہے۔ از انجملہ مولانا مخدومنا فخر الملۃ والدین زرادی۔ کاتب حروف کے استاد ہین۔ ان بزرگ قدس سرہ کا ذکر چھ نکتون کو شامل ہے۔ پہلے نکتہ مین حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ کی جناب مین آپکے معتقد و مرید ہونے کا ذکر ہے۔ دوسرے مین مولانا فخر الدین زرادی کے مجاہدہ کا بیان اور آپکے مشغولی باطن کا ذکر ہے۔ تیسرے مین آپکے علمی تبحر کا بیان ہے۔ چوتھے مین آپکے راگ سُننے کا ذکر ہے۔ پانچوین مین سلطان محمد تغلق سے آپکی ملاقات کرنے کا بیان ہے۔ چھٹے نکتہ مین آپکا مکہ معظمہ جانا اور راستہ مین جہاز کا غرق ہو جانا اور آپکا انتقال فرمانا مذکور ہے۔ از انجملہ۔ مولانا علاؤ الدین نیلی ہین۔ ان بزرگ کا ذکر عظمت و کرامات اور علمی ذوق شوق اور تبحر سے لبریز ہے۔ از انجملہ مولانا برہان الدین غریب ہین۔ آپکا ذکر دو نکتون کو شامل ہے۔ پہلے نکتہ مین مولانا برہان الدین غریب کی اوس محبت و اعتقاد کا ذکر ہے جو آپ حضرت سلطان المشائخ کے ساتھ رکھتے تھے۔ دوسرے مین حضرت سلطان المشائخ کا مولانا برہان الدین غریب سے رنجیدہ ہونے کے بعد بہت خوش ہونا اور خلافت کا معزز عہدہ دینا مذکور ہے

از انجملہ مولانا یوسف کلا کبڑی۔ عرف چنا بیری ہین۔ آپکا ذکر تین نکتون کا شامل ہے۔ پہلے نکتہ مین مولانا شیخ وجیہہ الدین یوسف کی محبت وعشق اور اوس کمال اعتقاد کا ذکر ہے جو آپکو حضرت سلطان المشائخ کی جناب مین حاصل تہا۔ دوسرے مین حضرت سلطان المشائخ کی درگاہ سے مولانا وجیہہ الدین یوسف کا طرح طرح کی نعمتون اور نیک انفاس کا پانا مذکور ہے۔ تیسرے مین آپکا حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز سے خلافت کا محترم منصب پانا مذکور ہے۔ از انجملہ مولانا سراج الملۃ والدین ہین۔ ان بزرگ کا ذکر آپ کی عظمت وکرامت سے مملو ہے۔ از انجملہ مولانا شہاب الدین حضرت سلطان المشائخ کے امام ہین۔ ان بزرگ کا ذکر بھی انکی عظمت وکرامت سے مملو ولبریز ہے۔

پانچوین باب مین بعض اون اعلیٰ درجہ کے یارون کے مناقب وفضائل مذکور ہین جو حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ کے اعتقاد وارادت کے شرف وعزت کی خصوصیت رکہتے ہے اور فلک اعلیٰ سے لیکر تحت الثریٰ تک کی تمام چیزین جنکی نظر تصرف مین تہین اور قطع نظر اسکے سبکے سب نیکدل اور نیک ذات تہے قدس اللہ سرہم العزیز۔ از انجملہ خواجہ ابوبکر منده ہین۔ ان بزرگ کا ذکر انکی عظمت وکرامات سے مملو ومشحون ہے۔ از انجملہ مولانا محمد محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ ہین جنکی عظمت وکرامت سے آپکا ذکر لبریز ہے۔ از انجملہ مولانا وجیہہ الدین پائلی ہین جنکی عظمت وکرامات کی شہرت تمام مین پہیلی ہوئی ہے از انجملہ مولانا فخر الملۃ والدین مروزی ہین آپکا ذکر بہی آپ کی عظمت وکرامات سے مملو ہے۔ از انجملہ مولانا فصیح الملۃ والدین ہین۔ ان بزرگ قدس سرہ کا ذکر عظمت وکرامات سے لبریز ہے۔ از انجملہ۔ امیر خسرو دہلوی ہین جنکی عظمت وکرامات سے تمام لوگ واقف ہین۔ از انجملہ مولانا جلال الملۃ والدین رحمۃ اللہ علیہ ہین۔ آپکا ذکر بہی عظمت وکرامات سے بہرا ہوا ہے از انجملہ مولانا جلال الملۃ والدین اودہی قدس سرہ ہین از انجملہ خواجہ کریم الملۃ والدین سمرقندی قدس سرہ ہین از انجملہ۔ امیر حسن علائی سنجری۔ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز کے ملفوظات فوائد الفواد کے مصنف ہین۔ از انجملہ قاضی شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ ہین۔ از انجملہ مولانا بہاؤ الملۃ والدین ادہمی ہین۔ از انجملہ شیخ مبارک گوپاموی رحمۃ اللہ علیہ ہین۔ از انجملہ خواجہ موید الدین کرہی قدس سرہ ہین۔ از انجملہ خواجہ تاج الملۃ والدین سالک داوری قدس سرہ ہین از انجملہ خواجہ ضیاء الملۃ والدین برنی رحمۃ اللہ علیہ ہین۔ از انجملہ خواجہ موید الملۃ والدین انصاری قدس سرہ ہین از انجملہ خواجہ شمس الدین۔ امیر حسن رح سنجری کے بہتیجے ہین۔ از انجملہ مولانا نظام الملۃ والدین شیرازی ہین

از انجملہ- خواجہ سالار قدس سرہ ہین از انجملہ مولانا فخر الدین میرٹھی قدس سرہ ہین-
چھٹے باب مین مشائخ قدس سرہم العزیز کی خلافت و اعتقاد کا ذکر ہے اور اوس مین پندرہ نکتے ہین
پہلے نکتہ مین اعتقاد و ارادت کا ذکر ہے- دوسرے مین مرید کا بیان ہے- تیسرے مین اسباب کا ذکر ہے کہ جب
مرید ایک پیر سے بیعت کرلے تو اب دوسرے پیر سے بہی بیعت کر سکتا ہے کہ ہنین- چوتہے مین توبہ و استقامت
کا بیان ہے- پانچوین مین پیر کے حکم کرنے اور مرید کے قبول کرنے کا ذکر ہے- چہٹے مین تجدید بیعت کا بیان ہے-
ساتوین مین مرید کے اعتقاد کا مذکور ہے- آٹہوین مین خرقہ کی اصل بیان کی گئی ہے اور اوسکے بخشش کرنے کا
ذکر ہے نوین مین مشائخ کی خلافت کا بیان ہے- دسوین مین شیخ کے حال کی کیفیت مذکور ہے- گیارہوین مین
ولی اور اوسکی ولایت کا بیان ہے بارہوین مین کرامت کی حقیقت مذکور ہے- تیرہوین مین ستر کرامت کا
ذکر ہے- چودہوین مین جناب سلطان المشائخ کی زبان مبارک سے نام مقرر ہونے اور اوسپر اعتقاد کرنیکا
بیان ہے- پندرہوین مین اون لوگون کا بیان ہے جو اپنی تئین اہل التصوف کی طرف منسوب کرتے ہین حالانکہ
اہل تصوف کا سا معاملہ نہین رکہتے اور بغیر پیر کی اجازت کے لوگون کو مرید کر لیتے ہین-
ساتوین باب مین اون ماثورہ دعاؤن اور مقبول وظیفون کا ذکر ہے جو شیخ شیوخ العالم فرید الحق
والدین اور سلطان المشائخ نظام الحق والدین سے منقول ہین- اور یہ باب اٹہارہ نکتون کو شامل ہے
پہلا نکتہ طہارت کے بیان مین- دوسرا نکتہ روزانہ اوراد و وظائف کے ذکر مین- تیسرا نکتہ اون اوراد و وظائف
کے ذکر مین جو ہفتہ وار اور سالانہ پڑہے جاتے ہین- چوتہا نکتہ نماز کے ذکر مین- پانچوان نکتہ نفل نماز
کے بیان مین- چہٹا نکتہ روزہ کے بیان مین- ساتوان نکتہ زکوۃ و صدقے کے بیان مین- آٹہوان نکتہ حج کے
بیان مین- نوان نکتہ مہمان نوازی کی فضیلت و بزرگی کے ذکر مین- دسوان نکتہ کہانا کہلانے کے آداب
مین- گیارہوان نکتہ دسترخوان بچہانے کے ذکر مین- بارہوان نکتہ تہوڑا کہانا کہانے کے فوائد مین- تیرہوان
نکتہ تصوف کا لباس پہننے کے ذکر مین- چودہوان نکتہ اون ماثورہ دعاؤن کے ذکر مین جو شیخ شیوخ العالم
فرید الحق سے منقول ہین- پندرہوان نکتہ اون ماثورہ دعاؤن کے ذکر مین جو حضرت سلطان المشائخ
قدس سرہ العزیز سے منقول ہین- سولہوان نکتہ قرآن مجید کے پڑہنے کی بزرگی کے ذکر مین- سترہوان نکتہ
اوس ورد کے ذکر مین جو فوت ہوگیا ہو- اٹہارہوان نکتہ ظاہر و باطن کی مشغولی اور ذکر خفی کے بیان مین
آٹھوین باب مین محبت و شوق اور خدا تعالی کے دیدار کا بیان ہے اور یہ باب سات نکتون کو

شامل ہے۔ نکتہ پہلا۔ محبت اور اوسکی باریکیون کے ذکر مین۔ نکتہ دوسرا حضرت سلطان المشائخ کے شوق و اشتیاق کے بیان مین۔ نکتہ تیسرا۔ حضرت سلطان المشائخ کے عشق کے ذکر مین۔ نکتہ چوتھا حضرت سلطان المشائخ کے اوس ولولۂ عشق کے ذکر مین جسکا اثر کاتب الحروف کے باطن مین موجود ہے۔ نکتہ پانچوان عشق کی حقیقت کے ذکر مین۔ نکتہ چھٹا عشق مین ترغیب دینے اور بے دردون کی معذرت کے بیان مین۔ نکتہ ساتوان خدا تعالے کے دیدار کے ذکر مین۔ **نوین باب مین** سماع۔ وجد۔ رقص۔ وغیرہ کا بیان ہے اور اس باب مین گیارہ نکتون کا ذکر ہے۔ نکتہ پہلا سماع کے ذکر مین۔ نکتہ دوسرا سماع کے آداب کے بیان مین۔ نکتہ تیسرا اون الفاظ کی تفصیل و تشریح کے ذکر مین جو شعرا کی اصطلاح مین مقرر ہین۔ نکتہ چوتھا۔ اہل سماع کے وجد کے ذکر مین۔ نکتہ پانچوان اون حالات کے بیان مین جو سماع کے وقت پیدا ہوتے ہین۔ نکتہ چھٹا رقص کرنے اور کپڑے پھاڑ ڈالنے کے بیان مین۔ نکتہ ساتوان حضرت سلطان المشائخ کے راگ سننے اور رقص کرنے اور آہ و بکا کرنے کے بیان مین۔ نکتہ آٹھوان۔ اسباب کی توضیح مین کہ سلطان المشائخ نے بعض مجالس مین راگ سنا ہے۔ نکتہ نوان اون فوائد کے بیان مین جو سلطان المشائخ نے بعض مجلسون مین راگ کے بارے مین ارشاد کیئے ہین۔ نکتہ دسوان سماع کی مجلس مین حاضر ہونے اور اوس بحث کے ذکر مین جو سلطان المشائخ کی بابت واقع ہوئی۔ نکتہ گیارہوان اہل زمانہ کے راگ سننے کے بیان مین۔

دسوین باب مین حضرت سلطان المشائخ کے کچھہ اون ملفوظات و مکتوبات کا ذکر ہے جو گذشتہ ابواب مین لکھے جا چکے ہین۔ اور یہ باب اٹھائیس نکتون کو شامل ہے۔ (نکتہ ۱) علم اور اہل علم کے بیان مین۔ (نکتہ ۲) معراج کی رات کے ذکر مین (نکتہ ۳) جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بیان مین۔ (نکتہ ۴) عقل کے ذکر مین (نکتہ ۵) دنیا اور اوسکے ترک کر دینے کے بیان مین (نکتہ ۶) فقر اور غنا کے ذکر مین۔ (نکتہ ۷) مشائخ کے طبقات کے بیان مین (نکتہ ۸) حضرت سلطان المشائخ کی نیت کے ذکر مین (نکتہ ۹) صبر و رضا کے بیان مین (نکتہ ۱۰) خوف و رجا کے بیان مین (نکتہ ۱۱) نمود و ریا کے ذکر مین۔ (نکتہ ۱۲) حضرت سلطان المشائخ کے توکل کے بیان مین (نکتہ ۱۳) حلم و عفو کے ذکر مین (نکتہ ۱۴) صحبت کے بیان مین (نکتہ ۱۵) خوش اخلاق اور شائستہ عادات کے ذکر مین (نکتہ ۱۶) ہدایا کے قبول کرنے اور رد کرنے کے بیان مین — (نکتہ ۱۷) ہمت کے ذکر مین (نکتہ ۱۸) انصاف و ظلم کے ذکر مین (نکتہ ۱۹) روح و نفس کے بیان مین — (نکتہ ۲۰) الہام و وسوسہ کے بیان مین (نکتہ ۲۱) اس ذکر مین کہ ایک مکان دوسرے مکان پر بزرگی رکھتا ہے۔

(نکتہ ۲۲) شیخ کی لطائف کے ذکر مین (نکتہ ۲۳) شیخ حمید زادہ کی فضیلت وبزرگی کے ذکر مین (نکتہ ۲۴) بی بی فاطمہ سام کی بزرگی کے بیان مین (نکتہ ۲۵) شفقت ونیت کے بیان مین (نکتہ ۲۶) امرا اور خلفا کے ذکر مین (نکتہ ۲۷) بادشاہون کے تغیر مزاج کے بیان مین (نکتہ ۲۸) اون مردان ہمت کے ذکر مین جو دریائے وحدت مین مستغرق ہو گئے ہین۔

پہلا باب

اون مقدس حضرات کے مناقب وفضائل اور کرامات کے بیان مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے لیکر حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے سعادت اندوز زمانہ تک گذرے ہین۔ اور جنکے نامی حضرات خواجگان چشت کے شجرہ معظمہ مکرمہ مین ثبت ہین۔

نکتہ۔ جناب سید المرسلین رسول رب العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کے ذکر مین اور حضرت رسالت مآب سے خرقۂ فقر امیر المومنین جناب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو پہونچنے اور آپکی خدمت سے اور مشائخ کبار اور اولیائے نامدار قدس اللہ اسرارہم کو پہونچنے کے بیان مین۔ **نعت**۔ آپ عالم فتوت کے بادشاہ ملک مروت کے مالک۔ آسمانِ رسالت کے تابان آفتاب۔ فلکِ جلالت کے درخشان ماہتاب۔ قوسین کے صاحب۔ کونین کے مقتدا اور پیشوا۔ جماعت اصفیا کے صدر نشین۔ مجمع انبیا کے روشن شمع ہین ایک بزرگ نے کیا ہی اچھا فرمایا ہے **قطعہ**[1] سیدِ انبیا و صدرِ رسل ؛ مقصدِ ہشت وہفت وپنج وچہار ؛ آن رسولے کہ جان عقل وخرد ؛ کرد پیشش بہ بندگی اقرار [2] بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے۔ **نظم** شاہ[3] رسل شہنشہِ شاہان روزگار ؛ عالم برائے دوستی تو شد آشکار

گردون ندیدہ ونیز نہ بیند بچشم خویش
نامت بنام خویش قرین کرد کردگار
تو بادشاہِ ہر دو جہان من گدائے تو
بیچارۂ ضعیف محمد امیدوار ؛

شاہے چو تو میانِ رسل شاہِ نامدار
از نور روے تست کہ روشن شدست روز
چارہ ہمین بود کہ کنم جانِ خود نثار
گر قطرۂ زبحر وصالت بدو رسد

جاہت بلند ومرتبہ عالی بہ نزدِ حق
از رنگ زلف تست کہ شبہا چنین سیاہ
شاہان بباہِ تست فتادہ میانِ خاک
شادی کنان بحشر برآید بروئے یار

[1] آپ تمام انبیا اور رسون کے صدر نشین اور سرتاج ہین اور دنیا کے مختلف فرقون کے مرجع ومقصد ہین۔ [2] آپکے آگے عقل ودانائی کی جان نے بندگی اور غلامی کا اقرار کیا ہے [3] اے پیغمبرون کے سرتاج اور شاہان زمانہ کے شہنشاہ دنیا جہان تیری دوستی کے لیئے پیدا ہوا ہے۔ آسمان نے باوجود اس گردش لیل ونہار کے پیغمبرون مین تجھ جیسا نامور بادشاہ نہین دیکھا خدا کے نزدیک تیرا مرتبہ نہایت بلند ہے یہانتک کہ اوسنے تیرا نام اپنے نام کے ساتھ ملا کر ذکر کیا۔ دن تیرے ہی رخ انور کی روشنی سے منور اور رات تیری ہی زلف کے رنگ سے تاریک ہے تو دونون جہان کا بادشاہ ہے اور مین تیرا گدا مجھے بجز اسکے اور کچھ بن نہین آتا کہ تجھپر اپنی جان قربان کردون تیری راہ مین یہ بیچارہ ضعیف محمد مبارک خاک مین پڑا ہے اگر اپنے دریائے وصال سے ایک قطرہ اوسے پہونچا دے تو میدان حشر مین دوست کے سامنے شادان وفرحان آئے۔

اولیا کی مدح وثنا۔

یہ پیغامبرون کے بادشاہ اولیاء کے عظمت وکرامات کے بارے مین نبوت کی زبان سے یون ارشاد فرماتے ہین۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ اُنَاسًا مَاہُمْ اَلْاَنْبِیَاءُ وَلَا الشُّہَدَاءُ یَغْبِطُہُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَالشُّہَدَاءُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِمَکَانِہِمْ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی فَقَالَ رَجُلٌ مِنْہُمْ مَا اَعْمَالُہُمْ لَوْ اَنَا نُحِبُّہُمْ قَالَ قَوْمٌ تَحَابُّوْنَ بِرُوْحِ اللّٰہِ مِنْ غَیْرِ اَرْحَامٍ بَیْنَہُمْ وَلَا اَمْوَالٍ یَتَعَاطَوْنَہَا بَیْنَہُمْ وَاللّٰہِ اِنَّ وُجُوْہَہُمْ اَلنُّوْرُ فَاِنَّہُمْ لَعَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ وَلَا یَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا یَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ ثُمَّ قَرَأَ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَاہُمْ یَحْزَنُوْنَ ہُمْ مَصَابِیْحُ الدُّجٰی وَیَنَابِیْعُ الرُّشْدِ وَالْحُجٰی خُصُّوْا بِخَفِیِّ الْاِخْتِصَاصِ وَاتَّقُوْا مِنَ التَّصَنُّعِ بِالْاِخْلَاصِ۔ یعنے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے بندون مین سے کچھہ لوگ ایسے ہین جو اگرچہ انبیاء اور شہداء نہین ہین لیکن قیامت کے دِن خدا تعالیٰ کی طرف سے اونہین وہ درجہ عالی نصیب ہوگا جسکی وجہ سے انبیاء و شہداء اون پر رشک کرینگے۔ حاضرین مجلس مین سے ایک شخص نے عرض کیا کہ اے رسول خدا وہ ایسے کونسے کام کرتے ہین جنکی وجہ سے اس بلند مرتبہ کو پہونچے ہین اگر ہمین اونکے اعمال پر واقفیت ہوجائے اور ہم اون حضرات کو معلوم کرلین تو اون سے محبت و دوستی اختیار کرین۔ فرمایا وہ ایک قوم ہے نہ اسوجہ سے کہ باہم ایکدوسرے سے رشتہ رکھتے ہین اور نہ اس لحاظ سے کہ آپس مین داد وستد کا معاملہ کرتے ہین بلکہ صرف خدا کی رضامندی اور اوسکی خوشنودی کے لیئے باہم ایکدوسرے کو دنیا مین دوست رکھتے ہین بخدا قیامت کے دِن اونکے چہرے روشن ماہتاب سے زیادہ درخشان ہونگے اور نور کے منبرون پر میدان محشر مین جگہ پائینگے جسوقت لوگونکو خوف وگھبراہٹ پیش آئیگی تو وہ اوس خوف سے امن وامان مین رہین گے اور جب لوگ غمگین ہونگے تو اونہین کسیطرح کا غم واندوہ عارض نہ ہوگا یہانتک پہونچکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑہی اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۞ یعنے آگاہ رہو کہ خدا کے دوستون پر کبھی خوف وغم طاری نہوگا۔ زان بعد آپنے فرمایا کہ وہ اندہیرے کے چراغ اور ہدایت ورشد کے سرچشمہ ہین۔ دوسرے لوگون سے خفی اختصاص کی وجہ سے مخصوص ہین اور اخلاص مین تکلف وریا کرنے سے بچتے ہین اور اولیاء کی یہ مدح وثنا اوس برکت کے سبب سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات مین خرقۂ فقر کے خلعت سے مشرف وممتاز ہوئے جسے آپنے آخر عمر مین سر مبارک سے اوتار کر خلفاء راشدین کے خاتم۔ رسول رب العالمین کے وصی جناب امیر المومنین قطب الاولیا حقائق توحید کے سرچشمہ لوامع تفرید کے مخزن۔ اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کو

عنایت فرمایا جیسا کہ اوسکی مفصل کیفیت حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ سے باب ارادت کے اوس نکتہ مین بیان
کیجائیگی جس مین خرقہ کی اصل اور اوسکی بخشش کی کیفیت بیان ہوگی ایک بزرگ فرماتے ہین۔ **شعر** جَعَلَ الْاِلٰہُ مُحَمَّدًا
شَمْسَ الْھُدٰی ؛ بِضِیَائِہٖ یَہْدِیْ جَمِیْعَ عِبَادِہٖ ؛ مِنْہُ اسْتَضَاءَ وَلِیُّہٗ وَوَصِیُّہٗ ؛ فَاَنَارَ مِثْلُ الْبَدْرِ کُلَّ بِلَادِہٖ ؛
اَعْنِیْ عَلِیًّا سَیِّدَ الزُّھَّادِ الْاَبَدَا لِکَ ھُمُ الْاَبْدَالُ وَالْاَوْتَادُ مِنْ عِبَادِہٖ ؛ یعنے خدا تعالی نے جناب محمد صلعم کو
ہدایت کا آفتاب بنایا جسکی روشنی مین اپنے تمام بندون کو ہدایت کرتا ہے۔ ازان بعد محمدؐ سے آپکے ولی و وصی
نے روشنی حاصل کی اور خدا تعالی کے تمام شہرون مین بدر کامل بنکر چمکا وصی سے میری مراد حضرت علیؑ ہین۔ جو
زاہدون کے سرتاج ہین تو اے مخاطب تجھے اس سے اور خدا کے بندون ابدال و اوتاد سے خبردار رہنا چاہیئے
جنید بن محمد قدس سرہ فرماتے ہین **شعر** سَرَتْ بِاُنَاسٍ فِی الْغُیُوْبِ قُلُوْبُھُمْ ؛ وَجَالُوْا بِقُرْبِ الْمَسَاجِدِ الْمُتَفَضِّلِ
وَنَالُوْا مِنَ الْجَبَّارِ عَطْفًا وَّرَاْفَۃً ؛ وَقَصْدُ الْاِحْسَانَاتِ وَبِرًّا مُعَجَّلْ ؛ اُولٰئِکَ نَحْوَ الْعَرْشِ ھَامَتْ قُلُوْبُھُمْ ؛ وَفِیْ
مَلَکُوْتِ الْعِزِّ مَاوٰی وَّمَنْزِلْ ؛ یعنے مین نے اون لوگونکے ساتھ سیر کی جنکے دل عالم غیب مین محو ہین اور اونہون
نے بزرگ مسجدون کے قرب مین جولان کیا ہے اور خدائے جبار کے دربار سے شفقت و مہربانی اور مقصود
احسان اور عاجل نیکی کو پہونچے ہین۔ انکے دل عرش آلہی کی طرف متوجہ ہین اور عزت و بزرگی کے ملکوت
مین منزل رکہتے ہین۔ الغرض وہ خرقہ مبارک جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج مین
خدا تعالی کی طرف سے مرحمت ہوا اور پھر آنحضرت سے جناب علی کو پہونچا شدہ شدہ اولیاء نامدار اور مشائخ کبار
تک سلسلہ بسلسلہ اور ہاتہون ہاتہہ پہونچا جیسا کہ انشاء اللہ العزیز عنقریب بیان ہوتا ہے۔
ازانجملہ نبوت کی گودی مین پرورش پائے ہوئے۔ فتوت و جوانمردی کی کان دریائے علم کے غواص و عمل
کے خزانے تابعین کے سردار پرہیزگارون کے امام و پیشوا۔ مجلس عرفان کے متفق علیہ صدر نشین خواجہ حسن
بصری رضی اللہ عنہ ہین۔ منقول ہے کہ خواجہ حسن بصری رضہ نے ارادت کا خرقہ حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ
وجہہ سے پہنا۔ اس بزرگ کے فضائل بے شمار اور مناقب انگشت نما ہین۔ خواجہ حسن بصری کی والدہ جناب بی بی
ام سلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم محترم کی موالی مین سے تہین۔ خواجہ حسن بصری شیرخوار تہے کہ آپکی والدہ
گہر کے کاروبار مین مشغول تہین۔ جب خواجہ بہوکہ کے مارے رونے لگے تو جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی چہاتی
مبارک اس اشدنی اور ہونہار بچے کے موہنہ مین دیدی خدا کی شان کہ فورًا دودہ اوتر آیا اور چند قطرے خواجہ
کے پیٹ مین اوتر گئے۔ خواجہ سے جو بہت کو برکتین اور کرامتین ظہور مین آئین اون کا یہی سبب تہا قطع نظر اسکے

آنحضرت کو شب معراج مین خرقہ ملنا اور آپ سے علی رضہ کو اور اون سے مشائخ کو پہونچنا۔

خواجہ حسن بصری کے حالات۔

حضرت ام سلمہ خواجہ کے حق مین ہمیشہ یہ دعا کیا کرتی تہین کہ خداوندا اسے خلق کا مقتدا اور پیشوا بنا۔ آپنے اکثر تبع تابعین صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پایا۔ **منقول** ہے کہ ایکدفعہ حضرت امیر المومنین جناب علی کرم اللہ وجہہ بصرہ مین تشریف لائے اور تمام واعظون کا وعظ و ذکر بند کر دیا۔ اور ساتہ ہی حکم فرمایا کہ تمام منبر توڑ ڈالے جائین چنانچہ آپکے ارشاد کی فوراً تعمیل ہوئی ازان بعد آپ خواجہ حسن بصری کی مجلس مین تشریف لائے اور فرمایا تم عالم ہو یا متعلم خواجہ نے عرض کیا کہ مین کوئی چیز نہین ہون ملکہ جو باتین مجھے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہونچی ہین وہ مین اونہین خلق کو پہونچاتا ہون حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپکا یہ شائستہ جواب سنکر فرمایا کہ اس جوان کی بات معقول اور نتیجہ خیز ہے۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس مجلس سے تشریف لیجانے لگے تو خواجہ منبر سے اوترکر آپکے پیچھے روانہ ہوئے اور آپ کا دامن پکڑکر کہا خدا کے لیئے آپ مجھے وضو کرنا سکہا دیجئے۔ چنانچہ اوسمقام پر جو اب باب الطشت کے نام سے شہرت رکہتا ہے۔ ایک طشت لایا گیا اور جناب علی کرم اللہ وجہہ نے خواجہ حسن کو وضو کرنا سکہایا **منقول** ہے کہ خواجہ حسن بصری قدس اللہ سرہ مین خدا تعالی کا خوف و بکا قدرتی طور پر تہا آپ ہر وقت خوف خدا سے لرزتے اور ہمیشہ گریہ و زاری مین زندگی بسر کرتے **کاتب الحروف** نے حضرت سلطان المشائخ کی قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ جس رات کو خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو یہ آواز برآمد ہوئی۔ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرَاہِیْمَ وَاٰلَ الْحَسَنِ یعنے خدا تعالی نے آدم و نوح اور آل ابراہیم اور اولاد حسن کو اور لوگون مین سے چھانٹ لیا ہے۔ جس رات خواجہ حسن کی وفات ہوئی اوس شب مین ایک بزرگ نے خواب مین دیکہا کہ آسمانون کے دروازے چوپٹ کہلے ہوئے ہین اور ایک منادی باواز بلند پکار رہا ہے کہ خواجہ اپنے خدا کے پاس پہونچگیا اور اسکا خدا اس سے بالکل خوش اور راضی ہے۔

ازانجملہ شیخ شیوخ العالم علامۂ دہر قطب عالم **خواجہ عبدالواحد** زید ہین جو صاحب کرامات اور عالی درجات ہین آپنے خرقۂ ارادت خواجہ حسن بصری سے پہنا (خدا تعالی اوسے روح و راحت کا شرف عنایت فرمائے)۔

منقول ہے کہ ایکدن درویشون کی ایک جماعت حضرت خواجہ عبدالواحد کی خدمت مین بیٹہی ہوئی تہی اور بہوکہ کی وجہ سے بیتاب و بیقرار تہی کہانے کی کوئی چیز موجود نہ تہی سب نے اتفاق کرکے خواجہ سے درخواست کی کہ اسوقت ہمین حلوا مطلوب ہے آپنے پہلے پہل تو درویشون کے التماس پر چندان توجہ نہین کی لیکن جب اون کا اصرار حد سے تجاوز کر گیا تو خواجہ عبدالواحد زید نے آسمان کی جانب مونہہ اوٹہاکر درویشون کے لئے درخواست کی فوراً طلائی دینار مینہہ کی طرح برسنے لگے آپنے درویشون کی طرف روئے سخن کرکے فرمایا کہ ان دینارون مین سے صرف اتنا ہی لیلو جس سے حلوا بقدر کفاف موجود ہو سکے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا لیکن خواجہ نے اوس حلوے مین سے

خواجہ عبدالواحد زید کے حالات

کچہ نہین کہا یا **منقول** ہے کہ خواجہ عبدالواحد زید کو آخر مین فالج ہوگیا تہا ایکدن کا ذکر ہے کہ نماز کا وقت ہوگیا
اور آپکی خدمت مین کوئی شخص موجود نہتہا کہ جو وضو کرا دیتا جب آپکو نماز کا وقت جاتے رہنے کا خوف ہوا تو جناب الٰہی
مین ہاتہہ اوٹہا کر مناجات کی کہ الٰہی مجہے اس قدر قوت بخشدے کہ وضو کرلون اسکے بعد جو تیری مرضی ہوگی مین
بہی اوس مین خوش ہونگا چنانچہ خواجہ نے فوراً صحت پائی اور آپنے اپنی مراد کے موافق وضو کیا لیکن جب مصلے پر
تشریف لے گئے تو پہر فالج مین مبتلا ہوگئے۔ **ازانجملہ** اہل حضرت کے بادشاہ۔ درگاہ وصلت کے سرتاج۔
ولایت کے آسمان۔ درایت کے آفتاب۔ کثیر الفضائل ابو علی الفضیل بن عیاض قدس سرہ ہین آپ مشائخ کبار
اور اپنے زمانہ کے معزز سرداروں مین سے تہے۔ اکثر گریہ وزاری مین مصروف رہتے اور ہمیشہ رنج وغم مین ڈوبے رہتے
تہے دیکہنے والون کو معلوم ہوتا تہا کہ آپ ہمیشہ کسی گہرے اور سخت فکر مین محو رہتے ہین۔ آپنے ارادت کا خرقہ جناب
خواجہ عبدالواحد زید سے پہنا تہا۔ آپکے عبرت آمیز اور نصیحتانہ کلمات مین سے چند کلمے یہ ہین۔ لَا یَکْمُلُ اِیْمَانُ
الْعَبْدِ حَتّٰی یُؤَدِّیَ مَا افْتَرَضَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَیَجْتَنِبَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَیَرْضٰی بِمَا قَسَمَ اللّٰہُ
لَہٗ ثُمَّ خَافَ مَعَ ذَالِکَ اَنْ لَّا یَتَکَمَّلَ الْاِیْمَانُ وَلَا یُقْبَلُ مِنْہُ۔ یعنے بندہ کا ایمان اُسیوقت تکمیل کو پہونچتا ہے
جبکہ وہ خدا کے مفروضات کو نہایت جرأت وآزادی کے ساتہ ادا کرتا اور محرمات وممنوعات سے محترز رہتا اور
خدا کی قسمت پر گردنِ تسلیم خم کر دیتا ہے۔ پہر باوجود اِن تمام باتون کے ہر وقت اسبات سے خائف وترسان رہتا
ہے کہ مبادا اوسکا ایمان تکمیل کو نہ پہونچا ہو اور خداوندی دربار مین نظر قبول سے نہ دیکہا گیا ہو اسیطرح یہ بہی
آپکا قول ہے۔ اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا اَکْثَرَ غَمَّہٗ وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا وَسَّعَ عَلَیْہِ دُنْیَاہُ۔ یعنے جب خدا تعالی کسی بندہ
کو دوست رکہتا ہے تو اکثر اوقات اوسے غم والم پہنچاتا رہتا ہے اور جب کسی بندے سے بغض رکہتا ہے تو اوسپر
دنیا کو وسیع کر دیتا ہے اور یہ بہی آپکا ارشاد ہے لَوْ عُرِضَتْ عَلَیَّ الدُّنْیَا بِحَذَافِیْرِہَا وَلَا اُحَاسَبُ بِہَا لَکُنْتُ
اَتَقَذَّرُہَا کَمَا یَتَقَذَّرُ اَحَدُکُمُ الْجِیْفَۃَ۔ یعنے اگر مجہپر دنیا بتما مہا پیش کی جاتی اور اوسپر مجہسے حساب نہ لیا جاتا
تو مین بہی اوسے اوسیطرح پلید ونجس جانتا جسطرح کہ تم مردار کو پلید جانتے ہو۔ اور یہ بہی آپ ہی کا حکیمانہ
مقولہ ہے۔ تَرْکُ الْعَمَلِ لِاَجْلِ النَّاسِ ہُوَ الرِّیَاءُ وَالْعَمَلُ لِاَجْلِ النَّاسِ ہُوَ الشِّرْکُ۔ یعنے لوگون کی وجہ
سے عمل چہوڑ دینا ریا اور اونکے لیئے عمل کرنا شرک ہے۔ ابو علی رازی نقل کرتے ہین کہ مین خواجہ فضیل کی
صحبت مین کامل تیس برس تک رہا لیکن تعجب کی بات ہے کہ مین نے اس دراز مدت مین کسیوقت آپکو مسکراتے
نہین دیکہا۔ البتہ ایکدن لوگون نے آپکو مسکراتے دیکہا جیسا کہ آپکے صاحبزادے علی جو آخر مین اولیا کے مرتبہ کو

خواجہ فضیل صاحب۔ ت ۱۱۵ھ

ہونچ گئے تھے نقل کرتے ہین۔ اوسوقت آپسے دریافت کیا گیا کہ ہم نے آپکو کبھی مسکراتے نہین دیکھا آج آپکے اس تبسم کی کیا وجہ ہے فرمایا جس کام کو خدا دوست رکھتا ہے مین بھی اوسے دوست رکھتا ہون **منقول** ہے کہ جب خواجہ فضیل ابتدائی عمر کے مرحلے طے کر رہے تھے تو آپ رہزنی کیا کرتے تھے ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ آپنے تاجرون کے ایک قافلہ پر گھیرا ڈالا۔ قافلہ مین سے ایک قاری نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑہی۔ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُہُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ یعنے کیا ابھی لوگون پر وہ وقت نہین آیا ہے کہ اونکے دل خدا کے ذکر کے سبب ڈر جائین۔ قاری نے یہ موثر الفاظ کچھ ایسے درد ناک لہجہ سے ادا کیے جنکا اثر خواجہ فضیل کے دل مین برقی قوت بنکر دوڑ گیا اور ایک بے اختیارانہ جوش کے ساتھ آخر اونہون نے یہ کہدیا۔ یَارَبِّ قَدْ اٰنَ۔ یعنے خداوندا بیشک وہ وقت آ پہونچا ہے۔ اس کہنے کے ساتھ ہی آپکو رقت ہوئی اور آج سے آپنے اس ظالمانہ پیشیہ سے توبہ کی۔ اور اپنے مخالفون کو خوش کردیا۔ اسکے بعد آپ وہان سے کوفہ مین آئے اور فاضل اجل امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی صحبت اختیار کی اور بے شمار اولیاء اللہ سے ملاقات کی ہارون رشید کا وزیر **فضیل بن ربیع** روایت کرتا ہے کہ مین مکہ کے سفر مین ہارون رشید کے ساتھ تہا جب ہم حج کے ارکان ادا کرکے فارغ ہوگئے تو ہارون نے مجھسے پوچہا کہ یہان مردان خدا سے کوئی ایسا پاکباز مرد ہے جسکے قدمبوسی کی سعادت مین حاصل کرون۔ مینے جواب دیا کہ ہان عبدالرزاق صنعانی بڑے باخدا اور صاحبدل آدمی ہین چنانچہ ہم اونکے خدمت مین پہونچے اِدھر اودھر کی باتون کے بعد خلیفہ نے مجھے اشارہ کیا کہ انسے پوچہہ۔ آپکو کسیکا کچھ قرضہ دینا ہے۔ مین نے خلیفہ کا یہ اشارہ پاکر دریافت کیا جسکے جواب مین عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہان مجھے فلان شخص کا قرضہ دینا ہے خلیفہ ہارون نے حکم دیا کہ جن لوگون کا آپ پر قرضہ آتا ہے وہ چھوڑ دین۔ ازان بعد ہارون نے مجھسے کہا اے فضیل ہنوز مین سیر نہین ہوا بلکہ میرا دل کسی اور خدا ترس سے ملنے کو چاہتا ہے۔ مین نے کہا سفیان بن عیینہ یہان موجود ہین اون سے چلکر ملیئے چنانچہ ہم سفیان کی خدمت مین پہونچے۔ ہارون نے بہت سی گفتگو کے بعد کہا کہ آپکو کسیکا قرضہ دینا ہے سفیان نے کہا ہان۔ یہان بھی ہارون نے اون کا قرضہ چھوڑوا دیا۔ اور پھر میری طرف مخاطب ہوکر کہا فضیل ابھی مجھے پورا اطمینان نہین ہوا۔ اور مجھے کسی ایسے شخص سے ملنے کی خواہش ہے جو ان دونون سے بڑہکر ہو مجھے فوراً یاد آگیا اور مین نے شاہانہ لہجہ مین کہا خلیفہ! یہان خواجہ فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ بھی ہین اونکے پاس چلنا چاہیئے۔ جس وقت ہم وہان پہونچے ہین تو آپ حجرے مین قرآن مجید کی تلاوت مین مصروف تھے اور نہایت ترتیل کے ساتھ یہ آیت پڑھ رہے تھے اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَہُمْ کَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔ یعنے کیا بدکارون کا گمان ہے کہ ہم اونہین ایماندارون اور شائستہ کارون کے برابر کردینگے۔ جب اس آیت کے پُراثر الفاظ ہارون رشید کے

ہارون رشید کا ایک عجیب واقعہ

کان مین پڑے توبیساختہ بول اُٹھا فضیل ! بس یہی ایک آیت بس کرتی ہے۔ فضیل کہتے ہین مین نے حجرے کا دروازہ
کھٹ کھٹایا۔ خواجہ نے فرمایا۔ کون ؟ مین بولا امیرالمومنین ہارون رشید ! فرمایا۔ مَالِیْ وَلِاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ یعنے مجھہ مین
اور امیرالمومنین مین کیا تعلق۔ ہارون نے کہا مین اپنے نفس کی شفاعت کے لیئے آیا ہون اور یہ کام کرنا آپکو ضرور ہے
خواجہ نے جھٹ چراغ گل کر دیا اور حجرے کا دروازہ کھولکر ایک کونے مین کھڑے ہوگئے ہارون حجرے مین آکر آپکو ڈھونڈنے
لگا اور دفعتہً اوسکا ہاتہہ خواجہ پر جا پہونچا آپنے فرمایا آہ آج تک مین نے اس ہاتھہ سے زیادہ نرم کوئی ہاتہہ نہین دیکھا
بشرطیکہ دوزخ کی آگ سے نجات پائے۔ یہ سنکر ہارون رونے لگا اور اس قدر رویا کہ بیہوش ہوگیا ہوش مین
آنے کے بعد بولا خواجہ مجھے کچھہ نصیحت کیجیے فرمایا اے امیرالمومنین تیرے جد امجد نے جو جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ
وسلم کے واجب الاحترام چچا تہے آنحضرت سے ایک قوم پر حکومت کرنے کی درخواست کی تہی جناب رسالت مآب
صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکے جواب مین فرمایا تہا کہ اے میرے بزرگ چچا آپکا ایک سانس خدا کی فرمانبرداری مین ہزار
برسون سے کہین بہتر ہے جن مین خلق آپکی طاعت کرے لِاَنَّ الْاِمَارَةَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ نَدَامَةٌ۔ کیونکہ حکومت قیامت
کے دن باعث ندامت ہوگی۔ زان بعد ہارون رشید بولا کچھہ اور بہی نصیحت کیجیئے خواجہ فضیل قدس سرہ
نے فرمایا۔ اے امیرالمومنین مجھے خوف ہے کہ مبادا تیرا یہ خوبصورت اور دلگیر چہرہ دوزخکی آگ مین مبتلا ہو تجھے
خدا ترسی اور اس سے بہتر اوسکی حق گذاری چاہیئے۔ جب یہ سب باتین ہوچکین تو ہارون رشید نے کہا کہ کیا آپ کو
کسیکا کچھ قرض دینا ہے فرمایا ہان۔ خدا کا بہت بڑا قرضہ میرے ذمہ ہے جسکے ادا کرنے مین مشغول ہون حق تعالے
اپنے فضل وکرم سے اوسے جمع کردے۔ آپکی یہ عبرت انگیز باتین سنکر ہارون نے ہزار طلائی دینار کی ایک ہتلی خواجہ
کے آگے رکہدی اسپر خواجہ نے برہم ہوکر فرمایا اے امیرالمومنین افسوس میری یہ نصیحتانہ باتین تجھے کچھ بہی مفید
نہ ہوئین کیونکہ مین تجھے نجات کی طرف بلاتا ہون اور تو مجھے مصیبت وبلا مین ڈالتا ہے۔ ہارون روتا ہوا باہر
نکل آیا اور مجھے کہنے لگا کہ حقیقت مین خواجہ فضیل بن عیاض ایک پاک اور معزز فرشتہ ہے۔ **منقول** ہے کہ خواجہ
نے ماہ محرم ۱۸۷ھ ہجری مین بمقام مکہ وفات پائی۔ **از انجملہ** سلطان السالکین مقرب حضرت رب العالمین
مملکت دنیا کے تارک سلطنت عقبی کے صاحب ظل الٰہی **خواجہ ابراہیم ادہم** قدس اللہ سرہ العزیز ہین جو طرح طرح
کے معاملات اور قسم قسم کے حقائق ومشاہدات مین پورا اور کافی حصہ رکہتے ہین اور تمام دنیا مین عام محبوبیت
کی نگاہون سے دیکھے جاتے تہے آپنے اکثر مشائخ کبار کی صحبت پائی تہی اور خرقہ ارادت خواجہ فضیل عیاض
کی خدمت سے حاصل کیا تہا۔ ایک بزرگ آپکی بابت فرماتے ہین۔ **شعر** تَرَکَ ابْنُ اَدْہَمُ مُلْکَہٗ وَمَنْزِلَہٗ

فَاَنَّ الفُضَیلُ مُتَابِعًا لِمَعَادِہٖ ٭ تَرَکَ الخَزَاینَ وَالجُنُودَ وَاَہلَہٗ ٭ فَاَقَامَ سَاعِدَہٗ مَقَامَ وِسَادِہٖ ٭ یعنے ابراہیم بن ادہم اپنا ملک اور اپنا مکان چہوڑ کر خواجہ فضیل کی فرمانبرداری مین آئے اونہون نے اپنے خزانہ ۔ لشکر ۔ اہل عیال چہوڑ کر خواجہ فضیل کے تکیہ کی جگہ اپنی باہین بچہا دین ۔ ابراہیم بن ادہم قدس سرہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی صحبت مین بہی کچہہ دنون رہے ہین یہی وجہ ہے کہ امام صاحب آپکی نسبت یہ الفاظ فرمایا کرتے تہے سَیِّدُنَا اِبرَاہِیمُ بنُ اَدہَمَ قَدَّسَ اللہُ سِرَّہٗ ۔ امام کے یارون نے کہا کہ اونہون نے سیادت کس وجہ سے پائی فاضل امام نے جواب دیا کہ وہ ہمیشہ خدا تعالی کی خدمت مین مشغول رہے اور ہم دوسرے کامون مین مصروف ۔ خواجہ جنید قدس سرہ جو اولیاء اللہ کے سرتاج ہین فرماتے ہین کہ مَفَاتِحُ العُلُومِ اِبرَاہِیمُ بنُ اَدہَمَ ۔ یعنے ابراہیم بن ادہم تمام علوم کی کنجی ہین آپکی توبہ کا سبب چونکہ حد شہرت کو پہونچ چکا ہے اس لئے یہ محل اوسکے لکہنے کا محتاج نہین ہے ۔ آپ کا قول ہے اِنَّ التَّصَوُّفَ اَلتَّکَرُّمُ وَالتَّسلِیمُ وَالتَّفَرُّقُ وَالتَّلَطُّفُ ۔ یعنے تصوف کیا ہے ؟ تمام مخلوقات کو بزرگ رکہنا اپنے تئین خدا کے حوالہ کردینا ۔ ہر لحظہ خدا کی طرف نظر رکہنا بندون کے ساتہ رحیمانہ برتاو کرنا ۔ یہ بہی آپ ہی کا مقولہ ہے وَاتَّخِذِ اللہَ صَاحِبًا وَّدَعِ النَّاسَ جَانِبًا ۔ یعنے لوگون کو ایک کنارہ چہوڑ کر خدا کو اپنا صاحب بنا ۔ آپ یہہ بہی کہا کرتے تہے کَثرَۃُ النَّظرِ اِلَی البَاطِلِ یَذہَبُ مَعرِفَۃَ الحَقِّ مِنَ القَلبِ ۔ یعنے باطل چیز کی طرف بکثرت دیکہنا دل سے معرفت حق لیجاتا ہے ۔ یہ بہی آپ ہی کا قول ہے قِلَّۃُ الحِرصِ وَالطَّمعِ یُورِثُ الصِّدقَ وَالوَرَعَ وَکَثرَۃُ الحِرصِ وَالطَّمعِ یَکثُرُ الغَمَّ وَالجَزَعَ یعنے حرص وطمع کی قلت راستبازی اور پرہیزگاری پیدا کرتی ہے اور انکی کثرت سے غم اور بے قراری حاصل ہوتی ہے ۔ یہ بہی آپ ہی کا مقولہ ہے قَد رَضِینَا مِن اَعمَالِنَا بِالمَعَانِی وَمِن طَلَبِ التَّوبَۃِ بِالتَّوَانِی وَمِنَ العَیشِ البَاقِی بِالعَیشِ الفَانِی ۔ یہ قول بہی آپ ہی کا مقولہ ہے ۔ اُطلُب بِطَعمِکَ بِاَن تَقُومَ اللَّیلَ وَتَصُومَ النَّہَارَ ۔ یعنے کہانے کی تلاش اسلئے کرنی چاہیئے کہ اوسکی وجہ سے رات کا قیام اور دن کا روزہ رکہا جائے ۔ **منقول** ہے کہ خواجہ ابراہیم ادہم نے ایکدفعہ ایک شخص کو صحرا مین دیکہا اوس نے آپکو اسم اعظم کی تعلیم کی جسکے پڑہنے کی برکت سے آپنے حضرت خضر سے ملاقات کی حضرت خضر نے فرمایا ۔ کہ اے ابراہیم میرے برادر الیاس نے تمہین اسم اعظم تعلیم کیا ہے یہ تمام برکتین اوسیکی ہین ۔ آپ اکثر اوقات یہ دعا پڑہا کرتے تہے اَللّٰہُمَّ انقُلنِی مِن ذُلِّ مَعصِیَتِکَ اِلٰی عِزِّ طَاعَتِکَ ۔ یعنے خداوندا مجہے اپنی معصیت و نافرمانی کی خواری و ذلت سے اپنی طاعت کی عزت کی طرف نقل کردے **منقول** ہے کہ ایکدفعہ خواجہ ابراہیم ادہم قدس سرہ جعفر بن منصور کے پاس آئے جو عباسیون مین دوسرا خلیفہ اور وارث تخت و تاج تہا

خلیفہ نے بڑے جوش کے ساتھ استقبال کیا اور سلام کے بعد کہا۔ اے ابو اسحق تمہارا کیا حال ہے خواجہ ابراہیم ادہم نے فرمایا اے امیر المومنین **شعر** نُرَقِّعُ دُنْیَانَا بِتَمْزِیْقِ دِیْنِنَا ؛ فَلَا دِیْنُنَا یَبْقٰی وَلَا مَا نُرَقِّعُ۔ یعنے ہم نے اپنا دین لپیٹ کر کے دنیا کو بلند کیا لیکن اب نہ تو دین ہی باقی رہا اور نہ وہ چیز ہی رہی جسے ہم نے بلند کیا تہا **منقول** ہے کہ خواجہ ابراہیم ادہم کا جاڑے کا لباس صرف ایک موٹا ٹاٹ ہوتا تہا جسکے نیچے کُرتا وغیرہ کچہہ نہ ہوتا تہا۔ اور گرمی مین دو کپڑے ہوتے تہے جنکی قیمت چار درم سے زیادہ نہ ہوتی تہی ایک کا تہ بند بناتے اور دوسرے کی چادر آپ کیا سفر اور کیا حضر ہر وقت روزے سے رہتے اور راتون کو قیام و نماز مین بسر کیا کرتے تہے ہمیشہ فکر و غم مین مستغرق نظر آتے تہے کہیت کاٹتے اور اوسکی اُجرت سے قوت حاصل کیا کرتے۔ جب آپ کہیت کاٹنے سے فارغ ہوتے اور پوری مزدوری کر چکتے تو اپنے کسی یار کو کہیت والے کے پاس بہیجتے اور حساب کے بعد جو اجرت وہ لاتا آپ اوس مین سے کچہہ نہ لیتے بلکہ اپنے اصحاب پر تقسیم کر دیتے اور فرماتے جو تمہین مطلوب ہو فوراً خرید لاؤ اور اپنے صرف مین لے آؤ لیکن جب آپکو کہیت کاٹنے کی اجرت نہ ملتی تو باغون کی حفاظت کرنے کی مزدوری کرتے **منقول** ہے کہ خواجہ ابراہیم ادہم ایکدن کوہ قبیس پر بیٹہے ہوئے اپنے یارون سے باتین کر رہے تہے کہ اگر اولیاء اللہ مین سے کوئی ولی پہاڑ سے کہے کہ روان ہو تو وہ فوراً اپنی جگہہ چہوڑ کر چلنے لگے۔ ابہی آپکی زبان فیض ترجمان پر یہی الفاظ جاری ہوئے تہے کہ پہاڑ نے جنبش کی آپنے پہاڑ کو ٹہوکر مار کر فرمایا کہ او ابو قبیس ٹہر جا مین نے تجہے روان ہونے کا حکم نہین کیا ہے بلکہ اپنے یارون کی خدمت مین تمثیل کے طور پر بیان کر رہا تہا **منقول** ہے کہ خواجہ ابراہیم ادہم ایکدفعہ دریا کے سفر مین جہاز پر سوار تہے اور اپنی کملی مین لپٹے ہوئے مراقبہ مین مشغول تہے اسی اثنا مین ایک نہایت تیز و تند ہوا چلنی شروع ہوئی اور اوسنے یہانتک طول پکڑا کہ جہاز کے ڈوب جانے کا خوف سب پر طاری ہو گیا۔ تمام اہل جہاز جمع ہو کر آپکے پاس آئے اور گڑگڑا کر عرض کیا کہ حضرت کیا حال ہے۔ ہم تو معرض ہلاکت مین پڑے ہوئے ہین اور آپ میٹہی نیند مین مشغول ہین خواجہ ابراہیم نے کملی سے سر نکالا اور آسمان کی طرف موبنہہ اوٹہا کر کہا خداوندا ہم تیری قدرت کاملہ کو دیکہہ چکے ہین اب تو اپنے فضل و کرم سے معاف فرما۔ دعا کے بعد اہل جہاز کو بہت ہی تہوڑا انتظار کرنا پڑا کہ ہوا بند ہو گئی اور جہاز پانی کی سطح پر ٹہر گیا **منقول** ہے کہ خواجہ ابراہیم ادہم فرماتے ہین کہ مین ایکدفعہ خدا کی اجازت و حکم سے جنگل مین نکل گیا۔ جب مین بمقام ذات العرق پہونچا تو ستر گدڑی پوشون کو دیکہا کہ مرے پڑے ہین اور خون کی ندیان اونکے جسمون سے بہہ رہی ہین مین اونکے قریب گیا دیکہتا ہون کہ ایک نوجوان مین کچہہ حیات مستعار باقی ہے مین اوسکے سرہانے جا کہڑا ہوا اور نہایت نرمی کے لہجہ مین کہا اے جوان مرد یہ کیا کیفیت ہے اوسنے آنکہہ کہول کر کہا یَا ابْنَ اَدْہَمَ عَلَیْکَ بِالْمَاءِ الْمِحْرَابِ۔ یعنے اے ادہم کے بیٹے تجہے پانی اور محراب

لازم ہے مطلب یہ کہ ہمیشہ باوضو رہ۔ اور محرابِ طاعت مین زندگی بسر کر۔ تو دور مت جا کہ مہجور و محروم رہے گا
اور اس قدر قریب بھی نہ آ کہ رنج و اندوہ اُٹھائیگا مبادا کوئی شخص بساطِ سلاطین پر گستاخی کرے تجھے ایسے دوست
سے ڈرنا چاہیئے جو حاجیون کو رومی کافرونکی طرح قتل کرتا اور حاجیون سے جہاد کرتا ہے۔ واضح ہو کہ ہم ستر آدمی
جنہین تو اسوقت خاک و خون مین غلطان دیکھتا ہے صوفیون کی جماعت ہین ہم نے توکل کی صحرا مین قدم رکھا تھا
اور اسپر عزم بالجزم کر لیا تھا کہ کسی سے بات نکرینگے اور بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی سے اندیشہ نکرینگے نیز اوسکے سوا کسی
اور کی طرف التفات نکرینگے لیکن جب ہم حرم مین پہونچے تو خضرؑ نے ہم سے ملاقات کی ہم نے سلام کیا اور اونہون نے
بڑی خندہ پیشانی سے ہمارے سلام کا جواب دیا جس سے ہم بہت خوش ہوئے اور سب نے مِلکر کہا الحمد للہ ہماری محنتین
ٹہکانے لگین اور ہماری کوششین مشکور ٹہرین اس سے بڑھکر طالب کیلئے اور کیا چیز ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے مطلوب
مقصود کو پالے۔ حضرتِ خضرؑ نے ہمارا استقبال کیا اور وہ خود ہم سے ملاقات کرنے کے لئے تشریف لائے بس ہمارا یہ کہنا
تہا کہ ہاتفِ غیب نے ایک قہرناک آواز سے ہمین پکارا کہ اے جہوٹو! اور اے مدعیو! تمہارے عہد و پیمان یہ تہے کہ
ہمین کبہی فراموش نکروگے اور ہمارے غیر کی طرف مشغول نہ ہوگے تم نے اپنے عہدون کو توڑ دیا کہ ہمین بہول کر ہمارے
غیر کی جانب مصروف ہوگئے جاؤ مین اس عہد شکنی کے جرم مین تمہاری جانین غارت کرونگا اور جبتک تمہاری
اچھی طرح خونریزی نہ کرلونگا کبہی تم سے صلح نہ کرونگا۔ اے ابراہیم جن جوانمردون کو تم خاک و خون مین لتہڑا ہوا
دیکہہ رہے ہو یہ سب کے سب حق تعالیٰ کے شہید ہین اے ابراہیم! اگر تم بہی ایسا کر سکتے ہو تو اس راہ مین قدم رکھو ورنہ ہم سے
دور ہو جاؤ۔ ایک بزرگ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔ **مثنوی**۔ خونریز بود ہمیشہ در کشور ما ❊ جان عود بود ہمیشہ در مجمر ما ❊
داری سرِ ما وگرنہ دور از برِ ما ❊ ما دوست کشیم تو نداری سرِ ما ❊ خواجہ قدس سرہ گہائل نوجوان کی یہ باتین
سنکر حیرت زدہ ہوگئے اور دوبارہ پوچہا کہ مجہے صرف اس قدر دریافت کرنا اور باقی ہے کہ تم کس طرح زندہ رہے
جواب دیا کہ اور سب لوگ پختہ کار تہے چونکہ مجہہ مین خامی تہی اس لیئے کہا گیا کہ تو جانکنی کی شدت و سختی مین پختگی
حاصل کر اور جب پختہ کاری تجہے نصیب ہو جائے تو انکے قدمون کے پیچہے پیچہے چلا آ۔ یہ کہا اور جان بحق تسلیم کر گیا
منقول ہے کہ خواجہ ابراہیم ادہم آخر عمر مین لوگونکی نظرون سے مخفی ہوگئے اور کسیکو معلوم نہین کہ آپ کسجگہ
آرام فرما رہے ہین۔ بعضے کہتے ہین بغداد مین ہین اور بعضے کہتے ہین شام مین ہین بہت سے لوگ کہتے ہین
کہ آپ آبادی سے بہاگ کر اوس غار مین پہونچے جہان حضرت لوط علیہ السلام کی قبر شریف ہے اور وہین
آپنے وفات پائی جب آپ کا انتقال ہوا تو ایک آواز بایں مضمون لوگون کو سنائی دی اَلَا اِنَّ اَمَانَ الارض

فی دَمَاتَ یعنے ہوشیار ہو جاؤ کہ جس سے اہل زمین کو امن و امان حاصل تہی وہ آج زمین سے اوٹہہ گیا۔ یہ آواز سنکر تمام لوگ متحیر تہے کہ معاملہ کیا ہے یہان تک کہ خبر آئی کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ انتقال کر گئے ہین۔

خواجہ حذیفہ المرعشی کے حالات

ازانجملہ وافر الفضل والاحسان اکرم اہلِ ایمان اولیا کے بادشاہ فقرا کے مقتدا شیخ العصر علامۃ الدہر سرمست جام بے غشی جناب **خواجہ حذیفۃ المرعشی** ہین (خدا تعالی اونہین بخشش و رضامندی کے ساتہ مخصوص فرمائے) جو مشائخ زمانہ کے سرتاج اور نامدارون کے سردار ہین آپنے ارادت و اعتقاد کا خرقہ حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم کی خدمت سے زیب تن فرمایا اور سالہا سال کیا سفر اور کیا حضر مین آپکی خدمتِ مبارک مین ملازم رہے۔ اس واجب الاحترام بزرگ کی نظر مین اعمال خیر اور نیکنامی کی کارگذاریان کچہہ بہی وزن و قدر نہ رکہتی تہین۔ خواجہ حذیفہ کا قول ہے۔ لَوْ جَاءَنِیْ رَجُلٌ وَقَالَ وَاللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ یَا حُذَیْفَۃُ مَا عَمَلُکَ عَمَلُ مَنْ یُّؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ فَاَقُوْلُ لَہٗ یَا ہٰذَا لَا تُکَفِّرْ عَنْ یَمِیْنِکَ فَاِنَّکَ لَا تَحْنَثُ [1]۔ اور یہ بہی آپ ہی کا قول ہے۔ اِیَّاکُمْ وَہٰذَا بِالْفُجَّارِ وَالسُّفَہَاءِ فَاِنَّکُمْ اِذَا اَقْبَلْتُمْ حَاظَنُّوْا بِاَنَّکُمْ رَضِیْتُمْ بِفِعْلِہِمْ۔ یعنے لوگو! تم بدکارون اور بے عقلون سے اپنے نفسون کو دور رکہو کیونکہ جب تم اونکی طرف متوجہ ہوگے تو وہ گمان کرین گے کہ تم اونکی کرتوت سے راضی ہو۔

خواجہ ہبیرۃ البصری کے حالات

ازانجملہ امامون کے سردار۔ امت کے مقتدا شریعت کے معین و مددگار طریقت کے اُستاد۔ عارفین کے تاج سالکون کے رہنما **خواجہ ہبیرۃ البصری** ہین۔ آپنے ارادت کا خرقہ خواجہ حذیفۃ المرعشی کی خدمت سے حاصل کیا تہا۔ یہ واجب الاعتصام بزرگ علما وقت کے مقتدا اولیا زمانہ کے سرتاج تہے اور خدائے جل وعلا کی معرفت مین تمام مشائخ کبار کے درمیان انتہا سے زیادہ شہرت رکہتے تہے۔ آپ درجات رفیع اور مقامات عالی رکہتے اور علم و فضل مین بے نظیر اقتدار رکہتے تہے۔

خواجہ ممشاد علو دینوری کے حالات

ازانجملہ فقرا کے درخشان آفتاب۔ اتقیا کے چمکدار ماہتاب منتخب اور برگزیدہ لوگون کے شیخ وقت۔ صاحب کشف و کرامت۔ ذات و صفات مین پسندیدہ سرداری کے خلعت سے ممتاز حضرت **خواجہ ممشاد علو دینوری** ہین (خدا تعالی اونکے مرقد کو اپنے انوار قدس سے منور کرے) اس معزز اور پاک نفس بزرگ نے خرقہ ارادت خواجہ ہبیرہ البصری سے زیب تن فرمایا۔ آپ ریاضات و مجاہدات مین نہایت بلند و ارفع درجہ رکہتے اور مشاہدات مین انتہا سے زیادہ قدر و منزلت رکہتے تہے۔ آپنے

---

[1] یعنی اگر میرے پاس کوئی شخص آکریون کہے کہ اے حذیفہ اوس خدائے مقدس کی قسم جسکے سوا کوئی پرستش کے قابل نہین تیرا عمل اون لوگون جیسا عمل نہین ہے جو روز قیامت پر ایمان رکہتے ہین تو مین اوسکے جواب مین کہون کہ اے شخص تو سچا ہے اور تو نے ایک ایسی واقعی اور سچی بات کی قسم کہائی ہے جسکا کفارہ دینا تجہے ضرور نہین اور تو اپنی قسم مین حانث نہین ہوا ہے۔ ۱۲

اپنے زمانۂ زندگی مین دن کو کبھی کچھ کہایا نہ پیا چنانچہ لکھا ہے کہ جب بزرگ خواجہ پیدا ہوئے تو صرف رات کو دودہ پیا کرتے تہے لیکن جب صبح کی پوپہٹتی تو اوسوقت سے لیکر شام تک دہن مبارک مین چہاتی نہ لیتے غرضکہ ابتدائے پیدائش سے نہائے عمر تک ہمیشہ روزہ سے رہے اور کبھی افطار نہین کیا یہان تک کہ خدا تعالی سے ملاقات کی **شعر** ہُوَ الَّذِیْ قَدْ صَامَ فِیْ اَیَّامِہٖ ؛ مِنْ مَّہْدِہٖ حَتّٰی زَمَانَ رُقَادِہٖ ؛ یعنے یہ بزرگ وہ مقدس شخص ہین جنہون نے اپنی ساری ایام گہوارہ سے قبر مین آرام کرنے کے وقت تک روزہ مین بسر کی۔ **از انجملہ** اولیاء کے تاج۔ اصفیا کے روشن چراغ۔ تمام مشائخ کے بادشاہ۔ اپنے عہد کے مقتدا۔ **خواجہ ابواسحاق چشتی** ہین۔ جو عالم نیاز کے سلطان۔ دنیائے راز کے بادشاہ تہے اپنے خرقۂ خلافت جناب خواجہ ممشاد علو دینوری سے پہنا تہا۔ ایک بزرگ آپکی نسبت یون ارشاد فرماتے ہین

[حاشیہ: خواجہ ابواسحاق شامی چشتی کے حالات۔]

شعر وَبِہٖ اِقْتَدٰی مِنْ اَہْلِ چِشْتَ شُیُوْخُہُمْ ؛ کُلُّ وَلِیِّ اللّٰہِ فِیْ مِیْلَادِہٖ ؛ مِنْہُمْ اَبُوْ اِسْحَاقَ اَکْبَرُ شَیْخِہِمْ ؛ طَوْدٌ سَمَا مِنْ شَیْخِ اَطْوَادِہٖ ؛ اَضْحٰی ہُدَاۃُ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَہٗ ؛ لَا یَعْدِلُوْنَ النَّہْجَ فِیْ مُعْتَادِہٖ ؛ یعنے اہل چشت کے مشائخ مین سے تمام اولیاء اللہ نے اونکے میلاد مین اقتدا کی اون مین سب سے بڑے اور ذی وجاہت شیخ ابواسحاق ہین جو مشائخ مین ایسے ہین جیسے پہاڑون مین ایک بلند اور اونچا پہاڑ۔ دین کے رہبر اونکے پیرو ہین اور اونکی راہ سے عدول کرنے کی طاقت نہین رکہتے ہین آپنے عالم مکاشفات کے اسرار مین غایت درجہ کی کوشش کی اور صحو کی صورت کو اپنا زیور ٹہیرایا۔ **از انجملہ** عمدۃ الابرار قدوۃ الاخیار اولیاء کے بادشاہ اصفیا کے سلطان اتقیا کے برہان **خواجہ ابواحمد چشتی** قدس سرہ ہین جو ملک مکاشفات کے ممالک کے حکمران اور مشاہدات کے دار السلطنت کے بادشاہ تہے آپنے خرقۂ ارادت خواجہ ابواسحاق چشتی قدس اللہ سرہ سے حاصل کیا اور دوست کے بہیدون مین سے کوئی بہید کبھی ظاہر نہین کیا تہا آپنے عالم ذوق وشوق مین حکومت وسلطنت کی ذرا پروا نہ کی اور دار ثان تاج وتخت کی طرف کبھی التفات نہین کیا۔ **از انجملہ** مشائخ وفقرا کے قطب۔ ائمہ وعلما کے پیشوا اوتاد کے جائے پناہ۔ عابدون زاہدون کے ذریعۂ فخر **خواجہ شیخ محمد چشتی** ہین (خدا تعالی اونکے مرقد کو پاک کرے اور اون کا مشہد و فرار منور درخشان فرمائے) جو انواع کرامات سے آراستہ اور درجات مشاہدات سے پیراستہ تہے۔ آپنے خرقۂ ارادت خواجہ ابواحمد چشتی کی خدمت سے زیب تن فرمایا تہا۔ **منقول** ہے کہ خواجہ محمد چشتی اکثر اوقات عالم تحیر مین ڈوبے رہتے تہے اور سالہا سال آپکا مبارک پہلو زمین پر نہ پہونچتا تہا آپ مجاہدہ کے انتہائی درجہ اور غلبۂ شوق مین سرنگون ہو کر نماز ادا کیا کرتے تہے۔ آپکے مکان مین ایک عمیق اور نہایت گہرا کنوان تہا جسمین اولٹے لٹک کر عبادت الٰہی مین مصروف رہتے۔ **منقول** ہے کہ ایکدن آپ دجلہ کے کنارے پر بیٹہے ہوئے

[حاشیہ: خواجہ ابواحمد ابدال چشتی کے حالات۔]

[حاشیہ: خواجہ محمد چشتی کے حالات]

خواجہ ابو یوسف چشتی کے حالات

اپنا خرقہ مبارک سی رہے تھے کہ اوسی اثنار مین خلیفہ وقت کا فرزند رشید کا اس طرف گذر ہوا اور نہایت شان و شوکت سے گذر ہوا۔ جب اوسکی پُرشوق نظرین آپ پر پڑین تو کوکبۂ خلافت سے علٰحدہ ہوکر اور گھوڑے سے اُتر کر خدمت اقدس مین حاضر ہوا اور زمین کو بوسہ دیکر مؤدّب بیٹھ گیا۔ خواجہ نے اوسکی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ جناب نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اگر کوئی بڑھیا عورت کسی ملک مین ایک رات بھی فاقہ سے سو رہے گی تو وہ قیامت کے دن حاکم وقت کا دامن پکڑکر خداوندی دربار مین اپنی فاقہ کشی کی مصیبت کا استغاثہ کریگی یہ سنکر خلیفہ کا فرزند اُٹھا اور قسم قسم کی ما یحتاج اور معیشت کے ضروری سامان فراہم کرکے خواجہ کی خدمت مین پیش کیے خواجہ نے ایک نہایت خوش آئندہ مسکراہٹ سے فرمایا کہ ہمارے مشائخ کے طبقے مین سے کسی نے ان تحفون کو نظر قبول سے نہین دیکھا ہے۔ اور ہم لوگ اسکی ذرا بھی حاجت نہین رکھتے ہین۔ یہ کہکر خواجہ نے آسمان کی طرف موتھ اُٹھایا۔ اور کہا۔ خداوندا جن چیزون کا تو اپنے پیارے بندون کو مشاہدہ کراتا ہے اونکی ایک جھلک اسے بھی دکھا دے۔ خواجہ ابھی ان باتون کا سلسلہ ختم بھی نکر چکے تھے کہ دجلہ کی مچھلیان طلائی دینار مونہ مین لیئے ہوئے پانی کی سطح پر اُبل پڑین جس سے خلیفہ کے فرزند کو تعجب اور تعجب کیساتھ حیرت ہوئی۔ خواجہ نے فرمایا۔ یہ تعجب کی بات نہین ہے حق تعالیٰ نے اپنے بندون کے لیئے غیبی خزانون کے دروازے کہول دیے ہین اور اونہین اون مین سے تصرف کرنے کی پوری قدرت عنایت فرمائی ہے اور جب یہ ہے تو ہم تمہارے لائے ہوئے تحفون کی حاجت نہین رکھتے۔

ازانجملہ علمار کے تاج۔ اولیار کے سردار۔ اذکیا کے مقتدا۔ صوفیون کے پیشوا۔ ملت و مذہب کے معاون و مددگار طریقت کے دوسرے بازو۔ حقیقت کے کمال **خواجہ ابو یوسف چشتی** ہین۔ آپکی معجز نما کرامتین علم مین ظاہر اور حکیمانہ ہدایتین واضح ہین (خدا تعالیٰ آپکے روضہ مقدس کو منور اور قبر شریف کو ٹھنڈا رکھے۔) اس بزرگ نے خرقۂ ارادت خواجہ محمد چشتی قدس اللہ سرہ العزیز سے زیب تن کیا تھا **منقول** ہے کہ ایکدن خواجہ ابو یوسف چشتیؒ رستہ مین چلے جاتے تھے اثنار راہ مین چند لوگ نظر پڑے جو ایک مسجد کی تعمیر مین مصروف تھے لیکن جو کڑیان مسجد کی چھت پاٹنے کے لیئے اوپر لیجاتے تھے وہ ہموار نہ عمارت سے چھوٹی نکلتی تھین لوگ حیرت مین تھے کہ اب کیا کرنا چاہیئے ایسی حیرت اور پریشانی کے وقت خواجہ وہان پہونچگئے اور اونکی پریشانی کی وجہ دریافت کی جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو آپ فوراً گھوڑے سے اوترآئے اور مسجد کی دیوار پر تشریف لیجاکر کڑی کا سرا اپنے مبارک ہاتھ سے پکڑا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر دیوار پر رکھا اب جو اندازہ کیا جاتا ہے تو کڑی اوس طرف سے پوری گز بھر مسجد کی عمارت سے بڑھگئی جس طرف سے خواجہ نے ہاتھ لگایا تھا چنانچہ اسوقت تک وہ کڑی گز بھر مسجد کی عمارت سے باہر نکلی ہوئی ہے

کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سید مبارک محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں کہ اوس مسجد کو مین نے خود اپنی آنکھون سے دیکھا ہے جو ہنوز تک علی حالہ موجود ہے **منقول** ہے کہ خواجہ ابو یوسف چشتی قدس سرہ کو قرآن مجید یاد نہوتا تہا اور اسوجہ سے اکثر اوقات نہایت متردد و متفکر رہتے تہے یہان تک کہ ایک رات آپ اسی تردد مین مبتلا تہے کہ نہایت بے چینی کے ساتھ نیند آ گئی ۔ خواب مین دیکھتے ہین کہ آپکے پیر خواجہ محمد چشتی قدس اللہ سرہ العزیز کہڑے فرماتے ہین کہ ابو یوسف تمہارا کیا حال ہے مجہے تو تم بہت ہی متردد معلوم ہوتے ہو۔ خواجہ ابو یوسفؒ نے کہا بیشک مجہے سخت تردد ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ مجہے کلام اللہ یاد نہین ہوتا ہے فرمایا تم رنج نکرو سو دفعہ سورہ فاتحہ پڑہ لو اسکی برکت سے تمہین کلام اللہ یاد ہو جائے گا۔ خواجہ ابو یوسف جب بیدار ہوئے تو پیر کے ارشاد کے مطابق سو بار سورہ فاتحہ پڑہی خدا کے فضل و کرم اور سورہ فاتحہ کی برکت سے آپکو تمام کلام اللہ ازبر ہو گیا چنانچہ اسکے بعد آپ ہر روز قرآن مجید کے پانچ ختم کرنے لگے۔ **ازانجملہ** مشائخ کبار کے سردار۔ نامور و مشہور اولیا کے بادشاہ مخلوق مین خدا کا سایہ۔ حق تعالی کی ایسی تلوار جو حق کے ساتھ گویا ہوتی ہے خواجہ قطب الحق والدین رب دو جہان کی عنایت و مہربانی کے ساتھ مخصوص۔ فقرا و مساکین کے خاتم اولیا کے تاج اصفیا کے سلطان **خواجہ مودود چشتی** قدس سرہ ہین جنکی فرمانبرداری کا حلقہ تمام مشائخ وقت اپنے کانون مین ڈالے ہوئے تہے اور جنکے حکم پر برگزیدہ علما کے سر تسلیم خم تہے جملہ اہل کمال آپکی انتہا درجہ کی تعظیم اور حد سے زیادہ تکریم و توقیر مین بڑی سی بڑی سرگرمی اور مستعدی کے ساتھ کوشش کرتے تہے اور آپکو مذہبی پیشوا اور قابل انتخاب مقتدا تسلیم کرتے تہے آپنے خرقہ ارادت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رح سے حاصل کیا۔ کاتب حروف نے حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ کے قلم مبارک سے لکھا دیکھا ہے کہ شیخ ابو العباس قصاب نے پورے چار سو اولیاء اللہ کو نظر سے فنا کر دیا تہا لیکن جب خواجہ مودود چشتی نے شیخ عثمان کو نیشاپور کی حکومت و ولایت عطا فرمائی تو اوسکی نظر کا اثر منقطع کر دیا۔ **منقول** ہے کہ جب خواجہ مودود چشتی کو خانہ کعبہ کی زیارت کا اشتیاق غالب ہوتا تو فرشتے خدا تعالی کے حکم سے خانہ کعبہ کو خواجہ کی نظر کے سامنے لا رکہتے خواجہ نہایت ذوق شوق سے طواف کرتے اور نہایت خشوع و خضوع سے نماز ادا کرتے جب آپ طواف و نماز سے فراغت پا لیتے تو فرشتہ خانہ کعبہ کو اوٹہا لیجاتے **منقول** ہے کہ ایکدفعہ ایک بزرگ زادہ بدخشان سے خواجہ مودود چشتی رح کی خدمت مین حاضر ہوا اور نہایت عقیدت مندی کے ساتھ چند روز خدمت مین مصروف رہا ازان بعد درخواست کی کہ حضور اپنی کلاہ شریف مجہے عنایت فرمادین چونکہ خواجہ پہلے ہی سے معلوم کر چکے تہے کہ اوسکا دامن معصیت دنیا کی گن گی سے آلودہ ہے اور ہنوز دنیا کی محبت اوسکے دل مین باقی ہے اسلیے

اوسکی التماس رغبت کے کانون سے نہ سنی اور اوسکی اس درخواست کو نگاہِ قبول سے نہ دیکہا یہانتک کہ بدخشانی بزرگزادے
بہت سے بزرگونکو سفارشی بنایا اور اونکی سفارش سے خواجہ نے اپنی کلاہ مبارک بزرگ زادہ کو عنایت کی لیکن اسکے
ساتہہ ہی فرمادیا کہ اے جوان جب تونے یہ کلاہ لی ہے تو اسکی حفاظت و نگاہداشت بخوبی کیجیو ورنہ تو سخت پشیمان
ہوگا۔ اور نہایت ندامت اوٹہائیگا چنانچہ جب وہ بزرگ زادہ کلاہ لیکر بدخشان مین پہونچا تو تہوڑے عرصہ
کے بعد دنیا اور نفسانی خواہشون کے پورا کرنے مین مشغول ہوگیا شدہ شدہ یہ خبر خواجہ کوبہی پہونچی آپنے فرمایا
کیا وجہ ہے کہ کلاہ اوسکا کام تمام نہین کردیتی۔ ابہی بہت دن نہ گذرے تہے کہ اوس بزرگ زادہ کو کسی اتہام
مین لوگون نے ماخوذ کیا اور اوسکی آنکہین نکال لی گئین **منقول** ہے کہ خواجہ مودود چشتی قدس سرہ
العزیز چند روز بیماری کی زحمت مین مبتلا رہے اثناء مرض مین ایک اجنبی مرد جسکی صورت سے ہیبت و رعب برستا
تہا خواجہ کے پاس آیا اور ایک حریر کا لکہا ہوا ٹکڑا خواجہ کے مبارک ہاتہہ مین دیا آپنے اول تو اوسکا مطالعہ کیا
پہر آنکہہ پر رکہہ لیا اور جان بحق تسلیم کردی۔ دفعتہً عالم مین ایک شور و غل اور کہرام مچگیا کہ خواجہ مودود
چشتی دنیا سے اوٹہ گئے آپکے معتقدون نے تجہیز و تکفین کے بعد خواجہ کا جنازہ اُٹہانا چاہا لیکن یہ تعجب سے دیکہا
جاتاہے کہ جنازہ کو جگہ سے جنبش تک نہین ہوئی اور لوگ اوسے اُٹہا نہ سکے اس تعجب ناک واقعہ سے تمام حاضرین
حیرت زدہ ہوگئے لیکن اسکے بعد فوراً ایک نہایت دہشت ناک آواز لوگون کے کانون مین پہونچی جس سے
اونکی حیرت دوبالا ہوگئی سب لوگ پرے ہٹ گئے اور بہت سے غیبی مَردون نے آکر آپکے جنازہ کی نماز ادا کی انکے
غائب ہوجانیکے بعد حاضرین نے نماز پڑہی اور خداوندی حکم سے خواجہ کا جنازہ ہوا مین اوڑکر آہستہ آہستہ
چلنے لگا۔ یہ عجب قابل دید نظارہ تہا کہ جنازہ آگے آگے ہوا مین اوڑا چلا جاتا تہا اور ایک بے شمار مخلوق پیچہے پیچہے
چلی جاتی تہی یہانتک کہ جو موضع جناب خواجہ کا منظور نظر تہا جنازہ ہوا سے اوترکر وہان ٹہیر گیا خواجہ کی یہ کرامت
دیکہکر اوس روز ہزارون کافر مسلمان ہوگئے۔ اور مقدس و پاک اسلام کے آگے گردن تسلیم خم کردین۔
ازانجملہ علماء کے مقتدا اولیاء کے پیشوا **خواجہ حاجی شریف زندنی** رحمۃ اللہ علیہ جو حقائق حقیقت کے کلمات
مین اپنے زمانہ کے مشائخ کبار مین بے نظیر اور عدیم المثال شہرت رکہتے تہے اوس عہد کے تمام علماء و فضلا بالخصوص
اہل حقیقت آپکی طرف متوجہ تہے آپنے خرقۂ ارادت خواجہ قطب الملۃ والدین خواجہ مودود چشتی کی خدمت سے زیب
تن فرمایا تہا۔ **منقول** ہے کہ خواجہ حاجی شریف زندنی نے چالیس سال تک مخلوق سے علیحدگی اختیار
کرکے جنگل و بیابان مین زندگی بسر کی اور اس عرصہ مین صرف درختون کے پتے اور جنگلی میوون کے کہانے پر

قناعت کی۔ آپکے زہد اور ترک دنیا کا یہ حال تہا کہ جب کوئی شخص آپکی خدمت مین حاضر ہوتا تو خادم اوس سے تاکیدا کہدیتے کہ دیکہو خواجہ کی سامنے دُنیا کا ذکر ہرگز نکرنا اور اوسکی کوئی حکایت آپکے سامنے بیان نکرنا ورنہ زیارت کی سعادت سے محروم و بےنصیب ہوگے ۔ **منقول** ہے کہ ایکدن ایک شخص خواجکی خدمت مین کچہہ نقدی لایا آپنے نہایت تند اور قہرناک آواز مین فرمایا کہ تجہے درویشون سے کیا عداوت ہے جو خدا کے دشمن کو میرے پاس لایا ہے یہ کہکر آپ نے ارشاد کیا کہ ذرا صحرا کی طرف آنکہہ اُٹھا کر دیکہہ۔ وہ شخص دیکہتا ہے کہ صحرا مین ایک بڑا عظیم الشان سونے کا دریا پڑا لہرین لے رہا ہے زان بعد خواجہ نے فرمایا کہ بہلا جس شخصکو خزانۂ غیب مین تصرف کرنے کی پوری قدرت حاصل ہو وہ تمہارے اس حقیر و ناچیز مال کی طرف کب نظر کر سکتا ہے **منقول** ہے کہ سلطان سنجر کو لوگون نے خواب مین دیکہکر پوچہا کہ خدا نے تمہارے ساتہ کیسا برتاؤ کیا۔ کہا مین نے جو نیک و بد کام دنیا مین کیے تہے ایک ایک میری آنکہونکے سامنے رکہے گئے اور عذاب کے فرشتونکو حکم صادر ہوا کہ اسے دوزخ مین لیجا کر داخل کرو۔ ابہی مین دوزخکے فرشتون کے ہاتہہ مین نگیا تہا کہ دوبارہ یہ فرمان صادر ہوا چونکہ اس شخص نے فلان دن دمشق کی مسجد مین خواجہ حاجی شریف زندنی کی قدمبوسی حاصل کی تہی لہذا مین نے اونکی برکت سے اسے بخشدیا۔ **ازانجملہ** کشف وکرامات کے صاحب عالم مشاہدات کے بادشاہ حاجی شریف زندنی کے مشہور و نامور خلیفہ خواجہ **عثمان ہارونی** ہین جو شریعت و طریقت اور حقیقت کے علم مین اپنے وقت کے علامہ اور اوتار و ابدال کے مقتدا تہے آپنے خرقہ ارادت خواجہ حاجی شریف زندنی کی خدمت سے حاصل کیا **منقول** ہے کہ شیخ الاسلام خواجہ معین الدین حسن سنجری (خدا تعالی اون کے مرقد کو پاک و ستہرا کرے) فرماتے تہے کہ ایکدفعہ مین خواجہ عثمان ہارونی کے ساتہ سفر مین تہا۔ جب ہم دونون دجلہ کے کنارے پر پہونچے تو کوئی کشتی موجود نہ تہی۔ خواجہ عثمان قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ ذرا تم اپنی آنکہین بند کرلو۔ مین نے ایسا ہی کیا پہر جو آنکہہ کہولتا ہون تو اپنے تئین اور اپنے ساتہہ خواجہ کو دریا کے اوس پار پاتا ہون مین نے دریافت کیا کہ خواجہ آپنے یہ کیا کیا فرمایا پانچ دفعہ سورہ فاتحہ پڑہی۔ **منقول** ہے کہ ایک دفعہ ایک نہایت سن رسیدہ شخص خواجہ عثمان قدس سرہ کی خدمت مین آیا جسکے چہرہ سے حزن و رنج۔ اور حزن و رنج کے ساتہہ انتہا درجہ کی پریشانی برستی تہی خواجہ نے دریافت کیا۔ کیا حال ہے کہ اطمینان و دلجمعی تجہہ مین نام تک کو باقی نہین رہی ہے عرض کیا حضرت! چالیس برس کا عرصہ ہوا کہ میرا لڑکا غایب ہوگیا ہے نہین معلوم وہ مرگیا ہے کہ زندہ ہے۔ مین خواجہ کی خدمت مین اس غرض سے حاضر ہوا ہون کہ فاتحہ کی درخواست کرون شاید میرا فرزند میرے پاس آپہونچے۔ بڈہے کی یہ اندوہ

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات

وملال سے بہری ہوئی نظر پر سنکر خواجہ مراقبہ مین گئے اور تہوڑی دیر گذر نیکے بعد حاضرین مجلس سے فرمایا کہ ہم یہ نیت کرکے فاتحہ پڑہتے ہین کہ اس بڈہے کا لڑکا اسکے پاس آپہونچے۔ چنانچہ آپنے فاتحہ پڑہنی شروع کی اور ختم کرنے کے بعد بڈہے سے فرمایا جا تیرا لڑکا گہر مین آگیا ہوگا جب بڈہا گہر مین آیا تو ایک شخص نے آکر خوشخبری دی اور کہا لو مبارک ہو تمہارا لڑکا آموجود ہوا جب بڈہا اپنے لڑکے سے ملاقات کرچکا تو دونون ملکر خواجہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور دونون نے قدمبوسی کی سعادت حاصل کی۔ خواجہ نے پوچہا کہ تو کہان تہا عرض کیا دریا کے ایک جزیرہ مین چند دیو مجہے پکڑکر لیگئے تہے اور زنجیرون مین جکڑکر قید کرر کہا تہا۔ آج مین اوسی جگہ مقید تہا کہ ایک بزرگ صفت درویش جسکی شکل وشمائل آپ سے بہت ہی ملتی جلتی تہی میرے پاس پہنچا اور ہاتہ زنجیر مین کرکے مجہے اپنے پاس کہڑا کیا زنجیر خود بخود گر پڑی اور اب مین بالکل آزاد ہوگیا۔ زان بعد اوس درویش نے فرمایا کہ میرے قدمونکے نشانات پر پاؤن رکہتا پیچہے پیچہے چلا آ۔ مین نے ایسا ہی کیا پہر فرمایا کہ ذرا آنکہہ بند کر جون ہی مین نے آنکہہ بند کی اپنے تئین گہر کے دروازہ پر دیکہا **منقول** ہے کہ شیخ الاسلام معین الدین سنجری فرمایا کرتے تہے کہ خواجہ عثمان ہارونی کا ایک مرید میرے پڑوس مین آباد تہا جب اوس نے انتقال کیا تو مین بہی اوسکے جنازہ کے ساتہہ گیا اور لوگ تو اوسے قبر مین دفن کرکے لوٹ آئے لیکن مین ایک ساعت اوس دوست کی قبر کے سرہانے بیٹہا رہا دیکہتا ہون کہ عذاب کے فرشتے نہایت بہیانک اور خوفناک صورت مین آئے اور اسیوقت خواجہ عثمان ہارونی بہی پہونچگئے فرشتون سے مخاطب ہوکر کہا کہ اسے عذاب نکرو کیونکہ یہ میرا مرید ہے فرشتون کو خداوندی حکم پہونچا کہ خواجہ عثمان سے کہدو کہ یہ شخص تمہارا سچا اور دلسوز مرید نتہا بلکہ برخلاف تہا۔ خواجہ نے فرمایا کہ ہان اس مین ذرا شک نہین کہ یہ میرے برخلاف تہا لیکن یہ ضرور ہے کہ اپنے تئین میرے سلسلہ سے وابستہ جانتا تہا حکم ہوا کہ فرشتو! خواجہ عثمانؒ کے مرید سے ہاتہہ اوٹہالو۔ ہم نے اوسے خواجہ کو بخشدیا۔ **ازانجملہ** شیوخ طریقت کے شیخ حقیقت کے اصل الاصول۔ اسرار آلہی کے حامل۔ اوصاف صحو کے ساتہہ صاحی۔ انبیاء ومرسلین کے وارث۔ رسول خدا کے ہند مین نائب حضرت خواجہ معین الحق والدین **خواجہ معین الدین حسن سنجری** قدس اللہ سرہ العزیز ہین جو تمام اوصاف مشائخ کو جامع اور انواع کرامات اور علو درجات مین پہلے درجہ کی شہرت رکہتے تہے۔ یہ بادشاہ اہل اسلام خواجہ عثمان ہارونی کے ممتاز ومعزز خلیفہ تہے **منقول** ہے کہ شیخ اہل اسلام معین الدین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ جب مین خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت مین پہونچا اور اوس مقدس نفس بزرگ کی شرف ارادت سے مشرف وممتاز ہوا تو کامل بیس سال تک خدمت اقدس مین ملازم رہا اور ما سدرجہ خدمت کی کہ ایکدم نفس کو آپکی خدمت سے راحت ندی۔ حالت سفر مین تو

حضرمین نو خواجہ کا بستر اور اوڑہنا بچہونا اپنے سر پہد کہتا تہا جب میری خدمت کا رسوخ جو کمال عقیدت مندی اور
اعتقاد پر مبنی تہا خواجہ نے ملاحظہ فرمایا تو اوسوقت وہ نعمت جو خواجہ کے کمال کو مقتضی تہی مجہے بخشش فرمائی
خواجہ معین الدین فرمایا کرتے تہے کہ حق تعالی کے پہچاننے کی علامت یہ ہے کہ بندہ مخلوق سے ہمیشہ بہاگتا رہے اور معرفت
مین سدا خاموش رہے۔ آپ یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ جب ہم ان جسمانی تعلقات سے باہر قدم رکہکر نگاہ کرتے ہین
تو عاشق اور معشوق اور عشق کو ایک چیز پاتے ہین یعنے عالم توحید مین یہ تینون باتین ایک ہین۔ یہ بہی فرماتے
تہے کہ حاجی لوگ قالب اور جسم سے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہین لیکن عارف لوگ دل سے عرش و حجاز کے گرد گہومتے
اور لقاء الٰہی چاہتے ہین۔ آپ یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ مین نے ایک مدت تک تو خانہ کعبہ کا طواف کیا لیکن اب
خود خانۂ کعبہ میرا طواف کرتا ہے۔ یہ بہی آپ ہی حکیمانہ قول ہے کہ مرید فقر کے نام کا اوسیوقت مستحق ہوتا ہے
جبکہ عالم فانی مین بقا کی دولت سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ ایکدفعہ لوگون نے آپسے دریافت کیا کہ مرید کب ثبات و
استقلال کے ساتہ موصوف ہوتا ہے فرمایا جبکہ فرشتہ کاتب بیس سال تک اوسکے دفتر اعمال مین کوئی گناہ نہ لکہہ سکے
آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ اہل محبت کا نشان ہمیشہ خدا کی اطاعت و بندگی پر سر تسلیم خم کرنا اور اسبات سے ڈرتے
رہنا ہے کہ مبادا ہم دربار خداوندی سے ذلت کے ساتہ نہ نکال دیئے جائین۔ آپ یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ بدبختی اور
شقاوت کی علامت معصیت مین آلودہ رہنا اور اسبات کا امیدوار ہونا ہے کہ مین خداوندی دربار مین نظر
قبول سے دیکہا جاؤنگا۔ آپ یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ قیامت کے دن حق تعالی فرشتون کو حکم دے گا کہ دوزخ کو
سُلگاؤ جب وہ سُلگانا شروع کرینگے تو دوزخ ایک ایسا سانس لیگا جس سے تمام میدان محشر غبار آلود اور
دُہوان دہار ہو جائیگا لوگون کا دم گہٹنے لگیگا اور سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جو شخص اوس روز کی
مصیبت سے محفوظ رہنا چاہے وہ خدا کی ایسی بندگی بجالائے جو اوسکے نزدیک تمام طاعتون سے بہتر و افضل ہو
حاضرین نے دریافت کیا کہ حضرت! وہ کونسی طاعت ہے۔ فرمایا مظلومون اور عاجزون کی فریاد کو پہونچنا ضعیفون
اور بیچارون کی حاجت روائی کرنا۔ بہوکون کا پیٹ بہرنا ہے اور فرماتے تہے جس شخص مین ذیل کی تین خصلتین
جمع ہو جائینگی تو یون سمجہنا چاہیئے کہ حقیقت مین خدا تعالی اوسے دوست رکہتا ہے۔ ایک دریا جیسی سخاوت
دوسرے آفتاب کی سی شفقت تیسرے زمین کی مانند تواضع۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ جس نے جو نعمت
پائی سخاوت کی وجہ سے پائی اور گذشتہ لوگون نے جو عزت و کرامت حاصل کی باطن کی صفائی سے حاصل کی
یہ بہی فرماتے تہے کہ حقیقت مین متوکل وہ ہے جو اپنے رنج و محنت کو خلق سے وابستہ نہ جانے اور فرماتے تہے اس راہ مین

دوچیز ونکی بدولت انسان کو قرار و استقامت نصیب ہو سکتی ہے۔ آدب عبودیت کی وجہ سے۔ حق تعالی کی تعظیم و توقیر کے باعث سے۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ جس زمانہ مین حضرت شیخ معین الدین اجمیر مین تشریف لائے تو اوسوقت رائے پتہورا ہندوستان کی حکومت کرتا تہا اور اجمیر مین اوسکا تسلط خاص تہا۔ جب شیخ نے اجمیر مین سکونت اختیار کی تو خود پتہورا اور اوسکے مقربون کو آپکا وہان رہنا نہایت شاق و ناگوار گذرا اور جون جون آپکا وہان استحکام ہوتا جاتا تہا وہ دشواری اور مشکل مین پڑتا جاتا تہا لیکن چونکہ رات دن شیخ کی عظمت و کرامت آنکھون سے دیکھتے تہے اسلیئے دم مارنیکی گنجائش نہ تہی۔ غرضکہ ایک مسلمان شریف جو شیخ معین الدین قدس سرہ کا دلی معتقد تہا پتہورا کے مقربون کے سلسلہ مین داخل تہا پتہورا کا شیخ پر کچھ بس نہ چلا اس غریب مسلمان کو سخت مضرتین اور تکلیفین پہونچانے لگا اوسنے مجبور ہوکر شیخ کی خدمت مین التجا کی آپنے اوسکے بارے مین رائے پتہورا سے نہایت نرمی کے لہجہ مین سفارش کی مگر مغرور پتہورا نے شیخ کے فرمان کی طرف ذرا التفات نکیا اور نخوت خیز لہجہ مین بولا کہ یہ شخص یہان آیا ہے اور غیب کی شستہ باتین بیان کرتا ہے۔ جب پتہورا کی یہ بیہودہ باتین شاہ اسلام خواجہ کے مبارک کانون مین پہونچین تو ایک بے اختیارانہ جوش کے ساتہ آپکی زبان سے نکلا کہ ہم نے پتہورا کو زندہ پکڑکر لشکر اسلام کے حوالہ کر دیا اوسی زمانہ مین سلطان معز الدین فاتح ہند کا خونخوار لشکر غزنی سے ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ پتہورا نے لشکر اسلام کا مقابلہ کیا اور آخرکار سلطان فاتح کے ہاتہ مین زندہ گرفتار ہو گیا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے وہ کون کرامتین اور بلند درجے ہین جو اس سے زیادہ درجہ رکہتی ہین کہ جس قدر بزرگ اس بادشاہِ دین کی خدمت مین حاضر ہوئے بادشاہی کا مرتبہ پاکر اوٹہے جنہون نے ہزارہا بندگانِ خدا کی دستگیری کی اور اونہین دنیا کے غرور و فریب باہر نکالا اور آخرت کی خوشی و شادمانی سے بہری ہوئی منزل مین جگہ دی۔ قیامت تک ان شاہانِ دین کی عظمت و جبروت کے غلغلہ کا نقارہ فلک و ملک کے گوش ہوش مین بجیگا اور تمام کثیر التعداد مخلوق انکی محبت و الفت کی وجہ سے مقعد صدق مین جگہ پائیگی۔ حضرت شیخ معین الدین حسن سنجری کی ایک کرامت یہ بہی تہی کہ ہندوستان کے تمام مشرقی حصون مین کفر و کافری کی تاریکی چہائی ہوئی تہی اور بت پرستی کے طوفان خیز آندہی مغرب سے لیکر مشرق تک کے تمام ملکون پر بڑے زور و شور سے چل رہی تہی ہندوستان کے متمرد و سرکشون مین سے ایک ایک انا ربکم الاعلی کا مدعی تہا اور شرک و بت پرستی کے ڈنکے ہر چہار طرف بج رہے تہے۔ خدائے واحد و یکتا کے ساتہ کہلم کہلا شرک کیا جاتا تہا۔ اور پتہر مٹی کے ڈہیلون۔ گہر۔ درخت۔ گائے۔ بیل۔ گوبر۔ کو بنابر تعظیمی سجدے ہوتے تہے۔ کفر کی تاریکی کے مضبوط و مستحکم قفل دلون پر چڑہے ہوئے تہے تمام لوگ جہل و کفر کے تاریک گڑہون مین گرے ہوئے تہے

قطعہ [1] ہمہ غافل از حکم دین و شریعت ٭ ہمہ بیخبر از خدا و پیمبر ٭ نہ ہرگز کسے دیدہ ہنجار قبلہ ٭ نہ ہرگز شنیدہ کس اللہ اکبر ٭
یہ اوسی آفتاب اہل یقین کا چمکارہ تہا جو حقیقت مین دین و مذہب کا مددگار و معاون تہا کہ ہندوستانی بلاد نور اسلام سے
منور و روشن ہوگئے۔ **قطعہ** از تیغ او بجاے صلیب و کلیسیا ٭ در وار کفر مسجد و محراب و ممبراست ٭ آنجا کہ بود نعرہ و فریاد
مشرکان ٭ اکنون خروش نعرہ اللہ اکبر است ٭ جو شخص ان شہرون مین اسلام کے شرف سے ممتاز و معزز ہوا اوسکی
اولاد بہی نسلاً بعد نسل قیامت کے زمانہ تک مسلمان رہیگی اور جن لوگونکو تیغ اسلام کی بدولت دار حرب سے نکالکر
دیار اسلام میں لایا جائیگا اون سب کے ثواب قیامت تک شیخ الاسلام کے دفتر اعمال مین درج ہونگے اور جو لوگ آپکی
متابعت کرینگے وہ اس متابعت کی وجہ سے آپکے باجاہ و جلال دربار مین ہمیشہ آپ سے واصل و متواصل رہینگے
منقول ہے کہ جس شب کو شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری قدس سرہ انتقال کرنے کو تہے اوس رات کو چند
بزرگون نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکہا کہ فرماتے ہین۔ خدا کا دوست معین الدین حسن سنجری
آنے کو ہے اسلیئے ہم اوسکے استقبال کے لیئے آئے ہین۔ جب خواجہ نے انتقال کیا تو آپکی پیشانی مبارک پر لوگون
نے یہ الفاظ لکہے دیکہے حَبِیْبُ اللّٰہِ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہ۔ یعنے خدا کے دوست نے خدا کی محبت مین انتقال کیا۔
خواجہ کا انتقال اجمیر ہی مین ہوا اور وہین آپکا روضہ مبارک ہے۔ اس بزرگ کے مزار کی خاک پاک دردمندونکے
دلون کی دوا ہے خدا تعالی تمام لوگون کو اوسکی سعادت زیارت سے بہرہ مند کرے آمین۔

شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین کے حالات۔ اور ان کے مشہور خلیفون کا ذکر

ازانجملہ شیخ علی الاطلاق قطب باتفاق۔ اسرار کے سرچشمہ۔ انوار کے مطلع۔ دنیا جہان کی شمع۔ بنی آدم کے بادشاہ
نامدار شیخ الاسلام **قطب الحق والدین بختیار اوشی** قدس اللہ سرہ العزیز ہین۔ آپ جناب شیخ الاسلام
معین الدین حسن سنجری کے مشہور اور نامور خلیفہ اور اکابر اولیاء کے سرتاج۔ اجلہ اصفیا کے مقتدا ہین تمام
اولیاء وقت اور اصفیاء عصر آپکے معتقد و فرمانبردار تہے اور نہایت وقعت و قبول کی نگاہ سے دیکہتے تہے۔ لِیْ
مَعَ اللّٰہِ کے شغل کے ساتہ موصوف اور ترک و تجرید کے ساتہ مخصوص تہے۔ آپ رجب المرجب کے مہینے ۵۲۲ھ ہجری
مین شہر بغداد امام ابو اللیث سمرقندی کی مسجد مین شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ اوحد کرمانی اور شیخ
برہان الدین چشتی اور شیخ محمد صفاہانی کے سامنے شیخ الاسلام شیخ معین الدین سنجری کی بیعت کے شرف سے

---

[1] یہ سب دین و شریعت کے حکم سے غافل اور خدا و پیغمبر کے حکم سے بیخبر تہے۔ کسی آنکہہ نے کبہی قبلہ کو دیکہا نہ اللہ اکبر کی آواز کسی
کان نے سنی تہی ۱۲ [2] اوسکی تیغ اسلام سے صلیب و گرجا کی جگہ بلاد کفر مین مسجد اور محراب اور منبر نے جگہ پائی۔ اور
جہان مشرکون کے نعرہ و فریاد کا شور تہا اب اللہ اکبر کا غلغلہ پیدا ہے۔ ۱۲

ممتاز ہونے اور آپکے اعتقاد وارادت کا حلقہ اطاعت کے کان مین ڈالا **نکتہ اول** شیخ الاسلام قطب الدین قدس سرہ العزیز کے مجاہدہ کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین فرماتے تہے کہ ایکدفعہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز سے ایک یار نے پوچھا کہ شیخ الاسلام قطب الدین کالنسہ اور گدڑی رکھتے تہے فرمایا نہین ابتدا مین اونکی زندگی نہایت عسرت اور تلخی سے بسر ہوتی تہی اول اول خواجہ ایک مسلمان بقال سے جو آپکے پڑوس مین سکونت رکہتا تہا کچھ قرض لیا کرتے تہے اور آپنے اوس سے بتاکید فرمادیا تہا کہ جب تیرے تین سو درم ہوجائین تو اس سے زیادہ قرض نہ دیجیو۔ چنانچہ بقال آپکو قرض دیدیا کرتا اور جب کہین سے کوئی تحفہ آپکے پاس پہنچتا تو بقال کا قرض ادا کردیا جاتا لیکن چند روز کے بعد خواجہ نے اسپر عزم بالجزم کرلیا کہ اب مین کسی سے کچھ قرض نلونگا۔ زان بعد خدا کے فضل وکرم سے روزمرہ ایک ٹہا کاک آپکے مصلے کے نیچے سے پیدا ہوتا تہا جو سارے گہر کو کافی ہوجاتا تہا۔ بقال کو خیال ہوا کہ شاید شیخ مجہسے ناراض ہین جو اب قرض نہین لیتے یہ سوچکر اوسنے اپنی بی بی کو شیخ کے حرم محترم کے پاس بہیجا کہ وہ اسبات کو دریافت کرے۔ دریافت کرنے کے بعد شیخ کے حرم محترم نے جواب دیا کہ اب شیخ کو قرض لینے کی حاجت نہین ہے کیونکہ ہر روز ایک کاک آپکے مصلے کے نیچے سے پیدا ہوجاتا ہے جو تمام اہل خانہ کو بس کرتا ہے بقال کی عورت یہ سنکر چلی گئی اور اب کاک کا ظاہر ہونا موقوف ہوگیا۔ شیخ نے اپنے حرم محترم سے دریافت کیا کہ کیا تمنے کاک کے ظاہر ہونے کی حکایت کسیکے آگے بیان کی ہے جواب دیا کہ ہان بقال کی عورت سے اس کاک کا اظہار کیا گیا تہا۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ معین الدین حسن سنجری نے شیخ قطب الدین کو پانسو درم تک قرض کرنے کی اجازت دی تہی لیکن جب آپکا کمال انتہائی درجہ کو پہنچ گیا تو توپہر آپنے اس سے کنارہ کشی کی۔ **دوسرا نکتہ** شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ العزیز کی مشغولی کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ قطب الدین نے انتہا درجہ کی مشغولی کی وجہ سے سونا بالکل ترک کردیا تہا یہانتک کہ بستر راحت پر کبہی کسینے آپکو آرام کرتے ہوئے نہین دیکہا البتہ اول اول زمانہ مین نیند کے غلبہ کے بعد تہوڑی دیر سو رہتے تہے لیکن آخر عمر مین وہ بہی بیداری سے بدل گیا تہا اور اکثر زبان مبارک پر جاری ہوتا تہا کہ اگر کبہی مین سوجاتا ہون تو سخت زحمت وتکلیف اوٹہاتا ہون۔ آپکے شغل حق کی یہانتک نوبت پہنچگئی تہی کہ جب کوئی آپکی زیارت کے لئے آتا تو تہوڑی دیر ٹہرکر ہوش مین آتے اور پہر مشغول بحق ہوجاتے یا کبہی اپنے یا آئندہ کے حال مین سے کچھ فرمادیتے پہر زائرین سے فرماتے مجہے معاف کرو کہ مین ملاقات کی فرصت نہین رکہتا۔ یہ کہکر پہر مشغول ہوجاتے۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ الاسلام قطب الدین کا چہوٹا صاحبزادہ

انتقال کر گیا جب شیخ اوسے دفن کرکے واپس آئے تو لڑکے کی مان کی رونے کی آواز آپکے کان مبارک مین پہونچی شیخ نے بہت افسوس کیا شیخ بدر الدین غزنوی نے جو اوسوقت آپکی مجلس مین حاضر تہے پوچہا کہ حضرت یہ افسوس کیسا ہے فرمایا مجہے اسوقت یاد آیا کہ مین نے پیشتر فرزند کے بقا کی خدا سے کیون درخواست نہ کی۔ اگر مین اوسوقت اس کی بابت خدا سے درخواست کرتا ضرور پاتا یہانتک پہونچکر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ شیخ کا استغراق دوست کی یاد مین اسدرجہ ہو چکا تہا کہ اپنے فرزند کی زندگی و موت تک کی خبر تک نہ تہی۔ تیسرا نکتہ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ العزیز کی عظمت و کرامات کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ ایک شخص رئیس نامی نے ایک رات کو خواب مین دیکہا کہ ایک عظیم الشان قبہ موجود ہے جسکے اردگرد مخلوق کا ایک جمگہٹا لگا ہوا ہے اور ایک ٹہگنا آدمی بار بار قبہ مین آمد و رفت کر رہا ہے اور خلق جو اپنے پیغام دیتی ہے اونکا جواب سناتا ہے رئیس نے کسی سے دریافت کیا کہ اس قبہ مین کون ہے اور یہ ٹہگنا آدمی جو بار بار اندر جاتا اور باہر آتا ہے کون ہے۔ جواب دیا کہ اس عالیشان قبہ مین جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف رکہتے ہین اور وہ شخص عبداللہ بن مسعود ہین۔ رئیس کا بیان ہے کہ مین حضرت عبداللہ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ آپ جناب نبی عربی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس مین عرض کیجیے کہ مین حضور کے دیدار سے مشرف ہونا چاہتا ہون حضرت عبداللہ قبہ کے اندر تشریف لیگئے اور باہر آکر فرمایا جناب رسول خدا ارشاد فرماتے ہین کہ ابہی تک تجہہ مین میرے دیکہنے کی قابلیت پیدا نہین ہوئی لیکن تو بختیار کاکی کے پاس جاکر میرا اسلام پہونچا اور کہہ کہ ہر شب کو تیرا بہیجا ہوا تحفہ میرے پاس پہونچا تہا مگر تین روز ہوئے جو تیرا تحفہ میرے پاس نہین پہنچا اسکی وجہ بجز خیریت کے اور کچہہ نہو۔ رئیس کہتا ہے مین بیدار ہوا اور شیخ قطب الدین بختیار کاکی کی خدمت مین آکر کہا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم آپکو سلام پہونچاتے ہین شیخ یہ سنتے ہی فوراً کہڑے ہوگئے اور فرمانے لگے جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے۔ مین نے عرض کیا آپ فرماتے ہین کہ جو تحفہ تم ہر شب بہیجا کرتے تہے مجہے برابر پہونچتا تہا لیکن تین راتون سے نہین پہنچا۔ شیخ قطب الدین نے اوسیوقت اوس عورت کو طلب فرمایا جس سے اوسی زمانہ مین نکاح کیا تہا اوسکا مقررہ مہر حوالہ کیا اور طلاق دیکر رخصت کر دیا۔ بعد ازان فرمایا کہ بیشک تین راتون سے مین تزویج مین مشغول تہا اور جناب رسول خدا کی خدمت مین تحفہ پیش کرنے سے یہی تزویج کا شغل مانع تہا۔ سلطان المشائخ اس واقعہ کی نقل کرکے فرماتے ہین کہ وہ تحفہ یہ تہا کہ شیخ تین ہزار دفعہ درود پڑہکر سویا کرتے تہے۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ ایکدفعہ شیخ قطب الدین بختیار اور شیخ بہاؤالدین زکریا اور شیخ جلال الدین تبریزی قدس اللہ سرہم العزیز ملتان مین تشریف

رکہتے تہے اوسی زمانہ مین کفار کا بڑا جرار و خونخوار لشکر قلعہ ملتان کی دیوار کے نیچے آپڑا اور ملتان کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ ملتان کا حاکم جو قباچہ کے نام سے شہرت رکہتا تہا لشکر کفار کے دفعیہ کے لیئے ان بزرگان دین کی خدمت مین آیا اور صورت واقعہ عرض کی۔ شیخ قطب الدین قدس سرہ نے ایک تیر قباچہ کے ہاتہہ مین دیکر فرمایا اس تیر کو لشکر کفار کی جانب پہینکدے قباچہ نے ایسا ہی کیا صبح ہوتے جب لوگون نے دیکہا تو وہان ایک کافر کا بہی پتہ و نشان نہتا حضرت سلطان المشائخ یہہ بہی فرماتے ہین کہ مین شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی کی زیارت کے لیئے جاتا تہا اثنائے راہ مین میرے دلمین گذرا کہ جو شخص ان بزرگونکے مرقد کی زیارت کے لیئے جاتا ہے اونہین اس شخص کی کچہہ خبر بہی ہوتی ہے کہ نہین ؟ یہ بات میرے دل مین کہٹک رہی تہی اور مین شیخ کے مرقد مبارک کیطرف چلا جا رہا تہا جب مین روضۂ مقدسہ کے قریب پہونچکر مشغول ہوا تو اس مشغولی کی اثنا مین روضۂ متبرکہ سے یہ بیت مین نے سنی

بیت

مرا زندہ پندار چون خویشتن ٭ من آیم بجان گر تو آئی بہ تن ٭ حضرت سلطان المشائخ یہہ بہی فرماتے ہین کہ شیخ قطب الدین بختیار کاکی ابتدا ر حال مین اوش مین سکونت رکہتے تہے اس شہر مین ایک ویران و غیر آباد مسجد تہی جس مین ایک بلند منارہ تہا اور اوسے ہفت منارہ کہا کرتے تہے۔ شیخ کو ایک دعا پہونچی تہی جو حقیقت مین تو ایک ہی دعا تہی مگر ہفت دعا کے سات شہرت رکہتی تہی اور جسکی نسبت مشہور تہا کہ جو شخص اوسے ہفت منارہ پر جاکر پڑہتا ہے اوسے مہتر خضر کی ملاقات میسر ہو جاتی ہے۔ غرض جناب شیخ قطب الدین کو اسبات کا اشتیاق غالب ہوا کہ مہتر خضر سے ملاقات کرین اور اسی دُہن مین آپ رمضان المبارک کی رات کو اوس مسجد مین تشریف لے گئے۔ دوگانہ ادا کرکے اوس منارہ پر تشریف لے گئے اور ہفت دعا پڑہکر نیچے تشریف لے آئے جب مسجد سے باہر قدم رکہا تو ایک شخص کو دروازے پر کہڑا دیکہا جسنے شیخ قطب الدین پر ایک بڑے زور سے چیخ مار کر کہا کہ ایسے بے وقت تو یہان کیا کر رہا تہا شیخ نے جواب دیا کہ مین یہان مہتر خضر کی ملاقات کے اشتیاق مین آیا تہا لیکن افسوس کہ دولتِ ملاقات میسر نہین ہوئی اب مین اپنے گہر جاتا ہون۔ اوس شخص نے کہا تم خضر سے ملکر کیا کروگے وہ ایک سرگردان اور سیاح شخص ہے تہین اوسکے دیکہنے اور ملاقات کرنے سے کیا فائدہ ہوگا۔ اسی اثنا مین اوسنے شیخ سے یہ بہی پوچہا کہ کیا تمہین دنیا کی خواہش ہے اور اوسکے تجملات کو اپنا مطیع بنانا چاہتے ہو شیخ نے جواب دیا کہ نہین۔ کہا کیا تمہین کسیکا کچہہ قرض دینا ہے شیخ نے فرمایا نہین۔ اوس شخص نے کہا پہر خضر کی ملاقات کا کیون مشتاق ہے۔ ان تمام باتون کے بعد اوسنے یہ بہی کہا اسی شہر مین ایک ایسا شخص ہے کہ خضر بارہ دفعہ اوسکے درِ دولت پر حاضر ہوا ہے اور اندر جانے کی اجازت نہین پائی ہے۔ ان دونون حضرات مین یہ باتین ہو ہی رہی تہین کہ ایک مرد جو نورانی لباس مین

سر سے پاؤن تک غرق نہانمودار ہوا- یہ شخص جو ابہی شیخ سے کہڑا باتین کر رہا تہا بڑی تعظیم و اعزاز کے ساتہ اوسکے قریب گیا اور پاؤن مین گر پڑا- شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہین کہ جب وہ نورانی لباس سے آراستہ شخص میرے قریب پہونچا تو اوس شخص کی طرف متوجہ ہو کر کہا جو ابہی مجہہ سے باتین کر رہا تہا کہ اس درویش کو نہ تو کسی کا قرضہ ہی دینا ہے اور نہ دنیا طلبی کی خواہش ہے بلکہ فقط تیری ملاقات کی آرزو رکہتا ہے- شیخ فرماتے ہین اسی اثنا مین اذان ہو گئی اور ہر طرف سے درویش و صوفی جوق جوق پیدا ہو گئے جماعت کے لیئے صف آرا ہوئے اور تکبیر ہی گئی ایک شخص آگے بڑہا اور نماز پڑہائی- زان بعد تراویح شروع ہوئی اور قاری نے نہایت خوش لحنی اور قاعدہ کے ساتہ بارہ سیپارے پڑہے اسی اثنا مین میرے دلمین گذرا کہ اگر قاری کچہہ اور زیادہ پڑہتا تو بہت بہتر ہوتا- جب نماز ہو چکی تو ہر شخص ایک طرف چلا گیا اور مین بہی اپنی جگہ چلا آیا- سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے ہین کہ ایکدفعہ جلال الدین تبریزی شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے مکان پر آپکی ملاقات کے لیئے آئے شیخ قطب الدین (خدا اونکے مرقد کو منور کرے) شیخ جلال الدین کے استقبال کے لیئے گہر سے باہر نکلے- شیخ کا مکان گلی کے انتہائی درجہ واقع ہوا تہا اور اوس سے ورے ورے بہت ہی گلیان اور مکانات تہے شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہ جب گہر سے نکلے تو شارع عام کو چہوڑ کر تنگ اور سکڑی گلی مین سے ہو کر باہر آنے لگے ادہر سے شیخ جلال الدین نے بہی شارع عام کو نظر انداز کر دیا اور تنگ گلی مین ہو کر شیخ کے مکان کی طرف رخ کیا اور دونون حضرات باہم ملاقی ہو گئے قدس اللہ سرہما- اسکے علاوہ ایک اور دفعہ بہی بادشاہ اعزالدین کی مسجد مین جو حمام کے متصل واقع ہے یہ دونون حضرات ایکجا جمع ہو گئے تہے- سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے ہین کہ ایکدفعہ ایک شخص نے حضرت شیخ قطب الدین قدس سرہ العزیز کی خدمت مین گردش فلکی اور افلاس و محتاجی کی شکایت پیش کی آپنے اوسکی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اگر مین تجہسے یہ کہون کہ میری نظر خدا کے عرش مجید پر پڑتی ہے تو کیا تو اسکو باور کرے گا اوسنے کہا کیون نہین مین ضرور یقین کے ساتہ کہون گا کہ آپ اسمین بالکل صادق القول ہین اوسوقت شیخ نے فرمایا کہ جب تو اس قدر جانتا ہے تو پہلے اون چاندی کی اشتی ہتہلیون کو جو گہر مین مخفی کرر کہی ہین کہا لے پہر افلاس کی شکایت کیجیو وہ شخص شیخ کی یہ بات سنکر سخت شرمندہ ہوا- آپکے قدمونکی زمین کو بوسہ دیا اور لوٹ گیا- **منقول** ہے کہ شیخ قطب الاسلام حضرت قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ ایک دفعہ مین اور قاضی حمید الدین ناگوری باہم سفر کر رہے تہے جب ہم دونون دریا کے کنارے پہونچے تو مجہے بہوک معلوم ہوئی ابہی بہت تہوڑا انتظار کرنا پڑا تہا کہ ایک بکری جَو کی دو روٹیان

موہ مین لیئے ہوئے ظاہر ہوئی اور آگے آکر ہمارے سامنے رکہدیں اور فوراً چلی گئی ہم نے اوہنین سیر ہوکر کہایا اور
باہم کہا کہ یہ غیبی بکری تہی اور اسوقت ہمارے کہانیکا سامان غیب سے کیاگیا اسی اثنا مین دیکہتے کیاہین کہ ایک
بچہو پانی کے قریب قریب بڑی تیزی اور عاجلانہ حرکت کے ساتہ جارہاہے لیکن تہوڑی دور پہونچکر اوسنے اپنے تئین
پانی مین ڈال دیا ہم نے سوچکر کہا کہ اس مین کوئی نکوئی حکمت ضرور مخفی ہے آؤ ہم بہی اسکے پیچہے پیچہے چلین اور
حکمت خداوندی کا تماشا کرین بچہو پانی مین گرکر دریا کے پاٹ کو عبور کرگیا تہا اور اوس پار کبہی کا پہونچ چکا
تہا ہم دست بدعا ہوئے دریا خداوندی حکم سے پہٹ گیا بیچ مین خشک اور نہایت صاف و ہموار رستہ ظاہر
ہوگیا ہم بہت جلد دریا کو عبور کرکے پلے پار جا پہونچے۔ دیکہتے ہین کہ ایک درخت کے نیچے کوئی پڑا سوتا ہے اور ایک
نہایت زہریلا اور خونخوار سانپ اوسے ہلاک کرنے کے لیئے آگے بڑہا چلا آرہاہے۔ یہ بچہو جسکے پیچہے پیچہے ہم دونون
چلے جارہے تہے دفعۃً جست کرکے سانپ پر پہونچا اور اوسے فنا کردیا۔ زان بعد ہماری نظرون سے غائب ہوگیا۔
ہم باین خیال اوس شخص کے پاس گئے کہ اس سے ملاقات کرین۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بڑا ذی وجاہت اور
مقتدر بزرگ ہے۔ پاس جاکر دیکہتے ہین تو وہ ایک مخمور و مست شرابی ہے جو قے کیئے ہوئے پڑا ہے۔ ہم یہ صورت دیکہکر
نہایت شرمندہ ہوئے اور باہم کہنے لگے کہ یہ شخص ایسا نافرمان اور خدا کی اس کے بارہ مین یہ نگاہ داشت۔ بہت ہی
تعجب کی بات ہے ہم دونون آپس مین یہ باتین کرہی رہے تہے کہ ہاتف غیب نے آواز دی کہ اے عزیزو! اگر ہم صرف
پارسا اور نیک کارون ہی کی حفاظت کرین تو بتاؤ مفسدین اور بدکارون کی کون نگاہ داشت کریگا۔ ہمی
اثنا مین وہ شخص بہی نیند سے چونک پڑا ہم نے تمام کیفیت اوسپر دوہرائی۔ وہ شرمندہ ہوا اور اوس فعل سے توبہ
کی اور واصلون مین سے ایک واصل ہوگیا۔ شیخ الاسلام قطب الدین جب اس واقعہ کو بیان کرکے فارغ ہوئے
تو فرمایا اے درویش جب وقت آجاتاہے اور نسیم لطف چلنے لگتی ہے تو گو کوئی لاکہہ خراباتی کیون نہو لیکن وہ سجادہ
نشین بنجاتاہے اور اگر خدانخواستہ قہری نسیم چلنے لگتی ہے تو اگرچہ کوئی لاکہہ سجادہ نشین کیون نہو مگر اوسے رحمت
سے دور کرکے خرابات مین ڈالدیتی ہے **منقول** ہے کہ ملک اختیار الدین ایبک حاجب کچہہ نقدی ہدیۃً شیخ الاسلام
قطب الدین قدس سرہ کی خدمت مین لایا اور نہایت عاجزی سے پیش کی شیخ الاسلام نے اوسے نگاہ قبول
سے نہ دیکہا اور جس بوریئے پر تشریف رکہتے تہے اوسکا ایک کونا اوٹہاکر ملک اختیار الدین کو دکہایا۔ دیکہتا
ہے کہ سونیکے ڈہیرون کا دریا پڑا بہہ رہا ہے زان بعد آپنے فرمایا کہ اسے لیجاؤ کیونکہ مین تمہارے لائے ہوئے ہدیہ
کی حاجت نہین رکہتا **منقول** ہے کہ شیخ الاسلام شیخ معین الدین حسن سنجری کے فرزندون کا اجمیر کی حدود مین

ایک گاؤن تہا جو ہمیشہ آباد ہونیکی وجہ سے معقول آمدنی دیتا تہا لیکن وہان کے تحصیلدار اور مقطعان مقرر داشت مین مزاحمت کرتے تہے آخر کار شیخ کے فرزندون نے آپکو اسبات پر آمادہ کیا کہ دہلی جاکر بادشاہ سے مقرر داشت لے آئین خواجہ کو مجبوراً اجمیر سے دہلی آنا پڑا جب آپ دہلی مین آئے تو شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے پاس ٹہرے شیخ قطب الدین قدس سرہ نے یہ حال معلوم کرکے خواجہ سے عرض کیا کہ بادشاہ کے پاس آپکے تشریف لیجانے کی ضرورت نہین ہے آپ مکان ہی پر تشریف رکہین مین جاکر مقرر داشت لے آتا ہون چنانچہ جناب شیخ الاسلام حضرت شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہ سلطان شمس الدین التمش کے پاس تشریف لے گئے۔ آپکے اس یکایک اور دفعۃً شاہی دربار مین چلے آنے سے سلطان شمس الدین کو نہ صرف تعجب بلکہ تعجب کے ساتہ حیرت ہوئی کیونکہ آپ اس سے پیشتر کبہی سلطان کے پاس نہین گئے تہے بلکہ چند مرتبہ سلطان آپکی ملاقات کے لئے آیا تہا اور شرف ملاقات سے مشرف وممتاز ہونے کی التماس ہی کی لیکن آپنے اوسے اپنے پاس آنیکی اجازت نہین دی۔ الغرض جب شمس الدین التمش سے آپکی ملاقات ہوئی تو اوسیوقت بادشاہ کے حکم سے مقرر داشت کا فرمان لکہا گیا اور اوسکے ساتہ اشرفیون کی چند تہیلیان آپکی نذر کی گئین۔ اس مجلس مین رکن الدین حلوائی جو خطۂ اودہ کا مشہور ونامور حاکم تہا آیا اور شیخ سے بلند تر مقام پر بیٹہہ گیا۔ رکن الدین حلوائی کی یہ گستاخی بادشاہ کو سخت ناگوار گذری لیکن شیخ قطب الدین نے نور باطن سے بادشاہ کے تغیر مزاج کو معلوم کرکے فرمایا کہ یہ کوئی گستاخی اور بے ادبی کی بات نہین ہے بلکہ نفس الامر مین بات یہ ہے کیونکہ جب حلوا اور کاک ایک جگہ موجود ہون تو حلوے کو کاک کے اوپر رکہنے کا دستور ہے پہر اگر حلوائی کاکی سے اونچی جگہ بیٹہہ جائے تو کونسی گستاخی کی بات ہے۔ الغرض شیخ قطب الدینؒ بادشاہ سے رخصت ہوئے اور مقرر داشت کا فرمان اور بادشاہ کا ہدیہ شیخ معین الدین رہ کے روبرو رکہدیا۔ جب شیخ معین الدین نے خلق کے اوس اعتقاد اور شہرت کو جو شیخ قطب الدین کے بارہ مین تہی ملاحظہ فرمایا تو ایکدن آپنے شیخ الاسلام سے فرمایا کہ یہ تمنے کیا کر رکہا ہے تمہارا اگمنامی اور گوشہ کے دائرے مین رہنا بہت بہتر اور انسب ہے شیخ قطب الدین نے عرض کیا کہ اس مین بندہ کا کوئی قصور نہین ہے یہانکے لوگون کا حسن ظن ہے۔

حضرت سلطان المشائخ سے لوگ نقل کرتے ہین کہ جب شیخ معین الدین اجمیر سے دہلی مین رونق افروز ہوئے تو اوس زمانہ مین شیخ نجم الدین صغرا بہی دہلی مین موجود تہے اور شیخ معین الدین اور شیخ نجم الدین مین مدت سے سلسلہ محبت قائم تہا چنانچہ جب شیخ معین الدین کو معلوم ہوا کہ شیخ نجم الدین دہلی مین موجود ہین تو آپ اونکی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے اوسوقت شیخ نجم الدین اپنے مکان کے صحن مین چبوترہ بنوا رہے تہے

شیخ معین الدین کی نظر مبارک جب اونپر پڑی تو وہ اوس گرمجوشی اور محبت سے پیش نہین آئے جیسا کہ اس سے پیشتر آتے تھے
شیخ معین الدین نے اونکی یہ بے توجہی دیکھکر فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الاسلامی کی شہرت نے تمہارے دماغ کو
برہم کر دیا ہے۔ شیخ نجم الدین نے جواب دیا کہ حضرت مین تو آپکا ویسا ہی مخلص اور بے ریا معتقد ہون جیسا پیشتر تہا
لیکن آپنے اس شہر مین ایک ایسا مرید رکہہ چہوڑا ہے جس کے مقابلہ مین میری شیخ الاسلامی کو کوئی شخص جَو کے مقدار
بہی شمار مین نہین لاتا۔ شیخ معین الدینؒ نے یہ سنکر اول تبسم کیا پہر ارشاد فرمایا کہ تم پریشان و حیران مت ہو
مین بابا قطب الدین کو اپنے ہمراہ لئے جاتا ہون اوس زمانہ مین شیخ قطب الدین رح کے کمالات کی شہرت نہایت قوی
اور مستحکم ہوگئی تہی اور گہر گہر چرچا پہیلا ہوا تہا۔ تمام اہل شہر کی پر شوق نظرین آپکے قدمون پر پڑ رہی تہین اور سب
آپ ہی کی طرف متوجہ تہے۔ جب شیخ معین الدین در دولت پر تشریف لائے تو فرمایا بختیار تم ایکا ایکی اور دفعۃً اس قدر
مشہور ہوگئے ہو کہ خلق تمہارے ہاتہہ سے شکایت کرنے لگی ہے اب تم یہان سے اُٹھو اور میری ساتہہ چلکر اجمیر مین رہو
تم بیٹہے رہنا اور مین تمہارے آگے کہڑا رہون گا۔ شیخ قطب الدین نے فرمایا۔ مخدوم! بہلا میری طاقت ہے؟ میرا تو
اتنا ہی رتبہ نہین کہ مخدوم کے آگے کہڑا ہو سکون پہر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ حضور کے سامنے بیٹہا رہون۔ الغرض اسکے بعد
شیخ قطب الدین جناب شیخ معین الدین کے ہمراہ روانہ اجمیر ہوئے۔ اس خبر سے تمام شہر دہلی مین ایک تہلکہ پڑگیا
اور ہر طرف کہرام مچگیا تمام اہل شہر سلطان شمس الدین کے ساتہہ آپکے پیچہے نکلے جس جگہ شیخ قطب الدینؒ قدم رکہتے تہے
خلائق اوسجگہ کی خاک کو تبرکاً اوٹہا لیتی تہی اور انتہا درجہ کی بیقراری و زاری کرتی تہی۔ شیخ معین الدینؒ نے
جب یہ صورت دیکہی تو فرمایا۔ بابا بختیار! تم یہین رہو کیونکہ خلائق تمہارے جانے سے اضطراب و بیقراری مین
ہے مین ہرگز اسبات کو جائز نہین رکہتا کہ بے شمار دل خراب و کباب ہون۔ جاؤ مین نے اس شہر کو تمہاری پناہ
مین چہوڑا۔ پس سلطان شمس الدین نے شیخ کی سعادت قدمبوسی حاصل کی اور شیخ قطب الدین کے ہمراہ نہایت خوشی
وشادمانی کے ساتہہ شہر کیطرف متوجہ ہوا اودہر شیخ معین الدینؒ نے اجمیر کی طرف عنان توجہ مبذول فرمائی۔

نکتہ چہارم شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی رح کے دار دنیا سے دار عقبیٰ مین انتقال کر جانے کے ذکر مین۔

حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ عید کا دن تہا شیخ قطب الدین رح عیدگاہ سے لوٹ کر آتے تہے رستہ سے اوس مقام پر
تشریف لے گئے جہان آپکا روضہ متبرکہ ہے اس سے پیشتر یہ زمین اُفتادہ اور غیر آباد تہی۔ یہان کوئی قبر تہی نہ گنبد
نظر آتا تہا شیخ جب اوس مقام پر آئے تو کہڑے ہو کر متامل ہوئے آپکے عزیز و اقارب نے جو برابر مین صف آرا تہے
التماس کی کہ حضور! آج عید کا دن ہے اور خلق اسبات کی منتظر ہے کہ مخدوم گہر مین تشریف لا کر کہانا تناول فرمائین

آپکے یہان ٹہرنے اور اس قدر تاخیر کرنیکی کیا وجہ ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ مجہے اس سرزمین سے اہل کمال کے دلون کی بو
آتی ہے۔ آپنے اوسی زمانہ مین اوس زمین کے مدعی کو بلایا اور خاص اپنے مال مین سے قیمت دیکر اوس زمین کو خرید لیا
اور فرمایا کہ میرا مدفن یہی زمین ہے۔ حضرت سلطان المشائخ جب اس جملہ پر پہونچے تو آپکو سخت رقت ہوئی آنکہون
مین آنسو بہر لائے اور فرمایا کہ شیخ الاسلام باوجود اس بلند اور رفیع مرتبہ کے فرماتے تہے کہ اس سرزمین سے اہل کمال
کے دلونکی بو آتی ہے دیکہنا چاہیے کہ اس سرزمین مین کون کون لوگ پاؤن پہیلائے سوتے ہین۔ سلطان المشائخ
یہ بہی فرماتے تہے کہ شیخ الاسلام قطب الدین قدس سرہ کو انتقال کے زمانہ مین چار شبانہ روز برابر تحیر رہا اور یہ قصہ یون ہوا
شیخ علی سکری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ مین محفل سماع گرم تہی جس مین شیخ قطب الدین نور اللہ مرقدہ بہی موجود تہے
قوال یہ قصیدہ پڑہتا تہا ؎ کشتگان خنجرِ تسلیم را[۱] ٭ ہر زمان از غیب جانِ دیگر است ٭ شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز
مین اس بیت نے اس قدر اثر کیا کہ آپ مدہوش و متحیر ہو گئے۔ اسی حال مین گہر تشریف لائے اور چار رات دن برابر
یہی کیفیت جاری رہی جب آپکو کچہ ہوش آتا تو اسی بیت کے اعادہ کرنے کا حکم فرماتے۔ حاضرین بار بار پڑہتے اور آپ
اوسیطرح تحیر مین محو ہو جاتے لیکن جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ نماز ادا کر کے پہر اوسی بیت کو پڑہواتے لوگ بار بار
پڑہتے اور شیخ الاسلام تحیر مین مستغرق ہو جاتے اور ایک عجیب و غریب حالت وحیرت پیدا ہوتی۔ چار شبانہ روز یہی کیفیت
رہی اور انجام کار پانچوین رات اس فانی اور جلد گذر جانے والی دنیا سے عالم باقی کی طرف رحلت فرما ہوئے
شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ جس رات شیخ کا انتقال ہوا مین وہان موجود تہا جب شیخ کے انتقال
کا وقت قریب ہوا تو مجہے یون ہی سی غنودگی آگئی اوس غنودگی مین۔ مین خواب مین دیکہتا ہون کہ شیخ اپنے مقام
سے نکلکر آسمان کی طرف جاتے ہین اور مجہسے فرماتے ہین بدر الدین! خدا کے دوستونکو موت نہین ہوتی جب مین
بیدار ہوا تو شیخ دار بقا کی طرف رحلت فرما چکے تہے۔ جس مجلس مین شیخ کا واقعہ ہوا تہا شیخ احمد نہروانی رحمۃ اللہ
علیہ بہی موجود تہے۔ کاتب حروف نے مولانا فخر الدین زرادی کے ایک رسالہ مین جو آپنے سماع کے بارہ مین تالیف
فرمایا ہے لکہا دیکہا ہے کہ شیخ قطب الدین (خدا اونکے مرقد کو روشن و منور رکہے) مجلس سماع مین عالم تحیر اور
مدہوشی مین محو ہو گئے تہے اوس زمانہ مین ایک نہایت تجربہ کار اور حاذق طبیب تہا جو شمس الدین کے لقب سے
پکارا جاتا تہا۔ جب شیخ کی یہ حالت ہوئی تو لوگون نے اوسے بلا کر دکہایا تا کہ مرض کی تشخیص کرے اور زحمت
کے مادے کو دریافت کر کے علاج کرے لیکن شمس الدین نے آپکی نبض پر ہاتہہ رکہتے ہی کہدیا کہ شیخ کو کوئی جسمانی

---

[۱] خنجر تسلیم کے مقتولون کو غیب سے ہر وقت ایک اور ہی روح عنایت ہوتی ہے ۱۲

مرض لاحق نہین ہوا ہے بلکہ آپکی نبض مردمی پر دلالت کرتی ہے یعنے آپ کا باطن آتش محبت سے جل گیا ہے اور دل و جگر پلپل ہوچکا ہے۔ حقیقت مین طبیب مذکور اپنے اس قول مین نہایت سچا اور اس استدلال مین بہت ہی مصیب تھا۔ اس بارہ مین جس شخص نے ذیل کے دو شعر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک مین کہے ہین وہ بہت ہی خوب اور معنی خیز ہین ؎ قَدْ لَسَعَتْ حَيَّةُ الْهَوٰى كَبِدِيْ ٭ فَلَا طَبِيْبَ لَهٗ وَّلَا رَاقٍ ٭ اِلَّا الْحَبِيْبُ الَّذِيْ قَدْ شُغِفْتُ بِهٖ ٭ فَعِنْدَهٗ رُقْيَتِيْ وَتِرْيَاقِيْ ٭ یعنے میرے جگر کو محبت کا ایسا ناگ ڈس گیا ہے جسکے لیئے کوئی طبیب ہی کافی ہو سکتا ہے نہ کوئی منتر ہی پڑہنے والا۔ البتہ جس دوست پر مین فریفتہ ہون اوسکے پاس میرا افسون اور تریاق ہے۔

قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلطان المشائخ کی خدمت مین بیان کرتے تھے کہ جس سنہ مین سلطان شمس الدین التمش کا انتقال ہوا اوسی سال شیخ الاسلام قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز نے اس دار ناپائدار سے عالم جاودانی مین انتقال فرمایا نیز اسی سنہ مین مولانا قطب الدین کاشانی نے بہی وفات پائی۔ اس نقل سے حضرت سلطان المشائخ نے سلطان شمس الدین التمش کی تاریخ انتقال نکالی اور یہہ تاریخی بیت ارشاد فرمائی۔ ؎ بسال ششصد و سی و سہ[1] بود از ہجرت ٭ نماند شاہجہان شمس دین عالمگیر ٭ لیکن شیخ الاسلام قطب الدین قدس سرہ کا انتقال چودہوین ربیع الاول سنہ مذکور کو واقع ہوا ہے۔ کاتب حروف نے ایک بزرگ کی زبان سے سنا ہے کہ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار نور اللہ مرقدہ کے انتقال کے بعد پوری دس سال تک قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ زندہ رہے لیکن جب آپکی وفات کا زمانہ قریب آیا تو حاضرین کو وصیت کی کہ مجھے شیخ قطب الدین کی پائنتی مین دفن کرنا چنانچہ جب آپکا انتقال ہوا تو قاضی حمید الدین ناگوری کے فرزندون کی ہرگز خوشی نہتی کہ آپکو شیخ قطب الدین کے قدمون مین دفن کرین لیکن قاضی صاحب کی وصیت نے اونہین مجبور کردیا انجام کار بہت حیث و بحث کے بعد شیخ کے قدمون مین قاضی صاحب دفن کیئے گئے۔ لیکن آپکے فرزندون نے قبر کا چبوترہ شیخ کے روضۂ متبرکہ سے کسیقدر اونچا بنوایا قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزندون سے خواب مین فرمایا کہ تم نے میری قبر کا چبوترہ بلند کرکے مجھے جناب شیخ الاسلام قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے روے مبارک مین سخت شرمندہ کیا۔ مجھے تمہارے اس خلاف داب فعل کیوجہ سے شیخ الاسلام کے سامنے اسدرجہ ندامت ہوئی ہے کہ آپکے آگے سر اوٹہا نہین سکتا۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ مین نے ان دونون تربتون کے درمیان یعنے جناب شیخ الاسلام قطب الدین قدس سرہ کی پائنتی اور قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے سرہانے

---

[1] سنہ ٦٣٣ ہجری مین شاہ جہان۔ شمس دین۔ عالمگیر۔ یعنے شیخ الاسلام نے وفات پائی۔ ١٢

شیخ شیوخ العالم فرید الدین قدس سرہ کے حالات اور آٹھ نکتون کا ذکر-

بار ہا نماز پڑہی ہے اور بہت ہی ذوق وراحت پائی ہے۔ ازان بعد آپنے فرمایا کہ یہ اثر قبرون اور مکانات کا نہین ہے بلکہ اون دونون بزرگون کا اثر ہے کیونکہ ایک جانب ایک شاہِ اسلام پڑا سوتا ہے اور دوسری طرف دوسرا بادشاہ دین آرام فرما ہے **ازانجملہ** عارفون کے سلطان عاشقون اور محققون کے تاج۔ اصحاب دین کے پیشوا ارباب یقین کے مقتدا۔ عالمِ گمنامی وعزلت کے گوشہ نشین بستر دوست کے مخزن۔ اقلیم اعظم کے سردار۔ اقطاب عالم کے قطب یعنے شیخ العالم شیخ فرید الدین شکر بار مسعود گنجشکر اجودہنی چشتی قدس اللہ سرہ العزیز ہین جو فقرا و مساکین کے پناہ اور سلیمان کے فرزند رشید ہین اور جوابدی سعادت اور سرمدی دولت سے مالامال ہین۔ شیخ فرید الدین قدس سرہ تقوا و پرہیزگاری ورع وزہد ترک دنیا تجرید عشق وبکا شوق وذوق اور کلام محبت کے اشارات ورموز مین بے نظیر زمانہ اور اپنے عہد دولت میں یگانہ تہے۔ میدانِ کرامت اور عالم دین کے سوارون سے سبقت لے گئے تہے اور اپنی بے مثل شہرت مین مستثنےٰ وممتاز تہے۔ آپ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی کے معزز خلیفہ تہے اور اونکے باجاہ و جلال اور عظمت وبزرگی کے دربار سے عام اور مطلق اجازت رکہتے تہے آپ ایسے عالی ہمت اور بلند درجہ بزرگ تہے کہ بجز عشق الٰہی کے کبہی دنیاوی واخروی نعمت کی طرف کبہی ذرا التفات نہین کیا۔ آپکی ذات مبارک ایسے عہد مین وجود کے لباس سے آراستہ ہوئی تہی جبکہ تمام عالم باغ ارم کی طرح آراستہ وپیراستہ تہا۔ اگرچہ آپ ایک ایسے با رونق شہر یعنے دہلی مین تشریف رکہتے تہے جو تمام دنیا مین قبہ اسلام سمجہا جاتا تہا بے شمار مشائخ و اہل کمال جو مقامات وکرامات کے دروازے کہولتے اور بند کرتے تہے اور علماء جو باریک اور دقیق معانی استنباط کرتے تہے موجود تہے۔ نیز متوسط درجہ کے لوگ نہایت ترفہ اور عیش وعشرت مین زندگی بسر کرتے تہے یہانتک کہ اوس راحت خیز اور نشاط انگیز زمانہ مین خلائق مین سے کسی شخص اور کسی گروہ کو بجز خوشدلی اور فراخ عیشی کے کوئی کام نہ تہا ایسے مناسب اور خوشگوار زمانہ مین اس عالم حقیقت کے بادشاہ نے سب سے انقطاع اختیار کرلیا تہا اور کلیۃً دوست حقیقی کی طرف متوجہ ہوگیا تہا۔ اس پاک نفس بزرگ نے ایسے سرسبز وپر رونق شہر کو چہوڑ کر شیرانِ دین کی طرح بیابان وجنگل مین سکونت اختیار کی تہی اور درویشانہ روٹی فقیرانہ جامہ پر قناعت کرلی تہی۔ ہرچند اپنے تئین مخفی ومستور رکہنا چاہتے تہے لیکن آپکے حسنِ معاملہ کا شہرہ اور فضیلت وبزرگی کا آوازہ دنیا جہان مین ہو چکیا تہا اور قیامت کے دن تک جسطرح آپکی شہرت کا غلغلہ ملاءِ اعلی کے کانون مین گونج رہا ہے اوسیطرح اس جہان مین بہی باقی ودائم رہے گا اور تمام عالم آپکے اور آپکے فرزندون کے وجود باجود کے نام سے جن مین سے ہر ایک دریاء کرامت کا نہایت چمکدار اور تابان موتی تہا اور خاندان رحمت مین سے ایک روشن ومنور

چراغ تہا۔ نیز اون مخلص اور بے ریا معتقدون کے نام سے جو آپکے شرف القصال سے متصل ہین قیامت کے دن تک منور و روشن ہیگا ایک بزرگ نے کیاہی خوب فرمایاہے۔ **شعر** اَلْبَدْرُ یَطْلُعُ مِنْ فَرِیْدِ جَبِیْنِہٖ ✤ وَالشَّمْسُ تَغْرُبُ فِیْ شَقَایِقِ خَدِّہٖ ✤ مَلِکُ الْجَمَالِ بَاشِرِہٖ فَکَاَنَّمَا ✤ حُسْنُ الْبَرِیَّۃِ کُلِّہٖ مِنْ عِنْدِہٖ ✤ یعنی اوسکی نرالی اور انوکہی پیشانی سے چودہوین رات کا چاند طلوع کرتاہے اور اوسکے رخسارہ کی سرخی مین آفتاب غروب ہوتاہے وہ تمام حسن کا بادشاہ ہے اور کل مخلوق کو حسن اوسیطرف سے ملاہے۔ **مثنوی**۔

اے سرورِ اولیائے عالم	اے قبلۂ اصفیائے اکرم	روے توکہ آفتابِ حسن است	پیدا شدہ از وضیائے عالم

ہرچند کہ یہ بیچارہ کاتب حروف آپکے دریائی اوصاف مین غوطہ لگاتاہے لیکن اوسکی تہ اور گہرائی کو نہین پاتا۔ ایک بزرگ نے خوب کہاہے۔ **مصرع** بدریائے در اُفتادم کہ پایانش نمی بینم ✤ اس فقیر کی کہان مجال ہے کہ اس بادشاہ اہل الیقین کی جمالِ ولایت کے اوصاف بیان کرسکے اسلیئے بجز اسکے اور کوئی چارہ نہین کہ آپکے اوصاف سے درگذر کرکے دعا کرے **رباعی**۔ جہان تاقیامت بنامِ تو باد ✤ فلک با مہ وخور غلامِ تو باد ✤ بکام دل وجان عاشق تو ✤ شرابِ محبت زجامِ تو باد ✤

پہلا نکتہ شیوخ العالم شیخ فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے حسب نسب بیان مین۔ یہ بادشاہ اہل دین **فرخ شاہ** عادل بادشاہ **کابل** کی شریف ونجیب خاندان کا روشن چراغ ہے غزنی کی حکومت سے پیشتر مملکتِ دنیا کی باگ فرخ شاہ کے ہاتہہ مین تہی اور تمام اقلیمون کے بادشاہ اور حکمران آپکے مطیع وفرمانبردار تہے لیکن گردشِ حبب فلکی نے کابل پر سایہ ڈالا اور زمانہ کے حوادثات وآفات اوسمین دخیل ہوئے تو کابل کی حکومت وسلطنت شاہانِ غزنی کے ماتحت ہوگرئی مگر ابہی تک کابل کے قدیم فرمان روا فرخ شاہ کی اولاد دیارِ کابل مین اپنے املاک واسباب مین مشغول تہے اور نہایت امن وامان اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے تہے یہانتک کہ **چنگیز خان** نے خروج کیا اور اپنی سفاک وخونخوار تلوار سے **ایران وتوران** کو زیر وزبر کرتا اور تاخت وتاراج کرتا ہوا سلطنت غزنی کی طرف بڑہا اور ایک عظیم الشان اور خونریز لشکر کے ساتہہ غزنی پر حملہ آور ہوا اور جب **کابل** مین پہونچا تو ان شہرون کو بہی خراب وتباہ کر ڈالا شیخ شیوخ العالم حضرت فرید الدین قدس سرہ کے جد بزرگوار نے کفار کی جنگ مین شہادت کا جام منہ سے لگایا اور یہ جلیل القدر خاندان کابل کو خدا حافظ کہکر باہر نکل آیا شیخ فرید الدین قدس سرہ کے بزرگوار دادا قاضی شعیب اپنے تین فرزندون اور تمام خویش واقارب اور اتباع وخدام کو ہمراہ لیکر لاہور مین تشریف لائے اور قصبہ **قصور** مین نزول فرما ہوئے۔ قصور کا قاضی جو عدل وانصاف اور مروت ومردمی مین اوس زمانہ کے قاضیون کا ذریعہ فخر اور

اور باعثِ عزت سمجھا جاتا تہا۔ اگرچہ پہلے ہی شیخ شیوخ العالم کی محترم خاندان کی عظمت و بزرگی کا شہرہ سن چکا تہا لیکن اب جو اوس نے اِن بزرگون کو دیکہا تو جس شہرت کے ساتہ انکا نام سنا تہا اوس سے ہزار درجہ زیادہ وقعت اونکے دلمین پیدا ہوگئی۔ **حکیم خواجہ سنائی** کیا خوب فرماتے ہین **بیت** آنچہ گوش از کمال خواجہ شنید ؛ چشم از و صد ہزار چندان دید ؛ قاضی نے اِن بزرگوارون کی تشریف آوری کو اپنی ابدی سعادت اور سرمدی دولت خیال کی اور انتہا درجہ کی تعظیم سے پیش آیا۔ بڑی فیاضی اور فراخ حوصلگی سے امیرانہ دعوت کی اور مہمان نوازی مین کوئی دقیقہ اُٹہا نرکہا اور اسکے ساتہ ہی اس خاندان کے اُن بزرگون کے مختصر حالات جو کمال علم اور جمال حلم سے آراستہ تہے نیز اونکی خاندان کی عظمت و کرامت کا ذکر شاہِ وقت کو لکہا بادشاہ نے ایک فرمان نہایت تعظیم و تکریم کے ساتہ اون بزرگون کی خدمت مین روانہ کیا جسکا مضمون یہ تہا کہ دینی و دنیاوی تعلقات مین سے جو تعلق اِن بزرگوارون کی پسندِ خاطر ہو اوسے شوق سے اختیار کرلین میری طرف سے ہربات کی اجازت ہے اور جس مین آپ لوگ راضی ہون اوسیکو مین بہی پسند کرتا ہون **مصرعہ** رضائے دوست مقدم بر اختیارِ من است ؛ شیخ شیوخ العالم فریدالدین قدس سرہ کے بزرگوار دادا قاضی شعیب نے فرمایا کہ ہمین دنیاوی کوئی عمل مطلوب نہین کیونکہ جو چیز ہمارے ہاتہ سے نکل گئی ہم اوسکے درپے نہین ہوتے لیکن بڑی حیث بحث کے بعد آخرکار کہتوال[1] کی قضاۃ کا ممتاز و معززِ منصب قاضی شعیب قدس سرہ کے سپرد کیا گیا (کہتوال ملتان کے قریب ایک مشہور موضع ہے) اور آپ نے اس موضع مین لباست اختیار کی حق تعالی نے اس واجب الاحترام اور بزرگ خاندان سے ایہہ مقدس بادشاہ پیدا کیا یعنے جناب شیخ شیوخ العالم فریدالحق والشرع والدین قدس سرہ العزیز کو فطرت نے اسلیے پیدا کیا کہ مملکت ہندوستان کی خلائق کو جو ایک زمانہ دراز سے ظلمت و معاصی کے دریا مین غرق تہی اور جسپر کفر و شرک کی ظلمت خیز تاریکی کا سناٹا چہایا ہوا تہا دستگیری کرین اور اندہیرے گڑہون مین سے نکالکر شارع عام پر لائین۔ **دوسرا نکتہ** شیخ شیوخ العالم فریدالدین قدس سرہ کی گوشہ نشینی اور گمنامی اختیار کرنے اور مشغول بحق ہونے اور شیخ الاسلام **قطب الدین بختیار** قدس سرہ العزیز کے ملاقات کرنے اور آپکی ارادت کا حلقہ کان مین ڈالنے کے بیان مین۔ **منقول** ہے کہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ عنفوان جوانی کے زمانہ مین جو قوت و کامرانی کا زمانہ ہے۔ خدا تعالی کی عبادت و محبت مین مشغول تہے اور دفعتہً تمام دنیاوی علائق ترک کردئے تہے

[1] انہون نے خواجہ کے جس قدر کمالات سنے تہے آنکہون نے اوس سے لاکہہ درجہ زیادہ دیکہا ۱۲

آپنے خویش واقارب سے ملنا جلنا بالکل چھوڑ دیا تہا اور دوست دشمن سے علیحدگی اختیار کرلی تہی بیت ہر کسے را بجہان خویشی و پیوندی ہست ؛ غمِ تو خویش من و عشق تو پیوند من است[51] ؛ امیر خسرو بہی فرماتے ہین بیت اگر تو با غمِ لیلی برغبت خویشی داری ؛ چو مجنون فرد باید شد ہم از خویش وہم از بیگان[52] ؛ چونکہ آپکی نیت صادق تہی اور حق تعالی نے روزازل سے آپکی تقدیر مین لکہدیا تہا کہ ایک جہان قیامت تک آپکے سایۂ دولت مین آسایش پائیگا اور آخرت مین نجات ابدی حاصل کریگا اسلئے جناب شیخ الاسلام قطب الدین قدس سرہ دست بوسی کی دولت اور ملاقات کی سعادت آپکو نصیب کی۔ خدا تعالی ہمین ان دونون بزرگوارون کی شفاعت نصیب کرے۔ چنانچہ شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جب شیخ شیوخ العالم فرید الدین قدس سرہ تعلیم ہی مین مصروف تہے کہ آپکے تعلم و تجرد اور تعبد کا شہرہ تمام عالم مین پہیلگیا تہا اور ذہانت وطباعی کا چرچا گہر گہر زبان زد تہا شدہ شدہ آپکی شہرت کا آوازہ شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا نور اللہ مرقدہ کے مبارک کان مین پہونچا اور آپکے اشتیاق ملاقات کی آگ یہانتک بہڑکی کہ عزم بالجزم کرلیا کہ جسطرح بن پڑے شیخ شیوخ العالم فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز سے ملون اسی اثنا مین شیخ فرید الدین قدس سرہ تعلیم پانے کی غرض سے ملتان مین تشریف لے گئے کیونکہ اس زمانہ مین ملتان تمام عالم کا قبۂ اسلام تہا اور علوم وفنون کا مرکز بنگیا تہا بڑے بڑے مشاہیر علماء اور بے نظیر فضلا یہان موجود تہے اور ہر طرف طلبہ کے لیئے درسگاہین کہلی ہوئی تہین شیخ شیوخ العالم ملتان مین پہونچکر ایک مسجد مین نزول فرما ہوئے اور وہین رہنا اختیار کیا۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ آپ مسجد مین قبلہ رخ بیٹھے ہوئے کتاب نافع کا سبق ازبر کرنے مین مشغول تہے اتفاق سے ان ہی ایام مین شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ العزیز آوش سے ملتان مین تشریف فرما ہوئے اور اسی مسجد مین جہان شیخ شیوخ العالم فروکش تہے نماز کے واسطے تشریف لائے شیخ شیوخ العالم کی نظر جون ہی شیخ قطب الدین کی تابان ودرخشان پیشانی پر پڑی نہین معلوم کہ کیا دیکہا فوراً تعظیم کے لیئے سروقد کہڑے ہوگئے اور نہایت ادب کے ساتہ خاموش بیٹہ گئے۔ شیخ الاسلام قطب الدین جب تحیۃ المسجد کے دوگانہ سے فارغ ہوئے تو شیخ شیوخ العالم کو دیکہکر فرمایا مسعود! تم کیا پڑہتے ہو۔ عرض کیا۔ کتاب نافع فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ کتاب نافع سے تمہین نفع حاصل ہوگا۔ شیخ شیوخ العالم نے لجاجت آمیز لہجہ مین جواب دیا کہ خادم کو حضور کی سعادت بخش کیمیا اثر نظر سے نفع حاصل ہوگا یہ کہکر شیخ شیوخ العالم ایک بے اختیارانہ جوش اور مضطربانہ مسرت کے ساتھ

---

[51] ہر شخصکو اہل دنیا سے خویشی اور تعلق ہے لیکن مجھے تیرے غم سے خویشی اور تیرے عشق سے تعلق ہے ۱۲۔

[52] اگر تو لیلی کے غم کے ساتہہ خویشی کی رغبت رکہتا ہے تو مجنون کی طرح خویش وبیگانہ سے علیحدگی اختیار کر ۱۲۔

اوٹھہ کہڑے ہوئے اور شیخ الاسلام قطب الدین کی قدمبوسی کی سعادت حاصل کی اور اپنا سر شیخ کے قدمون مین ڈال دیا۔ آخرکار شیخ نے آپسے ملاقات کی اور جو کچہہ تلقین کرنا تہا اوسی جلسہ مین کر دیا۔ اسی اثنا مین شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا بحکم اَلْقَادِمُ یُزَارُ شیخ الاسلام قطب الدین کے دیکھنے کے لیئے اوسی مسجد مین تشریف لائے جہان شیخ قطب الدین اور شیخ شیوخ العالم فریدالدین قدس اللہ سرہما العزیز موجود تہے۔ تینون حضرات نے باہم ملاقات کی لیکن جب شیخ الاسلام چلنے کے لیئے اوٹہے تو شیخ الاسلام بہاؤالدین قدس سرہ نے جناب شیخ الاسلام قطب الدین کی جوتیان اپنے مبارک ہاتہہ سے سیدہی کین (یہ مشائخ کبار مین ایک دستور رائج ہے کہ جب کسی سے معذرت کرنا چاہتے ہین تو اوسکی جوتیان سیدہی کر دیتے ہین) الغرض اُسیوقت شیخ الاسلام قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز عازم شہر دہلی ہوئے اور شیخ شیوخ العالم فریدالدین بہی آپکے ہمراہ شہر دہلی مین آئے۔ یہان آکر شیخ قطب الدین بختیار کی دولتِ بیعت سے مشرف ہوئے **منقول** ہے کہ جس مجلس مین شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے جناب شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کی خدمت مین بیعت کی ہے تو قاضی حمیدالدین ناگوری اور مولانا علاؤالدین کرمانی اور سید نورالدین مبارک غزنوی اور شیخ نظام الدین ابوالموید اور مولانا شمس الدین ترک اور خواجہ محمود موئنہ دوز اور انکے علاوہ اور بہت سے وہ عزیز جنکی نظر مبارک مین عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک کی تمام چیزین موجود تہین اوس مجلس مین حاضر و موجود تہے شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس سرہ بیعت کرنیکے بعد چندروز تک شیخ الاسلام قطب الدین کی خدمت مین دہلی ہی مین رہے اور ہمیشہ خدا تعالی کی عبادت و بندگی مین مصروف رہے حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین (خدا اونکے مرقد کو پاک و ستہرا رکہے) اپنی پیر شیخ الاسلام قطب الدین کی خدمت مین دو ہفتہ رہتے۔ اور دو ہفتہ کے بعد تشریف لیجاتے۔ بخلاف شیخ بدرالدین غزنوی اور دیگر عزیزون کے کہ وہ ہمیشہ شیخ کی خدمت مین رہتے گویا سلطان المشائخ کی اس تقریر کا خلاصہ یہ مصرعہ ہے جو اسباب مین آپکی زبان مبارک پر جاری ہوا **مصرع** بیرونِ درون بہ کہ درون بیرون ؁

تیسرا نکتہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین کے مجاہدہ اور اوس طرز و روش کے ذکر مین جس مین آپ

ابتدار عمر سے انتہاء زندگی تک مصروف رہے قدس اللہ سرہ العزیز۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جس زمانہ تک شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز شہر مین رہتے تہے۔ شیخ بدرالدین غزنوی کے وعظ مین حاضر ہوتے تہے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ شیخ بدرالدین غزنوی نے برسر منبر شیخ شیوخ العالم فریدالحق

والدین کی تعریف کی اور چند وزنی و قیمتی جملے آپکی نسبت بیان کیئے لیکن حاضرین مجلس کو ابہی تک معلوم نہین ہوا کہ شیخ بدرالدین کسکی تعریف کر رہے ہین کیونکہ شیخ شیوخ العالم کی ظاہری حالت بالکل ردی تہی تمام کپڑے پہٹے ہوئے تہے اور اسکے ساتہہ نہایت میلے کچیلے تہے۔ جب وعظ کا سلسلہ ختم ہوگیا تو آپ باہر تشریف لائے اور ایک شخص نے نیا کرتا پیش کیا شیخ شیوخ العالم نے اپنا پہٹا ہوا کرتہ اوتارا اور بجائے اوسکے نیا زیب بدن فرمایا لیکن تہوڑی دیر نہ گذری تہی کہ آپنے اوسے جسم مبارک سے اوتار کر شیخ نجیب الدین متوکل کو دیدیا اور فرمایا جو ذوق وشوق مین اوس پہٹے ہوئے کرتے مین پاتا ہون اس نئے کرتے مین نہین پایا۔ الغرض جب آپ شیخ الاسلام جناب شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے منصب خلافت کے ساتہ مخصوص وممتاز ہوئے تو خلق نے چارون طرف سے آپ پر ہجوم کیا اور لوگ جوق جوق آنے لگے لیکن چونکہ آپکو اپنے تئین مخفی ومستور رکہنا مدِ نظر تہا اسلیئے شہر دہلی سے باہر نکلکر ہانسی مین تشریف لے گئے اور وہان سکونت اختیار کی۔ ریاضت ومجاہدہ اور ظاہر وباطن کی مشغولی مین مصروف ہوئے لیکن اب بہی اپنے تئین مستور رکہتے تہے اور اسبارے مین بہت کچہ کوشش کرتے تہے کہ کوئی شخص آپکے احوال سے مطلع نہو کسی سے ملنے جلنے کا تذکرہ تو الگ رہا یہی وجہ تہی کہ مولانا نور علی ترک اور دیگر علماء تعصب وحمیت کی وجہ سے آپکو ناصبی اور مرجی کہتے تہے حالانکہ آپکا دامن اس قسم کی آلودگیون سے بالکل پاک وصاف تہا۔ آپ کا زہد واتقا اور تورع واحتیاط اس سے کوسون دور تہی جیسا کہ حضرت سلطان المشائخ نے آپکی فضیلت وبزرگی کی نسبت بہت سے مرتبے وزنی ریمارک کیئے ہین جنہین امیر حسن نے فوائد الفواد مین مفصل لکہا ہے۔ الغرض یہ بزرگ ہانسی مین پہونچے اور لوگونکو وعظ ونصیحت کی شیخ شیوخ العالم الکدفعہ مولانا نور علی ترک کی مجلس مین تشریف لے گئے۔ آپکے جسم کے کپڑے نہایت میلے کچیلے اور ناصاف (پہٹے) ہوئے تہے۔ جونہی مولانا نور علی ترک کی نظر شیخ شیوخ العالم کی جمال ولایت پر پڑی فوراً بول اوٹہا کہ اے مسلمانو ملت کا پرکہنے والا اور کہرے کہوٹے کا جانچنے والا آپہونچا ہے اسکے بعد اوسنے آپکی وہ مدح بیان کی جیسے اولو العزم اور عظیم الشان بادشاہونکی بیان کیا کرتے ہین۔ ہانسی مین جب شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر کی عظمت وکرامت خلق پر روشن وہویدا ہوئی تو پہر آپ یہان سے کہتوال کی طرف متوجہ ہوئے جو آپکے آباو اجداد کا قدیم وطن تہا اور ایک زمانہ دراز تک وہان مشغول بحق رہے۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جس زمانہ مین شیخ جلال الدین تبریزی قدس اللہ سرہ العزیز ملتان سے شہر دہلی مین آتے تہے اوس وقت جب کہتوال مین پہونچے تو لوگون سے دریافت کیا کہ یہان کوئی ایسا درویش ہے جسے مین دیکہون حاضرین نے جواب دیا کہ ہان شیخ الاسلام قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز کا مرید ایک قاضی زادہ ہے جو کہتوال کی عیدگاہ کی پشت کے پیچہے مشغول بحق رہتا ہے چنانچہ شیخ جلال الدین۔ جناب شیخ شیوخ العالم فرید الدین

کی ملاقات کے قصد سے اوس طرف روانہ ہوئے۔ رستہ مین ایک شخص نے ایک انار شیخ جلال الدین کی خدمت مین پیش کیا شیخ جلال الدین انار ہاتھہ مین لیئے ہوئے شیخ شیوخ العالم فرید الدین کی خدمت مین آئے اور ملاقات کرنے کے بعد بیٹھہ گئے شیخ جلال الدین تبریزی نے انار توڑکر کہانا شروع کیا۔ چونکہ شیخ شیوخ العالم فرید الدین روزے سے تھے اسلیئے آپ انار کہانے مین شریک نہ ہوسکے۔ شیخ شیوخ العالم کا تہ بند جابجا سے پہٹا ہوا تہا اس ملاقات اور گفتگو کے وقت جس وقت ہوا چلتی تہی شیخ شیوخ العالم فرید الدین اپنے دامن سے تہ بند کسے اوس پہٹے ہوئے مقام کو ڈھانک لیتے تھے۔ شیخ جلال الدین نے یہ بات معلوم کرکے فرمایا کہ فرید الدین! بخارا مین ایک درویش تعلیم مین مشغول تہا جسپر سات سال ایسے گذرے جن مین اوسے ثابت تہ بند نصیب نہین ہوا صرف ایک جانگ پہنے پہرتا تہا تم اطمینان رکہو دیکہو کیا ہوتا ہے۔ یہانتک پہنچکر حضرت سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ شیخ جلال الدین کی مراد اس درویش سے خود اپنی ذات تہی۔ الغرض جب شیخ جلال الدین نے سارا انار کہالیا اور شیخ فرید الدین نے روزہ افطار نہ کیا تو شیخ جلال الدین آپسے رخصت ہوکر چلے آئے اوسوقت شیخ فرید الدین نے افسوس کیا کہ کاش مین روزہ افطار کرلیتا اور شیخ جلال الدین کے انار مین شریک ہوجاتا۔ اتفاق سے اوسی انار کا ایک دانہ زمین پر گرپڑا تہا جسے شیخ نے اوٹہاکر پگڑی کے ایک کونے مین باین نیت باندھ لیا کہ شام کو اسی دانہ سے روزہ افطار کرونگا چنانچہ جب شام ہوئی تو آپنے اوسی دانۂ انار سے روزہ افطار کیا۔ دانہ جونہین اندر پہونچا آپکے دل مین ایک روشنی سی پیدا ہوگئی اس سے آپکو اور بہی افسوس ہوا کہ مین نے زیادہ کیون نہین کہایا۔ جب شیخ شیوخ العالم فرید الدین قدس سرہ شہر دہلی مین جناب شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کی خدمت مین آئے اور آپ سے ملاقات کی تو فرمایا۔ مسعود! تم اطمینان رکہو جس انار کے دانہ مین تمہارا حصہ مضمر تہا اور جسکا تمہین پہنچنا مقصود تہا وہ تمہین پہنچا خلاصہ یہ ہے کہ جب شیخ شیوخ العالم کا شہرہ و آوازہ عالمگیر ہوگیا اور دنیا کے وضیع و شریف نے آپکے قدمون پر اپنا مونہہ رکہدیا اور ملتان کی مخلوق نے آپکی طرف توجہ کی کیونکہ موضع کہتوال ملتان سے بہت نزدیک تہا تو آپ وہان سے اجودہن مین تشریف لائے جو ایک غیر مشہور اور مجہول مقام تہا۔ ایک روایت کے مطابق اٹہارہ سال اور ایک روایت کے موافق چوبیس سال۔ غرضکہ آخر عمر تک اجودہن ہی مین سکونت رکہی اور وہ مجہول اور غیر معروف مقام آپکی وجود مبارک سے ہندوستان اور خراسان کا قبلہ بنگیا بلکہ قیامت تک مسکینون اور بیچارون کی پناہ کی جگہ اور حاکمون اور بادشاہون کا ٹہکانہ ہوگیا۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ شیخ شیوخ العالم فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز چندروز تک ہانسی مین سکونت پذیر رہے لیکن چونکہ

آپ علم کا بہت بڑا حصہ رکہتے تہے اور علم کو عمل کے ساتہ ہمیشہ وابستہ رکہتے تہے اسوجہ سے آپکی غیر معمولی شہرت چاروں طرف پہیل گئی اور آپ انتہا سے زیادہ مشہور و معروف ہوگئے۔ جب ہانسی مین آپکا شہرہ پہیلگیا تو وہان سے کہتوال مین چلے آئے جو ایک مجہول اور غیر مشہور مقام تہا اور جہان معاش کے اسباب بمشکل حاصل ہوتے تہے لیکن چونکہ یہ مقام ملتان سے نزدیک تہا آپ یہان بہی مخفی و پوشیدہ نرہسکے بارہا آپکے دل مین آیا کہ اس مقام کو بہی چہوڑ دون اور لاہور چلا جاؤن جو غیر آباد اور خراب جگہ ہے اور جہان پانی جاری ہے لیکن یہ ارادہ پورا نہ ہوا پہر بہی آپ آخر عمر مین اجودہن چلے گئے اور یہین تمام عمر بسر کردی۔ اس حکایت کے نقل کرنے سے صرف اسبات کا ظاہر کرنا مقصود ہے کہ شیخ شیوخ العالم نے اپنے تئین ہمیشہ مخفی و پوشیدہ رکہنا چاہا اور شہرت دینے مین ذرا کوشش نہ کی آپکی زبان مبارک پر بارہا یہ بیت جاری ہوتی تہی ؎ ہر کہ در بند نام و آوازہ است * خانۂ او برون دروازہ ہست [1] * حضرت سلطان المشائخ یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ شیخ علی جو خطہ میرت مین سکونت پذیر تہے اور وہی اون کا وطن اور مقام پیدایش تہا۔ ہانسی مین آئے جس زمانہ مین شیخ علی یہان پہونچے ہین اون دنون شیخ شیوخ العالم روزہ داودی رکہتے تہے یعنے ایکدن روزہ سے ہوتے اور ایکدن افطار کرتے تہے جو دن آپکے افطار کا تہا شیخ علی کو اپنے ہان مہمان رکہا اور دونون بزرگون نے ساتہ بیٹہکر کہانا تناول کیا۔ اسی اثنا مین شیخ علی نے دلمین کہا کہ اگر شیخ شیوخ العالم صائم الدہر ہوتے اور ہمیشہ روزہ رکہتے تو بہت اچہا ہوتا اسبات کا شیخ علی کے دلمین گذرنا تہا کہ شیخ شیوخ العالم نے نور باطن سے فوراً معلوم کرلیا کہانے سے ہاتہ اوٹہا کر فرمایا کہ خدا کے خاص اور برگزیدہ لوگون کے دلمین اسوقت جو کچہہ گذرا مین نے اوسے معلوم کرلیا۔ اب سے مین ہمیشہ روزہ ہی رکہا کرون گا۔ جب سلطان المشائخ سے لوگون نے دریافت کیا کہ کیا شیخ الاسلام قطب الدین صائم الدہر تہے فرمایا مجہے یہ بات تحقیق نہین ہوئی۔ غالباً آپ صائم الدہر نہ تہے کیونکہ اگر آپ ہمیشہ روزہ رکہا کرتے تو شیخ شیوخ العالم فرید الدین ابتدا ہی سے اسمین آپکی پیروی ضرور کرتے۔ حضرت سلطان المشائخ نے جہان شیخ بدر الدین غزنوی کا ذکر کیا ہے وہان یہ بہی فرمایا ہے کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کا اور ہی کام تہا اونہون نے خلق اور آبادی کو ترک کر کے دشت و بیابان اختیار کیا اور لوگون کے میل جول سے علیحدگی کر کے عزلت و گوشہ نشینی پسند کی تہی آپ اجودہن جیسے غیر آباد مقام مین سکونت پذیر تہے اور درولیشانہ روٹی پر قناعت کرلی تہی روٹی کے ساتہ صرف وہی چیزین کہاتے تہے جو اون شہرون مین پیدا ہوتی ہین جیسے پیلو وغیرہ۔ باوجود اسکے پہر بہی خلق

---

[1] جو شخص نام و شہرت کے فکر مین ہے اوسکا گہر دروازہ کے باہر ہے۔ ۱۲۔

آمد ورفت کی کوئی حد اور اندازہ نہ تہا آپکے گہر کا دروازہ آدہی رات یا اس سے کچہ کم یا کچہ زیادہ وقت مین بند ہوتا تہا یعنے ہر وقت دروازہ کہلا رہتا تہا اور خدا کے فضل وکرم سے ہر قسم کا کہانا اور ہر طرح کی نعمت موجود رہتی تہی جس سے آنے جانے والے لوگ بہرہ مند ہوتے تہے جو شخص آپکی خدمت مین حاضر ہوتا کہانے سے سیر اور نعمت سے مالامال ہو کر جاتا عجب قوت اور عجب زندگانی تہی جو بنی آدم مین سے کسیکو میسر نہین ہوئی اگر آپکی خدمت مین کوئی ایسا شخص حاضر ہوتا جو اس سے پیشتر کبہی حاضر نہ ہوا تہا اور ایک شخص جو چند سال سے آپکا آشنا وشناسا ہوتا تو آپکے ساتہ گفتگو کرنے مین دونون برابر ہوتے اور شیخ کی توجہ دونون کے ساتہ مساوی درجہ کی ہوتی یعنے آپ کا خلق صرف آشناؤن اور روشناسون ہی کے ساتہ محدود نہ تہا بلکہ آپ اجنبی شخص کے ساتہ بہی اونہین عام اخلاق سے پیش آتے تہے جنکا آشناؤن کے ساتہ برتاوا ہوتا تہا۔ ازان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ مین نے مولانا بدرالدین اسحاق سے سنا ہے وہ کہتے تہے شیخ شیوخ العالم کا خادم تہا اور ہروقت آپکی خدمت مین کمربستہ رہا کرتا تہا۔ جو کچہ ہوا کرتا مخدوم مجہے فرمادیا کرتے اور جس کام کی طرف میری رہنمائی کرتے۔ ظاہر وباطن مین ایک سخن ہوتے کبہی ایسا نہین ہوا کہ خلوت مین کوئی بات کہی ہو یا کسی کام کا حکم فرمایا ہو اور ظاہر مین اوسے نہ کہا ہو۔ غرضکہ آپ ظاہر وباطن ایک طریقہ رکہتے تہے اور یہ عجائب زمانہ ہے حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ شیخ شیوخ العالم فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز اکثر اوقات شربت سے روزہ افطار کیا کرتے تہے شام کے وقت آپکے خدام شربت کا ایک پیالہ لاتے جس مین کبہی کبہی تہوڑے سے خشک انگور بہی ملے ہوئے ہوتے تہے آپ اوس شربت مین سے نصف بلکہ دو تہائی حصہ اون تمام لوگون کو تقسیم کردیتے تہے جو اوس وقت حاضر ہوتے تہے اور ایک تہائی حصہ جو باقی رہتا خود نوش کرتے۔ اسکے بعد جو شربت باقی رہتا اوس مین سے بہی آپ اوس شخصکو عطا کرتے جو آپ سے مانگتا۔ اور جیسے ابدی دولت حاصل کرنا ہوتی روزہ افطار کرنے کے بعد نماز سے پیشتر دو روٹیان گہی سے چپڑی ہوئین حاضر کرتے جو سیر بہر سے کم ہوتین آپ ایک روٹی کے بہت سے ٹکڑے کرتے اور ایک ایک ٹکڑا حاضرین مجلس کو تقسیم کرتے اور ایک روٹی خود تناول فرماتے اور اس روٹی مین سے بہی خاص اوس شخصکو عنایت کرتے جو آپ سے درخواست کرتا۔ جب کہانے سے فراغت پالیتے تو نماز مغرب ادا کرتے اور نماز سے فارغ ہونیکے بعد حق تعالی کی جناب مین تمام وکمال مشغول ہوتے جب ان تمام باتون سے فارغ ہولیتے تو آپکے سامنے دسترخوان بچہایا جاتا جسپر کئی طرح کے کہانے چنے جاتے لیکن آپکا دستور تہا کہ جب ایک کہانا خرچ ہوجاتا تو دوسرا کہانا تناول نہ فرماتے۔ مگر دوسرے روز افطار کے وقت۔

سلطان المشائخ نے اسکے بعد فرمایا کہ مین ایک رات آپکی خدمت مین استراحت کے وقت تک حاضر رہا ایک خادم نے

گہاس کے سخت مہٹون تی نبی ہوئی چارپائی بچہائی اور جس کملی پر کہ آپ دنکو جلوس فرما ہوتے تہے اوسی چارپائی پر ڈال دیا
لیکن وہ کملی اس قدر کوتاہ تہی کہ پائینتی تک پہونچتی تہی جس جگہ آپکے پاؤن مبارک ہوتے تہے وہان خادم ایک کپڑا لاکر
ڈالدیا کرتا تہا اور جب آپ اوس کپڑے کو اوڑہ لیا کرتے تہے تو وہ جگہ لبتر سے خالی رہا کرتی تہی آپکے پاس ایک لکڑی تہی جو
شیخ الاسلام قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت سے حاصل ہوئی تہی خادم اوسے چارپائی کے سراہنے کی
طرف رکہدیا کرتا شیخ شیوخ العالم اوسپر سہارا لگاتے اور استراحت فرماتے۔ سوتے وقت لکڑی پر ہاتہ پہیر کر چومتے
اور اوسے سراہنے رکہدیتے۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ ایکدفعہ شیخ شیوخ العالم فریدالدین قدس سرہ
کے لیئے خادم نے ایک دانگ نمک کسی سے قرض لیا لیکن افطار کے وقت جب کہانا شیخ کے آگے رکہا گیا تو آپنے
نور باطن سے دریافت کرکے فرمایا اس کہانے مین تصرف کی بو آتی ہے خادم نے عرض کیا حضور ! آج گہر مین نمک
نہتا قرض لیکر کہانے مین ڈالا گیا ہے فرمایا تونے نہایت بیجا تصرف کیا تو اسی پر اکتفا کرتا اور ہمین وہی بے نمک
کا کہانا کافی ہوتا۔ مین اس قسم کا کہانا کبہی جائز نہین رکہتا چنانچہ آپنے وہ کہانا نہ کہایا۔ جناب سلطان المشائخ
فرماتے تہے کہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس سرہ العزیز آخر عمر مین جبکہ آپ دار البقا کی طرف عنقریب
رحلت فرمانے والے تہے نہایت مفلس اور تنگ عیش ہوگئے تہے اور آپکے افلاس اور تنگ عیشی کی یہانتک نوبت
پہونچگئی تہی کہ رمضان کے مہینے مین مین وہین موجود تہا آپکے لیئے اسقدر جو کم کہانا آتا تہا کہ حاضرین کو کافی نہ ہوتا تہا مین
یقین کے ساتہ کہتا ہون کہ اون دنون مین مین نے کسی رات کو سیر ہوکر کہانا نہین کہایا تہا آپکے اسباب معاش کا دائرہ
اسقدر تنگ تہا کہ ملاحظہ کے بعد معلوم ہوتا تہا کہ سہل و آسان چیز بہی دستیاب نہین ہوسکتی ہے۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے
کہ جب مجہے شیخ شیوخ العالم نے اجودہن سے رخصت کیا تو خرچ سفر کے واسطے ایک اشرفی عنایت فرمائی مین دہلی آنیکو
تہا کہ دوسیروز مولانا بدرالدین اسحاق نے شیخ شیوخ العالم کا فرمان پہونچایا کہ آج اور ٹہرجاؤ کل روانہ دہلی ہوجانا چنانچہ
مین ٹہرگیا اور اوس روز کا قصد سفر ملتوی کیا جب افطار کا وقت آیا تو شیخ کے گہر مین کوئی ایسی چیز موجود نہ تہی جس سے
روزہ افطار کیا جاتا۔ جب یہ کیفیت مجہے معلوم ہوئی تو مین نے وہی اشرفی جو شیخ نے سفر خرچ کے لیئے مرحمت کی تہی شیخ
شیوخ العالم کے سامنے پیش کی اور عرض کیا کہ شیخ شیوخ العالم کے صدقہ سے ایک اشرفی مجہے خرچ کے لیئے ملی ہے خادم
کو حکم کیجیئے کہ اس مین سے کچہ افطاری کا سامان لے آئے۔ شیخ شیوخ العالم میری اس عرض سے بہت خوش ہوئے اور چند
دعائیہ کلمے اس فقیر کی نسبت زبان مبارک پر جاری فرمائے۔ اس حکایت کا بقیہ قصہ سلطان المشائخ کے ذکر مین اوس
نکتہ کے ذیل مین تحریر ہے جس مین تحفون اور ہدیون کا ذکر کیا گیا ہے۔ شیخ نصیرالدین محمود رحمۃ اللہ علیہ حضرت

حضرت سلطان المشائخ سے نقل کرتے ہین کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کے گہر مین بہت ہی حرمین ہتین آپکی ایک حرم کا خادم آکر عرض کرتا کہ خواجہ ! آج حضور کے فلان فرزند پر ایک فاقہ گذر گیا ہے یا فلان صاحبزادی پر دو فاقہ گذر چکے ہین لیکن خواجہ اسقدر محو و مستغرق ہوتے تہے کہ اونکی یہ تمام باتین آپکے آگے باد ہوائی ہوا کرتی ہتین یعنے آپ پر اِن باتون کا مطلق اثر نہ پڑتا تہا اور ذرا التفات نکرتے تہے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ ایک حرم محترم نے شیخ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ خواجہ آج فلان بچہ بہوک کی بیقراری کی وجہ سے معرض ہلاکت مین ہے۔ شیخ شیوخ العالم نے مشغولی سے سر اوٹہاکر فرمایا خدا کا بندہ مسعود کیا کرسکتا ہے اگر تقدیر الٰہی اوسکے سر پر آدہمکی ہے اور وہ اس جہان سے سفر ہی کرتا ہے تو اوسکے پاؤن مین ایک مضبوط رسی باندہکر باہر ڈالدے اور چلی آ۔ اسکے بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جو خواجہ اچہا کہائے اچہا پہنے۔ آرام سے سوئے۔ اور خدا کی محبت کا دعوی کرے وہ محض جہوٹا اور مفتری ہے۔

منقول ہے کہ جب شیخ شیوخ العالم فرید الدین نے زیادہ مجاہدہ اختیار کرنا چاہا تو اسباب مین شیخ الاسلام قطب الدین بختیار نور اللہ مرقدہ سے التماس کی شیخ نے فرمایا کہ طے کا طریقہ اختیار کرو (صوفیون کے نزدیک پے درپے اور متواتر روزے رکہنے اور جبتک غیب سے افطاری کا سامان مہیا نہو افطار نکرنے کو طے کہتے ہین) چنانچہ شیخ شیوخ العالم نے تین روز تک کچہ نہ کہایا تیسرے روز افطار کے وقت ایک شخص چند روٹیان خدمت اقدس مین لایا آپنے یہ سمجہکر کہ غیب سے سامان افطاری مہیا ہوا ہے روٹیون سے روزہ افطار کرلیا۔ لیکن تہوڑی دیر کے بعد آپنے ایک چیل کو دیکہا کہ مردار کی آنتون کے ٹکڑے مُنہ مین لیئے بیٹہی ہتی۔ جون ہی شیخ شیوخ العالم کی نظر چیل پر پڑی آپکے دل مبارک مین ایک طرحکی نفرت و کراہت پیدا ہوئی فوراً امتلا ہوا اور امتلا کے ساتہ وہ روٹیان قے کے رستہ سے نکل گئین جو آپنے افطار کے وقت تناول کی تہین اور آپ کا پاک و بے لوث معدہ بالکل خالی ہوگیا جب آپنے یہ کیفیت شیخ الاسلام جناب خواجہ قطب الدین قدس سرہ سے عرض کی تو شیخ نے فرمایا۔ مسعود! تم نے تیسرا روزہ ایک شرابی کی روٹیون سے افطار کیا تہا لیکن عنایت الٰہی تمہارے حال پر متوجہ تہی کہ اس کہانے نے تمہارے معدہ مین جگہ نہ پائی اَب جاؤ اور تین روزے اَور رکہو اور جو چیز غیب سے پہونچے اوس سے افطار کرو چنانچہ شیخ شیوخ العالم نے دوسری دفعہ تین روزے رکہے اب آپکو بغیر کہائے چہہ روز گذر گئے اور کہانے کی بو تک دماغ مین نہین پہونچی ضعف اسقدر غالب آیا کہ آپ بالکل نڈہال ہوگئے اگرچہ افطار کا وقت ہوگیا لیکن کسی قسم کا کہانا پیدا نہین ہوا یہانتک کہ جب ایک پہر رات گذر گئی تو ضعف و کمزوری اور بہی غالب ہوئی اور بہوک کی حرارت و گرمی سے نفس جلنے لگا جب آپ بہوک کی وجہ سے بیتاب ہوئے تو دست مبارک زمین کی طرف دراز کیا اور چند

کنکریاں زمین سے اوٹھاکر مونہ مین ڈال لین خدا کی شان کہ آپکے مونہ کی برکت سے کنکریاں شکر کی ڈلیاں بنگئین
حکیم سنائی نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔ **بیت** سنگ[1] در دست تو گہر گردد: زہر در کام تو شکر گردد: شیخ شیوخ العالم
نے جب یہ کرامت معائنہ کی تو اپنے دل مین کہا کہ ممکن ہے کہ یہ شیطان کا مکر و فریب ہو۔ لہذا آپنے فوراً اون کنکریوں کو
جو مونہ مبارک مین شکر کی ڈلیاں ہوگئی تہین اگل دیا اور پہر اوسیطرح مشغول بحق ہوگئے یہان تک کہ جب آدہی
رات گذر گئی تو اب پہلے درجہ کا ضعف طاری ہوا آپنے پہر چند اور کنکریاں زمین سے اٹھاکر مونہ مین ڈالین اور
یہ کنکریاں بہی شکر کی ڈلیان بنگئین اوسوقت پہر وہی شیطانی مکر کا خیال آپکے دل مین گذرا اور یہ شکر بہی آپنے
مونہ مبارک سے نکال پہینکی اور مشغول بحق ہوگئے۔ جب رات آخر ہوئی تو آپنے دلمین کہا ایسا نہو کہ انتہار ضعف
کی وجہ سے خداوندی بندگی سے باز رہوں اور فجر کی نماز نہ پڑہ سکوں یہ کہکر چند کنکریاں ہاتہہ سے اوٹہاکر مونہ
مین ڈال لین اور وہ بدستور سابق شکر ہوگئین اس دفعہ آپکے دل مبارک مین گذرا کہ یہ غیبی سامان ہے جو میری
افطاری کے لیئے مہیا ہوا ہے کیونکہ تین دفعہ ایسا ہی ہوچکا ہے اور شیخ الاسلام نے جو فرمایا تہا کہ تین روز کے بعد غیب
سے جو چیز پہونچے اوس سے افطار کرلینا وہ بہی غیبی سامان ہے۔ اب مجہے بالکل تردد نکرنا چاہیئے جب دن ہوا تو آپ
شیخ الاسلام جناب خواجہ قطب الدینؒ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ شیخ نے فرمایا۔ مسعود! تم نے خوب کیا کہ شکر
سے روزہ افطار کیا جو کچہہ غیب سے دستیاب ہو بہر صورت خوب ہے جاؤ شکر کی طرح ہمیشہ شیرین رہوگے یہی وجہ
ہے کہ جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز کو پیر **شکر** بار اور گنجشکر کہتے ہین اسکے بعد
شیخ شیوخ العالم نے مزید مجاہدہ کی بابت پہر شیخ الاسلام جناب خواجہ قطب الدین کی خدمت مین عرض کیا اور کہا
اس سے بہی زیادہ مجاہدہ کرنا چاہتا ہون اگر شیخ کی اجازت ہو تو چلہ کشی کرون لیکن یہ بات شیخ کے مزاج کے موافق
نہ تہی فرمایا چلہ کشی کی کوئی ضرورت نہین کیونکہ ان جیسی چیزون سے بجز شہرت کے اور کچہہ حاصل نہین ہوتا۔ شیخ
شیوخ العالم نے جواب دیا کہ حضور خوب جانتے ہین کہ بندہ کو شہرت مقصود نہین ہے بلکہ ہمیشہ گمنامی اور گوشہ نشینی
مد نظر ہے۔ زان بعد شیخ شیوخ العالم فرمایا کرتے تہے کہ مین عمر بہر پشیمان رہا کہ ایسی بات کا کیون جواب دیا جو شیخ
کے مزاج کے موافق نہ تہی۔ الغرض شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر تمہین
چلہ کشی ہی کرنا ہے تو جاؤ معکوس چلہ مین مشغول مین ہو۔ لیکن شیخ شیوخ العالم کو معلوم تہا کہ چلۂ معکوس کسے کہتے
ہین اور اوسکا طریقہ کیا ہے۔ چنانچہ آپنے شیخ **بدر الدین** غزنوی سے کہا کہ شیخ نے مجہے چلۂ معکوس کا حکم فرمایا ہے

---

[1] تیرے ہاتہ میں پتہر موتی بنجاتے ہیں اور تیرے مونہ مین زہر شکر ہوجاتی ہے۔

اور مین شیخ کی ہیبت کی وجہ سے دریافت نکر سکا کہ چلۂ معکوس کا طریقہ کیا ہے یا تو تم مجہے اوسکی تعلیم دو یا شیخ سے
دریافت کردو۔ شیخ بدرالدین نے جناب شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین قدس سرہ سے چلۂ معکوس کی کیفیت دریافت کی
فرمایا چلۂ معکوس یہ ہے کہ لگاتار چالیس روز یا چالیس رات پاؤن مین رسی باندہکر کسی کنوین مین اولٹے لٹک کر خدا کی
عبادت مین مصروف ہون جب شیخ شیوخ العالم کو چلۂ معکوس کے معنے تحقیق ہوگئے تو آپنے اوسکا مصمم ارادہ کرلیا
لیکن آپکو منظور تہا کہ یہ چلہ اوسجگہ پورا کیا جائے جہان کسیکو اطلاع نہو۔ چنانچہ ایسے مقام کی تلاش وجستجو مین نکلے
اور ایسا موقع ڈہونڈہتے پہرے کہجہان مسجد ہو اور مسجد مین کنوان بہی ہو اور کنوئین کے پاس ایک ایسا درخت ہو
جسکی شاخ کنوین کے سر پر چہائی ہوئی ہو نیز مسجد کا موذن ایک نہایت متدین اور درویشون کی صحبت کے قابل
ہو اور ساتہ ہی اسکے صاحب سر بہی ہو شیخ شیوخ العلم تمام شہر مین ایسے مقام کو تلاش کرتے پہرے لیکن اتفاق
وقت سے آپکو کوئی ایسا مقام دستیاب نہین ہوا جن مین یہ تمام باتین جیسا ہون مجبوراً آپکو ہانسی جانا پڑا اودہر گرچہ
ایک مدت تک وہان بہی ایسے موقع کو تلاش کرتے رہے لیکن میسر نہین ہوا اب آپ وہان سے بہی آگے بڑہے اور ہر قصبہ
ہر خطہ مین اس قسم کی تنہائی ڈہونڈہتے پہرے یہانتک کہ خطہ اوچہ مین تشریف لے گئے وہان ایک مسجد دیکہی جو
نہایت خوشنما اور پُرفضا تہی اور اوس اطراف کے باشندے اوسے مسجد حاج کے نام سے پکارتے تہے اوس مسجد مین
کنوان بہی تہا اور کنوین کے پاس ایک درخت بہی موجود تہا مسجد کا مؤذن ایک نہایت متدین اور صاحبدل شخص
تہا جو خواجہ رشید الدین کے نام سے شہرت رکہتا تہا۔ ہانسی کا باشندہ تہا اور عجب اتفاق کی بات ہے کہ خود
شیخ شیوخ العالم کا سچا اور بے ریا معتقد تہا۔ شیخ شیوخ العالم اس مسجد کو اپنی طبیعت کے موافق پاکر چند روز
تک یہان رہے اور جب مؤذن کی سچی محبت اور تدین و محافظت اسرار پر کامل وثوق ہوگیا تو آپنے اس بہید کو
اوسپر ظاہر فرمایا لیکن بہید کے ظاہر کرنے سے پیشتر اوس سے عہد لیلیا تہا اور شرط کرلی تہی کہ اسکا کسی پر اظہار
نہونے پائے زان بعد مؤذن سے فرمایا کہ عشا کی نماز پڑہکر جب لوگ اپنے اپنے گہر چلے جائین تو ایک مضبوط رسی
بازار سے خرید لانا۔ مؤذن نے آپکے حکم کی تعمیل کی اور ایک رسی خرید لایا۔ شیخ شیوخ العالم نے وضو کیا اور بے دہڑک
اپنے ایک مبارک پاؤن کو جو حقیقت مین اولیا کے سر کا تاج تہا رسی کے ایک سرے مین باندہ دیا اور اوسکا دوسرا سرا
درخت کی شاخ مین لپیٹ دیا **نظامی** کہتے ہین ؎ دارد دو سر این رشتۂ عجز[1] دگر ناز ÷ زین سو ہمہ عجز آمد و زان
سو ہمہ ناز ÷ بعدہ اپنے تئین سرنگون کنوین مین لٹکا یا اور مشغول بحق ہوئے۔ **امیر حسن** نے خوب فرمایا ہے

---

[1] یہ رسی دو سر رکہتی ہے ایک عجز کا دوسرا ناز کا۔ پس اس طرف سے عجز اور اوس طرف سے ناز حاصل ہوا۔ ۱۲

ف ۵ ہر دل کہ ذرہ مہر تو اذ یختہ شد * آویختہ شد ساقبت از کنگرۂ عشق * آپنے موذن سے فرمادیا تہا کہ تم صبح صادق کے طلوع ہونے سے پیشتر یہان آموجود ہونا۔ موذن وقت مقررہ پر اپنے مکان کو چلا گیا اور شیخ شیوخ العالم قدس سرہ تمام رات کنوین مین اُلٹے لٹکے ہوئے نماز مین مشغول رہے۔ صبح کی پو پہٹنے سے پہلے موذن آموجود ہوا دیکہا کہ شیخ شیوخ العالم اوسیطرح مشغول بحق ہین اسنے دہیمی آواز مین کہا کہ مخدوم! مین حاضر ہون فرمائیے کیا ارشاد ہے۔ فرمایا کیا صبح صادق طلوع ہو چکی ہے موذن نے جواب دیا کہ ہوا ہی چاہتی ہے فرمایا تو رسی کو اوپر کہینچ لو موذن نے ایسا ہی کیا۔ شیخ شیوخ العالم باہر تشریف لائے اور مسجد کے اندر قبلہ رو ہوکر بیٹھ گئے اور اب بہی مشغول بحق رہے۔ اسیطرح چالیس راتین چلۂ معکوس مین بسر کین اور پیر کا فرمان سطرح ادا کیا کہ تیسرے شخص کے کان مین اس بہید کی بہنک تک نہ پہونچی۔ **کاتب حروف** عرض کرتا ہے کہ یہ مسجد اوچہ مین ہنوز برقرار ہے اور وہ متبرک مقام خلق اللہ کی حاجت روائی کا عمدہ موقع ہے۔ اسیطرح **رشید الدین** مینائی موذن نے ایک دفعہ شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین عرض کیا کہ مین ایک مفلس اور درویش شخص ہون آمدنی کچہ نہین رکہتا اور کہانے والی لڑکیان بہت سی ہین خواجہ کا عین کرم اور بخشش ہوگی اگر میرے حق مین دعا فرمائینگے مین اپنے لئے صرف اس قدر وسعت اور فراخی چاہتا ہون کہ مجہے اور لڑکیون کو کافی ہو جائے فرمایا تم وعظ کہا کرو موذن نے عرض کیا کہ حضور مین نے کچہ پڑہا نہین ہے اور اس قدر قابلیت نہین رکہتا ہون شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ تیرا کام منبر پر قدم رکہنا ہے اور حق تعالی کا کام کرم و فضل کرنا ہے۔ اونسنے ایسا ہی کیا خدا تعالی نے اوسپر کرم کیا اور وہ علم و کرامت عطا فرمایا کہ وعظ و نصیحت مین بے نظیر عالم مشہور ہو گیا اور لوگ اوسکے عالمگیری وعظ پر تعجب کرنے لگے تہوڑے دنون مین اوسکی روزی مین فراخی و وسعت ہوگئی اور اب خوشحالی مین زندگی بسر کرنے لگا۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ شیخ **ابو سعید ابو الخیر** رحمۃ اللہ کہتے تہے کہ جو کچہ مجہے پہونچا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے پہونچا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مجہے معلوم ہوا کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سر نگون نماز ادا کر رہے ہین مین بہی ایک مقام پر پہنچا اور اپنے پاؤن مین رسی باندہکر کنوین مین اُلٹا لٹک گیا۔

چوتھا نکتہ جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے علم اور تبحر کے بیان مین۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ایک دانشمند عالم جو **ضیاء الدین** کے لقب کے ساتہہ شہرت رکہتا تہا منارہ کے نیچے بیٹہکر طلبہ کو درس دیتا تہا اوس سے مین نے سنا کہ ایک دفعہ مین شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین نور اللہ مرقدہ کی خدمت مین گیا مین فقہ و نحو جو علوم عربیہ کے اصلی عنصر ہین اور دیگر رسمیہ علوم سے

ف ۵ جس دل مین تیری محبت کا تعلق پیدا ہوا انجام کار کنگرۂ عشق سے لٹکایا گیا ۱۲

محض نابلد تہا البتہ یہی اخلاقی علوم کچہہ سیکہہ لیئے تہے۔ میرے دلمین فوراً گذرا کہ اگر شیخ شیوخ العالم فقہ اور دوسرے
علوم کا کوئی مسئلہ پوچہبیٹہین تو کیا جواب دون گا یہ ایک بڑا بہاری اندیشہ میرے دلمین تہا کہ شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا
اور آپکے سامنے مؤدب بیٹہہ گیا شیخ نے میری طرف روئے سخن کرکے فرمایا کہ مناط کی تنقیح کیا ہے مین خوش ہوگیا اور
اوس بیان کی تفصیل کرنی شروع کی اور چونکہ نفی و اثبات کی بحث بیچ مین آگئی تہی اوس کی مین نے خوب ہی توضیح و تفسیر
کی۔ اسکے بعد حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ شیخ کا یہ کمال کشف تہا کہ آپنے ضیاء الدین سے اوسی علم کی بابت ذکر
کیا جس مین اونہین کامل مہارت حاصل تہی سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ ایک دفعہ مین نے شیخ شیوخ العالم
کی خدمت مین عرض کیا کہ مین حضور کے سامنے کلام اللہ پڑہنا چاہتا ہون فرمایا ہان پڑہو چنانچہ جمعہ کے دن یا کسی اور روز کہ
آپکو فرصت تہی مین نے قرآن مجید پڑہنا شروع کیا یہان تک کہ چہہ سیپارے آپکے سامنے پڑہ گیا۔ جب مین نے قرآن
پڑہنا شروع کیا تو آپنے فرمایا کہ الحمد للہ پڑہو مین نے الحمد پڑہنی شروع کی جب و لا الضالین پر پہونچا تو فرمایا ضاد
اسطرح پڑہو جسطرح کہ مین پڑہتا ہون ہر چند مین نے اوس مخرج کے پڑہنے پر زور دیا جس مخرج سے آپنے پڑہا تہا
لیکن مجہسے بن نہ آیا یہان تک ہوچکر سلطان المشائخ نے فرمایا واہ واہ کیا فصاحت و بلاغت تہی شیخ شیوخ العالم
ضاد کو اسطرح پڑہتے تہے کہ کسیکو میسر نہ ہوتا تہا۔ زان بعد فرمایا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول الضاد
بہی کہتے ہین کس لیے کہ آپ پر حرف ضاد نازل ہوا چنانچہ اوسوقت آپکی زبان مبارک پر یہ لفظ جاری ہوئے رَسُوْلُ الضَّادِ
اَلَّذِیْ اُنْزِلَ عَلَیْہِ الضَّادُ۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ایکدفعہ مولانا بدر الدین اسحاق کو اور اونکے ساتہ مجکو ایک
لفظ مین شبہہ پڑا ہم دونون ملکر شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور مؤدب کہڑے رہے فرمایا کیون بیٹہتے
کیون نہین کہا حضور ہمین معلوم نہین کہ شِسْعَۃ (جسکے معنی جوتی کے تسمہ کے ہین) کے ساتہ سِتْرِکَ کا لفظ چسپان ہے یا زِرِکَ
کا۔ شیخ شیوخ العالم نے فرمایا زِرِکَ اور آپنے فی البدیہہ یہ نظیر بیان کی کہ اِسْتَتِرْ کَ بِسِتْرِکَ مِنْ زِرِّکَ۔ یعنے اپنے بہید
کے گریبان کی گہنڈی سے بہی حفاظت کر۔ مطلب یہ کہ اوسپر بہی ظاہر نکر۔ اور فرماتے تہے کہ جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق
والدین قدس اللہ سرہ العزیز یارشاد فرماتے تہے کہ صابر فقیر۔ شاکر متمول پر صریح ترجیح رکہتا ہے کیونکہ مالدار شاکر
کو شکر کرنے پر یہی وعدہ دیا گیا ہے نا؟ کہ نعمت و دولت مین ترقی ہوگی جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے لَئِنْ شَکَرْتُمْ
لَاَزِیْدَنَّکُمْ یعنے اگر تم نعمتون کو قدر کی نگاہ سے دیکہوگے اور شکر گذاری سے پیش آؤگے تو مین تمہین مزید نعمت سے
سرافراز کرون گا بخلاف فقیر کے کہ اسے صبر کی حالت مین نعمت معیت کی بشارت دی گئی ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا
ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ یعنے خدا تعالی کی معیت صابرون کے ساتہ ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ مزید نعمت

اور معیت کے درمیان ظاہر اور بین فرق ہے۔ ع بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ اسی تقریر کی اثنا مین قاضی محی الدین کاشانی نے جناب سلطان المشائخ سے دریافت کیا کہ حضرت آیہ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ عام ہے اور جملہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ خاص اور جب یہ ہے تو اس صورت مین عام وخاص کے درمیان کیا تفاوت ہے۔ جناب سلطان المشائخ نے جواب دیا کہ عام کے لیئے صرف معیت ہے اور جملہ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ کے یہ معنی ہین کہ جہان کہین بہی تم ہوتے ہو خدا تعالی دیکہتا اور جانتا ہے بخلاف خاص کے کہ اوس مین معیت اور معیت کے ساتہ عنایت ہے کیونکہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ کے یہ معنی ہین کہ خدا تعالی صابرون کے ساتہ ہے یعنے اونہین دوست رکہتا اور اون سے راضی ہوتا ہے۔ شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تہے کہ جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کی خدمت مین ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ سلطان غیاث الدین بلبن کو ایک سفارشی رقعہ تحریر کردیجیئے شیخ شیوخ العالم نے قلم اوٹہا کر یہ عبارت قلم بند کی رَفَعْتُ قِصَّتَهٗ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ اِلَيْكَ فَاِنْ اَعْطَيْتَهٗ شَيْئًا فَالْمُعْطِيْ هُوَ اللّٰهُ وَاَنْتَ الْمَشْكُوْرُ وَاِنْ لَّمْ تُعْطِهٖ شَيْئًا فَالْمَانِعُ هُوَ اللّٰهُ وَاَنْتَ الْمَعْذُوْرُ۔ یعنے میں نے اس شخص کا احوال اول خدا کی طرف پیش کیا ہے پہر تیری طرف اگر تو اسے کچہہ عنایت کرے گا حقیقۃ مین دینے والا خدا ہے اور تو مشکور۔ اور اگر کچہہ نہ دے گا تو حقیقت مین باز رکہنے والا خدا ہے اور تو معذور۔

پانچوان نکتہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کے جناب شیخ الاسلام خواجہ **معین الدین** حسن سنجری اور شیخ الاسلام خواجہ **قطب الدین** بختیار اوشی قدس اللہ سرہما العزیز سے نعمت وبرکت پانے کے ذکر مین۔

حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہے کہ ایکدن جناب شیخ الاسلام خواجہ معین الدین حسن سنجری اور حضرت شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار اوشی اور شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرارہم ایک حجرہ مین موجود تہے اثناء گفتگو مین شیخ معین الدین نے خواجہ قطب الدین سے فرمایا کہ بختیار تو اس جوان کو مجاہدہ کی آگ مین کب تک جلائیگا جو کچہہ بخشش کرنا ہو کردے۔ شیخ قطب الدین نے عرض کیا مجہے یہ طاقت کہان ہے کہ جناب کی نظر مبارک کے سامنے کچہہ بخشش کرون۔ شیخ معین الدین نے فرمایا کہ اسکی توجہ صرف تجہسے تعلق رکہتی ہے یہ کہکر شیخ معین الدین کہڑے ہوگئے اور فرمایا بختیار! تم بہی کہڑے ہوجاؤ تاکہ ہم دونون ملکر بخشش کرین چنانچہ دائین جانب شیخ معین الدین کہڑے ہوئے اور بائین طرف شیخ قطب الدین۔ اور بیچ مین شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کو کہڑا کیا اور بخشش کی یہ ضعیف کہتا ہے۔ **قطعہ** بخشش کونین از شیخین شد در باب تو؛ بادشاہی یافتی زین بادشاہان زمان؎

؎ دو بزرگ شیخون کی بخشش کونین تیرے حق مین ہوئی تو نے ان زمانہ کے بادشاہون سے بادشاہی پائی ۱۲

مملکتِ[۱] دنیا و دین گشتہ مسلم مرترا ÷ عالمِ کن گشتہ اقطاعِ تو اے شاہِ جہان ÷ جناب سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جب شیخ قطب الدینؒ کے انتقال کا وقت قریب ہوا تو لوگون نے ایک بزرگ کا نام لیا جو آپکے پائینتی سوتے تہے اور جنہین آرزو تہی کہ شیخ کے انتقال کے بعد خود شیخ کے مقام پر جلوہ فرما ہون اسیطرح شیخ بدر الدین غزنوی کو بہی اسبات کی تمنا تہی لیکن جس سماع کی مجلس مین کہ شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین انتقال کرنیوالے تہے حاضرین کی طرف متوجہ ہوکر بولے کہ میرا یہ جامہ یہ عصا یہ کہڑاوین شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز کو پہونچا دو جناب سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ مین نے اوس جامہ کو اپنی آنکہہ سے دیکہا تہا جو ایک دوہرا کپڑا سوزنی کے طور پر تہا جس رات شیخ الاسلام خواجہ قطب الدینؒ نے انتقال فرمایا تہا شیخ شیوخ العالم فرید الدینؒ ہانسی مین تشریف رکہتے تہے اوسی رات شیخ شیوخ العالم نے اپنے محترم پیر کو خواب مین دیکہا کہ آپ اونہین اپنے باجاہ و جلال دربار مین بلا رہے ہین جب روز روشن ہوا تو شیخ شیوخ العالم ہانسی سے روانہ دہلی ہوگئے۔ چوتہے روز شہر مین پہونچے اور قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے وہ جامہ شیخ شیوخ العالم خواجہ فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین پیش کیا شیخ شیوخ العالم نے اول دوگانہ ادا کیا بعدہٗ اوس جامہ کو زیب تن فرمایا۔ جامہ سے آراستہ ہوکر اوس مکان مین تشریف لائے جہان شیخ قطب الدین قدس سرہ رہتے تہے اور یہان پہونچکر آپکی جگہ بیٹہہ گئے۔ ابہی تین ہی روز ہوئے تہے کہ ایک شخص سرہنگا نام ہانسی سے دہلی مین آیا اور اگرچہ دو تین مرتبہ شیخ شیوخ العالم کے پاس حاضر ہونا چاہا مگر دربان نے اندر آنے کی اجازت نہین دی ایکدن خود شیخ شیوخ العالم گہر سے باہر تشریف لائے سرہنگا جو آپکی ملاقات کا منتظر تہا شیخ کو دیکہتے ہی آپکے قدمون مین گر پڑا اور بہرائی ہوئی آواز مین رونے لگا۔ زان بعد نہایت لجاجت سے عرض کیا کہ جب آپ ہانسی مین تہے تو مین نہایت آسانی سے آپکو دیکہہ لیا کرتا تہا اب آپکا دیکہنا اور سعادت قدمبوسی حاصل کرنا نہایت دشوار اور سخت مشکل ہے۔ شیخ نے اوسیوقت یارون سے فرمایا کہ مین ہانسی جاؤنگا حاضرین نے عرض کیا کہ شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین قدس سرہ نے جب یہ مقام آپکو دیا ہے تو پہر آپ دوسری جگہ کیون تشریف لیجاتے ہین فرمایا جو نعمت مجہے پیر نے عنایت فرمائی ہے وہ محدود نہین ہے بلکہ پیر نے اوسے روان کردیا ہے وہی شہر مین ہے اور وہی جنگل و بیابان مین۔ **منقول** ہے کہ جناب شیخ شیوخ العالم فرید الدین فرماتے تہے کہ ایکدن مین شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین کی خدمت مین بیٹہا ہوا تہا۔ تہوڑی دیر کے بعد مین اس نیت سے اوٹہا کہ ہانسی کی طرف روانہ ہون۔ شیخ کی نظر مبارک مجہپر پڑی آنکہون مین آنسو ڈبڈبا کر فرمایا کہ مولانا فرید الدین مین جانتا ہون کہ تم ہانسی جاؤگے مین نے عرض کیا جو کچہہ ارشاد ہو فرمایا جاؤ قلم تقدیر یون ہی چل چکا ہے

---

[۱] دین اور دنیا کی مملکت تیرے واسطے ہے اور جس قدر عالم کن کی موجودات ہین وہ سب تیرے لیئے ہین ۱۲

کہ جب میرے سفر آخرت کا وقت نزدیک ہو تو تم یہان موجود نہ ہوا سکے بعد آپنے حاضرین کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ سب ملکر
اس درویش کی دین و دنیا کی مزید نعمت اور فقر کے لیئے فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑہو تمام حاضرین نے آپکے ارشاد کی
فوراً تعمیل کی - سبنے سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑہکر میرے حق مین دعا رخیر بہی کی اوسوقت آپنے اس دعاگو کو
مصلےٰ خاص اور عصا عنایت فرمایا اور ارشاد کیا کہ مین تمہاری امانت یعنے سجادہ اور خرقہ اور دستار اور کہڑاون
قاضی حمید الدین ناگوری کو دے جاؤنگا وہ پانچروز کے بعد تمہین پہونچا دینگے تم اونہین نہایت حفاظت سے اپنے
پاس رکہنا اور کبہی بہولکر جدا نکرنا ہمارا مقام حقیقت مین تمہارا ہی مقام ہے جسوقت شیخ قطب الدین قدس سرہ نے یہ فرمایا
مجلس سے ایک اندوہ خیز شور وغل اُٹہا اور سبنے ہاتہہ اوٹہا کر دعا کی - حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ایکدفعہ شیخ
شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے ایک صاحبدل درویش کو دیکہا اور اوسکا ذاتی کمال فوراً
پہچان لیا اور یہ بہی معلوم کرلیا کہ یہ اسوقت بہوکے ہین جہٹ گہر مین تشریف لائے اور کہا نیکی کوئی چیز تلاش کی اتفاق
وقت سے گہر مین بجز تہوڑی سی جُوار کے اور کوئی چیز موجود نہ تہی آپنے اپنے ہاتہہ سے اوسے چکی مین دلا اور سل بٹے سے
کچلکر خود ہی روٹی پکائی جامع مسجد مین جہان وہ درویش نزول فرما تہا آئے اور جُوار کی روٹی پیش کی - درویش نے
کہا - فرید الدین! مین دیکھ رہا تہا کہ تمہارے گہر مین بجز جُوار کے اور کچہہ نہ تہا اور مین یہ بہی دیکہہ رہا تہا کہ جسطرح
تم نے آٹا پیسا اور روٹی پکائی - اب جو کچہہ تمہین مانگنا ہے مانگو شیخ شیوخ العالم کا جو مقصود تہا درویش سے بیان
کر دیا اور خدا تعالیٰ کے فضل وکرم اور درویش کی بخشش سے اوس مطلوب پر کامیاب ہوئے - اس حکایت کے بیان
کرنیکے بعد سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ اوس زمانہ مین شیخ شیوخ العالم باوجود سخت مشقتون کی برداشت
کرنے کے نہایت تنگ اور مفلس بہی تہے - ازان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جب کوئی درویش اپنی صفائے باطنی سے
کوئی چیز کسی دوسرے فقیر کو دیتا ہے تو درویشون کا دستور یہی ہے کہ وہ درویش بہی بطریق مکافات اپنی گنجائش
کے مقدار اوسکی خدمت کیا کرتا ہے -

پانچوان نکتہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز

بعض ملفوظات کے بیان مین - جناب سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز اپنے خطِ مبارک سے قلمبند کرتے مین
کہ شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر نے فرمایا کہ چار چیزین ایسی ہین جنکی بابت سات سو پیرون سے سوال کیا گیا اور سبنے
ایک ہی جواب دیا - ایک یہ کہ مَنْ اَعْقَلُ النَّاس - یعنے تمام لوگون مین زیادہ تر عقلمند کون ہے - اسکا
جواب دیا کہ تَارِکُ الدُّنْیَا - یعنے دنیا کو ترک کرنیوالا - دوسرے یہ کہ مَنْ اَکْیَسُ النَّاس یعنے تمام لوگون
مین زیادہ تر بزرگ کون ہے اسکا جواب دیا گیا اَلَّذِیْ لَا یُغَیِّرُہٗ بِشَیْئٍ یعنے جو کسی چیز سے متغیر نہو - تیسرے یہ کہ

وَمَنْ اَغْنَی النَّاسِ یعنے تمام لوگون سے زیادہ تر دولتمند اور مالدار کون ہے۔ جواب دیا گیا۔ اَلْقَانِعُ۔ یعنی قناعت
کرنے والا۔ چوتہے یہ کہ وَمَنْ اَفْقَرُ النَّاسِ۔ یعنی تمام لوگون سے زیادہ محتاج کون شخص ہے جواب دیا گیا۔
تَارِکُ الْقَنَاعَةِ یعنی قناعت ترک کردینے والا۔ اور آپنے یہ بہی فرمایا اَللّٰہُ تَعَالٰی یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْعَبْدِ اَنْ یَرْفَعَ اِلَیْہِ یَدَیْہِ وَیَرُدُّہُمَا خَائِبَیْنِ
یعنے خدا تعالی بندہ کے اوسکی طرف ہاتہ اوٹہانے اور پہر اوسہین نامراد لوٹا دینے سے شرمندہ ہوتا ہے۔ یہ بہی آپ ہی کا حکیمانہ
مقولہ ہے کہ اگر ہے تو غم ہنین ہے ہنین ہے تو غم ہنین۔ یعنے بندہ کو دونون حالتون ہین یکسان رہنا چاہیئے۔ یہ بہی آپنے
فرمایا کہ نامرادی اور ناکامیابی کا دن مرد کیلیئے شب معراج ہے۔ آپنے فرمایا کہ امام شافعیؒ کا مقولہ ہے کہ مین نے پورے
دس سال صوفیون کی شاگردی کی جب کہین جاکر مجہے وقت کی قدر معلوم ہوئی۔ یہ بہی آپ ہی کا قول ہے کہ اپنا کام
کرنا چاہیئے اور پژمردہ شخصونکی باتون مین اپنے تئین چہوڑ نا نہ چاہیئے۔ ذیل کی بیت بہی آپ ہی کے ذہن رسا کا نتیجہ
ہے۔ **بیت** بقدر رنج یابی سروری را[1] ٭ بشب بیدار بودن مہتری را ٭ یہ بہی آپ ہی کا حکیمانہ مقولہ ہے اَلصُّوْفِیُّ
یَصْفُوْا بِہٖ کُلُّ شَیْءٍ وَّلَا یُکَدِّرُہٗ شَیْءٌ۔ یعنے حقیقت مین صوفی وہ ہے جسکی برکت کی وجہ سے تمام چیزین صفائی قبول
کرین اور اوسے کوئی چیز تیرہ و مکدر نکرے۔ یہ بہی آپنے فرمایا۔ کہ شیخ الاسلام جلال الدین نور اللہ مرقدہ فرماتے
ہین کہ اَلْکَلَامُ مُسْکِرُ الْقُلُوْبِ اِنَّ اَوَّلَ الْکَلَامِ وَاٰخِرَہٗ اِنْ کَانَ لِلّٰہِ فَتَکَلَّمْ وَاِلَّا فَاسْکُتْ۔ یعنے بہت سی باتین
ایسی ہین جو دلکو غافل اور بدمست کردیتی ہین اگر بات کا اول و آخر خدا کے لیئے ہے تو اوسے مونہہ سے نکالنا چاہیئے
ورنہ خاموشی اختیار کرنی ضروری ہے۔ آپنے یہ بہی فرمایا کہ جب فقیر نیا اور جدید کپڑا اپہنے تو یون خیال کرنا چاہیئے کہ کفن
پہنتا ہون۔ یہ بہی آپ ہی کا قول ہے کہ۔ اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِی الْقُبُوْرِ۔ یعنے حضرات انبیاء علیہم السلام قبرون مین زندہ
ہین۔ ذیل کی رباعی بہی آپ ہی کی موزون اور قابل طبیعت کا بدیہی نتیجہ ہے۔ **رباعی** لَوْ کَانَ ہٰذَا الْعِلْمُ یُدْرَکُ
بِالْمُنٰی ٭ مَا کَانَ یَبْقٰی فِی الْبَرِیَّةِ جَاہِلٌ ٭ فَاجْہَلْ وَلَا تَکْسَلْ وَلَا تَکُ غَافِلًا ٭ فَنَدَامَةُ الْعُقْبٰی لِمَنْ یَّتَکَاسَلُ
اگر علم کی تحصیل صرف خواہش و آرزو ہی پر موقوف ہوتی تو دنیا جہان مین کوئی جاہل باقی نہین رہتا تو تجہے کوشش
کرنا اور سستی و غفلت سے دور رہنا چاہیئے کیونکہ عقبیٰ کی ندامت غافل و کاہل ہی کے لئے ہے۔ یہ بہی آپ ہی کا قول ہے جو
خداوند تعالی سے حکایت کرتے ہین کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ۔ یعنی مین
ایک مخفی اور پوشیدہ خزانہ تہا پس مین نے چاہا کہ پہچانا جاؤن لہذا مین نے اپنے پہچانے جانے کے لیئے مخلوق پیدا
کی۔ یہ بہی آپ ہی کا حکمت آمیز مقولہ ہے۔ کہ۔ تجہے اپنی اصلی حالت ظاہر کرنا چاہیئے ورنہ پہر خود تجہے ظاہر کرین گے

---

[1] رنج کی مقدار خوشحالی اور سرداری پائیگا اور شب بیداری سے بزرگی حاصل ہوگی ۱۲

جیساکہ تو اصل میں تہا۔ یہ بہی آپ ہی کا فرمودہ ہے جَذْبَۃٌ مِّنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ۔ یعنے خدا کا ایک جذبہ جن و انس کی عبادت سے بہتر و افضل ہے۔ یہ بہی آپ ہی کا قول ہے کہ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ طُوْبیٰ لِمَنْ شَغَلَہٗ عَیْبُہٗ عَنْ عُیُوْبِ النَّاسِ۔ یعنی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص مبارک ہے جسکا عیب لوگونکے عیب دیکہنے اور ظاہر کرنے سے اوسے باز رکہتا ہے۔ ذیل کا شعر بہی آپ ہی کا کہا ہوا ہے۔ **شعر** رَضِیْنَا قِسْمَۃَ الْجَبَّارِ فِیْنَا٭ لَنَا عِلْمٌ وَّ لِلْجُہَّالِ مَالٌ٭ یعنے ہم خدا تعالی کی اوس قسمت سے جو ہمارے حق مین جاری ہوئی ہے خوش ہین کہ ہمارے لیئے علم اور جہلا کے واسطے مال ہے۔ یہ بہی آپ ہی کا عاقلانہ مقولہ ہے۔ اَلصُّوْفِیُّ یَصْفُوْا بِہٖ کُلُّ شَیْئٍ وَّلَا یُکَدِّرُہٗ شَیْئٌ لَوْ اَرَدْتُّمْ بُلُوْغَ دَرَجَۃِ الْکِبَارِ فَعَلَیْکُمْ بِعَدَمِ الْاِلْتِفَاتِ اِلیٰ اَبْنَاءِ الْمُلُوْکِ۔ یعنے صوفی وہ شخص ہے جسکی برکت کی وجہ سے ہر چیز صفائی قبول کرے اور اوسے کوئی چیز تیرہ و مکدر نکرے اگر تم بزرگون کے رتبہ پر پہونچنا چاہتے ہو تو بادشاہون کی طرف بے التفاتی کو لازم پکڑو۔ **رباعی**[۱] دوشینہ شبنم دل حزینم بگرفت٭ و اندیشۂ یار نازنینم بگرفت٭ گفتم لب تر دیدہ ز وم بر در تو٭ اشکم بدوید و آستینم بگرفت٭ یہ بہی آپ ہی کا قول ہے کہ اَلْمُبَاحَثَۃُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ خَیْرٌ مِّنْ تَکْرَارِ السَّنَتَیْنِ۔ یعنے دو شخصون کا باہم بحث کرنا دو سال کی تنہا تکرار کرنے سے بہتر ہے **بیت**[۲] اے مدعی بدعوی چندین مکن دلیری٭ یک حرف را ز معنی صد جواب باشد٭ یہ بہی آپ ہی کا قول ہے کہ اَلْاٰفَۃُ فِی التَّدْبِیْرِ وَ السَّلَامَۃُ فِی التَّسْلِیْمِ۔ یعنے تدبیر مین آفت ہے اور اپنا کاروبار خدا کے سپرد کر دینے مین سلامتی ہے۔ یہ بہی آپ ہی کا قول ہے کہ اَلْعُلَمَاءُ اَشْرَفُ النَّاسِ وَ الْفُقَرَاءُ اَشْرَفُ الْاَشْرَافِ یعنے علما تمام لوگون سے شریف ترین لیکن فقرا شریفون سے بہی شریف ہین۔ یہ بہی آپ ہی کا قول ہے۔ اَلْفَقِیْرُ بَیْنَ الْعُلَمَاءِ کَالْبَدْرِ بَیْنَ الْکَوَاکِبِ السَّیَّارِ۔ یعنے فقیر علماء کے جہگڑے مین ایسا ہے جیسا ستارون کے جہرمٹ مین چودہوین رات کا چاند۔ یہ بہی آپ ہی کا مقولہ ہے کہ اِنَّ اَرْذَلَ النَّاسِ مَنِ اشْتَغَلَ بِالْاَکْلِ وَ اللِّبَاسِ یعنے تمام لوگون مین زیادہ رذیل و ذلیل وہ شخص ہے جسکی ہمت کہانے پہننے ہی مین مصروف رہے۔

منقول ہے کہ ایک بزرگ نے جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے ملفوظات اور حکیمانہ اقوال مین سے پورے پانسو کلمات جمع کیئے ہین جن مین سے چند کلمات یہان مختصراً قلمبند کیئے جاتے ہین اور وہ یہ ہین۔ خدا تعالی کے ساتہ احیا برتاو کرنا چاہیئے کہ سب نظر قبول سے دیکہنے لگین گے۔ ہر شخصکو وہی دینا چاہیئے

[۱] کل کی رات شبنم نے میرے محزون و مغموم دل پر اثر کیا اور یار نازنین کے اندیشہ نے برانگیختہ کیا مین نے کہا کہ آنکہہ دو سہے تیرے در پر چلنے کو مستعد ہون او سوقت میرے آنسو بہے اور آستین پکڑی۔۱۲ [۲] اے مدعی اِن حقیر دعوون پر جرأت نکر کیونکہ ایک حرف معنی مین سو جوابون کا جواب ہے۔۱۲

اور جب وہ دیتا ہے تو کوئی چھین نہین سکتا۔ اپنے آپ سے بہاگنا گویا خدا تعالیٰ تک پہنچنا ہے۔ جسم و تن کی خواہش پوری
مت کر کہ وہ بہت منہ پہیلاتا ہے۔ جاہل نادان کو زندہ مت خیال کر۔ جو شخص نادان ہوکر اپنے تئین دانا ظاہر کرے اوس سے
ہمیشہ بچنا چاہیئے۔ جو سچ کہ جہوٹ کے مشابہ ہو اوسے زبان سے نہ نکال۔ دنیاوی جاہ و مال کے لیئے اندیشہ نکرو۔ ہر شخص
کی روٹی نکہاؤ۔ ہان عالم لوگونکو بغیر کسی تخصیص کے روٹی دو۔ موت کو کبہی اور کسی جگہ نہ بہولو۔ اٹکل پچو بات نہ کہو۔
جو آفت و بلا پڑے اوسے نفسانی خواہش اور گناہ کا نتیجہ سمجہنا چاہیئے۔ گناہ کرکے شیخی بگہارنا سخت معیوب ہے۔ دل کو
شیطان کا بازیچہ مت بناو۔ باطن ظاہر سے عمدہ اور بہتر رکہو۔ آرایش و نمایش مین کوشش نکرو۔ نفس کو جاہ
و دولت کے لیئے ذلیل و بےقدر نکرو۔ عاجز اور نودولت سے قرض نہ لو۔ قدیم خاندان کی حرمت و عزت محفوظ رکہو۔
ہر روز جدید و نئی دولت کی طلب مین رہنا چاہیئے۔ جبتک بن پڑے عورتونکو گالیان دینے کی عادت پیدا نکرو۔
نعمت کی شکرگذاری کرو۔ کسی پر احسان نرکہو۔ مزاج کی صحت و عافیت کو بڑی بہاری نعمت سمجہو۔ جس نے تمہارے
ساتہ نیکی کی ہے اوسکی نسبت نیکی کرنیکو اپنی طرح خیال کرو۔ جس چیز کی برائی پر دل گواہی دے اوسکا خیال جلد
چہوڑ دو۔ جو غلام اپنا بکنا چاہے اوسے خدمت مین رکہنا نہ چاہیئے۔ نیکی کرنے پر بہانہ جوئی کی عادت ڈالو۔ سختی
اور سبکساری کو ضعیفی سمجہو۔ کسی دشمن سے بےخوف نرہو۔ گو وہ تم سے خوش ہی کیون نہو۔ جو تم سے ڈرتا ہو تم اوس سے
ڈرو۔ اپنی طاقت و توانائی پر بہروسہ نکرو۔ شہوت کے وقت خودداری تمام وقتون سے زیادہ کرنا چاہیئے۔ جب
اہل دولت کے ساتہ بیٹہو تو دین کو فراموش نکرو۔ عزت و حشمت انصاف و عدل مین جانو۔ تونگری اور دولتمندی
کے وقت عالی ہمت رہو۔ دین کا کوئی معاوضہ نہین ہو سکتا۔ وقت کا کوئی بدل نہین مل سکتا۔ دادِ سخاوت
راست قولی سے دے۔ گردنکشون اور نخوت پسندون پر تکبر واجب جانو۔ مہمانون کے ساتہ تکلف کا برتاو نکرو
عقلمندی و تجرید کا توشہ مہیا کرو۔ جب خدا کی مقرر کی ہوئی تکلیف تیری طرف ہو تو اوس سے اعراض نہ کر۔
جس درویش کو تونگری کی امید ہو اوسے حریص جانو۔ خداترس وزیر کی سپردگی مین ملک دینا چاہیئے۔ دشمن سے
مشورہ مت لو۔ دوست کو متواضعانہ اخلاق سے اپنا گرویدہ بنالو۔ جہان پرستی کو ناگہانی بلا جانو۔ اپنے عیب
کو ہمیشہ زیر نظر رکہو۔ دولتمندی کو ہنرمندی کے جال مین پہنساؤ تاکہ ہمیشہ باقی رہے۔ ہنر ذلت سے حاصل کرو۔
دشمن کی کڑوی کسیلی بات سے متغیر ہونا نہ چاہیئے۔ دشمن سے محفوظ رہنے کی ہمیشہ کوشش کرو۔ اگر تم ذلیل و
رسوا ہونا نہین چاہتے تو کبہی کسی سے لڑائی نہ کرو۔ اگر تم ساری خلق کو اپنا دشمن بنانا چاہتے ہو تو تکبری کی صفت
پیدا کرو۔ اپنے نیک و بد کو مخفی رکہو۔ دین کی علم سے نگاہداشت کرو۔ اگر عزت و بلندی کے طالب ہو تو مفلسون

اور شکستہ دلون کے پاس بیٹھو۔ اگر تمہین آسودگی و آسایش پیش نظر ہے تو حسد نکرو۔ اس مین بہت کوشش کرو کہ مرنے سے ہمیشہ کی زندگی پاؤ۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ایک شخص نے شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ مین نے اناج کے چند دانے چڑیون کے آگے ڈالے تہے۔ دوسرے روز مَن بھر گیہون اور ایک سکہ رائج وقت مجہے پہونچا شیخ شیوخ العالم خواجہ فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے بے ساختہ یہ بیت جاری ہوئی۔ ~ خورش دہ بکنجشک وکبک وحمام ؛ کہ ناگہہ ہمائے درافتد بدام ؛ معتبر اور ثقہ لوگون سے **منقول** ہے کہ ایکدفعہ شیخ الاسلام خواجہ بہاؤالدین زکریا نے شیخ شیوخ العالم فریدالدین قدس سرہ کی خدمت مین ایک ایسی بات پہونچادی تہی جو شیخ شیوخ العالم کی مجلس کے قابل نہتی جب شیخ الاسلام بہاؤالدین کو یہ خبر ہوئی تو آپنے شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین ایک معذرت نامہ لکھکر بہیجا جسکا مضمون یہ تہا کہ ہم مین اور تم مین عشق بازی ہے۔ شیخ شیوخ العالم نے فوراً اس معذرت کا یہ جواب دیا۔ کہ ہمارے تمہارے درمیان عشق ہے۔ بازی نہین ہے۔

چھٹا نکتہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس سرہ العزیز اور آپکی والدہ بزرگوار کی بعضی کرامتون کے ذکر مین۔

جناب سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز فرماتے تہے کہ ایکدن مین نے شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین عرض کیا کہ خواجہ! میری ایک درخواست ہے اگر حضور رغبت کے کانون سے سنین اور بخشش فرمائین۔ فرمایا کہو کیا ہے۔ مین نے عرض کیا کہ حضور کی ڈاڑہی مبارک کا ایک بال جدا ہوگیا ہے اگر حکم ہو تو مین اوسے بجائے تعویذ کے حفاظت سے اپنے پاس رکہون۔ فرمایا ایسا ہی کرو۔ مین نے اوس بال کو نہایت اعزاز سے لیا اور ایک پاک کپڑے مین لپیٹ کر تعویذ بنالیا۔ اور شہر دہلی مین واپس آیا۔ جناب سلطان المشائخ جسوقت یہ واقعہ بیان کر رہے تہے آپکی آنکہون مین آنسو بہر آئے تہے آپنے آنسو پونچہکر فرمایا۔ آہ آہ اوس ایک بال مین مین نے کیا کیا اثر دیکہے ہین ازان بعد فرمایا جو درد مند بیمار میرے پاس آکر تعویذ مانگتا مین اوسے وہ بال دیدیتا فوراً اوسکی تمام تکلیف و زحمت دور ہوجاتی یہان تک کہ میری ایک دوست تاج الدین مینائی کا سب سے چھوٹا لڑکا جو صغیر سن تہا بیمار پڑا وہ میرے پاس آئے اور اوس تعویذ کی درخواست کی یہ عجب اتفاق کی بات ہے کہ جس جگہ مین نے تعویذ رکہا تہا وہان ہر چند تلاش کیا مگر کہین سراغ نہ ملا یہانتک کہ تاج الدین کا لڑکا اوسی بیماری مین انتقال کرگیا۔ ازان بعد جو مینے ڈہونڈا تو تعویذ اوسی طاق مین رکہا نظر پڑا جہان مین نے رکہا تہا۔ چونکہ اوس دوست کا لڑکا انتقال کرنے والا تہا اسلیے وہ تعویذ غائب ہوگیا تہا۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے دہلی مین ایک بزرگ اور متمول شخص رہتے تہے جنہین لوگ اتہم کے نام سے یاد کرتے تہے اونہون نے ایک نہایت خوش وضع اور پُر فضا مسجد بنائی تہی اور اوسکا امام شیخ نجیب الدین

متوکل کو قرار دیا ہتا اوس بزرگ نے اپنی لڑکی کی شادی کی اور ایک لاکہہ روپیہ اوسکے کارخیر مین خرچ کیا۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ شیخ نجیب الدین متوکل نے باتون باتون مین اون سے کہا کہ کامل اور پورا ایماندار وہ شخص ہے جسپر خدا تعالی کی دوستی اہل و اولاد کی محبت و دوستی پر غالب ہو اب تم پورے ایماندار اوسوقت بن سکتے ہو جبکہ خدا کی راہ مین اوس رقم سے دو چند خرچ کرو جو اپنی لڑکی کے حق مین خرچ کر چکے ہو۔ اتیم شیخ نجیب الدین متوکل کی اس بات سے سخت ناراض ہوا۔ اور منصب امامت اون سے لیلیا۔ شیخ نجیب الدین اجودہن گئے اور شیخ شیوخ العالم فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر ہوکر صورتِ واقعہ عرض کی شیخ شیوخ العالم قدس سرہ نے فرمایا مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا۔ یعنے خدا تعالی فرماتا ہے کہ جو آیت ہم منسوخ کر دیتے یا پیغمبر کے دل سے بہلا دیتے ہین تو اوس سے بہتر یا اوس جیسی لے آتے ہین۔ بعدہ زبان مبارک پر جاری ہوا کہ اگر اتیم ری گیا تو اتیگری کو پیدا کر۔ چنانچہ اوسی زمانہ مین اتیگری نام بادشاہ ان شہرون مین پہونچا۔ اس شخص نے ایک بزرگ خانوادہ کی خدمتین کین تہین اور اس خدمت کی وجہ سے اوس خاندان کی طرف منسوب ہوگیا ہتا۔

خبابِ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جس زمانہ مین سلطان ناصر الدین اوچہ اور ملتان کی جانب گیا ہے تو اوسکے تمام لشکر نے شیخ شیوخ العالم فرید الدین قدس سرہ کی زیارت کی طرف توجہ کی یہان تک کہ جس مقام پر آپ سکونت پذیر تہے خلق کے ہجوم و کثرت سے بہر گیا اور تل دہرنے کو جگہ باقی نرہی اوسوقت لوگون نے شیخ شیوخ العالم کی آستین مبارک کوٹہے کی طرف سے کوچہ کی جانب لٹکائی لشکری جوق جوق آتے تہے اور آستین مبارک کو چوم چوم کر چلے جاتے تہے پہر بہی آستین کی یہ حالت ہتی کہ پہٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی ہتی اوسوقت شیخ مسجد مین تشریف لائے اور مریدون کو ارشاد فرمایا کہ تم میرے گرداگرد حلقے کرکے کہڑے ہو جاؤ تاکہ لوگ حلقہ کے اندر آنہ سکین اور دور ہی سے سلام کرکے چلے جائین۔ عقیدت کیش اور بے ریا مریدون نے آپکے حکم کی فوراً تعمیل کی۔ اسی اثنا مین ایک بڈہا فراش آیا اور مریدون کے حلقہ سے تجاوز کرکے شیخ کے پاؤن مین گر پڑا۔ شیخ کا پاؤن پکڑ کر کہینچا اور بوسہ دیکر کہنے لگا شیخ فرید! اس قدر تنگی و بخیلی نکرو اور خدا کی نعمت کا شکر یہ اس سے بہتر ادا کرو۔ شیخ شیوخ العالم نے بڈہے کی جب یہ بات سنی ایک نعرہ مارا۔ بعدہ فراش کا بہت اعزاز کیا اور بے انتہا معذرت کی۔

کاتبِ حروف نے اپنے والد سید محمد مبارک کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ فرماتے تہے اسی اثنا مین جبکہ سلطان ناصر الدین کا لشکر نہروالہ کے قریب پہونچا تو سلطان نے چاہا کہ اجودہن مین جاکر شیخ شیوخ العالم کی سعادت قدمبوسی حاصل کرے۔ سلطان غیاث الدین نے جو اوس زمانہ مین وزیر السلطنۃ ہتا اور الغخان کے خطاب سے

شہرت رکہتا تہا سلطان ناصر الدین سے عرض کیا کہ ہمارا لشکر بہت ہے اور اجودہن کے رستہ مین پانی کمیاب ہے لشکر کو سخت تکلیف ہوگی اور عجب نہین کہ لوگ تلف ہوجائین اگر حکم ہو تو مین شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر ہون اور تحفے تحائف پیش کر کے خداوند عالم کی طرف سے معذرت کرون۔ سلطان غیاث الدین کے دلمین ان دنون سلطنت وجہانگیری کی ہوس تہی اور سلطان ناصر الدین کی جگہ خود بادشاہ بننا چاہتا تہا اوسنے اپنے دل مین خیال کیا تہا کہ اگر سلطنت وحکومت میرے نصیب مین ہے اور تخت وتاج مجہے پہونچنے والا ہے تو اسبارہ مین شیخ شیوخ العالم کی زبانِ مبارک پر میرے حق مین وہ الفاظ جاری ہوجائینگے جنسے مین اپنے مقصد پر استدلال کرسکونگا۔ یہ بات سوچکر اور سلطان سے اجازت لیکر چلا۔ چلتے وقت چاندی ایک کافی مقدار اور چار گاؤن کا فرمان اپنے ساتہ لیا اور شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر ہوا سعادتِ قدمبوسی حاصل کی اور چاندی کا ڈہیر مع چار گاؤن کے فرمان کے شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین پیش کیا۔ شیخ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے الغ خان نے عرض کیا یہ چاندی ہے اور یہ چار گاؤن کا فرمان ہے جو خاص آپکے واسطے لایا ہون۔ شیخ شیوخ العالم نے مسکرا کر فرمایا کہ نقد تو ہم کو دیدو کہ ہم درویشون کو تقسیم کردینگے اور گاؤن کا فرمان لیجاؤ کیونکہ اسکے خواستگار بہت ہین۔ اس گفت وشنید کے بعد الغخان کے دلمین اوس معنی کے کشف کی نسبت خلش پیدا ہوئی جس لیئے وہ اس اہتمام سے یہان آیا تہا اور منتظر تہا کہ دیکہئے شیخ شیوخ العالم اس معنی کا کشف کب کرتے ہین۔ اسبات کے دل مین کہٹکتے ہی فوراً شیخ شیوخ العالم کی زبانِ مبارک پر ذیل کی ابیات جاری ہوئین۔ **ابیات** فریدون[1] فرخ فرشتہ نبود * زعود وز عنبر سرشتہ نبود * زداد ودہش یافت آن نیکوی * تو داد ودہش کن فریدون شوی * جون ہی یہ لفظ الغخان کے کان مین پہونچے دستار کی گرہ مین باندہ لیئے اور زمین خدمت کو بوسہ دیا اور خوشدل ہوکر اوٹہا چنانچہ اسکے تہوڑے ہی دنون بعد الغخان مستقل بادشاہ ہوگیا اور ہندوستان کی مملکت کے امور اوسکے ضبطِ سلطنت مین آگئے ایک بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے **بیت** سرے[2] کہ سودہ شود بر زمین خدمت تو * زیک قبول تو تاحشر تاجدار شود * جناب سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز ایکدن صبح کی نماز ادا کرکے مشغول بحق تہے اور سر زمین پر رکہے ہوئے تہے (آپ اسی ہئیت پر اکثر اوقات مستغرق شغل ہوتے تہے) جاڑے کا موسم تہا اور خنکی مین بہیگی ہوئے ہوا کے جہونکے چل رہے تہے۔ آپکے خادم نے ایک پوستین لاکر آپکی جسم مبارک پر ڈال دیا تہا اور چارون طرف سے جسم چہپا دیا تہا اسوقت آپکی خدمت مین کوئی

---

[1] فریدون فرخ کوئی فرشتہ یا اوسکا عود وعنبر سے خمیر نہین کیا گیا تہا اوسنے یہ نیکنامی صرف انصاف وبخشش سے پائی اگر تو بہی داد ودہش سے کام لیگا فریدون ہوجائے گا ۱۲ [2] جو سر کہ تیری زمین خدمت مین گہسا گیا وہ صرف تیرے ایک نظر قبول کی وجہ سے ہمیشہ کے لیئے بادشاہ ہوگیا ۔ ۱۲ -

خدمتگار موجود نہ تہا صرف ایک مین ہی حاضر تہا اسی اثنا مین ایک شخص آیا اور اس زور سے چیخکر سلام کیا کہ شیخ شیوخ العالم کے اوقات عزیز مین انتشار پڑ گیا لیکن پہر بہی شیخ اوسی طرح زمین پر پڑے رہے اور پوستین سے اپنا سارا جسم چہپائے رہے دفعۃً آپنے فرمایا یہان کوئی موجود ہے مین نے عرض کیا مین حاضر ہون۔ فرمایا یہ شخص جو ابہی آیا ہے بالاقد اور زرد گون ہے مین نے جو اوس شخصکو دیکہا تو یہی ہیئت رکہتا تہا لہذا مین نے جواب دیا کہ بے شک ایسا ہی ہے۔ ازان بعد فرمایا کہ اوسکے کمر مین ایک زنجیر بہی پڑی ہوئی ہے مین نے دیکہکر عرض کیا جی ہان۔ زنجیر بہی ہے۔ پہر فرمایا کہ کان مین کوئی چیز بہی پڑی ہوئی ہے۔ مین نے دیکہکر کہا جی ہان ایسا ہی ہے۔ الغرض جو جو آپ بتلاتے گئے مین دیکہتا گیا اور جواب دیتا گیا لیکن جسوقت مین نے شیخ کے جواب مین عرض کیا کہ ہان اوسکے کان مین ایک بالی پڑی ہوئی ہے تو وہ شخص متغیر ہوا اور گرگٹ کے سے رنگ بدلنے لگا۔ شیخ نے فرمایا اس سے کہدو کہ زیادہ ذلیل و رسوا ہونے سے پیشتر چلا جا اب جو مین نے اوسکی طرف نظر اوٹہائی تو وہ خود چلا گیا تہا **منقول ہے** کہ ایکدن شیخ شیوخ العالم خواجہ فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی کلمہ کی اونگلی مین سانپ نے کاٹا لیکن آپنے کوئی علاج نہین کیا اور خدا تعالی کی بندگی مین مشغول رہے غلبۂ مشغولی کے وقت آپکے جسم مبارک سے پسینہ نکلا اور زہر نے مطلق اثر نہین کیا۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ہم چند لوگ اجودہن کی طرف چلے جارہے تہے سرسی (ایک گانون کا نام ہے) کے جنگل مین جب ہم پہونچے تو ایک سانپ نے مجہے کاٹ لیا ایک شخص نے جو ہماری صحبت مین سفر کر رہا تہا سانپ کے کاٹے ہوئے مقام کو ایک کپڑے سے باندہ دیا تہوڑی دیر مین زہر اوتر گیا اور زخم اچہا ہو گیا ہم اجودہن مین ناوقت پہونچے شہر کے دروازے بند ہو گئے تہے اور دُکانین کبہی کی بند ہو چکی تہین یارون نے کہا کہ ہم شہر قلعہ کی فصیل کود کر اندر جا پہونچین گے چنانچہ ہم آگے بڑہے فصیل کے قریب جاکر دیکہا تو ہر طرف سے رستہ بند تہا آخر جسطرح بن پڑا سب لوگ اوپر چڑہ گئے چونکہ مین اوپر چڑہتے ڈرتا تہا اس لئے اونہون نے میرا ہاتہ پکڑکر چڑہا لیا۔ صبحکے وقت ہم سب شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر ہوئے آپنے سبکو پوچہا لیکن میری بابت کچہ نہ فرمایا۔ تہوڑی دیر کے بعد ارشاد کیا سانپ کا کاٹنا تعجب کی بات نہین فصیل کا کودنا کہان آیا ہے۔ لیکن شیخ نصیر الدین محمود اس حکایت کو یون روایت کرتے ہین کہ جب حدود سرسی مین سلطان المشائخ کو سانپ نے کاٹا تو شیخ شیوخ العالم پر یہ واقعہ نور باطن کی وجہ سے روشن ہو گیا آپنے فوراً چند شخصونکو حکم فرمایا کہ بہت جلد روانہ ہون اور سلطان المشائخ کو سواری مین بٹہا کر لے آئین چنانچہ اونہون نے ایک نہایت عاجلانہ حرکت کی اور سلطان المشائخ کو بہلی مین سوار کر کے لے آئے۔ جناب سلطان المشائخ نے فرمایا کہ شیخ شیوخ العالم قدس اللہ سرہ العزیز کو کوئی مرض لاحق ہوا اور چند روز مین نہایت ہی ضعیف ہو گئے۔ آپنے

چاہا کہ اوٹہکر چند قدم چلون عصا ہاتہہ مین لیا اور چلنے لگے چند ہی قدم چلے تہے کہ آپ نے عصا ہاتہ سے ڈال دیا اور پیشانی
مبارک مین ندامت و پشیمانی کا اثر لوگون نے محسوس کیا پوچہا کہ حضرت یہ کیا بات تہی کہ خواجہ نے عصا کو زمین پر پہینکدیا فرمایا
ہمین عتاب کیا گیا کہ تم نے ہماری غیر پر بہروسہ کیون کیا۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ یوسف ہانسوی جو ہمارے قدیم
دوستون مین سے تہے ایکدفعہ اوچہ سے شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین آئے۔ شیخ نے فرمایا کہ تم نے اوچہ مین کن کن
لوگونکو دیکہا ہے عرض کیا فلان شخص ایسا ہے اور فلان چیز مین مشغول ہے فلان شخص ایسا عبادت گذار ہے اور فلان
ایسی ریاضت و جفاکشی مین زندگی بسر کرتا ہے شیخ شیوخ العالم کو اونکے اس بیان سے اوچہ کے لوگون کے دیکہنے کی رغبت
پیدا ہوئی۔ وضو کے بہانہ سے اوٹہے اور اوچہ مین تشریف لے گئے جب دیر زیادہ ہوگئی تو لوگون نے آپکو مسجد کے
اندر اوپر نیچے تلاش کرنا شروع کیا لیکن کہین سراغ نہ لگا تہوڑی دیر کے بعد شیخ شیوخ العالم ظاہر ہوئے۔
یوسف نے پوچہا کہ خواجہ کہان تشریف لے گئے تہے فرمایا کہ تم نے اوچہ کے باشندون کی اس قدر تعریف بیان کی کہ
ہمین اون سے ملاقات کرنے کی رغبت پیدا ہوئی مین اسوقت اوچہ مین گیا تہا اور وہان کے آدمیون کو دیکہہ رہا تہا
وہ دوکانون پر بیٹہے ہوئے روٹیان پکارہے ہین۔ **منقول** ہے کہ سلطان المشائخ کی مجلس مین ایک یار نے بیان کرنا
شروع کیا کہ بہاؤالدین خالد کہتے تہے کہ مین اجودہن مین شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین پہونچا اجودہن کی
جامع مسجد مین محراب کے آگے مین بیٹہا ہوا تہا کیونکہ لوگون نے مجہے خواجہ کی خدمت مین حاضر ہونے کی اجازت نہین
دی تہی۔ محراب مین ایک لمبا شگاف تہا جس مین ایک کاغذ کا ٹکڑا پڑا ہوا تہا مین نے اوس کاغذ کو کہول کر دیکہا تو
اوس مین لکہا ہوا تہا۔ فرید کی طرف سے خالد کو سلام پہونچے۔ مین یہ دیکہکر حیرت زدہ ہوگیا۔ حقیقت مین حقیر و فقیر پر
شیخ کی یہ عنایت و مہربانی ایسی نہ تہی جو اس تعجب اور تحیّر کے ساتہ حیرت مین نہ ڈالتی۔ الغرض مین اسکے بعد شیخ شیوخ العالم
کی خدمت مین پہونچا اور اس تعجب انگیز واقعہ کی تقریر کی۔ اور اسی اثنا مین ایک یار نے جناب سلطان المشائخ سے دریافت
کیا کہ یہ کاغذ کوئی شخص لکہتا ہے یا خدا کی طرف سے صادر ہوتا ہے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اصل یہ ہے ایک فرشتہ
ہے جسے ملہم کہتے ہین۔ یہ نقش وہی فرشتہ آدمی کے دلمین لکہدیتا ہے جس سے الہام پیدا ہوتا ہے سائل نے کہا شاید کاغذ
بہی وہی فرشتہ لکہدیتا ہوگا۔ سلطان المشائخ نے مسکرا کر فرمایا جس فرشتہ کو ملہم کہتے ہین اوسکی طرف سے تین چیزین
پیدا ہوتی ہین۔ ایک یہ کہ وہ انسان کے دل مین کوئی چیز ڈال دیتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اوسکے کان مین غیب سے آواز پہونچتی
ہے۔ تیسرے یہ کہ انسان کے سامنے لکہا ہوا کاغذ ظاہر ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ نقش کو دیکہتے ہین لیکن نقاش کو نہین
دیکہتے اور انبیاء علیہم السلام نقش و نقاش دونون کو دیکہتے ہین پہر جسوقت کہ یہ نقش پیدا ہوتا ہے اگر انسان کے

دلمین اوسکے ساتہ ہی ایک قسم کا نور ظاہر ہو تو اوسے رحمانی نقش سمجہنا چاہیئے کہ اوسے فرشتہ لکہتا ہے اور دلمین تاریکی و ظلمت پیدا ہو تو شیطانی سمجہنا چاہیئے وجہ یہ کہ شیطان انسان کے دل مین القا کرتا ہے۔ از ان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ بیچارے فرشتہ کو اس مین کیا دخل ہے اور شیطان لعین کیا کرسکتا ہے جو کچہ پیدا ہوتا ہے خدا ہی کی طرف سے پیدا ہوتا ہے۔ کاتب حروف نے اپنے بزرگوار چچا جناب سید السادات سید حسین رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ ایک دن شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی جانب خط لکہنا چاہتے تہے کاغذ و قلم ہاتہ مین لیا اور متامل ہوئے کہ شیخ الاسلام بہاؤ الدین کو کون سے القاب کے ساتہ خط لکہنا چاہیئے اسی اثنار مین آپکے دل مبارک مین گذرا کہ شیخ الاسلام کا جو خطاب و لقب لوح محفوظ مین لکہا ہے وہی مین بہی خط کے عنوان مین درج کرون چنانچہ آپنے سر مبارک اوپر کی طرف اُٹہا کر آسمان کی طرف دیکہا جب لوح محفوظ پر نظر پڑی تو لکہا دیکہا "شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا"۔ پس آپنے اسی مکرم و معزز خطاب سے خط لکہنا شروع کیا۔ ایک ولی کا یہ قول آب زر سے لکہنے کے قابل ہے **شعر** قُلُوبُ الْعَارِفِیْنَ لَہَا عُیُوْنٌ ٭ تَرٰی مَا لَا یَرَاہُ النَّاظِرِیْنَا ٭ بِاَجْنِحَۃٍ تَطِیْرُ بِغَیْرِ رِیْشٍ ٭ اِلٰی مَلَکُوْتِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَا ٭ یعنے عارفون کے دلونکی آنکہین جنسے وہ اوس چیز کو دیکہ لیتے ہین جو اور دیکہنے والے نہین دیکہ سکتے۔ وہ ملکوت رب العالمین کی طرف بغیر پر کے بازوؤن سے اوڑتے ہین۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ایک شخص محمد نامی جو ہمارے قدیم رفیقون اور دوستون مین نہایت دلسوز اور خیرخواہ دوست تہے شیخ شیوخ العالم خواجہ فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے بعض اسرار سے واقف اور آپکے رازدار تہے۔ جمعہ کے دن مسجد مین شیخ شیوخ العالم کے پیچہے بیٹہے ہوئے تہے کہ دفعۃً مدہوش ہو گئے۔ شیخ نے دریافت کیا کہ محمد تمہارا کیا حال ہے اور یہ مدہوشی کیسی تہی ہنوز محمد نے شیخ کے اس سوال کا جواب نہ دیا تہا کہ خود شیخ شیوخ العالم کی زبان مبارک پر جاری ہوا کہ اوسوقت حالت نماز مین مجہے معراج ہوئی تہی تمہین بہی درویشون کی نعمت سے ایک حصہ پہونچگیا۔ **کاتب** حروف عرض کرتا ہے کہ نماز جمعہ مین تکبیر تحریمہ کے بعد جو حالت اور تحیر سلطان المشائخ پر طاری ہوا تہا اور پہر وہ انتقال کے دن تک لگاتار چلا گیا تہا (جیسا کہ حضرت سلطان المشائخ کے ذکر نکتہ مرض موت مین مفصل طور پر بیان کیا جائیگا) اوسی معراج کے مشابہ تہا جو شیخ شیوخ العالم کو نماز جمعہ مین حاصل ہوئی تہی جیسا کہ اس حکایت کے عنوان مین مذکور ہے۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ جب مین شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت سے خرقہ اور خرقہ کے ساتہ اجازت عام حاصل کرکے دہلی مین آیا تو شیخ شیوخ العالم کا عنایت کیا ہوا کملی خرقہ زیب تن کرکے جامع مسجد مین گیا۔ شرف الدین قیامی نے مجہے بلایا اور

کیفیت دریافت کی مین نے شیخ شیوخ العالم سے بیعت کرنے اور خلعت پانیکی ساری کیفیت بیان کی جون ہی اوسنے میرا حال سنا نہایت برہم وافروختہ ہوا اور شیخ شیوخ العالم کو دو دفعہ اون نامناسب الفاظ سے یاد کیا جو شیخ کے منصب و مرتبہ کے کسیطرح شایان نہ تہے اور مجہے تو بہت ہی برا بہلا کہا اگرچہ مین بہی جواب دینے کی قوت رکہتا تہا اور ممکن تہا کہ ترکی بترکی جواب سے اپنے دل کا بخار نکال لیتا لیکن مین نے تحمل کیا اور مونہ سے اُف تک نکالا شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا ہے

بیت بخدا و بسر و پائی تو کز دوستیت ٭ خبر از دشمن و اندیشۂ دشنامم نیست ٭ لیکن جب دوسری مرتبہ شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر ہوا تو اس واقعہ کا تمام وکمال ذکر کیا۔ شیخ شیوخ العالم زار قطار رونے لگے اور مجہے اوس تحمل و برداشت پر شاباشی دی اور اسی حالت کے غلبہ مین آپکی زبان مبارک پر یہ جاری ہوا کہ مجہے معلوم ہوگیا ہے کہ شیخ شرف الدین چلا گیا جب مین دہلی مین آیا تو شرف الدین قیامی سفر کر چکا تہا شیخ نصیر الدین محمود سے روایت کرتے ہین کہ ایک مرد شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر ہوا شیخ نے خدام کو حکم فرمایا کہ اسکے آگے کہانا لاؤ اوس شخص نے عرض کیا کہ چند روز سے مین نے کہانا چہوڑ رکہا ہے۔ شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہانا چہوڑنے کا کیا سبب ہے جواب دیا کہ مین ایک گاؤن مین سکونت رکہتا تہا اتفاق سے وہان کے مسلمانون کو گاؤن کے سرکش اور متمرد کفار کی وجہ سے بہاگنا پڑا۔ میرے فرزند اور دوسرے عزیز و اقارب گرفتار ہوگئے۔ میرے پاس ایک نہایت ہی حسین و خوبصورت عورت تہی جسکی ساتہ میری جان و دل وابستہ تہی اور مین ہمیشہ اوسے دنیا بہر سے زیادہ عزیز رکہتا تہا وہ بہی اون ہی لوگونکے ساتہ قید کر دیگئی اوسکی وجہ سے میرے دلکو چین و اطمینان نہ تہا اسلیئے مین اپنی جان ہتیلی پر لیئے پہرتا اور اپنے تئین ہلاک کرنے کی تدبیرین کرتا ہون شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ کہانا کہا۔ دیکہہ خدا کیا کرتا ہے۔ اسی اثنا مین آپکی خدمت مین ایک اور شخص آیا جو خوشخطی اور منشی گری مین مشہور تہا۔ چونکہ یہ شخص اپنے بادشاہ کا مجرم تہا اسلیئے پابزنجیر تہا خواجہ نے فرمایا کہ اے شخص تجہے اس زحمت و تکلیف سے خلاصی ہو جائے گی لیکن اس مرد کو ایک لونڈی دیدیجیو۔ اوس شخص نے شیخ شیوخ العالم سے وعدہ کیا اور آپ کا فرمان قبول کے کانون سے سنا لیکن اوس مرد نے منشی کے ساتہ چلنے سے انکار کیا اور کہا مجہے کنیزک نہین چاہیے۔ منشی جی نے کہا کہ میری رہائی اس شرط پر منحصر ہے کہ تجہے کنیزک دون لہذا اب بجز اسکے اور کوئی علاج ہی نہین ہوسکتا کہ تمہین ساتہ لیجا کر کنیزک دون۔ چنانچہ اعزا اپنے لوگونکو اس شخص پر مقرر کیا اور وہ اوسے ایک گہوڑے پر سوار کر کے لیچلے۔ خدا کی قدرت جب یہ منشی اوس بادشاہ کے پاس پہنچا جسنے اسے مجرم قرار دیکر مقید کیا تہا تو اس شخص پر اس سے ملاقات کرتے ہی رہائی کا حکم دیا اور جو لونڈی گاؤن کے غارت و تاراج کرنے کے بعد اوسکی قلمرو مین آئی تہی منشی جی کے سپرد کر دینے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ لوگون نے ایسا ہی کیا منشی نے اوس لونڈی کو اس مرد کے حوالہ کیا۔

اس شخص نے جو لونڈی کو دیکھا تو تقدیر الٰہی سے اپنی عورت کو پایا یعنے وہ لونڈی حقیقت مین اسکی عورت ہتی یہ دیکھکر اوس شخص کے دل کو اطمینان ہوا اور شیخ شیوخ العالم کی معجز نما کرامت کا قائل ہو گیا۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ اجودہن کی جامع مسجد مین ایک شخص قاضی کی طرف سے خطیب تہا۔ ایکمرتبہ نماز جمعہ مین اوسنے قرارت پڑہی اور کچہ غلطی کر گیا شیخ شیوخ العالم کے ایک مریدنے آپکی اجازت سے پکار دیا کہ یہ نماز از سر نو پڑہنی چاہیئے کیونکہ خطیب سے غلطی ہو گئی ہے چنانچہ تمام لوگون نے نماز کو دوہرایا قاضی عبد اللہ جو اجودہن کا قاضی تہا اور اس شہر کی قضاۃ اوسکے ہاتہہ مین تہی اور جسے وہان کے باشندے قاضی محمد ابو الفضل کے نام سے یاد کرتے تہے شیخ شیوخ العالم کو بہت برا بہلا کہنے لگا اور چونکہ یہ شخص نہایت جنگجو اور غصیلا تہا بے ساختہ کہنے لگا کہ چند ناتجربہ کار ادہر اودہر سے بہاگ آئے ہین اور یہان بیٹہکر اشراف شہر کی بے وقعتی کرتے ہین شیخ شیوخ العالم خاموشی کے ساتہ مسجد جامع سے چلے آئے لیکن جب مکان پر تشریف لائے تو اپنے یارون سے فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص کسی پر بیجا بہادری کا اظہار کرے تو وہ تحمل و برداشت سے کام لے اور اگر وہ اوسے اپنے گردہ اور قبیلہ سے نکال دے تو بہی اوسے اسبات کا مجاز ہے جون ہی یہ کلمہ شیخ کی زبان مبارک سے جاری ہوا قاضی عبد اللہ پر فالج گرا اور اوسکا مونہ بالکل ٹیڑہا ہو گیا۔ اب قاضی عبد اللہ شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین ایک شکر کا ٹوکرا اور آٹا اور ایک بکرا لیکر حاضر ہوا اور خواجہ فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے قدمون مین گر پڑا۔ شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ عبد اللہ تمہارا حال ہے ہر شخص تیری طرف سے کچہ نہ کچہ پہونچا تا تہا لیکن اب جو کچہ قرآن مقدس کی فال حکم دے گی اوسی حکم کی تعمیل کی جائے گی۔ یہ کہکر جب آپنے مصحف کہولا تو حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ نکلا اور پہلی نظر اس آیت پر پڑی قَالَ یَا نُوحُ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِكَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ یعنی خدا تعالی نے فرمایا نوح! تیرا لڑکا تیری اہل مین سے نہین ہے کیونکہ اوسکے عمل ناشائستہ و قبیح ہین۔ شیخ شیوخ العالم نے یہ دیکھکر فرمایا کہ عبد اللہ! یہی حکم ہمین اور تمہین بس ہے۔ ہر چند کہ قاضی عبد اللہ نے بہت کوشش کی اور نہایت منت و سماجت سے پیش آیا لیکن شیخ نے ایک نہ سنی اور اوسکے لائے ہوئے تحفے واپس کر دیئے۔ قاضی عبد اللہ گہر پہونچا ہی تہا کہ دنیا سے سفر کر گیا۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ ایک دفعہ اجودہن مین ایک شخص شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر ہوا اور نہایت آہستگی سے کان مین کہا کہ دہلی مین ہم تم دونون ہم سبق تہے یہانتک کہ تم شہر کے قاضی و مفتی قرار دیئے گئے۔ اوس شخص کا اس سے مقصود یہ تہا کہ تم نے اس قدر علوم تحصیل نہین کیئے جو منصب قضا و افتا کو کافی ہون چنانچہ شیخ شیوخ العالم نے اوسکی اسبات کو نور باطن سے معلوم کر لیا اور کہا اے غریب اگر تحصیل علوم جدل و بحث کے لیئے ہے تو اس تحصیل کو سلام ہے اس نیت سے

علم پڑہنا اور خلق کو ایذا پہونچانا ہرگز جائز نہین اور اگر عمل کے لیئے ہے تو اسی قدر کافی ہے کہ پڑہتے اور عمل کرتے ہین۔ علم شریعت کے پڑہنے سے مقصود صرف عمل کرنا ہے نہ خلق خدا کو ایذا دینا۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ ایک شخص دہلی سے باین غرض روانہ ہوا کہ شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین پہونچکر تائب ہو اثناء راہ مین ایک پریشان وخانہ بدوش زانیہ عورت چند منزل اوسکی ہمراہی مین چلی ہرچند کہ اس فاحشہ نے بہت چاہا اور ہرطرح سے اس فکر مین پڑی کہ کسیطرح یہ شخص اوس سے تعلق پیدا کرلے۔ لیکن چونکہ یہ مرد سچی نیت رکہتا تہا اوس زانیہ اور فاحشہ کی طرف مطلق مائل نہین ہوا یہان تک کہ ایک منزل مین دونون ایک بہلی مین سوار ہوئے اور وہ بدکار عورت اوسکے پاس آبیٹہی رفتہ رفتہ یہان تک نوبت پہونچی کہ دونون مین کسی قسم کا حجاب نہین رہا اور اسوقت کچہہ کچہہ اس شخص کا دل بہی اس زانیہ کیطرف میل کرنے لگا جسکا بدیہی نتیجہ یہ ہوا کہ اوسنے عورت سے کوئی بات کہی یا دست درازی کی کہ دفعتہً ایک مرد سامنے سے نمودار ہوا جس نے آکر اس شخص کے مونہ پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ آنکہین کہل گیئن اور نہایت کرخت آواز مین بولا کہ توتوبہ کی نیت سے فلان بزرگ کی خدمت مین جاتا ہے اور اس قبیح وناشائستہ حرکت کا مرتکب ہوتا ہے یہ شخص فوراً متنبہ ہوگیا اور اپنے نفس کو سخت لعنت ملامت کرتا ہوا شیخ کی خدمت مین پہنچا۔ جب شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر ہوا آپنے سب سے پہلے جو بات زبان مبارک سے نکالی یہ تہی کہ خدا تعالی نے تجہے اوس روز بہت ہی محفوظ رکہا۔

جناب سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ شیوخ العالم کے عقیدت مندون مین سے ایک بے ریا اور مخلص عقیدت مند آپکی خدمت مین آیا اور نہایت اضطراب وحیرانی کی حالت مین آیا۔ اس عقیدت مند کا نام محمد شاہ غوری تہا جو شیخ شیوخ العالم فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کا نہایت سچا مرید اور راسخ وثابت قدم معتقد تہا جناب شیخ نے اوسے مضطرب وحیران دیکہکر فرمایا محمد شاہ! کیا حال ہے۔ عرض کیا۔ حضور! میرا بہائی نہایت بیمار ہے اور اب تو یہ حالت ہے کہ سانسون کا شمار ہے۔ کچہ عجب نہین کہ میرے یہان آنے اور سعادت قدمبوسی حاصل کرنے کے بعد تمام ہوگیا ہو۔ اسوجہ سے مین حیران اور زیروزبر ہون۔ شیخ شیوخ العالم نے فرمایا۔ کہ محمد شاہ! جیساکہ تو اسوقت مضطرب وحیران ہے مین تمام عمر اسی حالت مین رہا ہون لیکن آج تک کسی پر اسکا اظہار نہین کیا اور نہ آئندہ کرون گا۔ زان بعد فرمایا کہ جا تیرا بہائی صحت یاب ہوچکا ہے۔ محمد شاہ گہر مین آکر کیا دیکہتا ہے کہ اوسکا بہائی بیٹہا ہوا کہانا کہا رہا ہے

سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ ایکدفعہ پانچ درویش شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین پہونچے جو مزاج کے اکہڑ اور نہایت ہرزہ زبان تہے اور جنکے چہرہ سے درشت مزاجی فراخ کلامی برستی تہی۔ شیخ کی مجلس مین تہوڑی دیر ٹہیکر اوٹہ کہڑے ہوئے اور نہایت غضبناک لہجہ مین بولے کہ ہم نے جہان تک جہان بین کی اور جس قدر

دنیا مین گشت لگایا اوسی قدر درویش کو کمیاب بلکہ عنقا پایا۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا مین کوئی درویش نہین رہا ہے۔ شیخ شیوخ العالم فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز نے اون کا یہ طیش وغضب ملاحظہ کرکے فرمایا کہ صاحبو! ذرا تشریف رکہیئے مین ابہی آپکو ایک درویش سے بلاتا ہون لیکن اونہون نے جانے پر اصرار کیا اور آخر کار روانہ ہوگئے۔ شیخ نے فرمایا کہ اگر تم جاتے ہی ہو تو بیابان کی راہ سے مت جاؤ کیونکہ اوس مین تمہاری جانون کا خطرہ ہے۔ مگر اونہون نے شیخ الشیوخ کی اسبات کو بہی رغبت وقبولیت کے کانون سے نہ سنا اور آپکے ارشاد کے خلاف کیا۔ یہ درویش چند قدم گئے ہونگے کہ شیخ شیوخ العالم نے ایک شخص کو اونکے پیچہے دوڑایا اور فرمایا جاکر دیکہہ کہ درویش کس رستہ سے گئے ہین یہ شخص مذکور تعاقب کرتا ہوا اونکے قریب پہونچگیا۔ دیکہتا ہے کہ وہ بیابان ہی کے رستہ سے جارہے ہین چنانچہ شیخ کی خدمت مین آکر بیان کیا شیخ شیوخ العالم نے جب یہ خبر سُنی تو زار قطار رونے لگے اور پرنم آنکہون سے آنسوؤن کی ندیان بہاکر فرمانے لگے افسوس اونہون نے اچہا نہ کیا اوسوقت شیخ ایسے روئے جیسا کہ کسی کے ماتم پر لوگ روتے ہین۔ زان بعد لوگون نے خبر دی کہ وہ پانچون درویش بیابان مین بادسموم سے مرگئے۔ چار درویش تو ایک ہی جگہ مرگئے اور ایک درویش دریا کے کنارے پہونچا اور اس قدر پانی پیا کہ اوسی جگہ مرکر رہگیا۔

کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ خواجہ احمد سیوستانی جو شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے قدیم مریدون مین سے ایک نہایت ہی وفاکیش اور عقیدت مند شخص ہین فرماتے ہین کہ مین شیخ شیوخ العالم کے وضو اور غسل کے لیئے پانی لایا کرتا تہا ایکدن کا ذکر ہے کہ میری کمر مین درد تہا۔ شیخ نے مجہے پانی حاضر کرنے کے لیئے طلب فرمایا لیکن چونکہ مین درد کے مارے بے قرار تہا اس لیئے عرض کیا کہ میری کمر مین سخت درد ہے جسکی وجہ سے اسوقت پانی کی مشک لا نہین سکتا ہے شیخ شیوخ العالم نے خادم سے فرمایا کہ اونہین میری پاس لے آؤ۔ جب مین شیخ کی خدمت مین گیا تو بڑی شفقت و مہربانی سے اپنے پاس بلایا اور فرمایا تم اپنی پیٹہہ خم کرو۔ مین نے آپکی جانب پیٹہہ جہکادی شیخ شیوخ العالم نے دست مبارک پیٹہہ پر پہیرا اور اوپر سے نیچے کی طرف لے آئے۔ زان بعد فرمایا جاؤ پانی لے آؤ اوسوقت سے جو کہ جوانی کا زمانہ تہا اسوقت تک کہ میری عمر سو برس کے قریب ہے کبہی پیٹہہ مین درد نہین ہوا۔ باوجودیکہ پانی کی مشکین بکثرت لاتا تہا۔ یہی خواجہ احمد یہہ بہی فرماتے ہے کہ ایکدن شیخ شیوخ العالم نے مجہے اپنے کپڑے مبارک دہونے کا حکم کیا۔ مین کپڑے لیکر دریا کے کنارے آیا اور کپڑون کو دہو دُہلاکر خوب صاف کردیا۔ خشک ہوجانے کے بعد شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر ہوا فرمایا کہ جاؤ اور ان کپڑونکو ایکدفعہ اور دہو لاؤ مین نے اپنی دل ہی دل مین کہا کہ شاید اس فرمان مین کوئی مقصد مخفی ہوگا۔ یا حقیقت مین اس دفعہ کپڑون کے دہونے مین مجہسے کوئی تقصیر واقع ہوگئی

ہو گی۔ سوچتے سوچتے یاد آیا کہ آج مین نے پہلے کپڑے دہوئے تہے پہر وضو کیا تہا حالانکہ ادب کا مقتضا یہ تہا کہ اول وضو کرتا بعدہ کپڑے دہوتا چنانچہ اسدفعہ اول وضو کیا اور دوگانہ ادا کرکے نہایت احتیاط کے ساتہ کپڑے دہوئے اور شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین لیگیا اس مرتبہ بہی شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ ایکدفعہ اور دہو کر لاؤ۔ اب مجہے تعجب اور تعجب کے ساتہ حیرت ہتی کہ مینے نہایت احتیاط سے کپڑے دہوئے ہین۔ اور ادب و تطہیر کا کوئی دقیقہ اوٹہا نہین رکہا ہے جو احتیاط کی شرطین ہین مین سب بجالایا لیکن پہر مین نے خود ہی اپنے تئین جواب دیا کہ چونکہ فرمان شیخ کبیر کا ایسا ہی ہے ضرور اسدفعہ بہی کوئی نکوئی تقصیر واقع ہوئی ہوگی جب مین نے اپنے دماغ پر بہت ہی زور ڈالا اور حافظہ سے انتہا سے زیادہ مدد لی تو یاد آیا کہ مینے اس مرتبہ کپڑے دہو کر سکہانے کے لیئے درخت کی شاخون پر پہیلا دیئے تہے جنکے اوپر اور بہی بہت سی شاخین ہتین اور اونپر پرند بیٹہے ہوئے ہتے ممکن ہے کہ پرندون سے کوئی چیز جدا ہوئی ہو اور ان کپڑون پر پڑ گئی ہو چنانچہ ابکی دفعہ جو مینے کپڑے دہوئے تو سوکہانے کے لیئے اونہین جنگل مین ڈال دیا اسدفعہ جو مین کپڑے لیکر حاضر خدمت ہوا تو آپنے اونہین نگاہ قبول سے دیکہا اور زیب بدن فرمایا۔ کاتب حروف نے خواجہ احمد سیوستانی کو پایا ہے اور قدمبوسی کی سعادت سے معزز و ممتاز ہوا ہے۔ آپ سلطان تغلق کے عہد مین اجودہن سے غیاثپور مین تشریف لائے اور ایک زمانہ دراز تک سلطان المشائخ کی خدمت مین رہے۔ مین نے دیکہا کہ ایک بوڑہے عزیز تہے اور سو برس کے قریب عمر رکہتے تہے باوجود اس سن رسیدگی کے آپکے قد مبارک مین ذرا بہی کجی واقع نہین ہوئی ہتی اسی زمانہ مین کاتب حروف کے والد بزرگوار سید محمد مبارک کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ احمد کو اپنے گہر بلایا تہا اور میری بہائی امیر داؤد ہنوز چہ مہینے کے تہے اونہین کوئی مرض لاحق ہوا اور چند روز تک مطلقاً دودہ نہین پیا۔ جب اونہین بزرگ خواجہ احمد کی نظرِ مبارک کے سامنے کیا گیا اور بیان کیا گیا کہ چند روز سے اس بچہ نے بیماری کی تکلیف کی وجہ سے دودہ نہین پیا ہے تو اس بزرگ نے فوراً اپنی انگلی مونہ کے لعاب سے تر کرکے بہائی امیر داؤد کے ہونٹون پر ملدی اسی وقت بچہ نے لبون کو جنبش دی اور ہوشیار ہوگیا۔ خواجہ احمد نے دایہ سے فرمایا کہ اب اسکے مونہ مین دودہ دو۔ جون ہی دایہ نے چہاتی مونہ مین دی۔ بچہ نے دودہ چوسنا شروع کیا اور خوب سیر ہوکر پیا۔

ساتوان نکتہ شیخ شیوخ العالم خواجہ فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی والدۂ محترمہ کی کرامات کے بیان مین

جناب سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ شیوخ العالم کی والدہ مکرمہ نہایت بزرگ اور واجب الاحترام ہتین۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ چور آپکے مکان مین گہس آیا گہر کے تمام لوگ میٹہی نیند مین سوتے تہے لیکن شیخ شیوخ العالم کی والدہ بیدار اور عبادتِ الٰہی مین مصروف ہتین چور گہر مین داخل ہوتے ہی اندہا ہوگیا اور ایک گہبرائی ہوئی آواز مین پکارا کہ

اگراس گھر مین کوئی مرد ہے تو میرا باپ بھائی ہے اور عورت ہے تو میری مان بہن ہے بہر صورت جو شخص ہی ہے مین بالیقین اوسکی ہیبت ورعب سے اندھا ہو گیا ہون۔ خدا کے واسطے میرے حق مین دعا کرو کہ مین بینا ہو جاؤن اور مَین توبہ کرتا ہون کہ پہر کبھی چوری نکرون گا۔ چنانچہ شیخ کبیر کی واجب الاعتصام والدہ نے دعا کی اور چور بینا ہو کر چلا گیا۔ شیخ کی والدہ نے اسکا کسی سے ذکر نہین کیا لیکن جب ایک ساعت گذری تو لوگون نے ایک شخص کو دیکھا کہ دہی کا ہنڈا سر پر رکھے ہوئے اور اہل وعیال کو ساتھ لیئے ہوئے آیا۔ لوگون نے دریافت کیا کہ تو کون ہے اور کس غرض سے آیا ہے جواب دیا کہ مین آجکی رات اس گھر مین چوری کرنے آیا تہا۔ ایک محترم وبزرگ عورت بیدار تہی جسکی ہیبت ورعب کی وجہ سے مین اندھا ہو گیا اور پہر اوسکی دعا کی وجہ سے مین نے آنکھین پائین۔ مین نے اب مستحکم عہد وپیمان کر لیا ہے کہ اسکے بعد کبھی چوری نکرون گا اُسوقت مین خود اور یہ میری اہل وعیال اسلیئے آئے ہین کہ پاک ومقدس اسلام مین داخل ہون اور اوس کی برکت سے اَبدیٔ نجات حاصل کرین۔ الغرض اوس ولیہ کی برکت سے یہ تمام لوگ مسلمان ہو گئے۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ جس زمانہ مین شیخ شیوخ العالم جناب فرید الدین قدس سرہ اجودہن مین تشریف رکہتے تہے اُسوقت شیخ نجیب الدین متوکل کو والدہ ماجدہ کے لے آنے کیلیئے روانہ کیا۔ شیخ نجیب الدین متوکل شیخ شیوخ العالم کی محترم ومقدس والدہ کو لیکر روانہ ہوئے اثناء راہ مین ایک درخت کے نیچے اوترے اور پانی کی ضرورت واقع ہوئی شیخ نجیب الدین پانی کی تلاش مین گئے لوٹ کر جو آئے تو والدہ مکرمہ کو نہ پایا حیران ومتحیر ہو کر ادہر اُدہر دیکھنے لگے اور ہر چند تلاش کیا لیکن کہین پتہ نہ چلا شیخ نجیب الدین اسی حیرانی وپریشانی کی حالت مین شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور سارا قصہ دوہرایا۔ شیخ نے فرمایا کہ کہانا تیار کرین اور جو صدقہ آیا ہے خیرات کرین۔ ایک مدت کے بعد شیخ نجیب الدین متوکل کا پہر اون حدود مین گذر ہوا جب اوسی درخت کے نیچے پہونچے تو دل مین آیا کہ اس مقام کے داہنے بائین بستیون اور گذرگاہون مین گشت کرون شاید والدہ مکرمہ کا نشان وپتہ پاؤن چنانچہ ایسا ہی کیا۔ اور ایک مقام پر آدمی کی چند ہڈیان پائین۔ دل مین کہا کہ مجھے یقین پڑتا ہے کہ ہماری والدہ محترمہ کو کسی شیر یا درندہ نے ہلاک کیا اور اون ہی کی یہ ہڈیان ہین یہ خیال کر کے تمام ہڈیان جمع کین اور ایک تہیلی مین رکھکر شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین پہونچے اور سارا قصہ بیان کیا۔ شیخ شیوخ العالم خواجہ فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا کہ وہ ہڈیونکی تہیلی میرے سامنے لاؤ۔ جب تہیلی سامنے رکہی گئی اور آپنے اوسے جہاڑا تو ایک ہڈی بہی نہین نکلی۔ سلطان المشائخ یہان تک پہونچکر آنکھون مین آنسو بہر لائے اور فرمایا یہ عجائب روزگار سے ہے۔

آٹھوان نکتہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی بیماری اور دنیائے فانی سے

عالم باقی کی طرف رحلت فرما ہونے کے ذکر مین۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ شیوخ العالم جناب
خواجہ فرید الدین قدس سرہ کو اخری کی بیماری لاحق ہوئی اور اسی بیماری مین آپنے انتقال فرمایا۔ لوگون نے جناب سلطان المشائخ
سے دریافت کیا کہ آپ شیخ کے انتقال کے وقت موجود تہے سلطان المشائخ آنکھون مین آنسو بہر لائے اور فرمایا کہ نہین آپنے
مجہے شوال کے مہینے مین دہلی روانہ کر دیا تہا اور انتقال پانچوین محرم الحرام کو واقع ہوا۔ رحلت کے وقت حضور نے مجہے
یاد فرمایا پہر خود ہی ارشاد کیا کہ ہان وہ تو دہلی مین ہے اور یہ بہی ارشاد فرمایا کہ خواجہ قطب الدین قدس سرہ کے
انتقال کے وقت مین بہی حاضر نہتا بلکہ ہانسی مین موجود تہا۔ الغرض سلطان المشائخ یہ واقعہ بیان کر رہے تہے
اور زار قطار روتے جاتے تہے یہانتک کہ حاضرین مجلس کے دل مین ایک بڑا بہاری اثر پڑا اور سب چشم پر آب ہو گئے
آپ فرما رہے تہے کہ محرم کی پانچوین شب شیخ شیوخ العالم پر مرض غالب ہوا اور گو طبیعت نہایت بے چین تہی مگر
پہر بہی آپنے عشا کی نماز جماعت سے ادا کی بعدہ بے ہوش ہو گئے۔ تہوڑی دیر کے بعد جب ہوش مین آئے تو فرمایا
کہ مین عشا کی نماز پڑہ چکا ہون۔ لوگون نے کہا ہان فرمایا ایکدفعہ اور پڑہ لون پہر نہ معلوم کیا ہو۔ چنانچہ دوسرے مرتبہ
نہایت اطمینان و اعتدال کے ساتہ نماز پڑہی نماز پڑہتے ہی پہر بیہوش ہو گئے۔ اسمرتبہ زیادہ دیر تک عالم بے ہوشی
مین رہے اور یہ بے ہوشی پیشتر کی بے ہوشی سے زیادہ خطرناک معلوم ہوتی تہی۔ جب ہوش ہوا تو لوگون سے پوچہا کیا
مین نماز عشا پڑہ چکا ہون حاضرین نے عرض کیا کہ ایکدفعہ نہین بلکہ دو دفعہ پڑہ چکے ہین فرمایا ایکدفعہ اور پڑہ لو اور
پہر نہین معلوم کیا ہونے والا ہے۔ چنانچہ تیسری دفعہ نماز عشا ادا کی اور اسکے بعد انتقال فرمایا۔ کاتب حروف نے
اپنے والد بزرگوار سید مبارک محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ جب شیخ شیوخ العالم رحمت حق سے جا ملے اور
مقعد صدق مین مقام کیا تو لوگون نے آپکو غسل دیا کفنا کر چادر مانگی جو آپکے جنازہ پر ڈالنے کے لیئے چاہیئے تہی
میرے والد بزرگوار کہتے تہے کہ مجہے خوب یاد ہے کہ سید محمد کرمانی یعنے کاتب حروف کے جد امجد ایک علحدہ حجرہ کیطرف
گہر مین گئے اور اپنی والدہ محترمہ سے (جو کاتب حروف کی پردادی ہوتی تہی) چادر مانگی اونہون نے ایک بالکل نئی اور
سپید چادر سید محمد کرمانی کے حوالہ کی۔ جو شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے جنازے پر ڈالی گئی
جب آپکا جنازہ لیکر چلے تو شیخ کے تمام فرزند اسپر متفق تہے کہ شیخ کو اجودہن کی فصیل کے باہر اوس مقام پر دفن کرنا
چاہیئے جہان شہدا پاؤن پہیلائے سوتے ہین چنانچہ اس ارادہ سے فصیل کے باہر جنازہ لائے۔ اسی اثنا مین میان
خواجہ نظام الدین شیخ شیوخ العالم کے سب مین عزیز اور چاہیتے فرزند پہونچے۔ آپ سلطان غیاث الدین بلبن
کے ملازم تہے اور قصبہ پٹیالی مین رہتے تہے آپنے شیخ شیوخ العالم کو خواب مین دیکہا کہ اپنی خدمت مین بلا رہے ہین

خواجہ نظام الدین نے فوراً رخصت طلب کی اور اوسیوقت اجودہن روانہ ہوئے جس رات کو جناب شیخ شیوخ العالم
انتقال فرمانے والے تہے خواجہ نظام الدین اجودہن مین پہونچگئے تہے لیکن چونکہ قلعہ کے دروازے کبہی کے بند ہو چکے
تہے اسلیئے آپکو رات قلعہ باہر ہی بسر کرنی پڑی جس رات کہ شیخ شیوخ العالم انتقال کرنے والے تہے بار بار ارشاد
فرماتے تہے کہ نظام الدین آگیا لیکن کیا فائدہ کہ ملاقات نہوئی۔ الغرض جب صبح ہوئی تو خواجہ نظام الدین
نے قلعہ کے اندر جانا چاہا جون ہی آپ دروازہ کے قریب پہونچے شیخ شیوخ العالم قدس سرہ کا جنازہ نظر پڑا جسے
لوگ قلعہ کے باہر لیئے چلے آتے تہے آپنے بہائیون سے دریافت کیا کہ شیخ کا جنازہ کہان دفن کروگے کہا قلعہ کے باہر
شہدا کے مزارون کے نزدیک۔ کیونکہ شیخ شیوخ العالم اکثر اوقات وہان مشغول رہتے تہے قطع نظر اسکے وہ
ایک مقام نہایت پرفضا دلکش بہی ہے خواجہ نظام الدین نے فرمایا کہ اگر تم شیخ شیوخ العالم کو قلعہ کے باہر دفن کروگے
تو تمہاری کوئی شخص وقعت نکریگا اور اعتبار و قدر کی نظر سے نہ دیکہیگا کیونکہ جو لوگ شیخ کی زیارت کے لیئے
آئینگے باہر کے باہر ہی زیارت کرکے چلے جائینگے یہ بات سمجہہ مین آگئی اور سبنے خواجہ نظام الدین کی راے کے
ساتہ اتفاق کرلیا۔ قلعہ کے باہر نماز جنازہ پڑہکر اندر آئے اور اوسمقام پر دفن کیا جہان ابتک مدفون ہین۔
سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ ایکدفعہ ایک شخص نے شیخ شیوخ العالم خواجہ فرید الحق والدین قدس سرہ
کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو مین اون مسکینون کے لیئے جو پانی لکڑی باہر سے لاتے
ہین اینٹ کا ایک حجرہ تیار کرادون شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ سات سال گذر چکے ہین جو مسعود خدا کا غلام
نیت کرچکا کہ اینٹ پر اینٹ نرکہیگا لیکن اس شخص نے شیخ کی اولاد کو اسپر آمادہ کیا کہ ایک پختہ حجرہ
یہان ضرور بننا چاہیئے اور اونکی راے سے حجرہ بنکر تیار ہوگیا۔ مگر شیخ شیوخ العالم کے انتقال کے بعد وہ
پختہ حجرہ خراب و مسمار کردیا گیا اور شیخ کا روضہ متبرکہ اوسی مقام قرار دیا گیا۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے
کہ شیخ شیوخ العالم کی لحد کے لیئے کچی اینٹ کی ضرورت پڑی لیکن چونکہ وہان کچی اینٹ موجود نہ تہی اسلیئے
شیخ شیوخ العالم کے گہر کا دروازہ جو کچی اینٹون سے بنایا گیا تہا ڈہا دیا اور اوس مین سے اینٹین نکال کر
لحد مین خرچ کین (خدا تعالی آپکے مرقد کو پاک کرے اور آپکے رہنے کی جگہ خطیرۃ القدس کو ٹہیرائے) واضح
ہو کہ حضرت شیخ فرید الحق والدین مسعود گنجشکر قدس سرہ سنہ ۵۶۹ ہجری مین پیدا ہوئے اور سنہ ۶۶۴ ہجری مین
انتقال فرمایا۔ اس لحاظ سے آپکی عمر شریف پچانوے سال کی ہوئی۔ جس زمانہ مین حضرت گنجشکر نے جناب
شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہ العزیز کی خدمت مین اعتقاد و ارادت ظاہر کیا وہ سنہ ۵۸۴ ھ

تہا اور اس ارادت کے بعد آپ اسی سال زندہ رہے۔ حضرت سلطان المشائخ سے جب لوگون نے دریافت کیا کہ جناب شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی عمر شریف کس قدر تھی تو آپنے فرمایا پچانوے (۹۵) برس کی آپ انتقال کے وقت برابر فرمارہے تھے یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے شیخ سعدالدین حمویہ نے انتقال فرمایا اور اونکے تین سال بعد شیخ سیف الدین باخرزی نے رحلت کی اور انکے تین سال بعد شیخ بہاؤالدین زکریا دنیا سے اُٹھے اور انکے تین برس بعد شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے انتقال فرمایا۔ اسکے بعد سلطان المشائخ نے فرمایا وہ بھی کیا مبارک اور عمدہ زمانہ تہا جس مین آپ سے جلیل القدر عظیم الشان پانچ بزرگوار موجود تھے جنکی نظیر دنیا مین نہ تھی — شیخ شیوخ العالم فریدالدین قدس سرہ ایک۔ ابوالغیث یمنی دو۔ شیخ سیف الدین باخرزی تین۔ شیخ سعدالدین حمویہ چار۔ شیخ بہاؤالدین زکریا پانچ۔ قدس اللہ سرہم العزیز۔ یہ ضعیف کہتا ہے **قطعہ** شیخ اعظم فرید ملت و دین ؛ شیخ ابوالغیث شیخ سیف الدین ؛ شیخ سعدی حمویہ شیخ الوقت ؛ شیخ صاحب نفس بہاؤالدین ؛ بود بر پنج پیر در یک عصر ؛ ہر یکے بادشاہ دنیا و دین ؛ **آز انجملہ** سلطان المشائخ برہان الحقائق اولیائے دین کے سردار۔ اصفیائے عالم الیقین کے پیشوا۔ عالم علوم ربانی۔ کاشف اسرار رحمانی۔ ظاہر و باطن مین آراستہ اپنے وجود مبارک مین امور عالم سے پیراستہ۔ خدا تعالی کی صفات کے شیدا۔ باری تعالی کے عاشق۔ کان کرامت کے معدن صورت لطافت کے مخزن۔ اولیاء اللہ کے زمرہ مین کثرتِ آہ وزاری کے ساتہ معروف اصفیا کے حلقون مین برگزیدہ اوصاف سے موصوف یعنے سلطان المشائخ نظام الحق والحقیقۃ والشرع والدین۔ انبیاء و مرسلین کے وارث **سید سلطان الاولیا نظام الدین محبوب الٰہی**۔ بن سید احمد بن سید علی بخاری چشتی دہلوی قدس اللہ اسرارہم العزیز ہین یہ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** ذاتے کہ در لطافت طبع و کرامتش ؛ مثلش نبود و نیز نباشد در این جہان ؛ امیر خسرو سلطان المشائخ کی تعریف مین کیا خوب فرماتے ہین۔

قطعہ

قطب عالم نظام ملت و دین	کافتاب کمال شد رخِ او	در جنیدہ ز شبلی و معروف	یادگارے است ذات فرخِ او

[1] یعنی جناب شیخ فریدالدین اور شیخ ابوالغیث اور شیخ سیف الدین اور شیخ سعدالدین حمویہ اور شیخ بہاؤالدین زکریا۔ یہ پانچون پیر ایک زمانہ مین موجود تھے جن مین سے ہر ایک دین و دنیا کا بادشاہ تہا ۱۲ [2] وہ ایک ایسا مقدس ذات شخص تہا جسکی نظیر لطافت طبع اور کرامت مین دنیا مین نہ تو پہلے ہی تھی نہ آئندہ ہو سکتی ہے ۱۲ [3] جناب نظام الدین قطب عالم کا رخ انور آفتاب کمال تہا اون کی ذات مبارک جنید اور شبلی اور معروف کرخی کی ایک بے مثل یادگار تھی - ۱۲-

آپ کا دریا جیسا دل کیا ہی دل تھا جو ہر لحظہ و لمحہ عالم غیب کے ساقی سے چھلکتے ہوئے پیالے وَسَقَاھُم رَبُّھُم شَرَاباً طَھُوراً کے نوش کرتا تھا۔ ایک بزرگ کیا خوب فرماتے ہیں۔ **بیت** دریا کشم[1] از کف تو ساقی ؛ نگذارم نیم جرعہ باقی ؛ باوجود اسکے دوست کے اسرار میں سے تل بھر بھی ظاہر نکرتے تھے جیسا کہ اکثر اوقات یہ مصرعہ زبانِ مبارک پر جاری ہوتا تھا **مصرعہ** مردان[2] ہزار دریا خوردند و تشنہ رفتند ؛ یہ کس درجہ قوت و حوصلہ تھا کہ دم واپسین تک حالت صحو ہی میں رہے۔ یہ ضعیف کہتا ہے **قطعہ** جنید[3] را کہ ز اصحاب صحو میگیرند ؛ بخسب قدرش او را نبود این مقدار ؛ برفت راہ پیمبر[4] پے بر پے ؛ چہار یار نبی را گذشت پنجم یار ؛ اگرچہ اکثر اوقات آپ کا دل مبارک غلبۂ عشق سے موجزن رہتا تھا لیکن قوتِ صحو کی وجہ سے ہمیشہ دوست کے اسرار و رموز کی کامل طور پر نگرانی کرتے ہاں اسکے بدلے میں آہ سرد سینۂ مصفی سے کھینچتے اور پرنم آنکھوں سے گرما گرم اور خون آلود آنسوؤں کی ندیاں بہاتے تھے۔ خواجہ شمس الدین دبیر نے کیا خوب کہا ہے **بیت** آہ[5] پیوستہ من اشک مرا در دل گفت ؛ خیز بابے تو برون رو کہ گذر یافتہ ؛ شیخ سعدی اسی معنی میں خوب کہتے ہیں۔ **بیت** گرفتم[6] آتش دل در نظر نمے آید ؛ نگاہ مے نکنی آب چشم پیدا را ؛ شیخ عطار کہتے ہیں **رباعی** عاشقی[7] چیست ترک جان گفتن ؛ سر کونین بے زبان گفتن ؛ رازہا کہ در دل پر خونست ؛ جملہ از چشم خون فشان گفتن ؛ اگرچہ یہ بادشاہ دین و اہل محبت اور شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے یاروں سے پیچھے ہوئی ہیں۔ خاقانی کہتے ہیں **قطعہ** بعد[8] از سہ مراتب آدمی زاد ؛ بعد از سہ کتب رسید فرقان ؛ گل با ہمہ خرمی کہ دارد ؛ از بعد گیا رسد ببستان ؛ لیکن خدا تعالی کے عشق و محبت میں اپنے تمام یاروں سے اعلیٰ درجہ رکھتے اور بڑے بڑے مشائخ پر سبقت لے گئے تھے۔ یہ ضعیف کہتا ہے۔ **بیت** زمین[9] را با سمان نسبت نباشد ؛ فلک با عرش کے دارد مساواۃ ؛ اور دین کے شہسواروں کے میدان سے محبت کی گیند جوانمرد بادشاہ کی طرح اُچک لے گئے تھے۔ یہ ضعیف کہتا ہے **بیت** تو[10] بادشاہی و بیچارگان اسیر کمند ؛ تو شہسواری و عشاق خاکپای سمند ؛

---

[1] اے ساقی تیرے ہاتھ سے دریا پی جاؤں اور آدھا گھونٹ باقی نہ چھوڑوں ۱۲ [2] مردانِ راہ خدا ہزاروں دریا کے پینے کے بعد بھی پیاسے جاتے ہیں ۱۲ [3] لوگ جنید کو اصحاب صحو کے زمرہ میں شمار کرتے ہیں لیکن حقیقت میں اسکی قدر و مرتبے کے سامنے وہ کچھ بھی قدر نہ رکھتے تھے۔ چونکہ یہ ہمیشہ پیغمبر خدا کی راہ چلتے تھے اسلئے نبی کے چار یاروں کے بعد یہ پانچویں یار ہوئے ۱۲ [4] میرے دل میں آگ بھڑک رہی ہے لیکن نظر نہیں آتی کیا تو میری آنسوؤں کی ندی کو ظاہر نہیں دیکھتا ہے ۱۲ [5] جان کو ترک کر دینے اور کونین کے بھید مخفی رکھنے کا نام عاشقی ہے اور جو راز کہ دل پر خون میں پوشیدہ ہیں انہیں خون فشان آنکھوں سے ظاہر کرنے کا نام عاشقی ہے ۱۲ [6] تین ملیٹیوں کے بعد آدمی پیدا ہوتا ہے اور تین کتابوں کے بعد قرآن نازل ہوا پھول اگرچہ شادابی و تازگی رکھتا ہے لیکن گھاس کے بعد باغ میں پہونچتا ہے ۱۲ [7] زمین کو آسمان سے کچھ نسبت نہیں ہے۔ فلک عرش سے کبھی برابری نہیں کر سکتا ۱۲ [8] تو بادشاہ ہے اور بیچارے کمند کے قیدی۔ تو شہسوار ہے اور عشاق گھوڑے کے پاؤں کی خاک ہیں ۱۲

نکتہ - اس حقیر و ذلیل بندہ کو سبلت کی خواہی طاقت و توانائی نہین کہ ایسے اولوالعزم بادشاہ دین کی تعریف اس گندی اور ناپاک زبان سے کرے یہ ضعیف کہتا ہے بیت[1] بدین زبان ملوث مرا چہ زہرہ بود ٭ کہ وصف ذات تو گویم من شکستہ گدا ٭ اسی بارہ مین ایک اور بزرگ کہتے ہین بیت[2] آسمان را چہ ثنا گوید بیچارہ زمین ٭ مدح خورشید چہ داند لبسرا گفت سہا[3] خدا خوب جانتا ہے کہ جسوقت اس بادشاہ کی خوبصورتی اور جمال جہان آرا کا خیال دل مین گذرتا ہے تو مین بالکل محو اور حیرت زدہ ہو جاتا ہون اور دیوانون کی طرح اُلٹ پیچ کرنے لگتا ہون کہ کیا لکھون - خلاصہ یہ کہ اوس لاثانی ذات کے اوصاف عبارت کی قید اور استعارہ کے تحت مین نہین آسکتے ہین ایک بزرگ کیا خوب فرماتے ہین قطعہ[4] دل خواست کہ آرد بعبارت ٭ وصف رخ او باستعارت ٭ شمع رخ او زبانہ زد ٭ ہم عقل بسوخت ہم عبارت شیخ سعدی فرماتے ہین بیت نشان[5] پیکر خوبت نمیتوانم داد ٭ کہ از تامل آن خیرہ میشود بصرم ٭ انجام کار مین اپنے عجز کا اعتراف کرتا ہون بیت ترا صفت[6] دل بیچارہ کے تواند کرد ٭ بعجز خویشتن اقرار میکند اینک ٭ اسی بارہ مین ایک اور بزرگ یون فرماتے ہین بیت ماکہ در[7] شکل یار حیرانیم ٭ لبسرا وصاف او کجا دانیم لیکن جب حضرت سلطان المشائخ کی محبت کی آگ کا شعلہ بھڑکتا ہے اور دل کے آئینہ کو جو بشریت کی کدورت سے آلودہ ہے انوار محبت سے روشن و مجلا کرتا ہے تو اوسوقت یہ ضعیف بالکل بے طاقت ہو جاتا ہے اور اسکے جسم کے ہر رونگٹے کے نیچے سے ایک شوق کا نعرہ پیدا ہوتا ہے مصرع نعرۂ[8] شوق مے زنم تا رمقے است در تنم ٭ خدا تعالے سے امید ہے کہ اس درگاہ بے نیازی کے عاشقون کے سرداو کے دریائے محبت سے اس بیچارہ کے حلق مین ایک ایسا قطرہ ٹپکے مصرعہ امیر[9] خوبان آخر گدا اے کوئے توام ٭ یہ ضعیف کہتا ہے - بیت ز درد[10] عشق مے بیرد محمد جرعہ ے ساقی ٭ انان دریائی عشق آمیز تا او بے خبر گردد ٭ کہ اوس بادشاہ دین کے جمال عشق مین قبر تک رقص کرتا ہوا جائے - شیخ سعدی فرماتے ہین قطعہ گر در[11] سد از تو بگوشم کہ بمیر اے سعدی ٭ تا لب گور باعزاز و کرامت بروم ٭ ور بدانم بدر مرگ کہ حشرم با تست ٭ از لحد رقص کنان تا بقیامت بروم ٭ لیکن آپ کا

---

[1] اس گندی زبان سے مجھ شکستہ گدا کو اتنی تاب و طاقت کہان کہ تیری ذات کی تعریف بیان کردون ۱۲ [2] زمین بیچاری آسمان کی کیا تعریف کر سکتی ہے اور آفتاب کی توصیف سہا - (ایک تارے کا نام ہے) کیا جان سکتا ہے ۱۲ [3] [4] دل نے چاہا کہ اوس کے رخ انور کا وصف استعارہ کے پیرایہ مین قلم بند کرے لیکن اوسکی شمع رخ ایسی بھڑکی جس نے عقل و عبارت دونون کو جلا دیا ۱۲ [5] تیرے خوبصورت جسم کا نشان مین دے نہین سکتا کیونکہ اوسکے دیکھنے سے میری آنکھہ مین چکا چوند پیدا ہوتی ہے ۱۲ [6] چونکہ دل بیچارہ تیری تعریف نہین کر سکتا اس لیے اپنے عجز کا اقرار کرتا ہے ۱۲ [7] جب ہم یار کی شکل ہی مین حیران ہین تو اوسکے اوصاف کا بھید کیونکر جان سکتے ہین - ۱۲ [8] جبتک میرے جسم مین رمق باقی ہے ، شوق کا نعرہ مارتا ہون ۱۲ [9] اے معشوقون کے سرتاج آخر مین بھی تو تیرے کوچہ کا گدا ہون ۱۲ [10] اے ساقی سیبکد درد عشق سے جان بلب ہے اوسے عشق آمیز دریا کا ایک ایسا لبریز جام دے کہ بے خبر ہو جائے - [11] اگر تیری طرف سے میرے کان مین یہ آواز پہونچے کہ سعدی مرجا تو مین لب گور تک عزت و کرامت سے جاؤن اور اگر موت کے دروازے پر مجھے معلوم ہو جائے کہ میرا حشر تیرے ساتھ ہوگی تو لحد سے میدان قیامت تک رقص کنان جاؤن

اعتقاد صادق اور محبت کامل ہے تو یقین واثق ہے کہ مجھ کمترین کا حشر سلطان المشائخ کے غلاموں مین ہوگا۔ اور یہہ کمترین آپکے علم محبت کے نیچے جگہ پائیگا کیونکہ لوگون نے کہا ہے کہ طالب اور کوشش کرنے والا کبھی نہ کبھی اپنے مقصد مین ضرور کامیاب ہوجاتا ہے۔ مَنْ طلب شیئًا وجدّ وَجَدَ ایک ایسا مقولہ ہے جو اسی قسم کے موقع پر بطور ضرب المثل کے بولا جاتا ہے

اس بادشاہ دین کا ذکر پندرہ نکتون کو شامل ہے۔ **پہلا نکتہ** حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے حسب و نسب کے بیان مین۔ واضح ہو کہ حضرت سلطان المشائخ کے آبا کرام اور اجداد عظام شہر بخارا کے رہنے والے ہین جو علوم و فنون کا مرکز اور ورع و تقویٰ کا سرچشمہ ہے۔ سلطان المشائخ کے بزرگوار دادا **خواجہ علی بخاری** کے نام سے پکارے جاتے تہے اور واجب الاحترام نانا خواجہ عرب کے ساتہ شہرت رکہتے تہے۔ یہ دونون بزرگ باہم مصاحب اور ایک دوسرے کے بہائی تہے دونون ایک ساتہ بخارا کو چہوڑ کر لاہور مین تشریف لائے اور پہر لاہور سے بداؤن مین پہونچے چونکہ اوس عہد مین شہر بداؤن اسلام کا قبہ اور علوم کا مسکن تہا اسوجہ سے ان دونون حضرات نے یہان سکونت اختیار کی۔ خواجہ عرب دولت علم کے علاوہ صاحب ثروت اور مالدار بہی تہے۔ نقد روپے کے سوا بے شمار غلامون کے مالک تہے جنمین سے بعضے تو کسب حلال سے روزانہ ایک معقول رقم خواجہ کے ہاتہ مین لاکر دیتے تہے اور بعضے غلام آپکے روپے سے تجارت کیا کرتے تہے لیکن باوجود اس دولت و حشمت کے اولاد بہت کم تہی یعنے صرف ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی۔ صاحبزادہ کا نام خواجہ عبداللہ تہا اور صاحبزادی کا نام بی بی زلیخا۔ خواجہ عبداللہ کے صاحبزادہ کا نام خواجہ سعید۔ اور انکے صاحبزادہ کا نام خواجہ عبدالعزیز۔ اور انکے صاحبزادہ کا نام خواجہ حسن تہا۔ غرضکہ آپکی چار پشت تک خواجہ کا لفظ مذکور رہا۔ اور اسکے بعد منقطع ہوگیا۔ چونکہ خواجہ عرب اور خواجہ علی کے مابین ایک اتفاقی مراتب کی بنیاد پڑنے والی تہی اس لیئے خواجہ عرب نے اپنی لڑکی یعنے رابعہ عصر اور ولیئہ خدا بی بی زلیخا رحمۃ اللہ علیہا کو خواجہ احمد بن علی کے نکاح مین دیدیا جو اسکے بعد حضرت سلطان المشائخ کے والد ہوئے۔ بی بی زلیخا کا روضہ متبرکہ آجتک شہر دہلی مین موجود ہے جو دردمندون کا درمان اور حاجتمندون کا کعبۂ حاجات ہے۔ الغرض جب خواجہ عرب نے اپنی صاحبزادی کو خواجہ احمد کے نکاح مین دیکر رخصت کیا تو سامان جہیز جیسا کہ ان بزرگون کے ہان رسم ہے بہت کچہ عنایت فرمایا۔ حق تعالی نے چند روز کے بعد اس صدف پاک سے یہ کان کرامت کا قیمتی موتی اور عشق و محبت کا سرمایہ یعنے سلطان المشائخ قدس سرہ کو پیدا کیا۔ اس عالمگیر آفتاب سے عالم مین ایک چکاچوند پیدا کرنے والی روشنی ظاہر ہوئی۔ اور تمام جہان منور و روشن ہوگیا۔ آپکے پیدا کرنے مین خدا تعالی کی ایک حکمت مضمر تہی وہ یہ کہ آپکے سایہ عاطفت مین اہل دنیا پرورش پائین اور آخرت مین دائمی عقوبت سے خلاصی حاصل کرین۔ شیخ سعدی صاحب فرماتے ہین ــ

ملے جو کوئی چیز ڈہونڈے اور اوسکی طلب مین کوشش کرے اوسکو پالیتا ہے

بیت آفرین خدائے بر پدرے ٭ کہ ارد ماند این چنین پسرے ٭ ایک اور بزرگ فرماتے ہین نظم پدرے را کہ آنچنان خلف است ٭
مادرے را کہ این چنین پسر است ٭ آفتابش بر آستین قباست ٭ ماہتابش بر آستان درست ٭ الغرض ابہی حضرت سلطان المشائخ
کم سن اور نوعمر ہی تہے کہ آپکے والد بزرگوار خواجہ احمد بن علی الحسینی البخاری بیمار پڑ گئے اور ایسے سخت مریض ہوئے جس سے
لوگون کو آپکی زندگی کی امید منقطع ہو گئی۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ سلطان المشائخ کی والدہ محترمہ بی بی زلیخا نے خواب مین دیکہا
کہ اون سے کہا جاتا ہے کہ ان دونون مین جسے چاہو اختیار کر لو۔ یعنے اگر منظور ہو تو خواجہ احمد کو اختیار کر لو۔ اگر چاہو تو سلطان المشائخ
کو۔ سلطان المشائخ کی والدہ مکرمہ نے اپنے نونہال اور بلند اقبال فرزند کو اختیار کر لیا۔ لیکن جب دن ہوا تو بی بی زلیخا
رحمۃ اللہ علیہا نے اس خواب کو کسی سے بیان نہین کیا اور اب خواجہ احمد کی بیماری آناً فاناً ترقی کرتی گئی یہان تک کہ
دم واپسین شمار کیا جانے لگا اوسوقت حاضرین مجلس نے کہانے پینے کی قسم سے وہ تمام چیزین خواجہ احمد کے حضور مین
پیش کین جو آپکے مرغوب خاطر تہین اور جنہین آپ بہت ہی پسند کیا کرتے تہے۔ مگر شیخ نے سبکی طرف سے بے رغبتی
ظاہر کی اور اسکے تہوڑے عرصہ کے بعد سفر آخرت اختیار کیا۔ اور اطراف بداؤن مین مدفون ہوئے۔ چنانچہ اس
زمانہ تک آپکا روضہ متبرکہ موجود ہے۔ لوگ اوسکی زیارت کرتے اور فیض اوٹہاتے ہین۔

جب سلطان المشائخ کسیقدر بڑے ہو گئے تو آپکی والدہ محترمہ نے قرآن شریف پڑہنے کے لئے مکتب مین بٹہایا چونکہ حافظہ
قوی اور ذہن سلیم تہا تہوڑے عرصہ مین قرآن مجید تمام کر لیا۔ اور اب کتابین پڑہنی شروع کر دین۔ پڑہتے پڑہتے
ایک بڑی کتاب ختم کرنیکے قریب تہے کہ آپکے قابل و دلسوز معلم نے کہا۔ چونکہ تم ایک معتبر اور بڑی کتاب تمام کرنے کو ہو
لہذا دانشمندی کی دستار سر مبارک پر باندہنا چاہیئے۔ سلطان المشائخ نے اپنے مہربان و معزز اوستاد کی یہ حکایت والدہ
محترمہ کے آگے بیان کی اوس مخدومہ جہان نے کہ ایک عالم اوسکے سایہ عاطفت اور ظل حمایت مین تہا اپنے دست مبارک سے
سوت کاتا اور اوسکا کپڑا بنوا کر ایک دستار تیار رکہی۔ سلطان المشائخ نے جب وہ کتاب تمام کر ڈالی تو آپکی والدہ مکرمہ نے
ایک دعوتی مجلس ترتیب دی۔ وافر کہانا تیار کیا۔ اور چند بزرگان دین اور علماء اہل الیقین کو اس مبارک تقریب مین
مدعو کیا۔ اس مجلس مین شیخ جلال الدین تبریزی کے مرید خواجہ علی ہی تشریف رکہتے تہے جنہون نے دینی نعمت شیخ
جلال الدین تبریزی سے حاصل کی تہی اور اوس زمانہ مین کرامت کے ساتہ معروف و مشہور تہے جب اہل مجلس کہانے سے
فراغت پا چکے تو جناب سلطان المشائخ اوس دستار کو اپنے دست مبارک مین لیئے ہوئے مجلس مین آئے۔ تاکہ اون

سلہ ایسے باپ پر خدا کی رحمت جسکے صلب سے ایسا لڑکا پیدا ہوا ۱۲ سلہ جس باپ کا کہ ایسا فرزند ہے اور جس ماں کا ایسا بچہ ہے گویا
اوسکی قبا کی آستین مین آفتاب اور گہر کی چوکہٹ پر ماہتاب ہے ۱۲۔

بزرگانِ دین کے سامنے دستاربندی کی رسم ادا ہو یہ دیکھکر شیخ خواجہ علی اوٹھے اور پگڑی کا ایک سِرا تو اپنے دستِ مبارک مین لیا اور دوسرا حضرت سلطان المشائخ کے ہاتہ مین دیا چنانچہ سلطان المشائخ نے دستار کرامت سر پر باندہی - زان بعد آپنے اول خواجہ علی کے آگے سر خم کیا پہر تمام اہل مجلس کے آگے خم کیا - پہر تمام اہل مجلس کے آگے خواجہ علی نے اپنا دست کرامت سلطان المشائخ کے سر پر رکہا اور یون دعا دی کہ حق تعالی تمہین علمارِ دین کے زمرے مین داخل کرے اور ہمت و حوصلہ کی انتہائی درجہ پر پہونچائے - اسیکے قریب قریب تمام اہل مجلس نے آپکی نسبت دعائیہ کلمات ادا کیے اور مجلس برخاست ہوئی۔ فقیر نعمت اللہ نوری کہتا ہے کہ جب مین نے کتاب سیر الاولیا مین دیکہا کہ اوسکے مولف سید محمد بن سید مبارک بن سید محمد علوی حسینی کرمانی نے حضرت سلطان المشائخ کے جد بزرگوار خواجہ علی الحسین البخاری اور آپکے واجب الاحترام نانا خواجہ عرب الحسین البخاری کا شجرۂ طیبہ ذکر نہین کیا ہے تو اس کمترین نے اپنے اور سلطان المشائخ کے اجداد بزرگوار خواجہ علی اور خواجہ عرب قدس اللہ سرہم العزیز کا وہ شجرۂ طیبہ جسکی سند متصل جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے اور جو اس جلیل القدر خاندان کے معزز و بزرگوار ممبرون سے صحیح سند کیساتہ پہنچا ہے سیر الاولیا کے اس نکتہ کے ضمن مین جناب سلطان المشائخ کے اشارہ سے تحریر کیا انشاء اللہ تعالی صاحبدلون کی نظر فیض اثر سے گذریگا -

ابیات در شجرہ طیبہ۔

بعد حمدِ خالق و نعتِ رسول	میکنم ذکرے از اولادِ بتول	از امام الحق حسین شاہ دین	یادگارے بود زین العابدین
درجہان من بعد او قائم مقام	بود باقر نورِ چشمِ آن امام	او چون محمل جانب فردوس راند	زو بعالم جعفر الصادق بماند
میوہ ماند از شاخ آن عالی درخت	موسی الکاظم امامِ نیک بخت	زان فروغ مشعل راہ ہدا	بود امام المسلمین علی الرضا
کرد او رحلت سوئے دار السلام	ماند فرزندش محمد نیک نام	چون فروغ حق بفردوسش رساند	زو علی الہادی اندر دہر ماند
آسمان سوئے بہشتش رہ نمود	آمد آنگہ جعفر از وے در وجود	سرور عالم علی الاصغر است	گوہر روشن ز کانِ جعفر است
گشت عالم خرم و آفاق شاد	از علی اصغر چو عبد اللہ زاد	ہم ز عبد اللہ شد احمد پدید	زو علی آمد دو عالم را عید

ف۱ خدا کی حمد اور رسول کی تعریف کے بعد مین اولاد بتول کا ذکر کرتا ہون - حضرت فاطمہ زہرا کے با جاہ و جلال بطن سے جناب امام حسین شاہ دین پیدا ہوئے - اور آپکی محسوس یادگار امام زین العابدین باقی رہے - اور جب امام زین العابدین نے سفر آخرت قبول کیا تو دنیا مین آپ کے قائم مقام آپ کے چشم و چراغ امام باقر باقی رہے اور جب انکا بہی محمل فردوس برین کی طرف روانہ ہوا تو امام جعفر صادق نے اون کی جگہ سنبہالی - پہر اس بلند درخت کی شاخ سے ایک لذیذ میوہ یعنے بلند اقبال امام موسی کاظم رہے - اور اس راہ ہدایت کی مشعل کی روشنی علی الرضا پیدا ہوئے - لیکن جب انہون نے بہی دار السلام کی راہ لی تو انکے فرزند رشید محمد نام باقی رہے اور انکے بعد علی الہادی نے دنیا کو اپنے نور سے منور و روشن کیا - علی الہادی کے انتقال کے بعد جعفر تخت خلافت پر جلوہ آرا ہوئے - اور ان سے علی اصغر وجود مین آئے - اور جب ان سے عبد اللہ پیدا ہوئے تو عالم خرم و شاد ہو گیا - عبد اللہ کے صلب سے احمد اور ان کے صلب سے علی پیدا ہوئے جنہون نے اپنی محسوس [illegible]

وز علی آمد حسن فرخ نہاد
آخر از وے خواجہ عبداللہ زاد
ماند زان صاحب دل اہل تمیز
ماند فرزندش بود طاہاش نام
روشنی بخشِ چراغِ کاخ او

وز حسن آمد محمد یادگار
سوئے باغ خلد او ہم رہنما
سالک راہ ہدی عبدالعزیز
داشت او شغل بزرگان حق مدام
بود صدر الدین ثمر از شاخ او
ماند فضل اللہ زان عالی مقام

ماند ازو خواجہ عرب فرخندہ رائے
ماند ازو خواجہ سعید اندر جہان
زو حسن ماند از حسن عبدالکریم
ماند عبدالقاہر ازوے یادگار
در صلاح و زہد چون او کس نبود
نعمت اللہ نوری ازوے والسلام

بود او سید حسینی باخدائے
اہل جنت را شدے او میہمان
احمد ازوے بود با خلقِ عظیم
بود دانا و فقیہِ روزگار
صالح آمد زان نکو فرد وجود

حضرت قطب الاقطاب محبوب العالمین سلطان المشائخ نظام الحق والشرع والدین کے شجرہ نسب کا ذکر

سید محمد نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ العزیز سید خواجہ احمد کے فرزند رشید ہیں اور سید خواجہ علی الحسینی البخاری بن عبداللہ بن سید حسن بن سید میر علی آپکے جد پدری ہیں۔ سید محمد نظام الدین بن سید خواجہ عرب الحسینی البخاری بن سید محمد بن سید حسن بن سید میر علی بن میر آحمد بن میر ابو عبداللہ بن میر علی اصغر بن سید جعفر بن سید علی الامام بن سید علی الہادی النقی بن الامام سید محمد جواد بن امام سلطان الشہداء حضرت امام علی موسی رضا بن امام حضرت موسی کاظم بن امام ہمام حضرت امام جعفر صادق بن امام حضرت محمد باقر بن امام علی حضرت زین العابدین بن امام سلطان الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بن امام المومنین علی مرتضی علیہ السلام والکرام ہیں۔ امام ہمام سعید شہید حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی والدہ مکرمہ حضرت فاطمۃ الزہرا جناب فضل الانبیا اکرم المرسلین رسول الثقلین سرور کائنات مفخر موجودات رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں۔ اے خدائے غفار تو اپنی رحمت بیحد اوپر اور جناب نبی کریم کی تمام اولاد و ائمۂ اطہار اور سب چھٹے ہوئے اور منتخب اصحاب اور اولیائے محبوبین و مقربین پر عنایت و مہربانی کا مینہ برسا۔

لہ حسن کو چھوڑا۔ حسن سے محمد پیدا ہوئے اور آخر کار محمد کی جیتی جاگی تصویر خواجہ عرب دنیا میں ظاہر ہوئے۔ خواجہ عرب دنیا سے کروٹ لیتے وقت خواجہ عبداللہ کو چھوڑ گئے۔ اور جب انہوں نے بھی آپکے قدم بقدم باغ خلد کی راہ لی تو خواجہ سعید کو اپنا جانشین کر گئے۔ اور جب خواجہ سعید نے دنیا سے کوچ کر کے اہل جنت کی مہمانی قبول کی تو انکے پیچھے صاحبدل اہل تمیز جناب عبدالعزیز باقی رہے۔ پھر ان سے حسن اور حسن سے عبدالکریم اور ان سے احمد نے امامت لی۔ احمد کے فرزند رشید طاہا ان کے بعد جانشین ہوئے اور عبدالقاہر جو فرزانہ روزگار اور فقیہ عصر تھے باقی رہے۔ پھر انکے گھر کی روشنی بخش چراغ صدر الدین ہوئے جو زہد و صلاح میں بے نظیر اور عدیم المثال تھے۔ صدر الدین کے بعد صالح اور انکے بعد فضل اللہ ہوئے اور نعمت اللہ نوری پر اس سلسلہ کا توڑ ہو گیا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ امجاد کا ذکر

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چار صاحبزادے تھے۔ طیب۔ طاہر قاسم۔ ابراہیم۔ اور چار ہی صاحبزادیاں تھین۔
فاطمہ زہرا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب صاحبزادیون سے چھوٹی تھین۔ زینب۔ یہ آپکی تمام صاحبزادیون سے
عمر مین بڑی تھین حضرت زینب رض کا نکاح انکے ماموں زاد بھائی ابو العاص بن ربیع بن عبد العزیز بن عبد مناف سے
آنحضرت نے کر دیا تھا۔ حضرت رقیہ رض آپ حضرت زینب سے چھوٹی اور حضرت فاطمہ سے بڑی تھین۔ ان کا نکاح جناب
رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عتبہ بن ابی لہب سے کر دیا تھا لیکن عتبہ کے مرنیکے بعد پھر آپکی شادی حضرت عثمان
بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوئی جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حبشہ مین ہجرت کر گئے تھے تو حضرت رقیہ آپکے ہمراہ
تھین۔ حضرت ام کلثوم حضرت کی ان صاحبزادی کا نام آمنہ تھا لیکن وہ کنیت سے زیادہ مشہور ہو گئی تھین۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا پہلا نکاح عتبہ بن ابولہب سے کیا تھا لیکن جب اوسنے اپنی رسم ورواج کے مطابق
آپکو طلاق دیدی، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب رقیہ کے انتقال کے بعد ام کلثوم کو حضرت عثمان کے نکاح مین
دیدیا۔ خلاصہ یہ کہ حضرت فاطمہ زہرا کی شادی حضرت علی شاہ مردان سے ہوئی اور حضرت زینب کی ابو العاص
سے اور بی بی رقیہ کی حضرت عثمان بن عفان سے اور حضرت رقیہ کی انتقال کے بعد بی بی ام کلثوم بھی حضرتِ
عثمان سے بیاہی گئین اسی وجہ سے حضرت عثمان کو ذو النورین کہا جاتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کا ذکر بہ ترتیب نکاح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بی بی حضرت خدیجہ بنت خویلد ہین۔ دوسری سودہ بنت زمعہ۔ تیسری حضرت
عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر حضرت عائشہ صدیقہ کا مہر صرف اسقدر اسباب تھا جو پچاس درم کی قیمت رکھتا تھا اور
ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکا مہر پانسو درہم تھا جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرض لیکر ادا کر دیا تھا۔
چوتھے حضرت حفصہ۔ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور زینب رض کی والدہ محترمہ پانچوین خزیمہ زینب
کی بیٹی۔ چھٹی بی بی حضرت ام سلمہ ہین۔ ساتوین حضرتِ زینب۔ جحش کی صاحبزادی۔ آٹھوین جویریہ بنت حارث۔
نوین میمونہ بنت حارث۔ دسوین حبیبہ ابو احطب کی بیٹی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دس بی بیان مشہور
تھین۔ انکے علاوہ تین اور عورتین تھین جن مین سے بعض سے آپنے نکاح تو کر لیا تھا لیکن زفاف واقع نہین ہوا تھا
اور بعض سے خواستگاری کی لیکن نکاح کرنے کا اتفاق نہین ہوا۔ منکوحہ بی بیون کے علاوہ آپکی تین لونڈیاں بھی تھین
ایک ماریہ بنت شیبہ بن قطبہ۔ دوسری ریحان بنت زید عمر۔ تیسری وہ کنیز جسے زینب بنت جحش نے آنحضرت کو ہبہ کر دیا تھا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اگرچہ چار صاحبزادیاں تھین لیکن عمر مین سب سے بڑی اور بعض خاص خاص فضائل مین سب سے افضل حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہین آپ بزمانہ جاہلیت واقعہ فیل کے تیسوین سال مین پیدا ہوئین اور اپنے ماموں زاد بہائی ابو العباس کے نکاح مین دیگئین تہین لیکن تخالف ادیان کی وجہ سے بیچ مین آپکو طلاق ہوگئی تہی۔ جب بدر کے معرکہ مین ابو العباس قریش کے لشکر مین بہرتی ہوکر اہل اسلام کے مقابلہ مین آیا تو اوسنے میدان مین کہڑے ہوکر بآواز بلند کہا۔ مین گواہی دیتا ہون کہ خدا اپنی ذات وصفات مین اکیلا اور یکتا ہے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اوسکے مقبول بندے اور منتخب رسول ہین اسکے بعد اوسنے قریش کا ساتھ چہوڑ دیا اور جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آحاضر ہوا۔ آنحضرت نے اپنی پیاری صاحبزادی زینب کو اوسی پہلے نکاح کے ساتھ ابو العباس کے حوالہ کردیا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ جدید نکاح ہوا۔ مجمع الفتاوی مین لکہا ہے کہ سَاَلتُ الشَّیخَ الاِمَامَ حَمِیدُ الدِّینِ رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیہِ عَمَّن لَہٗ اُمٌّ سَیِّدَۃٌ وَاَبٌ لَیسَ بِسَیِّدٍ ھَل ھُوَ سَیِّدٌ فَقَالَ قَالَ اُستَاذِی شَمسُ الاَئِمَّۃِ الکَرُورِیُّ رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیہِ ھُوَ سَیِّدٌ وَاستَدَلَّ بِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ جَعَلَ عِیسٰی مِن ذُرِّیَّۃِ نُوحٍ وَّاِبرَاھِیمَ عَلَیھِمَا السَّلَامُ بِحُجَّۃِ الاِمَامِ وَتِلکَ حُجَّتُنَا اٰتَینٰھَا اِلٰی۔ وَرَاَیتُ فِی تَاوِیلَاتٍ اَنَّ عِیسٰی مِن اَولَادِ اِسحَاقَ عَلَیہِ السَّلَامُ وَقَالَ عَلَیہِ السَّلَامُ مَثَلُ اَولَادِی کَمَثَلِ سَفِینَۃِ نُوحٍ عَلَیہِ السَّلَامُ مَن رَکِبَھَا نَجٰی وَمَن تَخَلَّفَ عَنھَا ھَلَکَ۔ یعنے مین نے شیخ امام حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ جس شخص کی ماں تو سید ہو اور باپ سید نہو تو کیا وہ سید کہلایا جائے گا۔ فرمایا۔ میرے اُستاد شمس الائمہ کروری نے فرمایا ہے کہ بیشک وہ سید ہے اور اون کا استدلال یہ ہے کہ خدا تعالی نے حضرت عیسیٰ کو جناب نوح و ابراہیم علیہما السلام کی ذریت قرار دیا ہے۔ زان بعد امام نے اپنے اس دعوے پر یہ دلیل پیش کی۔ وتلک حجتنا اٰتینا ہا ابراہیم الخ اور مین نے تاویلات مین دیکہا ہے کہ حضرت مسیح جناب اسحاق علیہ السلام کی اولاد مین سے تہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اولاد کی مثال نوح کی کشتی جیسی ہے کہ جو شخص اوس مین سوار ہوا نجات پائی اور جس نے تخلف کیا جان سے گیا گذرا ہوگیا۔ **دوسرا نکتہ** حضرت سلطان المشائخ کو جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کی محبت پیدا ہونے اور بداؤن سے شہر دہلی مین تحصیل علوم کی غرض سے آنے کے بیان مین۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ ہنوز مین نو عمر تہا اور تقریباً بارہ سال کی عمر رکہتا تہا جو لغت کی کتاب مین پڑہتا تہا اتفاقاً ایکدن میری اُستاد کی خدمت مین ایک شخص آیا جسے ابو بکر خراط کہتے تہے اور ابو بکر قوال کے نام سے بہی شہرت رکہتا تہا۔ یہ شخص ملتان کیطرف سے آیا تہا میری اُستاد سے بیان کرنے لگا کہ مین ایک مرتبہ شیخ بہاؤ الدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز کے آگے ایک قصیدہ گا رہا تہا اور یہ شعر پڑہ رہا تہا ؎ لَقَد لَسَعَت حَیَّۃُ الھَوٰی کَبِدِی؛ لیکن عجیب اتفاق

بات ہے کہ اسکے آگے کا دوسرا مصرعہ بہول گیا جسے بزرگ شیخ نے یاد دلایا۔ اسکے بعد وہ شخص شیخ بہاؤالدین زکریا کے مناقب
وفضائل بیان کرنے لگا کہ آپ ایسے ذاکر اور اس قدر عبادت گذار ہین اور ان باتون کا سلسلہ یہان تک بڑہا چلا گیا
کہ اوسنے یہہ بہی بیان کیا کہ جب شیخ کی لونڈیان آٹا پیستی ہین تو بہی ذکر مین مصروف رہتی ہین اگرچہ اوسنے ان جیسی
بہت سی باتین بیان کین مگر میرے دل پر کسی بات کا اثر نہین پڑا لیکن جب اوسنے یہ ذکر چہیڑا کہ مین وہان سے
اجودہن آیا اور ایک دین کا بادشاہ ایسا ایسا دیکہا تو میرے اشتیاق کی رگ حرکت مین آئی اور شیخ شیوخ العالم
فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے خاص فضائل ومناقب جب میرے کان مین پہونچے تو ایک بے اختیاری
جوش کے ساتہ آپکی محبت اور صدق ارادت میری دلمین اثر کر گئی اور آپکے اشتیاق ملاقات کی آگ یہانتک بہڑکی
کہ مین ہر نماز کے بعد دس مرتبہ شیخ فرید اور دس دفعہ مولانا فرید کہتا جب کہین جاکے سوتا۔ رفتہ رفتہ یہ محبت
اس درجہ کو پہونچگئی کہ میرے تمام یار واصحاب اس سے خبردار ہوگئے اور شیخ کی وقعت وعظمت میرے دل مین
اسقدر بیٹہ گئی کہ اگر میرے ہمعصر مجہ سے کوئی بات دریافت کرتا اور قسم لانا چاہتے تو کہتے شیخ فرید کی قسم کہاؤ۔
الغرض جب مین نے عمر کے پندرہ مرحلے طے کرکے سولہوین مین قدم رکہا تو دہلی آنے کا قصد ہوا ایک ضعیف عزیز
عوض نام میرے ساتہ ہوئے اور ہم دونون روانہ دہلی ہوگئے اثنے راہ مین اگر کہین شیر کا خوف یا چورون کا خطرہ
ہوتا تو عوض کہتے۔ اے پیر حاضر ہوجیئے اور اے پیر ہم آپکی حفاظت وپناہ مین ہین یہ دشوار اور خطرناک گہاٹیان طے کررہے
ہین۔ مین نے عوض سے دریافت کیا کہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو اور پیر سے تمہاری کیا مراد ہے اونہون نے جواب دیا
کہ مین جناب شیخ شیوخ العالم فرید الدین کو کہہ رہا ہون۔ یہ سنکر میرے دل مین شیخ شیوخ العالم کی محبت کا
قلق اور اضطراب اور زیادہ ہوگیا۔ القصہ ہم شہر دہلی مین آئے اور اسے بہت بڑی خوش قسمتی کہنا چاہیئے کہ
ہم شیخ نجیب الدین متوکل یعنے شیخ شیوخ العالم کے بہائی کے پڑوس مین اُترے۔

تیسرا نکتہ۔ جناب سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس سرہ العزیز کے علم وتبحر کے بیان مین۔ سلطان المشائخ
فرماتے ہین کہ جب مین دہلی مین آیا تو تین چار سال تحصیل علوم مین سخت محنت اور جان کاہی کی جس زمانہ مین مین
تعلیم پارہا تہا اگرچہ بڑے بڑے دانشمند اور فضلا کی صحبت مین رہتا لیکن بارہا مین کہا کرتا تہا کہ مین آپ لوگونکی
صحبت مین ہمیشہ نہین رہ سکتا۔ چند روز اس صحبت مین اور مہمان ہون چنانچہ اس حکایت کا باقی حصہ حضرت
سلطان المشائخ کی سکونت کے ذکر مین مندرج ہوگا یہان اس قصہ کے بیان کرنے سے صرف یہ مقصود ہے کہ چونکہ
خدا تعالی نے اپنی محبت کا جوش سلطان المشائخ کے دل مین ڈالدیا تہا اور آپنے محبت الٰہی کا حصہ بہت کچہ لیا تہا

اسلیئے ابتدائی زمانہ سے آپ اسپر آمادہ تہے کہ تمام دنیاوی تعلقات سے انقطاع حاصل کرکے دوست حقیقی کی طرف رجوع ہون **مصرع** در دل نگنجد غم جان وغم جانان ❊ **منقول** ہے کہ سلطان المشائخ کے علمی کمالات اس عروج کو پہونچگئے تہے کہ آپ طالب العلمون مین نہایت تیز طبع اور کامل دانشمند مشہور ہوگئے تہے اور بحاث و محفل شکن مقتدر خطابات اُستادون سے حاصل کرلیئے تہے اور ہر علم وفن سے کامل حصہ لیلیا تہا۔ جب آپ علم فقہ اور اوسکے اصول سے فارغ التحصیل ہوگئے اور اِن علوم کو معراج کمال پر پہونچا دیا تہا تو اب ہمی فنون کی تحصیل کرنے لگے اور مولانا شمس الملۃ والدین دامغانی کے واسطے سے جو آپکے یار و ہم سبق تہے۔ اور کاتب حروف کے نانا ہوتے تہے مولانا شمس الدین کی خدمت مین پہونچے جو علم وفضل مین اپنے تمام علما وفضلاء زمانہ سے مستثنی اور ممتاز تہے اور شہر کے اکثر استاد و اہل کمال کو آپکی شاگردی کا فخر تہا۔ الغرض سلطان المشائخ ان بزرگوار فرید العصر کی خدمت مین پہونچے اور حریری کے چالیس مقامات یاد کرلیئے۔ جب اس علم مین کمال حاصل ہوگیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پڑہنی شروع کی اور حریری کے اون چالیس مقامات کے کفارہ مین جو آپ نے بڑی محنت وجانفشانی سے یاد کیئے تہے مشارق الانوار یاد کی۔ جناب مولانا کمال الدین زاہد سے جو علم وزہد مین اپنا نظیر نہین رکہتے تہے اور علم حدیث نیز روایات احادیث مین یگانہ روزگار اور فرید عصر شمار کیئے جاتے تہے۔ مشارق الانوار اول سے آخر تک پڑہی سرسری اور اجمالی نظر سے نہین بلکہ غور مین ڈوبی ہوئی نگاہ اور ساتہہی اس علم کے دقائق وغوامض اور تصحیح سند وقصہ اور روایات احادیث مین اسدرجہ تحقیق کی کہ اوس سے زیادہ ناممکن تہی۔

چوتہا نکتہ بعض ان حدیثون کے دقائق وغوامض کے ذکر مین جنکی سلطان المشائخ نے بڑے تبحر کے ساتہ تقریر کی سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ مین نے مولانا وجیہ الدین پائلی سے دریافت کیا کہ حدیث مین آیا ہے اِصْنَعُوا کُلَّ شَیْئٍ اِلَّا النِّکَاحَ۔ یعنے نکاح کے علاوہ ہر چیز کرنے کا مجاز رکہتے ہو۔ اس حدیث کے ظاہر الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نکاح حرام ہے اور یہ امر ظاہر البطلان ہے پہر اس حدیث کی کیا توجیہ ہے۔ اگرچہ مولانا وجیہ الدین نے کچہ عرصہ تک غور وتامل کیا لیکن زان بعد فرمایا کہ آپ ہی بیان فرمائیے۔ مین نے کہا کہ ایک روز صحابہ رضی اللہ عنہم نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ جب عورتین حیض سے ہوتی ہین تو لیستر علیحدہ کرتی ہین اسبارہ مین ہمین کیا حکم فرماتے ہین اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِصْنَعُوا کُلَّ شَیْئٍ اِلَّا النِّکَاحَ۔ یعنے حیض کی حالت مین بوس وکنار اور ساتہ لیٹنا سب کچہ جائز ہے لیکن وطی جائز نہین اور رانون تک مباشرت کرو اس سے اوپر تصرف نکرو۔ ایکدفعہ آپ نے یہ حدیث پڑہی۔ ضُوْمُوْا تَصِحُّوْا

اَوْ آخِرَہٗ وَسِرَاہٗ- قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ حدیث غرائب سے معلوم ہوتی ہے اور اوسکے معنی نہایت غامض و دقیق ہونگے- سلطان المشائخ نے اسکی توضیح و تشریح اس طرح بیان کرنا شروع کی کہ اَلشَّہْرُ فِی اَصْلِ الْوَضْعِ اِسْمُ الْیَوْمِ الْاَوَّلِ مِنَ الشَّہْرِ الَّذِیْ ہُوَ الْغُرَّۃُ سُمِّیَ بِہٖ لِشُہْرَتِہٖ ثُمَّ اشْتَہَرَ الشَّہْرُ کُلُّہٗ بِحُکْمِ غَلَبَۃِ الْاِسْتِعْمَالِ وَقَدْ اُرِیْدَ ہٰہُنَا الْیَوْمُ الْاَوَّلُ بِدَلَالَۃِ عَطْفِ السِّرِّ عَلَیْہِ وَہُوَ اِسْمُ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ مِنَ الشَّہْرِ وَمِنْہُ یُقَالُ سِرَارُ الشَّہْرِ اَوْ اٰخِرُہٗ- یعنی اصل وضع مین شہر مہینے کے پہلے دن کا نام ہے جسے غرہ کہتے ہین اور پہلے دن کا نام شہر اوسکی شہرت کی وجہ سے رکہا گیا پہر سارا مہینہ غلبۂ استعمال کیوجہ سے شہر کے نام سے مشہور ہوگیا- لیکن اسجگہ شہر سے مہینہ کا پہلا ہی دن مراد ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ لفظ سر کا عطف شہر پر ہے اور سر مہینے کے اخیر دن کا نام ہے کیونکہ اہل محاورہ بولا کرتے ہین سِرَارُ الشَّہْرِ یعنے مہینے کا آخر دن- ایک اور دفعہ آپنے فرمایا کہ جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ قَتَلَ مُعَاہِدًا لَمْ یَرِحْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ فَاِنَّ رِیْحَہَا یُوْجَدُ مِنْ مَنْزِلَۃِ خَمْسِ مِائَۃٍ- یعنے جو ہم عہد کو بے وجہ شرعی قتل کرڈالیگا وہ جنت کی بو نہ سونگہے گا- اگرچہ اوسکی خوشبو پانسو سال کی مسافت سے پائی جائیگی- اس حدیث کے ظاہر الفاظ بہی اہل سنت وجماعت کے مذہب کے خلاف ہین- لیکن حدیث مذکور کی ایک تاویل ہے جسے لوگون نے بیان کیا ہے- اور وہ یہ ہے کہ جنت مین داخل ہونے سے پیشتر موقف حساب مین خدا تعالی کی عنایت ومہربانی سے ایک ہوا چلیگی جس مین جنت کی خوشبو ہوگی تاکہ ایماندار بآسانی حساب سے فارغ ہو جائین- اسکے بعد یہ بیت زبان مبارک پر جاری ہوئی ؎ بادیکہ سحرگہ زسر کوئے تو آید ٭ جانہاش فدا بادکزو بوئے تو آید ٭ یہ بیت پڑہتے ہی آپ پر گریہ غالب ہوا اور زار قطار رونے لگے- اسی حالت مین یہ لفظ آپکی زبان مبارک پر جاری ہوا کہ شیخ کے طفیل سے وہ خوشبو اسوقت اس مجلس مین موجود ہے- اس مجلس مین قاضی محی الدین کاشانی اور دیگر عزیز موجود تہے ایک دفعہ آپنے یہ حدیث پڑہی- اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ طَعَامًا فَلَا یَمْسَحْ یَدَیْہِ حَتّٰی یَلْعَقَہَا اَوْ یُلْعِقَہَا- یعنے جب تم مین کوئی کہانا کہائے تو ہاتہہ پونچہنے سے پیشتر اوسے خود چاٹ لے یا دوسرے کو چٹا دے- فرمایا کہ حتی یلعقہا او یلعقہا کی شرح مین جو بعض شارحین نے یہ لکہا ہے کہ یلعقہا غیرہ- تو یہ توجیہ محض غلط ہے- وجہ یہ کہ اونہین خیال ہوا ہے کہ العاق ہمیشہ متعدی ہوا کرتا ہے حالانکہ ایسا نہین ہے کیونکہ باب افعال کا متعدی ہونا ضروری نہین بلکہ کبہی لازم بہی آیا کرتا ہے جیسا کہ اُولٰئِکَ ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّہَا- بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ راوی کا شک ہے اور حقیقت مین دونون لفظون کے معنی ایک ہین- یہی وجہ ہے کہ محدثین کے نزدیک روایت حدیث کی ایک شرط سماع بہی ہے- ایک اور دفعہ آپنے فرمایا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے- حُبِّبَتْ اِلَیَّ

مِنْ دُنیَاکُمْ ثَلَاثٌ اَلطِّیبُ وَالنِّسَاءُ وَقُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ۔ یعنی مجھے تمہاری دنیا کی تین چیزین محبوب و پسندیدہ ہین خوشبو عورتین اور میری آنکھہ کی ٹھنڈک نماز مین ہے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہان نساء سے حضرت عائشہؓ مراد ہین کیونکہ تمام ازواج مطہرات سے زیادہ اور بیشتر میل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بی بی عائشہؓ ہی کی طرف تہا اور قرۃ عینی فی الصلوۃ سے مراد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ ہین کیونکہ جسوقت آنحضرت نے یہہ حدیث فرمائی ہے اوسوقت فاطمہ زہرا نماز مین تہین۔

زان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ بعضے لوگ کہتے ہین کہ اسمین نماز ہی مقصود ہے لیکن اگر یہی بات ہوتی تو آپ نماز کو ان دونون چیزون سے مقدم کرتے۔ زان بعد فرمایا کہ جب نبی کریم صلعم ان تینون چیزون کا ذکر کر چکے تو خلفاء راشدین یعنے حضرت ابوبکر صدیق۔ حضرت عمر بن الخطاب حضرت عثمان حضرت علی رضی اللہ عنہم نے بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ کے الفاظ کے مطابق تین تین چیزین بیان کین اسوقت حضرت جبرئیل نے جناب الٰہی کا فرمان پہونچایا کہ محمد! مین بہی تین چیزین دوست رکہتا ہون۔ شَابٌّ تَائِبٌ وَعَیْنٌ بَاکٍ وَقَلْبٌ خَاشِعٌ یعنے مین تائب نوجوان اور رونے والی آنکھہ اور عاجز دل کو دوست رکہتا ہون۔ ایک دفعہ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ایسا کرے گا وہ کل قیامت کے روز میرے ساتہ بہشت مین ایک درجہ مین ہوگا اور اس حدیث کے بیان مین آپنے دو انگلیون کیطرف اشارہ کیا یعنے مجہہ مین اور اوس مین صرف اسقدر فاصلہ ہوگا جس قدر کلمہ کی انگلی اور اوسکے پاس کی انگلی مین ہے اور فرمایا کہا تین۔ بعدہ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اس فرمانے سے آنحضرت کا مطلب یہ تہا کہ جو درجہ میرے لیئے مقرر ہوگا اوس جیسا درجہ ایسے شخص کو بہی عنایت ہوگا۔ کیونکہ مخلوق کی انگلیون کو جب دیکہا جاتا ہے تو درمیانی اونگلی کلمہ کی انگلی سے بڑی معلوم ہوتی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی دونون برابر تہین۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ میری ایک بہانجی تہی جسے ایک شخص کے نکاح مین دیدیا تہا لیکن وہ شخص امور خانہ داری مین اچہا نہ تہا۔ میری والدہ ماجدہ نے مجہہ سے فرمایا کہ مین ان دونون مین خلع کرانا چاہتی ہون۔ مین نے عرض کیا جسطرح آپ کی مرضی ہو عمل مین لائیے۔ اوسی شب کو مین نے خواب مین دیکہا کہ لوگ کہہ رہے ہین کہ شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ تشریف لاتے ہین مین نے والدہ محترمہ سے عرض کیا کہ تہوڑا سا کہانا شیخ کے لیئے تیار کرنا چاہیئے والدہ نے فرمایا ہمارے گہر مین کہانا کہان ہے اسی اثناء مین مین نے سنا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک جماعت کے ساتہ تشریف لائے ہین مین یہ سنکر آگے بڑہا اور آنحضرت کے پاؤن مبارک کو بوسہ دیکر عرض کیا۔ اے رسول خدا میرے غریب خانہ پر تشریف لے چلیئے۔ فرمایا مجہے مکان پر لیجا کر کیا کریگا

مین نے عرض کیا کہانا خدمتِ اقدس مین حاضر کرون گا۔ فرمایا تیرے گہر مین کہانا کہان ہے۔ ابہی ابہی کا ذکر ہے کہ تو اپنی والدہ سے کہانجی نسبت گفتگو کر رہاہتا۔ مین آنحضرت کی یہ تقریر سنکر سخت شرمندہ و خجل ہوا۔ زان لبعد مین نے عرض کیا کہ اے رسول خدا مین حضور کی زبانِ مبارک سے کوئی حدیث سُننا چاہتا ہون۔ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کُلُّ اِمْرَاَۃٍ تَزَوَّجَتْ بِزَوْجٍ وَ طَلَبَتِ الْفُرْقَۃَ مِنْہُ قَبْلَ مَضِیِّ سَنَتَیْنِ وَنِصْفِ سَنَۃٍ فَھِیَ مَلْعُوْنَۃٌ۔ یعنے جو عورت کسی شخص سے نکاح کرے اور پہر ڈہائی سال کے گذرنے سے پیشتر اوس سے جدائی اختیار کرنا چاہے تو اوسپر خدا کی لعنت ہوتی ہے۔ چنانچہ جب مین بیدار ہوا تامل کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ میری بہانجی کا ہے۔ صبحکو سارا قصہ والدہ محترمہ کی خدمت مین دوہرایا اور عرض کیا کہ چند روز صبر کرنا چاہیئے۔ یہانتک کہ نکاح کی مدت سے ڈہائی سال گذر لین چنانچہ ہم نے صبر کیا۔ خدا کی شان کہ داماد نہایت نیک اور مرضی کے موافق ہوگیا۔

الغرض جناب مولانا کمال الدین زاہد نے مشارق الانوار کے ذیل مین کہ سلطان المشائخ نے سبقاً سبقاً ان بزرگوار سے پڑہی تہی علم حدیث کا ایک اجازت نامہ اور سند اپنے خط مبارک سے لکہکر دی تہی۔ کاتب حروف اُسے اُس کتاب مین لعینہٖ نقل کرتا ہے۔ وہو ہذا۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِمَنْ لَہُ الْاِبْدَاءُ وَالْاِعْطَارُ وَالْاِصْبَاحُ وَالْاَرْوَاحُ وَالْمَدْحُ لِمَنْ لَہُ الْاٰلَاءُ وَالنَّعْمَاءُ وَالصَّیَاحُ وَالْمَدَارِحُ وَالصَّلٰوۃُ الْفِصَاحُ عَلٰی ذِی الْفَضَائِلِ وَالْکَلِمَۃِ وَالْکَلَامِ الْمِفْتَاحِ وَالْمَنَاقِبِ الْعُلْیَا وَالْاَحَادِیْثِ الصِّحَاحِ صَلٰوۃً تَدُوْمُ دَوَامَ الْاِصْبَاحِ وَالْاَرْوَاحِ وَبَعْدُ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی وَفَّقَ الشَّیْخَ الْاِمَامَ الْعَالِمَ النَّاسِکَ السَّالِکَ نِظَامَ الدِّیْنِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ بْنِ عَلِیٍّ مَعَ وُفُوْرِ فَضْلِہٖ فِی الْعِلْمِ وَبُلُوْغِ قَدْرِہٖ ذِرْوَۃَ الْحِلْمِ مَقْبُوْلُ الْمَشَائِخِ الْکِبَارِ مَنْظُوْرُ الْعُلَمَاءِ الْاَخْیَارِ وَالْاَبْرَارِ بِاَنْ قَرَأَ ہٰذَا الْاَصْلَ الْمُسْتَخْرَجَ مِنَ الصَّحِیْحَیْنِ عَلٰی سَاطِرِ ہٰذِہِ السُّطُوْرِ فِیْ زَمَنِ الزَّمَنِ الْحَارِّ وَدُرُوْرِ الْاَمْطَارِ مِنْ اَوَّلِہٖ اِلٰی اٰخِرِہٖ قِرَاءَۃَ بَحْثٍ وَاِتْقَانٍ وَتَنْقِیْحِ مَعَانِیْہِ وَتَقْرِیْرِ مَبَانِیْہِ وَکَاتِبُ السُّطُوْرِ یَرْوِیْہِ قِرَاءَۃً وَسَمَاعًا عَنِ الشَّیْخَیْنِ الْاِمَامَیْنِ الْعَالِمَیْنِ الْکَامِلَیْنِ اَحَدُ الشَّیْخَیْنِ مُؤَلِّفُ شَرْحِ اٰثَارِ النَّیِّرَیْنِ فِیْ اَخْبَارِ الصَّحِیْحَیْنِ وَالْاٰخَرُ صَاحِبُ الدُّرَّتَیْنِ الْمُنِیْرَتَیْنِ الْاِمَامُ الْاَجَلُّ الْکَامِلُ مَالِکُ رِقَابِ النَّظْمِ وَالنَّثْرِ بُرْہَانُ الْمِلَّۃِ وَالدِّیْنِ مَحْمُوْدُ بْنُ اَبِی الْحَسَنِ اَسْعَدَ الْبَلْخِیُّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمَا رَحْمَۃً وَّاسِعَۃً کِتَابَۃً وَّشِفَاھَۃً وَّھُمَا یَرْوِیَانِہٖ عَنْ مُؤَلِّفِہٖ وَاَجَزْتُ لَہٗ اَنْ یَّرْوِیَ عَنِّیْ کَمَا ھُوَ الْمَشْرُوْطُ فِیْ ہٰذَا الْبَابِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَاَوْصِیْہِ اَنْ لَّا یَنْسَانِیْ وَاَوْلَادِیْ فِیْ دَعَوَاتِہٖ فِیْ خَلَوَاتِہٖ وَصَحَّ لَہُ الْقِرَاءَۃُ وَالسَّمَاعُ فِی الْمَسْجِدِ الْمَنْسُوْبِ اِلٰی نَجْمِ الدِّیْنِ اَبِیْ بَکْرِنِ التُّلُوَاسِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فِیْ بَلْدَۃِ دِہْلِیْ صَانَہَا اللّٰہُ عَنِ الْاٰفَاتِ وَالْعَاہَاتِ

وَہٰذَا خطُّ اَضْعَفِ عِبَادِ اللّٰہِ وَاَحْقَرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ الْمَارِیْکَلِیْ الْمُلَقَّبُ بِکَمَالِ الزَّاہِدِ وَالْفَرَاغُ مِنَ الْقِرَاءَۃِ وَالسَّمَاعِ وَکَتْبُ ہٰذِہِ السُّطُوْرِ فِی الثَّانِیْ وَالْعِشْرِیْنَ مِنْ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ سَنَۃَ تِسْعٍ وَسَبْعِیْنَ وَسِتِّمِائَۃٍ حَامِدًا لِلّٰہِ تَعَالٰی۔ وَمُصَلِّیًا عَلٰی رَسُوْلِہٖ ۞ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ مولانا کمال الدین زاہد علمی تبحر اور کمال تقویٰ وورع کے ساتہ انتہا درجہ کے معروف ومشہور تہے آپکی دیانت وصلاحیت اور عمل وعلم کی شہرت سلطان غیاث الدین بلبن انار اللہ برہانہ کے دربار تک پہونچ گئی تہی۔ سلطان کو آرزو تہی کہ مولانا کمال الدین زاہد کو اپنی امامت کا منصب تفویض کرے اسوجہ سے ایکدفعہ مولانا کمال الدین کو بُلایا اور جب آپ سلطان کے پاس پہونچے تو اوہنون نے کہا کہ مجہے آپکے کمال علم اور دیانت وصیانت مین کمال درجہ کا اعتقاد ہے اگر آپ ہمارے ساتہ موافقت کرین اور میری امامت قبول فرمائین تو بڑے شکریہ کی جگہ ہے آپکا محض کرم ہوگا اور ہمین اسبات پر پورا وثوق حاصل ہوگا کہ ہماری نماز خدا تعالیٰ کے دربار مین قبولیت کا جامہ پہننے والی ہے۔ مولانا نے سلطان کی یہ گفتگو سنکر برجستہ فرمایا کہ ہم لوگون مین بجز نماز کے اور کوئی چیز باقی نہین رہی ہے افسوس ہے کہ اب بادشاہ چاہتا ہے کہ وہ بہی بادشاہ

ترجمہ خطبۂ عربی۔ سب تعریف اوس شخص کو مختص ہے جسکی ایک صفت رہنمائی وبخشش ہے اور جسکے حکم مین صبح وشام ہے اور جمیع توصیف وثنا اوس ذات کے لیئے خاص ہے جسکی دست تصرف مین تمام نعمتین اور صبح وشام ہے اور بے انتہا رحمتین اوس شخص پر جو اعلیٰ فضائل کے مخصوص اور ایسے نکتون اور باریکیون کا صاحب ہے جو بستگیون کی کنجیان ہین اور اوس بزرگ مناقب کے صاحب اور صحیح حدیثون کے واضع پر جو جامع الکلم ہے ایسی رحمتین جو صبح وشام کی پائداری تک پائدار ہین۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ خدا تعالیٰ نے شیخ امام عالم نظام الدین محمد بن احمد بن علی کو باوجود اسکے کہ علم مین غایت درجہ کا فضل رکہتا اور مرتبۂ علم مین کمال بلاغت وقدرت رکہتا ہے اور بزرگ مشائخ کا مقبول اور علماء اخیار کا منظور نظر ہے۔ اسبات کی توفیق دے کر اوسنے اِن چند سطور کے کاتب پر اول سے آخر تک وہ کتاب پڑہی جسکا صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے استخراج کیا گیا ہے اور ایسی جہد وکوشش اور استواری وتنقیح معانی کے ساتہ پڑہی جیسا کہ چاہیئے اور کاتب سطور اس کتاب کو دو عالم کامل اماموں سے قراءۃ وسماعاً روایت کرتا ہے ایک وہ جو شرح آثار النیرین فی اخبار الصحیحین کے مؤلف ہین اور دوسرے وہ شیخ جو علم ظاہر وباطن کے مالک اور دو منبرون کے صاحب ہین یعنے علم شریعت وطریقت کے واعظ امام فاضل اجل کامل اکمل نظم ونثر پر قادر ملت ودین کی دلیل محمود بن ابی الحسن اسعد البلخی۔ خدا تعالیٰ اِن دونون صاحبون پر وسیع رحمت کا مینہ برسائے اور مینے ان دونون حضرات سے زبانی اور قلمی دونون طرح کی اجازت حاصل کی ہے اور انہون نے اس کتاب کو خود اوسکے مؤلف سے روایت کیا ہے مینے سلطان المشائخ کو اجازت دی کہ وہ مجہسے روایت حدیث کرے جیسا کہ علم حدیث مین مشروط ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مین سلطان المشائخ کو وصیت کرتا ہون کہ وہ اپنی خلوتی دعاؤن مین مجہے اور میری اولاد کو نہ بہولے اور اس کتاب کی قراءت وسماع اوس مسجد مین درست ہوئی جو نجم الدین ابوبکر التسلو آی کی طرف منسوب ہے۔ (خدا اوسپر رحمت کرے) اور جو شہر دہلی مین واقع ہے۔ خدا تعالیٰ اس شہر کو آفات وصدمات سے محفوظ رکہے۔ اور یہ خط اضعف عباد اللہ اور احقر خلق محمد بن احمد بن محمد المماریکلی الملقب بہ کمال زاہد کا ہے۔ اس کتاب کی قراءت

ہم سے چھین لے۔ مولانا کا یہ جواب سخت جسکی بنا صلابت دین پر تہی جب بادشاہ کے کان مین پہونچا تو وہ بالکل ساکت و خاموش ہوگیا اور فورًا تاڑ گیا کہ یہ بزرگ امامت کے معزز عہدے کو قبول کرنیوالے نہین ہین لہذا اوسنے بہت سی معذرت کے ساتھ آپکو رخصت کیا۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ مین نے قرآن مجید کے چھ سیپارے اور تین کتابین جن مین سے ایک کا مین قاری اور دو کتابون کی سماعت کرتا تہا اور چھ باب عوارف کے شیخ شیوخ العالم سے پڑہے اور ابو شکور سالمی کی تمام تمہید سبقًا سبقًا آپ سے پڑہی چنانچہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے اوس اجازت نامے اور سند سے یہ بات بہت کچھ ثابت ہوتی ہے جو آپنے تمہید ابو شکور سالمی کی اجازت کے بارہ مین اپنی زبانِ مبارک سے فرمایا اور جسے مولانا بدر الدین اسحاق سلطان المشائخ کے اوس خلافت نامہ کے ساتھ قید کتابت مین لائے جو شیخ شیوخ العالم نے اپنے سامنے مرتب کرایا تہا۔ یہ دونوں باتین اسی کتاب مین قلم بند کیگئی ہین۔ جو آگے چلکر صاحبدلون کی نظر پڑینگی انشاء اللہ تعالی۔

پانچوان نکتہ سلطان المشائخ کے اجودہن پہونچنے اور شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کی خدمت مین ارادت لانے کا ذکر۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ اثنار تعلیم مین مجہے شیخ شیوخ العالم نور اللہ مرقدہ کی قدمبوسی کی نہایت آرزو تہی اور آپکی تمنائے دیدار اس درجہ غالب ہوگئی تہی جسے مین بیان نہین کرسکتا۔ آخرکار مین اجودہن گیا۔ چہارشنبہ کا روز تہا کہ مجہے شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر کی قدمبوسی کا اعزاز حاصل ہوا۔ سب سے پیشتر جو شیخ کی بات میرے کان مین پڑی یہ تہی **بیت** اے آتشِ فراقت دلہا کباب کردہ ٭ سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ ٭ زان بعد ہر چند مین نے چاہا کہ اپنے اشتیاق کی شرح خدمتِ اقدس مین عرض کرون لیکن حضور کے دربار کی دہشت مجھپر اسدرجہ غالب ہوئی کہ بجز اسکے اور کچہ نہین کہہ سکا کہ حضور کی پابوسی کی آرزو کمترین کو بے حد تہی۔ شیخ شیوخ العالم نے جب میری دہشت کو ملاحظہ فرمایا تو یہ لفظ زبانِ مبارک پر جاری فرمائے کہ لِکُلِّ دَاخِلٍ دَہْشَۃٌ۔ یعنے ہر آنیوالے کے لئے دہشت ہے۔ چنانچہ مین نے اسی روز شیخ شیوخ العالم سے بیعت کی لیکن میرا ارادہ سر منڈانے کا نہ تہا کیونکہ مجہے طلبہ کے زمرہ مین اس حالت مین رہنے سے شرم آتی رہتی۔ دوسرے روز مین دیکھتا ہون کہ ایک اور شخص نے شیخ شیوخ العالم سے بیعت کی اور مولانا بدر الدین اسحاق نے اوسکا سر مونڈا۔ مین نے دیکہا کہ اوس مین ایک عظیم الشان نور پیدا ہوا اوسی طرح اسکے بعد اور دو تین شخصون کو دیکہا کہ جب وہ حلق کرا کے اندر سے باہر آئے تو نور کے چمکارے اونکی پیشانیون سے ظاہر ہوئے۔ اب میرا دل اسطرف مائل ہوگیا کہ مین بہی محلوق ہون چنانچہ شیخ بدر الدین کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ مین حلق کرانا چاہتا ہون۔ مولانا بدر الدین وہان سے اٹہکر اندر گئے اور شیخ

شیوخ العالم شیخ کبیر کی خدمت مین میری عرضداشت گذرانی حکم صادر ہوا کہ بیوقت حلق کرو۔ مولانا بدرالدین نے حضور کے ارشاد کی فوراً تعمیل کی اس کے بعد شیخ شیوخ العالم نے مولانا بدرالدین اسحاق کو حکم دیا کہ اس غریب الوطن متعلم کے لیے جماعتخانہ مین چارپائی بچہا دو۔ انہون نے فوراً جماعت خانہ مین ایک چارپائی بچہا دی اور مجہ کو اوسپر سونے کی اجازت دی لیکن مین نے اپنے دل مین کہا کہ مین چارپائی پر ہرگز نہین سو سکتا کیونکہ جب اس قدر غریب الوطن مسافر جن مین بعض حافظ کلام ربانی اور بعض عاشقان درگاہ رحمانی ہین خاک پر لوٹ رہے ہین تو مجہسے یہ کب ہو سکتا ہے کہ ادب کا پہلو چہوڑ کر چارپائی پر سو رہون۔ میرا یہ منشا معلوم کر کے مولانا بدرالدین اسحاق۔ شیخ شیوخ العلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور سارا قصہ دہرایا ابہی تہوڑی دیر نگذری تہی کہ مولانا بدرالدین آکر فرمانے لگے کہ شیخ فرماتے ہین کہ تم اپنے کہنے پر چلوگے یا پیر کا حکم بجالاؤگے مین نے عرض کیا کہ شیخ کے فرمان پر چلون گا۔ بعدہ فرمایا کہ جاؤ چارپائی پر سو رہو۔ کسینے سلطان المشائخ سے دریافت کیا کہ جب آپنے شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین طیب اللہ مرقدہ کی دولت ارادت کا اعزاز و افتخار حاصل کیا اوسوقت آپکی کس قدر عمر تہی فرمایا بیس سال کی۔ جب مین شیخ سے بیعت کر چکا تو خدمت عالی مین عرض کیا کہ اب شیخ کا کیا ارشاد ہے کیا مین تحصیل علوم کو ترک کر کے اوراد و نوافل مین مصروف ہو جاؤن؟ اسکے جواب مین شیخ شیوخ العلم نے فرمایا کہ مین کسیکو تحصیل علوم سے منع نہین کرتا تم تحصیل علوم بہی کرو اور اوراد و وظائف مین مصروف رہو یہانتک کہ ان دونون مین سے ایک خود بخود غالب ہو جائے علم بہی درویش کے لیئے ضروری چیز ہے بہت نہین تو تہوڑا ہی سہی۔

سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ مین شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین کل تین مرتبہ حاضر ہوا ہون ہر سال مین ایکبار اور جب شیخ صاحب رحلت فرمائے دارالسلام ہوئے تو بعد مین چہ یا سات دفعہ گیا ہون لیکن میرا غالب گمان یہ ہے کہ سات مرتبہ گیا ہون کیونکہ مین جہانتک یاد کرتا ہون معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کی زندگی اور آپکے انتقال کے بعد کل دس دفعہ اجودہن گیا ہون۔ زان بعد فرمایا کہ شیخ جمال الدین ہانسوی سات دفعہ ہانسی سے اجودہن تشریف لے گئے ہین اور شیخ نجیب الدین متوکل انیس بار تشریف لے گئے ہین جیسا کہ آپکے ذکر مین بیان کیا جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

چھٹا نکتہ اس بیان مین کہ جب سلطان المشائخ جناب شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی بیعت سے فارغ ہو کر دہلی مین تشریف لائے تو کس مقام مین سکونت اختیار کی اور شہر غیاث پور مین کیونکر تشریف لائے۔

کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار جناب سید مبارک محمد کرمانی سے سنا ہے کہ جبتک حضرت سلطان المشائخ شہر دہلی مین رہے کوئی مکان لبباست کے لیئے خرید نہین کیا بلکہ ہمیشہ کرایہ کے مکانون مین سکونت رکہی۔ نیز ساری عمر ایک جگہ مقام اختیار نہین کیا۔ جب آپ ابتداءً بداون سے تشریف لائے تو میان بازار کی سرائے مین فروکش ہوئے جسے نمک کی سرائے بہی

کہا جاتا ہے۔ آپنے والدہ محترمہ اور ہمشیرہ عزیزہ کو تو ہیین رکہا اور خود بارگاہ قواس مین جو سامنے غدکورہ کے سامنے واقع تہی سکونت رکہی اور اسی محلہ مین امیر خسرو بہی تشریف رکہتے تہے۔ چند روز کے بعد راوت عرض کا مکان خالی ہو گیا کیونکہ اوسکے لڑکے اپنی اپنی زمینون مین چلے گئے تہے۔ چونکہ راوت عرض امیر خسرو کا رشتہ مین نانا ہوتا تہا اسوجہ سے سلطان المشائخ امیر خسرو کے ذریعہ سے اوس مکان مین منتقل ہو گئے۔ تقریبا دو سال تک اوس مکان مین سکونت رکہی۔ یہ مکان قلعہ دہلی کے برج کے متصل دروازہ مندہ اور پل کے نزدیک واقع تہا۔ یہانتک کہ قلعہ کا برج گہر کی عمارت مین داخل ہوگیا تہا اس مکان کے چارون اضلاع مین بڑی بڑی بلند اور عظیم الشان عمارتین بنی ہوئی ہتین اور امیرانہ محل بڑی شان و شوکت سے تعمیر کیئے گئے تہے۔ اتفاق سے سید محمود کرمانی۔ کاتب حروف کے جد بزرگوار بہی اپنے متعلقین کو ساتہ لیکر اجودہن سے دہلی مین آئے اور اسی مکان مین سلطان المشائخ کی خدمت مین فروکش ہوئے۔ اس مکان مین تین درجے تہے۔ نیچے کے درجہ مین تو سید محمود کرمانی اپنے متعلقین کے ساتہ سکونت رکہتے تہے اور بیچ کے منزل مین جناب سلطان المشائخ تشریف رکہتے تہے اور اوپر کے درجہ مین آپکے یار و اصحاب فروکش تہے اور سب صاحب کہانا ہیین کہاتے تہے۔ کاتب حروف کے والد فرماتے ہین کہ اوس زمانہ مین بجز میرے اور مبشر کے کوئی دوسرا خدمتگار نہ تہا اور مین اوسوقت بہت ہی کم سن اور نو عمر تہا۔ سلطان المشائخ کی افطاری کا کہانا کاتب حروف کی دادی خود اپنے ہاتہ سے مرتب کرتی ہتین کیونکہ وہ بہی شیخ شیوخ العالم فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کی بیعت سے معزز و مشرف ہو چکی ہتین۔ اور اس وجہ سے اونہین سلطان المشائخ سے ایک خاص محبت و الفت ہو گئی تہی۔ الغرض جب افطار کا وقت ہوتا تو کاتب حروف کے بزرگوار دادا سید محمود کرمانی جو سلطان المشائخ کے ہم خرقہ تہے خود کہانا لیکر آپکی خدمت مین حاضر ہوتے لیکن وضو کرانے اور پایخانہ مین ڈہیلے رکہنے کی خدمت خصوصیت کے ساتہ کاتب حروف کے والد ماجد کے سپرد تہی۔ اسی اثنا مین راوت عرض کے لڑکے اپنی جاگیرون سے واپس آئے اور مکان خالی کرانے لگے۔ جناب سلطان المشائخ نے مکان کی تلاش مین ایک شخصکو روانہ کیا لیکن مالکان مکان نے اپنے ملکی اعزاز کے بہروسہ پر سلطان المشائخ کو اس قدر بہی مہلت نہین دی کہ آپ کوئی دوسرا مکان تلاش کر سکتے مجبورًا وہان سے اٹہے اور آپکی کتابین جنکے علاوہ اور کوئی اسباب نہ تہا لوگون نے سر پر رکہین اور سراج البقال کے گہر کے آگے چہپر دار کی مسجد مین فروکش ہو گئے۔ ایک رات سلطان المشائخ مسجد مین رہے اور کاتب حروف کے دادا سید محمد کرمانی اپنے متعلقین کے ساتہ چہپر دار کی دہلیز مین پڑے رہے دوسرے روز سعد کاغذی جو شیخ صدر الدین کا ایک مخلص و بے ریا مرید تہا یہ ماجرا سنکر سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور انتہا درجہ کی تعظیم و الحاح سے اپنے مکان پر لیگیا۔ سعد کے مکان کی چہت پر ایک نہایت خوبصورت اور

وسیع کمرہ بنا ہوا تہا جس مین ہرطرح کا آرام تہا۔ سلطان المشائخ کو نواوسنے اس کمرہ مین اوتارا اور سید محمد کرمانی کے لئے علیحدہ ایک مقام مرتب کیا چنانچہ کامل ایک مہینے تک سلطان المشائخ اس کمرہ مین سکونت پذیر رہے۔ اسکے بعد آپ وہان سے اوٹہے اور سرآرکابدار کے ایک محفوظ مکان مین جو اسی سرائے کے ایک گوشہ مین واقع تہا تشریف لیگئے۔ یہ سرائے پل قیصر کے متصل تہی۔ سید محمد کرمانی نے بہی اسی سرائے کا ایک حجرہ لیلیا اور اوسمین مع متعلقین کے سکونت اختیار کی پہر ایک مدت کے بعد سلطان المشائخ نے سرآ کے مکان کو خدا حافظ کہا۔ اور شادی گلابی کے مکان مین جو محمد میوہ فروش کی دکان کے متصل تہا رہنا اختیار کیا۔ اسی اثنا مین شمس الدین شربدار کے فرزند اور قریبی رشتہ دار سلطان المشائخ کے معتقد ہوگئے اور آپکو نہایت اعزاز و اقتدار کے ساتہ شمس الدین شربدار کے مکان مین لے آئے۔ سالہا سال آپ اوس گہر مین رہے اور یہان راحت و آسائش کے علاوہ آپکی جمعیت و اطمینان مین بہت کچہ ترقی ہوگئی۔ اجودہن سے جو آپکے یار و اصحاب تشریف لایا کرتے وہ اکثر اوقات سلطان المشائخ کے پاس اسی مکان مین رہا کرتے۔ اس محلہ مین ایک عزیز صاحب دولت و ثروت بہی رہتا تہا جسے خواجہ محمد نعلین دوز کہا کرتے تہے اور جسکی مبارک انگلیان ہمیشہ جوتون کے رنگ سے رنگین رہا کرتی تہین۔ اوسے مہتر خضر علیہ السلام سے ملاقات حاصل تہی۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ اس بزرگ نے سلطان المشائخ کو اپنے مکان پر مہمان بلایا۔ اتفاق سے دو تین عزیز اور بہی اس دعوت مین شریک تہے۔ کہانیکے وقت خواجہ محمد نے تہوڑی سی کہچڑی ایک بڑے طباق مین لاکر پیش کی کہچڑی مین نمک زیادہ تہا۔ جب ان لوگون نے کہانا شروع کیا اور نمک زیادہ معلوم ہوا تو اون عزیز مہمانون مین سے ہر شخص نے خواجہ محمد کی طرف متوجہ ہو کر ایک طیب آمیز بات اور ذومعنی لطیفہ کہنا شروع کیا۔ سلطان المشائخ نے فرمایا یارو کچہ مت کہو اس عزیز کے گہر مین جس قدر نمک موجود تہا پکا کر تمہارے سامنے حاضر کیا۔ الغرض جس شب کو سلطان المشائخ نے راوت عرض کی حویلی چہوڑ کر چہپر دار کی مسجد مین قیام کیا تہا اوسی رات کو آپ کے تشریف لے آنیکے بعد راوت عرض کے مکان مین آگ لگ گئی اور وہ تمام رفیع و بلند عمارتین جو امیرانہ شوقون سے بنائی گئی تہین اور وہ خوبصورت و عظیم الشان مکانات جنکی نظیر اوس وقت مین بمشکل مل سکتی تہی جلکر سطح زمین کے برابر ہوگئے۔ یہ بہی ایک اتفاق کی بات ہے کہ جہان جہان اور جس جس مکان مین سلطان المشائخ نے سکونت اختیار کی کاتب حروف کے دادا سید محمد کرمانی اپنے خویش و اقارب کو ساتہ لئے وہین حاضر رہے اور سلطان المشائخ کو اون دنون شہر مین رہنے کا اتفاق نہین پڑا جیسا کہ خود فرماتے ہین کہ قدیم زمانہ مین اس شہر مین رہنے کو میرا دل نہ چاہتا تہا۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ مین قتلغ خان کے حوض پر بیٹہا تہا اور چونکہ اوس زمانہ مین قرآن مجید یاد کرتا تہا اس لئے ہر وقت اسی مین مصروف رہتا تہا اسوقت بہی مین قرآن یاد کر رہا تہا دفعۃً ایک درویش مجہے نظر پڑے جو مشغول بحق تہے مین اونکے پاس گیا اور عرض

کیا آپ اسی شہر مین رہتے ہین ؟ فرمایا ہان - مین نے عرض کیا اور آپکی طبیعت مین سکون وجمعیت رہتی ہے ؟ فرمایا نہین
اسکے بعد اوس درویش نے ایک حکایت میری سامنے بیان کی کہ مین نے ایک مرتبہ ایک عزیز درویش کو دیکھا جو کمال دروازہ
سے باہر نکلا لب خندق پر چلا جارہا تہا دروازہ کمال کے نزدیک ایک بلند زمین ہے جہان شہیدون کا حظیرہ ہے بالغرض
دروازہ کمال کے باہر وہ درویش مجھے ملا اور کہنے لگا اگر تم ایمان کی سلامتی چاہتے ہو تو اس شہر سے باہر چلے جاؤ مین ایک وقت
سے اس فکر مین ہون اور یہی عزم کررہا ہون کہ شہر سے باہر چلا جاؤن لیکن چند موانع اس قسم کے پیش آئے جنہون
نے مجھے تہکا کر بٹہا دیا اور میری تمام کوششین رائیگان گئین - عرصہ پچیس سال کا ہوا جو میری عزیمت متقید ہے مگر یہان سے
نکلنا نہین ہوتا - سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ جب مین نے اوس درویش سے یہ بات سنی تو اپنے دل مین قطعی فیصلہ
کرلیا کہ اس شہر مین مین ہرگز نہین رہون گا - اسکے بعد چند مقامات پر میرا خیال دوڑا کہ وہان چلا جاؤن - کبہی دل مین
آتا تہا کہ قصبہ پٹیالی مین چلا جاؤن کیونکہ اس زمانہ مین وہان ترک یعنے امیر خسرو قیام پذیر تہے کبہی یہ خیال آتا تہا
کہ بسنالہ مین جارہون - کیونکہ یہ موضع شہر سے کسیقدر نزدیک ہے - چنانچہ مین نے بسنالہ کا فوراً تہیہ کرلیا اور وہان
سیاست کی غرض سے چلا گیا - اگرچہ برابر تین روز تک وہان رہا لیکن کوئی مکان دستیاب نہین ہوا نہ کرایہ کا نہ گروی کا
اور ان تین روز تک مین ایک شخص کا مہمان رہا انجام کار وہان سے لوٹ آیا مگر دلمین وہی کرید چلی جاتی تہی یہانتک کہ ایکمرتبہ
رانی کے حوض کی طرف ایک باغ مین گیا جو جسرت کے نام سے مشہور تہا وہان بیٹہا ہوا خدا سے مناجات کررہا تہا چونکہ وقت
نہایت اطمینان کا تہا اس لیئے مین نے کہا خداوندا مین اس شہر سے نکلکر دوسری جگہ جانا چاہتا ہون لیکن مین اوس مقام
کو اپنی رائے سے پسند نہین کرتا بلکہ جہان تیری مرضی ہو وہان چلا جاؤن - ہنوز مین اِن جملون کو پورا نکرنے پایا تہا
کہ آواز آئی غیاث پور چلے جاؤ مین نے اسکے پیشتر کبہی غیاث پور دیکہا نہین تہا اور اوسکا رستہ تک نہین جانتا تہا - یہ
آواز سنتے ہی مین ایک دوست کے پاس گیا جو نیشاپور کا باشندہ تہا اور نقیب کہلایا جاتا تہا - جب مین اوسکے مکان پر
پہونچا تو لوگون نے مجھسے بیان کیا کہ وہ غیاث پور گیا ہوا ہے مین نے اپنے دل مین کہا کہ یہ وہی غیاث پور ہے الغرض اوسکی
ہمراہ ہوکر غیاث پور پہونچا اوس زمانہ مین یہ مقام چندان آباد نہ تہا بلکہ ایک مجہول اور غیر معروف موضع تہا چنانچہ
مین نے وہان پہنچکر اقامت اختیار کی اور کم آبادی کی وجہ سے ایکطرح کا اطمینان ہوا - لیکن جب کیقباد نے کیلوکہری
مین سیاست اختیار کی تو اوس عہد مین یہان خلقت کی کثرت ہوگئی بادشاہ اور اُمرا کی آمد ورفت ہونے لگی اور اس
آمدوشد کی وجہ سے خلقت کا ہجوم بہت کچہ ہوگیا - اب مین نے خیال کیا کہ یہان سے بہی چلنا چاہیئے - مین اسی تردد
اندیشہ مین تہا کہ اوسیدن دوسری نماز کے وقت ایک جوان آیا اگرچہ حسن وخوبصورتی کے لحاظ سے لاکہہ دولاکہہ مین

نہین تو ہزار دو ہزار مین ضرور ریکا ہتا لیکن جسم کے اعتبار سے نہایت ضعیف و لاغر ہتا خدا معلوم کہ وہ مردانِ غیب مین سے
تہا یا کیا ہتا - بہر صورت اوس نے آتے ہی سب سے اول مجہہ سے یہ بات کہی سہ آن روز کہ مرشدی نمیدانستی ٭ کانگشت نمائے
عالمے خواہی شد ٭ امروز کہ زلف دل خلقے بربود ٭ در گوشہ نشستنت نمیدارد سود ٭ زان بعد اوسنے سلسلۂ کلام
اسطرح چہیڑا کہ اول تو آدمی کو مشہور ہی نہ ہونا چاہیئے اور جب مشہور ہوگیا تو اسدرجہ مشہور ہونا چاہیئے کہ کل قیامت کے
روز جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندہ و خجل نہ ہو - اسکے بعد اوسنے یہ بہی کہا کہ وہ کیا قوت اور کیا حوصلہ
ہے کہ خلق سے گوشہ اختیار کرکے مشغول بحق ہون - یعنے یہ کوئی قوت و حوصلہ نہین ہے بلکہ قوت و حوصلہ اسکا نام ہے کہ
باوجود خلقت کے ہجوم کے مشغول بحق ہون - جب اوسکی ان تمام باتون کا خاتمہ ہوگیا تو مین نے قدرے کہانا اوسکے
سامنے رکہا لیکن اوس نے نہین کہایا اسی اثنا مین مینے اسپر عزم بالجزم کرلیا کہ اس مقام کو چہوڑ کر دوسری جگہ نکل جاؤ
جب مینے یہ نیت کی تو وہ کہانا کہانیکی طرف مائل ہوا اور اوس مین سے تہوڑا سا کہانا تناول کرکے چلا گیا - اسکے بعد پہر مین نے اوسے
کبہی نہین دیکہا - کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ سلطان المشائخ کی ہمت ہمیشہ اسی مین مصروف رہی کہ کسی مخلوق کو میری
مشغولیون پر اطلاع نہ ہو - یہی وجہ ہتی کہ آپکی سدا کوشش رہی کہ خلق سے اعراض کرکے مشغول بحق ہون اور اس دعوے
کی دلیل یہ ہے کہ خود سلطان المشائخ بارہا فرمایا کرتے تہے کہ جب جوانی کے زمانہ مین مجہے لوگون کے ساتہ نشست برخاست کرنیکا
اتفاق ہوتا ہتا تو اس سے میرے دل مین بیحد گرانی پیدا ہوتی ہتی اور مین کہا کرتا ہتا کہ وہ کونسا زمانہ ہوگا جو ان لوگون
سے نکلکر تنہا مقام مین پہونچونگا اگرچہ میری حلقے مین نشست برخاست کرنے والے لوگ دنیادار نہ ہوتے تہے بلکہ متعلم اور
طالب العلم ہوتے تہے اور ہروقت علمی بحث مین مشغول رہتے تہے لیکن مجہے ہمیشہ اون سے نفرت ہوتی ہتی چنانچہ مین اکثر
اپنے یارون سے کہا کرتا ہتا کہ مین تم لوگون مین نہین رہونگا صرف چند روز کا مہمان ہون اور اس دعوے کی دوسری
دلیل یہ ہے کہ آپ ہمیشہ مکانون کی تبدیل کرتے رہتے تہے اور ایک جگہ استقامت نہین کی یہانتک کہ غیاثپور اسبارتے مین
اجازت سنی - علیٰ ہذا القیاس جناب سلطان المشائخ نے راہ سلوک کے مخفی رکہنے مین انتہا درجہ کی کوشش کی چنانچہ
فرماتے تہے کہ ابتدائی زمانہ مین مین آنے والون سے سنتا ہتا کہ شیخ خضر پارہ دوز نے بہار مین ایک خانقاہ بنائی ہے
اور درویشون کی بہت کچہہ خدمت کرتے ہین - مینے اونکا یہ حال سنکر عزم بالجزم کیا کہ وہان پہونچکر اونکے غلامون اور
بچون کو تعلیم دون لیکن جب چند روز کے بعد اوس طرف سے آنیوالے آئے تو شیخ خضر نے اونکے ہاتہہ مجہے ایک خط بہیجا
جس سے اونکی عام اخلاق اور مردمی و قابلیت بہت کچہہ ظاہر ہوتی ہتی - مین نے خط پڑہتے ہی جان لیا کہ وہ مجہے

[1] جسروز تو راہ نو ہتا تو تجہے معلوم نہ ہتا کہ ایک عالم کا انگشت نما ہوگا - آج کہ تیری زلف نے ایک خلق کے دل کو اچک لیا تو
اب گوشہ نشینی کیا فائدہ رکہتی ہے - ۱۲

پہچان گئے ہین لہذا مین نے اپنا ارادہ بالکل فسخ کردیا اور نیت کرلی کہ اب مین وہان نجاؤنگا۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ ایک دفعہ مین خطیرہ مین جاتا تہا اثنار راہ مین چند چہوٹے چہوٹے چہپرون پر میری نظر پڑی مین نے بکمال آرزو دل مین کہا کہ اگر مجہ جیسے شخص کو اس قسم کے چہپر ملجاہین تو بہت ہی بہتر ہے۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ ابتدائی زمانے مین کبہی کبہی میرے دل مین آتا تہا کہ مردان غیب کی صحبت اگر میسر ہو تو خوب بات ہے لیکن پہر مین نے سوچا کہ یہ ایک نہایت بے سود آرزو ہے کسی بہتر مصلحت کا پیچہا کرنا چاہیئے۔ آپ فرماتے تہے کہ مردان غیب اول آواز دیتے ہین پہر اپنی بات سناتے ہین۔ زان بعد ملاقات کرتے ہین۔ اسکے بعد لوگون کو اُچک لیجاتے ہین۔ اس حکایت کے اخیر مین آپکی زبان مبارک پر یہ لفظ جاری ہوئے کہ اوس شخص کے لیئے وہ کیا ہی عمدہ اور راحت خیز مقام ہے جہان مردان غیب اوسے کہنچ لیجاتے ہین۔ **ساتوان نکتہ** سلطان المشائخ کے اون مجاہدون کے ذکر مین جو ابتدا رحال مین کیئے گئے۔

جناب سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ ایکدفعہ مین شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے ساتہ کشتی مین بیٹہا ہوا تہا تمام یار حاضر تہے اور سخت گرمی کا موسم تہا یار لوگ ہر وقت اوٹہ اوٹہ کر سایہ کرتے تہے یہانتک کہ قیلولہ کا وقت ہوا اور سب لوگ تو سو گئے مگر یہ دعاگو بیٹہا ہوا شیخ شیوخ العالم کی مکہیان جہلتا رہا اتنے مین شیخ صاحب بیدار ہوئے مجہسے فرمانے لگے یار کہان گئے مین نے عرض کیا قیلولہ مین مصروف ہین فرمایا ذرا ورے آؤ۔ مین تم سے کچہہ کہنا چاہتا ہون زان بعد آپنے بیان کرنا شروع کیا کہ جب تم دہلی مین پہونچو تو مجاہدہ مین مصروف رہو کیونکہ بیکار رہنا اچہا نہین ہے روزہ رکہنا آدہا رستہ ہے اور دوسرے اعمال مثلاً نماز اور حج آدہا رستہ۔ اسکے بعد مولانا بدرالدین نے فرمایا کہ شیخ شیوخ العالم نے یہ سفر خاص تمہارے ہی لیے کیا تہا یعنے اس سفر مین تم شیخ شیوخ العالم کی بخشش سے بہت بڑی نعمت لیگئے۔

سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ کے فرمان سے مجہے ایسا ذوق شوق حاصل ہوا کہ مین آپ سے پوچہنا بہول گیا کہ کونسا مجاہدہ اختیار کرون لیکن بعد کو جب یارون سے پوچہا اور مشورہ کیا تو اونہون نے صائم الدہر ہونے کا ارشاد کیا چنانچہ مین نے ہمیشہ روزہ سے رہنا اختیار کرلیا مگر چونکہ شیخ شیوخ العالم سے خود اسکی اجازت حاصل نہین کی تہی اسلیئے کبہی کبہی اوس مین خلل پڑ جاتا ہے۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے غیاثی کے عہد مین اگرچہ دو آنے کے من بہر خربزہ بکتے تہے لیکن اکثر فصل گذر گئی تہی کہ مین نے خربزہ چکہا تک نہ تہا اور مین اسپر خوش تہا میری دلی آرزو تہی کہ اگر باقی فصل بہی خربزہ نہ کہایا جائے تو بہت اچہا ہے یہان تک کہ آخر موسم مین ایک شخص کئی خربزے اور چند روٹیان میرے پاس لایا۔ چونکہ غیبی سامان تہا اسلیئے مین نے اوسے قبول کرلیا۔ خربزون کی فصل کا یہ پہلا ہی دن تہا جس مین مینے خربزہ کہایا۔ زان بعد آپنے فرمایا کہ ایک اور دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک رات دن گذر چکا تہا اور دوسری رات نصف کے قریب آگئی

تہی کہ مجہے کوئی چیز کہانیکے لئے دستیاب نہین ہوئی تہی حالانکہ اوس زمانہ مین ایک آنہ کی دو سیر میدہ کی روٹیان بکتی تہین لیکن میرے پاس ایک دمڑی بہی نہتا کہ مین روٹیان بازار سے خرید کرتا اور میری والدہ محترمہ اور ہمشیرہ عزیزہ اور گہر کے دیگر آدمی جو میری کفالت مین تہے سبکا یہی حال تہا ایسی صورت مین اگر کوئی شخص مصری یا شکر یا قیمتی جامہ ہدیۃً پیش کرتا اگرچہ اوسے فروخت کرکے مین اپنی غرض پوری کرسکتا تہا لیکن مین نے کبہی ایسا نہین کیا بلکہ ہمیشہ اسی فاقہ کشی کی حالت مین رہنا مناسب و بہتر سمجہتا۔ اور جوکچہہ غیب سے پہونچتا اوسے کافی جانتا۔ شیخ محمود نصیرالدین رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہین کہ مین نے سلطان المشائخ کو فرماتے سنا کہ جس زمانہ مین مین اوس برج مین رہا کرتا تہا جو دروازہ مندہ کے متصل تہا اوس زمانہ مین ایک وقت مجہپر تین روز گذر گئے تہے کہ کہین سے کوئی چیز نہین پہونچی تہی اتفاقاً ایک مرد آیا اور اوسنے دروازہ کا کیواڑ کہٹ کہٹایا۔ مین نے ایک شخص سے کہا جاکر دیکہہ دروازے پر کون ہے۔ چنانچہ وہ شخص گیا اور دروازہ کہول کر دیکہا تو ایک شخص کہچڑی کا پیالہ ہاتہہ مین لئے ہوئے کہڑا تہا سلام علیک کے بعد کہچڑی کا پیالہ اسکے ہاتہ مین دیا اور رخصت ہوا۔ جب یہ شخص کہچڑی کا بہرا ہوا پیالہ میرے سامنے لایا تو مین نے اوس سے دریافت کیا کہ کیا تو اوس شخص کو پہچانتا ہے اوسنے جواب دیا کہ نہین مین اوسے نہین جانتا۔ الغرض مین نے وہ کہچڑی تناول کی جو حلاوت و ذوق مین نے اوس خشک کہچڑی مین پایا۔ اسوقت تک کسی کہانے مین نہین پاتا ہون اور جو نعمت اس ضعیف کو پہونچتی ہے کسی آنیوالے کے طفیل مین کہائی جاتی ہے۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ میری والدہ محترمہ کا میرے ساتہ ہمیشہ یہ برتاؤ رہتا تہا کہ جب ہمارے گہر مین غلہ نہ ہوتا تو آپ مجہہ سے فرماتین کہ آج ہم خدا کے مہمان ہین آپکے اس فرمانے کا میرے دل مین وہ عجیب و غریب اثر پڑتا کہ سارا دن اسباب کے ذوق و شوق مین گذار دیتا تہا اتفاق سے ایک شخص غلہ کا ایک کافی بوجہہ ہمارے گہر مین لاتا اور ہم متواتر چند روز تک اوسکی روٹی کہاتے تہے یہانتک کہ مین تنگ ہوجاتا کہ کسدن یہ غلہ نبڑے گا اور کسدن والدہ محترمہ فرمائینگی کہ ہم خدا کے مہمان ہین چنانچہ جب غلہ خرچ ہوجاتا تو والدہ محترمہ مجہسے فرماتین کہ آج ہم خدا کے مہمان ہین اس سے وہ ذوق و راحت مجہہ مین پیدا ہوتی کہ جسے مین کسیطرح بیان نہین کرسکتا۔ کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سید مبارک محمد سے سنا ہے کہ فرماتے تہے۔ جب اس سے پیشتر سلطان المشائخ غیاث پور مین سکونت رکہتے تہے تو آپکے مکان مین ایک زنبیل لٹکی رہتی تہی افطار کے وقت جب اوسے ہلایا جاتا تہا تو اوس مین سے روٹی کے خشک ٹکڑے گرتے لوگ اونہین ٹکڑونکو سلطان المشائخ کے سامنے لاکر رکہتے جن سے آپ روزہ افطار کرتے اور جن سے آپکے چند ملازمون کی قوت چلتی تہی۔ کاتب حروف نے جناب سید السادات سید حسین محمد اپنے عم بزرگوار سے سنا ہے فرماتے تہے کہ ایک درویش جناب

سلطان المشائخ سے افطار کے وقت آیا اوسوقت آپکے سامنے دسترخوان بچھا ہوا تہا اور وہی زنبیل کے خشک ٹکڑے دسترخوان پر رکہے ہوئے تہے۔ آپنے ابہی تک روزہ افطار نہین کیا تہا لیکن افطار کرنا چاہتے تہے۔ اوس درویش نے جانا کہ جناب سلطان المشائخ کہانا تناول کر چکے ہین اور یہ ٹکڑے دسترخوان پر باقی رہگئے ہین۔ چنانچہ اوسنے وہ تمام ٹکڑے دسترخوان سے چن لیئے اور ہاتہ مین لیکر روانہ ہوا۔ جناب سلطان المشائخ نے یہ دیکہکر تبسم کیا اور فرمایا ہنوز ہمارے کام مین بہت بڑی بہلائی ہے کہ ہمین اہو کار کہا گیا۔ یہ کیفیت دو فاقون کے بعد ظاہر ہوئی تہی کہ وہ درویش غیب سے آموجود ہوا۔ کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سے سناہے کہ فرماتے تہے جس زمانہ مین سلطان المشائخ پر افلاس وتنگدستی کی گہٹا چہائی ہوئی تہی اور فقر وفاقہ کا دائرہ نہایت وسیع وفراخ ہوگیا تہا تو آپکی بعض خدمتگار نہایت عاجز وتنگ تہے حتےکہ آپکے اعلیٰ رفیق یعنے شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین کے مریدون کو افلاس نے سخت تنگ کر رکہا تہا اور اونکی زندگی نہایت سختی وشدت کی حالت مین لبسر ہوتی تہی - فاقہ پر فاقے کہینچتے تہے اور زبان سے اُف تک نہین نکالتے تہے۔ اسی اثنا مین سلطان جلال الدین خلجی نے کچہ تحائف سلطان المشائخ کی خدمت مین بہیجا اور ایک معتبر شخص کی معرفت کہلا بہیجا کہ اگر آپ کا حکم ہو تو مین ایک گاؤن حضور کے خدمتگارون کے واسطے مقرر کردون کہ فارغ البالی سے آپکی خدمت مین مصروف رہین۔ سلطان المشائخ نے کہلا بہیجا کہ مجہا اور میرے خدمتگارون کو تمہاری گاؤن کی کچہ ضرورت نہین میرا اور اونکا خدا کارساز اور میر سامان ہے۔ یہان جب آپکے بعض اون معتقدون نے جو فقر وفاقہ کے عذاب مین مبتلا اور افلاس وتنگدستی مین گرفتار تہے یہ خبر سنی تو اتفاق کرکے سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور سب نے یکبار ہجوم کرکے عرض کیا کہ سلطان المشائخ تو اسی حال مین کمال بہتری سمجہتے ہین کہ پانی تک نہین پیئین لیکن ہم لوگ اس قدر طاقت نہین رکہتے ہمارا حال نہایت نازک اور ناگفتہ بہ ہے۔ سلطان المشائخ نے اونکی یہ تقریر سنکر اپنے دل مین خیال کیا کہ جن خدمتگارون اور بعض دوستون نے جو یہ شکایت پیش کی ہے۔ مین اون مین سے کسیکی طرف ذرا بہی التفات نہین رکہتا اگر سب کے سب اسیوقت مجہے چہوڑکر چلے جائین تو مجہے کچہ افسوس اور غم نہین ہے لیکن اون چند رفیقون اور دوستونکو جو میرے ہم خرقہ ہین اسبارہ مین آزمانا ضرور ہے کہ وہ بہی آسائش دنیا کے طالب ہین یا نہین۔ اس بنا پر آپنے سید محمد کرمانی کاتب حروف کے بزرگوار دادا اور بعض اعلیٰ درجہ کے دوستون کو بلایا اور سلطان جلال الدین خلجی سے گاؤن لینے کے بارہ مین مشورہ کیا۔ سب نے متفقہ الفاظ مین گذارش کی کہ مولانا نظام الدین ہم جو اسوقت آپکے گہر مین وقت بے وقت روٹی کہا لیتے ہین اسے بہت ہی غنیمت اور شکریہ کی جگہ سمجہتے ہین اگر سلطان جلال الدین کی طرف سے آپکے لیئے گاؤن مقرر ہوجائے گا تو ہم اسکے بعد پانی بہی نہین پیئین گے۔ سلطان المشائخ

ان حضرات کا یہ دلکشا اور فرحت انگیز جواب سنکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مجھے دوسرے لوگون سے چندان غرض نہین ہے نہ اونکی طرف کچھ التفات ہے میرا مقصود و غرض صرف تم لوگون سے تہی سو الحمد للہ کہ تمہاری دلسوزی اور قابلیت سے بہری ہوئی جواب نے مجھے بہت خوش کیا - درحقیقت تم لوگ میرے مددگار اور دین کے کام مین مُعین ہو - یارون کو ایسا ہی ہونا چاہیئے اور دوستونکے لیئے یہی بات زیبا ہے - چند معتبر اور مستند لوگون سے منقول ہے کہ جب سلطان المشائخ جناب شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین بمقام اجودہن موجود تہے تو آپکے بدنکے کپڑے نہایت میلے ہو گئے تہے اور چونکہ آپکو کہین سے صابون دستیاب نہین ہو سکتا تہا اسلیئے اونہین دہوکر سفید نہین کر سکتے تہے - ایکدن کاتب حروف کی دادی بی بی رانی نے سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ برادر من ! تمہارے کپڑے بہت میلے ہو گئے ہین اور جابجا سے پہٹ بہی گئے ہین اگر تم مجھے اوتار کر دیدو تو مین انہین صابون وغیرہ سے صاف کر دون - اور پیوند پارے سے بہی درست کر دون - سلطان المشائخ نے ہر چند زبان کرم سے معذرت کی لیکن بی بی رانی نے آپکا عذر قبول نہین کیا اور اپنی چادر دیکر کہا کہ جبتک مین تمہارے کپڑے دہو دُہلا کر صاف کرون اسے اوڑہے رہو - سلطان المشائخ نے ایسا ہی کیا - کاتب حروف کی دادی کپڑے دہونے مین مشغول ہوئین اور سلطان المشائخ کتاب ہاتہ مین لیئے ہوئے ایک گوشہ کی طرف چلے گئے اور مطالعہ مین مصروف ہوئے - یہان بی بی رانی نے کپڑونکو خوب دہو دُہلا کر صاف کیا اور جب وہ سوکہہ گئے تو آپنے کاتب حروف کے دادا سید محمد کرمانی سے اون کی پگڑی مانگی اور اوس مین سے تہوڑا سا کپڑا اپہاڑکر پانی سے دہویا اور خشک ہو جانے کے بعد سلطان المشائخ کے کُرتے مین پیوند لگایا جو گریبان کے پاس سے پہٹا ہوا تہا - اسکے بعد سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوکر کپڑے پیش کیئے جنہین آپنے بصد معذرت اور نہایت شکریہ کے ساتہ زیب بدن فرمایا یہی وہ رعایت تہی جو سلطان المشائخ سے آخر عمر تک سید محمد کرمانی اور اونکے فرزندون کے حق مین ظہور مین آتی رہی چنانچہ آجکے دن تک اس خاندان کے لوگ سلطان المشائخ کے صدقہ مین پرورش پاتے اور روضۂ متبرکہ کے اردگرد جان قربان کرتے ہین - یہ ضعیف کہتا ہے

قطعہ آن بخت کو کہ یک قدم آیم سوئے تو ÷ آن دولت از کجا کہ ببینم روے تو ÷ بوئے گل رخت بمشام دلم رسید ÷ جان میدہیم برسر کویت بہ بوے تو ÷

سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ مین ایکدفعہ بداؤن سے دہلی آتا تہا - رستہ مین ایک گدڑی پوش مجھے ملا جسکے بغل مین کالا کنبل اور سر پر ایک میلا کچیلا لتہ بندہا تہا - یہ شخص مستانہ وار میرے سامنے آیا اور دور سے سلام کیا جب مجھسے بہت ہی قریب ہوا تو گلے سے لگ گیا اور میرے سینہ کو سونگہنے لگا اسکے بعد اپنا سینہ میرے سینہ پر رکہا اور آنکہہ اوٹہا کر اول مجھے دیکہا پہر کہنے لگا اسجگہ مسلمانی کی بو آتی ہے - یہ کہکر چلا گیا اور مجھے معلوم نہوا کہ وہ کون شخص تہا - ایک اور مرتبہ جماعت خانہ مین دسترخوان بچہا ہوا تہا اور اوسپر روٹیان چنی ہوئی تہین کہ وہی درویش

آیا اور سلام کرکے دسترخوان پر بیٹھ گیا۔ مین نے اوسے دسترخوان پر تو بیٹھا ہوا دیکھا لیکن پھر یہ معلوم نہین ہوا کہ کب اور کس وقت چلا گیا۔ چنانچہ کہانے سے فارغ ہونے کے بعد جب مین نے اوسے تلاش کیا تو پتہ نہین لگا۔ حاضرین جلسہ سے مین نے پوچہا کہ یہ درویش جو ابہی دسترخوان پر بیٹہا تہا کہانا کہا کر گیا ہے یا یون ہی چلا گیا لوگون نے بیان کیا کہ چار روٹیان اور قدرے شوربا کارٹھ کے پیالے مین لیگیا۔ خانقاہ کے مقابل مین ایک بلند جگہ بیٹھکر روٹی کہائی اور کہاتے ہی چلا گیا۔ اسکے بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اس زمانہ مین ہمین عسرت و تنگدستی کی وجہ سے تین تین فاقون کے بعد کہانا میسر ہوتا تہا۔ تیسری مرتبہ کا ذکر ہے کہ کلاکہری سے چند دوست مجھسے ملنے آرہے تہے جن مین مولانا عمر بہی تہے اثنائے راہ مین وہی درویش اون سے ملکر پوچہنے لگا کہ مولانا عمر! کہان جاتے ہو کہا سلطان المشائخ کی خدمت مین فرمایا کہ اوس مسکین کے پاس کیا رکہا ہے جو تم اس قدر ہجوم سے جاتے ہو لو یہ بارہ آنہ مجھسے لو۔ اور سلطان المشائخ کی خدمت مین پیش کرو۔ اسکے بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اوسروز سے ہمارے پاس تحفے اور ہدیئے آنے شروع ہو گئے اور مین واضح ہو گیا کہ یہ وہی شخص تہا جو اول مرتبہ مجھسے ملا تہا اور پہر دوسری دفعہ جماعت خانہ مین سے روٹی سالن لیگیا تہا اوسنے اپنی تئین بجز عسرت و تنگدستی کے اور کسی وقت مین ظاہر نہین کیا۔

آٹھوان نکتہ سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خلافت اور دینی و دنیاوی نعمتین حضرت باعظمت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز سے حاصل کرنے کے بیان مین۔

سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ جب مین ابتدائی زمانہ مین تحصیل علوم مین مشغول تہا اور اوسمین اعلی درجہ کا استغراق و محویت رکہتا تہا تو ایکدن شیخ شیوخ العالم نے فرمایا۔ نظام الدین! تمہین یہ دعا یاد ہے۔ یَا دَائِمَ الْفَضْلِ عَلَى الْبَرِيَّةِ يَا بَاسِطَ الْيَدَيْنِ بِالْعَطِيَّةِ وَيَا صَاحِبَ الْمَوَاهِبِ السَّنِيَّةِ يَا دَافِعَ الْبَلَاءِ وَالْبَلِيَّةِ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ الْبَرَرَةِ النَّقِيَّةِ وَاغْفِرْ لَنَا بِالْعِشَاءِ وَالْعَشِيَّةِ رَبَّنَا تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَأَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ۔ وَصَلِّ عَلَى جَمِيْعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلَى مَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا۔ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ یعنے اے مخلوق پر ہمیشہ فضل و کرم کا مینہہ برسانے والے۔ اے بخششون اور عطیون کے بخشنے والے یا بزرگ و بلند عطیات کے مالک اے بلا و آفت کے ٹالنے والے محمد اور اونکے نیک کار اولاد پر رحمت نازل فرما اور ہمین صبح و شام بخشش کا خلعت عنایت کر۔ خداوندا ہمین اسلام کی حالت مین موت دے اور نیکبختون کے زمرہ مین شامل کردے اور تمام انبیا و مرسلین اور مقرب فرشتون پر بہی رحمت نازل فرما اور اے ارحم الراحمین اپنی رحمت کے ساتھ اونپر بکثرت سلام بہیج۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین جناب شیخ شیوخ العالم کے اس سوال کے جواب مین۔ مینے عرض کیا کہ

یہ دعا مجھے یاد ہنین ہے۔ امیر شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ اس دعاگو یاد کرلو اور چند روز تک مداومت و ہمیشگی کرو۔ اگر ایسا کروگے تو مین تمہین اپنا جانشین کرون گا اور خلافت کا معزز و ممتاز عہدہ تمہارے تفویض کردون گا۔ چنانچہ آپ کے فرمان کے بموجب دعاگو شہر مین آیا اور تین دفعہ دہلی سے شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین گیا۔ زان بعد ایکروز خواجہ نے مجھے بلایا یہ رمضان کی تیرہوین تاریخ تہی اور ۶۶۹ھ کا اخیر تہا۔ شیخ نے ارشاد کیا۔ نظام الدین جو کچھ مین نے تم سے کہا تہا یاد ہے مینے عرض کیا جی ہان یاد ہے۔ فرمایا۔ اچہا کاغذ لاؤ تاکہ اجازت نامہ لکہا جائے چنانچہ اسیوقت کاغذ حاضر کیا گیا اور شیخ نے اجازت نامہ مرتب کیا۔ بعدہ فرمایا کہ تم اس اجازت نامہ کو اپنے پاس رکہو اور مولانا جمال الدین کو ہانسی مین اور قاضی منتخب کو دہلی مین دکہاؤ۔ چونکہ شیخ شیوخ العالم نے بمقام شیخ نجیب الدین کا ذکر ہنین کیا اسلیئے مجھے معلوم ہوا کہ شاید آپکو اون سے کسی قسم کی رنجش ہے لیکن جب مین دہلی مین پہونچا تو لوگون نے مجھسے بیان کیا کہ شیخ نجیب الدین نوین رمضان کو انتقال کرگئے ہین اسوقت مجھے معلوم ہوا کہ شیخ شیوخ العالم نے جو شیخ نجیب الدین کا نام ہنین لیا تہا حقیقت مین اوسکا سبب یہ تہا۔

سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ جبکہ جناب شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر نے مجھے اپنی خلافت عطا فرمائی تو اس دعاگو کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا۔ خدا تعالی تجھے نیکبخت کرے اور یہ الفاظ بہی زبان مبارک پر جاری فرمائے۔ أَسْعَدَكَ اللّٰهُ فِي الدَّارَيْنِ وَرَزَقَكَ عِلْمًا نَافِعًا وَعَمَلًا مَقْبُولًا۔ یعنے خدا تعالی تجھے دونون جہان مین نیکبخت کرے اور علم نافع اور عمل مقبول عطا فرمائے۔ نافع علم سے وہ علم مراد ہے جو صرف خدا کے لیئے ہے۔ اور یہ بہی فرمایا کہ تو ایک ایسا درخت ہوجسکے سایہ مین ایک خلق کثیر آسائش و راحت سے رہے اور یہ بہی فرمایا کہ استعداد کے لیئے مجاہدہ کرنا چاہیئے۔ الغرض جب مین اجازت نامہ لیکر حضرت شیخ شیوخ العالم سے رخصت ہوا تو شیخ جمال الدین کے پاس ہانسی مین آیا اور اُنہین خلافت نامہ دکہایا۔ شیخ جمال الدین نے نہایت خندہ پیشانی سے ملاقات کی اور بے انتہا مہربانیون کا اظہار فرمایا اور یہ بیت زبان مبارک پر لائے ؎ خدائے جہان را ہزاران سپاس ✤ کہ گوہر سپردہ بگوہر شناس ✤ سلطان المشائخ کو جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کی طرف سے جو خلافت کا نسخہ اور **اجازت نامہ** اور ابوشکور سالمی کی تمہید کی سند حاصل ہوئی ہے۔ ان سب باتون کا اسمقام پر ذکر کیاجاتا ہے۔ پہلے شیخ شیوخ العالم کی عربی عبارت بجنسہ نقل کیجاتی ہے۔ زان بعد اوسکا ترجمہ اردو زبان مین قلمبند کیاجائیگا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۞ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي قَدَّمَ إِحْسَانَهُ عَلَىٰ مِنَّتِهِ وَآخَرَ شُكْرَهُ عَلَى النِّعْمَةِ هُوَ الْأَوَّلُ هُوَ الْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ لَا مُؤَخِّرَ لِمَا قَدَّمَ وَلَا مُقَدِّمَ لِمَا أَخَّرَ وَلَا مُظْهِرَ لِمَا أَبْطَنَ وَلَا مُخْفِيَ لِمَا أَظْهَرَ وَلَا يَكَادُ

نطق الأوائل والأواخر على ديمومته اعتبارا أو تقابلا- والصلوة على رسوله المصطفى محمد وآله وأهل الود
والارتضى- وبعد فإن الشروع في الأصول يوسع دعاة الشهور ويبصر لمن تكريم منها مخارق الورد على
أن الطريق مخوف والعقبة كؤود ونعم الكتاب في هذا الفن تمهيد المهتدي أبي شكور برد الله مضجعه
وقد قرأ عندي الولد الرشيد الإمام التقي العالم الرضي نظام الملة والدين محمد بن أحمد-
زين الأئمة والعلماء مفخر الأجلة والأتقياء أعانه الله على ابتغاء مرضاته وأناله المتمنى رحمته وأعلى درجاته
سبقا بعد سبق من أوله إلى آخره قراءة تدبر وإتقان وتيقظ واتقان مشتمل رعاية سمع ودراية جنان كما
حصل الوقوف على حسن استعداده كذلك وفور اختصاصه وأخرته أن يدرس فيه للمشتغلين بشرط المجانبة
عن التصحيف والغلط والتحريف وبذل الجهد والاجتهاد في التصحيح والتنقيح عن الزلل وعليه المعول والله
العالم وكان ذلك يوم الأربعاء من الشهر المبارك رمضان عظمه الله بركته بالإشارة العالية أدام الله علاه
وعن الخلل حماها تحررت هذه الأسطر بعون الله على أضعف الفقير إلى الله الغني إسحاق بن علي بن
إسحاق الدهلوي مشافهة حامدا ومصليا فأجزت له أيضا بأن يروي عني جميع ما استفاده وحوى
وسمع فبارك مني ودعى والسلام على من اتبع الهدى وأجزت له أيضا أن يلازم الخلوة في مسجد أقيمت
فيه الجماعة ولا يخل بشرائطها التي بها حصول الزيادة وبرفعها تكون الأقدام عاطلة نامية وذلك تجريد
المقاصد من مفاسدها وتفريد الهمة عما تعلقها وبيان ذلك ما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
كن في الدنيا كأنك غريب أو عابر سبيل وعد نفسك من أصحاب القبور الحديث فعند ذلك صح
قصده واجتمع همته وصارت الهمم المختلفة واحدة فليدخل الخلوة مفردا نفسه متجردا للخلق عالما
بعيوبهم تاركا للدنيا وشهواتها واقفا على مضراتها وآفاتها ولتكن خلوته معمورة بأنواع العبادات
إذا سئمت نفسه عن احتمال الأعلى ينزلها إلى الأدنى وإن حجت فليبشر لها إما بالعمل يسيرا أو بالنوم
فإن فيه احترازا عن هواجس النفس وليحترز البطالة فإنها تقسي القلوب والله تعالى على ذلك
أعانه ويحفظه عما شانه ورحمته وهو أرحم الراحمين صلى الله على محمد وآله وأيضا إذا استوفى
حظه من الخلوة وانفتحت بها عين الحكمة واجتمعت خلواته بمبادئ غاياته وصل إليه من لم تقدر
الوصول إلينا يستوفي إليه إياه فيده العزيزة نائبة عن يدنا وهو من جملة خلفائنا والتزام
حكمه في أمر الدين والدنيا من جملة تعظيمنا فرحم الله من أكرمه وعظم من أكرمناه وأهان من أهان

يَحفَظُ حَقَّ مَنْ حَفِظَہا صَحَّ ذٰلِکَ کُلُّہٗ مِنَ الْفَقِیْرِ الْمَسْعُوْدِ تَمَّ بِعَوْنِ اللّٰہِ وَحُسْنِ تَوْفِیْقِہٖ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

ترجمہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تمام حمد و ثنا اوس خدا کو سزاوار ہے جس نے اپنے احسان کو اپنی منت پر مقدم اور اپنی نعمت کے شکر کو موخر کیا۔ وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے جسے خدا تعالی بالا کرے اوسے کوئی پست کرنے والا نہیں اور جسے وہ پست کردے اوسے بالا کرنے والا نہیں ہے۔ جس چیز کو اونے پوشیدہ کیا اوسے کوئی ظاہر کرنے والا نہیں اور جسے اونے ظاہر کیا اوسے کوئی پوشیدہ کرنے والا نہیں ہے۔ اولین و آخرین کی گویائی خدا تعالی کی ہمیشگی پر نزدیک نہین ہوتی نہ اعتبار کی رو سے اور نہ تقابل کی حیثیت سے اور خدا کے اوس برگزیدہ اور منتخب رسول پر رحمت کاملہ نازل ہو جسکا نام پاک محمد ہے اور اوسکے آل و اصحاب و اہل دوستی اور صاحب برگزیدگی پر بہی خدا کی رحمت نازل ہو۔

حمد و صلوۃ کے بعد مین کہتا ہون کہ اصول حدیث کے علوم مین ابتدا کرنا حاضرین کی دعا کو کشادہ کرتا اور اوس شخص کو بینا کرتا ہے جو علم اصول کو پانی دیتا ہے۔ اس بنا پر کہ رستہ خطرناک اور عاقبت کار نہایت دشوار ہے علم اصول مین سب کتابون سے بہتر کتاب ابوشکور سالمی کی تمہید المہتدی ہے۔ خدا تعالی اوسکی خوابگاہ کو خوش کرے اور تحقیق فرزند رشید امام پاک دین اور پاک رائے دانشمند برگزیدہ نظام الملۃ والدین محمد بن احمد نے مجھسے پڑھا جو امامون کا زیب و زینت دینے والا اور بزرگون اور متقیون کا فخر ہے۔ خدا تعالی اپنی رضامندیون کے طلب کرنے پر اوسکی مدد کرے اور اپنی انتہائے رحمت پر پہونچائے اور اپنی عنایتون کے اعلی درجے پر جگہ دے۔ اونے کتاب تمہید اول سے آخر تک سبقاً سبقاً پڑہی اور فکر و اندیشہ اور بغیر کسی شک و گمان۔ اور نہایت ہوشیاری و استواری کے ساتہ پڑہی اور اسکے ساتہ ہی کان سے سننے اور دل سے جاننے کی رعایت بہی جمع کی۔ جس سے نظام الدین کی خوبی استعداد اور قابلیت پر بہت کچہ اطلاع حاصل ہوئی۔ اسیطرح اوسکی کثرت آراستگی و شستگی پر بہی اطلاع حاصل ہوئی لہذا مین نے اوسے اجازت دی کہ متعلمین کو اس کتاب کا سبق پڑھائے بشرطیکہ تصحیف و تحریف اور غلط سے احتراز کرے اور تصحیح و تنقیح مین انتہا سے زیادہ کوشش صرف کرے اور خدا تعالی کلام مین لغزش کرنے اور دینی کامون مین تباہی و بربادی ڈالنے والے امور سے نگہداشت کرنے والا ہے۔ جس دن یہ اجازت نامہ قید کتابت مین لایا گیا وہ چہارشنبہ کا دن اور رمضان المبارک کا مہینہ تہا خدا اوسکی برکت کو بزرگ کرے اور اس اجازت نامہ کی کتابت جناب شیخ شیوخ العالم کے اشارہ سے ہوئی خدا تعالی اوسکی قدر و منزلت کو بلند کرے اور خلل و لغزش سے نگاہ رکہے۔ یہ چند سطرین خدا تعالی کی مدد سے شیخ شیوخ العالم کی حضور مین مجہ ناتوان کے ہاتہ سے لکہی گئی ہین۔ جو خدائے بے نیاز کا محتاج اسحاق بن علی بن اسحاق متوطن دہلی ہے۔ درحالیکہ خدا کی

حمد کرنے والا اور رسول پر درود بھیجنے والا ہے۔ نیز مین نے نظام الملۃ والدین کو اسبات کی بہی اجازت دی کہ مجہسے اون تمام چیزون کی روایت کرے جنہین مجہسے حاصل کیا ہے اور جنہین جمع کیا اور مجہسے سنا اور یاد رکہا ہے۔ اور اوس شخص پر سلام ہو جو راہ راست کی پیروی کرتا ہے اور نیز مین نے اوسے اسبات کی بہی اجازت دی کہ کسی ایسی مسجد مین خلوت لازم پکڑے جہان جماعت قایم ہوتی ہو اور خلوت کی شرطون مین جن سے ترقی و زیادتی حاصل ہوتی ہے اور جنکے ترک کرنے مین اقدام بدی کی طرف دوڑاتے ہین رخنہ نڈالے۔ خلوت کی شرطین یہ ہین۔

(۱) مقاصد کا مغاسے مجرد کرنا (۲) ہمت کو اون چیزون سے یکسو کرنا جو مقاصد سے غافل کرنے والی ہین۔ اور اس خلوت کا بیان وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو دنیا مین مسافر یا رستہ کے گذرنیوالے کی طرح رہ اور اپنے نفس کو اصحاب قبور سے شمار کر۔ الحدیث۔ پس جس وقت خلوت کی شرطین ادا کیجاتی ہین تو خلوت نشین کا قصد خلوت درست ہو جاتے اور اوسکی ہمت جمع ہو جاتی ہے اور مختلف ہمتین ایک ہمت ہو جاتی ہے۔ پس چاہیے کہ خلوت مین اوس وقت داخل ہو جبکہ اپنے نفس کو سست کرنے والا ہو درحالیکہ خلق کو معدوم جاننے والا اور اونکی ناتوانی کا عالم ہو دنیا اور اوسکی خواہشون کو ترک کرنے والا اور اوسکی مضرتون اور آرزوون پر واقف ہو اور چاہیے کہ خلوت نشین کی خلوت اقسام عبادات سے آباد ہو۔ جب خلوت نشین کا نفس اعلیٰ درجہ کے شغلون کی برداشت کرنے سے عاجز ہو تو اوسے ادنی درجہ کی عبادت کی طرف اوتارے اور اگر غلبہ کرے تو نفس کو تہوڑے سے عمل یا تہوڑی سی نیند کے ساتہ خوش کرے کیونکہ اسطرح نفس کے خوش کرنے مین نفس کی شورشون سے احتراز ہے اور چاہیے کہ خلوت نشین بیکاری سے پرہیز کرے کیونکہ بطالت دلونکو سخت غفلت مین ڈالتی ہے۔ خدا تعالےٰ نظام الحق والدین کی اس کام پر مدد کرے اور اوس چیز سے نگاہ رکہے جو اوسکے خلاف شان ہے خدا اوسپر رحم کرے اور وہ سب رحم کرنے والون سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ محمد اور آل محمد پر خدا کی رحمت کاملہ نازل ہو۔ نیز جس وقت نظام الدین خلوت سے بہرہ ور ہوگا اور خلوتون کی وجہ سے حکمت و دانائی کے چشمے جاری ہون گے اور اوسکی خلوت عبادات نافلہ کو جمع کرنے والی ہوگی اور اوسکے حضور مین وہ شخص پہونچیگا جو ہم تک پہونچنے کی قدرت نرکہیگا اوس شخص کی طرف کامل نعمت پہونچائیگا۔ پس نظام الحق کا بزرگ ہاتہ ہمارے ہاتہ کا نائب ہے اور وہ ہمارے تمام خلفا مین ایک معزز خلیفہ ہے اور نظام الحق کا حکم دینی اور دنیاوی کام مین لازم پکڑنا منجملہ ہماری تعظیم کے ہے خدا تعالی اوس شخص پر رحم کرے جو نظام الحق کا اکرام کرے اور جسے ہم بزرگ رکہین خدا اوسے بزرگی سے رکہے اور جو شخص اوس شخص کے حق کی حفاظت نکرے جسکی ہم حفاظت کرتے ہین خدا اوسے ذلیل و خوار کرے۔ یہ اجازت نامہ

فقیر مسعود کی طرف سے خدا کی مدد و توفیق سے اتمام کو پہونچا۔ کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سید محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ جس زمانہ مین شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ اوس مرض مین مبتلا تھے جس مین دارِ دنیا سے سفر آخرت قبول کرنیوالے تھے تو کاتب حروف کے جد بزرگوار سید محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ شہر دہلی سے اجودھن مین پہونچے جا کر دیکھتے ہیں کہ شیخ شیوخ العالم حجرہ کے اندر ایک اونچی چار پائی پر آرام فرما رہے ہین اور آپکے فرزند و اصحاب حجرہ کے دروازے کے آگے بیٹھے ہوئے اسبارہ مین مشورہ کر رہے ہین کہ سجادہ نشینی اور مقام کی التماس حضور سے کرنا چاہیئے۔ اسی اثنار مین سید محمد کرمانی علیہ الرحمۃ پہونچگئے اور شیخ کی قدمبوسی کے لئے حجرہ کے اندر جانا چاہا۔ لیکن شیخ کے فرزند اندر جانے سے مانع ہوئے اور کہنے لگے یہ وقت اندر جانے کا نہین ہے۔ سید محمد کرمانی کو اسقدر طاقت کہان تھی کہ اس حالت مین شیخ کی قدمبوسی سے محروم رہتے فوراً حجرہ کا دروازہ کہولا اور جہٹ اندر گہس گئے اور اپنے تئین شیخ شیوخ العالم کے قدمون مین ڈال دیا۔ شیخ کبیر نے چشم مبارک کہولی اور پوچھا سید! کس طرح ہو۔ اور یہان کب آئے ہو سید محمد کرمانی نے عرض کیا یہ ضعیف بندہ ابہی ابہی حاضرِ خدمت ہوا ہے اسکے بعد سید نے سلطان المشائخ کا آداب و سلام پہونچانا چاہا مگر ساتہ ہی اندیشہ کیا کہ اگر اسموقع پر سلطان المشائخ کے ذکر سے ابتدا کیجائیگی اور سب سے پہلے اون کا ذکر چہیڑا جائے گا تو یہ یقینی بات ہے کہ شیخ شیوخ العالم اونکے بارہ مین خاص مرحمت فرمائینگے اور تعجب نہین کہ حضور کی زبان مبارک سے سلطان المشائخ کے حق مین کوئی ایسا اعزازی کلمہ صادر ہو جائے جس سے شیخ کبیر کے فرزندون کا مزاج برہم ہو جائے اور اونہین نہایت ناگوار گذرے۔ اسلئے سید محمد کرمانی نے اول اون مشائخ کی طرف سے آداب و سلام عرض کرنا شروع کیا جو اوس زمانہ مین شہر دہلی مین سکونت پذیر تہے اور جسے شیخ شیوخ العالم رغبت و رضا کے کانون سے سن رہے تہے لیکن جب حضور نے سلطان المشائخ کا حال دریافت کیا تو جواب مین عرض کیا کہ مولانا نظام الدین مخدوم کی خدمت مین بندگی اور پائبوسی کی عرضداشت کرتے ہین اور تمام اوقات شیخ شیوخ العالم کی یاد مین صرف کرتے ہین۔ شیخ شیوخ العالم نے سلطان المشائخ کی اس دلی عقیدتمندی پر انتہا سے زیادہ خوشی ظاہر کی اور چند تلطف آمیز کلمات زبانِ مبارک پر جاری فرمائے۔ ازان بعد فرمایا کہ مولانا نظام الدین کیسے ہین خوش اور راضی ہین۔ پہر فرمایا کہ یہ جامہ۔ مصلّٰی۔ عصا۔ اونکے حوالے کر دینا۔ جون ہی شیخ کبیر کے فرزندون نے یہ بات سنی نہایت برہم و افروختہ ہوئے اور ایک ایک لڑائی جہگڑے کے لئے اوٹہہ کہڑا ہوا۔ اور قہر آلود نظرون کے ساتہ کہنے لگا کہ تو نے یہ کیا کیا۔ افسوس ہمارا حق دوسرونکو دلوا دیا اور ہمین ہمارے مطلوب سے محروم و بے نصیب رکہا۔ سید محمد کرمانی نے کہا میرا اس مین کوئی قصور نہین مین نے سلطان المشائخ کا ذکر خصوصیت کے ساتہ نہین کیا بلکہ مشائخ دہلی مین سے ہر شخص کی امانت اور سلام و عرض شیخ کبیر کی خدمت مین

عرض کیا اثنار بیا مین اون کا بہی سرسری طور پر ذکر کیا گیا۔ لیکن جب خدا تعالیٰ ہی کو منظور ہو کہ اپنے ایک برگزیدہ بندہ کو فضل و کرم سے معزز و ممتاز کرے تو میری کیا طاقت کہ خداوندی دولت کو اوس سے محروم کر سکون۔ جب شیخ کبیر نے انتقال کی خبر سلطان المشائخ کو پہونچی تو آپنے اجودہن کا قصد کیا اور وہان پہنچکر شیخ شیوخ العالم کے روضۂ متبرکہ کی زیارت کے لیئے تشریف لیگئے۔ زیارت سے فارغ ہونیکے بعد مولانا بدرالدین اسحاق نے شیخ کا عطا کیا ہوا جامہ۔ مصلا۔ عصا حضرت سلطان المشائخ کی خدمت مین پہونچایا اور سید محمد کرمانی کی بابت عرض کیا کہ سید آپکے حقوق محبت کی رعایت آپکے پیٹھ پیچھے جیسا کرنا چاہیئے تہی کی یہ سنکر سلطان المشائخ نے سید محمد کو بغل مین لیا اور اب سے اِن دونون بزرگون مین عقد محبت اور بہی مستحکم و مضبوط ہو گئی۔ والحمد للہ علی ذالک۔ جناب سلطان المشائخ نے خود اپنے قلم مبارک سے لکہا ہے کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے جب کاتب حروف کو خدمت اقدس مین بلایا تو رمضان المبارک کی پچیسوین تاریخ ۶۶۹ھ ہجری جمعہ کے دن نماز کے فارغ ہونیکے بعد اپنے دہن مبارک کا لعاب کاتب حروف کے منہ مین ڈالا اور کلام ربانی کے حفظ کرنے کی بابت تاکیدی حکم فرمایا اسکے بعد شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین نے فرمایا نظام! مین نے عرض کیا لبیک۔ فرمایا قضا و قدر نے تجھے دین و دنیا کا مالک کر دیا ہے جا اور ملک ہند پر قبضہ کر۔ نَظْرَةٌ مِنْكَ تَكْفِيْنِيْ۔ تیرا ایکدفعہ کا دیکھنا مجھے کفایت کرتا ہے۔ ایک بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے بیت

سعی لطف تو بتوان ز آتش آب انگیخت ✤ بعون جاہ تو بر چرخ بر توان آمد ✤ ۶۶۹ھ شعبان المعظم کی پہلی تاریخ کو شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین جو کچھ عرض کیا گیا آپنے قبول فرمایا۔ اور مدد فاتحہ سے مقرون کیا۔ ازان بعد کاتب حروف سے فرمایا کہ خلق کے دروازے پر نجانا اور اپنی التجا کسیکے پاس نہ لیجانا۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جس زمانہ مین شیخ شیوخ العالم (خدا تعالیٰ اونکی خوابگاہ کو ٹہنڈا رکہے) بیمار تہے مجھے چند یارون کے ساتہ اون شہیدونکی زیارت کے لیئے بہیجا جو اوسطرف پاؤن پہیلائے سوتے تہے۔ جب ہم وہان سے لوٹ کر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے تو آپنے فرمایا۔ تمہاری دعا نے کچہ بہی اثر نہین کیا مجہے تو اسکا کوئی جواب دیتے نہین بن پڑا لیکن ایک یار نے جسے علی بہاری کہتے تہے اور جو شیخ سے کسیقدر فاصلہ پر کہڑا ہوا تہا کہا کہ حضور! ہم لوگ ناقص ہین اور شیخ کی ذات مبارک کامل اور جب یہ ہے تو ناقصون کی دعا کاملون کے حق مین کیونکر خلعت قبولیت پہن سکتی ہے چونکہ یہ شخص شیخ سے کسیقدر دور تہے اسلیئے اونکی بات آپکے مبارک کان مین نہین پہونچی مین نے شیخ کے قریب ہو کر اوسکی تقریر کا اعادہ کیا فرمایا نظام الدین! مین نے خدا تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ تم جو کچہ خدا سے طلب کروگے پاؤ گے ازان بعد آپنے اوسیروز مجھے اپنا عصا عنایت فرمایا۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے ہین کہ شیخ شیوخ العالم

فریدالحق والدین قدس الله سرہ العزیز حجرہ مین گریہ مینہ کرکے اور چہرہ کا رنگ متغیر کرکے چارونطرف پہرتے تہے اور یہ قطعہ بار بار پڑہتے تہے ؎ خواہم کہ ہمیشہ در وفائے تو زیم ٭ خاکے شوم و بزیر پائے تو زیم ٭ مقصود من خستہ کو نین توئی ٭ از بہر تو میرم از برائے تو زیم ٭ جسوقت قطعہ تمام کرتے سر بسجود ہوتے جب مین نے چند مرتبے یہ دیکہا تو حجرہ کے اندر گیا اور شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر کے قدمون مین سر رکہا فرمایا۔ نظام! جو کچہ مانگنا چاہتے ہو مانگو۔ مین نے کوئی دینی چیز طلب کی اور شیخ نے مجہے بڑی خوشی کے ساتہ عنایت فرمائی لیکن اسکے بعد مین نہایت پشیمان ہوا اور افسوس کیا کہ مین نے شیخ سے اسبات کی استدعا کیون نہین کی کہ سماع کی حالت مین دنیا سے اٹہون۔ اسکے بعد قاضی محی الدین کاشانی نے دریافت کیا کہ حضرت وہ کیا دینی چیز تہی جسے آپنے شیخ شیوخ العالم سے طلب کیا تہا۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ مینے استقامت کی استدعا کی اور شیخ نے کمال مہربانی سے عنایت فرمائی۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ ایکدن نظام الدین شیخ شیوخ العالم کے فرزند رشید اور یہ بندہ دونون شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر تہے شیخ کی زبان مبارک کے یہ لفظ جاری ہوئے کہ تم دونون میرے فرزند ہو نظام الدین کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ تم میری روٹی ہو اور اس ضعیف کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ تم میری جان ہو۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ایکدفعہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین نے فرمایا کہ ایک شخص تہا جس نے مجہسے تعلق خاص پیدا کر لیا تہا لیکن جب میرے پاس سے گیا تو چندروز تک اوسکا مزاج برقرار رہا اور پہر بہت جلد منحرف و برگشتہ ہو گیا۔ ایک اور شخص تہا جو مجہسے تعلق پیدا کرکے دور دراز ملک مین چلا گیا تہا اور اگرچہ وہان بہت مدت تک قیام پذیر رہا مگر اوسکا مزاج ایک دراز عرصہ تک اسی ہیئت پر برقرار رہا لیکن بہت عرصہ کے بعد انجام کار اوسکے مزاج مین بہی تبدیلی واقع ہو گئی۔ یہ حکایت نقل کرکے شیخ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس شخص نے جب سے مجہسے تعلق پیدا کیا ہے اوسی ایک حالت پر ہے اور مزاج مین کسیطرح تغیر و تبدل واقع نہین ہوا ہے۔ سلطان المشائخ نے جب اپنے کلام کے سلسلہ کو یہانتک پہونچایا تو زار قطار رونے لگے اور اسی گریہ کی حالت مین یہ لفظ زبان مبارک پر جاری ہوا۔ الحمد لله کہ اسوقت تک شیخ کی وہی محبت میرے دلمین برقرار ہے بلکہ اوس سے بہت کچہ زیادہ۔

نوان نکتہ۔ سلطان المشائخ کے آخر عمر کے مجاہدون اور اوس بادشاہ دین قدس الله سرہ العزیز کی طرز درویشی کے بیان مین۔ کاتب الحروف نے اپنے والد بزرگوار سید مبارک محمد سے سنا ہے کہ جناب سلطان المشائخ نے جوانی کے زمانہ مین کامل تیس سال تک نہایت سخت اور جگر خراش مجاہدے کیے ہین جنکا ایک شمہ اس کتاب مین بطریق اختصار بیان کیا جائیگا۔ اور آخر عمر کے تیس سال جن مجاہدون مین آپنے بسر کیے ہین وہ پہلے سے بہی زیادہ سخت اور کٹہن تہے

باوجودیکہ دنیاوی جاہ وجلال آپکے خدام کے پیرون مین روندا جاتا اور ہر طرف تحائف وہدایا برابر چلے آتے تھے لیکن آپکا قانع نفس کبہی اونکی طرف ملتفت ہنین ہوتا تہا اور آپ دنیاوی اقبال وثروت کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکہتے تہے۔ یہی وجہ تہی کہ آپنے اپنی ذات فرشتہ صفات پر ہمیشہ سخت سخت مجاہدون کا بار رکہا اور دنیا دارون سے متنفر رہے جس وقت آپ اپنی زندگی کے اسّی مرحلے طے کرچکے تہے تو پانچون وقت نمازِ جماعت کے لیئے جماعت خانہ کے چہت سے جو ایک نہایت رفیع وبلند عمارت تہی نیچے اُترتے اور درویشون اور عزیزون کے ساتہ جنمین ملائک جماعت ملکوت بہی ہوتی تہی نماز ادا کرتے اور یہ درویش وعزیز سلطان المشائخ کی برکت سے جنت کے مستحق ہوتے۔ باوجود اس کبرسنی اور شیخ فانی ہونیکے ہمیشہ روزے سے رہتے اور افطار بہت ہی کم کیا کرتے۔ افطار کے وقت کوئی نرم اور زود ہضم کہانا تناول فرماتے۔ اگر روٹی ہوتی تو آدہی یا ایک روٹی سبزی یا تلخ کریلے کے ساتہ نوشجان فرماتے ورنہ تہوڑے سے چانول اور یہ بہی عزیزون اور درویشون اور مسافرون کی موافقت کیوجہ سے۔ دسترخوان بچہنے کے وقت جس قدر لوگ حاضر ہوتے تہے سب کہانے مین شریک ہوتے تہے البتہ جس شخص کے بارہ مین آپکی شفقت ومہربانی زیادہ ہوتی وہ خاص طباق اور مخص لقمہ کے ساتہ مخصوص ہوتا اور جسکی قسمت مین ابدی سعادت کا حصہ ہوتا وہ اس مخص لقمہ کے ساتہ معزز وممتاز ہوتا۔ مولانا شمس الدین یحییٰ روایت کرتے ہین کہ ایکدن مین سلطان المشائخ کے دسترخوان پر حاضر تہا جسوقت آپنے روزہ افطار کیا تو میری نظر سلطان المشائخ کی جانب تہی مین نے دیکہا کہ کہانا کہانے کے شروع سے لیکر دسترخوان کے اوٹہائے جانیکے وقت تک سلطان المشائخ نے جس پیالہ کی طرف لقمہ لینے کیلیئے ہاتہ دراز کیا وہ دسترخوان کے اوٹہنے کے وقت پیالہ مین اوسیطرح دراز رہا آپکا دستور تہا کہ افطار کے بعد بالاخانہ پر تشریف لیجاتے جو آپکی سکونت کا مقام تہا اور جو یار وعزیز خاص شہر یا اطراف شہر سے آپکی زیارت سے مشرف ہونیکے لیئے آتے وہ مغرب وعشا کی نماز کے مابین بلائے جاتے تاکہ تہوڑی دیر مجالست کی سعادت اور جناب سلطان المشائخ کے جمال ولایت سے مشرف ومنور ہون۔ ایک بزرگ کیا خوب فرماتے ہین۔ شعر طُوبیٰ لِاَعْیُنِ قَوْمٍ اَنْتَ بَیْنَھُمْ ٭ فَھُنَّ مِنْ نِعْمَۃٍ مِنْ وَجْہِکَ الْحَسَنِ ٭ یعنے اوس قوم کی آنکہون کو خوشی اور مبارکی ہو جن مین تیرا وجود باجود ہے اور وہ تیری خوبصورت اور دلگیر چہرہ کے دیدار سے نعمت مین ہین۔ غریب الوطنون اور مسافرون کی ملاقات سے فارغ ہونیکے بعد ہر طرحکے تر وخشک میوے اور لطیف وخوشگوار اشربہ حاضر خدمت کیئے جاتے جنہین وہ عزیز تناول کرتے آپ سبکی دلجوئی وخاطر داری کرتے اور ہر ایک شخص سے اوسکے احوال کی پرسش فرماتے اور موجودہ نعمتون کی لذت دریافت کرتے تاکہ کسی شخص کو اسبات کا خیال نہ ہو کہ سلطان المشائخ دنیاوی نعمتون سے حظ اٹہاتے ہین بلکہ یہ طرح طرح کی نعمتین صرف اسلیئے آپکے دسترخوان پر چنی جاتی ہین کہ غریب الوطنون اور شہر کے عزیزون کی تالیف قلوب ہو۔ الغرض

اسکے بعد سلطان المشائخ عشا کی نماز ادا کرنے کے لیئے نیچے اترتے اور جماعت سے نماز ادا کرکے پہر اوپر تشریف لیجاتے تہوڑے عرصہ تک تو ذکر مین مشغول رہتے بعدہ استراحت کے لیئے چارپائی پر تشریف رکہتے جسوقت آپ آرام کرنے کیلیئے چارپائی پر بیٹہتے تو خدام تسبیح لاکر دست مبارک مین دیتے اوسوقت یارون مین سے کسیکی یہ مجال نہ ہوتی کہ آپکے سامنے حاضر ہو۔ لیکن امیر خسرو کو اسوقت بہی آپکے پاس حاضر ہونیکی اجازت تہی جو آپکے سامنے بیٹہکر قسم قسم کی راحت انگیز حکایتین بیان کرتے اور جناب سلطان المشائخ امیر خسرو کے خوش کرنے کے لیئے سر مبارک رضا کے ساتہ ہلاتے اور وقت بوقت زبان مبارک سے فرماتے کہ ترک آج کی کیا خبرین ہین۔ امیر خسرو اس حکم کے صادر ہوتے ہی میدان فراخ پاتے اور اگر کسی نکتہ کی بابت سوال کرتے تو ایک بڑی فصل پڑہتے اسوقت سلطان المشائخ کے چہوٹی عمر کے قرابتی اور بعض آپکے غلام جو حاضر ہونے کی اجازت پاتے آپکے خدمت مین حاضر ہوتے اور مبارک قدمون کو سر اور آنکہون سے ملتے تہے چنانچہ امیر خسرو فرماتے ہین بیت [1] نخفت خسرو مسکین ازین ہوس شبہا ٭ کہ دیدہ برکف پایت نہد بخواب شود ٭ بعد جب امیر خسرو اور دیگر خدمتگار سلطان المشائخ کے فرقد سا تخت کے آگے سے رخصت ہوکر باہر آتے تو آپکا خادم اقبال نام اندر آتا اور پانی کے چند بہرے آفتابے آپکے وضو کے لیئے رکہکر باہر آجاتا۔ اسکے بعد سلطان المشائخ اوٹہتے اور دروازہ کی کنڈی لگاکر بجز حق کے اور کسیکی طرف مشغول نہین ہوتے اب یہ خدا ہی جانتا ہے کہ تمام رات کیا راز و نیاز اور کیا ذوق و شوق خدا تعالی کے ساتہ فرماتے۔ چنانچہ اسبارہ مین یہ بیت سلطان المشائخ کی زبان مبارک پر بارہا گذری ہے ؎ عشقے کہ ز تو دارم اے شمع چگل ٭ دل داند و من دانم و من دانم و دل ٭ کاتب حروف نے خاص سلطان المشائخ کے خط مبارک سے ذیل کا قطعہ لکہا دیکہا ہے۔ ؎ تنہا [2] منم و شب و چراغے ٭ مونس شدہ تا بگاہ روزم ٭ گاہش ز آہ سرد بکشم ٭ گاہ از تف سینہ بر فروزم ٭ اور یہ بیت بہی بارہا زبان مبارک پر جاری ہوئی ہے ؎ یارے بتماشائے [3] من و شمع بیا ٭ کز من دلکے نماند و از وے دودے ٭ شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہین بیت [4] شبہا من و شمع میگدازیم ٭ اینست کہ سوز من نہان است ٭ مولانا بہرام جو شیخ نجیب الدین متوکل کے پوتون مین ایک معزز و ممتاز شخص تہے اور صلاحیت و دیانت نیز شجاعت و مردمی کے ساتہ موصوف تہے بیان کرتے ہین کہ مین نے ایک مرتبہ سلطان المشائخ کو جناب شیخ الاسلام

---

[1] خسرو مسکین اس خواہش مین راتون کو نہین سویا کہ تیرے تلوے پر آنکہہ رکہکر نیند آئے ۱۲ [2] مین بالکل تنہا ہون مگر رات اور شمع شام سے صبح تک میری مونس و غمخوار رہتے ہین کبہی تو آہ سرد کہینچتا ہون گاہے سینہ کی سوزش سے بہڑک اٹہتا ہون ۱۲ ۱۲۲
[3] ایک مرتبہ میرا اور شمع کا تماشا دیکہنے آکہ مجہہ مین سانس نہین رہا ہے نہ اوس مین دہوان باقی ہے ۱۲ [4] اکثر راتون کو مین اور شمع دونون پگہلتے ہین اگر دیکہا جائے تو حقیقت مین میرا مخفی سوز ہی ہے ۱۲

قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ العزیز کے مزار پر پایا اور ایک ایسی انتہا درجہ کی مشغولی مین دیکہا جسکا بیان نہین ہوسکتا لیکن جب سلطان الاولیا کی سلطان المشائخ سے ملاقات ہوئی تو آپنے فرمایا مجہپر آجکی رات ظاہر کیا گیا ہے کہ نظام! جسنے تجہے دیکہا ہے پکا مومن ہے چنانچہ مین نے اوسکے سر پر بخشش و مغفرت کا تاج رکہا اور تمام فرو گذاشت سے درگذرا کاتب حروف نے جناب سلطان المشائخ کے خاص خط مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ اِنّیْ بَلَغْتُ ہٰذِہِ اللَّیْلَۃَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً وَاسْتَحْیَیْتُ مِنْ سَیِّ ذِکْرِیْ ذُنُوْبًا۔ یعنے مین اس شب مین چالیس برس کی عمر کو پہونچا لیکن جب مجہے معلوم ہوا کہ خدا تعالی مجہے مکہی کے پر کی مقدار یاد کرتا ہے تو مجہے اپنی چالیس سالہ عمر سے سخت شرم آئی۔ کاتب حروف کا گمان یہ ہے کہ جس رات مین سلطان المشائخ اوس کرامت کے ساتہ مخصوص و ممتاز ہوئے ہین جیسا کہ ذکر کیا گیا وہ یہی رات تہی جسے سلطان المشائخ نے اپنے قلم مبارک سے اوس شب کا قصہ عربی عبارت کے ذیل مین نقل فرمایا ہے یعنے جس رات کو سلطان المشائخ اس اعزاز و کرامت سے مشرف ہوئے اور اس اعلی و ارفع درجہ پر پہونچے کہ لوگ آپکے دیدار پر انوار کی وجہ سے بخشے گئے اور مکرم و معزز ہوئے اوسی رات کو سلطان المشائخ کی طرف سے جواب ہوا کہ مجہے اپنی اس چالیس سالہ عمر سے شرم آتی ہے کہ باوجود اس قدر عمر ہونیکے حق تعالی کے دربار مین مجہے مکہی کے پر کی برابر یاد کرتے ہین۔ اگرچہ سلطان المشائخ کی ہر شب۔ شب قدر کا درجہ رکہتی تہی جیسا کہ نقل کرتے ہین کہ ایک رات سلطان المشائخ کتب اسرار الٰہی کے مطالعہ مین مصروف تہے اور حین معانی و مطالب کا عالم غیب سے آپ پر الہام ہوتا تہا اونہین اپنی قلم مبارک سے قید کتابت مین لاتے تہے اثنا کتب بینی اور غیبی رموز کے مطالعہ مین سلطان المشائخ کے دست مبارک سے قلم نے چہوٹ کر ایک جست کی اور اپنی نوک زمین پر ٹیک کر سیدہا کہڑا ہوگیا اور خدا تعالی کی پاک و مقدس بارگاہ مین سر نیاز سے سجدہ بجا لایا سلطان المشائخ نے اس علامت سے معلوم کر لیا کہ آج شب قدر ہے۔ ایک بزرگ کہتا ہے **بیت** امشب شب قدر است بشتاب[1]؛ قدر شب قدر خویش دریاب؛ خواجہ سالار جنکا ذکر سلطان المشائخ کے یارون کے مناقب مین قلمبند ہوا ہے روایت کرتے ہین کہ سلطان المشائخ فرمایا کرتے تہے کہ جب اخیر رات ہوتی ہے تو ایک بیت عالم غیب سے میرے دل مین نزول کرتی ہے۔ جس سے مین بے انتہا خوش ہوتا ہون اور ایک طرح کی تازگی مجہہ مین پیدا ہو جاتی ہے۔ شیخ سعدی خوب فرماتے ہین **بیت** چندان[2] بنشینیم کہ بر آید نفس صبح؛ کان وقت بدل میرسد از دوست پیامے؛ امیر خسرو اس

---

[1] آج شب قدر ہے جلدی سے دوڑ اور اپنی شب قدر کا مرتبہ حاصل کر ۱۲ [2] ہم فجر کی لو پہٹنے تک اسلیئے بیٹہے رہے کہ اوس وقت دوست کی طرف کا پیام پہونچتا ہے۔ ۱۲ - ۱۲

بادشاہ دین کی تعریف مین کیا خوب فرماتے ہین **قطعہ**[1] نے زابرار دیدہ کس علمش ÷ نے زابدال یافتہ بدلش ÷ بر شبش از اوج عالم اسرار ÷ صبح دولت دمیدہ در شب تار ÷ ازان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا۔ چنانچہ آجکی رات میرے دل مین یہ بیت نازل ہوئی [2] ورنہ مانیم عذر ما بپذیر ÷ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ ست ÷ گر بمانیم زندہ بردوزیم دامنے کز فراق چاک شدہ ست ÷ جب دوسرے مرتبہ اس بیت کو مین پڑہنا شروع کیا تو دفعۃً ایک عورت کو مینے دیکہا جسنے میرے پاس آکر نہایت عجز و انکساری سے کہنا شروع کیا کہ نہین یہ بیت پڑہنا نہ چاہیئے۔ اب سلطان المشائخ نے حاضرین مجلس کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اسکی تعبیر کیا ہے قاضی شرف الدین جنہین فیروز بہی کہا جاتا تہا عرض کیا کہ مخدوم! یہ بات آپنے خواب مین دیکہی ہے یا واقعہ مین سلطان المشائخ نے فرمایا کہ خواب مین نہین دیکہی بلکہ حالتِ بیداری اتہی۔ گویا مین تم بیٹھے باتین کر رہے ہین اسپر قاضی شرف الدین نے عرض کیا کہ حضرت! یہ دنیا ہے جو آپکے پاس سے جانا نہین چاہتی۔ سلطان المشائخ نے اوسکی حذاقت اور دانشمندی کی تعریف کی اور فرمایا حقیقت مین بات یہی ہے۔ الغرض ساری رات سلطان المشائخ کو اسی حالت مین گذر جاتی۔ صبح کے وقت خادم آتا اور باہر کی جانب سے دروازہ کہٹ کہٹاتا سلطان المشائخ دروازہ کہولتے اور سحری کا کہانا جس قسم کا موجود ہوتا خدام آپکے روبرو پیش کرتے۔ اگر نرم و سہل غذا ہوتی تو قدرے تناول فرماتے اور باقی کی نسبت ارشاد کرتے کہ اسے بچونکے لئے اوٹہا رکہو۔ خواجہ عبد الرحیم جنکے ذمہ سحری کا سلطان المشائخ کی خدمت مین پیش کرنا مقرر تہا نقل کرتے ہین کہ اکثر اوقات سلطان المشائخ سحری تناول نہ فرماتے۔ عبد الرحیم کہتے ہین مین عرض کیا کرتا کہ مخدوم! آپنے افطار کے وقت بہت ہی کم کہانا تناول فرمایا ہے۔ اگر سحری کے وقت بہی تہوڑا سا کہانا تناول نکرینگے تو کیا حال ہوگا۔ ظاہر ہے کہ ضعف قوی ہو جائے گا اور طاقت سلب ہو جائے گی۔ میری یہ بات سنکر سلطان المشائخ زار قطار روکر فرماتے کہ بہت سے مساکین و درویش مسجدون کے کونون اور دکانون مین بہوکے اور فاقہ زدہ پڑے ہوئے مین بہلا ایسے وقت یہ کہانا میرے حلق سے کیونکر اوتر سکتا ہے غرضکہ آپکے آگے سے کہانا اٹہا لیا جاتا اور بغیر سحری کہائے روزہ رکہتے۔ القصہ جب روز روشن ہوتا تو جس شخص کی سلطان المشائخ کے جمال مبارک پر نظر پڑتی وہ تصور کرتا کہ شاید یہ کوئی مست مین کیونکہ شب بیداری سے آپکی مبارک آنکہین ہمیشہ سرخ رہتی ہین۔ یہ ضعیف

---

[1] نہ تو ابرار کے زمرہ مین کوئی شخص اوس جیسا عالم دیکہا گیا نہ ابدال مین اوسکی نظیر پائی گئی اوسکی ہر شب مین عالم اسرار کے اوج سے تاریک رات مین دولت صبح طلوع ہوتی ہے۔ ۱۲

[2] اگر مین نہ رہون میرا عذر قبول ہو۔ اے آرزو کہ خاک ہو گئی۔ اگر مین زندہ رہون گا۔ تو وہ دامن جو چاک ہو گیا ہے سی ڈالون گا۔ ۱۲

کہتا ہے **مثنوی** شکارِ چشم توجانہا بیکبار ÷ اسیر زلفِ تو دلہا بہر تار ÷ خیالِ زلف توخواب از سرم برد ÷ دو چشم مست تو خون دلم خورد ÷ ہرچند کہ سلطان المشائخ نے نہایت سخت اور کڑے مجاہدے اختیار کر رکہے تہے لیکن یہ تعجب سے دیکہا جاتا ہے کہ آپکے جسمِ مبارک پر کسی قسم کا ضعف ظاہر نہین ہوا تہا اور جو ہیئت کہ ابتدا سے رکہتے اوس مین ذرا فرق نہ آیا تہا اگرچہ کوئی شخص اسبات کا قائل نہین کہ سلطان المشائخ چار یا پانسو نماز کی رکعتین بالالتزام پڑہا کرتے تہے یا اس قدر تسبیح کہتے تہے لیکن اسمین ذرا شک نہین کہ آپکی تمام عمر عزیز باطنی مشغولیون مین صرف ہوئی جسے بجز خدا تعالی کے اور کوئی نہین جانتا۔ علاوہ اسکے آپ ہمیشہ تالیف قلوب مین مصروف رہے چنانچہ ایک مقام پر آپ خود یون فرماتے ہین کہ مجہے ایک واقعہ مین کتاب دیگئی جس مین لکہا ہوا تہا کہ جہانتک ہوسکے دلون کو راحت پہونچا۔ کیونکہ مومن کا اسرار ربوبیت کا محل ہے۔ ایک بزرگ کیا خوب فرماتے ہین۔ **بیت** بکوش کہ راحتے بجانے برسد[۱] ÷ یا دست شکستۂ بنانے برسد ÷ یہ بہی آپ فرمایا کرتے تہے کہ قیامت کے بازار مین تالیف قلوب اور مسلمانونکے دلونکو راحت و آسائش پہونچانے کے مقابلہ مین کوئی اسباب مروج اور قیمتی نہ ہوگا۔ الغرض جب دن ہوتا تو یہ بادشاہِ دین تمام دن مشائخ کبار کے سجادہ پر قبلہ کی طرف منہہ کیئے ہوئے باطن مین مشغول رہتے تہے مُتَوَجِّہًا اِلَی اللّٰہِ کَاَنَّہٗ یَنْظُرُ اِلَیْہِ۔ یعنے خدا کی طرف اس محویت کے ساتہہ متوجہ رہتے تہے گویا کہ خدا کی طرف دیکہہ رہے ہین۔ مختلف زمرون کے لوگ مثلاً علما۔ مشائخ۔ اکابر۔ و۔ اعاظم۔ وضیع۔ و شریف مین سے جو شخص آپکی خدمتِ اقدس مین حاضر ہوتا تو اوس سے اوسکے علم و مرتبہ کے اندازہ کے مطابق کلام کرتے اور جو شخص جس فن مین کمال رکہتا اوسی مین نہایت تلطف و مہربانی سے گفتگو کرتے اور ہر طرح اوسکی دلجوئی مین مصروف ہوتے۔ غرض کہ سلطان المشائخ ہر شخص کے دل پر خواہ وہ کسی رتبہ کا ہوتا فوراً قبضہ کرلیتے گرچہ بظاہر لوگون کی طرف مشغول ہوتے تہے لیکن باطن مین کلیۃً حق تعالی کی جناب مین متوجہ رہتے تہے۔ اس معنی مین اپنے وقت کے ولی رالبعہ عدویہ نے ایک نہایت ہی دلکش نظم لکہی ہے جسکے دو شعر یہ ہین **شعر** اِنِّیْ جَعَلْتُکَ فِی الْفُؤَادِ مُحَدِّثِیْ ÷ وَاَبَحْتُ جِسْمِیْ مَنْ اَرَادَ جُلُوْسِیْ ÷ فَالْجِسْمُ مِنِّیْ لِلْجَلِیْسِ مُؤَانِسٌ ÷ وَحَبِیْبُ قَلْبِیْ فِی الْفُؤَادِ اَنِیْسِیْ ÷ یعنے مین نے تجہے دل مین اپنا محدث قرار دیا ہے کہ تو مجہسے حدیث کیا جاتا ہے۔ اور جو شخص میرے ساتہہ بیٹہنے کا ارادہ کرتا ہے وہ میرا جسم دوست رکہتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ میرا جسم تو ہمنشین کیلئے الفت پیدا کرنے والا ہے اور میری دل کا دوست دل مین میرا انیس ہے۔ شیخ سعدی خوب فرماتے ہین ۔۔ **بیت** ۔

---

[۱] تیری آنکہہ کی بہت سی جانین دفعۃً شکار ہوگئین اور تیرے زلف کے ہر تار مین دل مقید ہوگئے۔ تیری زلف کے خیال نے میری نیند اُچک لی اور تیری دونون مست آنکہون نے میرے دل کو خون کرڈالا۔ ۱۲ [۲] اس مین کوشش کرتا رہ کہ کسی جان کو راحت پہونچے یا کسی شکستہ دست کو مدد ہی پہونچے ۱۲ - ۱۲ -

ہرگز وجود حاضر غائب شنیدۂ ؛ من درمیان جمع و دلم جائے دیگر است ؛ آنے جانیوالے خواہ غریب الوطن و مسافر ہوتے یا شہر کے باشندے غرضکہ جو کوئی آپکے پاس آتا اور قدمبوسی کی سعادت حاصل کرتا اوسے کبھی محروم نہ چھوڑتے بلکہ کپڑا نقدی تحفے تحائف جو کچھ عالم غیب سے آپکو پہونچتا سب صرف کر دیتے۔ جو شخص آپکی قدمبوسی مین حاضر ہوتا خواہ کسیوقت حاضر ہوتا اوسے ذرا بھی انتظار کرنا نہین پڑتا بلکہ اوسی وقت باریابی کی اجازت دیجاتی **منقول** ہے کہ ایکدن سلطان المشائخ حجرہ کے اندر قیلولے مین مشغول تھے اسی اثنائے مین ایک درویش آیا چونکہ اسوقت کوئی چیز موجود نہ تھی اسلیئے اخی مبارک نے درویش کو محروم واپس کیا اوسیوقت سلطان المشائخ نے قیلولہ کی حالت مین شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کو خواب مین دیکھا۔ سلطان المشائخ نے شیخ شیوخ العالم کی خدمت کرنا چاہی لیکن شیخ نے کسیقدر غصہ کے لہجہ مین فرمایا کہ اگرچہ تمہارے گھر مین کوئی چیز نہین ہے پھر بھی تابہ امکان آنیوالون کی حسن رعایت واجب ہے۔ یہ کہان آیا ہے کہ ایک درویش کو ایسی خستہ دلی کی حالت مین ٹالا جائے۔ جب آپ قیلولہ سے اوٹھے تو اخی مبارک خادم کو بلایا اور دریافت کیا کہ کیا کوئی درویش یہان آیا تھا تحقیق ہونے کے بعد سلطان المشائخ نے اوسپر سخت عتاب کیا اور فرمایا آج مین نے شیخ شیوخ العالم کو سخت ناراض اور غضبناک دیکھا ہے آپ مجھے عتاب کرتے تھے اور غصہ کے لہجہ مین خطاب فرماتے تھے دیکھو اسکے بعد گو مین قیلولہ مین کیون نہ ہون فوراً مجھے خبر دینا چنانچہ اسکے بعد سلطان المشائخ کا دستور ہو گیا تھا کہ جب قیلولہ سے بیدار ہوتے تو خدام سے دو باتین ضرور دریافت کیا کرتے ایک یہ کہ سایہ ڈہل گیا ہے؟ دوسرے یہ کہ کوئی شخص آیا ہے؟ ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص انتظار مین بیٹھا ہو۔ جب ظہر کی نماز کا وقت ہوتا تو آپ نماز جماعت سے ادا کر کے بیٹھہ جاتے اور اون عزیزون کو بلاتے جو آپکی پائے بوسی کے لیئے حاضر ہوئے تھے خدام فوراً اونہین سلطان المشائخ کے سامنے لاتے اور آپ ہر شخص کی دلداری اور دلجوئی مین مشغول ہوتے اس سے فارغ ہونے کے بعد عبادات اور خدا تعالی کی محبت کی راہ چلانے مین اونکی رہنمونی کرتے۔ اگرچہ اس مجلس مین بڑے بڑے دانشمند علما اور زہاد و عباد حاضر ہوتے لیکن کسیکو یہ مجال نہ ہوتی تھی کہ سر اونچا کرے اور سلطان المشائخ کا چہرہ مبارک دیکھہ سکے وجہ یہ کہ حق تعالی کی کبریائی سلطان المشائخ پر ہر وقت چمکتی رہتی تھی۔ جو کچھہ سلطان المشائخ فرماتے تھے سب رغبت کے کانون سے سنتے۔ اور سر زمین پر رکھکر قبول کرتے تھے۔ مولانا شمس الدین یحیی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جسوقت ہم سلطان المشائخ کی مجلس مین ہوتے تھے تو ہمین اتنی تاب و طاقت نہ تھی کہ سر اوپر اوٹھائین اور سلطان المشائخ کے رخ انور پر نظر ڈالین بلکہ ہمیشہ سرنگون بیٹھے رہتے تھے اور جو کچھ فرمان ہوتا ہم سب کے سب زمین پر مونہہ رکھدیتے امیر خسرو کہتے ہین **بیت** خوبان[1] بادہ خوردند من جرعہ خوار ایشان ؛ ہر جرعہ کہ خوردہ سر بر زمین نہادہ ؛

---

[1] معشوق لوگ شراب سے سیر ہو گئے اور مین اون کا بقیہ گھونٹ پینے والا ہون پھر جو گھونٹ کہ پیا جاتا ہے سر زمین پر رکھا جاتا ہے ۱۲

اور اگر کسی علمی مسئلہ مین ذکر چہڑ جاتا یا کوئی مشکل پیش آتی تو آپ نور باطن سے معلوم کرکے اپنے علم لدنی سے حاضرین مجلس کو شافی جواب دیتے اور جواب دیتے وقت ایسی موثر اور دلکش تقریر کرتے کہ سننے والے حیرت زدہ ہوجاتے اور سب لوگ متفقہ الفاظ مین کہتے کہ یہ کتابی جواب نہین ہین اور بجز علم الہامی ربانی لدنی کے اور کوئی چیز نہین ہے۔ یہی وجہ تہی کہ شہر کے وہ علماء دہر اور فضلاء عصر جو اہلِ تصوف کے ساتہہ تعصب و معاندت مین مشہور ہوگئے تہے اس دربار عالی کے غلام ہوگئے تہے اور رعونت و نخوت سر سے نکالکر اس آستانہ پر جبہہ سائی کرتے تہے۔

دسوان نکتہ۔ جناب سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے پاس تحفے تحائف آنے اور سلاطین وقت کا گدائی مین آپکے دروازہ پر حاضر ہونے کے بیان مین۔ امیر خسرو اس شاہ دین کی مدح مین فرماتے ہین **مثنوی**

درحجرۂ فقر بادشاہی[۱۵] ÷ درعالم دل جہان پناہی ÷ شاہنشہِ بے سریر و بے تاج ÷ شاہانش بخاکپائے محتاج ÷

کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سید مبارک محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ جب فتوح کا دروازہ عالم غیب سے سلطان المشائخ پر کہلا اور دنیا نے چارو نطرف سے سمٹ سمٹا کر آپکے غلامون کی طرف رخ کیا تو آپنے اوسکے ساز و سامان کی طرف بالکل توجہ نہین کی۔ آپکے دلِ مبارک کو خداوندی محبت نے ایسا ہر چہار طرف سے احاطہ کرلیا تہا کہ کسی چیز کی پروا نہ کرتے تہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہین **بیت** چنان[۱۶] بروئے تو آشفتہ ام بہ بوئے تو مست ÷ کہ نیستم خبر از ہرکہ در دو عالم ہست ÷ اور چونکہ آپ کا حق پذیر دل دنیا سے بالکلیہ متنفر تہا اسلیئے دنیا کے ساز و سامان مہیا ہونے کی وجہ سے آپ ہمیشہ گریہ و زاری کیا کرتے تہے اور اگر کسیوقت کوئی وزنی اور قیمتی فتوح پہونچتی تو آپ اور بہی زیادہ آہ و بکا کرتے اور اسمین انتہا سے زیادہ کوشش کرتے کہ جہان تک بن پڑے جلد تقسیم کردیا جائے چنانچہ آپ آنا فانا پے درپے لوگون کو بہیجتے اور مزید تاکید فرماتے کہ اس مال و دولت کو بہت جلد تقسیم کردو۔ خدام عالی آپکے ارشاد کی فوراً تعمیل کرتے اور مساکین و غربا کو تقسیم کردیتے جب آپ یہ سنتے کہ اب سارا مال تقسیم ہوگیا اور محتاجون کو پہونچا دیا گیا تو خاطرِ مبارک کو اطمینان ہوتا۔ آپکا دستور تہا کہ ہر جمعہ کے دِن تجرید فرماتے اور تمام حجرون اور انبارخانون کو یہانتک خالی کرائے کہ جہاڑو دیدی جاتی۔ بعدہ جامع مسجد جاتے اور باطمینان نماز ادا کرتے اور اگر بادشاہون یا شہزادون مین کوئی سلطان المشائخ کے دروازے پر حاضر ہوتا اور تحائف و ہدایا پیش کرتا یا اوسکے آنے کا دبدبہ

---

۱۵ حجرۂ فقر مین بادشاہی کرنا اور عالم دل مین حکومت کا سکہ بٹہانا آپ ہی کا حصہ ہے۔ ہرچند کہ آپ بے تخت و تاج کے شہنشاہ تہے لیکن تمام بادشاہ آپ کے خاکپا کے محتاج تہے ۱۲

۱۶ مین تیرے رخ انور پر اسدرجہ شیفتہ اور تیری بو سے اس درجہ مست ہون کہ دین و دنیا مین کسی چیز کی خبر نہین رکھتا۔ ۱۲ ÷ ۱۲ ÷ ۱۲ ÷

دفعۃً آپکے مبارک کان مین پہونچیا توسینہٴ مصفا سے ایک سرد آہ کہینچے کہ آہ یہ لوگ کہان آتے اور درویش کو غارت کرتے ہین آپ کبہی کبہی آنکہون مین آنسو بہر لاتے اور فرماتے یہ تمام باتین اسوجہ سے ہین کہ جب مین نے جناب شیخ شیوخ العالم سے دہلی مراجعت کرنے کی اجازت چاہی تو رخصت کے وقت شیخ کبیر نے مجہے ایک غیاثی اشرفی خرچ راہ عنایت فرمائی اور رخصت کیا لیکن پہر فرمان پہنچا کہ آج اور رہجاؤ کل چلے جانا چنانچہ مین نے اوسروز توقف کیا۔ جب شیخ کبیر کی افطاری کا وقت پہونچا تو اوسوقت آپکے پاس کوئی چیز موجود نہ تہی۔ مین نے عرض کیا کہ مخدوم کے صدقہ مین مجہے ایک اشرفی خرچ راہ کے واسطے ملی ہے اگر حکم ہو تو اوس سے افطاری کا سامان خرید لیا جائے شیخ شیوخ العالم میری یہ بات سنکر نہایت خوش ہوئے اور بندہٴ ضعیف کے بارے مین دعائے خیر کی۔ چنانچہ یہ حکایت نہایت بسط وشرح کے ساتہ شیخ شیوخ العالم کے مجاہدے کے بیان مین گذر چکی ہے۔ الغرض اسکے بعد شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ نظام! مینے تیرے لیئے دنیا کی ایک کافی مقدار خدا سے طلب کی ہے۔ جون ہی شیخ شیوخ العالم نے یہ فرمایا مین سر سے پاؤن تک کانپ اوٹہا اور دل مین کہا آہ بہت سے بزرگ اسی دنیا کی وجہ سے فتنہ مین پڑ گئے ہین افسوس میرا کیا حال ہوگا بمجرد اس خیال کے گذرتے ہی شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکہو دنیا تمہارے لیئے فتنہ نہوگی۔ شیخ کی اس تقریر سے مین بہت خوش ہوا اور جناب الٰہی مین سجدہٴ شکر بجا لایا۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ ایک رات کا ذکر ہے کہ آخیر شب کا وقت تہا مین دیکہتا ہون کہ جماعت خانہ کے صحن مین ایک عورت جہاڑو دے رہی ہے مین نے پوچہا تو کون ہے جواب دیا مین دنیا ہون اور مخدوم کے گہر کی جہاڑو دیتی ہون مین نے کہا اے فتنہ مین ڈالنے والی تجہے میرے گہر سے کیا کام۔ جا میرے مکان سے باہر نکل ہر چند کہ مین اوسے نکالتا تہا لیکن وہ گہر سے نہین نکلتی تہی۔ ازان بعد مین نے اپنی انگلی اوسکی گدی پر رکہی اور مکان سے باہر نکال دیا اور اسی پر اکتفا نہین کیا بلکہ گلی اور کوچہ تک سے بہی باہر کر دیا لیکن پہر بہی اوس مقدار کہ میری انگلی اوسکی گدی پر پہونچی تہی میری طرف متوجہ رہی۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ جس زمانہ مین مین نو عمر اور کم سن تہا مولانا علاؤ الدین کے پاس بداؤن مین اصول پڑہتا تہا ایکدن مسجد مین تنہائی تہی اور مین سبق کی تکرار مین مصروف تہا اسی اثنا مین دیکہتا ہون کہ بہت سے زرین سانپ آواز دیتے ہوئے چلے جاتے ہین۔ مین نے اونہین حیرت کی نظر سے دیکہنا شروع کیا تمام سانپون سے پیچہے مینے ایک چہوٹا سا سانپ دیکہا جو کسی قدر ٹہر ٹہر کر چل رہا تہا مین اپنی جگہ سے یہ کہکر اوٹہا کہ دیکہون تو سہی یہ معاملہ کیا ہے چنانچہ مین نے اپنا عمامہ اوس سانپ پر ڈال دیا۔ دیکہتا کیا ہون کہ عمامہ کے نیچے سونے کا ڈہیر لگا ہوا ہے مین نے اپنا عمامہ اوٹہا لیا اور سونے کے ڈہیر کو وہین پڑا ہوا چہوڑ دیا۔ **گیارہوان نکتہ** اس بیان مین کہ سلطان المشائخ نظام الحق والدین کی نسبت حاسدون

حاسدون اور فتنہ انگیزون نے سلطان علاؤالدین خلجی انار اللہ برہانہ کے دربار مین اس قسم کی چند باتین لگائین جو جناب سلطان المشائخ کی مجلس کے لائق نہ تہین لیکن انجام کار دشمن مقہور و مغلوب ہوئے اور آپ کا بول بالا رہا۔

کاتب حروف کے والد بزرگوار سید مبارک محمد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تہے کہ جس زمانہ مین حق تعالیٰ نے جناب سلطان المشائخ کو تمام مخلوق مین جلوہ گری دی اور آپکی عظمت و کرامت کا نقارہ فلک و ملک کے کانون مین پہونچا اور علما و مشائخ و امرا و سلاطین کی ایک جماعت آپکے غلامون کے زمرے مین داخل ہوئی یہ ضعیف کہتا ہے **مثنوی**۔

قبلۂ[1] خسروانِ روئے زمین ٭ ہفت کشور ہمیشہ زیر نگین ٭ تاج شاہان زخاک درگہِ تو ٭ سروران خاک گشتہ در رہِ تو ٭ درگہِ تست آسمانِ دگر ٭ ماہ و خورشید پاسبانش نگر ٭ تو فتنہ انگیز حاسدون کے دل مین حسد کا کانٹا چبہنے لگا اور اونہون نے بادشاہِ وقت سلطان علاؤالدین خلجی کے کان مین پہنچایا کہ سلطان المشائخ ایک عالم کا مقتدا اور پیشوا تسلیم کیا گیا ہے اور مخلوق مین سے کوئی خلق ایسی نہین ہے جو اوسکے دروازہ کی خاک کو سر کا تاج نہ جانتی ہو۔ حکیم سنائی نے کیا اچہا کہا ہے **بیت** ہر کہ[2] او خاک نیست بر درِ او ٭ گر فرشتہ است خاک بر سرِ او ٭ نیز دشمنون نے بادشاہ سے یہ بہی کہا کہ سلطان المشائخ کے دسترخوان پر وہ قسم قسم کی نعمتین چنی جاتی ہین جنسے بہشت کی نعمتین رشک کرتی ہین۔ غرضکہ اس جیسی اور بہت سی باتین سلطان علاؤالدین کے کان مین ڈالین اور اوسکے دل مین یہ بات جمادی کہ مبادا سلطان المشائخ کی وجہ سے بادشاہ کی سلطنت مین خلل پیدا ہو جائے کیونکہ بعض گذشتہ بادشاہون کی سلطنت اسی فرقہ کی بدولت درہم برہم ہوگئی ہے۔ چونکہ سلطان علاؤالدین ایک بڑا غیور اور نازک مزاج بادشاہ تہا صرف ایک ذرہ سی بات سے ملکی خیال پر ایک جہان کو تہِ تیغ کر ڈالنا اوسکے نزدیک کوئی بات ہی نہ تہی ادنی سے جرم پر چیلجانون کو بہر دینا اوسے بہت آسان تہا۔ جب اس قسم کی بہت سی باتین اوسکے کان مین پہونچین تو غیور بادشاہ کو خیال گذرا کہ ممکن ہے کہ یہ باتین سچ ہون کیونکہ یہ تو مین بہی دیکہہ رہا ہون کہ میرے تختِ سلطنت کے مقرب اور ملازم اور تمام رعایا اوسکے غلام اور مرید ہوگئے ہین۔ ایک بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے **بیت** منا[3] العبد تراچون سپہر خورد و بزرگ ٭ مسخر اند تراچون زمانہ پیر و جوان ٭ سلطان علاؤالدین نے یہ باتین ذہن نشین کرکے دل مین کہا کہ مجہے کوئی ایسا حیلہ اٹہانا چاہیئے جس سے سلطان المشائخ کے دل مبارک کا

---

[1] اے روئے زمین کے بادشاہون کے قبلے ہفت اقلیم کی حکومت ہمیشہ تیرے زیر نگین ہے بادشاہون کے تاج تیری درگاہ کی خاک سے ہین اور تمام تاجدار تیری راہ مین خاک ہوگئے ہین۔ تیری درگاہ کے آسمان اور چاند سورج پاسبان ہین ۱۲

[2] جو شخص اوسکے دروازہ کی خاک نہین ہے اگرچہ فرشتہ ہی کیون نہو اوسکے سر پر خاک ہو ۱۲

[3] تمام چہوٹے بڑے آسمان کی طرح تیرے تابع ہین سب پیر و جوان زمانہ

حال ظاہر ہو جائے اور آپکا مافی الضمیر روشن و ہویدا ہو جائے اور ساتھ ہی یہ بات بہی برملا ہو جائے کہ آپ ان چیزون کی طرف میل رکہتے ہین کہ نہین۔ بادشاہ نہایت دانشمند و پختہ کار تہا اسلیئے اوسنے یہ ترکیب نکالی کہ ایک تذکرہ کاتب سے لکہوایا جس مین چند باتین سلطنت کے متعلق درج کی گئین تہین۔ منجملہ اونکے ایک یہ بات تہی کہ چون کہ سلطان المشائخ مخدوم جہان ہین اور جس شخص کو دینی یا دنیاوی حاجت پیش آتی ہے وہ آنحضرت کی ادنی توجہ سے بر آتی ہے اور حق تعالی نے مملکت دنیا کی باگ اس بندہ کے ہاتہ مین دی ہے لہذا مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو کام و مصلحت مملکت مین پیش آئے اوسے سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کرے تاکہ حضور جس چیز مین سلطنت کی بہلائی و بہبودی اور اس بندہ کی خلاصی و رہائی دیکہین اوسکا حکم فرمائین۔ مین اوسکی تعمیل و بجا آوری مین کوشش کرونگا اور اپنی سلطنت کی بہبودی اور جان کی خلاصی اوسی مین تصور کرونگا جیسا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین **بیت** تا کمرِ خدمت تو بر نہ بست[1]: چرخ بخورشید نشد تاجور: اس بنا پر چند باتین اس مقدمہ مین خدمتِ عالی مین عرض کی جاتی ہین امید کہ قلمِ مبارک سے ہر بات کے تحت مین وہ چیز تحریر فرمائینگے جس مین میری اور سلطنت کے کامون کی خیریت اور بہبودی مد نظر ہو تاکہ بندہ اون پر عمل در آمد کر کے نجات دارین حاصل کر سکے ایک بزرگ کیا خوب فرماتے ہین۔ **شعر** وَ اَرَی الْاُمُوْرَ الْمُشْکِلَاتِ تَمَزَّقَتْ ظُلُمَاتُہَا عَنْ رَأْیِہِ الْمُتَوَقِّدِ یعنے مین دیکہتا ہون کہ مشکل کامونکی تاریکیان اوسکی روشن عقل سے دور ہوتی ہین۔ ایک اور بزرگ فرماتے ہین **بیت** آسائشِ خلائق[2] و آرائشِ جہان: در طلعتِ مبارک و رائے متین تست: الغرض جب یہ تذکرہ مرتب کر چکا تو اپنے محبوب فرزند خضر خان کو جو سلطان المشائخ کا معتقد و مرید تہا بلایا اور یہ مرتب کیا ہوا تذکرہ اوسکے ہاتہ مین دیکر کہا کہ یہ کاغذ لیجا اور سلطان المشائخ کی قدمبوسی حاصل کر کے اونکے مبارک ہاتہ مین دے خضر خان کو یہ قصہ معلوم نہ تہا سلطان علاؤ الدین کا فرمان لیکر سلطان المشائخ کی خدمت مین پہونچا قدمبوسی کی سعادت حاصل کرنے کے بعد وہ کاغذ آپکے دستِ مبارک مین دیا۔ سلطان المشائخ نے نہ تو اوسے کہولکر دیکہا نہ مطالعہ فرمایا۔ بلکہ حاضرینِ مجلس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہم فاتحہ پڑہتے ہین بعدہ ارشاد کیا کہ درویشونکو بادشاہون کے کام سے کیا تعلق مین ایک فقیر ہون جو شہر اور اہلِ شہر سے الگ ہو کر ایک گوشہ مین زندگی بسر کرتا ہون اور بادشاہ نیز تمام مسلمانون کی دعاگوئی مین مشغول ہون۔ اگر بادشاہ کو میری یہ بات ناگوار ہوا اور

---

[1] جب تک آسمان تیری خدمت کے لیئے مستعد نہین ہوا وہ آفتاب کے تاجور نہین ہوا۔ [2] خلائق کی آسایش اور جہان کی آرائش تیری طلعتِ مبارک اور روئے متین مین ہے۔ ۱۲ -

میرا یہان رہنا پسند نکرتا ہو تو مجہسے کہدے کہ مین یہان سے دوسری جگہ چلا جاؤن اَرضُ اللہِ وَاسِعَۃٌ خدا کی زمین کشادہ
و وسیع ہے۔ جب خضر خان نے سلطان المشائخ کا یہ جواب سلطان علاؤ الدین کو پہونچایا تو بادشاہ نہایت خوش ہوا
کہا مین پیشتر ہی جانتا تہا کہ یہ باتین سلطان المشائخ کی جناب مین کچہ نسبت نہین رکہتی ہین بلکہ دشمن چاہتے ہین کہ مجہے مردان
خدا کے ساتہ بہڑا دین اور اسوجہ سے میرا ملک تباہ و برباد ہو جائے۔ اسکے بعد بادشاہ نے جناب سلطان المشائخ کی
خدمتِ اقدس مین معذرت کی اور کہلا بہیجا کہ مین مخدوم کے معتقدونکے زمرہ مین ایک بے ریا معتقد ہون جو بیٹے
جرات و دلیری کی ہے امید ہے کہ حضور اوسے معاف فرمائین گے اور کمترین کو اجازت دینگے کہ خود حاضر ہو کر
پائبوسی کی سعادت حاصل کرے سلطان المشائخ نے فرمایا کہ بادشاہ کے آنیکی کچہ حاجت نہین ہے مین غیبت مین
اوسکے لیئے دعا کرون گا اور غیبت کی دعا مین جو اثر ہوتا ہے وہ سامنے کی دعا مین نہین ہوتا۔ سلطان علاؤ الدین
نے پہر ملاقات کے لیئے اصرار کیا اور نہایت الحاح و لجاجت کے ساتہ عرض کیا کہ صرف ایکدفعہ حضوری کی اجازت
دیدیجے مگر آپ نے کہلا بہیجا کہ جس مکان مین مین رہتا ہون اوسکے دو دروازے ہین اگر بادشاہ ایک دروازہ سے
آئے گا تو مین دوسرے دروازہ سے باہر نکل جاؤن گا۔ نیز کاتب الحروف کے والد بزرگوار فرماتے تہے کہ سلطان جلال الدین
انار اللہ برہانہ نے اپنے زمانۂ حکومت مین سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین آنا چاہا اور ہر چند
اسبارہ مین التماس کی لیکن سلطان المشائخ نے اوسے اجازت نہین دی اور وہ آپ کی پائبوسی کی سعادت حاصل
نہین کر سکا یہانتک کہ بادشاہ نے امیر خسرو شاعر کے ساتہ جو سلطان المشائخ کے مصحف بردار تہے اتفاق کیا او
مصلحت کی کہ مین بغیر اجازت سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہونا چاہتا ہون لیکن امیر خسرو نے یہی مناسب سمجہا
کہ جلال الدین کے اس ارادہ کو اپنے مرشد کی خدمت مین ظاہر کرنا چاہیئے کیونکہ اونہین اسبات کا خیال تہا کہ اگر
مین سلطان المشائخ کی خدمت مین اس امر کی اطلاع ندونگا تو آپ مجہسے بے حد رنجیدہ ہونگے اور فرمائین گے کہ
باوجودیکہ تجہے معلوم تہا پہر مجہے خبردار کیون نہین کیا اگرچہ بادشاہ نے امیر خسرو سے ایک بہید کی بات کہی تہی او
اونہین اسبات کا خوف تہا کہ جلال الدین مجہسے سخت ناراض ہوگا لیکن اونہون نے اپنی جان تک کی پروا نکی
اور سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کیا کہ کل سلطان جلال الدین خدمتِ اقدس مین حاضر ہوگا سلطان المشائخ
نے یہ بات سنتے ہی اُسیوقت اجودہن کا قصد کر دیا اور شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز
کی زیارت کے لیئے تشریف لے گئے۔ جب یہ خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی تو امیر خسرو سے سخت ناراض ہوا۔ اور عتاب آمیز
خطاب کیا کہ تم نے ہمارے بہید کو برملا کر دیا اور میرے ارادہ کی سلطان المشائخ کو خبر کر دی اور مین تمہاری وجہ سے

سلطان المشائخ کی قدمبوسی کی سعادت سے محروم و بے نصیب رہا۔ امیر خسرو نے نہایت دلیری و آزادی کے ساتھ جواب دیا کہ مجھے بادشاہ کی رنجش سے صرف جان ہی کا خوف تھا لیکن سلطان المشائخ کی رنجش سے ایمان کے جاتے رہنے کا قوی اندیشہ تھا۔ چونکہ بادشاہ دانا و عقلمند تھا امیر خسرو کے اس جواب کی تعریف کی اور اونہیں معذور رکھا

بارہوان نکتہ سلطان المشائخ نظام الحق والدین کے شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا کے نواسے جناب شیخ الاسلام رکن الحق والدین قدس اللہ سرہم العزیز سے ملاقات کرنے کے بیان مین۔ کاتب حروف نے سید السادات سید محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ سلطان المشائخ کو شیخ رکن الحق والدنیا سے بہت دفعہ ملاقات کرنے کا اتفاق ہوا ہے۔ ایکدفعہ سلطان علاؤ الدین کے فرزند رشید سلطان قطب الدین کے عہد حکومت مین اور اسدفعہ یون ملاقات ہوئی کہ شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ شہر ملتان سے شہر دہلی کو آتے تھے جب دہلی کے قریب آپہونچے تو سلطان المشائخ آپکے استقبال کے لئے تشریف لے گئے۔ جناب شیخ رکن الدین کا گذر حوض علائی پر ہوا جہان آپ صبح کی فرض نماز مین مشغول تھے سلطان المشائخ اسمقام پر پہونچے اور شیخ رکن الدین سے ملاقات کی شیخ رکن الدین نہایت تعظیم و توقیر سے پیش آئے لیکن یہ ملاقات و صحبت بہت تہوڑی دیر رہی اور آپ فوراً وہان سے پلٹ آئے۔ جب شیخ رکن الدین سلطان قطب الدین سے ملے تو اوس نے دریافت کیا کہ اس شہر کے بزرگون مین سے اول آپ سے کس نے ملاقات کی جواب دیا کہ جو اس شہر کے تمام باشندون مین زیادہ بہتر و بزرگ تہا۔ یعنے سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز دوسری دفعہ ان دونون بزرگون مین یون ملاقات ہوئی کہ جب شیخ رکن الدین نے سنا کہ سلطان المشائخ کیلوکہری کی مسجد مین نماز جمعہ ادا کیا کرتے ہین تو آپ جمعہ کے دن کیلوکہری کی مسجد مین نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے تشریف لیگئے اور شمالی دروازہ کے قریب جو لب دریا کی طرف واقع ہے بیٹھ گئے اور سلطان المشائخ بھی اپنے مقررہ و معہود مقام مین جنوبی دروازے کے متصل بائین طرف بیٹھ گئے اسی اثنا مین کسینے سلطان المشائخ کو خبر دی کہ شیخ رکن الدین اس مسجد مین تشریف لائے ہین۔ مسجد کے ان دونون دروازون کے مابین ایک وسیع صحن اور مسافت بعید ہے جب سلطان المشائخ جمعہ کی نماز سے فارغ ہوئے تو اوٹھکر اوسمقام پر پہونچے جہان شیخ رکن الدین تشریف رکھتے تھے چونکہ شیخ رکن الدین ہنوز نماز مین مشغول تھے اسلیئے سلطان المشائخ آپکے پس پشت بیٹھ گئے۔ شیخ رکن الدین جب اپنی مشغولی سے فارغ ہوئے تو دونون بزرگون نے باہم ملاقات کی اور مصافحہ و معانقہ بجا لائے۔ دونون طرف سے کسی قسم کی تقصیر ظہور مین نہین آئی اور جوانمردی و کرم مین دونون مساوی درجہ مین رہے۔ شیخ رکن الدین نے کمال مہربانی اور لطف سے حضرت سلطان المشائخ کا دست مبارک پکڑا اور وہانسے اوٹھکر باتین کرتے ہوئے

جنوبی دروازہ کی طرف چلے جہاں سلطان المشائخ ہمیشہ تشریف رکہا کرتے تہے خدام نے شیخ رکن الدین کا ڈولہ بہی اسی دروازہ پر لگا دیا۔ جب دونوں بزرگ اسی طرح باتین کرتے ہوئے جنوبی دروازہ کی چوکہٹ پر پہونچگئے تو شیخ رکن الدین نے کمال اعزاز و تعظیم سے سلطان المشائخ کو فرمایا کہ اول ڈولہ مین آپ سوار ہو جائیے۔ سلطان المشائخ نے بہی کمال تعظیم کی اور فرمایا اول آپ سوار ہوجیئے اسی باہمی حیث بحث مین قدرے توقف ہوا اور بانجام کار شیخ رکن الدین اول سوار ہوئے۔ تیسرے مرتبے کی ملاقات کی بابت یون نقل کیا جاتا ہے کہ کاتب حروف کے عم بزرگوار ملک السادات سید کمال الدین احمد بن محمد کرمانی بادشاہ وقت کے محل کے دروازے پر کہڑے تہے جب وہان سے لوٹے تو شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کو غیاث پور کی طرف آتے دیکہا فراست سے معلوم کیا کہ آپ سلطان المشائخ کی خدمت مین جاتے ہین یہ دیکہکر اونہون نے گہوڑے کی باگ اُٹہائی اور بڑی عجلت کے ساتہ سلطان المشائخ کے خطیرہ مین پہونچے تا کہ آنکو شیخ رکن الدین کے آنے کی خبر دین سلطان المشائخ اوس دن خطیرہ مین تشریف رکہتے تہے یہ ایک نہایت عالیشان مکان تہا جو حوض اور چبوترہ کے اوپر تعمیر کیا گیا تہا۔ اور خواجہ جہان احمد ایاز کی طرف منسوب کیا جاتا تہا کہتے ہین کہ جس زمانہ مین یہ عمارت بننی شروع ہوئی تہی تو شیخ حسن برہنہ سر نے بڑے اہتمام اور صرف کے ساتہ اسکی تعمیر کرائی تہی غرضکہ اسوقت سلطان المشائخ اس بارگاہ مین تشریف رکہتے تہے جب آپنے شیخ رکن الدین کے آنے کی خبر سنی تو استبعاد کا یقین نہین کیا اور فرمایا کہ اس سمت مین اندرپت بہی ہے ممکن ہے کہ شیخ رکن الدین بزرگون کی زیارت کے لیئے اس اطراف و جوانب مین جاتے ہون لیکن پہر بہی اقبال خادم سے کہدینا چاہیئے کہ کہانا تیار رکہے اور عمدہ و نادر تحائف بہم پہنچائے۔ جب شیخ رکن الدین اندرپت کی راہ سے منحرف ہوئے اور سلطان المشائخ کے خطیرہ کی جانب متوجہ ہوئے یہانتک کہ آپ کا ڈولہ بیچ کے گنبد کی عین دہلیز تک پہونچگیا تو سلطان المشائخ کوٹہے کے اوپر سے نیچے تشریف لائے اور صفہ ستون کے درمیان ان دونون بزرگون کی ملاقات ہوئی۔ شیخ رکن الدین کا ڈولا آپکی صفہ ستون کے اندر اُتارا گیا اور چارون طرف سے لوگون نے سلام کرنا شروع کیا۔ چونکہ اوس زمانہ مین شیخ رکن الدین کے پاؤن مبارک مین کوئی اس قسم کا صدمہ پہونچا ہوا تہا جسکی وجہ سے آپ ڈولہ سے نیچے اوتر نہین سکتے تہے اس لیئے آپنے باوجود کوشش بلیغ کے فرمایا کہ مین اوتر نہین سکتا تم لوگ مجہے ڈولہ سے اوتارو لیکن سلطان المشائخ کے مزاج مین چونکہ انتہا سے زیادہ تواضع تہی اور عام اخلاق انتہا سے زیادہ تہا اسلیئے آپنے شیخ رکن الدین کو ڈولے سے اوترنے نہین دیا۔ شیخ رکن الدین تو ڈولہ ہی مین بیٹہے رہے اور جناب سلطان المشائخ آپکے ڈولہ کے متصل قبلہ رخ ہوکر بیٹہ گئے تہوڑی دیر تک دونون حضرات باہم مکالمہ و محاورے مین مشغول

ہوئے اس اثنار میں مولانا عماد الملۃ والدین اسمٰعیل جو شیخ رکن الدین قدس اللہ سرہما العزیز کے صوری و معنوی بہائی تہے فرمانے لگے کہ آج ان دو بزرگون کے وجود باجود سے یہ مجلس نہایت ہی بابرکت ہے اور حقیقت مین خیر المجالس اوسی مجلس کی نسبت کہا جاتا ہے جسمین علمی بحث کا چرچا ہو۔ مولانا عماد الدین نے اپنی اس تقریر کا سلسلہ ختم کرنے کے بعد سلطان المشائخ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ آپ کوئی علمی بحث چہیڑ دیجیے لیکن سلطان المشائخ نے بجز سکوت کے کوئی جواب نہین دیا اور شیخ رکن الدین بہی خاموشی کے ساتہ بیٹہے سنا کیئے ازان بعد مولانا عماد الدین نے سوال کیا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اس مین کیا حکمت مضمر تہی۔ شیخ رکن الدین نے سلطان المشائخ کی طرف توجہ کی اور جواب کی بابت التماس کی لیکن ساتہ ہی سلطان المشائخ شیخ رکن الدین کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ آپ ہی بیان فرمایئے شیخ رکن الدین نے جواب کی تقریر یون کرنا شروع کی کہ نبوت کے درجات و کمالات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے روز ازل سے مقدر ہو چکے تہے اونکی تکمیل ایک وقت خاص پر موقوف و منحصر تہی چنانچہ جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لیگئے اور اصحاب صفہ مین نشست و برخاست کی تو اب آپکے درجات و کمالات مکمل ہو گئے۔ جب شیخ رکن الدین نے اپنی تقریر کا سلسلہ اسطرح ختم کیا۔ تو سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اس ضعیف کے دل مین ایک وجہ گذرتی ہے جسے مینے کسی تفسیر اور کسی کتاب مین نہین دیکہا ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور آپکا ارشاد جن لوگون کو پہنچا تہا اور وہ اس دولت و برکت سے مشرف و معزز ہوئے لیکن ناقصین کی جماعت جو مدینہ طیبہ مین تہی اور جناب نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین نہ ہو پہنچ سکتی تہی خدا تعالی کی رحمت نے اون کے حال پر جوش کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمان ایزدی پہنچا کہ مکہ سے مدینہ مین ہجرت کیجیئے تاکہ آپکے کمالات سے ان ناقصون کی تکمیل ہو اور آپ کا فیض اونکے شامل حال ہو۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ ان دونون بزرگان دین کے جوابون سے جو اسمقام مین تحریر ہوئے ہین دونون حضرات کی عظمت و کمال بخوبی ظاہر ہوتے ہین اور ہر جواب کے تحت مین ہر شخص کے علمی تبحر اور باطنی فیض کی جہلک نمایان ہوتی ہے اور ساتہ ہی یہ بات بہی بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ ان دونون بزرگوارون مین ہر ایک نے دوسرے کی ایسی لطیف عبارات سے تعظیم کی ہے جسکا بیان بہت مشکل ہے۔ الغرض جب سلطان المشائخ کے خدام نے دسترخوان بچہانے کا ارادہ کیا تو سبنے متفق ہو کر کاتب حروف کے والد بزرگوار کی طرف رخ کیا اور عرض کیا کہ یہ کام آپ کا ہے ہم مین سے کسی کو اتنی مجال نہین کہ ان دو بزرگون کے سامنے دسترخوان بچہائین چنانچہ میرے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جب مین ان بزرگوارون کے سامنے کہانا لے گیا تو شیخ رکن الدین کے ڈولے پر محتاجون کی عرضیون اور کاغذات کا ڈہیر لگا ہوا دیکہا۔ مین روٹیان رکہنے اور جگہ وسیع کرنے کے لیئے اون کاغذات کو ایک طرف جمع کر رہا تہا کہ

اسی اثنار مین شیخ رکن الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے سلطان المشائخ کی طرف متوجہ ہوکر کہا۔ تم جانتے ہو کہ یہ کاغذ کیسے ہین
بعدہ خود فرمایا کہ اس زمانہ کے مساکین کی عرضیان ہین جب مین بادشاہ کے پاس جاتا ہون تو محتاج لوگ
اپنی عرضیان دیتے ہین تاکہ اونکی مہمات انجام کو پہونچین لیکن افسوس آج اونہین یہ معلوم نہین ہہا کہ مین بادشاہ
دین کے پاس جاتا ہون یہ باتین سنکر سلطان المشائخ حسن عبارت اور الطاف و اخلاق سے بیحد معذرت کرتے تہے اور
گردن جھکائے بیٹھے رہے جب دسترخوان بچہایا گیا اور کہانا چنا گیا تو سرکہ انگور کا سکورہ شیخ رکن الدین سے کسیقدر فاصلہ پر
ہتا اس لیے شیخ رکن الدین نے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہ سکورہ میرے پاس لاؤ اوسوقت سلطان المشائخ
نے فرمایا کہ یہ خوب چیز ہے۔ شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ترش ہی اسیوجہ سے ہے سلطان المشائخ نے جواب
مین فرمایا کہ اسکے عزیز ہونیکی یہی وجہ ہے۔ الغرض جب سب لوگ کہانا تناول کرچکے اور دسترخوان اوٹہا لیا گیا تو سلطان المشائخ
کے خادم اقبال نامی چند بیش قیمت پارچہ کے قطعات اور ایک نہایت خوبصورت لگنہا اور ایک تہیلی اشرفیونکی باریک
کپڑے مین باندہکر شیخ رکن الدین کے سامنے لایا کپڑا اس قدر باریک تہا کہ اوس مین سے اشرفیون کی سرخی کی جھلک
نمودار ہوتی تہی جب شیخ رکن الدین کی نظر اشرفیونکی تہیلی پر پڑی تو آپنے فرمایا اُستُر ذَہَبَک یعنی اپنی اشرفیونکو
ڈہانک لو اسپر سلطان المشائخ نے برجستہ فرمایا اُستُر ذَہَبَکَ وَذِہَابَکَ وَمَذہَبَکَ یعنے اپنے زر کو اور اپنے جانیکو
اور جانے کی جگہ کو چہپالو۔ سلطان المشائخ کے ان پر مغز اور عاقلانہ مقولون سے غوامض سلوک کے مستنبط خواجہ
محمد بدرالدین اسحاق کے داماد کریم الدین نے جو شیخ شیوخ العالم فریدالدین قدس سرہ کے پوتے ہوتے ہین عجیب عجیب
معنی استنباط کیئے ہین وہ فرماتے ہین جناب شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جو یہ فرمایا کہ استر ذہبک تو اسکا
مفہوم بالکل معلوم اور ظاہر ہے محتاج بیان نہین لیکن سلطان المشائخ نے جو اونکے جواب مین فرمایا کہ استر
ذہبک وذہابک ومذہبک تو البتہ آخر کے یہ دونون لفظ غور طلب ہین اور اس محل مین جو کچھ اون سے سمجہا جاتا
ہے معرض بیان مین لایا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ اس رستہ کے معاملہ سلوک کو مخفی و پوشیدہ رکہنا نہ صرف ضرور
و واجب ہے بلکہ فرض ہے تاکہ یہ دینی معاملہ منظر عام مین نہ آئے اور خلائق کا منظور نظر نہ ٹہیرے کیونکہ خلق کی نظر
ایک نہایت ہی قوی آفت ہے جسکا دفعیہ بجز اسکے اور کچھ نہین کہ خداتعالی ایک برگزیدہ اور منتخب بندہ پر اپنا
کرم کرتا اور مقام محبت سے درجہ محبوبیت مین پہنچاتا ہے لیکن اسکے ساتھ ہی اوسے یہ ہرگز منظور نہین ہوتا کہ محبوب
خدا کے معاملہ پر کسیکو اطلاع دے۔ پس ایک ایسی چیز اوسکے حال کے ناسزد کرتا ہے جسپر ظاہر مین مخلوق کی نظر
پڑتی ہے اور خلق اوس چیز کی گفتگو مین مبتلا ہوجاتی ہے اور اوس محبوب کا معاملہ پردہ مین مستور و مخفی رہتا ہے

یہانتک کہ جب خدا کے دوستون مین سے کسی دوست کے پاؤن کو دنیا اور اوسکا جاہ وجلال بوسہ دیتے ہین تو وہ اوس سے
محض بیزار و متنفر ہوتا ہے اور اوسکا باطن خدا تعالی کی محبت مین ایسا مستغرق ومحو ہوتا ہے کہ اوسے کسی چیز کی پروا
نہین ہوتی اور دین ودنیا کی طرف میل نہین کرتا اگرچہ خلق کی نظر دنیا کے دسخر و فرمانبردار ہونے پر پڑتی ہے لیکن وہ نہایت
اطمینان اور دلجمعی سے خدا تعالی کی محبت کے سجادہ پر راسخ ومستقیم رہتا ہے **بیت** تا[1] ذوق درونم خبرے مید[2]
از دوست ؛ از طعنۂ دشمن بخدا اگر خبرستم ؛ اسیوجہ سے اس قسم کا ولی اغیار کی نظرون سے محفوظ و مامون رہتا اور
عالم مشاہدہ وقرب مین ہر روز بلکہ ہر ساعت مزید ترقی کرتا ہے۔ پس یہ دونون لفظ یعنے ذہابک ومذہبک۔ اتر
ذہبک کے جواب مین نہایت درست اور چسپان ہین۔ الغرض شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ نے وہ کپڑے اور اشرفیان
قبول نہ کین اور جب خدام سلطان المشائخ نے شیخ کا اصرار وانکار دیکہا تو اونھون کو شیخ رکن الدین کے بہائی
مولانا عماد الدین اسمعیل کے سامنے پیش کیا مگر مولانا عماد الدین نے بہی شیخ رکن الدین کی موافقت کی وجہ سے قبول
نہین کیا۔ اسی اثنار مین شیخ رکن الدین نے مولانا عماد الدین کو اشارہ کیا کہ تم سلطان المشائخ کے عطیات کو رد نہ کرو
بلکہ بخوشی قبول کرو۔ چنانچہ مولانا عماد الدین نے جو کثرت علم وفضل اور ورع وتقوی سے آراستہ وپیراستہ تھے اپنے
شیخ کا اشارہ پاتے ہی سلطان المشائخ کے تحائف کو قبول کرلیا۔ چوتھے مرتبہ سلطان المشائخ اور شیخ رکن الدین
مین باہم ملاقات یون ہوئی کہ جناب سلطان المشائخ بیمار پڑے اور شیخ رکن الدین قدس اللہ سرہ العزیز آپکی عیادت
کے لیئے آئے یہ زمانہ عشرۂ ذیحجہ کا تہا جب دونون بزرگوارون مین ملاقات ہوئی تو شیخ رکن الدین نے فرمایا کہ یہ عشرہ
ذیحجہ ہے اس زمانہ مین ہر شخص حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیئے کوشش کرتا ہے لیکن مین نے سلطان المشائخ کی
زیارت حاصل کرنے کی کوشش کی تاکہ حج کا ثواب حاصل ہو شیخ رکن الدین کی یہ تقریر سنکر سلطان المشائخ آنکہون مین
آنسو بہر لائے اور بانواع کرم کے ساتہ معذرت کی۔ پانچوین مرتبہ ان دونون حضرات کی باہمی ملاقات کا یہ سبب ہوا
کہ جب حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کی بیماری نے شدت پکڑی اور روز بروز مرض کو غلبہ ہوتا گیا
یہانتک کہ غلبہ محبت وعشق کی وجہ سے دن مین کئی کئی مرتبہ غائب ہوجاتے اور پہر کئی کئی مرتبہ حاضر ہوتے ایسی حالت
مین شیخ رکن الدین آپکی عیادت کے لیئے تشریف لائے۔ شیخ سعدی فرماتے ہین **بیت** خنک[3] آن رنج کہ بارم بعیادت
بسر آید ؛ دردمندان بجز این دوست مدارند دوا را ؛ جسوقت شیخ رکن الدین تشریف لائے تو جناب سلطان المشائخ

---

[1] جب تلک میرا دلی ذوق دوست کی خبر دیتا ہے اوسوقت تک بخدا طعنہ دشمن کی مجہے خبر نہین ہوتی ۱۲
[2] وہ رنج ومرض نہایت مبارک ہے جس مین عیادت کے لیئے میرا دوست میرے پاس آئے کیونکہ دردمند بجز اس دوست کے اور کوئی دوا نہین رکہتے ۱۲ ؛ ۱۲ -

چارپائی پر تشریف رکھتے تھے اور اتنی طاقت نہ تھی کہ چارپائی سے نیچے اوتر سکین ملاقات کے بعد ہر چند سلطان المشائخ نے شیخ رکن الدین کو اپنی چارپائی پر بٹھایا لیکن وہ نہین بیٹھے۔ انجام کار کرسی لائی گئی اور شیخ رکن الدین کرسی پر جلوہ آرا ہوئے۔ تمام یاران مجلس سخت متحیر تھے کہ اسوقت سلطان المشائخ عالم تحیر مین ہین باہم مکالمہ اور سوال وجواب کسطرح ہوگا لیکن سلطان المشائخ اپنے اوس کمال کیوجہ سے کہ خدا تعالی نے آپ مین ودیعت رکھا تھا ہوش وحواس مین آئے اور شیخ رکن الدین سے باتین کرنے مین مشغول ہوئے۔ شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اَلْاَنْبِیَاءُ یُخَیَّرُوْنَ عِنْدَ الْمَوْتِ یعنے حضرات انبیاء علیہم السلام کو موت کے وقت اختیار دیا جاتا ہے کہ چاہین تو ہمیشہ دنیا مین رہین اور چاہین تو اپنے مولا کے پاس چلے جائین۔ چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ مَا مِنْ نَبِیٍّ یَمُوْتُ اِلَّا وَ یُخَیَّرُ۔ یعنے جب کسی نبی کو موت آتی ہے تو اوسکو اختیار دیدیا جاتا ہے۔ اور اولیا۔ انبیا کے خلفا اور ورثا ہین اور جب یہ ہے تو اونہین بھی اختیار حاصل ہے کہ خواہ دنیا مین رہین خواہ مولا کے پاس چلے جائین۔ جب قصہ یہ ہے تو سلطان المشائخ کو چاہیئے کہ اپنی زندگی کی جسکے ساتھ حقیقت مین تمام جہان کی زندگی وابستہ اور متضمن ہے رب العالمین کی درگاہ سے چند روز کے لیئے درخواست کرین۔ یہانتک کہ ناقصونکو کمال حاصل ہوجائے اور وہ نقص کے درجے سے نکلکر تکمیل کے مرتبہ کو پہونچ جائین۔ سلطان المشائخ شیخ رکن الدین کی یہہ تقریر سنکر پرنم آنکھون سے آنسوؤنکی ندیان بہاکر فرمانے لگے کہ مین نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا ہے کہ فرمارہے ہین۔ نظام! تیرا اشتیاق ہمین انتہا سے زیادہ ہے۔ جون ہی یہ کلمہ آپکی زبان مبارک سے نکلا۔ شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ اور تمام حاضرین مجلس زار زار رونے لگے اسکے تہوڑے عرصہ کے بعد شیخ رکن الدین اپنے مکانکی طرف لوٹ گئے۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ اس بندہ نے شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کی قدمبوسی کی سعادت اپنے جدمادری جناب مولانا شمس الدین دامغانی کے ہمراہی مین حاصل کی ہے۔ شہر دہلی مین تغلق کے عہد حکومت مین۔ اور آپکے دسترخوان کا حق نمک اس بندہ کے ذمہ ثابت ہوا ہے۔

تیرہوان نکتہ سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی بعض کرامتون کے بیان مین۔

جناب سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ ایکدن ایک مجمع مین تشریف رکھتے تھے اور خواجہ محمود جو شیخ شیوخ العالم فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کے بااخلاص و بےریا مرید تھے اوس مجمع مین موجود تھے اثنا گفتگو مین خواجہ محمود بیان کرنے لگے کہ مین ابتدائے حال مین خواب مین لطیف اور صاحب جمال صورتین دیکھتا تھا اور اسی قسم کی بہت سی حکایتین لگاتار بیان کرنے لگے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اس قسم کی باتین اکثر ہوتی رہتی ہین۔ ایکدن مین چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک فرشتہ چاند کی صورت مین آیا اور میری چارپائی کے پاس کھڑے ہوکر کہنے لگا کہ ایک درویش تم

کہڑا ہوا ہے بعدہ فرمایا کہ چہار شنبہ کے روز استوا کے وقت ایک نور آسمان سے نیچے اوترتا ہے اور جب شنبہ کا دن ہوتا ہے تو آفتاب نکلنے کے بعد وہ نور آسمان کی طرف چڑہ جاتا ہے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص سلطان المشائخ کی خدمت مین کہانا لیگیا۔ اثنا راہ مین اوسکے دل مین خیال گذرا کہ اگر سلطان المشائخ اپنے دست مبارک سے میرے منہہ مین ایک لقمہ دین تو میری بڑی خوش قسمتی اور کامیابی کی دلیل ہے چنانچہ اوسکا بیان ہے کہ جب مین سلطان المشائخ کی خدمت مین پہنچا تو اوسوقت دسترخوان اوٹہہ چکا تہا اور آپ پان چبار ہے تہے۔ جون ہی مین حاضر ہوا آپنے دہن مبارک سے پان نکالا اور دست مبارک سے میرے منہہ مین ڈالدیا اور فرمایا کہ لے یہ اوس سے بہتر ہے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ چند عزیزون کو سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہونیکا اتفاق پڑا۔ ان مین ایک دانشمند بہی تہا جو ہنوز سلطان المشائخ کی کرامت کا معترف نتہا اتفاق سے ان عزیزون نے آپکی خدمت مین پیش کرنیکے لئے مختلف اقسام اور متعدد قیمتونکی مٹہائیان خریدین اس دانشمند نے کہا کہ یہ مختلف ہدیئے ایک جگہہ جمع کرکے سلطان المشائخ کے سامنے رکہنا خادم سب اوٹہاکر آپکی نظر کردے گا یہ کہکر اسنے رستہ مین سے تہوڑی سی خاک اوٹہالی اور ایک کاغذ کی پڑیا باندھکر اپنے پاس رکہلی۔ جب سب لوگ سلطان المشائخ کی خدمت مین پہونچے اور ہر شخص نے اپنی لائی ہوئی شیرینی آپکے سامنے پیش کی تو اس دانشمند نے بہی کاغذ کی پڑیا مٹہائی مین رکہدی خادم نے دستور کے موافق مٹہائی اوٹہانی شروع کی اور اسکے ساتہ ہی کاغذ کی پڑیا بہی اوٹہانے لگا۔ سلطان المشائخ نے خادم کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اس پڑیا کو یہین چہوڑدے کیونکہ یہ سرمہ خاص ہماری آنکہونکے لگانے کا ہے۔ سلطان المشائخ کی زبان مبارک سے یہ لفظ نکلتے ہی دانشمند نے توبہ کی اور آپکی کرامت کا بدل معترف ہوا۔ ازان بعد سلطان المشائخ نے اوسے خلعت خاص سے مشرف فرمایا اور دلجوئی کرکے ارشاد کیا کہ اگر تجہے وظیفہ یا روٹی کی حاجت ہے تو ہم سے بیان کرتا کہ ہم اوسکا انتظام کردین۔ قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تہے کہ مین گہر سے وضو کرکے سلطان المشائخ کی خدمت مین آیا چونکہ مین نے تجدید وضو نہین کی تہی اس لیئے میرے دلمین ایک طرحکی تشویش تہی سلطان المشائخ نے باطنی نور سے دریافت کرلیا اور مجہہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ایک مرتبہ سید اجل کا فرزند میرے پاس آیا۔ ہر چند کہ مین اوس سے باتین کررہا تہا لیکن حاضر نہین پاتا تہا آخر کار مین نے کہا سید! کیا حال ہے کہ مین تمہین غائب دیکہتا ہون جواب دیا کہ مخدوم مین نے گہر مین وضو کیا تہا لیکن دوسری مرتبہ نیا وضو نہین کیا اور خدمت اقدس مین حاضر ہوگیا۔ اسوجہ سے مرے دل مین تردد و تشویش ہے۔ مین نے کہا سید! جاؤ وضو کرکے آؤ اور فارغ البال اور خاطر جمعی سے بیٹہو۔ قاضی محی الدین کاشانی کہتے ہین کہ جون ہی خواجہ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلکر میرے کان مین پہونچے مین فوراً اوٹہکر آداب خدمت بجالایا اور عرض کیا کہ مخدوم! یہی میرا بہی واقعہ ہے آپنے مسکرا کر فرمایا جاؤ وضو کرکے آؤ۔ ایکدن ذو

سلطان المشائخ کی خدمت مین ساتھ ہوکر آئے اِن مین سے ایک شخص نے بے احتیاطی سے وضو کیا تہا جب دونون سلطان المشائخ
کے پاس پہونچے تو سب سے پہلے جو بات سلطان المشائخ کی زبان مبارک سے نکلکر ان کے کانون مین پہونچی وہ یہ تہی کہ وضو مین
اچھی طرح احتیاط کرنا چاہیئے کیونکہ اَلْوُضُوْءُ سِرٌّ مِنْ اَسْرَارِ اللّٰہِ یعنی وضو خدا کے بہیدون مین سے ایک بہید ہے
قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہین کہ سلطان علاؤالدین کے عہد حکومت مین۔ مین بیگناہ قید مین
ڈالا گیا تہا جب میرے قید کے زمانہ نے طول کھینچا تو مین نے ایک شخص کی زبانی سلطان المشائخ سے کہلا بہیجا کہ مین بغیر کسی
جُرم کے قید مین ڈالدیا گیا ہون اور کوئی میری خبر نہین لیتا۔ اسصورت مین مین نہین جانتا کہ میرا کیا حال ہوگا
سلطان المشائخ نے میرے پاس تین کندوریان بہیجین اور فرمایا کہ ان مین سے ایک کندوری روزمرہ کہالیا کرو مین نے
ایسا ہی کیا خدا کی شان کہ تیسرے دِن مجھے قید خانہ سے رہائی ہوگئی۔ مولانا وجیہ الدین پائلی روایت کرتے ہین کہ
ایک دفعہ مین بیمار پڑا۔ دِق کا آغاز ہوگیا تھا۔ طبیبون نے متفق ہوکر مجھے مشورہ دیا کہ کسی ایسے باغ مین سکونت رکہو
جو لبِ دریا واقع ہو۔ مین نے کہا کہ باغ مین تنہا سکونت کرنا دشوار ہے اور سلطان المشائخ کا مکان لبِ دریا ہے مین
وہان جاکر چند روز رہ سکون گا چنانچہ طبیب کی تجویز ہوئی دوا مین ساتھ لیکر سلطان المشائخ کے درِ دولت پر
حاضر ہوا۔ جب مین سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوا تو اوسوقت آپ روزہ افطار کرچکے تہے چونکہ موسم جاڑے کا
تہا ایک شخص تازہ منڈیان آپکے لیئے لایا تہا جسے آپ تنقلہ کے طور پر تناول فرمارہے تہے مجھے دیکہکر فرمایا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم
آؤ اور اس مین میرے ساتہ شریک ہوجاؤ۔ چونکہ مجھے دِق کی ابتدا تہی اور منڈی گرم ہوتی ہے اسلیئے مین آپ کے
ساتہ اول اول شریک ہوتے ہوئے ہچکچایا لیکن پہر آپکے حکم کے بموجب شریک ہوگیا۔ جب مین اوسی جلسہ مین حضور
سلطان المشائخ کے پاس سے اُٹھا تو اپنے تئین کامل تندرست اور بالکل صحیح سالم پایا حتی کہ اسکے بعد محتاجِ علاج نہین ہوا
مولانا بدرالدین جنہیں سلطان المشائخ کا رفیق بہی کہا جاتا تہا اور جو نہایت منصف مزاج اور راستباز شخص
تہے روایت کرتے ہین کہ مین نے ایک رات سلطان المشائخ کی دہلیز مین ایک اونٹ دیکہا جو کہڑکی کے باہر کی طرف سے
آیا اور سلطان المشائخ کے حجرے کے متصل کہڑکی کے نیچے کہڑا ہوگیا۔ سلطان المشائخ اونٹ پر سوار ہوئے اور وہ
آپکو لیکر ہوا مین اڑ گیا مین یہ دیکہکر بے خود ہوگیا۔ اور جب ایک زمانہ گذر گیا تو ہوش مین آیا مگر نیند اُچٹ گئی
تہی ساری رات جاگتا اور چارپائی پر کروٹین بدلتا رہا۔ پچہلی رات کو صبح ہوتے دیکہا کہ وہی اونٹ آیا اور اوسی
کہڑکی کے نیچے کہڑا ہوگیا۔ سلطان المشائخ نے کہڑکی کہولی اور حجرہ کے اندر تشریف لائے اور اونٹ لوٹ گیا۔
کاتبِ حروف نے نہایت معتبر اور ثقہ لوگون سے سنا ہے کہ شیخ نجم الدین صفاہانی پورے سات سال تک خانہ کعبہ کے

مجاور رہے اونہون نے حرم کے متصل اپنی سکونت کے لیئے ایک مکان تیار کیا تہا جہان سے بیٹہکر ہمیشہ خانۂ کعبہ پر نظر پڑتی تہی
شیخ نجم الدین کا اہل کمال کے زمرہ مین شمار کیا جاتا تہا اور آپ اولیاء اللہ مین بڑے رُتبہ کے شخص تہے۔ ایکدن مکہ کے مجاورون
نے آپسے دریافت کیا کہ اس مین کیا حکمت ہے کہ آج سلطان المشائخ ایک عالم کے مقتدا و پیشوا ہین اور بندگان خدا کو مقصد پر
پُہنچاتے ہین لیکن خانۂ کعبہ کی زیارت کو نہین آتے اور حج کی دولت سے مشرف نہین ہوتے۔ شیخ نجم الدین نے فرمایا کہ
سلطان المشائخ اکثر اوقات فجر کی نماز کے وقت خانۂ کعبہ مین حاضر ہوتے ہین اور جماعت مین ہماری موافقت کرتے ہین
کاتب حروف عرض کرتا ہے ممکن ہے کہ یہ اونٹ جسپر سوار ہوکر سلطان المشائخ سیر کو جاتے تہے فرشتہ ہو جو غیب سے
آتا اور سلطان المشائخ کو خانۂ کعبہ مین لیجاتا ہو۔ خواجہ ابوبکر وراق جو حضرت سلطان المشائخ کے شرف قربت اور
مصلاداری کے ساتہ مشرف و ممتاز تہے فرماتے ہین کہ ایکدفعہ سلطان المشائخ نے مجہے اپنا جبہ خاص عنایت فرمایا مین
اس عطیہ اور بخشش کے شکرانہ مین چند چیزین مرتب کرنے لگا کہ سلطان المشائخ کے حضور مین پیش کرون۔ اسی اثنا
مین ایک شخص نے کہا کہ تم نے شکرانہ کا اسدرجہ اہتمام کیا ہے کہ یہ جبہ اونکی قیمت مین برابر سرا بر پڑرہے گا مین
اس بات سے نہایت منغص و پریشان ہوا لیکن جب مین اپنا مرتب کیا ہوا شکرانہ سلطان المشائخ کی خدمت مین
لیگیا تو آپنے خادم سے فرمایا کہ اس مین سے صرف سیر بہر گہی لیلو باقی واپس کردو۔ مینے عرض کیا کہ حضور!
یہ کوئی چیز نہین ہے براہ عنایت جو کچہ مین لایا ہون اوسے نظر قبول سے دیکہین۔ سلطان المشائخ نے مسکرا کر
فرمایا کہ مبادا میرا جبہ انکی قیمت مین برابر سرا بر پڑے سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ اس سے پیشتر مین غیاث پور سے
کیلوکہری کی مسجد مین جمعہ کی نماز کیلیئے پاپیادہ جایا کرتا تہا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ گرمی کا موسم تہا دہوپ نہایت
تیز اور سخت پڑرہی تہی گرم ہوائین بڑی تندی و تیزی کے ساتہ چل رہی تہین اور رستہ دوگنا تہا یعنے غیاث پور سے
مسجد کیلوکہری تک پورے ایک کوس کی مسافت تہی اور ان تمام باتون کے ہوتے مین روزے سے تہا چلتے چلتے میرا
سر گہومنے لگا اور پیاس کا غلبہ ہوا۔ مین ایک دُکان مین بیٹہ گیا اور خیال آیا کہ اگر اسوقت کوئی سواری ہوتی تو اوسپر
سوار ہوکر مسجد تک پہونچ جاتا اسکے بعد فوراً ہی شیخ سعدی کی یہ بیت میرے دل مین گذری ؎ ماقدم از سر کنیم در طلب
دوستان ؛ راہ بجائی نمیبرد ہرکہ باقدام رفت ؛ لہذا مین نے اس خطرہ سے توبہ کی اسکے تین دن بعد شیخ ملک یار پران کا خلیفہ
میرے پاس ایک خوبصورت گہوڑی لایا اور کہا کہ اسے قبول کیجیئے مین نے کہا کہ تم خود درویش ہو تم سے یہ ہدیہ کیونکر قبول کرون
خلیفہ نے جواب دیا کہ آج تیسری شب ہے کہ شیخ ملک یار پران رحمۃ اللہ علیہ نے مجہسے خواب مین فرمایا ہے کہ یہ گہوڑی

؎ ہم دوستون کی طلب مین سر کو قدم بناتے ہین کیونکہ جو شخص اس راہ مین قدم کے ساتہ چلتا ہے وہ منزل مقصود کو نہین پہونچتا۔ ۱۲۔

فلان شخص کے پاس لیجا اور اوسکی نذر کر۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ مین نے اوسے جواب دیا کہ تمہارے شیخ نے بیشک ایسا فرمایا ہے لیکن تاوقتیکہ میرے شیخ اس ہدیے کو قبول کرنیکی اجازت نہ دینگے مین کبھی قبول نہین کرسکتا۔ چنانچہ جب رات ہوئی اور مین حسب معمول سویا تو جناب شیخ شیوخ العالم قدس سرہ کو خواب مین دیکھا آپ مجھے فرما رہے ہین کہ نظام! ملک یار پران کی خاطر سے گھوڑی قبول کرلو جب دوسرا دن ہوا تو پھر شیخ ملک یار پران کا خلیفہ آیا اور گھوڑی پیش کی مین نے اوسے خدا کا فرستادہ سمجھکر قبول کرلیا اوس روز سے پھر کوئی موقع ایسا نہین ہوا کہ میرا گھر گھوڑے سے خالی رہا ہو ایک عرصہ کے بعد مینے وہ گھوڑی اپنے بھانجے خواجہ محمد کو دیدی۔ جب سلطان المشائخ یہ حکایت نقل کرچکے تو قاضی محی الدین کاشانی نے فرمایا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مَنْ عَبَدَاللّٰہَ فِی الْحَرٰتِ قَضَی اللّٰہُ حَوَائِجَہٗ بِالْخَطَرَاتِ یعنے جو شخص خدا تعالی کی جلتی دہوپ اور گرمی مین پرستش کرتا ہے خدا تعالی اوسکی تمام حاجتین خطرات سے برلاتا ہے ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ ایک عزیز نے سلطان المشائخ کے روزہ افطار کرنے کے وقت خیال کیا کہ اگر سلطان المشائخ اوس پانی کا بقیہ مجھے عنایت کرین جس سے آپ روزہ افطار کرینگے تو مین جانونگا کہ آپ صاحب کرامت ہین۔ اسی اثنا مین سلطان المشائخ نے افطار سے بچے ہوئے پانی کی نسبت فرمایا کہ یہ پانی اوس عزیز کو دیدو چنانچہ اوس نے فوراً توبہ کی اور اپنی اس لغزش سے استغفار کی۔ جب سلطان المشائخ کھانے سے فراغت پاکر بالاخانہ پر تشریف لائے اور اپنی معمولی مقام پر بیٹھے تو اوس عزیز کو دوسرے یارون کے ساتھ طلب کیا جب خاموشی کے ساتھ بیٹھ گئے تو سلطان المشائخ نے فرمایا عزیزو خدا تعالی کا ایک بندہ ہے جس نے چالیس سال سے سیر ہوکر کھانا کھایا ہے نہ پانی پیا ہے۔ سلطان المشائخ یہی فرماتے تھے کہ جب مین ابتدائی عمر کے مرحلے طے کررہا تھا تو اپنے دل مین عزم بالجزم کرچکا تھا کہ نہ تو کوئی کتاب لکھواؤنگا نہ قیمتاً مول لونگا اتفاقاً اوسی زمانہ مین ایک شخص میرے پاس امام غزالی کی اربعین لایا جسکی وضع قطع مجھے بہت ہی اچھی معلوم ہوئی مینے اپنے دلمین کہا کہ مین عہد کرچکا ہون کہ کوئی کتاب قیمتاً نہ لونگا اگرچہ یہ کتاب نہایت عمدہ اور خوبصورت ہے لیکن مین اپنے عہد سے پھر نہین سکتا۔ یہ سوچکر مینے کتاب کو واپس کردیا مگر اسکے ساتھ ہی میرا دل ہمیشہ اوس کتاب کے لئے بے چین رہا۔ چند روز نہ گذرنے پائے تھے کہ وہی کتاب میرے پاس ہدیۃً آئی مینے فوراً قبول کرلیا اور شکر خدا بجالایا۔ ایکدفعہ سلطان المشائخ کی خدمت مین ایک شخص آیا دیکھا کہ درویشون اور خدمتگارون کا حال نہایت تباہ ہے شب و روز ناکامیابی مین گذارتے ہین اور فقر و فاقہ کی وجہ سے برے حال مین ہین اوس نے سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ اگر آپکی اجازت ہو تو مین حضور کو سونا بنانا سکھادون تاکہ ہر روز سونے کا ایک ڈھیر آپکے پاس موجود رہے اور آپکے خدمتگار راحت و آرام سے زندگی بسر کرین۔ سلطان المشائخ نے جواب دیا کہ رنگ آمیزی عیسائیون کا کام ہے اور

سونا بنانا یہودیونکی صفت ہے محمدیون کے نزدیک زر بنانا حقیقت مین زندرونی ہے۔ ہمین دنیاوی مال ودولت کیطرف میل ہے نہ فانی سونے کی خواہش دنیاکے جاہ وجلال کی حاجت ہے نہ عقبیٰ کی خواہش۔ بلکہ ہم اپنی تمام حاجتین اور مرادین قاضی الحاجات سے چاہتے ہین کیونکہ وہی ہمارا مقصود ومراد ہے ع دنیا بچہ کار آید و فردوس چہ باشد ؎

ایک راستباز اور صادق القول عزیز نے سلطان المشائخ کو خواب مین دیکھا کہ آپ بہشت مین ایک مرصع و مکلف تخت پر جلوہ آرا ہین اور اس خواب دیکھنے والے سے فرمارہے ہین کہ حق تعالیٰ مجھے ہر روز وظیفہ عنایت کرتا ہے۔ یہ شخص سلطان المشائخ کی ہیبت وخوف کی وجہسے دریافت نکرسکا کہ وہ وظیفہ کیا ہے اور اس وظیفہ سے کیا مراد ہے لیکن خود سلطان المشائخ نے اوسکی تشریح اس طرح بیان کرنا شروع کی کہ حق تعالیٰ دنیا مین جو خلق کو مجھسے وظیفہ دلواتا تھا اوس کو قبول فرمایا اور اپنے فضل وکرم سے اوس وظیفہ کی عوض ہزارون دوزخی میرا وظیفہ مقرر کیئے جن مین سے ایک کافی تعداد روزمرہ مجھے بخشتے ہین۔ ایک اور عزیز نے ایک حکایت نقل کی کہ مین اپنے قصبہ سے سلطان المشائخ کی زیارت کرنے کے لیئے روانہ ہوا۔ رستہ مین میرا گذر قصبہ بونڈی پر ہوا جب مین اس قصبہ مین پہونچا تو خیال پیدا ہوا کہ یہان بہی ایک کامل درویش شیخ موہن سکونت رکہتے ہین اون سے بہی ملاقات کرتا چلون چنانچہ مین اونکی خدمت مین حاضر ہوا فرمایا کہان جانے کا قصد ہے۔ مین نے کہا سلطان المشائخ کی خدمت مین کہا جب تم وہان پہونچو تو سلطان المشائخ کو میرا سلام پہونچاکر کہنا کہ مین وہی شخص ہون جو ہر شب جمعہ کو خانہ کعبہ مین آپ سے ملاقات کرتا ہون چنانچہ جب مین سلطان المشائخ کی خدمت مین پہونچا اور سعادت قدم بوسی حاصل ہوئی تو مین نے عرض کیا کہ قصبہ بونڈی مین ایک درویش رہتے ہین اونہون نے آپکو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ مین وہی شخص ہون جو ہر شب جمعہ کو خانہ کعبہ مین آپ سے ملاقات کرتا ہون۔ سلطان المشائخ اوسکی اس بات سے منغص ہوئے اور فرمایا کہ بیشک وہ درویش قابل ولائق ہے لیکن افسوس زبان کو اپنے قبضہ مین نہین رکہہ سکتا۔ خواجہ منہاج جو سلطان المشائخ کا ایک مخلص وبے ریا معتقد اور جان نثار مرید تھے بیان کرتے ہین کہ مجھے ایکدفعہ مجلس سماع منعقد کرنے کا اتفاق پڑا لیکن اس سے پیشتر کہ مین اس قسم کی مجلس مرتب کرون۔ سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کیا کہ مین مجلس سماع مرتب کرنا چاہتا ہون فرمایا اچہا ہے بہتر ہوگا چنانچہ مین نے شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین کے بلند اقبال پوتون اور دیگر یارون کو غیاث پور بلایا ابہی شہر کے دوست وعزیز تشریف نہین لائے تہے کہ ہر شخص نے تقاضا شروع کردیا کہ قوال حاضر ہین آپ اجازت دیجے کہ گانا شروع کرین۔ مین نے معذرت کی کہ ہنوز بہت سے یار دوست نہین آئے ہین اور کہا تا تیار

نہین ہوا ہے بہتر ہوگا کہ ذرا توقف فرمائین لیکن اہل مجلس نے میری اس معذرت کو رغبت کے کانون سے نہین سنا اور سختی
کے ساتہ فرمایا کہ راگ چھیڑنے کی اجازت دو ورنہ ہم جاتے ہین کہانا تیار نہین ہے تو ہم بازار سے کہانا منگائے لیتے ہین
چنانچہ اونہون نے جھٹ آدمیونکو دوڑا دیا اور کہانا منگاکر خود کہایا اور دوسرے لوگونکو بہی دیا سماع چھڑ گیا لیکن
کسیطرح کا ذوق وشوق پیدا نہین ہوا مین نہایت تشویش وتردد مین تہا کہ مجلس بے ترتیب اور درہم برہم ہوئی جاتی ہے اسی
ناگواری کی حالت مین مین سر نیچے کئے بیٹہا تہا کہ دفعۃً سر اوپر اٹہایا دیکہتا ہون کہ جناب سلطان المشائخ حوض کے دروازہ
پر کہڑے ہوئے ہین۔ مین یہ دیکہکر اپنے آپے سے باہر ہوگیا اور جب ہوش مین آیا تو سماع سے سخت متاثر تہا آنکہہ
اوٹہاکر ادہر اودہر دیکہتا ہون تو شہر کے دوست واشنا بہی رونق افروز مجلس ہورہے ہین۔ جب مین سلطان المشائخ
کی خدمت مین حاضر ہوا اور یہ تمام کیفیت عرض کی تو آپنے اسکی تصدیق کی اور فرمایا جس مقام پر اس ضعیف کے یار
دوست ہوا کرین اونہین چاہئیے کہ اس ضعیف کو حاضر تصور کرلیا کرین۔ یہی خواجہ منہاج جنکا ابہی ذکر ہوا ہے
کہتے تہے کہ ایک رات کو مین سلطان المشائخ کے گہر مین تہا خدام نے آپکی چارپائی باہر بچہادی تہی اور سونے کا لباس اوپر
آراستہ کردیا تہا جماعت خانہ کے زینہ اور سلطان المشائخ کی چارپائی پر ایک بہیگا ہوا کپڑا پڑا ہوا تہا شب کا ایک بڑا حصہ
گذر گیا تہا کہ سلطان المشائخ کی چارپائی کے اوپر سے نور کا ایک ستون نمودار ہوا جو بڑہتے بڑہتے آسمان سے باتین کرنے لگا
اور جسکی روشنی سے جماعت خانہ کا صحن اور دریا کے کنارے روشن ہوگئے۔ مجہپر ایک ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ ایک گوشہ
مین جا چہپا اور اپنے تئین سویا ہوا ظاہر کیا۔ ایکدفعہ شیخ نورالدین فردوسی نے اپنے تین یارون کو سلطان المشائخ
کی خدمت مین بہیجا اور اونکی معرفت آپکو پیام دیا کہ مین نے شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین کی روح کو ثواب
پہونچانے کی غرض سے کہانا تیار کیا ہے مہربانی فرماکر غریبخانہ پر تشریف لائیے لیکن جسوقت یہ تینون شخص راستہ
مین تہے تو ان مین سے ایک نے کہا تہا کہ اگر سلطان المشائخ شیخ ہین تو مجہے کوئی ایسی چیز دین جو کہانے کے قابل ہو
دوسرے نے کہا تہا اگر مجہے کوئی کپڑا دین تو جانون کہ شیخ ہین۔ تیسرے نے کہا تہا کہ بہائیو! بزرگون کا امتحان اچہا
نہین ہے تم کسی بات کا اندیشہ نکرو اور خلوص کے ساتہ اونکی خدمت مین حاضر ہو چنانچہ جب یہ لوگ سلطان المشائخ
کی خدمت مین حاضر ہوئے اور شیخ نورالدین کا پیام دیا تو آپنے فرمایا آج ہم نے بہی کہانا تیار کیا ہے اسلئے ہم وہان
نہین جاسکتے اگرچہ ہم بظاہر تم تک نہین پہونچ سکتے لیکن ہمارا دل تمہارے ساتہ متعلق ہے۔ ہنوز یہی باتین
ہورہی تہین کہ ایک شخص ایک دہی کی ہنڈیا اور چار روپے نقد لایا۔ سلطان المشائخ نے خادم سے اشارہ کیا کہ
یہ نقدی اوس شخصکو دیدو۔ اور اشارے سے اوس شخصکو بتاکر فرمایا کہ تو نے کہانے کی قابل کوئی چیز مانگی تہی

اور دلمین چاندی کا خیال کیا تہا۔ ازان بعد خادم سے فرمایا کہ کپڑا الاکر اس دوسرے شخصکو دیدو۔ پہر تیسرے شخص کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ بزرگون کی خدمت مین اسیطرح آنا چاہیئے جسطرح سے تو آیا ہے یہ کہکر دو روپے اوسے بہی عنایت فرمائے۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ شیخ نورالدین فردوسی کو سلطان المشائخ کی خدمت مین چندان اخلاص نہ تہا بلکہ اوسکے دل مین آپکی طرف سے ایک طرحکا رشک تہا جسے وہ ہمیشہ پوشیدہ رکہتا تہا جب وہ شہر سے آیا تہا تو کیلوکہری کی حدود مین جمنا ندی کے کنارہ اپنی سکونت کے لیئے ایک مقام مرتب کیا تہا اور اوسے پہل پہولدار درختو نسے خوب سجایا تہا۔ شیخ نورالدین کے لڑکونکو جو نوخواستہ جوان تہے اور اونکے خام طبع مریدونکو سلطان المشائخ کے غلامون اور معتقدون سے عداوت تہی۔ اکثر ایسا ہوتا تہا کہ یہ لوگ کشتی مین سوار ہوکر گاتے ناچتے۔ سلطان المشائخ کے گہر کے نیچے سے گذرا کرتے تہے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ یہ لوگ نماز فجر کے بعد کشتی مین سوار ہوکر اپنی جمعیت کے ساتہ گاتے اور ناچتے ہوئے سلطان المشائخ کے مکانکے آگے سے گذر رہے تہے۔ اوسوقت جناب سلطان المشائخ جماعت خانہ کے زینہ پر مشغول بیٹہے تہے اور کاتب الحروف کے والد بزرگوار بہی اس مجلس مین حاضر اور سلطان المشائخ کے آگے مودب کہڑے تہے۔ جب کشتی والے شور وغل مچاتے اور سماع ورقص کرتے ہوئے سلطان المشائخ کی نظر مبارک کے سامنے آئے تو آپنے فرمایا سبحان اللہ ایک شخص ساٹہا سال سے اسکام مین خونِ جگر کہا رہا ہے اور اپنی جان اس راہ مین قربان کررہا ہے اور دوسرے نوخواستہ اور ناتجربہ کار لوگ ہین جو کہتے ہین تو کون ہے کہ ہمارے ساتہ برابری کا دعوی کرتا ہے یہ کہکر آپنے اپنا دست مبارک آستین سے نکال لیا اور انکی طرف اشارہ کیا شیخ نورالدین فردوسی کے فرزندونکی کشتی ابہی شور وغل کے ساتہ جون ہی اپنے مقام پر پہونچی اور وہ لوگ کشتی سے اُترتے وقت شور وغل مچانے کے ارادہ سے لب دریا آئے کہ فوراً کشتی کو غیر معمولی جنبش ہوئی اور سب کے سب اوسیوقت دریا مین ڈوب گئے۔ کاتب حروف نے یہ حکایت سید السادات سید حسین اپنے عم بزرگوار سے سنی ہے اور وہ کاتب حروف کے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہین مصلح بقال کا فرزند طبابت کا پیشہ کرتا تہا اور سلطان المشائخ کا مرید تہا۔ جب سلطان المشائخ کی زیارت کیلیئے جاتا تو آپ اوسے دن ہی کو واپس کردیتے اور شبکو اپنے پاس نہ رکہتے۔ انجام کار اوسنے سلطان المشائخ کے دردولت پر حاضر ہونا چہوڑ دیا۔ مولانا علی شاہ جاندار کہتے ہین کہ مین نے اوس سے ملکر کہا کہ یہ تو اچہا نہین کرتا ہے ہر مہینے ایکبار ضرور حاضر ہوا کر اور سلطان المشائخ کی پائبوسی کی سعادت حاصل کیا کر دن مین آپکی خدمت مین رہا کر اور شب کو کسی اور کے گہر مین گذار دیا کر۔ لیکن میرے کہنے سے وہ ذرا بہی متاثر نہین ہوا۔ اور اوسکے بشرہ مین ملال و بے رضائی کے آثار مین نے نمایان دیکہے۔ چند روز کے بعد اوسکا پاؤن ورم کر آیا اور درد کی وجہ سے نہایت بیقرار

ہوا۔ مولانا علی شاہ کہتے ہین کہ مین نے دوبارہ اوس سے کہا کہ سلطان المشائخ کے رنجیدہ ہونیکے باعث یہ تکلیف لاحق ہوئی ہے
اوسنے میری اسباب کو تسلیم کیا اور عجز کرنے لگا زان بعد کثیر التعداد مبلغ مجھے دیے کہ تم انہین سلطان المشائخ کی خدمت
مین لیجاؤ اور میری جانب سے معذرت کرو۔ چنانچہ مین سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور یہ کیفیت عرض کی
سلطان المشائخ منغص ہوئے اور مجہسے مُنہہ پہیر لیا۔ جب مین آپ سے رخصت ہوکر آیا تو اوس طبیب کا انتقال ہوچکا تہا۔
کاتبِ حروف نے خواجہ مبارک گوپامؤی سے سنا ہے جو ایک اعلیٰ درجہ کے عزیزون مین شمار کیئے جاتے ہے کہ مین جس مرتبہ
قصبہ گوپامؤ سے سلطان علاؤ الدین کے پاس آتا تو مجہا اوسکے دربار سے ایک مکلف خلعت جیساکہ بادشاہ پہنتے ہین
عطا ہوتا تہا اور اس قسم کا خلعت گویا میرے لیئے معمولی ہوگیا تہا یہانتک کہ مین ایکمرتبہ سلطان کے دربار مین آیا
اور اوسنے اسدفعہ مجھے وہ معمولی خلعت نہین دیا بلکہ صرف ایک سپید چادر کی فرد عنایت کی جسکی وجہ سے مین نہایت
مکدّر ہوا اور رنج و غصہ مین بہرا ہوا سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ پائبوسی کے بعد آپنے میریطرف رُخ مبارک
کرکے فرمایا **بیت** تحفۂ شاہ بس عزیز بود ؛ گرچہ دینار یا پشیز بود ؛ اس بیت کے سنتے ہی مجھے ایک فرحت حاصل
ہوئی اور دل کی خلش بالکل مٹگئی۔ الحمد للہ علی ذالک۔ ایک مرتبہ ایک دانشمند نے سلطان المشائخ کی خدمت
مین حاضر ہوکر کہا کہ مین آپسے بیعت کرنا چاہتا ہون لیکن سلطان المشائخ نے نور باطن سے معلوم کرلیا کہ
یہ کسی اور وجہ سے آیا ہے۔ ہرچند اوسنے بیعت کے لیئے الحاح و اصرار کیا لیکن سلطان المشائخ نے اوسکی بیعت
لینے سے انکار کیا اور فرمایا۔ سچ بتادے تو کس نیت سے آیا ہے۔ اوسنے عرض کیا واقعی بات یہ ہے کہ ناگور مین
میری ایک زمین ہے جسپر اوس موضع کا صوبہ مجھے قبضہ نہین کرنے دیتا اور مزاحمت کرتا ہے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا
کہ اگر مین تجھے ایک رقعہ لکھکر دیدون تو تو بیعت کا ارادہ ترک کردیگا کہا بہتر ہوگا آپنے اوسیوقت وہان کے صوبہ کی طرف
ایک رقعہ لکھدیا اور اوسکی غرض حاصل ہوگئی۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ ایکدفعہ مین مولانا رشید لغزی کی
زیارت سے فراغت کرکے واپس آتا تہا اونکے خطیرہ کے متصل ایک کوچہ پڑتا تہا وہان مینے ایک شخصکو دیکہا کہ مست اور نشہ
بازونکی طرح جہومتا ہوا آتا ہے اور نہایت بے ضابطگی کے ساتہ آتا ہے اوسکی یہ حالت دیکھکر میرے دل مین خطرہ گذرا
کہ مبادا اس شخص سے مجھے کوئی صدمہ پہونچے چنانچہ مین اس خیال سے دوسری طرف مُڑگیا وہ بہی مجھے دوسری طرف جاتے
دیکھکر رستہ سے منحرف ہوا اور جس طرف مین مُڑا تہا اوسی طرف روانہ ہوا۔ آخرکار مین نے خدا تعالیٰ کی طرف گریز
کیا اور کارساز حقیقی کیطرف التجا لیگیا اتنے مین اوس شخص نے مجھے آلیا اور سلام کرکے معانقہ کیا میرے سینہ کو
بوسہ دیا اور کہا الحمد للہ کہ اس سینہ مین ہنوز مسلمانی کی بو باقی ہے۔ یہ کہکر چلا گیا جب مین نے مڑکر دیکہا تو کسیکو

نہین پایا اور دفعۃً غائب ہوگیا لیکن شیخ نصیرالدین محمود اس روایت کو یون نقل کرتے ہین کہ سلطان المشائخ فرماتے تہے ایکدن
مین دروازہ پل کے نزدیک چلا جاتا تہا اور نہایت مایوسی اور ناامیدی کی حالت مین تہا اپنے دل مین کہتا جاتا تہا نظام! تو کہان
اور خدا کی محبت کہان اسی نیت سے مین شیخ رسان کے روضہ پر پہونچا اور وہان چلہ مین بیٹہا جب چلہ تمام کر چکا تو وہان سے
واپس آنیکا قصد کیا۔ شیخ رسان کے روضہ پر ایک خشک درخت تہا جو اس چالیس روز کے عرصہ مین میرے دیکہتے دیکہتے
ہرا اور تر و تازہ ہوگیا تہا چلتے وقت مین نے شیخ رسان کے روضہ کے سامنے کہڑے ہوکر عرض کیا کہ شیخ! اس خشک درخت
کا حال چالیس روز مین بدلگیا لیکن میری حالت اس عرصہ مین ذرا بہی نہین بدلی۔ یہ کہکر مین گہر کی طرف روانہ ہوا۔ اثنائے
راہ مین ایک شخص کو دیکہا کہ لڑکہڑاتا ہوا چلا آرہا ہے مجہے خیال پیدا ہوا کہ یہ شخص مست ہے اور نشہ مین جہومتا آتا ہے
مین اوس سے بچکر دوسری طرف مڑ گیا لیکن اوسنے میری ہی طرف میل کیا۔ یہان سے بہی مین منحرف ہوا اور اوسنے اسدفعہ
بہی میرا پیچہا کیا اوسوقت مین نے دل مین کہا نظام! اب خدا کی طرف گریز کر اور اوسکی جناب مین التجا لیجا۔ یہ سوچکر
مین خود اوسکی طرف بڑہا اور جب نزدیک پہنچا تو دونون ہاتہ اوپچے کیئے اور اوس شخص کے گلے لگ گیا اوسکے سینہ اور منہہ
سے عطر کی خوشبو آتی تہی حالتِ معانقہ مین اوس شخص کی زبان سے نکلا کہ اے صوفی تیرے سینہ سے محبت خداوندی کی بو آتی
ہے یہ کہکر غائب ہوگیا **چودہوان نکتہ**۔ جناب فخر النساء رابعہ عصر بی بی زلیخا صاحبہ حضرت سلطان المشائخ کی والدہ ماجدہ
اسرار ہمائی بعض کرامتون کے ذکر مین۔ (یہ منجملہ اون پندرہ نکتون کے چودہوان نکتہ ہے جو جناب سلطان المشائخ کے
ذکر مین بیان کیئے گئے ہین۔) حضرت سلطان نظام الحق والدین سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ میری والدہ مکرمہ
کو خدا تعالی کے ساتہ ایک ایسی رسائی تہی کہ اگر اونہین کوئی حاجت پیش آتی تو اوسکی تکمیل آپکو خواب مین معلوم ہوجاتی
گویا اوس حاجت کی نسبت آپکو اختیار دیدیا جاتا۔ بارہا میری والدہ محترمہ میرے پاؤن کو دیکہکر فرمایا کرتی تہین کہ نظام!
مین تجہ مین سعادت اور نیکبختی کی علامت دیکہتی ہون تو کسی زمانہ مین بڑا صاحب اقبال اور بختاور ہوگا۔ ایک بزرگ کیا خوب
فرماتے ہین۔ **بیت** وے آیتے کہ آمد در شانِ کبریائی ❊ اندر جبین ناصیہ اوبیبنی است ❊ لیکن جب تنگ عیشی کا زمانہ
سخت ہوا اور افلاس و تنگدستی نے چارون طرف سے گہیر لیا تو مین نے والدہ سے عرض کیا کہ آپ فرماتی ہین کہ مین سعید
اور بلند اقبال ہون لیکن مین تو اوسکا کچہ بہی اثر نہین دیکہتا فرمایا گہبراؤ نہین اوسکا اثر ظاہر ہوگا لیکن اوسوقت
جبکہ مین اس جہان سے اوٹہ جاؤنگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مین نے ہمیشہ تجربہ کیا ہے کہ جب کوئی مشکل یا حاجت مجہے پیش
آئی جناب والدہ مکرمہ کی خدمت مین عرض کیا۔ اکثر تو ایسا ہی ہوتا تہا کہ ہفتہ کے اندر اندر حاجت بر آتی اور مشکل
نکلجاتی تہی لیکن کبہی ایسا بہی ہوتا تہا کہ مہینے بہر مین حاجت روائی ہوتی تہی اور ایسا بہت کم اتفاق ہوا ہے۔

سلطان المشائخ یہی فرمایا کرتے تہے کہ جب میری والدہ محترمہ کو کوئی ضرورت و حاجت پیش آتی تو آپ پانسو دفعہ درود پڑھتین اور اپنا دامن مبارک پہیلا کر حاجت طلب کرتین انجام کار ویسا ہی ہوتا جیسا آپ چاہتین۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ایکدفعہ میری والدہ کی کنیز بہاگ گئی چونکہ بجز اوسکے اور کوئی خدمتگار نہ تہا اسوجہ سے آپکو گونہ ملال ہوا مصلّے پر بیٹہین اور دامن مبارک پہیلا کر حق تعالی سے مناجات کرنا شروع کی اسی اثنا مین مینے والدہ کو فرماتے سُنا کہ کنیزک بہاگ گئی ہے اور مین نے عہد کر لیا ہے کہ تا وقتیکہ کنیزک نہ آئے گی مین سر پر دوپٹہ نہ ڈالونگی۔ مین والدہ مکرمہ کی یہ بات سُنکر متامل ہوا کہ یہ آپ کیا فرما رہی ہین اسی حالت مین ایک شخص نے دروازہ پر کہڑے ہو کر آواز دی کہ تمہاری لونڈی بہاگ آئی ہے آکر اسے لیجاؤ۔ جس زمانہ مین سلطان علاؤ الدین خلجی کے فرزند سلطان قطب الدین نے جناب سلطان المشائخ کے ساتہ منازعت کرنا چاہی تو آپ اپنی والدہ محترمہ کے مرقد کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ سلطان قطب الدین نے جو سلطان المشائخ سے جہگڑا کیا اوسکا ایک سبب تو یہ تہا کہ سلطان قطب الدین نے اپنے عہد حکومت مین ایک جامع مسجد تعمیر کرائی تہی جب وہ بن بنا کر تیار ہو گئی تو اول جمعہ مین شہر کے تمام مشائخ و علماء کو مدعو کیا کہ اس جمعہ کے دن اس نو تعمیر مسجد مین نماز ادا کرین۔ سلطان المشائخ کے پاس جب یہ پیام پہنچا تو آپنے فرمایا۔ ہمارے مکان کے پاس ہی مسجد ہے اور وہ اسبات کا زیادہ استحقاق رکہتی ہے کہ ہم اوسی مین نماز جمعہ ادا کرین چنانچہ آپ نو تعمیر مسجد مین جسے مسجد میری کہتے تہے تشریف نہین لے گئے۔ دوسرا سبب یہ تہا کہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو سلطان قطب الدین کے دربار مین یہ رسم مقرر تہی کہ تمام ائمہ وقت اور مشائخ عصر اور دربار کے امرا و وزرا ماہ نو کی مبارکبادی اور تہنیت کی رسم ادا کرنے کے لئے جمع ہوتے تہے اور بادشاہ کو مبارکبادی دیتے تہے لیکن سلطان المشائخ اوسکے دربار مین نہ جاتے تہے بلکہ اقبال خادم کو اپنی طرف سے بہیجدیا کرتے تہے مدعیون اور حاسدون کو اپنی عداوت کے بخار نکالنے اور بادشاہ وقت سے شکایت کرنیکا اچہا موقع ملگیا۔ سلطان قطب الدین سے بیان کیا کہ آپنے جو سلطان المشائخ کی نسبت فرمان جاری کیا تہا اونہون نے اوسکی تعمیل نہین کی۔ جمعہ کی نماز کے لئے مسجد میری مین نہین آئے اور کہلا بہیجا کہ ہم اپنے ہی محلہ کی مسجد مین جمعہ ادا کرین گے۔ علاوہ ازین ماہ نو کی تہنیت مین جسطرح اور مشائخ اور ائمہ وقت حاضر ہوتے ہین وہ نہین آتے بلکہ اپنی طرف سے ایک غلام کو بہیجدیتے ہین جس سے بادشاہ کی کسر شان ہوتی ہے۔ سلطان قطب الدین کی غیرت و حمیت کی آگ حرکت مین آئی اور بادشاہی غرور سلطنت کی نخوت۔ جہانبانی کے زور نے اوسے اسپر آمادہ کیا کہ نہایت گستاخی اور بے ادبی کے ساتہ کہہ بیٹہا کہ اگر اب کے غرہ مین سلطان المشائخ نہ آئینگے تو مین اونہین قانون کے زور سے بلاؤن گا اور نہایت بدسلوکی سے

پیش آؤنگا۔ سلطان المشائخ کے مخلص اور بے ریا معتقدون نے جو بادشاہ کے مقرب تھے اور جنکی سلطانی دربار مین بہت عزت ہوتی تھی سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوکر بادشاہ کے اس ارادہ سے مطلع کیا۔ سلطان المشائخ نے کچھ جواب نہین دیا اور والدہ محترمہ کی روضۂ متبرکہ کی زیارت کو تشریف لے گئے اور کہا کہ بادشاہِ وقت میری ایذا کے درپے ہے اور مجھے سخت مصیبت و تکلیف پہونچانا چاہتا ہے۔ اگر ماہ آئندہ تک جسپر اوسنے مجھے ایذا پہونچانا منحصر رکھا ہے اوسکا کام تمام نہوجائیگا تو مین پھر کبھی تمہاری زیارت کو نہ آؤنگا اور یہ اوس رازو نیاز کے طور پر کہا جو حالت زندگی مین اپنی والدہ کے ساتھ رکھتے تھے۔ الغرض وہان سے لوٹکر دولتخانہ پر تشریف لائے۔ آپکے یار اور خدمتگار بادشاہ کی اسباب سے نہایت پریشان تھے اور ہر وقت غم مین گھٹے رہتے تھے اور جون جون مہینا قریب آتا جاتا تھا عزیزون اور مخلصون کے تفکرات بڑہتے جاتے تھے لیکن سلطان المشائخ اس بہروسہ پر کہ مین اپنی والدہ مکرمہ سے عرض کر آیا ہون نہایت اطمینان اور دلجمعی سے سجادۂ کرامت پر بیٹھے ہوئے منتظر رہتے تھے کہ پردۂ غیب سے کیا حادثہ ہوتا ہے اب چاند ہوگیا ہے اور لوگ اس انتظار مین بیٹھے ہین کہ کل چاند کی پہلی تاریخ ہے سلطان المشائخ بادشاہ وقت کی طرف سے بلائے جائینگے۔ خدا کی شان کہ چاندرات کو ناعاقبت اندیش بادشاہ کی جان پر آسمانی بلا ٹوٹ پڑی خسرو خان نے جو سلطان المشائخ کے بدخواہ بادشاہ کا قدیم دشمن تھا اوسکا سر تیغ تیز سے جسم سے جدا کردیا اور تن بے سر محل کے اوپر سے نیچے ڈال دیا۔ سر کو نیزہ پر علم کیا اور تمام مخلوق پر ظاہر کرنے کے لئے ایک اونچے مقام پر لٹکا دیا۔ غرضکہ سلطان قطب الدین جان سے مارا گیا اور اوس نے اپنی اوس گستاخی کا بہت جلد مزہ چکھ لیا۔ جو سلطان المشائخ کی جناب مین کی تھی۔ شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہین **بیت** اے روبہک چرا نہ نشستی بجائے خویش ٭ با شیر پنجہ کردی و دیدی سزائے خویش[1] ٭ کاتب الحروف نے ایک ایسی عورت سے سنا ہے جسکی صادق القولی۔ راستبازی۔ دیانت پر پورا پورا بہروسہ کیا جاتا ہے اوسکا بیان ہے کہ مین نے خواب مین دیکھا گویا قیامت برپا ہے خلق حیران و مدہوش دائین بائین دوڑتی پھرتی ہے اور ایک عجب اضطراب مین ہے مین بہی اونکی طرح سخت تحیر و مدہوشی کی حالت مین ایک طرف کو چلی جارہی تھی اسی اثنا مین دیکھتی ہون کہ ایک شخص ہاتھ مین جھنڈا لئے کھڑا ہے اور مجھسے کہتا ہے یہ بی بی زلیخا کا جھنڈا ہے جو سلطان المشائخ کی والدہ ماجدہ ہین تو بہی اس جھنڈے کے نیچے چلی آ۔ مین نے اس ہجوم و غوغا مین اوس جھنڈے کے نیچے جگہ پائی اور حیرانی و سرگردانی سے فی الجملہ اطمینان ہوا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ یہ خواب دیکھنے والی عورت کاتب حروف کے عم بزرگوار سید احمد محمد کرمانی کی صاحبزادی تھین جو کاتب حروف کے

[1] اے ضعیف لومڑی تو اپنی جگہ کیون نہین بیٹھی تو نے شیر سے مقابلہ کیا اور اپنی سزا دیکھی ۱۲

نکاح مین تہین اور سید السادات جناب سید حسین کی شفقت کی وجہ سے سلطان المشائخ کی خدمت مبارک مین پہونچکر آگہی دینی و دنیاوی نعمتون سے محظوظ ہوئی ہین۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جمادی الاخری کی پہلی تاریخ میری والدہ محترمہ کے انتقال کا دن تہا اس سے پہلے شب کو چاند دیکہا گیا تہا مین اونکی خدمت مین حاضر ہوا اور قدم مبارک پر سر رکہکر ماہ نو کی مبارکبادی دی جیسا کہ میرا قدیم دستور تہا اوسوقت اونکی زبان مبارک پر جاری ہوا کہ نظام! آئندہ ماہ کی پہلی تاریخ کو کسکے پاون پر سر رکہوگے اور ماہ نو کی کسے مبارکبادی دوگے آپکے اس فرمانے سے مجہے معلوم ہوگیا کہ انتقال کا دن قریب ہے میرا حال متغیر ہوگیا اور مین زار قطار رونے لگا آخر کار مین نے بڑی دلیری کرکے عرض کیا کہ مخدومہ! مجہہ غریب و بیچارے کو کسکے سپرد کرتی ہین فرمایا اسبات کا جواب صبحکو دونگی۔ مین نے عرض کیا اب کیا ہے جو آپ جواب نہین دیتین۔ آپنے اسکا جواب کچہہ ندیا اور اسی اثنا مین فرمایا کہ جاؤ آج رات شیخ نجیب الدین کے مکان مین سو رہو۔ مین آپکے فرمانیکے بموجب وہان چلا گیا۔ آخر رات تہی ہنوز صبح نہین ہوئی تہی مگر ہونیکو تہی کہ ایک لونڈی دوڑتی ہوئی آئی اور شتابانہ لہجہ مین کہا چلئے آپکو مخدومہ بلاتی ہین مین سر سے پیر تک کانپ اوٹہا اور لونڈی سے دریافت کیا کہ مخدومہ زندہ ہین جواب دیا کہ ہان۔ جب مین خدمت مین پہونچا تو فرمایا شب کو تم نے ایکبات دریافت کی تہی جسکے جواب دینے کا مینے وعدہ کر لیا تہا اب تمہین کہتی ہون ذرا گوش ہوش سے سنو۔ زان بعد فرمایا کہ تمہارا دہنا ہاتہ کونسا ہے مین نے اپنا دہنا ہاتہ آگے کیا اور عرض کیا یہ ہے آپنے میرا ہاتہ پکڑ کر فرمایا خداوندا مین اسے تیری سپردگی مین دیتی ہون یہ کہکر جان بحق تسلیم کر گئین مینے خدا کا بے اندازہ شکر اپنے اوپر واجب دیکہا اور دل مین کہا کہ اگر یہ مخدومہ زر و گوہر سے بہرا ہوا ایک مکان اپنے عقب مین میراث مین چہوڑتین تو مین اسقدر خوش نہین ہوتا جیسا کہ مین اس کلمہ سے خوش ہوا۔ جو آپنے اس آخری سانس مین میرے لئے چہوڑا۔

پندرہوان نکتہ اوس حالت کے بیان مین جو سلطان المشائخ کو پیدا ہوئی اور جس مین اپنے اس دار فنا سے دار بقا کیطرف رحلت فرمائی اور اوس وصیت کے ذکر مین جو سلطان المشائخ حاضرین مجلس کو کی

کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ جمعہ کا دن تہا جو سلطان المشائخ پر حالت تحیر پیدا ہوئی اور آپکا دل مبارک نور تجلی سے منور و روشن ہوگیا اور اثنا نماز مین حق تعالی کو سجدے کیئے اسی عالم تحیر مین آپ دولتخانہ پر تشریف لائے اور آہ و بکا جو اس سے پیشتر تہی اب بہت کچہہ غالب ہوگئی ہر آن مین کئی کئی دفعہ آپ غائب ہوتے اور کئی کئی دفعہ حاضر ہوتے تہے اور بار بار یہی فرماتے تہے کہ آج جمعہ کا دن ہے دوست کو دوست کا وعدہ ضرور یاد رکہنا اور اوس حالت مین غرق رہنا چاہیئے اور اوسی حال مین یہ بہی مکرر سکرر فرماتے کہ کیا نماز کا وقت ہوگیا ہے اور کیا مین نماز پڑہ چکا ہون اگر حاضرین عرض کرتے کہ آپ نماز پڑہ چکے ہین تو فرماتے ایک دفعہ اور پڑہ لون۔ غرضکہ ہر نماز کو مکرر سکرر ادا کرتے تہے اور جتنے دن اس

حالت مین رہے۔ ان ہی دو باتون کو مکرر سہ کرر فرماتے رہے کہ آج جمعہ کا دن ہے اور کیا مین نماز پڑھ چکا ہون اور یہ مصرعہ بھی بار بار زبان مبارک پر جاری کرتے مصرعہ میرویم ومیرویم ومیرویم ؛ اسی اثنا مین جناب سلطان المشائخ نے اپنے تمام عزیز واقارب اور خدمتگارون اور اون مریدون کو جو شہر مین موجود تھے بلایا اور اونکی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم گواہ رہو اور اپنے خادم (اقبال کی طرف اشارہ کرکے) کہ اگر یہ شخص گھر مین سے کوئی چیز بھی بچا رکھیگا تو کل قیامت کے دن خدا تعالی کے دربار مین خود ہی جوابدہی کا ذمہ دار ہوگا مین حکم کرتا ہون کہ جو کچھ گھر مین ہے سب راہِ خدا مین صرف کر ڈالے۔ اقبال خادم نے قبول کیا کہ مین کوئی چیز گھر مین نہ چھوڑونگا سب سلطان المشائخ کے سر پر سے تصدق کر دونگا اور اس نیک نیت اور پاکیزہ خصلت نے ایسا کیا بھی یعنے بجز اوس غلہ کے جس سے چند روز درویشون کی قوت بسری ہو سکتی تھی تمام چیزین راہِ خدا مین صرف کر دین چنانچہ اسکے بعد السیادات سید حسین کاتب حروف کے عم بزرگوار نے سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کیا کہ غلہ کے علاوہ جو چیز توشک خانہ مین موجود تھی سلطان المشائخ کا صدقہ مساکین ومحتاجون کو پہونچا دیا گیا۔ سلطان المشائخ اقبال کی اس حرکت سے مکدر ہوئے اور سامنے بلا کر فرمایا کہ تو نے اس مردہ ریت کو کیون رکھ چھوڑا ہے اقبال نے عرض کیا کہ بجز اوس غلہ کے جسے ایک خلق کھا کر چند روز تک زندگی بسر کر سکتی ہے اور کوئی چیز مین نے نہین رکھی ہے فرمایا اچھا مساکین ومحتاجون کو بلاؤ۔ جب ایک کثیر التعداد مخلوق اکٹھا حاضر ہوئی تو فرمایا کہ انبار خانون کے دروازے توڑ ڈالو اور سارا غلہ بے خوف ہو کر لوٹ لو اور تمام کوٹھون مین جھاڑو دیدو۔ ایک ساعت مین تمام جہان اُمنڈ پڑا اور بات کرتے مین غلہ لوٹ لیا۔ اسکے بعد جناب سلطان المشائخ کی مرض مین اور بھی شدت ہوئی اور اسی حالت مین تمام یارون اور خدمتگارون نے سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ مخدوم کے بعد ہم مسکینون کا کیا حال ہوگا فرمایا تم گھبراؤ نہین تم لوگونکو میرے روضہ سے اسقدر پہونچیگا کہ خاطر خواہ قوت بسری ہو جایا کریگی اور کبھی محتاج نہین رہوگے۔ لیکن کاتب حروف نے اسقدر اور بھی صادق القول پیرون سے سنا ہے کہ سلطان المشائخ کے اصحاب نے عرض کیا کہ ہم مین سے کون شخص وظیفہ حاصل کریگا اور تحصیل کر کے بعد ہمین تقسیم کریگا فرمایا جو شخص کہ اپنے حصہ سے درگذریگا اسی سختی اور شدت کی حالت مین بعض یارون اور خدمتگارون نے کاتب حروف کے نانا مولانا شمس الدین دامغانی سے عرض کیا کہ آپ سلطان المشائخ سے دریافت کیجیے کہ سلطان المشائخ کے حظیرہ مین جو حقیقت مین حظیرۃ القدس ہے بہت سی بلند اور مکلف عمارتین بنائی گئی ہین اور ہر شخص اپنے اعتقاد کے مطابق چاہتا ہے کہ سلطان المشائخ اُن عمارتون مین سے فلان [illegible] کے نیچے آرام فرمائین آپ صرف اتنا دریافت کر دیجیے کہ اگر سلطان کو سفر آخرت پیش آئے تو کونسی عمارت مین دفن کرین کیونکہ جب سلطان المشائخ خود ہی

کوئی مقام تجویز کرلین گے تو آپکے غلامون کو اپنی راے زنی پر کچہ اختیار نہ ہوگا۔ چنانچہ مولانا شمس الدین نے جناب سلطان المشائخ کی خدمت مین آپکے یارونکی یہ التماس پیش کی فرمایا کہ مولانا! مین کسی عمارت کے نیچے سونیکے قابل نہین ہون بلکہ صحرا اور کہلے میدان مین آرام کرون گا چنانچہ لوگون نے آپکے انتقال کے بعد ایسا ہی کیا۔ اب جس مقام پر سلطان المشائخ کا روضۂ متبرکہ ہے یہ ایک جنگل اور کہلا میدان تہا آپکے انتقال کے بعد سلطان محمد بن تغلق نے روضۂ متبرکہ پر ایک عالیشان گنبد تیار کرایا خدا تعالی نے سلطان المشائخ کے لیئے ایک نہایت خوبصورت و دلگیر خطیرہ مع عالیشان اور بے نظیر عمارتون اور فلک رفعت گنبدون کے جنکی لطافت وصفائی کی نظیر کہین نہین مل سکتی اور جنکی خوبصورتی کا اطراف عالم مین کہینے نشان تک نہین دیا ہے غیب سے مرتب کرا دیا۔ اس خطیرہ متبرکہ کی تعریف مین جو حقیقت مین رشک خطیرۃ القدس ہے ایک بزرگ خوب فرماتے ہین۔ **رباعی**[1] از بسکہ من صحرائے صحن او کردلم ؛ زبندہ ہائے بسیط جہان بجان آمد ز سینہ دل بتماشا بر آمدہ بدہان ؛ چو ذکر نزہت آن بقعہ در زبان آمد ؛ ایک اور بزرگ فرماتے ہین **بیت**[2] زروشنائی صحن ہوائے او در دل ؛ ہمی نماید اسرار غیب پوشیدہ ؛ واضح ہو کہ جناب سلطان المشائخ قدس سرہ رجب کی پندرہوین تاریخ ۶۵۵ھ مین شیخ شیوخ العالم کی شرف ارادت سے مشرف ہوئے اوسوقت آپکی بیس سال کی عمر تہی۔ آپکی ولادت ۶۳۶ھ ہجری مین ہوئی اور انتقال ۷۲۵ھ مین اور جسوقت آپکا انتقال ہوا اوسوقت آپکی عمر ۸۹ برس کی تہی۔ الغرض جب سلطان المشائخ نے انتقال سے چالیس روز پیشتر کہانا کہانا چہوڑ دیا تہا۔ اس زمانہ مین آپ کہانے کی بو تک نہ سونگہتے تہے اور آہ وزاری اس حد تک غالب ہوگئی تہی کہ ایک ساعت بہی چشم مبارک سے آنسو نہین تہمتے تہے **بیت**[3] گر نہ بینی گریہ زارم ندانی فرق کرد ؛ کاب چشم است اینکہ پیش میرود یا آب جو ؛ اسی اثنا مین اخی مبارک ایک دن مچہلی کا شوربہ لائے مخلصون نے اوسکے پلانے مین بہت کچہ کوشش کی لیکن کچہ سودمند نہین ہوئی۔ کیونکہ جب وہ شوربہ آپکے پاس لیکر گئے تو آپنے فرمایا کہ یہ کیا ہے عرض کیا تہوڑا سا مچہلی کا شوربہ ہے فرمایا اسے جاری پانی مین ڈالدو چنانچہ آپنے بالکل نہین چکہا اور فوراً واپس کردیا ازان بعد کاتب حروف کے عم بزرگوار سید حسین نے عرض کیا کہ حضور! بہت روز ہوچکے ہین کہ مخدوم نے کہانا چہوڑ دیا ہے اسکا انجام کیا ہوگا فرمایا سید! جو شخص کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا مشتاق ہوتا ہے وہ دنیا کا کہانا کیونکر کہا سکتا ہے

---

[1] اسوجہ سے مین ہون اور اسکا صحن کہ دل میرا اوسکا بندہ ہے۔ جب اوسکے روضہ متبرکہ کی خوشگواری کا ذکر زبان پر آیا دل سینہ مین تماشہ دیکہنے لب پر آگیا ۱۲

[2] اوس کے صحن کی فضا اور روشنائی سے دل مین جو اسرار غیب پوشیدہ مین ظاہر ہوتے ہین ۱۲

[3] اگر تو میرا رونا نہ دیکہے گا تجہے اس امر کا فرق نہ معلوم ہوسکے گا کہ آنسو کون سے ہین اور جاری پانی کیسا ہے۔ ۱۲

اور یہ پوری حکایت شیخ رکن الدین سے ملاقات کرنے کی نکتہ مین نہایت بسط و شرح کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ الحاصل اس چالیس روز کی مدت مین جسطرح سلطان المشائخ کہانے کی طرف میل نکرتے تھے اوسی طرح بات بہی بہت کم کرتے تھے یہانتک کہ چہارشنبہ کے روز جو سلطان المشائخ کے انتقال کا دن تہا آپکی یہ کیفیت تہی کہ عین مقام صدر مین ایک تحریر سی پڑ گئی تہی۔ ربیع الآخر کے مہینے کی اٹہارہوین تاریخ ۷۲۵ ہجری مین طلوع آفتاب کے بعد آپ رب العالمین کی جوار رحمت مین جا ملے اور مقام صدق و صفا اور خدا تعالی کے دیدار تجلی مین قرار پکڑا۔ یہ ضعیف کہتا ہے۔ **رباعی**[1] مہ زیر ابر احتجاب نمود ؛ عاشقانرا بدین عذاب نمود ؛ پردہ از زلف بست بر رخ خود ؛ در دو حیرت بدین خراب نمود ؛ حضرت امیر خسرو سلطان المشائخ کے مرثیہ مین ایک بیت مین تاریخ انتقال کی طرف یون اشارہ کرتے ہین **بیت**[2] ربیع دوم و ہژدہ زمہ در ابر رفت آن ماہ زمانہ چون بشمارد بہ بیست و داد و پنج و ہفصد را ؛ سلطان المشائخ کے جنازہ کی نماز مین شیخ الاسلام بہاو الدین زکریا کے نواسے جناب شیخ الاسلام شیخ رکن الدین قدس اللہ سرہما العزیز نے امامت کی۔ نماز جنازہ کی امامت کے بعد شیخ رکن الدین کی زبان مبارک پر جاری ہوا کہ آج مجھے تحقیق ہوا کہ عرصہ چار سال سے جو مجھے شہر دہلی مین رہنے کا حکم ہوا اوس سے صرف یہی مقصود تہا کہ سلطان المشائخ کی نماز جنازہ کی امامت کے شرف سے مشرف ہون۔

الغرض ظہر کی نماز کے وقت حضرت سلطان المشائخ کو آپ ہی کے خطیرہ مین جو خلد برین کا ایک نسخہ تہا دفن کیا۔ ایک بزرگ کہتا ہے **بیت**[3] گویا جگر زمین کشادند ؛ آن دوست خدا درو نہادند ؛ جناب سلطان المشائخ کا روضہ متبرکہ آج اقالیم عالم کا قبلہ ہے اور آپکے روضہ کی پائینتی کی خاک تریاق اعظم ہے۔ یہ ضعیف کہتا ہے۔ **قطعہ**[4] خاک درت کہ سرمۂ اہل نظر شدہ است ؛ بہر شفائے دلہا تریاک اعظم است ؛ ہر ذرہ ز خاک درت نزد عاشقان جانیست بلکہ درجان سرے معظم است ؛ ایک اور قطعہ[5] مسلمان و ہندو و ترسا و گبر ؛ ز خاک درت حملہ افسر کنند ؛ جو کافور و صندل ازان خاک پاک ؛ بچشم اندر آرند و دائر کنند ؛

دوسرا باب۔ شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری اور شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی اور

[1] چاند ابر کے نیچے چہپ گیا اور عاشقون کو عذاب مین ڈال دیا۔ اپنے رخ پر زلف کا پردہ چہوڑا اور حیرت پر حیرت بڑھائی۔ ۱۲ [2] ربیع الآخر کے مہینے کی اٹہارہوین تاریخ تہی جو وہ چاند ابر مین چہپا اور جب زمانہ کا شمار کیا جائے تو ۷۲۵ ہجری ہے ۱۲ [3] گویا زمین کا جگر کہولکر اوس دوست خدا کو اوس مین رکہا ۱۲ [4] تیرے دروازہ کی خاک اہل نظر کے لئے سرمہ ہے اور دلون کی شفا کے تریاق اعظم کا حکم رکہتی ہے تیرے دروازہ کی خاک کا ہر ذرہ عاشقون کے نزدیک ایک جان بلکہ جان مین بہت بڑا امید ہے ۱۲ [5] مسلمان اور ہندو اور گبر و ترسا سب کے سب تیرے دروازہ کی خاک کو سر کا تاج بناتے ہین اور کافور و صندل کی طرح اوس خاک پاک کو آنکہہ مین ڈالتے ہین۔ ۱۲

شیخ الاسلام شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہم العزیز کے خلفا کے مناقب وفضائل اور کرامات کے بیان مین

شیخ الاسلام قطب الدین جو شیخ الاسلام معین الدین کے خلیفہ تھے اور شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین کہ شیخ الاسلام قطب الدین کی خلافت سے ممتاز تھے اور سلطان المشائخ نظام الحق والدین جو شیخ شیوخ العالم فریدالدین کے بزرگ ومعزز خلیفہ تھے ان سبکا ذکر پہلے باب مین شجرۂ خواجگانِ چشت علیہم الرضوان مین لکھا جاچکا ہے لیکن ان مشائخ کبار کے دوسرے خلفاء کا حال اس دوسرے باب مین قلمبند ہوتا ہے۔

شیخ حمید الدین سوالی کے حالات

ازانجملہ شاہ اہل تصوف مجرد زآفت تکلف عالم باعمل عابد بے کسل ہتجد گذار صائم الدہر والی حضرت متعالی شیخ الاسلام حمید الملۃ والدین سوالی انبیا و مرسلین کے وارث **ابو احمد سعید** صوفی قدس اللہ سرہ العزیز ہین یہ بزرگ شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری کے ممتاز خلیفہ اور شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کے ہم خرقہ ہین۔ آپ خطہ ناگور کے باشندے تھے۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جب یہ بزرگ شیخ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین پہنچے اور توبہ نصوح کی دولت سے مالامال ہوئے تو لوگون نے جبراً و قہراً آپکو اسبات پر آمادہ کیا کہ آپ اس بعیت کو فسخ کردین اور برسر انکار ہوجائین لیکن شیخ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا اور صاف جواب دیا کہ جاؤ بیٹھو مین نے اپنا ازاربند ایسا مضبوط و مستحکم باندھا ہے کہ کل بہشت کی حورون کے سامنے بھی نہین کھولونگا سلطان المشائخ یہ بھی فرماتے تھے کہ لوگون نے شیخ حمید الدین سوالی سے دریافت کیا کہ ہم دیکھ رہے ہین کہ بعضے اولیاء اللہ جب اس جہان سے اوٹھ جاتے ہین تو اونکی شہرت کا آوازہ اطرافِ عالم مین پہونچ جاتا ہے اور بعضے اولیاء اللہ جب سفر آخرت قبول کرتے ہین تو اونکے پیچھے کوئی شخص اونکا نام تک نہین لیتا اس مین کیا حکمت ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ جس شخص نے زندگی کی حالت مین اپنے تئین مستور و مخفی رکھنے کی کوشش کی ہے وفات کے بعد حق تعالی اوسے مشہور کردیتا ہے اور جو شخص کہ زندگی مین اپنی شہرت کے لیئے کوشش کرتا ہے اوسکا انتقال کے بعد کوئی شخص اوسکا نام تک نہین لیتا۔ اس بزرگ کا ذکر تین نکتون کو شامل ہے۔

پہلا نکتہ شیخ حمید الدین سوالی قدس اللہ سرہ العزیز کے مجاہدے اور روش کے بیان مین۔ **منقول** ہے کہ شیخ حمید الدین ناگور کے خطہ مین ایک بیگہ زمین رکھتے تھے جو آپکی ملکیت خاص تھی اسی ایک بیگہ زمین مین آپ اپنی زندگی بسر کرتے اور اوسی سے اپنے متعلقین کی قوت چلاتے تھے اول نصف بیگہ زمین اپنے دست مبارک سے بیلچہ سے درست کرتے اور کچھ کاشت کرتے۔ جب یہ آدہا بیگہ زمین پہلتی پہولتی اور بارآور ہوجاتی تو پہر دوسرا نصف بیگہ درست کرتے اور اوس مین کوئی چیز بوتے اس سے جو کچھ حاصل ہوتا اوسے لابدی قوت اور ضروری

ستر عورت مین صرف کرتے چنانچہ آپ ایک موٹا چادر کمر مبارک سے باندہتے اور ایک چادر جسم مبارک پر ڈالتے اسی طریق سے اس دنیائے غدار مین عمرِ عزیز بسر کرتے۔ حکیم سنائی خوب کہتے ہین **بیت**[1] این دو روزہ حیات نزد خرد۔ چہ خوش و ناخوش و چہ نیک و بد۔ جب ناگور کے صوبہ کو خبر ہوئی تو وہ کچہ نقدی لیکر شیخ حمیدالدین کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اگر شیخ قدرے دیگر زمین قبول فرمائین تو مین بیج کی اور کارگزارون کی تدبیر کردون تاکہ آپکو اس سے بہتر فراغت حاصل ہو۔ شیخ حمیدالدین نے فرمایا کہ ہمارے خواجگان مین سے کسینے اس بابت کچہ قبول نہین کیا ہے اور جب اونہون نے ایسا نہین کیا تو مین کب قبول کرسکتا ہون۔ یہ ایک بیگہ زمین جو میری ملکیت ہے مجہے کافی ووافی ہے۔ غرضکہ آپنے صوبہ سے معذرت کی اور اوسکے لائے ہوئے تحفون کو نگاہِ قبول سے نہین دیکہا۔ صوبہ نے شیخ حمیدالدین کی بزرگی اور آپکے افلاس و تنگدستی کی بابت بادشاہ وقت کو اطلاع دی اور اوسنے پانسو نقرئی سکون کی ہتیلیان اور ایک گاؤن کا فرمان شیخ حمیدالدین کے نام کا مرتب کرکے صوبہ کی معرفت بہیجا اور کہا کہ یہ شیخ کے پاس لیجا اور میری طرف سے نہایت عجز و انکساری اور بحد ذلت کے ساتہ آپکی خدمت مین عرض کرنا کہ آپ اسے قبول کرلین۔ صوبہ نے ایسا ہی کیا اور جب روپونکی ہتیلیان اور گاؤن کا فرمان شیخ حمیدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین لیگیا تو شیخ نے اوسوقت تو کچہ نہین کہا مگر تہوڑی دیر کے بعد صوبہ کو وہین بیٹہا چہوڑ کر اپنے حرم محترم کے پاس تشریف لے گئے اُسوقت آپکی بی بی کے سر پر اوڑہنی تک نہ تہی صرف پیراہن مبارک کا دامن سر پر ڈال لیا کرتی تہین اور شیخ کی بہی چادر جو آپ کمر مبارک سے باندہتے تہے نہایت پُرانی ہوگئی تہی اور جابجا سے پہٹ گئی تہی۔ الغرض شیخ نے چاہا کہ اوس شاہ زنان یعنے اپنی حرم محترم کو درویشی مین آزمائین چنانچہ آپنے اونکی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ بادشاہِ وقت نے پانسو روپے کی ہتیلیان اور ایک گاؤن کا فرمان بہیجا ہے تم اسبارہ مین کیا کہتی ہو آیا مین اوسے لیلون یا واپس کردون اوس شیر زن اور شاہ زنان نے فرمایا کہ اے خواجہ کیا تو چاہتا ہے کہ اپنی برسون کی فقیری کو ایکدم مین باطل و ضائع کردے۔ آپ بالکل اطمینان رکہیئے مین نے دو سیر سوت اپنے ہاتہ سے کاتا ہے اوس سے اسقدر کپڑا تیار ہوجائیگا کہ آپکی چادر اور میری اوڑہنی تیار ہوجائے گی۔ جب شیخ حمیدالدین نے اوس فخر زنان کی یہ تقریر سنی تو نہایت خوش ہوئے اور باہر تشریف لاکر صوبہ سے فرمایا کہ اے خواجہ مجہے تمہارے اس لائے ہوئے تحفے کی چندان حاجت نہین ہے اور مین اسکے قبول کرنے کے لائق نہین ہون۔

دوسرا نکتہ شیخ حمیدالدین سوالی کی بعض کرامتون کے بیان مین اور اون مراسلات کے ذکر مین جو شیخ حمیدالدین اور شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا قدس اللہ سرہما العزیز کے درمیان واقع ہوئی۔

[1] عقل کے نزدیک یہ دو روزہ حیات خوشی و ناخوشی اور بُری بہلی حالت مین گذار نا برابر ہے ۱۲

بیان کیا جاتا ہے کہ ناگور مین ایک ہندو رہتا تہا جب وہ شیخ حمید الدین کی نظرِ مبارک کے سامنے آتا تو آپ فرماتے یہ خدا کا دوست ہے اور مرنیکے وقت با ایمان ہوکر دنیا سے اوٹہیگا اسکا خاتمہ بخیر ہوگا۔ انجام کار ایسا ہی ہوا جیسا کہ آپ فرمایا کرتے تہے۔ حقیقت مین شیخ حمید الدین کی یہ پیشین گوئی آپکے علو درجت اور کرامت کی بہت بڑی دلیل ہے اور اس سے بدیہی طور پر استدلال کیا جاتا ہے کہ عواقب امور اور خاتمہ پر آپکی نظر بہت وسیع اور غائر تہی۔

منقول ہے کہ جس زمانہ مین شیخ حمید الدین سوالی کی شہرت کا آوازہ جہان مین پہیلا اور آپکی باطنی تصرف و کرامات کے ڈنکے عالم مین بجگئے تو ناگور مین ایک سوداگر رہتا جو ناگور سے ملتان مین تل لیجایا کرتا تہا اور ملتان سے ناگور مین روئی لایا کرتا تہا۔ جو خط و کتابت اور مراسلات شیخ حمید الدین اور شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا کے مابین ہوتی تہی وہ اسکی معرفت ہوتی تہی۔ ایکدفعہ شیخ حمید الدین نے جناب شیخ بہاؤالدین کی خدمت مین لکہا کہ مین یقینی طور پر جانتا ہون کہ شیخ واصلان خدا مین ایک نہایت اعلی درجہ حاصل ہین اور یہ بہی تحقیق ہوا ہے کہ دنیا اور اوسکے ساز و سامان خدا تعالی کے نزدیک نہایت مبغوض و مکروہ ہین پہر یہ کیا بات ہے کہ آپ جیسے بزرگ اور محبوب خدا اس دشمن خدا کو اپنے پاس سے دور نہین کرتے۔ شیخ بہاؤالدین نے اسبارہ مین بہت سے جوابات لکہے۔ منجملہ اونکے ایک یہ ہے کہ آپکو یہ بہی معلوم ہے کہ دنیا کیا ہے اور اوس دشمن سے کس مقدار میرے پاس موجود ہے۔ ہرچند کہ شیخ بہاؤالدین دنیا کی حقارت و قلت کی بہت سی مثالین بیان کرتے تہے اور پے درپے جواب لکہتے تہے لیکن شیخ حمید الدین کو اطمینان و تسلی نہوتی تہی اور فرماتے تہے کہ یہ جملہ الضدان لایجتمعان یعنے دو متضاد و متخالف باتین ایک جگہ نہین ہوتین کس چیز پر محمول ہوسکتا ہے۔ الغرض شیخ حمید الدین نے اسباب مین یہان تک غلو کیا کہ اس معنی کا بہید آپ پر عالم غیب سے واضح ہوا لیکن آپنے اوس بہید کو کسی پر واضح نہین کیا۔ **منقول** ہے کہ اوسی زمانہ مین شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز کے فرزندون مین سے ایک صاحبزادے ناگور مین پہونچے اور سنا کہ شیخ حمید الدین نماز جمعہ مین حاضر نہین ہوتے ہین۔ یہ سنکر اونہون نے ایک شور و غوغا برپا کیا اور چند ظاہر بین دانشمندون کو اپنا موافق بناکر خصومت کا دروازہ کہولا اور ایک جماعت بہم پہنچاکر شیخ حمید الدین قدس سرہ العزیز کے دروازہ پر آئے اور امر بالمعروف کہنے لگے جسے شیخ نہایت خاموشی اور تحمل کے ساتہ سنتے رہے لیکن جب اون کا غلبہ زیادہ ہوا اور بہت کچہ شور مچایا تو شیخ نے فرمایا کہ تم اسقدر غلبہ و زیادتی نکرو۔ مین جمعہ مین اسوجہ سے حاضر ہونا ضروری نہین سمجہتا کہ ناگور شہر کا حکم نہین رکہتا ہے۔ غرضکہ شرعی حجت سے اونہین ملزم کیا۔ لیکن چونکہ شیخ الاسلام بہاؤالدین کے فرزند رشید نے جناب حمید الدین کو بے وجہ رنج پہونچایا تہا اور آپکی

معمورہ اوقات کو شہر و غل سے پریشان و متفرق کر دیا تہا لہذا شیخ حمید الدین کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوئے۔ کہ صاحبزادے! جس قدر تم نے میرے وقت کو غارت کیا ہے مین نے اوسکے جرم کے مقدار تمہارے لئے حبس درویشانہ کا حکم لگایا ہے جسے تم عنقریب بہگتوگے۔ چنانچہ جب شیخ حمید الدین اور شیخ بہاؤ الدین قدس اللہ سرہما العزیز کا انتقال ہوگیا تو شیخ بہاؤ الدین زکریا کے فرزند کو کسی مقام کا سفر پیش آیا اثنا ر راہ مین ایک سرکش ڈاکو نے اونہین پکڑ لیا اور کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ شیخ بہاؤ الدین کی میراث سے تمہین بہت مال پہنچا ہے لاؤ وہ سب مال میرے حوالہ کرو تاکہ مین تمہین رہائی دون۔ یہ کہکر شیخ بہاؤ الدین کے فرزند کو قید کر دیا انہون نے اپنے بہائی شیخ صدر الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی طرف یہ سارا ماجرا لکھ بہیجا اور یہ بہی لکہا کہ مین قید سخت مین مبتلا ہون جبتک تم میرے حصہ کا تقسیم شدہ مال نہ بہیجو گے مین اس قید سے نجات نہین پا سکتا۔ شیخ صدر الدین نے وہ تمام مال بہیجدیا جسے اوس ستمگر ڈاکو نے اپنے قبضہ مین کیا اور کہا یہ تمہارا حصہ آیا ہے اب تم شیخ صدر الدین کو لکہو کہ وہ اپنے حصہ مین سے بہی کچہ بہیجا ہو تب مین چہوڑون گا۔ اوہون نے مجبور ہو کر اسبارے مین ایک اور خط شیخ صدر الدین کو لکہا اور اونہون نے بہی اپنے حصہ مین سے ایک کثیر التعداد رقم اوس ڈاکو کے پاس روانہ کی اور ایک مدت کے بعد اپنے بہائی کو قید سے نجات دلائی۔ کاتب الحروف عرض کرتا ہے کہ اس مین خدا تعالی نے ایک حکمت مضمر رکہی تہی اور وہ یہ تہی کہ شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز کو خدا تعالی نے وہ قوت عنایت فرمائی تہی کہ آپ مال کی حفاظت کر سکتے تہے اور اونکی معمورہ اوقات دنیاوی مال و دولت کی وجہ سے متفرق و پریشان نہوتی تہے لیکن جب مال بطریق ارث اونکے صاحبزادون کو پہنچا تو اونکے حق مین خداوندی ارشاد کہ دنیا کا مال آدمی کے لئے فتنہ ہے صادق ہونے والا تہا کیونکہ اون مین اتنی قوت کہان تہی جسکے سبب مال و دولت کی حفاظت کر سکتے پس خدا تعالی نے شیخ بہاؤ الدین کے فرزندونکے حق مین بہت بڑا کرم کیا کہ شیخ حمید الدین کی دعا سے سارا دنیاوی مال فرزندان شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا نور اللہ مرقدہ کے ہاتہ سے متفرق و پریشان کرا دیا اور اونہین بلا مین نہین ڈالا۔ یہ نقل بہی شیخ حمید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی کرامت اور علو درجہ پر دلیل ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس بزرگوار کے مناقب و فضائل بے شمار اور ان گنت ہین۔ لیکن اس کتاب مین اسی مقدار پر اختصار و اکتفا کیا گیا۔ **تیسرا نکتہ**۔ اون سوالات کے بیان مین جو اصحاب سلوک کو راہ حقیقت مین دشوار و مشکل نظر آتے تہے اور جو شیخ حمید الدین سوالی کے علمی مجلس مین وقتاً فوقتاً پیش ہوتے تہے اور آپ اونکے جوابات دیتے تہے۔ چنانچہ اس کتاب مین اون سوالات و جوابات کا بطریق اختصار ذکر ہوتا ہے۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ اصحاب سلوک کو طریقت و حقیقت مین جو مسئلہ مشکل اور دشوار پیش آتا تہا جناب شیخ حمید الدین سوالی

رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش ہوتا تہا اور آپ جواب شافی عنایت فرماتے تہے بعض وہ سوالات جو لوگون نے آپکی خدمت مین پیش کیئے اور آپنے اونکے شافی جوابات دیئے ہین۔ اس ضعیف نے ایک ایسی کتاب مین لکہے دیکہے ہین جو جناب سلطان المشائخ کی نظر مبارک سے گذری ہے جن مین سے بعض سوالات وجوابات کو خود سلطان المشائخ نے اپنے قلم مبارک سے (رح) علاوہ دیگر حاشیہ پر نقل کیا ہے۔ مین اون تمام سوالات اور سوالات کے ساتہ جوابات کو اس کتاب مین درج کرتا ہون تاکہ سالکان راہ حق کو اونکے مطالعہ سے ذوق و شوق پیدا ہو اور امیدوار کاتب کو اونکے وسیلہ سے مغفرت حاصل ہو۔

سوال۔ ایک مرتبہ لوگون نے آپ سے دریافت کیا کہ وسوسہ شیطانی اور اندیشۂ نفسانی اور القار ملکی اور وحی ربانی یہ سب چیزین ایک رنگ اور ایک صفت مین عالم انسانی مین ظہور کرتی ہین پہر ان مین مابہ الامتیاز کون چیز ہے اور کس وجہ سے پہچان سکتے ہین کہ یہ وسوسۂ شیطان ہے اور وہ اندیشۂ نفسانی اور القار ملکی کی کیا صورت ہے اور وحی ربانی کسے کہتے ہین؟

جواب شیخ حمیدالدین نے اسکے جواب مین یون ارشاد فرمایا کہ طالبون کے تین گروہ ہین۔ ایک گروہ طالبانِ مولی۔ اور دوسرا ابنائے عقبیٰ تیسرا طالبانِ دنیا۔ جو لوگ دنیا کے طالب ہین اونہین اپنے خواطر کی معرفت سخت دشوار و محال ہے کیونکہ اونکے تمام خواطر ایک ہی رنگ مین ڈوبے ہوئے دکہائی دیتے ہین۔ لِکَثْرَۃِ اشْتِغَالِہِمْ بِالْکَمَالِ وَالْاٰمَالِ۔ یعنے وجہ یہ کہ اونہین تحصیل مال اور دنیاوی امیدون مین بکثرت مشغولی رہتی ہے اور جو لوگ عقبیٰ کے طالب ہین وہ دینی و دنیاوی خواطر مین فرق کر سکتے ہین۔ لِاَنَّ الْخَاطِرَ الدُّنْیَوِیَّ مُلَوَّثٌ بِنَصِیْبٍ حَالِیٍّ مُکَدَّرٌ بِکُدُوْرَۃِ الْحَظِّ الْوَقْتِیِّ وَالْخَاطِرُ الْاُخْرَوِیُّ مُجَرَّدٌ مِّنَ الْحَظِّ الْحَالِیِّ وَمُتَصَفًّی مِّنَ النَّصِیْبِ الْوَقْتِیِّ۔ یعنے طالبِ عقبیٰ دینی و دنیاوی خطرون مین اسلیئے تمیز کر سکتے ہین کہ دنیاوی خطرہ حال کے حصے سے آلودہ اور دنیاوی بہرہ کی کدورت سے مکدر ہوتا ہے۔ اور اخروی خطرہ حال کے حصہ سے مجرد اور دنیاوی بہرہ سے صاف ہوا کرتا ہے۔ اور جو لوگ خدا تعالی کے طالب ہین وہ عقبیٰ اور مولی کے خطرہ مین فرق کر لیتے ہین۔ لِاَنَّ الْخَاطِرَ الْعُقْبَوِیَّ کَانَ صَافِیًا مِّنَ الْحُظُوْظِ الْحَالِیَّۃِ وَمُجَرَّدٌ مِّنَ النِّصَابِ الْمَآلِیَّۃِ اسواسطے کہ عقبیٰ کا اندیشہ دنیاوی بہرہ سے صاف اور مالی حصون سے خالی ہوا کرتا ہے اور خدا تعالی کا اندیشہ دنیاوی بہرون سے پاک صاف اور مالی حصون سے منزہ ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ جو لوگ طالبان دنیا ہین اون کا دل پریشان متفرق ہوتا ہے اور طالبان عقبیٰ کا دل مطمئن رہتا ہے اور طالبان مولی کو کوئی اندیشہ ہی نہین ہوتا کیونکہ اندیشہ تصور کو چاہتا ہے اور خدا تعالی تصور نیز اوس چیز سے منزہ ہے جو خاطر مین آتی ہے تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا۔ الفقر اخیر کے یہی معنے ہین۔ اور یہ جو لوگون نے کہا ہے کہ عِبَادَۃُ الْفَقْرِ نَفْیُ الْخَوَاطِرِ۔ یعنے فقر کی عبادت خطرون کی نفی کرنی ہین اکسیر کا حکم رکہتی ہے یہ اسباب کی واضح دلیل ہے کہ فقر کا مرتبہ مقام تصوف سے بالاتر ہے کیونکہ

اگر اصحاب تصوف ترقی کرنیوالے ہوتے اور اہل فقر سے بالاتر ہوتے تو اونکی عبادت فقرا کی عبادت سے برتر ہوتی اور اگر کوئی یون کہے کہ صوفی فقیر سے بالاتر ہے کیونکہ فقیر مقام عبادت مین ہے اور صوفی مقام عبادت سے ترقی کر گیا ہے تو مین کہونگا اَیْنَ مُقَامُ الصُّوفِیِّ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ - یعنے جب درویشی و فقیری تمام ہو جاتی ہے تو مقام صوفی کہان ہے - **سوال** فتوت اور مروت مین کیا فرق ہے؟ **جواب** مَا قَالَ اَہْلُ الْمَعْرِفَۃِ اَلْمُرُوَّۃُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْفُتُوَّۃِ وَہُوَ الْاِعْرَاضُ عَنِ الْکَوْنَیْنِ وَالدَّعَۃُ مِنْہُمَا یعنے ان دونون مین وہ فرق جو اہل معرفت نے ذکر کیا ہے یہ ہے کہ مروت جوانمردی کی ایک شاخ ہے اور جوانمردی کہتے ہین دونون جہان کی راحت سے چشم پوشی کرنے کو - مروۃ درخت فتوت کی ایک شاخ ہے جو دوستون کے بوستان دل مین اگتا ہے جسکا ثمرہ یہ ہے کہ داد و ستد مین مشغول ہو اور اپنے تئین اوس مرتبہ مین نرکہے اور فتوت کا ثمرہ داد و ستد کا ترک کرنا اور کونین کے اندیشہ سے دل کو دہونا اور اوسمین اپنا حصہ ڈہونڈہنا اور محظوظ نہ ہونا ہے

سوال خدا تعالی کا بندۂ خاص کون ہے **جواب** حق تعالی کا بندۂ خاص وہ ہے جسے خدا تعالی عام کی صحبت سے محفوظ رکہے اور خاص عام کے دام قبول مین نہ چہوڑے اور جس شخصکو تو نے دکہا کہ اوسکے دل کا رخ خلق کی طرف ہے اور اوسکا یار اوسکی طرف متوجہ ہے ایسے شخصکو خصوصیت کے حلقہ سے باہر نکال دینا چاہیئے دنیا شیطان کا جال ہے اور خواہش نفس کا تو جو شخص اس جال مین پہنسنا نہین چاہتا اوس سے کہدینا چاہیئے کہ دنیا سے ہاتہ اُٹہا لے اور دانہ کو ترک کر دے اور خلق جو کو اوس جال مین پہنسنے والی ہے بجائے خود چہوڑ دے - درویش ! یہ بات نہایت دقیق و باریک ہے جو عبارت سے ادا ہونے کی گنجائش نہین رکہتی **قطعہ** با خلق نشستہ خدا میطلبی ؛ در شیوۂ نا منزا منزا میطلبی ؛ اینجا کہ توئی سوا خدا میطلبی ؛ نیکو بنگر کہ تو کرا میطلبی ؛ **سوال** اصحاب دل اپنی اصطلاحات مین لفظ خرابات اور صومعہ کا بہت زیادہ ستعمال کرتے ہین لیکن انکے معانی ہماری سمجہہ مین نہین آتے - آپ فرمائیے کہ خرابات سے کیا مراد ہے اور صومعہ کیا معنی رکہتا ہے - **جواب** ما را از خرابات خانہ آورد زندہ بہ ادوان جیسے اور جملے تو نے سنے ہونگے - لیکن اب گوش ہوش سے سُن کہ اس سے زیادہ روشن و واضح کبہی نہ سنا ہوگا خرابات سے مراد یہ ہے کہ پہلے تو نہ تہا اور بغیر تیرے - تیرے ساتہ موافقت کرتے تہے بلکہ تیرے بغیر اپنے ساتہ عیش کی شطرنج کہیلتے تہے - تجہے خرابات عدم سے صومعہ وجود مین بہیجا اور وہ چیز عنایت کی جو کسی اور کو عنایت نہین کی اور جب تو صومعۂ وجود مین آیا خرابات عدم سے باہر آیا یا بہ تبدیل الفاظ یون کہون کہ جب تو خرابات عدم سے باہر آیا صومعۂ وجود مین آیا اور صومعۂ وجود مین شراب معہود نوش کی اور جب تو مست ہوا تو اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کا زمانہ خرابات کو بہول گیا - محبوب اول جو تجہے فنائے ابد سے وجود مین لایا ہے اوسنے چند تقاضا کرنے والون کو تیرے پاس بہیجا

اور داعیون کو مقرر کیا تاکہ تجھے صومعۂ وجود سے خرابات عدم کی طرف مدعو کرین اور وفائے عہد کی ندا کہ وَاللّٰہُ یَدْعُوْا اِلٰی دَارِ السَّلَامِ پہونچائین ان ندا دینے والون مین سے ایک کہتا ہے سَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ۔ دوسرا کہتا ہے وَاَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ تیسرا ندا دیتا ہے۔ تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ۔ چوتھا آواز دیتا ہے کہ یَا اَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ۔ پانچوان کہتا ہے وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا۔ یہ تمام جو تم دیکھتے رہتے ایک بہار ہے اور دانشمند مرد صومعہ وجود کو گلشن بناتا ہے۔ اب وہ وقت ہے کہ اوٹھو اور اپنے دل کا رخ خرابات عدم کی طرف لاؤ اور خرابات عدم کو آثار قدم اور انوار دم سے منور کرو۔ اور شراب محبت نوش کرو۔ اور اول روز کے محبوب کو فراموش نکرو۔ شعر نَقِّلْ فُؤَادَکَ حَیْثُ شِئْتَ مِنَ الْھَوٰی ٭ مَا الْحُبُّ اِلَّا لِلْحَبِیْبِ الْاَوَّلِ ٭ یعنے کیا تیرا دل از روے دوستی کے دوست اول کے سوا اور کسیکو دوست نہین رکہتا۔

سوال درد کسے کہتے ہین اور صافی کون شخص ہے **جواب** درد جگر کو کہتے ہین اور صافی دل کو۔ خدا تعالی نے جگر اور دل کو برابر ایکدوسرے کے رکہا ہے۔ آج مجھے درد مین اسلیئے لایا ہے کہ درد وہی کہائے جو صافی خورد ہے چونکہ مرید طالب ہے ضرورتًا جگر مین ہے اور درد اوسکا حصہ ہے اور چونکہ مراد مطلوب ہے اسلیئے ساتھ دل کے ہے اور صافی حصہ اوسکا ہے۔ **سوال** درد کون ہے اور دوا کیا؟ **جواب** درد کے ساتھ آ کہ دوا کو پہونچے یعنے نایافت درد کے ساتھ آ تاکہ یافت کی دوا حاصل کرے۔ درد شوق کے ساتھ آ تاکہ ذوق کی دوا لیجائے۔ درد فراق کے ساتھ آ کہ وصال کی دوا پائے۔ درد نیستی کے ساتھ آ کہ ہستی کی دوا حاصل کرے۔ درد فنا کے ساتھ آ کہ بقا کی دوا پائے اور دنیا کے ساتھ آ تاکہ بے نیازی کی دوا حاصل کرے۔ **سوال** معرفت کسے کہتے ہین **جواب** معرفت یہ ہے کہ تو حق تعالی کو ساتھ حق تعالی کے عقول کے ادراک اور وہم و خیال کے احساس سے خالی اور مجرد پہچانے کیونکہ اوسے کوئی شخص پہچان نہین سکتا۔ وجہ یہ کہ کوئی ایسا شخص چاہیئے کہ جب اوسے پہچانے تو حاصل کرے وَلَیْسَ فِی الْوُجُوْدِ غَیْرُہٗ یعنے وجود مین سوائے خدا تعالی کے اور کوئی نہین ہے۔ **سوال** پہر معرفت ہے کیا چیز؟ **جواب** اپنے تئین پہچاننا معرفت ہے چنانچہ موجودات کے سردار جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عبارت مین اس معنی کی طرف اشارہ فرماتے ہین۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ۔ **سوال** اپنے تئین پہچاننے کے کیا معنے ہین **جواب** اپنے تئین پہچاننے کا یہ مطلب ہے کہ تو اپنے مجموع کو پہچانے اور اپنے اجزا کی معرفت حاصل کرے پہر اپنے اجزا کی کلیات کو تمیز کرے اور ہر ایک جزو سے جو مقصود ہے اوسے معلوم کرے پہر اسکے ساتھ ہر کلی کی مراد کا ادراک کرے اور ہر جزو کی خاصیت پہچانے اور اپنے تئین اپنی حقیقت سے خبردار کرے اور جانے کہ کیا چیز ہے اسیطرح کلیات کی طبیعتین قبل الترکیب و بعد التعریف پہچانے کہ پہلے کیا تہین اور آئندہ کیا ہونگی پہر تو عالم پر

قدر کرکے اپنے تئین پہچانے اور جو تیرے اہل ہے اوسے حاصل کرے علم کے ساتہ نہین بلکہ عمل کے ساتہ کیونکہ تیرا عمل ایک دوسری چیز ہے سوائے اوسکے جو تو کرتا ہے اور علم دوسری چیز ہے علاوہ اوسکے جسے تو جانتا ہے اور اپنی فرع او اپنی روح کی نسبتین معلوم کرے علم کے ساتہ نہین بلکہ عمل کے ساتہ پہر اگر تو بہشت کے ملنے سے راضی ہے (حالانکہ بہشت کے طالب اور درجات کے ڈہونڈنے والے بہی اس زمانہ مین بہت تہوڑے ہین) تو صفات ذمیمہ اور نفس کی نسبتون کو مٹا دے کیونکہ بہشت کے ملنے کے لیئے اسیقدر کفایت کرتا ہے اور یہ بہی اگر تجہے میسر ہو جائے تو معلوم کرلے کہ خدا کی محض عنایت سے ہے وہ نہایت ہی صاحب اقبال اور نصیبہ ور شخص ہے جسے خدا تعالی بہشت کے ساتہ اختیار کرے اور اگر تیری ہمت عالی ہے تو اسکی طرف گردن نہ جہکائیگی اور تیرا برتر سر اسکی جانب سر نیچا نکرے گا او تو اوصاف کو خواہ برے ہون یا اچہے مع روح کی نسبتونکے دریائے عدم مین ڈالدے گا۔ پہر یہ بہی واضح رہے کہ اوصاف کی چند قسمین ہین۔ اوصاف حسی اوصاف نفسانی۔ اوصاف قلبی۔ اوصاف روحی۔ جو باریتعالی کی نسبتونکی ہمنشینی کیوجہ سے معتبر ہوتے ہین اگر بندہ کے ساتہ خداوندی سعادت موافق پڑے تو وہ دو لیت وصلت معلوم کرے اور اوس مین ہمت سلوک ظاہر ہو بخیتہ کار راہ اور جہاندیدہ پیر طلب کرے اگر ایسا پیر دستیاب ہو جائے تو اوسکے قدمون پر سر رکہنا چاہیئے اور جان اوسکے شکرانہ مین قربان کرڈالنا مناسب ہے اور اگر دستیاب نہ ہو تو ان باتون کو جنہین ہم اوپر بیان کر آئے ہین اپنا مقتدا بنانا چاہیئے **بیت**[ف] از بخت بدہم گر فرو شد خورشید * از نور رخت مہا چراغے گیرم * آنکے علاوہ کسی اور چیز کی طرف مشغول نہ ہو کیونکہ اوسکا زمانہ اون چیزون کی مشغولی مین پریشان اور مشوش ہو گا۔ وجہ یہ کہ جو کچہ دل مین آتا ہے اسی رستہ سے آتا ہے۔ **سوال** یہ تو آپنے سب کچہ بیان کر دیا لیکن ابہی تک یہ نہین فرمایا کہ معرفت کیا ہے **جواب** معرفت یہ ہے کہ تو حسوس نفوس قلوب ارواح مین سے ایک ہر مرکب کی صفات کو پہچانے جو باہم ایکدوسرے کے مخالف اور ضد ہین اور ان صفات کی شناخت علم کے ساتہ ہی ہو اور عمل کے ساتہ بہی کیونکہ اگر تو انہین علم کے ساتہ پہچانیگا اور عمل کے ساتہ دریافت نکرے گا تو تجہے کوئی فائدہ نہو گا اور اوسوقت تجہے عالم کہینگے لیکن عمل کے ساتہ عارف اوسیوقت ہو گا جبکہ ان **اوصاف کو محو کر دے گا** یا بہ الفاظ دیگر دوسرے لفظون مین یون کہون کہ جب تو کامل اور پوری صفائی حاصل کرلے گا تو اوسوقت تجہے عارف کہہ سکینگے **سوال** اوصاف کے مٹانے اور محو کرنے کا طریقہ کیا ہے۔؟ **جواب** تو اول اوصاف حسی کو مٹا ڈال کہ ایکے مٹنے سے اوصاف نفسانی خود بخود مضمحل اور فنا ہو جائینگے جبتک اوصاف حسی قائم ہین اوصاف نفسانی کو اوصاف حسی سے مدد پہونچتی رہتی ہے اور جبتک یہ مدد قائم ہے ولایت برپا ہے جب اوصاف حسی مٹجاتے

[ف] اپنی بدنصیبی سے اگر آفتاب غروب ہو گیا تو مین اے چاند تیرے رخ انور سے چراغ روشن کرون گا ۱۲

اور اوصاف نفسانی کی طرف متوجہ ہوتے ہین تو اونہین بہی دست فنا مین سپرد کر دیتے ہین کیونکہ اگر باوجود اوصاف
نفسانی کے اوصاف حسنی قلبی اوصاف کے مٹانے اور محو کرنے کی طرف متوجہ ہونگے۔ تو اس مین اونہین ہرگز کامیابی
نہوگی وجہ یہ کہ اوصاف نفسانی کو حسنی اوصاف سے مدد پہونچ رہی ہے تاوقتیکہ یہ مدد محو نہ ہوگی اونہین صفات قلبی کی
طرف رستہ نہین ملیگا اور وہ یکسو ہوکر انکی طرف متوجہ نہ ہونگے اور جبتک صفات قلبی موجود رہینگے نسبتون کا اسقاط
محال ہوگا۔ اور وحدت کے دروازہ تک پہنچنا خیال دوہم ہے **بیت**[۱] بدریای عصمت فرو رفتہ بہ ٭ کز انجا بدریای وحدت رسی ٭
اس کام کی ابتدا خلوت ہے اور عزلت اور خدا تعالے کی یاد مین مستغرق ہوکر اپنی فراموشی **قطعہ**[۲] با یاد خودت یاد خدا شرک بود
تا تو نشوی زخود جدا شرک بود ٭ آنجا کہ فنائی مطلقت مے باید ٭ تا ہستِ وجود تو ھدا شرک بود ٭ **قطعۂ دیگر**[۳]
آزاد کسیست کو زخود آزاد است ٭ ہر غم کہ بدو رسد بدان غم شاد است ٭ محصول دو کونین کہ در ہمتِ او ٭ چون آب
نگوییم کہ ہمہ چون باد است ٭ **ازانجملہ** بدر السالکین شمس العارفین محبت کے جنگل کے شیر مودت کے سر چشمے

شیخ بدر الدین غزنوی ہین۔ جو پسندیدہ احوال اور منتخب و برگزیدہ افعال رکہتے اور اپنے زمانے مین اہل سماع
وعشق کے سردار میان محتشم اور شیخ الاسلام جناب قطب الدین بختیار اوشی کے ممتاز و معزز خلیفہ تہے مشائخِ روزگار آپکی
بزرگی کے معترف و معتقد تہے آپ نہایت موثر لفظون مین وعظ کہتے جسکا اثر سننے والون پر بہت کچہ پڑتا۔ خلق خدا کو اپنی
دلپذیر اور باثر تقریر سے رشک مین ڈالتے اور دلون کو راحت و آسائش پہونچاتے آپ بیشتر ادائے محبت مین تہے آپکا
ایک نہایت قیمتی دیوان ہے جو عاشقانِ خدا کے لیئے دستور العمل ہے۔ اس بزرگ کا ذکر دو نکتون کو شامل ہے۔

شیخ بدر الدین غزنوی کے حالات

پہلا نکتہ شیخ بدر الدین غزنوی کے غزنین سے لاہور اور پہر لاہور سے دہلی مین آنے اور شیخ الاسلام جناب قطب الدین
بختیار قدس اللہ سرہما العزیز کی خدمت مین بیعت کرنے اور ارادت لانے کے ذکر مین۔ حضرت سلطان المشائخ
قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ شیخ بدر الدین غزنوی کا بیان ہے کہ مین اول غزنین سے لاہور آیا اوس زمانہ
مین لاہور نہایت معمور و آباد تہا۔ چند روز مین یہان رہا۔ بعد ازان سفر کا قصد کیا اوسوقت کبہی تو میرے دل مین
آتا تہا کہ غزنین کی طرف چلا جاؤن اور کبہی کہتا تہا کہ شہر دہلی جاؤن لیکن میرے دل کی کشش غزنین کیطرف بہت تہی

[۱] عصمت کے دریا مین ڈوب جانا بہتر ہے کہ وہان سے دریائے وحدت مین پہونچنا ممکن ہے ۱۲
[۲] اپنی یاد کے ہوتے خدا کو یاد کرنا شرک ہے اور جبتک تو اپنی ہستی سے جدا نہ ہوگا شرک مین مبتلا رہے گا۔ تجہے
فنائے مطلق چاہیئے اور تاوقتیکہ تیرا وجود ہے شرک مین گرفتار ہے ۱۲
[۳] جو اپنی ہستی سے آزاد ہے حقیقت مین وہی آزاد ہے۔ ایسا شخص ہر ایک غم مین خوش رہتا ہے اور جسکی ہمت صرف
دین و دنیا کے حصول پر مبنی ہے۔ مین اوسے پانی سے تشبیہ نہیں دیتا بلکہ ہوا سے تشبیہ دیتا ہون۔ ۱۲-۱۰

کیونکہ والدین اور عزیز و اقارب یار دوست وہین تہے۔ دہلی مین صرف میرا ایک داماد تہا اسکے سوا کوئی اور نہ تہا۔ غرضکہ اس تردد
مین مین نے قرآن مجید کی فال دیکہی اول مین نے غزنین جانے کی نیت سے دیکہا تو عذاب کی آیت نظر پڑی بعدہ جب دہلی کی
نیت سے دیکہا تو آیت رحمت نکلی اور جنت اور اوسکی ندیون کا ذکر نظر پڑا چنانچہ مین قرآن مجید کی فال کے بموجب دہلی کی طرف
روانہ ہوا اور یہان آکر اپنے داماد کی تلاش و جستجو مین ہوا جو دہلی مین نوکر تہا۔ مین سرائے سلطان مین گیا دیکہتا ہون کہ میرا
داماد اشرفیون سے بہری ہوئی ایک تہیلی ہاتھ مین لیئے باہر آرہا ہے مجہے دیکہتے ہی گلے سے لگ گیا اور نہایت خوش ہوکر
وہ اشرفیان میری نذر کین مین چند روز تک دہلی مین رہا اسکے بعد غزنین سے خبر آئی کہ اون شہرون مین مغل ہو نکلے
اور میرے والدین اور تمام اقربا کو شہید کر ڈالا۔ جب سلطان المشائخ اس حکایت کو نقل کر چکے تو حاضرین نے دریافت کیا کہ
جب شیخ بدرالدین دہلی مین پہونچے تو شیخ الاسلام قطب الدین بختیار سے بیعت کی اور محلوق ہوئے۔ فرمایا ہان اور یہ
بہی فرماتے تہے کہ جب شیخ بدرالدین نے شیخ الاسلام قطب الدین بختیار سے بیعت کی اور محلوق ہوئے تو دہلی ہی مین رہے
اور جبتک شیخ الاسلام قطب الدین زندہ رہے شیخ بدرالدین اپنے پیر کی خدمت سے جدا نہین ہوئے۔ اور آپکی ملازمت
ترک نہین کی۔ **دوسرا نکتہ** شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی بعض کرامتون کے ذکر مین۔ سلطان المشائخ
فرماتے تہے کہ شیخ بدرالدین کو خواجہ خضر سے ملاقات تہی اور آپ اکثر اوقات اون سے ملا کرتے تہے ایکدن شیخ بدرالدین کے
والد بزرگوار نے فرمایا کہ اگر مجہے خواجہ خضر کو دکہاؤ تو بہتر ہو۔ چنانچہ ایکدفعہ شیخ بدرالدین مسجد مین وعظ کہہ رہے تہے اور
مہتر خضر ایسی بلند جگہ تشریف رکہتے تہے کہ اوسجگہ کوئی دوسرا شخص بیٹہہ نہین سکتا تہا۔ شیخ بدرالدین نے والد بزرگوار کو
دکہایا کہ دیکہو وہ خضر بیٹہے ہین انکے والد نے حضرت خضر کو دیکہکر دل مین خیال کیا کہ اسوقت انہین میری ملاقات سے تکلیف
ہوگی اسلیئے مین اسوقت تکلیف دینا نہین چاہتا وعظ کے بعد دیکہونگا۔ لیکن جب وعظ ختم ہوا تو خواجہ خضر وہان سے
غائب ہوگئے۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ شیخ بدرالدین نہایت بزرگ اور ذی مرتبہ شخص تہے لیکن جب آپ شہر
مین آئے اور خلق مین مشغول ہوئے تو پہر اونکی یہ کیفیت نہین رہی۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ اگر کوئی شخص کسی بزرگ کو
دیکہے اور پہر وہ اوسکی نظر سے غائب ہوجائے تو یقین کرلے کہ وہ مہتر خضر تہے۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ
شیخ بدرالدین غزنوی کو مینے فرماتے سنا کہ مین قاضی حمید الدین ناگوری کے مکان مین آیا و کیہا کہ آپ کپڑے دہونے کیلئے
دے رکہے ہین اور جاڑے کی ہوا نہایت خنک و سرد چل رہی ہے۔ آپ صرف ایک تہ بند باندہے ہوئے بیٹہے تہے
میرے پاس ایک نیا جبہ تہا جسے مین نے آپکی نذر کیا فوراً قبول فرمایا اور اپنے جسم مبارک کو اوس سے آراستہ کیا اور
فرمایا کہ بدرالدین! تمہارے والد کے مجہپر بہت احسانات ہین۔ اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد سلطان المشائخ نے فرمایا

اگر کوئی شخص مصیبت و سختی کی حالت مین ایکدفعہ خلق و مہربانی سے پیش آئے اور ذرا سا احسان کرے تو یہ احسان اوسے تمام عمر کے لیئے کافی ہے۔ کاتب حروف نے اپنے عم بزرگوار سید السادات جناب سید حسین سے سنا ہے کہ ایک نہایت حقیر و ذلیل شخص سلطان المشائخ کی خدمت مین آیا کرتا تا آپ اوسکی تعظیم کے لیئے کہڑے ہوجایا کرتے اور انتہا درجہ کی دلداری فرمایا کرتے بخلاف اور معزز و ممتاز عزیزون کے کہ آپ اونکی اسدرجہ تعظیم نہین کرتے تہے اور یہ شخص اوس تعظیم و توقیر کے شایان نہ تہا۔ ایکدفعہ یارون نے اسکا سبب دریافت کیا فرمایا اس شخص نے نہایت مجبوری اور اضطراری کی حالت مین ایکمرتبہ ایک گز کپڑے سے میری مدد کی ہے مین اوسوقت نہایت مجبور اور کپڑے کا سخت محتاج تہا ایسے وقت مین یہ شخص گز بہر کپڑا میرے پاس لایا اسوجہ سے مین اوسکے حق کی رعایت کرتا ہون۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ ایک نماز اہل حلوک کے ہان مروج ہے جو آخر رجب مین درازی عمر کے لیئے پڑہی جاتی ہے۔ شیخ بدر الدین غزنوی ہمیشہ یہ نماز پڑہا کرتے تہے۔ زان بعد فرمایا مین نے شیخ ضیاء الدین پانی پتی علیہ الرحمۃ کے فرزند رشید نظام الدین سے سنا ہے کہ جس سال مین شیخ بدر الدین غزنوی انتقال کرنے والے تہے اوس مین آپنے یہ نماز نہین پڑہی لوگون نے عرض کیا کہ اس سال آپنے وہ نماز کیون نہین ادا کی۔ فرمایا۔ اب میری زندگی مین کچہ باقی نہین رہا ہے چنانچہ اوس سال مین آپنے انتقال فرمایا شیخ بدر الدین غزنوی اپنے پیر شیخ الاسلام قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز کی پائنتی مدفون ہین۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ مین نے شیخ بدر الدین غزنوی سے سنا آپ فرماتے تہے کہ شیخ قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز ذیل کی دو بیتین اکثر اوقات پڑہا کرتے تہے **رباعی** سودائے تو اندر دل دیوانہ ماست ✦ ہر جیہ بہ حدیث تست افسانہ ماست ✦ بیگانہ کہ از تو گفت او خویش من است ✦ خویشے کہ نہ از تو گفت بیگانہ ماست ✦[1]

ذکر شیخ نجیب الدین متوکل کے حالات

ازانجملہ اہل شریعت کے پیشوا اہل طریقت کے مقتدا اولیاء عرب مین توکل کے ساتہ گلاب کی طرح مشہور۔ سر سے قدم تک تمام دل یعنے شیخ نجیب الدین متوکل قدس اللہ سرہ العزیز ہین جو شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کے خلیفہ اور بہائی تہے۔ یہ بزرگ عجیب و غریب معاملہ رکہتے تہے اور عجب طرز و روش کے آدمی تہے۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ نجیب الدین متوکل باوجودیکہ ستر سال شہر مین مقیم رہے لیکن کوئی گاؤن کوئی وظیفہ پاس نہ تہے اپنے فرزندون اور متعلقین کے ساتہ توکل پر گذارہ کرتے اور نہایت خوشی کے ساتہ زندگی بسر کرتے تہے۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ مین نے شیخ نجیب الدین جیسا کوئی شخص نہین دیکہا اور یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ شیخ نجیب الدین نہایت

---

[1] تیرا خیال ہمارے دیوانے دل مین موجود ہے اور جو تیری بات نہین ہے وہ ہمارا افسانہ ہے جو تیری بات بیان کرے گو یا وہ بیگانہ ہو لیکن میرا عزیز ہے۔ اور جو تیری بات نکرے اگرچہ وہ میرا عزیز ہے لیکن حقیقت مین بیگانہ ہے ۱۲

نہایت بہولے اور دنیا سے بے خبر آدمی تھے۔ آپ بالکل نہ جانتے تہے کہ آج کون سا دن ہے اور یہہ کون سا مہینہ اور یہ کس قدر درم ہین۔

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ عید کا دن تہا۔ شیخ نجیب الدین صبح اوٹھے اور جو کچہ گہر مین موجود تہا سب خرچ کر کے عیدگاہ نماز کے لیئے تشریف لے گئے۔ جب وہان سے واپس آئے تو آدمی آپکے ہمراہ مکان پر آئے آپنے گہر مین دریافت کیا کہ کچہ کہانا ہے۔ لوگون نے جواب دیا کہ جو کچہ گہر مین موجود تہا آپ نماز سے پیشتر سب خرچ کر چکے تہے اور لوگون کو کہلا پلا کر عیدگاہ گئے تہے اسوقت ہمارے پاس کچہ نہین ہے۔ اب یارون کی طرف متوجہ ہوئے اور اون سے معذرت کی اور خود کوٹھے پر جا کر مشغول بحق ہوئے اسی اثنا مین دیکہتے ہین کہ ایک شخص کوٹھے پر یہ بیت پڑہتا آتا ہے **بیت** بادل گفتم[۱] دلا خضر را بینی ۔ دل گفت اگر مرا نماید بینم ۔ جب یہہ شخص شیخ کے پاس پہونچا تو کسیقدر کہانا آپکے سامنے پیش کر کے کہا کہ تیرے توکل کا نقارہ عرش پر ملاء اعلی مین بڑے زور شور سے پٹ رہا ہے اور تو کہانے کے لیئے ملتفت ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ خدا خوب جانتا ہے کہ مین اپنے لیئے کہانے کی طرف ملتفت نہین ہوا ہون بلکہ یہ التفات یارون اور عزیزون کی لیئے تہا۔ بعد ازان اوس شخص نے کہا کہ یہ کہانا اپنے فرزندون کو پہونچا دو شیخ نجیب الدین اپنا دامن مبارک اوس غیبی کہانے سے لبریز کر کے کوٹھے سے اُترے اور اپنے فرزندون کو عنایت فرمایا لیکن جب کہانا دیکر پہر کوٹھے پر تشریف لے گئے تو اوس شخص کو نہین دیکہا۔

سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ وہ مہتر خضر تھے۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ نجیب الدین متوکل کے ایک بہائی بداؤن مین رہتے تہے۔ آپ ہر سال مین ایکدفعہ اونہین دیکہنے جاتے اور دونون بہائی ملکر شیخ علی بزرگ کی ملاقات کے لیئے اونکے مکان پر تشریف لیجاتے جو صاحب نعمت اور بہت بڑے بزرگ شخص تہے ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ آپ بداؤن گئے اور دونون صاحب حسب معمول شیخ علی کے پاس پہونچے۔ شیخ نجیب الدین نے شیخ علی کے بوریئے پر پہونچنے سے دو تین قدم آگے رعایت ادب کے لیئے پاؤن پہیلا چنانچہ آپنے پہلا قدم زمین پر رکہا اور دوسرا قدم بوریئے پر جو شیخ علی کا مصلی تہا رکہا۔ شیخ علی کو یہ بات نہایت ناگوار گذری اور اونہون نے رنجیدہ ہو کر فرمایا کہ یہ بوریا مصلی ہے۔ غرضکہ دونون بہائی برابر بیٹہے تہے اور شیخ علی کے آگے ایک کتاب رکہی تہی۔ شیخ نجیب الدین نے دریافت کیا کہ یہ کون کتاب ہے چونکہ ہنوز رنجش باقی تہی اسلیئے شیخ علی نے کوئی جواب نہین دیا۔ زان بعد شیخ نجیب الدین نے کہا اگر حکم ہو تو مین اس کتاب کو دیکہون شیخ علی نے اجازت دی جون ہی شیخ نجیب الدین نے کتاب کہولی

[۱] مین نے دل سے کہا کہ تو خضر کو دیکہے گا۔ جواب دیا کہ اگر میرے سامنے آئے گا دیکہہ لون گا۔

دیکھا کہ اوس مین لکھاہے کہ آخر زمانے مین ایسے مشائخ ہونگے کہ جو خلوت مین معصیت کرینگے اور ظاہر مین جب کوئی شخص اونکے بوریے پر قدم رکھے گا تو قیامت برپا کرین گے۔ شیخ نجیب الدین نے کتاب شیخ علی کی نظر کے سامنے رکھکر کہا کہ یہ کتاب آپ ہی کی ہے اور اعبارت مذکورہ بغیر قصد نظر پڑ گئی ہے۔ شیخ علی نہایت شرمندہ و پشیمان ہوئے اور بہت کچھ معذرت کی۔

سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ نجیب الدین کو جس رات فاقہ ہوتا تہا بی بی فاطمہ سام کو جو اب قصبہ اندر پت مین آرام کر رہی ہین اور جنکا روضہ متبرکہ خلق کی حاجات کا قبلہ ہے نور باطن سے واضح ہو جاتا تہا کہ آج شیخ نجیب الدین فاقہ سے ہین چنانچہ ایک من یا آدہے من کی روٹیان پکا کر شیخ نجیب الدین متوکل کی خدمت مین روانہ کرتین بی بی فاطمہ سام اور شیخ نجیب الدین متوکل کے درمیان بہائی چارہ اور خواہر خواندگی تہی جب وہ روٹی پہونچتی تو شیخ نجیب الدین متوکل فرماتے جیسا کہ بی بی فاطمہ کو درویشون کے حال سے آگاہی ہوتی ہے اگر بادشاہ وقت کو ہوتی تو ضرور کوئی بابرکت چیز بہیجتا۔ اسکے بعد آپ مسکرا کر فرماتے کہ بادشاہون کو اس قسم کا کشف کہان سے حاصل ہونے لگا۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ اس سے پیشتر کہ مین شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین بیعت حاصل کرون میرے بڑے بڑے گہونگر والے بال تہے ایکدن کا ذکر ہے کہ مین شیخ نجیب الدین متوکل قدس اللہ سرہ العزیز کی مجلس مین اٹہکر کہا کہ آپ میرے لئے اس نیت سے ایکدفعہ سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑہیے کہ مین کسیجگہ کا قاضی ہو جاؤن لیکن شیخ نجیب الدین نے میرے اس التماس سے اغماض کیا مین سمجہا کہ میری یہ التماس شیخ کے مبارک کان مین نہین پہونچی۔ لہذا دوبارہ عرض کیا کہ میرے لئے اس نیت سے ایکدفعہ سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑہیے کہ مین کہین کا قاضی ہو جاؤن اس مرتبہ آپنے مسکرا کر فرمایا کہ نظام! تم قاضی مت ہو بلکہ کچہ اور چیز اختیار کرو سلطان المشائخ اس بات کو یاد کر کے فرماتے تہے کہ آپکو اس کام سے حد درجہ کا انکار تہا کہ فاتحہ تک نہین پڑہی۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ نجیب الدین متوکل دنیا کے خرچ کرنے کے بابت مین اور سخاوت کے حکم کو اس عبارت مین ادا کرتے کہ جب تیرے پاس دنیاوی مال آئے تو خرچ کر ڈال کیونکہ تیرے خرچ کرنے سے کمی نہ آئے گی اور جب دیا جائے تو نگاہ مت رکہہ کیونکہ تیری نگرانی سے پائدار نہ ہوگی۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ نجیب الدین متوکل نے جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین سے دریافت کیا کہ آدمی کہتے ہین کہ جسوقت آپ مناجات کی حالت مین یارب کہتے ہین وہان سے یہ جواب سنتے ہین لَبَّیْکَ عَبْدِیْ۔ فرمایا نہین۔ ازان بعد فرمایا وَالدَّرَجَاتُ مُقَدَّمَۃُ الْکَوْنِ۔ یعنے آدمیون کا کسی چیز کی گفتگو مین آنا حقیقت مین اوس چیز کا حاصل ہونا ہے۔ پہر شیخ نجیب الدین نے پوچہا لوگ کہتے ہین کہ مہتر خضر آپکے پاس آتے ہین فرمایا نہین۔ پوچہا یہی

اون کا ہون جو کہ ابدال آپکے پاس آمد و شد کرتے ہین ہر سوال کی نسبت آپنے کوئی حکم نہین فرمایا اور کہا تم بہی ابدال ہو۔

سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ نجیب الدین متوکل ہر سال مین ایکدفعہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین دہلی سے اجودہن جایا کرتے تھے اور جب وہان سے لوٹنے کا قصد کرتے تو رخصت کے وقت اس نیت سے فاتحہ کی التماس کرتے کہ جسطرح اسمرتبہ شیخ کی خدمت مین آیا ہون دوسری دفعہ بہی آؤن شیخ شیوخ العالم فاتحہ پڑہنے کے بعد فرماتے کہ تم بارہا میرے پاس آوگے چنانچہ آپ اونیس مرتبہ شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین پہونچے جب اونیسوین دفعہ اجودہن سے واپس آنے لگے تو حسب معمول شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین عرض کیا کہ بندہ جس دفعہ خدمت اقدس مین حاضر ہوا با بنیت فاتحہ کی التماس کی کہ جسطرح اَب آیا ہون دوسری دفعہ بہی حاضر ہون اور شیخ شیوخ العالم کی زبان مبارک پر جاری ہوا کہ تو بارہا آئیگا اب مین اونیس [۱۹] دفعہ خدمت اقدس مین حاضر ہوچکا ہون۔ اسدفعہ پہر التماس کرتا اور فاتحہ کی درخواست کرتا ہون کہ ایکدفعہ اور حاضر خدمت ہون تاکہ بیس کا عدد پورا اور کامل ہوجائے لیکن اس مرتبہ شیخ شیوخ العالم نے فاتحہ نہین پڑہی اور اسی دفعہ دہلی مین آکر شیخ نجیب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال فرمایا آپ کا روضۂ متبرکہ شہر کے باہر مندہ دروازہ مین ہے قدس اللہ سرہ العزیز۔

مولانا بدرالدین اسحاق کی شیخ شیوخ العالم سے ملاقات

ازانجملہ باسط علوم ربانی کاشف غوامض معانی مولانا بدرالحق والدین اسحاق بن علی بن اسحاق دہلوی ہین۔ یہ بزرگ زہد و تقوی اور عشق و درد اور آہ و زاری مین بے نظیر تہے۔ جناب شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے داماد اور خلیفہ اور خادم تہے۔ اِن بزرگوار کا ذکر بہی دو نکتون کو شامل ہے۔

پہلا نکتہ مولانا بدرالدین اسحاق کے شیخ شیوخ العالم سے ملاقات کرنے اور آپسے بیعت کرنے کے ذکر مین اور اسی نکتہ مین آپکی کثرت بکا اور علمی تبحر اور دینی علوم مین کمال حاصل کرنے کا بیان ہے قدس اللہ سرہ العزیز۔

منقول ہے کہ یہ بزرگ بہی دہلی کے باشندے تہے تحصیل علوم اسی شہر مین کی تہی اور دہلی کے دانشمندون اور طباعون کے زمرے مین علم و فضل مین فائق ہوگئے تہے جب آپنے دانشمندی اور علمی تبحر مین کمال حاصل کرلیا اور دہلی کے علماء و فضلا مین امتیاز یہ نظرون سے دیکہے جانے لگے تو گوشہ نشینی اختیار کی لیکن چونکہ ہمت بلند رکہتے تہے اس لئے یہ بات ہمیشہ پیش نظر تہی کہ تمام علوم و فنون پر اچہی طرح حاوی ہونا اور اونہین عروج پر پہونچا دینا چاہیئے۔ علاوہ ازین ہر علم و فن مین چند اشکال بہی اس قسم کے باقی رہگئے تہے جو متبحرین علماء شہر سے بہی حل نہین ہوئے تہے اسلئے آپ بہت سی کتابین ساتھ لیکر بخارا کے قصد سے دہلی سے روانہ ہوئے۔ جب اجودہن مین پہونچے اور اون دنون شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین کی کرامتون اور تبحر کا شہرہ عالم مین منتشر ہوچکا تہا۔ اور مخلوق خدا ہر ولایت و اقلیم سے

آپکی خاکبوسی کی طرف توجہ کی تہی لہذا مولانا بدر الدین اسحاق کو آپسے ملنے کا اشتیاق ہوا- مولانا بدر الدین اسحاق کا
ایک نہایت ہی دلسوز اور جان نثار عزیز و یار تہا اوس نے مولانا کو اور بہی شیخ شیوخ العالم سے ملاقات کرنے کا مشتاق
بنایا اور اس بات پر آمادہ کیا کہ مولانا شیخ شیوخ العالم سے ملاقات کرین چنانچہ مولانا شیخ شیوخ العالم کی قدمبوسی
کی دولت کو پہونچے دیکہا کہ ایک اولوالعزم بادشاہ ہے جو اپنے سینۂ صافی اور دلکش تقریر سے آنے والون کے
دلی بہید بیان کرتا اور اونکے دلونکو اوچک لیتا ہے چنانچہ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ شیوخ العالم کی حسن
عبارت اور لطافت تقریر اس حد کو پہونچگئی تہی اور آپکی فصاحت و بلاغت مین وہ جادو تہا کہ جب سننے والے
کے کان مین آپکے موثر الفاظ پہونچتے تو وہ انتہا درجہ کے ذوق سے اوسیوقت مرجانا اچہا سمجہتا تہا- الغرض جو
علمی اشکال کہ مولانا بدر الدین اسحاق کے دل مین کہٹکتے تہے عین اوسی بحث علمی اور حکایات دینی کی تقریر
کے ذیل مین جو شیخ شیوخ العالم وقتاً فوقتاً بیان کرتے تہے سب پانی ہوگئے- مولانا شیخ شیوخ العالم کی مجلس کا یہہ
رنگ دیکہکر دنگ ہوگئے اور اپنے دل مین کہا یہ بزرگ کوئی کتاب اپنے پاس نہین رکہتے اور باوجود اسکے ایسے
غوامض و مشکلات باتون مین حل کردیتے ہین اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ علم لدنی سے خبر دیتے ہین- بیشک
یہ علم کسبی نہین ہے بلکہ وہبی ہے جس چیز کے لیئے مین بخارا جاتا تہا اوس سے سو حصے زیادہ مین نے یہین حاصل
کرلیا چنانچہ بخارا جانے کا ارادہ آپنے ملتوی کردیا اور یہ خیال اون کے دل سے نکل گیا- اصفائی اعتقاد کے سات
شیخ شیوخ العالم سے بیعت کی اور آپکے مریدون کے زمرہ مین داخل ہوگئے- شیخ سعدی فرماتے ہین **بیت**
من کہ در ہیچ مقامے نزدم خیمۂ عشق ÷ پیش تو رخت بیفگندم و سر بنہادم ÷ شیخ شیوخ العالم نے بہی جب مولانا
کو قابل و لائق دیکہا تو بے انتہا عنایت مبذول فرمائی اور اپنی خادمی اور دامادی سے مشرف و ممتاز کیا
اور محرمیت کے ساتہ مخصوص فرمایا- انجام کار یہان تک نوبت پہونچی کہ درگاہ بے نیازی کے واصلون مین
سے ایک اعلی درجہ کے واصل ہوگئے اور شیخ شیوخ العالم کی نعمت خلافت سے مالامال ہوئے- آپ شیخ شیوخ العالم
کی خدمت مین مستقیم رہے اور خویش و اقارب جو دہلی مین رہتے تہے آپنے سب سے قطع تعلق کرلیا اور دوست کی
طرف یکسو ہوگئے **مصرعہ** دل و جان و تن با خیالت یکیشد ÷ کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سید مبارک محمد
کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ مولانا بدر الدین اسحاق اس قدر زار قطار رویا کرتے اور آپکا ایسا جلد
رونا آتا کہ ایک ساعت بہی آپکی چشم مبارک آنسوون سے خالی نہین رہتی تہی- یہ ضعیف کہتا ہے **بیت**
اے ز عشقت خانۂ عقلم خراب ÷ ہر دم چشمم ز گریہ غرق آب ÷ رونے کی کثرت سے آپکی دونون مبارک آنکہونمین

نکل پڑے گئے تہے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ کاتب حروف کی دادی نے جو شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین کی بیعت کے شرف سے ممتاز ہوچکی تہیں مولانا بدرالدین اسحاق سے کہا کہ اے بہائی اگر آپ ایک ساعت اپنے آنسوؤنکو تہامے رکہو تو مین اون کا علاج شت سے کرون مولانا بدرالدین یہ سنکر روئے اور فرمایا اے میری بہن مین کیا کرون کہ آنسو میرے قبضہ مین نہین ہین ایک بزرگ فرماتے ہین **بیت** ف۱ از آب دیدہ خانہ چشم خراب شد ٭ پس نامدیم دیدۂ خانہ خراب را ٭ کاتب حروف کے والد بزرگوار فرماتے ہین کہ مولانا بدرالدین اسحاق جناب شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے انتقال کے بعد اجودہن کی قدیم جامع مسجد مین تشریف رکہتے تہے اور اسکا سبب یہ تہا کہ جب شیخ شیوخ العالم کا انتقال ہوگیا تو آپکے فرزندون مین سے شیخ بدرالدین سلیمان شیخ شیوخ العالم کے سجادہ پر بیٹہے۔ مولانا بدرالدین اسحاق جسطرح شیخ شیوخ العالم کی خدمت کرتے تہے اوسیطرح اپنے مخدوم زادہ کی خدمت مین کمربستہ اور ایستادہ رہتے تہے۔ ایک بزرگ کہتے ہین **بیت** ف۲ در خدمت تو اے ز دل و جان عزیز تر ٭ جان بر میان بہ بندم و صد بندگی کنم ٭ اور جب ایک مدت اسطرح گذر گئی حاسدون نے شیخ بدرالدین سلیمان اور مولانا بدرالدین اسحاق کے درمیان عداوت ڈال دی اور چاہا کہ آپ اپنی خادمی کے منصب سے جدا ہوجائین اسوجہ سے مولانا بدرالدین اسحاق کی خاطر مبارک منغص ہوئی اور آپنے اسبارہ مین کاتب حروف کے بزرگوار دادا سید محمد کرمانی سے مشورہ کیا سید محمد کرمانی مولانا بدرالدین اسحاق کی وہ عزت و وقعت جو آپ شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین رکہتے تہے دیکہہ چکے تہے لہذا آپ نے فرمایا کہ مولانا! **مصرع** ف۳ صحبت کہ بعزت نبود دوری بہ ٭ مولانا بدرالدین اسحاق نے جب یہ بات سنی تو آپ سب سے علیحدگی کرکے اجودہن کی قدیم جامع مسجد مین آبیٹہے۔ الغرض والد بزرگوار علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ مین اور خواجہ یعقوب شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین کے چہوٹے فرزند رشید اور شیخ شیوخ العالم قدس سرہ العزیز کے پوتے شیخ علاؤالدین اور چند اور لوگ جامع مسجد مین مولانا بدرالدین اسحاق سے کلام اللہ پڑہتے تہے کیونکہ آپ ہمارے خلیفہ تہے اخی مبارک جو شیخ شیوخ العالم کا غلام تہا اور شیخ قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنی صاحبزادی بی بی فاطمہ کے جہیز مین اوسے دیدیا تہا جو مولانا بدرالدین اسحاق کے نکاح مین تہین وہ بہی آپکی خدمت مین موجود تہا۔ الغرض والد بزرگوار

ف۱ میرے آنسوؤن سے آنکہون کا گہر خراب ہوگیا۔ پس مین نے اپنی آنکہون کا نام خانہ خراب کہا ہے ۱۲

ف۲ تیری خدمت مین اے دل و جان سے زیادہ عزیز۔ مین اپنی جان و دل سے سو بندگی کے واسطے حاضر ہون۔

ف۳ جو صحبت کہ عزت کے ساتھ نہو اوس سے دوری بہتر ہے ۱۲

فرماتے ہین کہ جسوقت مولانا چاشت کی نماز مین مشغول ہوتے تو اس قدر روتے کہ سجدہ کے وقت آپکے سجدہ کی تمام جگہ آنسوؤن سے
تر ہو جاتی تھی۔ والد بزرگ یہ بھی فرماتے تھے کہ مولانا بدرالدین اسحاق قدس اللہ سرہ العزیز بہت جلد مردانِ خدا کے کمالات
ہو نچگئے تھے اس جگہ آپکے آنے کی غرض صرف یہ تھی کہ لوگون کو تحصیل کمالات ہو جائے۔ جب کمال کو ہو نچگئے تو اس سے آگے
کوئی جہت نہین رکھتے تھے آپکو جو کچھ حاصل ہوا شیخ شیوخ العالم کے دروازہ سے حاصل ہوا۔ **منقول** ہے کہ شیخ
شیوخ العالم کی زندگی کے زمانہ مین مولانا بدرالدین اسحاق قدس اللہ سرہ العزیز اکثر اوقات یہ بیت زبان مبارک پر جاری
کیا کرتے تھے **بیت** پیش سیاست غمش روح چہ نطق نمیزند * اے زہزار صعوہ کم بس تو نوا چہ میزنی * سارے سارے دن
اس بیت کے ذوق مین عالم تحیر مین رہتے تھے اور جسوقت زبان مبارک پر آتی تھی بکا اور اہتزاز پیدا ہوتا تھا ایکدن کا
ذکر ہے کہ شام کے وقت شیخ شیوخ العالم نے مولانا بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کو امامت کا حکم فرمایا مولانا آگے بڑھے
اور نماز شروع کی نیت باندھی اور قرارت کی جگہ یہی بیت زبانِ مبارک پر گذری بعدہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش
مین ہوئے تو شیخ شیوخ العالم نے پھر آپ ہی کو امام بنایا اور فرمایا نماز شروع کرو اور حاضر رہو۔ اسدفعہ مولانا نے نہایت
احتیاط سے نماز تمام کی۔ سلطان المشائخ فرماتے ہے کہ مجھے مولانا بدرالدین اسحاق سے غایت درجہ کی محبت تھی جس قدر
امور مجھے پیش آتے مولانا شیخ شیوخ العالم کے آگے اون مین مجھے بہت مدد دیتے اور خود ہی تربیت فرماتے یہان تک کہ جبتک
مولانا بدرالدین زندہ رہے سلطان المشائخ اونکی عظمت و احترام کی وجہ سے کسی شخص سے بیعت نہ لیتے لیکن جب مولانا
انتقال کر گئے تو پہر سلطان المشائخ نے لوگون سے بیعت لینا شروع کی اور کاتب حروف کے دادا سید محمد کرمانی کو جو
اس خاندان کے محرم راز تھے اجودھن روانہ کیا تاکہ خواجہ محمد اور خواجہ موسی مولانا بدرالدین کے صاحبزادون اور اونکی
والدۂ محترمہ کو جو شیخ شیوخ العالم کی صاحبزادی اور مولانا کی حرم محترم تہین شہر دہلی مین اپنے ہمراہ لے آئین چنانچہ
کاتب حروف کے دادا ان حضرات کو دہلی مین لے آئے اور سلطان المشائخ نے اونکے بارہ مین طرح طرح کی رعائتین ملحوظ
رکھکر اونکے حق مین بہت کچھ تربیت فرمائی۔ چنانچہ یہ کیفیت بی بی فاطمہ کے ذکر مین مفصل بیان ہوگی جہان شیخ شیوخ العالم
کی صاحبزادیون کے مناقب و فضائل کا ذکر ہوا ہے۔ مولانا بدرالدین اسحاق نے علم تصریف مین ایک نہایت قیمتی
کتاب نظم کے پیرایہ مین تالیف کی ہے جو آپکی فصاحت و بلاغت اور تبحر کی واضح دلیل ہے اور جسے تصریف بدری کہتے
ہین۔ اس کتاب کے آخر مین یہ چند شعر لکھے ہین۔ **شعر** اِنِّی بَسَطْتُ یَدَیَّ اِلَیْکَ اِلٰہِی * وَلَیْسَ سَبِیْلُ اللّٰہِ مَعَ مَنْ
مَاتِیْ * فَارْحَمْ بُکَائِیْ وَاعْفُ عَمَّا قَدْ حَوٰی * مِنْ غَفْلَۃٍ فِیْ ہٰذِہِ الْاَوْرَاقِ * وَاسْدُدْ بِفَضْلِکَ ثُلْمَۃً فِیْ نَظْمِہٖ *
وَاحْیِہٖ بَعْدَ الْمَوْتِ مِنِّی الْبَاقِیْ * وَاصْبُبْ عَلَیْہِ مِنْ قَبُوْلِکَ جُرْعَۃً * تَہْوِیْ اِلَیْہِ اَفْئِدَۃُ الْعُشَّاقِ * وَالْطُفْ بِمَنْ یَّتْلُوْا

خاطری وشدّ ابدی ۞ یا من سترت معائب الآفاق ۞ فقد ابتلیت بلیّۃ لم ارجہا ۞ فرجا بن التلبیس لا من راق
الدین فیہا راحل او نادر ۞ وأری النفاق مواضع الاخلاق ۞ والحلّ فیہا کالشحّ متنالس ۞ وعلیہ قس حال
العدو والعاق ۞ والعیش فیہ لمن تزندق عامدا ۞ والیوم یوم الفسق والفسّاق ۞ العادلین الا کلین
لحومہم ۞ یتمازعون تمازع الازفاق ۞ واری الزمان عزیز الافطان من ۞ او من البلاء والروع
الاحراق ۞ وارحم عن یتلو ویدعو عبدک ۞ الاسحاق بن علی الاسحاق ۞ اور مولانا بدر الدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ
نے تصریف مذکورہ کے تتمہ مین اپنے قلم مبارک سے سلطان المشائخ کی التماس سے یہی لکھا ہے سمع منی وقرأ ہذا النظم
العزیز الامام المجاہد العالم نظام الملۃ والدین محمد بن احمد ذو الخصائل الرضیۃ والشمائل السنیۃ تمت
شمائلہ والتذہ وعمت فضائلہ وانوارہ وانی وان کنت قلیل البضاعۃ فی ہذہ الصناعۃ ولکن اتفاق
ہذا النظم کان لامر من ہو واجب الایتمار کسعی النملۃ بین یدی سلیمان وہو دام فضلہ التمس منی ہذہ
الاسطر مع کثرۃ قدرہ فکتبت ذالک امتثالا لامرہ وانا اضعف الفقرا الی اللہ الغنی اسحاق بن علی
الدہلوی بخطی رجاء ان یذکرنی بصالح دعائہ حامدا ومصلیا۔

ترجمہ نظم عربی۔ اے میرے معبود مین نے تیری طرف اپنے دونون ہاتہ پہیلائے ہین اور میرے گوشۂ چشم سے آنسوؤن کی
ندیان بہتی ہین۔ سو تو میرے رونے پر رحم کر اور جو غفلت ان اوراق مین ہوگئی ہے اوس سے درگذر کر۔ جو عیب اس
نظم مین واقع ہوا ہے اوسے اپنے فضل سے دور کر اور اس نظم کو میرے مرنیکے بعد یادگار قائم کر۔ اپنی دریائے قبول سے
اس نظم پر ایک گہونٹ ڈالدے تاکہ اسکی طرف عشاق کی گردنین جہک جائین میرے دل کے شغلون اور سختیون کو دیکہہ۔ اے
عالم کے عیب پوشیدہ کرنیوالے مین اون سختیون کے ساتہ آزمایا گیا ہون جنکی امید نہین رکہتا تہا تو مجھے ہلاکت سے نجات
دے کیونکہ میرے پاس کوئی دوا اور علاج نہین ہے۔ اس زمانہ مین دین بالکل مٹ گیا ہے یا کم ہے مین اسوقت اخلاق کی
جگہ نفاق کو دیکہتا ہون۔ ان دونون مین دشمنی پوشیدہ اور خصومت آشکارا ہے اور اسی پر دشمنون اور دوستون کا حال
قیاس کر۔ آج جو بددینی اختیار کرتا ہے اوسکو راحت حاصل ہوتی ہے اور یہ زمانہ بدکاری اور بدکارون کا ہے۔
اس زمانے کے منصف حقیقت مین لوگون کے گوشت کہانے والے ہین جو اسطرح پارہ پارہ کرکے کہاتے ہین جیسے جانور۔
مین دیکہتا ہون کہ اس زمانہ مین ایسے دانشمند بہت کم پائے جاتے ہین جو بلا کی سختیون اور سوزاندہ خوف سے محفوظ
ہون۔ خداوندا تو اوس شخص پر رحم کر جو اس قصیدہ کو پڑہے اور تیرے بندے اسحاق بن علی بن اسحاق کو دعائے خیر
سے یاد کرے۔ **ترجمہ نثر**۔ مجہسے اس نظم مبارک کو اوس شخص نے سنا اور پڑہا جو خلق کا پیشوا اور کار دین مین بہت مجاہد

کوشش کرنے والا اور حقائق کا جاننے والا ہے یعنے نظام الملۃ والدین محمد ابن احمد نے جو پسندیدہ خصلتون کا صاحب اور عمدہ
عادتون کا مالک ہے اوسکی خوبیون کے نشانات اور نیکی کی خصلتین شامل اور اوسکی بزرگیان اور انوار عام ہین اور اگرچہ
مین شاعری کے فن مین بہت کم پونجی رکھتا ہون لیکن اس نظم کے کہنے کا اتفاق اوس شخص کے فرمانے سے ہوا ہے جس کا
فرمان قبول کرنا واجب و لازم ہے اور یہ میری کوشش بالکل ویسی ہی ہے جیسے سلیمان کے آگے چیونٹی کی کوشش الغرض
نظام الحق نے (اوسکی بزرگی ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے) باوجود اپنی بے حد قدر و منزلت ان چند سطرون کے لکہنے کی مجھسے
التماس کی چنانچہ مین نے اوسکی امتثال امر کے لیئے یہ چند سطرین لکہین اور مین اون تمام فقرا سے ضعیف تر ہون
جو خدائے بے نیاز کے محتاج ہین اور جسے اسحاق بن علی دہلوی کہتے ہین ان چند سطرون کو اپنے قلم سے اسلیئے لکہا کہ
نظام الحق اپنی نیک دعاؤن مین مجھے یاد رکہے درحالیکہ مین خدا کی تعریف کرنے والا اور پیغمبر پر درود بھیجنے والا ہون

دوسرا نکتہ۔ مولانا بدر الدین اسحاق قدس اللہ سرہ العزیز کی عظمت و کرامات اور آپکے دنیا سے عقبے مین
انتقال کر جانے کے بیان مین **منقول** ہے کہ ملک شرف الدین کُبری جو دیپالپور کا صوبہ تہا اوسکے دل مین
شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز سے بیعت کرنے کا داعیہ پیدا ہوا اور اس ارادہ سے
شیخ شیوخ العالم کی قدمبوسی حاصل کی۔ سعادت قدمبوسی حاصل کرنے کے بعد بیعت کی التماس کی۔ شیخ
شیوخ العالم نے مولانا بدر الدین اسحاق کی طرف اشارہ کیا کہ تم ان سے بیعت لیلو۔ مولانا بدر الدین نے
شیخ شیوخ العالم کے حکم سے ملک شرف الدین سے بیعت لی لیکن اسکے چند روز کے بعد بادشاہِ وقت کے فرمان کے
بموجب اوسے گرفتار کر لیا گیا اور دیپالپور سے شہر دہلی کی طرف روانہ کیا۔ ملک شرف الدین نے ایک عرضداشت
اسباب مین مولانا بدر الدین کی خدمت مین لکہی اور اپنے لوگونکو حکم کیا کہ یہ خربزہ کی فصل ہے جب تم اجودہن پہونچو
تو تہوڑے سے خربزے خریدکر عرضداشت کے ساتہ مولانا بدر الدین کی خدمت مین پیش کرنا۔ جو میرے مخدوم ہین
جب ملک شرف الدین کے بہیجے ہوئے لوگون نے وہ عرضی خربزون کے ساتہ مولانا بدر الدین کی خدمت مین پیش کی
تو عزیزون کی ایک جماعت اس بزرگ کی خدمت مین بیٹہی ہوئی تہی قاضی صدرُ الدین جو اجودہن کا حاکم
تہا اور مولانا کی خدمت کیا کرتا تہا آپنے اوسکی طرف اشارہ کیا کہ صدر الدین! انہین تقسیم کر دو۔ چنانچہ قاضی
صدر الدین نے خربزون کو تقسیم کر دیا اور جب مولانا کا نمبر آیا تو آپکا حصہ آپکے سامنے رکہدیا۔ اسپر مولانا
بدر الدین نے فرمایا کہ صدر الدین! شرف الدین کُبری کا حصہ بہی میرے پاس رکہدو۔ جب خربزے تقسیم کر دیے گئے
تو مولانا بدر الدین نے اپنی دستار مبارک سر سے اوتاری اور اوس خربزے کے متصل رکہکر فرمایا جو شرف الدین

کبری کا حصہ تہا کہ جبتک شرف الدین کبری یہان نہ آجائیگا ہم اوسوقت تک نہ تو یہ خربزہ ہی کہائینگے نہ دستار ہی سر پر رکہیں گے۔ جب وہ یہان آپہونچیگا تو ہم اوسکے ساتہ ملکر خربزہ کہائینگے۔ یہ کہا اور شیخ کی حکایات اور بزرگان دین کے مناقب بیان کرنے مین حاضرین مجلس کی طرف مشغول ہوئے۔ تہوڑی دیر نہ گذری تہی کہ شرف الدین کبری آپہونچے مولانا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ نے دستار مبارک سر پر رکہی اور خربزہ کہانے مین مشغول ہوئے اسی اثنا مین شرف الدین کبری اپنی رہائی کی حکایت مولانا بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین یون عرض کرنے لگے کہ میرے دشمنون اور چغلخورون نے بادشاہ کے سامنے میرے باب مین چند ایسی باتین بیان کین جو حقیقت مین میری شان کے خلاف تہین اس لیئے بادشاہ نے میری گرفتاری کا حکم دیدیا لیکن پہر فوراً ہی بادشاہ کو اون کا کذب تحقیق ہوگیا اور اوسنے ایک دوسرا فرمان روانہ کیا کہ شرف الدین کو رہائی دیدو اور جس مقام تک آپہونچا ہے وہین سے اوسے اوسکی جاگیر پر روانہ کردو مین قصبہ نہروالہ مین پہونچا تہا کہ یہ دوسرا فرمان مجہے پہونچا چنانچہ مین مخدوم کی برکت سے رہا ہوکر بخیریت تمام خدمتِ اقدس مین حاضر ہوا **منقول** ہے کہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے یار نوبت بنوبت لکڑیان چننے کے لیئے اجودہن کے جنگلون مین جایا کرتے تہے جب مولانا بدرالدین کی باری آئی تو آپ بہی لکڑیان چننے کے لیئے تشریف لے گئے اوسوقت آپکے ساتہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے دو صاحبزادے بہی تہے جو شہر سے نکلکر مولانا بدرالدین کے ہمراہی مین جارہے تہے۔ اثنار راہ مین ان دونون صاحبزادون نے مولانا بدرالدین سے کہا کہ بابا کے مریدون کو وہ کرامت وعظمت حاصل نہین ہے جو سیدی احمد کے مریدون کو حاصل ہے کیونکہ سیدی احمد کے مرید شیر پر سوار ہوتے اور زہریلے سانپ ہاتہ مین لیلیتے ہین۔ مولانا بدرالدین نے فرمایا مخدوم زادون کو اس قسم کی باتین موہنہ سے نکالنا نہ چاہیئین شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین نہایت بزرگ ہین کوئی شخص اونکی اور اونکے متعلقون کی عظمت وکرامات کی برابری نہین کرسکتا۔ اور اگر بالفرض کرے بہی تو اوسکا یہ دعویٰ چل نہین سکتا۔ الغرض جب یہ تینون صاحب آگے بڑہے تو ایک خونخوار شیر جنگل سے باہر نکلا جسے دیکہکر شیخ شیوخ العالم کے دونون فرزند ایک درخت پر چڑھ گئے۔ مولانا بدرالدین نے نہایت جرأت ودلیری سے آگے قدم بڑھایا اور آستین مبارک شیر کے سر پر رکہی اور فرمایا کہ اے کُتے تجہے کیا مجال ہے کہ میرے مخدوم زادون کی طرف آنکہہ اُٹہا کر دیکہے۔ ازان بعد شیخ شیوخ العالم کے صاحبزادونکی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ آپ لوگ درخت سے اُتر آئین اونہون نے جواب دیا کہ تاوقتیکہ یہ شیر نہ جائیگا ہم درخت سے نیچے نہ اُترینگے۔ مولانا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ نے شیر سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے کُتے چلا جا شیر نے سر زمین پر رکہا اور لوٹ گیا۔ اب شیخ شیوخ العالم کے صاحبزادے درخت سے اُترے اور اپنے کہنے سے سخت نادم وپشیمان ہوئے۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ مولانا بدر الدین اسحاق ایکدفعہ کچھ لکھہ رہے تھے اور نماز عصر کا وقت تنگ ہوگیا تھا ایک شخص نے کہا خواجہ نماز کا وقت تنگ ہو گیا ہے آپنے حاضرین مین سے ایک شخص کو فرمایا کہ جاؤ آفتاب کو دیکھو اوسنے جاکر آفتاب کو دیکھا اور عرض کیا کہ بیشک وقت تنگ ہوگیا ہے اور سورج ڈوبنے کو ہے آپنے دوسرے شخصکو حکم دیا کہ جاتو دیکھہ آفتاب ڈوبنے کو ہے؟ اوس نے عرض کیا کہ حضرت سورج ڈوبنے کو ہے زان بعد مولانا نے مجھے بہیجا مین نے کہا بیشک آفتاب قریب غروب ہونیکو ہے۔ زان بعد مولانا نے فرمایا مین آج آفتاب کو حکم کرتا ہون کہ جبتک میرا صفحہ تمام نہ ہو جائے غروب نہ ہو۔ جب آپکا صفحہ پورا ہوگیا تو فرمایا آفتاب کو دیکھو۔ جب ایک شخص نے اوپر جاکر آفتاب کو دیکھا تو اوسے اپنی جگہ پر برقرار پایا خواجہ حکیم سنائی جناب امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کی مدح مین کیا خوب فرماتے ہین **شعر** قوت حسرش ز قوت نماز داشتہ چرخ راز گشتن باز ؛ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ مولانا بدر الدین اسحاق شیخ شیوخ العالم قدس اللہ سرہ العزیز کی اسدرجہ خدمت کیا کرتے تھے کہ دس آدمیون سے ویسی خدمت میسر نہین ہوتی تھی لیکن باوجود اسکے ہمیشہ خدا تعالی کی یاد مین اسدرجہ مستغرق و مشغول رہتے تھے کہ اپنی خبر نہین رکھتے تھے۔ حقیقت مین مولانا نہایت بزرگوار اور فضیلت مآب تھے اور صاحب نعمت تھے مین نے ایکروز آپ سے عرض کیا کہ جب مجھے کسی قسم کی سختیان اور تنگیان پیش آتی ہین تو پہلے شیخ شیوخ العالم کو یاد کیا کرتا ہون پہر آپکو خدا تعالی کی جناب مین شفیع لاتا ہون مولانا نے جواب دیا کہ مین بیشتر غیر محدود نعمت رکہتا تہا لیکن اب وہ مجہہ سے چہین گئی ہے جسکی تعزیت مین مصروف ہون اسکے بعد سلطان المشائخ نے فرمایا۔ سبحان اللہ اس سے زیادہ اور کیا نعمت ہوگی کہ اس زمانہ مین اس حد تک موجود ہے اور یہ قصہ یون تہا کہ ایکدن شیخ شیوخ العالم نے مولانا بدر الدین اسحاق کو عتاب کیا اور عتاب کی وجہ یہ ہی کہ ایکمرتبہ شیخ شیوخ العالم نے مولانا بدر الدین کو آواز دی لیکن بدر الدین اسحاق اسدرجہ مشغولی غالب تھی کہ شیخ شیوخ العالم کو جواب نہ دیسکے۔ شیخ شیوخ العالم بگڑ گئے اور رنجیدہ ہوکر فرمایا کہ اب تم از سر نو اپنے کام مین مشغول ہو۔ کیونکہ تمہارے پہلے کام سب ضائع اور رائگان گئے۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تھے کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے ایک ممتاز خلیفہ کا جو نہایت بزرگ اور صاحب کرامت تھے انتقال ہوگیا۔ مین اونکے انتقال کے وقت موجود تہا۔ جب مین دہلی سے شیخ کبیر شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین گیا اور اون بزرگ کے انتقال کا حال شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین عرض کیا تو آپ آنکھون مین آنسو بہر لائے اور فرمایا کہ اونکی نماز کا کیا حال تہا مین نے عرض کیا کہ اخیر وقت مین اونکی تین دنکی نمازین فوت ہوئین شیخ شیوخ العالم یہ سنکر خاموش ہوگئے اور کوئی جواب نہین دیا۔ مولانا بدر الدین اسحاق بول اٹھے کہ ان بزرگ کا

خاتمہ اچھا نہین ہوا۔ مین نے اپنے دل مین کہا تعجب کی بات ہے کہ شیخ شیوخ العالم نے تو اسبارے مین کچہ بہی نہین فرمایا یہ مولانا بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ ایسا کیون فرماتے ہین چنانچہ یہ خلش میرے دلمین یہانتک باقی رہی کہ مولانا بدر الدین اسحاق کا انتقال ہو گیا جب آپکے انتقال کا وقت قریب ہوا تو صبح کی نماز جماعت سے ادا کی اور معمولی اوراد وظائف پورے کیئے۔ ازان بعد دریافت کیا کہ اشراق کا وقت ہو گیا ہے لوگون نے کہا ہان آپنے نماز اشراق ادا کی اور اوراد مین مشغول ہوئے پہر پوچہا کہ چاشت کا وقت ہو گیا ہے لوگون نے کہا ہان۔ آپنے چاشت کی نماز ادا کی۔ ازان بعد سر سجدے مین رکہا اور حق تعالی کی رحمت سے جا ملے رحمۃ اللہ علیہ۔ سلطان المشائخ نے فرمایا اسوقت مین نے وہ زمانہ یاد کر کے کہا کہ بلاشبہہ مولانا کو یہ بات کہنی سزاوار تہی اور وہ اسکے لائق تہے۔ ان بزرگ کا مدفن بہی اجودہن کی قدیم جامع مسجد مین ہے جہان آپ اکثر اوقات مشغول بحق رہتے تہے۔ بندہ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ جن مردانِ خدا نے لبِ گور تک خدا تعالی کی عبادت و بندگی پر توفیق استقامت پائی ہے اور اپنے مشائخ کے ساتہ حسنِ معاملہ سے پیش آتے ہین اون کا نام اور شہرت قیامت تک باقی رہتی ہے۔ **مصرع** مائیم کہ در ہیچ حسابے نائیم ؛ ایک بزرگ کیا اچہا فرماتے ہین **بیت**

مردانِ جہان گوئے زمیدان بُردند ؛ اے تنگ زبان حدیث مردان چہ کنی ؛

(۱۰) شیخ جمال الدین ہانسوی کے حالات

از انجملہ شیخ باکرامت تکلف و بناوٹ سے بیزار شیخ جمال الملۃ والدین ہانسوی ہین جنکا دلِ مبارک غیر حق سے سلامت تہا اور جو اہل حقیقت کے جمال اور صاحبانِ اہل طریقت کے مقتدا تہے۔ علم و تقوی اور لطافتِ طبع مین بے نظیر اور درویشی کے ساتہ مخصوص تہے۔ آپکی نظم جو عاشقانِ خدا کے لیئے ایک قانون ہے آپکے کمالِ عشق پر دلالت کرتی ہے۔ یہ بزرگوار شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے ایک نہایت ممتاز و اولو العزم خلیفہ تہے اور مشائخ کبار کے مرتبہ کو پہونچ گئے تہے۔ شیخ شیوخ العالم کامل بارہ سال تک آپکی محبت مین ہانسی مین سکونت پذیر رہے آپکی نسبت شیخ شیوخ العالم نے بہت دفعہ فرمایا ہے کہ جمال حقیقت مین ہمارا جمال ہے اور کبہی کبہی فرمایا کرتے تہے کہ جمال! مین چاہتا ہون کہ تمہارے سر سے قربان ہو جاؤن شیخ شیوخ العالم کا یہ ارشاد صاف طور پر آپکی بزرگی و عظمت پر دلالت کرتا ہے اور واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ شیخ شیوخ العالم کے نزدیک بہت کچہ قدر و منزلت رکہتے تہے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ شیخ شیوخ العالم نے ایک شخص کو خلافت نامہ دیکر فرمایا کہ جب تم ہانسی مین پہنچو تو اسے ہمارے جمال کو دکہا دینا چنانچہ جب وہ شخص ہانسی گیا اور شیخ شیوخ العالم کا عنایت کیا ہوا خلافت نامہ شیخ جمال الملۃ والدین کو دکہایا تو آپنے اوس خلافت نامہ کو پارہ پارہ کر ڈالا اور فرمایا کہ تو خلافت کے قابل نہین ہے۔ اصل بات یہ تہی کہ اس شخص نے التماس و اصرار کے ساتہ شیخ شیوخ العالم سے خلافت نامہ پایا تہا

ورنہ حقیقت مین وہ اس قابل نہ تہا الغرض یہ شخص پہر ہانسی سے اجودہن آیا اور جس خلافت نامہ کو کہ شیخ جمال الدین نے
چاک کردیا تہا شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین پیش کیا اسپر شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ جمال کے چاک کیئے ہوئے خلافت نامہ
کو ہم جوڑ نہین سکتے۔ شیخ جمال الدین ہانسوی کی عظمت و بزرگی اس قدر ہتی کہ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز
فرماتے تہے کہ جب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے مجہے اپنی دولتِ خلافت سے سرفراز فرمایا
تو ارشاد کیا کہ اس خلافت نامہ کو ہانسی مین مولانا جمال الدین کو دکہا دینا۔ چنانچہ یہ کیفیت نہایت بسط و شرح کے ساتہ
سلطان المشائخ کے حالات مین لکہی جاچکی ہے سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ منصب خلافت کے عطا ہونے سے پیشتر جس وقت
مین مولانا جمال الدین کی خدمت مین جایا کرتا تہا آپ میری تعظیم کے لیئے سرو قد کہڑے ہو جایا کرتے تہے لیکن خلافت
کا منصب پانیکے بعد جب مین ایکدن آپکے پاس گیا تو آپ بیٹہے رہے۔ میرے دل مین فوراً کہٹکا ہوا کہ شاید میری خلافت
آپکے ناگوار خاطر ہے۔ شیخ جمال الدین نے نور باطن سے اس میرے خطرہ کو تاڑ لیا اور فرمایا۔ مولانا نظام الدین اس سے
پیشتر جو مین تمہاری تعظیم کے لیئے کہڑا ہو جایا کرتا تہا اوسکا اور سبب تہا لیکن جب مجہہ مین اور تم مین محبت ہوگئی تو
مین اور تم ایک ہوگئے اب مجہے تمہارے آگے کہڑا ہونا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ شیخ سعدی کہتے ہین **بیت**
قیام خواستمت گرد عقل مے گوید ٭ مکن کہ شرط ادب نیست پیش سرو قیام ٭ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ ایکدفعہ
ایسا اتفاق ہوا کہ مین اور شیخ جمال الدین ہانسوی اور خواجہ شمس الدین دبیر اور دیگر یارون اور عزیزون کی ایک جماعت
جناب شیخ شیوخ العالم فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت سے ایک ساتہ اپنے اپنے وطنون کی طرف لوٹی
رخصت کے وقت شیخ جمال الدین نے وصیت کی درخواست کی یہ اہل ارادت کا آداب ہے کہ جب سفر کا عزم کرتے ہین
اور شیخ سے رخصت ہوتے ہین تو کوئی وصیت چاہتے ہین اگر شیخ مرید کے سوال سے پیشتر ہی وصیت کردے
فہو المراد ورنہ مرید خود درخواست کرتے ہین۔ الغرض شیخ شیوخ العالم نور اللہ مرقدہ نے شیخ جمال الدین کے سوال کے
جواب مین فرمایا ہماری وصیت یہی ہے کہ فلان شخصکو (اور میری جانب اشارہ فرمایا) اپنی مصاحبت مین خوش رکہنا
چاہیئے **مصرع** مقصود توئی دگر بہانہ است ٭ شیخ جمال الدین اس وصیت کے بموجب مجہپر بیحد مہربانیان فرماتے
تہے اور خواجہ شمس الدین دبیر بہی جو لطافت کی کان اور ظرافت کے سرچشمہ تہے بہت ہی تعظیم و تکریم سے پیش آتے
تہے۔ غرضکہ اسیطرح ہم لوگ اگروہا کے قریب پہونچے شیخ جمال الدین کے دوستون مین سے ایک عزیز جسے میران
کہا جاتا تہا اور جو اس موضع کا حاکم تہا یارونکے آنے کو باعث سعادت سمجہا اور نہایت جوش مسرت سے استقبال
کرکے شیخ جمال الدین کو مع تمام یارون کے اپنے گہر لیگیا۔ اور نہایت عزت و وقعت کے ساتہ مہمانی کی اور گرانبہا تحفے

پش کیئے شیخ جمال الدین نے فرمایا کہ اے عزیز تونے عجیب وغریب میزبانی کی اب ہمین یہان سے کب رخصت کرے گا کہ اپنے
وطنون کو روانہ ہون کہا مین آپکو اوسوقت رخصت کرونگا جب مینہہ برسیگا۔ اس زمانہ مین مینہہ نہین برسا تہا اور مخلوق
قحط کی بلا مین گرفتار تہی شیخ جمال الدین نے بالفعل اسکا کوئی جواب نہین دیا اور اس معاملہ مین باطن سے توجہ کی
ابہی رات نگذری تہی کہ اس زور سے مینہہ برسا کہ اوس ولایت کے تمام اطراف کو سیراب کر دیا۔ صبحکو ہر ایک شخص
نہایت شادان و فرحان خدمت مین حاضر ہوا اور شیخ جمال الدین نیز آپکے تمام یارون کے لیئے کسے کسائے
گہوڑے حاضر کیئے چنانچہ سب لوگ وہان سے ہانسی تک گہوڑون پر سوار ہو کر آئے۔ میری سواری کا گہوڑا بد لگام اور
اور سرکش تہا اور سب سے پیچہے رہتا تہا اور یار تو آگے بڑہگئے اور مین تنہا رہگیا جسکی وجہ سے مجہے بہت کچہ مشقت جہیلنی
بڑی انجام کار مین بے طاقت ہو کر گہوڑے سے اوترآیا اور پیدل رستہ چلنے لگا۔ صفرا غالب ہوا اور مین بے ہوش
ہو کر گر پڑا لیکن اس حالت مین بہی شیخ شیوخ العالم کی یاد میری زبان پر جاری تہی جب مین ہوش مین ہوا تو
مجہے اپنے اوپر بہروسہ ہو گیا کہ دم والپسین مین بہی مَین آپ ہی کی یاد پر جاؤن گا **مصرع** خوش آن رفتن کہ بر یادت
رود جانم:۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ ایکدفعہ مین اجودہن جاتا تہا رستہ مین خیال آیا کہ ہانسی ہوتا چلون
چنانچہ مین ہانسی پہنچا اور شیخ جمال الدین سے ملاقات کی آپنے فرمایا تم شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین میری طرف سے
عرض کرنا کہ جمال الدین الدین کو خرچ مین بہت عسرت وتنگی رہتی ہے۔ شیخ شیوخ العالم اوسکے حق مین دعا فرمائین
جب مین شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین پہونچا تو اون کا پیام عرض کیا۔ فرمایا اوس سے کہدینا کہ جب کسی شخص کو
ولایت دی جاتی ہے تو اوسے ولایت کی استمالت واجب ہے۔ شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ سے لوگون
نے دریافت کیا کہ دنیاوی بادشاہونکی استمالت ولایت معلوم ہے لیکن جو حضرات آخرت کے بادشاہ ہین
اونکی استمالت کیا ہے۔ فرمایا شاہان آخرت کی استمالت خدا کی طرف دل کو من کل الوجوہ متوجہ کرنا ہے۔ سائل
نے دوبارہ عرض کیا کہ شیخ جمال الدین ہانسوی کی مشغولی اور کرامت مشہور ہے فرمایا ہان ایساہی ہے لیکن انبیائ
علیہم السلام کے سوا اور کوئی شخص معصوم نہین ہے۔ ورنہ اوس بزرگ کا یہ پیام اور شیخ شیوخ العالم کا جواب دلیل
کرتا ہے۔ **منقول** ہے کہ شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کنیز کسکی تہی خادمہ اور نہایت صالحہ ہانسی
سے شیخ جمال الدین کے عرائض شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین یہی لیجایا کرتی تہی اور شیخ شیوخ العالم اوسے
ام المومنین کہتے تہے۔ ایکدن شیخ شیوخ العالم نے فرمایا۔ کہ اے مومنون کی مان ہمارا جمال کیا کرتا ہے۔ ام المومنین نے
عرض کیا کہ ہمارے خواجہ نے جس روز سے شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین پیوندگی کی ہے گاؤن اور اسباب اور

کتابت کے شغل کو کلیۃً ترک کر دیا ہے اور بہوک اور سخت سخت مصیبتیں جھیلتا ہے۔ شیخ شیوخ العالم یہ حکایت سنکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا الحمد للہ ہمیشہ خوش رہے گا۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ ایکمرتبہ جاڑے کے موسم میں مَیں شیخ جمال الدین ہانسوی کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا اسی اثنار میں شیخ جمال الدین نے یہ نظم زبان مبارک پر جاری کی۔ **بیت** بارو غنِ گاؤ اندرین روز خنک ؛ پنیکو باشد ہریسہ و نان تنک ؛ میں نے کہا مولانا ذِکْرُ الْغَائِبِ غِیْبَۃٌ۔ یعنے غائب کا ذکر کرنا غیبت ہے۔ شیخ نے مسکرا کر فرمایا۔ اول میں نے اوسے موجود کر لیا ہے پہر اوسکا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اسکے بعد جیسا آپنے ذکر کیا تھا مجلس میں حاضر کیا گیا

منقول ہے کہ شیخ جمال الدین ہانسوی شیخ ابو بکر طوسی حیدری سے بہت محبت کرتے تھے جو جون ندی کے کنارے اندرپت کے متصل ایک نہایت خوش منظر پر فضا خانقاہ رکہتے تہے جو بہشت کے دعویدار تہے اسی خانقاہ میں آپ مدفون بہی ہیں بڑا نیک نہایت عزیز درویش تہے اور انکا معاملہ حیدریوں سے کوئی نسبت نہیں رکہتا تہا خلاصہ یہ کہ شیخ جمال الدین اور شیخ ابو بکر طوسی رحمۃ اللہ علیہما کے مابین انتہا درجہ کی محبت تہی اور اس باہمی محبت کا واسطہ و ذریعہ مولانا حسام الدین اندرپتی قاضیوں اور واعظوں کے شیخ تہے۔ مولانا حسام الدین شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ سے بیعت تہے جسوقت شیخ جمال الدین جناب شیخ الاسلام قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز کی زیارت کو آتے تہے تو شیخ ابو بکر طوسی سے ملاقات کرتے تہے اور مولانا حسام الدین شیخ جمال الدین کے آنکو بہت ہی غنیمت شمار کرتے تہے اور بڑی بڑی عمدہ دعوتیں کیا کرتے تہے جنمیں سلطان المشائخ بہی موجود ہوتے تہے۔ ایکدفعہ شیخ جمال الدین ہانسی سے آتے تہے۔ مولانا حسام الدین نے استقبال کیا۔ جسوقت مولانا حسام الدین استقبال کے ارادہ سے باہر نکلے تو شیخ ابو بکر طوسی نے مولانا حسام الدین سے کہا کہ تم شیخ جمال الدین سے کہدینا کہ ابو بکر حج کو جاتا ہے چنانچہ جب مولانا حسام الدین موضع کلوکہری میں جون ندی کے کنارے پہونچے تو شیخ جمال الدین پرلے کنارے پر آ پہونچے تہے۔ اس کنارے پر مولانا حسام الدین کہڑے اور اُس کنارے پر شیخ جمال الدین موجود تہے اور جون ندی بیچ میں تہی مولانا جمال الدین نے شیخ حسام الدین سے باواز بلند کہا کہ ہمارا اسپید باز یعنے شیخ ابو بکر طوسی کہاں ہے مولانا حسام الدین نے کہا کہ شیخ ابو بکر حج کو جاتے ہیں شیخ جمال الدین نے اوسی کنارہ سے مولانا حسام الدین سے فرمایا کہ تم بہی یہیں سے اونکے پیچہے جاؤ اور یہ بیت پڑہو۔ ہم بہی تمہارے تعاقب کرتے ہوئے پہونچتے ہیں ابیات یہ ہیں۔ **ع**

مر پائے تا سرم شمار اولی تر ؛ یک سر چہ بود ہزار سر اولی تر ؛ در غار وطن ساز چو بکبار انکہ ؛ بو بکر محمدی بغار اولی تر ؛

شیخ قطب الدین منور جناب شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے سے منقول ہے کہ جس روز سے شیخ جمال الدین کے ہمارک کان میں یہ حدیث پہونچی تہی۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ الخ۔ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے

یا دوزخ کے گڑھون مین کا ایک گڑھا ہے اوس روز سے آپ نہایت متفکر اور اس وعید کی ہیبت سے سخت بے قرار تہے حتے کہ جب آپنے سفر آخرت قبول کیا اور خدا تعالی کی جوار رحمت مین جاپہونچے تو آپکے یار و عزیز بہی اسوجہ سے قلق و اضطراب مین ہے کہ شیخ کا حال قبر مین کیسا ہوگا چنانچہ چند روز کے بعد لوگون نے آپکی قبر مبارک پر گنبد تعمیر کرنا چاہا اور گنبد کی بنیاد مین کہودنی شروع کین۔ جب لحد کے نزدیک پہونچے تو قبلہ کی جانب آپکے مونہہ مبارک کے سامنے ایک کہڑکی ظاہر ہوئی جس مین سے بہشت کی خوشبو آتی تہی یہ دیکہتے ہی وہان سے ہٹ گئے اور اوس موضع کو ڈہا دیا۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ جب شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو لوگون نے آپکو خواب مین دیکہکر حال دریافت کیا فرمایا۔ جون ہی لوگون نے مجہے قبر مین اوتارا عذاب کے دو فرشتے آئے اور ان ہی کے عقب مین ایک اور فرشتہ آیا جس نے فرمان پہنچایا کہ ہم نے اسے صلوۃ البروج کی اون دو رکعت کی وجہ سے بخشدیا جو نماز مغرب کی سنتون کے متصل پڑہا کرتا تہا اور آیۃ الکرسی کی بدولت اوسکے سر مغفرت کا تاج رکہا جو ہر فرض کے متصل پڑہا کرتا تہا۔

منقول ہے کہ جب شیخ جمال الدین وفات پاگئے تو ام المومنین نے جو شیخ جمال الدین کی خادمہ تہین شیخ جمال الدین کا عصا اور مصلا جو آپنے شیخ شیوخ العالم کی خدمت سے پایا تہا شیخ جمال الدین کے چہوٹے صاحبزادے مولانا برہان الدین صوفی کو دیا جو شیخ قطب الدین منور کے والد بزرگوار تہے اور چونکہ مولانا برہان الدین ابہی صغیر السن ہی تہے اسلیئے ام المومنین انہین شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین لیگئین شیخ شیوخ العالم نے نہایت مہربانی و شفقت سے مولانا بدر الدین کی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ اوٹہا نہ رکہا اور اپنی بیعت و ارادت کے شرف سے مشرف و ممتاز کیا اور چند روز اپنے پاس رکہکر رخصت کیا۔ مراجعت کے وقت خلافت نامہ اور وہ عصا و مصلا جو مولانا جمال الدین کو عطا ہوا تہا مولانا برہان الدین صوفی کو بخشا اور فرمایا۔ برہان الدین! اسطرح جمال الدین کو ہماری طرف سے اجازت حاصل تہی اوسیطرح تم بہی مجاز ہو اور یہ بہی فرمایا کہ تہین چند روز مولانا نظام الدین یعنے سلطان المشائخ کی صحبت مین رہنا چاہیئے۔ اسوقت ام المومنین شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین بزبان ہندی عرض کیا کہ خوجا برہان الدین بالا ہے یعنے کم عمر ہے اس بار گران کی طاقت نہین رکہہ سکتا۔ شیخ شیوخ العالم قدس اللہ سرہ العزیز نے بہی ہندی ہین فرمایا کہ مادر مومنان! پونون کا چاند بہی بالا ہوتا ہے یعنے چودہوین رات کا چاند بہی پہلی شب کو چہوٹا ہی ہوتا ہے جو رفتہ رفتہ کمال کو پہونچتا ہے۔ خواجہ سنائی کہتے ہین **مصرع** برگ توت است کہ گشتہ است بتدریج اطلس؛ اسکے بعد شیخ شیوخ العالم نے مولانا برہان الدین کو رخصت کیا۔ مولانا برہان الدین جناب شیخ شیوخ العالم کے فرمان کے بموجب ہر حال سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوکر تربیت حاصل کرتے۔ الغرض جب مولانا برہان الدین مرتبہ کمال کو

پہونچے اور شیخ شیوخ العالم کی نظر کی برکت اور سلطان المشائخ کی صحبت کی وجہ سے مشائخ کبار کے اوصاف آپ مین جمع ہو گئے
تو بہی آپنے کوئی مرید نہین کیا۔ اگر کوئی شخص بیعت کی غرض سے آتا اور آپکی طرف متوجہ ہوکر باصرار بیعت کرنا چاہتا تو آپ
فرماتے کہ باوجود سلطان المشائخ شیخ زمانہ حضرت سید نظام الدین محمد کے مجہہ جیسے کو کلاہ ارادت دینا اور بیعت لینا
جائز نہین ہے۔ مولانا برہان الدین کی یہ تقریر سلطان المشائخ کے کان مبارک مین پہونچ چکی تہی۔ جب مولانا برہان الدین
حسب معمول سلطان المشائخ کی خدمت مین آئے تو آپنے فرمایا۔ مولانا! جسطرح یہ ضعیف شیخ شیوخ العالم سے اجازت
رکہتا ہے اوسیطرح تم بہی مجاز ہو اور جب یہ ہے تو لوگونکو کلاہ ارادت کیون نہین دیتے۔ مولانا برہان الدین نے کہا
آپ جیسے بزرگ کے ہوتے مجہے جائز نہین ہے کہ کسیکو کلاہ ارادت دون۔ مولانا برہان الدین صافی اعتقاد کے سات
دل سے سلطان المشائخ کی محبت رکہتے تہے آپ جسسال ہانسی سے سلطان المشائخ کی خدمت مین دہلی آتے تو سلطان المشائخ
فرماتے کہ مولانا کے لیئے جماعت خانہ مین چارپائی بچہا دو۔ چونکہ تواضع و انکسار کے اوصاف مولانا برہان الدین کے
ساتہ مخصوصیت کے ساتہ مختص تہے لہذا آپ ترک ادب کی وجہ سے جماعت خانہ مین چارپائی پر نہین سوتے تہے۔ آپ
جسوقت سلطان المشائخ کی خدمت مین جانا چاہتے تو اول اپنے پاکیزہ کپڑونکو عود اور دوسرے عطریات سے معطر کرتے
پہر سلطان المشائخ کی خدمت مین جاتے اگرچہ دن مین کئی مرتبہ آپ بلائے جاتے۔ جب اسکی وجہ حکمت لوگون نے
اس بزرگ سے دریافت کی تو فرمایا جب کسی بزرگ کی خدمت مین جائین تو خوشبو ملکر جائین اور یہ بزرگ جمال باکمال رکہتے اور اپنا
ظاہر حال آراستہ اور باطن معمور رکہتے تہے۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جمال الدین ہانسوی کے ایک صاحبزادے
نہایت بزرگ اور دانشمند تہے مگر دیوانے ہو گئے تہے کبہی کبہی ہوش مین آتے اور دانشمندانہ باتین کرتے تہے۔
اگرچہ دیوانے تہے لیکن جو باتین مین نے اون سے سُنی ہین ہزار ہوشیارون اور عقلمندون سے نہین سُنی۔ اکثر
کہا کرتے تہے اَلعِلمُ حِجَابُ اللّٰہِ الاَکبَرُ۔ اسوقت مجہے معلوم ہو گیا کہ یہ معنوی دیوانے ہین۔ ایکدن مین نے اس
جملہ کے معنے اونسے دریافت کیئے۔ جواب دیا کہ علم حق کے ورے ہے اور جو چیز حق کے ورے ہے حجاب حق ہے
ازانجملہ عارف ربانی زاہد سبحانی شیخ عارف ہین جو شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے
خلیفہ تہے۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ شیخ شیوخ العالم قدس اللہ سرہ العزیز نے شیخ عارف کو سیوستان
اور اوسکے حدود و اطراف مین بہیجا تہا اور بیعت کی اجازت دی تہی اور یہ قصہ یون ہوا کہ اوچہ اور ملتان کیطرف
ایک بادشاہ تہا اور یہ عارف وہانکی امامت کا معزز منصب رکہتے تہے یا اور کوئی باہمی تعلق رکہتے تہے الغرض
ایکدفعہ بادشاہ نے سو اشرفیان شیخ عارف کے ہاتہ شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین بہیجین۔ شیخ عارف نے

اون مین سے پچاس اشرفیان تو اپنے پاس رکہہ لین اور پچاس شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین پیش کین شیخ شیوخ العالم نے مسکراکر فرمایا۔ عارف! تم نے خوب برادرانہ تقسیم کی۔ عارف نہایت شرمندہ ہوئے اور فوراً پچاس اشرفیان نکالکر پیش کردین ملکہ اپنے پاس سے بہی کچہ اضافہ کیا اور بہایت عجز و انکسار کیساتہ بیعت کی التماس کی شیخ شیوخ العالم نے اون سے بیعت لی اور وہ محلوق ہو گئے۔ اور شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین اسدرجہ محویت و استغراق کے شاغل و راسخ ہوئے کہ اعلیٰ درجہ کی استقامت حاصل کی یہانتک کہ آخر کار شیخ شیوخ العالم نے اونہین بیعت کی اجازت دی اور پہر سیوستان کیطرف روانہ کیا لیکن اور لوگ یہہ بہی کہتے ہین کہ مولانا عارف اپنا خلافت نامہ شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین لائے اور عرض کیا کہ حضور! یہ منصب نہایت نازک اور خطرناک ہے مین بیچارہ اس قابل نہین ہون اور میرا اندازہ اس قدر نہین ہے مین مشائخ کبار کے اس شغل و کار کا ذمہ وار نہین ہو سکتا۔ مخدوم کی شفقت و مہربانی سے مجھے یہی کافی و بس ہے کہ اپنی نظر مبارک مین لائے ہین چنانچہ خلافت نامہ واپس کر کے شیخ شیوخ العالم کی اجازت سے مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور پہر وہان سے واپس نہین آئے رحمۃ اللہ علیہ کاتب حروف محمد مبارک علوی المدعو بامیر خورد عرض کرتا ہے کہ اس بندہ نے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ ایک درویش نہایت بزرگ اور صاحب نعمت تہے جنہین شیخ علی صابر کہا جاتا تہا اور جو درویشی مین نہایت ثابت قدم اور مستجاب الدعوات تہے قصبہ دیگری مین رہا کرتے تہے اور شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین بیعت کر چکے تہے۔ جناب شیخ شیوخ العالم نے انکی لیاقت و قابلیت ملاحظہ فرما کر بیعت لینے کی بہی اجازت دیدی تہی۔ شیخ شیوخ العالم کا دستور تہا کہ بعض بزرگ یار جو آپکی دولت خلافت سے مشرف ہوتے تہے ہر ایک کو رخصت کرتے وقت ایک وصیت سے مخصوص فرماتے تہے اور اوسکے لیئے دعا کرتے تہے۔ اسی اثنا مین شیخ علی صابر نے عرض کیا کہ بندہ کے حق مین کیا حکم ہے۔ شیخ شیوخ العالم نے اونکے بارے مین فرمایا کہ صابر برو بہو گہا خواہی کرد یعنے تم سدا خوش عیش رہو گے اور افلاس و تنگی تم سے دور رہے گی۔ الغرض شیخ علی صابر نے آخر عمر تک عیش و خوشی مین زندگی بسر کی۔ شیخ علی صابر خوشرو اور کشادہ ابرو تہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

تیسرا باب

شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی اولاد اور بعض پوتون اور نواسون اور سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے اقربا اور اون سادات کرام کے مناقب و فضائل اور کرامات کے بیان مین جو شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین اور سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہما العزیز کے اختصاص کے ساتہ مخصوص ہین۔

کاتب حروف محمد مبارک علوی المدعو بامیر خورد عرض کرتا ہے کہ خوب اعتقاد مریدون کی راے پر پوشیدہ نرہے کہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین کے پانچ صاحبزادے اور تین صاحبزادیان تہین لیکن شیخ شیوخ العالم کے نواسے اور پوتے اس کثرت سے ہین کہ مشرق سے مغرب تک عالم پر قابض ہین اور اطراف دنیا مین سے ہر طرف کو اپنے قدوم مبارک سے منور و روشن کیئے ہوئے ہین اور ایک جہان کو اپنی حمایت و حفاظت مین لیئے ہوئے ہین لیکن آپکے بعض فرزند اور نواسے اور پوتے ایسے ہین جنکی مناقب و کرامات نہایت وقعت کے ساتھ مشہور اور زبان زد خاص و عام ہین اور بعض نے سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین پرورش پائی ہے اور کاتب حروف نے اونکی صحبت حاصل کی ہے لہذا اس کتاب مین تمام بزرگوارون کے احوال لکھے جاتے ہین تاکہ اونکی برکت سے یہ کتاب دنیا کے صاحبدلون کے دلون مین اپنا گہر کرے اور امیدوار کاتب کے لیئے مغفرت کا دستور ہو۔ انشاء اللہ تعالی۔

نکتہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے صاحبزادون کے مناقب و فضائل اور کرامات کے ذکر مین۔ **ازانجملہ** شیخ زادہ معظم فخر بنی آدم خواجہ نصیر الدین نصر اللہ ہین جو شیخ شیوخ العالم کے فرزندون مین سب سے بڑے اور اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ مین مشہور و معروف تہے۔ آپنے ایک زمانہ دراز تک خدا تعالی کی طاعت اور زراعت حراثت مین جو کسب حلال اور لقمہ پاکیزہ ہے گذارا اور ظاہر و باطن مین حق تعالے کی بندگی کی اپنی عمر عزیز باریتعالی کی رضامندی مین لبسر کردی رحمۃ اللہ علیہ۔

خواجہ نصیر الدین کے حالات۔

ازانجملہ علم کے دریا تحمل و وقار کی کان تقوی سے آراستہ ورع سے پیراستہ مولانا شہاب الملۃ والدین ہین جو کثرت علم اور بے انتہا فضائل کے ساتھ مشہور تہے اور اکثر اوقات شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کی خدمت مین حاضر رہتے تہے اور اگر شیخ شیوخ العالم کی مجلس مین کوئی علمی بحث چھڑ جاتی تو آپ اوس باب مین بحث شروع کرتے اور اس بحث کو نہایت دل آویز تقریر کے ساتھ تمام کرتے یہانتک کہ شیخ شیوخ العالم کی تسلی ہوجاتی۔

سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ مجھہ مین اور مولانا شہاب الدین مین محبت کا طریقہ مسلوک تہا اور یہ بہی فرماتے تہے کہ ایکدفعہ شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین بغیر اختیار و قصد کے مجھہ سے ایک جرأت و دلیری ہوگئی تہی اور اسکا قصہ یہ ہے کہ ایکدن عوارف کا نسخہ شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین موجود تہا اور آپ اوس مین سے کچہ فوائد بیان فرمارہے تہے وہ نسخہ نہایت باریک خط سے لکہا ہوا تہا یا کرم خوردہ اور غلط تہا۔ شیخ شیوخ العالم کو ایک موقع کے بیان کرنے مین کچہ توقف ہوا اور مین نے ایک اور نسخہ شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دیکہا تہا مجھے وہ فورًا یاد آگیا۔ اور شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین عرض کیا کہ شیخ نجیب الدین کے پاس صحیح نسخہ ہے۔

خواجہ شہاب الدین کے حالات

میری یہ بات شیخ شیوخ العالم کے دل مبارک پر گران گذری - ایک ساعت کے بعد زبان مبارک پر جاری ہوا کہ شاید اس سے یہ
مراد ہے کہ درویش کو غلط نسخہ کے صحیح کرنے کی قوت نہین ہے - ایکدو دفعہ یہ الفاظ زبان مبارک پر جاری ہوئے اور مجھے
اسبات کا خیال تک نہ تہا کہ یہ الفاظ آپ کسکے حق مین فرمارہے ہین کیونکہ اگر مینے یہ بات قصداً کہی ہوتی تو اپنے اوپر گمان لیجاتا
الغرض جب شیخ شیوخ العالم نے دو تین مرتبہ یہ الفاظ زبان مبارک پر جاری کیئے تو مولانا بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا کہ مولانا نظام الدین! شیخ یہ الفاظ تمہاری بابت فرمارہے ہین مین جہٹ اوٹہا اور سر برہنہ کرکے شیخ کے قدمون
مین گر پڑا اور مین نے کہا نعوذ باللہ اس گذارش سے میرا مقصود یہ تہا کہ عوارف کا ایک نسخہ جو مخدوم کے کتاب خانہ مین ہے
مین نے اوس نسخہ کو دیکھا تہا اور اوسکی بابت حضور مین گذارش کی تہی اسکے سوا میرے دلمین اور کوئی بات نہ تہی ہر چند کہ
مین نے معذرت کی لیکن مین شیخ شیوخ العالم کے چہرہ مبارک پر اوسی طرح ناراضامندی کا اثر دیکھتا تہا آخر کار مین
وہان سے اوٹہکر باہر آیا اوسوقت میری عقل حیران تہی اور مین کوئی تدبیر نہین کرسکتا تہا - جس اندوہ و رنج کا لشکر مجھپر
اوس روز ٹوٹ پڑا تہا کسیکو ایسا غم و اندوہ نہ ہو میری آنکھون سے بے اختیار آنسو جاری تہے اور آہ سرد کے نعرے بلند تہے الغرض
مین نہایت بیقراری و حیرانی کی حالت مین باہر آیا اور چلتے چلتے ایک کنوئین پر پہنچا جی مین آیا کہ اپنے تئین اوس کنوئین مین ڈالدون
لیکن پہر مین نے تامل کیا اور اپنے دل مین کہا کہ اسطرح مرجانا آسان ہے لیکن یہ بدنامی اتنی بڑی ہے جسکی کبھی تلافی نہین
ہوسکتی یہ اندیشہ کرکے مین وہان سے لوٹا اور ناامیدی و حیرت کی حالت مین پریشان و سراسیمہ پہرتا اور گریہ و زاری کرتا
رہا - خدا ہی جانتا ہے کہ اوسوقت میرا کیا حال تہا - خلاصہ یہ کہ شیخ شیوخ العالم کے ایک بلند اقبال فرزند تہے جنہین مولانا
شہاب الدین کہکر پکارتے تہے اونمین اور مجھمین محبت کا طریق مسلوک تہا جب اونکو میرے حال کی خبر لگی تو شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین
گئے اور میرے حال کو ایک نہایت بہتر اور موثر طریقے مین عرض کیا شیخ شیوخ العالم نے محمد خورد کو میری تلاش و جستجو مین بہیجا
چنانچہ مین اونکے ساتھ آیا اور شیخ شیوخ العالم کے قدمون مین سر رکہا اوسوقت آپ خوش ہوئے اور رنجیدگی کے
آثار آپکے چہرۂ مبارک سے مٹ گئے - اسکے دوسرے دن مجکو بلایا اور بہت کچھ شفقت و مہربانی فرمائی اور ارشاد کیا
کہ نظام الدین! مین نے یہ تمام باتین تمہارے کمال حال کے لیئے کی ہتین یہ الفاظ اوسروز آپکی زبان مبارک سے سنکہ پیر مرید
کے لیئے مشاطہ ہے زان بعد آپنے مجھے خلعت عنایت کیا اور لباس خاص سے مشرف فرمایا - سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ
ایکدفعہ ایک ضعیف العمر شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین آیا اور کہا مین شیخ قطب الدین کی خدمت مین حاضر تہا - مین نے آپکو
وہان دیکہا ہے شیخ اوسے پہچانتے نہ تہے - لیکن جب اوسنے اپنی شناخت کرائی اور چند واقعات بیان کیئے تو آپنے اوسے پہچان لیا
اس شیخ کے ساتھ ایک نوجوان لڑکا بہی تہا جو اوسکا فرزند تہا اتفاقاً اوسوقت کوئی علمی بحث چہڑ گئی اور وہ لڑکا ادب کا پہلو

چونکہ گستاخانہ شیخ سے بحث کرنے لگا اور نوبت یہانتک پہونچی کہ سخن بلند ہوا۔ شیخ نے بھی کسی قدر تندی کے ساتھ گفتگو کی مین اور مولانا شہاب الدین دروازہ کے باہر بیٹھے تھے جب غلبہ کوتاہ ہوا تو ہم دونون اندر آئے دیکھا تو وہ لڑکا بے ادبون کی طرح گفتگو کر رہا ہے۔ مولانا شہاب الدین نے اوس گستاخ و بے ادب لڑکے کو تادیب کے طور پر طمانچے مارنے شروع کیئے اسپر وہ لڑکا غصہ مین جہلا اُٹھا اور چاہا کہ سفاہت و حماقت سے مولانا کو چمٹ جائے۔ مین نے آگے بڑہکر اوسکے ہاتھ پکڑ لیئے۔ شیخ شیوخ العالم قدس اللہ سرہ العزیز نے مسکرا کر فرمایا کہ باہم صفائی کرلو۔ چنانچہ مولانا شہاب الدین ایک نہایت عمدہ چابک اور کچھ روپے لائے اور اون باپ بیٹون کو عنایت فرمائے۔ دونون شیخ کی مجلس سے رخصت ہوکر لوٹ گئے۔ شیخ شیوخ العالم کا دستور تہا کہ برات کو افطار کے بعد مجھے اور مولانا رکن الدین سمرقندی کو بلاتے اسوقت مولانا شہاب الدین کبھی ہوتے اور کبھی نہین بھی ہوتے تہے ایکدن کا ذکر ہے کہ شیخ نے ہمین بلا کر اوس روز کی حکایت پوچھی اور اوس بڈہے کے آنے اور مولانا شہاب الدین کے لڑکے کو ادب دینے کی حکایت بیان کی گئی۔ شیخ شیوخ العالم خاموشی کے ساتھ اس حکایت کو سنتے اور ہنستے تہے۔ اسی اثنا مین۔ مین نے عرض کیا کہ جسوقت اوس نوجوان نے چاہا کہ مولانا شہاب الدین کو چمٹ جائے مین نے اس قدر کیا کہ اوسکے ہاتھ پکڑ لیئے شیخ شیوخ العالم نے ہنسکر فرمایا کہ تم نے خوب کیا شیخ سعدی خوب کہتے ہین **بیت** اے دیدنت آسائش و خندیدنت آفت ؛؛ گوی از ہمہ خوبان بربودی بلطافت ؛؛

ازانجملہ شیخ المشائخ طریقت آفتاب عالم حقیقت شیخ بدر الملۃ والدین سلیمان ہین جو علم تقوی کے ساتھ مشہور اور مشائخ کبار کے اوصاف کے ساتھ موصوف تہے۔ شیخ شیوخ العالم کے انتقال کے بعد جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین اپنے والد کے سجادہ پر باتفاق رائے تمام بہائیون اور اون اہل ارادت کے جو وہان حاضر و موجود تہے اوس مقام کو نور حضور سے منور و روشن کیا۔ کیونکہ آپ ہی اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِأَبِیْہِ کے پورے فوٹو تہے۔ کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سید محمد مبارک کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ شیخ بدر الدین سلیمان محلوق نہ تہے بلکہ سر پر مانگ رکہتے تہے جیسا کہ مشائخ چشت قدس اللہ سرہم العزیز کا طریقہ ہے کیونکہ آپ خلفائے چشت سے بیعت رکہتے اور دست خلافت حاصل کیئے ہوئے تہے اور اسکی کیفیت یہ ہے کہ جب لوگون نے خواجہ قطب الدین چشتی قدس اللہ سرہ العزیز کو اونکے والد بزرگوار کے سجادہ پر بٹہانا چاہا تو بزرگان چشت اور دیگر اقربا نے اجازت نہین دی بلکہ نارضامندی ظاہر کی اسلیئے کہ خواجہ قطب الدین اوسوقت نہایت کم سن اور نو عمر تہے اور انکے عم بزرگوار خواجہ علی چشتی سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد و حکومت مین شہر دہلی آئے ہوئے تہے لہذا بزرگان چشت نے خاندان چشت کے خلفا مین سے دو بزرگ و صاحب نعمت خلیفہ ایک خواجہ زاہد جنکے نام مبارک سُننے کے وقت

ذکر شیخ بدر الدین کے حالات

اس طریقہ کے لوگ تکبیر کہتے ہین یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر لاالہ الااللہ واللہ اکبر وللہ الحمد۔ کہتے ہین۔ دوسری خواجہ عوز جنکے اسم مبارک سننے کے وقت تسمیہ یعنے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتے ہین۔ خواجہ علی کی خدمت مین اس مصلحت اور اس کیفیت کے اظہار کرنے کے لیئے روانہ کیئے کہ خواجہ قطب الدین کو جو ہنوز کم سن ہین خاندان چشت کا سجادہ دیتے اور اوہنین اونکے والد بزرگوار کی جگہ بیٹہاتے ہین۔ چنانچہ یہ حکایت بہایت تفصیل وتشریح کے ساتہ نکمہ سادات کاتب حروف کے والد بزرگوار کے ذکر مین تحریر کی گئی ہے۔ الغرض یہ دونون صاحب نعمت اور فضیلت مآب خلیفہ جب اجودہن کے نزدیک پہونچے اور شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کو خبر پہونچی کہ خاندان چشت کے دو بزرگ اور صاحب نعمت خلیفہ یہان آتے ہین تو شیخ شیوخ العالم نے اون کا استقبال کیا اور ان دونون بزرگوارون کو بہت تعظیم وتکریم کے ساتہ اجودہن مین لائے اور عمدہ عمدہ دعوتین کین۔ زان بعد شیخ شیوخ العالم نے مولانا شہاب الدین اور شیخ بدرالدین سلیمان کو اونکی نظر مبارک مین پیش کیا اور کہا انہین اپنے دست مبارک سے کلاہ ارادت سے پہنایئے۔ خواجہ زور اور خواجہ عوز نے متفقہ الفاظ مین کہا ہمین اس قدر مجال نہین ہے کہ آپ جیسے بادشاہ کے سامنے کسی کو کلاہ دین۔ شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ ہم یہ نعمت بہی تمہاری خاندان سے رکہتے ہین میرا دلی مقصد یہ ہے کہ یہ دونون فرزند آپکے ہاتہ سے کلاہ ارادت پہنین اون بزرگون نے کہا کہ اگر مخدوم ہمین معذور نہین رکہتے تو اشارہ ہو کہ مخدوم کے گہر کے جامہ دار سے کلاہ لائین اور مخدوم خود اپنے دست مبارک سے کلاہ درست فرمائین۔ زان بعد ہمین عنایت کرین کہ مخدوم زادون کے سر پر رکہین چنانچہ مولانا بدرالدین اسحاق شیخ شیوخ العالم کے ارشاد کے بموجب دو کلاہ لائے اور شیخ شیوخ العالم کے ہاتہ مین دین آپنے اوہنین اپنے دست مبارک سے درست کرکے خواجہ زور اور خواجہ عوز کو عنایت کین ان دونون بزرگوارون نے شیخ شیوخ العالم کے سامنے مولانا شہاب الدین اور شیخ بدرالدین سلیمان کو کلاہ پہنائین یہان تک کہ اونکی برکت سے یہ دونون صاحبزادے تمام صاحبزادون سے مستثنیٰ وممتاز ہوئے ایک عالم باعمل ہوئے اور دوسرے شیخ شیوخ العالم کے وارث سجادہ قرار دئے گئے۔ الغرض چونکہ اکثر مشائخ چشت قدس اللہ سرہم العزیز سر پر مانگ رکہتے تہے۔ شیخ بدرالدین نے بہی اسی معنی کی رعایت کی۔ جب شیخ بدرالدین سلیمان نے وفات پائی تو شیخ شیوخ العالم کے گنبد کے اندر مدفون ہوئے۔ قدس اللہ سرہما العزیز۔

خواجہ یعقوب کے حالات

ازانجملہ بہت خوب۔ اہل دلون کے نزدیک محبوب۔ **خواجہ یعقوب** ہین جو شیخ شیوخ العالم کے سب فرزندون مین چہوٹے اور فیاضی وسخاوت مین مشہور تہے آپکی کرامتین آشکارا ہین اور دعائین قبول ہوتی ہتین۔ آپ اہل ملامت کی راہ چلتے اور اوسکے مخالف خلق پر ظاہر کرتے مشغول بحق رہتے۔ طبع فیاض اور لطافت تمام

رکہتے تہے۔ کاتبِ حروف نے اپنے والد بزرگوار سید محمد مبارک کرمانی سے سنا ہے۔ فرماتے تہے کہ مین اکثر اوقات سفر و حضر
مین شیخ زادہ عالم صاحبزادہ دارین خواجہ یعقوب کا مصاحب رہتا تہا بہت کم ایسے موقع پیش آئے ہونگے جنمین کسی
ضرورت خاص کی وجہ سے آپ کے ہمراہ نرہا ہون گا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ خطۂ اودہ مین آپکے ساتہ گیا۔ جب اودہ مین
پہونچے تو ایک سرا مین اوترے۔ شیخزادہ مجہے سرا مین چہوڑ کر شہر کی سیر و تماشے کے لئے باہر تشریف لے گئے ایک پہر
رات گذر چکی تہی لیکن آپ سرا مین تشریف نہین لائے اور کسی جگہ عیش مین مشغول ہو گئے۔ اوسی رات اودہ کے
صوبہ کو جو ایک بزرگ و معظم خان تہا درد شکم عارض ہوا اور ہوا بہی اس سختی کے ساتہ کہ ایک ساعت درد کی شدت سے
قرار نہ تہا۔ ہرچند کہ لوگون نے علاج کیا شفا میسر نہ ہوئی۔ اب علاج و دوا سے تجاوز کر کے تعویذ و دعاؤن کی نوبت
پہونچی اسی اثنا مین ایک شخص بول اوٹہا کہ حضرت شیخ شیوخ العالم کے فرزند رشید صاحبزادے خواجہ یعقوب کو مین نے
دیکہا ہے کہ عصر کی نماز کے وقت شہر اودہ مین تشریف لائے ہین اگر لوگ اونسے ملین تو قوی امید ہے کہ شیخزادہ عالم
کی دعا کی برکت سے یہ بیماری صحت سے بدل جائے اب آدہی رات گذر گئی تہی خان نے فوراً اپنے آدمیونکو شیخزادہ کی
طلب مین ہر طرف روانہ کیا اور لوگ تلاش و جستجو کرتے ہوئے سرا مین پہونچے جہان ہم فروکش تہے۔ خان کے بہیجے ہوئے
آدمی میرے پاس آکر کہنے لگے کہ شیخزادے کہان ہین خان صاحب بلاتے ہین۔ مین نے کہا عصر کی نماز کے وقت
مجہسے جدا ہو کر شہر مین پہرنے گئے ہین اور اسوقت تک تشریف نہین لائے وہ لوگ مایوس و نا امید ہو کر سرا سے لوٹے
اور شہر مین جا بجا تلاش کرنا شروع کر دیا۔ ڈہونڈتے ڈہونڈتے ایک مقام پایا جہان خواجہ یعقوب عشرت مین مشغول
تہے۔ لوگون نے دیکہا کہ آپ سوتے ہین۔ نہایت ادب و آہستگی سے جگایا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو لوگون نے بیان کیا
کہ آپکو خانصاحب بلاتے ہین۔ خواجہ یعقوب نے مسکرا کر فرمایا۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمارے پاس خرچ ختم گیا تہا اور اسوقت
مین اِسی فکر مین سوتا تہا کہ تم لوگ آپہونچے۔ یہ کہکر آپ اوٹہے اور اونکے ساتہ روانہ ہو گئے۔ جب خان کے مکان پر
پہونچے دیکہا کہ درد کی شدت و سختی کی وجہ سے چارپائی سے زمین پر اور زمین سے چارپائی پر تڑپ رہا ہے اور ہلاکت کے
قریب پہونچگیا ہے۔ آپ بیمار کی چارپائی کے پاس بیٹہے اور اپنی دو انگلیان اوسکے پیٹ پر رکہکر کچہ پڑہا اوسیوقت
پیٹ کا درد جاتا رہا۔ خان اوٹہا اور شیخ زادہ کے قدمون مین گر پڑا۔ خزانچی کو حکم کیا کہ روپے کی ایک ہتیلی او
فاخرہ خلعت شیخ زادہ کی خدمت مین پیش کیا جائے۔ فوراً تعمیل ہوئی اور خواجہ یعقوب روپے کی ہتیلی اور کپڑے لیکر
وہان سے لوٹے۔ نقد روپون مین سے کچہ خان کے دربانون اور پردہ دارون کو عطا فرمایا اور باقی ساتہ لیکر سرا مین
تشریف لائے۔ انجام کار ہم وہان سے روانہ ہوئے۔ جب قصبہ امروہہ کے قریب پہونچے تو اثنائے راہ مین اوس

بزرگ زادہ کو مردانِ غیب لے گئے اور غائب کردیا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

از انجملہ مردانِ دین کے اوصاف سے موصوف تقویٰ ویقین کے ساتھ مشہور و معروف خواجہ نظام الملۃ والدین ہین۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ خواجہ نظام الدین کو جو خواجہ یعقوب سے بڑے تھے اور شیخ شیوخ العالم کو باقی فرزندون سے چھوٹے تھے شیخ شیوخ العالم اپنے تمام فرزندون سے زیادہ دوست رکھتے تھے۔ خواجہ نظام الدین لشکری اور سپاہی آدمی تھے اور شیخ شیوخ العالم سے بہت گستاخ تھے آپ جو کچھ کہتے شیخ شیوخ العالم اسوجہ سے کہ اونہین انتہا درجہ کا دوست رکھتے تھے رغبت کے کانون سے سنتے اور خوش آئندہ تبسم فرماتے اور جو کچھ وہ کہتے اوس سے کبھی رنجیدہ نہین ہوتے تھے۔

منقول ہے کہ خواجہ نظام الدین جوانمردی اور شجاعت مین حیدر ثانی تھے۔ آپ فراست صادق رکھتے تھے اور کیاست ظاہر۔ چنانچہ شیخ شیوخ العالم کی وفات کے نکتہ مین آپکی فراست و کرامت کا بیان گذر چکا ہے۔ شیخ شیوخ العالم کے انتقال کے بعد جب دیار اجودہن مین کفار پہونچے تو خواجہ نظام الدین نے اپنی بے دہڑک شجاعت اور بے خوف جوانمردی سے کفار کے ساتھ جنگ کی اور بعد جدال وقتال کے بعد شہادت کا چھلکتا ہوا ساغر مونہ سے لگایا۔ جب لوگون نے مقتولون کے درمیان آپکی نعش کی تلاش کی تو اوس بزرگ زادہ عالم کی نعش کا کہین سراغ نہین ملا رحمۃ اللہ علیہ

نکتہ۔ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی صاحبزادیون کے فضائل وکرامات اور صلاحیت کے بیان مین کاتبِ حروف نے اپنے والد بزرگوار سید محمد کرمانی مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ شیخ شیوخ العالم کی تین صاحبزادیان تھین جن مین بی بی مستورہ سب سے عمر مین بڑی تھین دمِ واپسین تک پردہ ستر اور صلاح و عفت مین رہین اور بہت سی کرامتین اون سے ظہور مین آئین۔ دوسری بی بی شریفہ جو عبادت وطاعت کے شرف سے مشرف وممتاز تھین۔ یہ بزرگ زادی عنفوان شباب مین بیوہ ہوگئی تھین اور پھر لب گور تک شوہر کی طرف مشغول نہین ہوئین۔ جب بیوہ ہوئین اس قدر مشغول بحق ہوئین کہ شیخ شیوخ العالم اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے کہ اگر مشائخ کا سجادہ وخلافت عورتونکو دینا جائز ہوتا تو مین اپنا سجادہ اور منصب خلافت بی بی شریفہ کو دیتا وَلَوْ کَانَ النِّسَاءُ کَمِثْلِ ہٰذِہٖ لَفُضِّلَتِ النِّسَاءُ عَلَی الرِّجَالِ۔ یعنی اگر عورتین اس جیسی ہوتین تو ضرور عورتین مردون پر کہلی فضیلت رکھتین۔ شیخ سعدی خوب کہتے ہین۔ **بیت** درسراپردہ عصمت بعبادت مشغول ؛ نام در عالم وخود کنف ستر خدائے

تیسری بی بی فاطمہ مین جو مولانا بدر الدین اسحاق کے نکاح مین تھین۔ جب مولانا بدر الدین اسحاق نے اجودہن مین انتقال فرمایا تو چند صغیر فرزند چھوڑے منجملہ اونکے خواجہ محمد امام اور خواجہ محمد موسی ہین جنکی وجہ سے سلطان المشائخ کو اس خاندان سے ایک نہایت مستحکم و مضبوط تعلق پیدا ہوگیا۔ کیونکہ سلطان المشائخ کو مولانا بدر الدین اسحاق سے

پلے درجے کی محبت تہی جیسا کہ مولانا بدرالدین اسحاق کے ذکر مین تحریر ہوچکا ہے۔ مولانا بدرالدین اسحاق کے انتقال کے
بعد سلطان المشائخ اس فکر و اندیشہ مین تہے کہ اگر کہین سے خرچ کا انتظام ہو جائے تو بی بی فاطمہ کو مع اونکے فرزندون کے
اجودہن سے دہلی مین بلالون تاکہ مولانا بدرالدین اسحاق کی محبت کا حق اسطرح سے ادا کیا جائے الغرض اسبارہ مین کاتب
حروف کے دادا بزرگوار سید محمد کرمانی سے مشورہ کیا۔ سید نے سلطان المشائخ کے جواب مین فرمایا۔ ہم سب لوگون پر واجب
و فرض ہے کہ مولانا بدرالدین اسحاق کے صاحبزادون کی رعایت کرین کیونکہ اونہون نے ہم مین سے ہر ایک شخص کی
نسبت شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین بے انتہا مدد کی ہے جسوقت یہ دونون حضرات باہم مشورہ کر رہے تہے اسی
اثنا مین ایک ملتانی سوداگر جو سلطان المشائخ کے پڑوس مین رہتا تہا آیا اوسنے کسی جگہ سے سودا لیا تہا اور
اوس مین خاطر خواہ نفع حاصل ہوا تہا۔ اشرفیون کی دو پوٹلیان سلطان المشائخ کی خدمت مین بطریق ہدیہ پیش کین
سلطان المشائخ نے اشرفیون کی دونون پوٹلیان سید محمد کرمانی کے آگے رکہدین اور فرمایا کہ ایک تو تم اپنے گہر مین خرچ
کے لیئے دیدو اور ایک مولانا بدرالدین اسحاق کے متعلقین و فرزندون کے سفر خرچ کے لیئے لیکر اجودہن روانہ ہو جاؤ
کیونکہ تم اوس خاندان با کرامت کے محرم ہو۔ سید محمد کرمانی نے اون اشرفیون کو قبول کیا اور دوسرے ہی روز روانہ
اجودہن ہوئے۔ بی بی فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا کو اون فرزندون سمیت شہر مین لائے اور سلطان المشائخ نے نہایت
تعظیم سے ایک مکان مین اوتارا۔ الغرض جب بی بی فاطمہ اور اون کے عزیز فرزندون کو شہر مین ایک عرصہ گذر گیا
تو خویش و بیگانہ مین سے ہر شخص نے گمان کیا کہ شاید سلطان المشائخ بی بی فاطمہ کو اپنے نکاح مین لانے کا قصد رکہتے ہین
چنانچہ یہ افواہ جو سلطان المشائخ کے حال کے ہرگز لائق و مناسب نہ تہی تمام شہر مین مشہور ہو گئی اور بڑی تیزی کے ساتہ
خاص و عام کے کانون مین پڑی۔ ایک رات تنہائی تہی۔ سید محمد کرمانی نے یہ حکایت سلطان المشائخ کی خدمت عرض کی
کہ آپنے جو بی بی فاطمہ کو یہان بلا لیا ہے۔ اسبارے مین لوگ طرح طرح کی چہ میگوئیان کرتے ہین۔ اون کا خیال
ہے کہ آپ نے بی بی فاطمہ کو اپنے پاس بلا کر رکہا ہے اور اون کی خاطر و مدارات مین کوشان ہین اس سے دوسرا مقصود ہے
(جیسا کہ اسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے) سلطان المشائخ نے جب یہ بات سُنی تو تحیر کی انگلی تفکر کے دانتون مین لی اور اپنے
چہرے اور مصفا ڈاڑہی پر ہاتہ پہیر کر فرمایا۔ تم بہت جلد اجودہن کے قصد سے طیار ہو جاؤ۔ چنانچہ ایکے دوسرے
روز سلطان المشائخ شیخ شیوخ العالم کی زیارت کے عزم سے روانہ اجودہن ہوئے اور جب زیارت سے فارغ
ہو کر اجودہن سے مراجعت فرمائی تو آپکے دہلی مین پہونچنے سے تین روز پہلے بی بی فاطمہ آپکے پیٹہہ پیچہے انتقال
کر گئین اور شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ متبرکہ مین مندہ دروازے کے باہر مدفون ہوئین

بتیسرا روز بھا اور ایک خلق فاتحہ کی غرض سے جمع ہتی کہ سلطان المشائخ اجودہن سے اسیر وز دہلی میں آئے اور شیخ نجیب الدین متوکل کے روضۂ متبرکہ میں پہونچے اور انتقال کے تیسرے روز بی بی فاطمہ کی زیارت کی۔ زان بعد خواجہ محمد اور خواجہ موسی کی جو ہنوز نو عمر اور صغیر سن تہے اپنی نظر مبارک مین پرورش و تربیت کی اور خواجہ احمد نیشاپوری کو جو شیخ شیوخ العالم کے مرشد تہے انکی تعلیم کے لیئے مقرر فرمایا اور اتالیقی کی خدمت انکے حوالہ کی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ۵

نکتہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے پوتون کے فضائل و کرامات کے بیان مین۔

از انجملہ مشائخ طریقت سے افضل اولیائے حقیقت مین اکرم شیخ علاؤ الملۃ والدین ابن شیخ بدرالدین سلیمان ہین جو علو درجات اور رفعت مقامات اور شدت مجاہدات اور ذوق مشاہدات مین اپنے زمانہ مین نظیر نہین رکہتے تہے اور بذل و ایثار مین بے مثل تہے۔ ظاہر و باطن کی طہارت کے مبالغہ مین مشائخ وقت مین کوئی آپکا دعویدار نہین تہا یہ بزرگوار سولہ سال کے تہے کہ شیخ شیوخ العالم کے سجادے پر اپنے والد بزرگوار شیخ بدرالدین سلیمان کی جگہ بیٹھے اور کامل چون بعد سال تک اوس سجادہ کا حق کما ینبغی ادا کیا یہان تک کہ آپکی عظمت و کرامت کا شہرہ آپکی عزیز و قیمتی زندگی ہی مین تمام عالم مین مشہور ہو گیا تہا اور آپکا اسم مبارک اولیاء اللہ کے نامون کی فہرست مین مذکور و معروف ہو گیا تہا چنانچہ آپکے انتقال کے بعد دیار اجودہن اور دیپالپور اور جبالی مین جو کشمیر کی سمت مین واقع ہین ان شہرون کے باشندون نے غایت محبت اور اعتقاد کی وجہ سے بہت سے فرضی مقامات بنائے اور قبرین تیار کین اور آپکے روضۂ متبرکہ کے نام سے تبرک وہمین حاصل کرتے تہے اور اون مواضع مین صدقات خیرات کرتے اور ختم کرتے تہے۔ کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سید مبارک محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ فرماتے تہے شیخ علاؤ الدین قدس اللہ سرہ العزیز میرے رضاعی بہائی تہے اور مجہہ مین اور شیخ علاؤ الدین مین حق رضاعت ثابت تہا اور اونہون نے میری والدہ کا دودہ پیا تہا۔ علاوہ اسکے مین نے اور اونہون نے مولانا بدرالدین اسحاق سے ایک جگہ قرآن مجید پڑہا تہا چنانچہ اسکی مفصل کیفیت مولانا بدرالدین اسحاق کے ذکر مین بیان ہو چکی ہے۔ نیز میرے والد بزرگوار فرماتے تہے کہ ایکدن بچپن کے زمانہ مین مین اور شیخ علاؤ الدین شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر تہے۔ شیخ شیوخ العالم تو چار پائی پر تشریف رکہتے تہے اور ہم دونون چار پائی کی پٹی پکڑے ہوئے کہڑے تہے۔ اسی اثنا مین شیخ شیوخ العالم نے دہن مبارک مین پان رکہا اور از راہ شفقت اور فرزند پروری کے دہن مبارک سے پان نکالکر دست مبارک مین لیا اور شیخ علاؤ الدین کے مونہہ مین رکہا اور جو کچہہ اوس مین سے باقی رہا تہا میرے مونہہ مین دیا۔ زان بعد وضو کرنے کے لیئے چار پائی سے نیچے اوترے اور چوکی پر بیٹھے۔ ایک درویش عیسے نام تہے جو خلوت کی حالت مین آپکی خدمت مین سرگرم و مستعد رہتے اور جس حرم

محرم کی باری ہوتی اوسے شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین بہیجتے اور اس شغل کی نوبت مرعی رہتے تاکہ اس کام مین عدل و انصاف کی پوری پوری رعایت رہے۔ الغرض خواجہ عیسی نے شیخ شیوخ العالم کو وضو کرایا اور مصلا بچھا دیا۔ شیخ شیوخ العالم وضو کر کے مصلے پر آ بیٹھے جس اثنا مین شیخ شیوخ العالم وضو مین مشغول تھے تو شیخ علاؤ الدین کہیلتے کہیلتے مصلے پر جا بیٹھے اور خواجہ عیسی نے شیخ علاؤ الدین کی طرف دیکہا اور دانتون مین انگلی لی۔ اسی حال مین شیخ شیوخ العالم نے اول خواجہ عیسی کی طرف نظر کی بعدہ شیخ علاؤ الدین کو دیکہا کہ مصلے پر بیٹھے ہین اسپر شیخ شیوخ العالم نے ایک خوش آیند تبسم کیا اور خواجہ عیسی سے اوس طرف کی زبان مین فرمایا کہ مُبنیع تہ ہی۔ یعنے بچہ کو بیٹہا رہنے دو۔ شیخ شیوخ العالم کے مبارک نفس کی برکت سے شیخ علاؤ الدین قریب دو قرن کے شیخ شیوخ العالم کے سجادہ پر بیٹھے اور اس محویت و استغراق کے ساتہ بیٹھے کہ کسی موقع پر آپکا قدم مبارک جامع مسجد کے دروازہ کے علاوہ اور کہین نہین گیا۔ اگر بادشاہان وقت آپسے ملاقات کرنے آتے تہے تو آپ اپنے مقام سے کبھی ہلتے تک نہ تہے اور خلق کو اونٹ کی مینگنی کی برابر سمجھتے تہے اور اگر کوئی شخص بیعت کے لیئے آپکی خدمت مین حاضر ہوتا تو آپ اوسے جناب شیخ شیوخ العالم کے روضہ متبرکہ کے حوالے کرتے اور خادم سے فرماتے کہ انہین بابا کی پائینتی لیجاؤ اور کلاہ دو۔ ہمیشہ روزہ رکہنا شیخ علاؤ الدین کا خاصہ تہا۔ کبھی کسی شخص نے اون بزرگوار کو دن مین کہانا کہاتے نہین دیکہا۔ یہان تک کہ وفات کے زمانہ تک بجز عیدین اور ایام تشریق کے افطار نکرتے اور ان پانچ روز کے علاوہ کسی وقت اور کسی حال مین افطار نہین کرتے تہے اور جب پہر رات گذر لیتی تب افطار کرتے آپکے خدام روغنی روٹیان اسقدر پتلی پکاتے کہ سیر بہر کی آٹھ روٹیان تک ہوتین۔ آپ اون مین سے دو روٹیان ہزار حیل قدرے دودہ کے ساتہ نوش کرتے روٹی اور دودھ دونون ملکر سیر بہر کے قریب لازمہ ہوتا لیکن آپ بہت تہوڑی مقدار پر اکتفا فرماتے۔ اگرچہ افطار کے وقت اس کہانے کے علاوہ بہت سا حلوا اور روٹیان آپکے سامنے دسترخوان پر چُنی جاتین لیکن آپ اوس مین سے کچہ بہی تناول نہین کرتے اور حلوے کے طباق اون لوگون کو بہیجتے جسکی نسبت آپکی خاطر مبارک اقتضا کرتی کیونکہ آپکے خدام اور دیگر مہمان و مسافر کہانا پکر سو رہتے تہے۔ جماعت خانہ مین جو دونون وقت درویشون کے سامنے دسترخوان بچہایا جاتا تہا اونکے علاوہ بہت سے خاص و عام کو اوسمین سے روٹیان پہونچتین اور ایک کثیر مخلوق کو آپکے دسترخوان سے حصہ پہونچتا۔ جب شیخ علاؤ الدین مقام خلوت سے شیخ شیوخ العالم کے روضہ متبرکہ مین آتے تو بہت سے درویش و محتاج شیخ کی فیاضی و سخاوت کا شہرہ سنکر اسمقام پر پہلے ہی سے جمع ہو جاتے اور صف باندہکر کہڑے ہو جاتے آپ صف کی ابتدا سے لوگونکو دینا شروع کرتے اور ہر ایک کو کافی مقدار روپے کی عنایت فرماتے اور برابر دیتے ہوئے

گذر جاتے اگر کوئی شخص ایکدفعہ لیکر اپنے جگہ سے ہٹکر دوسرے مقام پر صف کے درمیان آ کھڑا ہوتا اور لوگ شیخ کو خبر دیتے کہ یہ شخص ایکدفعہ لیچکا اب دوبارہ لینے کو یہان آ کھڑا ہوا ہے شیخ اوسے پہلی مقدار سے دوچند دلواتے اور اگرچہ کئی مرتبہ یہ حرکت کرتا لیکن آپ اُسپر غُصے نہوتے اور کسی طرح کی زجر و توبیخ نہین فرماتے اور اس سے شیخ کا مقصود یہ ہوتا کہ کوئی شخص مَنّاعٍ لِّلْخَیْرِ کی وعید مین داخل نہ ہو۔ جو لوگ شیخ کی خدمت خاص مین مشغول ہوتے اور جو لوگ آپکے وضو کے لئے پانی مہیا کرتے اور آپکے کپڑے مبارک سیتے یا دہوتے تو کسی مخلوق کو مجال نہوتی کہ اُنہین ذرہ بھر صدمہ اور تکلیف پہونچا سکتا اور اگر کسیکا انپر ہاتھ پہونچتا یا کوئی شخص کسی طرح کا صدمہ پہونچاتا شیخ اوسے خانقاہ سے باہر نکال دیتے۔ آپ طہارت و پاکیزگی مین انتہا درجہ کی کوشش کیا کرتے تھے جیسا کہ ذیل کی حکایت سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہوتی ہے۔

منقول ہے کہ جس زمانہ مین شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے شیخ رکن الدین دہلی سے ملتان جاتے تھے تو اثنائے راہ مین شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے روضہ متبرکہ کی زیارت کے لیئے تشریف لے گئے جب آپ روضہ متبرکہ سے باہر تشریف لائے تو شیخ علاؤ الدین قدس اللہ سرہ العزیز سے ملاقات کی شیخ رکن الدین مصافحہ و معانقہ کے لیئے آگے بڑہے اور جھپٹ کر شیخ علاؤ الدین کے بغلگیر ہوئے اور کہا خدا تعالی نے تمہین وہ استقامت بخشی ہے کہ کوئی شخص آپکے پاس بیٹھکر ہلنے تک کی طاقت نہین رکھتا لیکن مین بسبب چند لوگونکی قرابت کے جو اس سفر مین میرے ساتھ ہین مجبور ہون اور وہ مجھے کشان کشان لیئے چلے جاتے ہین۔ اسکے بعد ایکنے دوسرے کو رخصت کیا۔ جب شیخ علاؤ الدین رحمۃ اللہ اپنے مقام پر آئے فوراً کپڑے اوتارے اور تازہ غسل کر کے دوسرے کپڑے پہنے اور سجادہ پر آ بیٹھے بعض لوگون نے شیخ رکن الدین کی خدمت مین یہ کیفیت عرض کی اور کہا یہ کس قدر تکبر و رعونت ہے کہ آپ جیسے پاک اور پاک زادہ کے معانقہ کے سبب سے غسل کیا جائے اور اون کپڑون کو اوتار کر دوسرے کپڑے پہنے جائین شیخ رکن الدین نے فرمایا کہ تم لوگ مولانا علاؤ الدین کی قدر و منزلت کیا جانو حقیقت مین وہ اسی قابل ہین کہ ایسا کرین کیونکہ ہم مین سے دنیا کی بو آتی ہے اور وہ اوس سے مبرا ہو کر زندگی بسر کرتے ہین اس تمثیلی حکایت کے بعد ہم اصل مدعا کی طرف رجوع کرتے ہین کہ اگر کوئی شخص ظالمون اور سرکشون کے دست ظلم سے چھوٹ کر شیخ شیوخ العالم کے روضہ متبرکہ کی جماعت خانہ مین چلا آئے تو کیسکی مجال نہوتی کہ اوس مظلوم اور جفاکش کو بزور و جبر روضہ متبرکہ کی حرم باہر لا سکے اگرچہ بادشاہ وقت ہی کیون نہ ہوتا لیکن اس دین و دنیا کے بادشاہ کے خوف و ہیبت سے لرزتا جب شیخ علاؤ الدین نے سفر آخرت قبول کیا اور دنیا سے مونہ موڑ کر رحمت حق سے جا ملے تو شیخ شیوخ العالم قدس اللہ سرہ العزیز کے روضہ متبرکہ کے پڑوس مین مدفون ہوئے اور سلطان محمد تغلق نے جو شیخ علاؤ الدین کا مرید و معتقد تہا ایک نہایت رفیع و بلند گنبد تعمیر کرایا۔ شیخ علاؤ الدین رح کے دو فرزند ارجمند

آپکی محسوس یادگارین باقی رہین جو صاحب عظمت و کرامت تہے - ایک شہزادۂ معظم ذی وجاہت و مکرم شیخ معزالحق والدین
تہے جو علم و کرامت مین مستثنی اور عظمت و جلالت مین ممتاز تہے۔ جو شخص آپکی مبارک اور نصیبہ ور پیشانی دیکھتا فوراً
معلوم کرلیتا کہ آپ خاندان کرامت و بزرگی کے چشم و چراغ ہین آپکی خدمت اتالیقی مولانا وجیہ الدین پائلی کے ہاتہ
مین تہی اور علم کی تحصیل مین اونکی شاگردی اختیار کی تہی آپ دین و دیانت مین حظ کامل رکھتے تہے اور اسی دین و
دیانت مین غلو پیدا کرنے کا یہ بدیہی نتیجہ تہا کہ آپ اپنے والد بزرگوار کی جگہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین کے
مقام پر جلوہ آرا ہوئے اور بندگان خدا پر بذل و ایثار کا دروازہ کہولا- چندروز کے بعد سلطان محمد تغلق نے
شہر دہلی مین آپکو بلالیا اور جیسا کہ چاہیے تعظیم و تکریم کی رعایت کی زان بعد حکم ہوا کہ مین مناسب سمجہتا
ہون کہ آپکی نظر مبارک مین سلطنت کے امور اتمام و تکمیل کو پہونچین کیونکہ اَلدِّینُ وَالْمُلْکُ تَوْاَمَانِ۔ یعنے دین و
سلطنت دونون ایک پیٹ سے پیدا ہوئے ہین- شیخ معزالدین نے بادشاہ وقت کی اسباب کو قبول کرلیا لیکن
چندروز کے بعد بادشاہ کی رائے اسکو مقتضی ہوئی کہ دیار گجرات آپکے حوالے کیئے جائین- شیخ معزالدین رحمۃ اللہ علیہ
گجرات تشریف لے گئے اور آخرکار بتقدیر الٰہی ظالمون اور باغیون کے ہاتہ سے شہادت کے درجہ کو پہونچے آج
آپکے روضہ متبرکہ کی برکت سے اوس طرف کے تمام شہر منور و روشن ہین- اور اوسکی پائینون کی خاک اون شہرون کے
حاجتمندون کی درد کی دوا ہے- شیخ علاؤالدین کے دوسرے فرزند یعنے شہزادہ علی الاطلاق مقبول اہل عالم
باتفاق شیخ علم الحق والدین ہین جو تمام اوصاف حمیدہ مین اپنا نظیر نہین رکہتے تہے اور ظاہر و باطن ہین
آراستہ تہے- آپ سماع مین ذوق تمام رکہتے او جگرسوز گریہ مین ہمیشہ مصروف رہتے تہے - کلام ربانی کے
حافظ اور سنت نبوی کے پیرو تہے- سلطان محمد تغلق آپکے اعزاز و احترام مین انتہا درجہ کی کوشش کرتا تہا یہانتک
کہ ہندوستان کی تمام مملکت کا شیخ الاسلام مقرر کردیا اور لکہو کہا بندگان خدا کی باگ آپکے ہاتہ مین دی
اوس زمانہ کے تمام مشائخ آپکے محکوم و منقاد ہوئے اور تسلیم کی گردنین آپ کے آگے خم کردین-
غرضکہ شیخ علم الدین دین و دنیا مین نہایت بزرگ و مکرم تہے اور فیاض ازل نے دینی تقدس اور دنیاوی
اعزاز مین سے کوئی چیز آپ سے دریغ نہین رکہی تہی- جب ان شیخ شیوخ الاسلام نے انتقال کیا تو اپنے والد
بزرگوار شیخ علاؤالدین کے متصل گنبد کے اندر مدفون ہوئے- شیخ علاؤالدین کے ان دونون فرزندون کے بعد
دو صاحبزادے یعنے دونون حضرات کے ایک ایک فرزند باقی رہے- شیخ معزالدین رحمۃ اللہ علیہ کے
صاحبزادہ افضل الدین فضیل تہے جو آج اپنے والد بزرگوار اور جد عالی مقام کی جگہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق

الدین کے سجادۂ کرامت پر جلوہ فرما ہین اور آباواجداد کی صورت وسیرت مین سجادہ معظمہ کا حق کما ینبغی اپنے سلف کے طریقہ پر ادا کرتے ہین غایت مشغولی اور ترک وتجرید مین انتہا درجہ کی کوشش کرتے ہین آپکو تمام لوگ نگاہِ قبول سے دیکھتے ہین۔ شیخ افضل الدین فضیل کی تاریخ زندگی مین جو بات سب سے زیادہ قابل تعریف ہے وہ یہ ہے کہ آپنے عام لوگونکے لیے بذل وایثار کا دروازہ کہول رکہا ہے۔ اس خاندانِ کرامت کے معتقد امیدوار ہین کہ حق تعالی اس شہزادۂ عالم کو سجادۂ کرامت پر مستقیم رکہے۔ شیخ شیوخ الاسلام علم الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے شہزادہ خوبصورت پسندیدہ سیرت مظہر الحق والدین ہین جنہین تمام دینی علوم مستحضر ہین اور جو اپنے والد بزرگوار کے بعد شیخ الاسلامی کے عہدہ سے ممتاز ہوئے۔ سلطان محمد تغلق انار اللہ برہانہ نے نہایت اعزاز واحترام کے ساتھ شیخ الاسلامی کا معزز منصب آپکے سپرد کیا اور اس شہزادہ کی تعظیم وتوقیر مین حد سے زیادہ کوشش کی حتی کہ اس زمانہ تک آپ ویسے ہی محترم ومکرم ہین اور آپکے تمام اوقات معمور ہین۔ خدا تعالی آپکی ذات ملک صفات کو دین ودنیا کی کامرانی مین دائم وقائم رکہے آمین ؃ **ازانجملہ** شہزادہ عالم خواجہ عزیز الملۃ والدین ابن خواجہ یعقوب رحمۃ اللہ علیہ ہین جو فیاضی وسخاوت ومروت ومردمی مین بے مثل تہے آپ مستجاب الدعوات اور صاحب فتوح تہے۔ دیوگیر اور تلنگ کے اطراف کے تمام باشندے آپکے معتقد اور غلام تہے۔ کاتب حروف نے ان بزرگ زادہ سے دیوگیر مین ملاقات کی ہے۔ حقیقت مین آپ زیبا ہیئت اور شوکت ودبدبہ بہت کچہہ رکہتے تہے۔ آپکے برادر حقیقی خواجہ قاضی سادہ باطن تہے اور عام اخلاق رکہتے تہے۔ یہ دونون بہائی جو عالم کے شہزادے تہے سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین بہت مدت تک رہے ہین۔ اور آپ سے ایک زمانہ دراز تک پرورش پائی ہے۔ شیخ عزیز الدین نے دیوگیر ہی مین شہادت پائی اور وہین دفن ہوئے اور خواجہ قاضی سلطان المشائخ کے حظیرہ مین یارون کے چبوترے کے سرے پر مدفون ہین۔ رحمۃ اللہ علیہما۔ **ازانجملہ** کمال طریقت جمال حقیقت شیخ زادہ کمال الحق والدین ابن شہزادہ بایزید ابن شہزادہ نصر اللہ ہین جنکا لباس تکلف وبناوٹ سے ہمیشہ خالی ہوتا تہا اور جو فیاضی وسخاوت مین عدیم المثال اور بے نظیر تہے۔ آپ بہت سی روٹیان پکواتے اور محتاج ومساکین کو تقسیم کرتے اور لذیذ ومزیدار کہانون سے ہمیشہ احتراز کرتے اگر آپ سفر کا قصد کرتے تو روٹیون کے بہت سے بہرے ہوئے تہیلے آپکے ساتھ ساتھ ہوتے۔ جس زمانہ مین یہ بزرگوار سلطان محمد تغلق کے عہد حکومت مین دہار سے جو آپکی سکونت کا مقام تہا دہلی مین تشریف لائے تو کاتب حروف اس خاندان معظم کے اون حقوق کی رعایت کی وجہ سے جو اسکے آباواجداد رکہتے تہے ان بزرگوار کی خدمت مین حاضر ہوا تہا اوس وقت شیخ حجرہ کے اندر چارپائی پر بیٹہے ہوئے

شیخ عزیز الدین کے حالات

شیخ کمال الدین کے حالات

تہے جون ہی کاتب حروف کو دیکہا حجرہ کے اندر سے ایک دیگچی ہاتہ مبارک مین لیے ہوئے باہر تشریف لائے اور ایک مٹی کا بڑا ساطباق خدام نے لاکر آپکے سامنے رکہدیا۔ شیخ نے اپنے دست مبارک سے دیگچی مین سے ہرلیسہ نکالا اور گہی کی جگہ تیل ڈالکر میرے آگے رکہا اور مقدر حلوا ہی ہرلیسہ پر زیادہ کیا اور فرمایا۔ اسے رغبت سے کہاؤ کیونکہ مین نے تمہاری بزرگوار دادی کے ہاتہ کی پکی ہوئی روٹیان بہت کہائی ہین۔ چنانچہ کاتب حروف نے ہرلیسہ تناول کیا۔ حقیقت مین اوس مین وہ لذت تہی کہ جو مین نے معمولی کہانون مین کبہی نہین پائی۔ شیخ کمال الدین جوایک بہت بڑے صاحب کرامت تہے۔ ابتدائے حال مین حضرت سلطان المشائخ کے باورچیخانہ مین دیگ شوئی کیا کرتے تہے یعنے برتن مانجہنا و صاف کرنے کی خدمت آپکے سپرد تہی اور اسی خدمت کا نتیجہ تہا کہ آنکو یہ نعمت و کرامت حاصل ہوئی۔ جسوقت شیخزادہ کمال الدین اور شیخزادہ عزیز الدین نے چاہا کہ دونون بہائی کسی مقام کا سفر کرین تو حضرت سلطان المشائخ نے رخصت کے وقت ایک چنبلی کا پہول شیخ کمال الدین کے ہاتہ مین دیا اور ایک شیخزادہ عزیز الدین کے ہاتہ مین۔ اور شیخ کمال الدین کو حکم ہوا کہ تم مالوہ مین جاکر رہو۔ شیخزادہ عزیز الدین کی نسبت فرمان ہوا کہ تم دیوگیر کی ولایت مین سکونت اختیار کرو جب دونون بہائی سلطان المشائخ کی خدمت سے رخصت ہوکر باہر آئے تو شیخزادہ عزیز الدین نے کہا کہ سلطان المشائخ نے جو یہ ایک ایک پہول عطا کیا ہے اس سے کیا غرض حاصل ہوگی۔ شیخزادہ کمال الدین نے جواب مین فرمایا خاطر جمع رکہو کہ سلطان المشائخ نے ہمین ایک جلال یعنی بزرگی عنایت کی ہے۔ الغرض یہ دونون بزرگزادے آخر عمر تک نہایت متمتع رہے اور بہت ہی جاہ وجلال اور عیش وعشرت کے ساتہ زندگی بسر کی۔ وفات کے زمانہ تک بہت سی کرامتین ظہور مین آئین اور انکی ذات سے مخلوق خدا کو عظیم الشان فائدہ پہونچا۔ بزرگزادے شیخ کمال الدین کا روضہ متبرکہ تمام دردمندون کے لیے دوا اور خلق کا حاجت روا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

خواجہ عزیز الدین کے حالات

ازانجملہ صورت وسیرت مین سلف کے آئینہ خلف کے فخر خواجہ عزیز الملۃ والدین ابن خواجہ ابراہیم ابن خواجہ نظام الدین ہین۔ آپکی والدہ محترمہ سیدہ تہین اور رشتہ مین کاتب حروف کی پہوپہی لگتی تہین۔ کاتب حروف اور اکثر اون اہل ارادت کا گمان ہے جو ان بزرگوار شیخزادہ سے ملے ہین کہ آپ سے کوئی صغیرہ وجود پذیر نہین ہوئی شیخ عزیز الدین کا باطن خدا تعالی کی یاد سے معمور تہا اور ظاہر تبسم اور پاکیزہ اخلاق سے آراستہ رکہتے تہے۔ آپکا دل مبارک مراقبہ اور ذکر خفی سے منور اور خدا تعالی کی طرف رجوع تہا اور یہ سب باتین اوس برکت سے حاصل ہوئی تہین کہ آپنے حضرت سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین پرورش پائی تہی اور دسترخوان بچہنے کے وقت ہمیشہ حاضر رہتے تہے اگر کسیوقت خواجہ محمد اور خواجہ موسی جنہین سلطان المشائخ سے دسترخوان کی دعا پڑہنے کا عہدہ ملا تہا حاضر

نہ ہوتے تو یہ بزرگزادے دسترخوان کی دعا پڑہتے اور جبتک آپ دعا مین مشغول رہتے سلطان المشائخ برابر فرماتے رہتے بجہ خدا کی رحمت ہو اور یہ مرحمت اونکے حق مین مخصوص ہوتی تہی ان شہزادہ نے حضرت سلطان المشائخ کی مشغولی اور عالم مشاہدہ کی صحبت پائی ہے جیساکہ باب اوراد و مشغولی کے نکتہ مین تحریر ہوا ہے یہ شہزادہ عزیز الدین فرماتے تہے کہ ایکدفعہ مین قصبہ کہریہ مین اپنے بہانجے کے کار خیر مین گیا ہوا تہا جب وہان سے لوٹا تو اول جناب سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور قدمبوسی کی سعادت حاصل کی آپ مہربانی و شفقت سے فرمانے لگے کہ تمہارے بہانجے کا کار خیر کیونکر ہوا اور سماع کی مجلسین بہی ہوئین آپ مسکراتے جاتے اوسان باتونکو دریافت کرتے جاتے تہے زان بعد فرمایا اپنی والدہ کو دیکھ آئے ہو مین نے عرض کیا نہین اول مخدوم کی پائبوسی کی سعادت حاصل کی ہے۔ اسکے بعد اوس سعادت کو حاصل کرونگا آپنے میرے حق مین دعائے خیر کی اور فرمایا کہ جاؤ وہ سعادت بہی حاصل کرو۔ آخر الامر جب ان شہزادہ کی حیات کا پیمانہ لبریز ہوا تو چند ان بزرگوار صاحب کرامت کی ذات مبارک کو کسی قسم کی بیماری و زحمت لاحق ہوئی دو تین روز تک بیماری کی تکلیف رہی ایک ساعت بہی لب مبارک کلام اللہ کی تلاوت سے نہین خالی رہے۔ انجام کار اسی بیماری مین رحمت حق سے جا ملے اور سلطان المشائخ کے روضہ متبرکہ کے سامنے مدفون ہوئے رحمۃ اللہ علیہ

نکتہ۔ حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے نواسون کی بزرگی و کرامات اور فضائل و مناقب کے بیان مین۔

ازانجملہ شیخ شیوخ العالم علیہ کے نواسون کے سردفتر شہزادہ معظم و مکرم خواجہ محمد ابن مولانا بدر الدین اسحاق ہین جنکی والدہ محترمہ شیخ شیوخ العالم کی صاحبزادی تہین۔ یہ شہزادے تمام اوصاف حمیدہ کے ساتہ موصوف اور علوم دینی اور تقویٰ و طہارت موزونی طبع ذوق سماع جگر سوز گریہ اور فیاضی طبع سخاوت و شجاعت مین مشہور و مذکور تہے۔ بچپنے کے زمانے سے لیکر بڑہاپے تک حضرت سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین پرورش پائی۔ کلام ربانی کے حافظ ہوئے اور علوم وافر عشق کامل حاصل کیا حتی کہ سلطان المشائخ کی حالت زندگی ہی مین آپکی خلافت کے معزز و ممتاز مرتبے کو پہونچگئے۔ اور سلطان المشائخ کی حیات مین خلق خدا سے بیعت لینے لگے۔ خواجہ محمد سلطان المشائخ کی امامت کے ساتہ مخصوص تہے۔ چنانچہ آج کے دن تک لوگ آپکو خواجہ محمد امام کہکر پکارتے ہین۔ سلطان المشائخ کو آپکی امامت مین رقت و ذوق حاصل ہوتا تہا اور بعد امامت کے سلطان المشائخ کے لباس خاص سے ممتاز و معزز ہوتے تہے۔ سلطان المشائخ کے نزدیک کوئی شخص مجلس مین اون سے اونچی جگہ پر نہین بیٹہہ سکتا تہا۔ آپ رقص مین سلطان المشائخ کے ساتہ موافقت کرتے اور سلطان المشائخ کی مجلس مین آپکے حکم سے صاحب سماع ہوتے تہے۔

خواجہ محمد امام کے حالات

شیخ شیوخ العالم کے نواسون اور اعلی دوجہ کے یارون مین سے کسیکو یہ رتبہ نہتا آپنے سلطان المشائخ کے جان بخش ملفوظات
سے ایک کتاب تالیف کی ہے جسکا نام انوار المجالس ہے - آپکی اکثر عمر عزیز خدا تعالی کی عبادت اور ذوق سماع مین کہ
اسمین غلو رتمام رکہتے تہے گذری ہر طرح کے ماہر وکامل قوال جو فارسی اور ہندی مین یدطولی رکہتے تہے آپکی خدمت مین
حاضر ہوا کرتے تہے آپ علم موسیقی کے واضع و موجد تہے اور اسدرجہ کے موجد کہ کوئی شخص اونکی نظیر کا نشان نہین دیسکتا
علم موسیقی کے معانی ورموز کے بیان کرنے اور سمات کے اشارے اور اونہین حقیقت پر محمول کرنیمین آپ ایک آیت تہے -
کاتب حروف نے ان بزرگ زادہ عالم کو کیا حالت سماع اور کیا غیر سماع مین بہت دفعہ دیکہا ہے کہ آپکی مبارک
آنکہین ہمیشہ کمال ذوق کی وجہ سے آنسوؤن مین غلطان رہتی تہین حالت سماع مین جو گریہ و نعرہ آپ سے ظہور
مین آتا تہا وہ اہل دلون کے جگرون مین سوراخ کرتا تہا - ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ سلطان المشائخ سے لوگون نے
استدعا کی کہ شیخ ابو بکر طوسی کی خانقاہ مین جو اندرپت کے حوالی مین ہے تشریف لیچلین اوس مجلس مین بڑے
بڑے صاحب نعمت درویش حاضر تہے اور ہرچند کہ قوال بڑی کوشش وکشش سے غزلین گا رہے تہے لیکن سننے والون کے
کوئی اثر نہین پڑتا تہا مجلس کی یہ کیفیت دیکہکر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ سماع کو چہوڑدین اور بزرگونکی حکایتین
اور نقلین بیان کرنے مین مشغول ہون اسی اثنا مین اہل مجلس کو ذوق پیدا ہوا اور شیخ علی زنبیلی نے
شیخ نظام الدین پانی پتی کی طرف متوجہ ہوکر کہا جو شیخ بدرالدین غزنوی کے ممتاز خلیفہ تہے اور خوبصورتی و
خوش الحانی مین ہزار دو ہزار مین ایک تہے کہ ہمین تمہارا سماع مطلوب ہے یعنے ہم چاہتے ہین کہ تم کچہ گاؤ اور
ہم سنین چنانچہ شیخ نظام الدین پانی پتی مجلس کے بیچ مین قوالونکی جگہ جا بیٹہے لیکن چونکہ تنہا تہے اسلیئے سلطان المشائخ
نے خواجہ محمد کی طرف جنکا ذکر خیر اوپر ہوچکا اشارہ کیا کہ تم نظام الدین کی مدد کرو - خواجہ محمد اپنے مقام سے اوٹہے
اور شیخ نظام الدین پانی پتی کے برابر جا بیٹہے ان دونون بزرگون نے اول ایک غزل شروع کی زان بعد آوازاونکی
کی جب اس بیت پر پہونچے ؎ ہر بیخرد سے کہ بینی امشب است ٭ از من ہمہ در گذر تا روز ٭ تو سلطان المشائخ اور
تمام مجلس کے حاضرین پر بہت کچہ اثر پڑا - الغرض باوجود ان تمام فضائل خاص کے جو خدا تعالی نے خواجہ محمد کو عنایت کیئے
تہے انکسار و تواضع بہی بخشا تہا اور یہ اوسی عاجزی و انکساری کا بدیہی ثمرہ تہا کہ آپ سلطان المشائخ کا اشارہ پاتے
ہی ایک ایسی مجلس کے بیچ مین بے تکلف آبیٹہے اور گانا شروع کر دیا - حقیقت مین جو لوگ خداوندی بارگاہ کے
مقبول ہوتے ہین اون سے تمام حرکات و سکنات ایسے ہی ظہور مین آتی ہین جو اوس بارگاہ کے قابل اور پسندیدہ ہوتی ہین
یہ شہزادے علم حکمت مین بہی کافی حصہ رکہتے تہے بندہ ضعیف کہتا ہے بیت بعلم حکمت جائے رسیدہ کہ نبد شک

میان گور کنند شور بوعلی سینا۔ **ازانجملہ** علم مین مشہور حلم مین مذکور زہد و تقوی کے ساتہ موصوف خواجہ موسیٰ ابن مولانا
بدر الدین اسحاق ہین جو خواجہ محمد امام کے برادر حقیقی تہے۔ ان بزرگوار نے بہی جناب سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین پرورش
پائی ہتی اور تمام علوم مین کمال حاصل کیا تہا اپنے زمانہ کے ذو فنون اور فرزانہ عصر تہے آپنے اصول فقہ مین بزدوی مولانا
وجیہہ الدین پائلی سے پڑہی ہتی اور کلام ربانی کے حافظ تہے تحقیق سخن مین کوشش کرتے اور طبع فیاض اور لطافت ظرافت کچہ
رکہتے تہے عربی و فارسی اشعار و نظم مین پورا حصہ حاصل تہا اور اکثر اوقات پر سوز غزل کہتے تہے جو لوگ علم موسیقی مین مہارت
تامہ اور درک کامل رکہتے تہے وہ اس علم کے دلربا لطف آپکے روح افزا نغمات سے حاصل کرتے تہے۔ غرضکہ خواجہ موسی تمام
علوم مین ید طولی رکہتے تہے خاصکر علم حکمت مین وہ کمال پایا تہا جسکی نظیر اوس زمانہ مین باوجود تلاش کے بہی دستیاب
نہین ہوتی ہتی اور ساتہ ہی تجربات حکمت مین بہی پلے درجہ کا کمال حاصل تہا اپنے بڑے بہائی خواجہ محمد امام کی غیبت
مین خود سلطان المشائخ کی امامت کرتے اور نہایت خوش لہجی سے قراءت کرتے اور سلطان المشائخ کی جناب سے خلعت فاخرہ
کے ساتہ مشرف و ممتاز ہوتے آخرکار یہ دونون بزرگ اور بزرگ زادے سلطان المشائخ کے خطیرہ مین مدفون ہوئے رحمۃ اللہ
علیہما **ازانجملہ** شہزادہ دلکشا والی ولایات والا خواجہ عزیز الملۃ والدین صوفی ہین۔ ان بزرگوار کی والدہ محترمہ
بی بی مستورہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز کی صاحبزادی ہین۔ یہ شہزادے بے شمار فضائل
اور الممنت معانی و لطائف رکہتے تہے او حضرت سلطان المشائخ کے روح افزا ملفوظات سے ایک کتاب مرتب کی
تہی جسے تحفۃ الابرار فی کرامت الاخیار کے نام سے آج تک شہرت حاصل ہے اور جو سلطان المشائخ کی نظر مبارک سے
اکثر اوقات گذری ہے ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ سلطان المشائخ کے حضور مین دسترخوان بچہایا گیا تہا اور تمام حاضرین
کہانا کہانے بیٹہے تہے۔ مولانا وجیہہ الدین پائلی ان شہزادے سے اونچی جگہ بیٹہ گئے۔ سلطان المشائخ
نے دیکہا تو فرمایا۔ مولانا! جسطرح مین اسبات کو دوست نہین رکہتا کہ کوئی مجدد متعلم سے بلند جگہ بیٹہے اسیطرح مین
اسے بہی پسند نہین کرتا کہ کوئی متعلم میرے مخدوم زادون سے اونچے مقام پر بیٹہے اگرچہ مخدوم زادہ مجدد تہی کیونکہ
اور حقیقت یہ تہی کہ مولانا وجیہہ الدین کو شیخ عزیز الدین کی نسبت یہ علم نہ تہا کہ آپ شیخ شیوخ العالم کے نواسہ ہین
جب انہون نے آپکو مجدد دیکہا تو جانا کوئی اور شخص ہے۔ لہذا اوسیوقت مولانا وجیہہ الدین نے زمین پر مونہہ رکہکر
معذرت کی اور کہڑے ہو کر عرض کیا کہ حضرت! مجہے معلوم نہ تہا کہ یہ شیخ زادہ عالم ہین ورنہ کبہی یہ جسارت و دلیری
بندہ سے ظہور مین نہین آتی۔ ان بزرگ زادہ نے سلطان المشائخ کے فرمان کے بموجب قاضی محی الدین کاشانی کی
خدمت مین تلمذ کیا تہا اور قاضی صاحب کو انکی شاگردی پر فخر تہا۔ خوش خطی اور باریک کتابت مین فرید عصر

خواجہ موسیٰ کے حالات

خواجہ عزیز الدین کے حالات

اور یگانۂ روزگار تھے اس فن خاص مین دنیا مین آپکی نظیر پائی نہین جاتی تھی اور جہان مین کوئی شخص اوس لطافت کے ساتھ کتابت نہین کر سکتا تھا۔ جیسے آپکے پر زور قلم سے ہوتی تھی۔ ایکدفعہ یہ شہزادے کاتب حروف کے گھر مین اوس وسیلۂ محبت سے جو آبا و اجداد مین مربوط تھا تشریف لائے اور اس شکستہ دل کو بزرگی و فضیلت عنایت کی اون فوائد کے اثنار مین جو آپ سلسلہ وار بیان کر رہے تھے کاتب حروف کی طرف رخ مبارک متوجہ کر کے فرمایا۔ **بیت** ۔

گر وقت خوشت ہست غنیمت میدار ÷ کان را چو نماز قضا نتوان کرد ÷ ان بزرگ کے ایک فرزند رشید تھے جو صورت و سیرت مین بالکل اپنے سلف کے فوٹو اور آئینہ تھے یعنے شہزادۂ قطب الملۃ والدین حسن ہین خدا تعالی اونکے دینی امور کو نیک کرے اور مردان خدا کے مرتبے مین پہنچائے جو زہد و ورع اور تقوی و طہارت مین بے مثل تھے اور بذل و ایثار حلم و عفو مین اپنے ہمعصرون سے سبقت لے گئے تھے۔ آپ شیخ نصیر الدین محمود کی شرف خلافت سے مشرف تھے اور شیخ نصیر الدین محمود کے خط مبارک سے لکھی ہوئی اجازت اپنے پاس رکھتے تھے خلق خدا سے بیعت لیتے ہین اور ہزار ہا دل آپکی بدولت آسائش پاتے ہین۔ خدا تعالی ہمیشہ ہمیشہ اس بزرگ زادہ کو طریقت کی راہ پر مستقیم و قائم رکھے

نکتہ دوسرے شہزادے یعنے شیخ کبیر الملۃ والدین کے فضائل خاص ہین جو محبت و وفا کے آئینے اور خلفا و ولا کے پورے فوٹو تھے یہ بزرگ زادہ شیخ عزیز الدین کے چھوٹے بھائی اور شیخ شیوخ العالم کے نواسے ہین جنہون نے ابتدائے جوانی سے دم وفات تک حضرت سلطان المشائخ کے سایۂ عاطفت اور نظر مبارک مین پرورش پائی اور کبھی آپکی صحبت سے جدا نہین ہوئے آپ خانقاہ کے دیوار کے تلے مقام سکونت رکھتے تھے اور ہمیشہ سلطان المشائخ کے ساتھ دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے۔ اگر اتفاقاً آپ دسترخوان بچھنے کے وقت تشریف نرکھتے تو سلطان المشائخ کے حکم سے عبد الرحیم ان بزرگوار کا حصہ انکے مکان پر پہنچا دیتے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ یہ بزرگوار سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر تھے اور ایک شخص چند کاک آپکے سامنے لایا۔ سلطان المشائخ نے اقبال خادم کو بلا کر فرمایا۔ کہ انہین تقسیم کر دو۔ اقبال نے تمام حاضرین جلسہ کو وہ کاک تقسیم کر دیئے۔ سب نے اپنا اپنا حصہ کھا لیا لیکن شیخ کبیر الدین اوسے ہاتھ مین لیئے بیٹھے رہے۔ اسوقت حضرت سلطان المشائخ کی زبان مبارک سے تین مرتبہ یہ لفظ نکلے کہ اگر زہد و تقوے مین کوئی شخص صوفی ہے تو مخدوم زادہ کبیر الدین ہے۔ شیخ کبیر الدین نے سلطان المشائخ کی بے انتہا محبت کی وجہ سے اپنے بڑے بھائی شیخ عزیز الدین کی صحبت کو ترک کر دیا تھا اور معین مقام مین اپنی تمام عمر عزیز صرف کر دی تھی۔ جب آپنے سفر آخرت قبول کیا تو یارون کے چبوترہ مین مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ

شیخ کبیر الدین کے حالات

نکتہ سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے اقربا کے فضائل و مناقب اور بزرگی کے بیان مین

خواجہ رفیع الدین ہارون کے حالات

از انجملہ خواجہ رفیع الملۃ والدین سلطان المشائخ کے حقیقی بھانجے ہین جو مکارم اخلاق کے ساتہ موصوف اور جناب سلطان المشائخ کی قربت وشفقت کے ساتہ مخصوص ومعروف تہے اور بچپن کے زمانہ سے بڑھاپے تک سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین پرورش پائے ہوئے تہے۔ آپ سلطان المشائخ کی مہربانی وشفقت کی وجہ سے کلام ربانی کے حافظ ہو گئے تہے سبحان اللہ اوس شفقت ومہربانی کا کیا کہنا جو سلطان المشائخ کو آپ پر تہی کہ اگر کسیوقت یہ بزرگ کہانا کہاتے وقت دسترخوان پر نہ ہوتے تو سلطان المشائخ باوجود اس قدر بزرگون کے ہوتے کہانے مین توقف کرتے اور ان بزرگ کے پہونچنے کا انتظار کرتے۔ آپکے پاس جو تحفے اور ہدیئے آتے اون مین سے کافی حصہ آپکو بہیجتے اور اپنے تمام اقرباؤن کی فہرست مین اس بزرگ کا اول نمبر رکہتے اور اپنے فرزندون کی جگہ ظاہر وباطن مین آغوش محبت اور سایۂ عاطفت مین پرورش کرتے تہے ہر وقت اونہین دیکہکر مسکراتے اور نہایت خندہ پیشانی سے گفتگو کیا کرتے۔ خواجہ رفیع الدین ہارون اکثر اوقات سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین رہتے تہے اور سلطان المشائخ کی زندگی ہی مین آپکے گہر اور حظیرہ کی تولیت آپکے سپرد ہو گئی تہی۔ اگرچہ یہ بزرگ تیر وکمان اور سباحت وکشتی مین ہمیشہ مصروف رہتے تہے اور ان فنون کی مشق کی تمام وکمال ہوس انکے دل مین موجود تہی لیکن سلطان المشائخ کو انکی خاطرداری یہان تک منظور تہی کہ آپنے کبہی اشارۃً یا کنایۃً بہی اونہین ان کامون سے منع نہین کیا بلکہ انتہا شفقت کی وجہ سے آپ اون کامونکی طرف رغبت دلاتے تہے جن مین یہ بزرگ راغب تہے اور اکثر اوقات ان پسندیدہ ہنرون کی کیفیت دریافت فرمایا کرتے تہے جو شرعاً جائز اور درست ہین بلکہ ان ہنرون کی باریکیان اور غوامض کی تلقین فرمایا کرتے تہے تاکہ اس بزرگوار کی خاطر مبارک خوش ہو۔ حق تعالی اس بزرگ کو جو سلطان المشائخ کی ایک محسوس یادگار ہے جادۂ طریقت پر مستقیم رکہے اور یاران روضہ پر دائم وقائم رکہے آمین۔

خواجہ تقی الدین نوح کے حالات

از انجملہ خواجہ تقی الملۃ والدین نوح ہین جو علم کے ساتہ موصوف اور تحمل ووقار کی طرف منسوب تہے۔ فرشتون کی سی صفات اپنے مین رکہتے تہے اور پسندیدہ ذات۔ حضرت سلطان المشائخ کی شرف قرابت سے مشرف تہے اور خواجہ رفیع الدین ہارون کے چہوٹے بہائی تہے۔ سلطان المشائخ کی نظر خاص مین مخصوص تہے اور جوانی ہی کے زمانہ مین بزرگون کے اوصاف حاصل کر لیئے تہے۔ کاتب حروف اس بزرگ کے فضائل مناقب کیونکر لکہہ سکتا ہے۔ جبکہ خود سلطان المشائخ نے اس بزرگ کے بارہ مین یون ارشاد فرمایا ہے کہ یارو! اسے عزیز رکہو کیونکہ یہ نہایت نیک آدمی ہے۔ حافظ قرآن ہے اور ہر جمعہ کی شب کو ختم کرتا ہے۔ تعلیم وتعلم مین اسکی خواہش بڑہی ہوئی ہے اور علمی حصہ بہت کچہ حاصل ہے باوجود ان پسندیدہ صفات کے کسی سے کچہ غرض نہین رکہتا ہے اور کسی کی دوستی ودشمنی سے کام نہین ہے۔ غرض کہ ہر طرح سے نہایت صالح اور نیک بخت ہے یہان تک کہ ایکدن مین اوس سے

دریافت کیا کہ تقی الدین ! تم جو اس قدر طاعت و عبادت کی محنت اُٹھاتے ہو اس سے تمہارا کیا مقصود ہے آپ جواب دیا کہ
اس سے میرا مقصود صرف حضور کی حیات ہے یہان تک پہنچکر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہ جواب اوسکی سعادت کی دلیل
ہے۔ **منقول** ہے کہ ایکدفعہ سلطان المشائخ مرض موت سے پیشتر کسی مرض مین گرفتار ہوئے او سوقت آپنے
خواجہ نوح کو اپنے پاس بُلایا اور اسکے ساتھ ہی درویشون کی ایک جماعت کو جو آپ سے ملاقات کرنیکی غرض سے
آئی ہے بلایا اور اپنے یارون اور اون درویشون کے سامنے خواجہ نوح کو اپنی جانشینی اور خلافت کا معزز عہدہ
عطا فرمایا اور اسکے بعد یہ وصیت کی کہ جو چیز تمہارے پاس پہونچے خواہ وہ کتنی ہی عزیز اور بیش قیمت ہو راہ خدا مین صرف کردو
اور کچھ اپنے پاس نہ رکھو اور اگر تمہارے پاس کوئی چیز نہ ہو تو کبھی اوسکے حصول کی امید نہ رکھو کیونکہ خدا تعالی اپنے غیبی
خزانہ سے تمہین بہت جلد عنایت کریگا اور حاضر و غائب کسیکی برائی نچاہو نیز خدا سے کسیکے لیے بددعا نکرو اور ظلم و جفا
کے بدلے جود و عطا کام مین لاؤ۔ بادشاہ وقت سے وظیفہ اور گاؤن نہ لو کیونکہ درویش قرار رکھتا ہے اور وظیفہ خوار
نہین ہوتا۔ اگر تم ایسا کروگے تو بادشاہ تمہارے دروازے پر آئینگے اور تمہاری خدمت کو سعادت و نیک بختی خیال
کرینگے۔ الغرض خواجہ نوح سلطان المشائخ کی زندگی کے زمانہ مین عین شباب کے عالم مین مرض دق مین مبتلا ہوئے
اور اسی مرض مین سفر آخرت قبول کیا۔ آپکا روضہ متبرکہ سلطان المشائخ کے خطیرہ مین ہے اور جس چبوترہ پر سلطان المشائخ
کے بہت سے یار و اصحاب مدفون ہین اوسیکے سر رباب کا ہی مدفن ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ازانجملہ زاہد یگانہ عابد زمانہ خدا تعالی کا منتخب و برگزیدہ شرف اختصاص کیساتھ مخصوص خواجہ ابوبکر مصلی دار
خاص مین ہین جو سلطان المشائخ کی قرابت کے شرف کے ساتھ مشرف تھے اور خلا ملا مین آپکی خدمت مین مصروف رہتے
تھے اگرچہ آپکو سلطان المشائخ کی خدمت مین سے کوئی وقت سانس لینے تک نہین ملتا تھا اور ہر وقت اسمین مصروف و مشغول
رہتے تھے۔ لیکن پھر بھی ہمیشہ روزہ سے رہتے تھے بلکہ کئی کئی دن گذر جاتے اور آپ افطار نہین کرتے تھے یہان تک کہ آپکا
شکم مبارک پیٹھ سے لگجاتا تھا۔ قطع نظر اسکے آپ انتہا درجہ کی مشغولی اور سخت مجاہدہ مین محو رہتے تھے۔ جمعہ کے دن
سلطان المشائخ کا مصلا نماز فجر کے بعد کیلو کہری کی جامع مسجد میں لیجایا کرتے تھے۔ جب جمعہ کا دن ہوتا تھا تو
سلطان المشائخ فرمایا کرتے تھے کہ خواجہ ابوبکر میر امصلی جامع مسجد مین لیگئے ہین اور مشغول بحق ہین۔ خواجہ ابوبکر کو سماع
کا نہایت ذوق و شوق تھا اور اس مین بتمام و کمال غلو رکھتے تھے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ حالت سماع مین غایت
ذوق اور ایثار کی وجہ سے اپنی دستار اور کرتہ قوال کو دیدیا بلکہ اکثر ایسا ہی ہوا کرتا تھا کہ جس مجلس سماع مین حاضر
ہوتے عمامہ اور کرتا قوال کو دیدیتے اور تہ بند گلے مین حمائل کرکے مونڈہون پر باندہ لیتے۔ رقص کی حالت مین

خواجہ ابوبکر کے حالات

ودستہ بندا نکو نہایت زیب دیتا تہا۔ غرضکہ جب آپ پر وجد طاری ہوتا تو دل دوز اور جگر سوز نعرے بلند کرتے اور قوالون کو بدیہ فکر خوب ہلاتے اور آپکے ذوق وشوق سے حاضرین مجلس کو نہایت ذوق حاصل ہوتا اور یہ سلطان المشائخ کے اوس فرمانے کی برکت کا اثر ہے کہ آپ فرمایا کرتے تہے کہ جب مجہے سماع کی حالت مین اہتزاز و رقص ہوتا ہے تو خواجہ ابوبکر میرے نزدیک ہوکر میری حفاظت ونگرانی مین کوشش کرتے ہین۔ جب سلطان المشائخ کا انتقال ہوگیا تو اگرچہ آپکے بعض یار شاہی وظیفے اور گاؤن اور زمین مین مشغول ہوگئے لیکن اس بزرگ نے کسی چیز کے ساتہ کوئی تعلق پیدا نہین پیدا کیا ور اگرچہ اپنے ساتہ ہیچ متعلق رکہتے تہے لیکن سلطان المشائخ کی برکت سے ہمیشہ بسر خوشانہ حالت مین زندگی بسر کی۔ آخر کار چند روز مبتلائے مرض رہکر دار فنا سے دار بقا مین رحلت کرگئے اور سلطان المشائخ کی پائنتی مدفون ہوئے۔

ازانجملہ مولانا قاسم ہین جو سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے بہانجون مین سے ایک نہایت نامور اور بلند اقبال شخص ہین۔ خواجہ قاسم۔ عمر کے صاحبزادے اور خواجہ ابوبکر کے بہتیجے ہین جو لطائف التفسیر کے مشہور مصنف ہین۔ آپ تفسیر کے دیباچہ مین فرماتے ہین کہ رحمت پروردگار کا امیدوار بندۂ قاسم۔ جناب سید السالکین برہان العاشقین نظام الحق والدین کے حقیقی بہانجے کا فرزند عرض کرتا ہے کہ جب خدا تعالی نے اس فقیر پر اپنی عنایت سابقہ کی اور اس بیچارہ کو عدم کے پردہ سے عالم وجود مین لایا تو طرح طرح کی نعمتون کے ساتہ مخصوص کیا جن مین سے بعض نعمتین جو فلاح دارین کی موجب اور دین و دنیا کی سعادت کے باعث ہین۔ منجملہ اونکے ایک یہ ہے کہ اس خاکسار کو سلطان المشائخ قطب الاقطاب عالم کی نظر مبارک مین ملحوظ رکہا اور آپنے اپنے طرح طرح کے باطنی انفاس سے جو حقیقت مین غیب کی کان اور لاریبی علوم کے قرار کی جگہ ہے۔ زبان مبارک سے جو ناطق بحق ہے اندائی فرمائے سب سے اعلی درجہ کی نعمت یہ ہی کہ یہ شکستہ اور بے دست و پا چار برس چار مہینے چار دن کا تہا کہ اس مسکین کے والد بزرگوار (خدا وہنین اپنی رحمت و رضامندی مین ڈہانک لے) عاشقونکے سردار اور مشتاقون کے مقتدا و پیشوا جناب سلطان المشائخ کی خدمت مین لیگئے تاکہ آپکے حکم سے مکتب مین بہٹہائین۔ حضرت سلطان المشائخ نے از روئے تلطف و بندہ نوازی پہلی تختی اوس قلم سے جو قلم وحی کی حکایت کرتا تہا اور اوس ہاتہ سے جو بواسطۂ آباو اجداد جناب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتہ تک پہونچنے والا تہا لکہی جسوقت آپ تختی لکہہ رہے تہے تو لوگون نے مجہے آپکے سامنے کہڑا کر دیا تہا لیکن مین ناسمجہی سے بیٹہہ گیا۔ اقبال نے جو سلطان المشائخ کے قدیم خادم تہے مجہے دوبارہ کہڑا کیا مگر یہ ضعیف پہر بیٹہہ گیا۔ تیسرے مرتبہ اقبال نے کہڑا کرنا چاہا کہ عالمیون کے مخدوم اور جہانیونکے ملجا وماوا نے فرمایا کہ اقبال! اس بچے کو چہوڑ دو یہ بیٹہکر پڑہے گا۔ الغرض جب آپ تختی لکہہ چکے تو بیٹہے بیٹہے کمال شفقت کی وجہ سے اپنی زبان مبارک سے ایک دو دفعہ اون لکہے ہوئے حرفون کی

تلقین کی زبان بعد زبانِ مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوئے کہ خدا تعالیٰ اس بچے کو بڑی عمر عنایت کرے گا اور کمالِ علم سے مشرف فرمائے گا۔ چنانچہ جب یہ ضعیف بارہ سال کا ہوا تو خدا تعالیٰ نے حفظ کلام مجید کی دولت سے معزز و ممتاز کیا اور اسکے بعد ایامون کے بادشاہ علماء اجلہ اور فضلاء عصر کے سرتاج جناب جلال الملۃ والدین کی خدمت مین پہنچایا خدا تعالیٰ اونکی بزرگی کے جھنڈے اونچے اور دراز کرے اور اونکے نیزہ کا سایہ ہمارے نصیب ہے۔ اس دین پرور بزرگوار نے عاجز کو اپنی نظرِ مبارک سے مشرف فرمایا اور بے انتہا شفقت و مہربانی مبذول کی چنانچہ پچاس سال کے قریب اس علماء کے سردار اصفیا کے زیور کی شاگردی مین رہا اور ابتدائی علوم سے لیکر انتہائے علوم تک اپنی قرارت سے سبقا سبقا نکالے اور تمام کتابین پوری کرلین آخرکار شرف اجازت سے مشرف ہوا اور ہدایہ بزدوی کشاف مشارق مصابیح کی سند حاصل کی۔ جب خاکسار تعلیم سے فارغ اور تمام علوم کے متون و شروح سے واقف ہوگیا تو عربی و فارسی کی تفسیرون پر ایک غور مین ڈوبی ہوئی نظر ڈالی اور ہر تفسیر کو لطیف عبارت اور غریب معانی والفاظ سے لبریز پایا۔ فوراً دل مین خیال پیدا ہوا کہ مین ایک ایسا مجموعہ تیار کرون جو معانی غریب اور عام تفاسیر کے لطائف کو شامل ہو تاکہ عام و خاص لوگ اچھی طرح اوس سے متمتع ہون اور اوسکے مطالعہ سے قرآن مجید کے اسرار اور فرقان مجید کی باریکیون پر مطلع ہون۔ چنانچہ اسی اس ڈھنگ کی ایک تفسیر لکھی اور اوسکا نام **لطائف تفسیر** رکھا۔

خواجہ عزیز الدین کے حالات

ازانجملہ فخر زہاد جمال عباد خواجہ عزیز الملۃ والدین ابن خواجہ ابوبکر مصلے دار خاص ہین جو اپنے زمانہ مین علم و تقویٰ اور ورع و احتیاط مین لاثانی اور عدیم النظیر تھے۔ اور سلطان المشائخ کی قرابت کے شرف سے مشرف و ممتاز تھے۔ اس بزرگ نے سلطان المشائخ کے چند ملفوظات ایک جگہ مرتب کرکے ایک دیوان مین جمع کیے ہین اور اونکا نام مجموع الفوائد رکھا ہے۔ اس تالیف مین آپنے اپنا نام عبدالعزیز ابن ابوبکر خواہرزادہ سلطان المشائخ لکھا ہے۔ سبحان اللہ سالہا سال گذر گئے ہین کہ یہ عزیز الوجود شخص راہ طریقت پر سیدھا چل رہا ہے اور بچپن سے بڑھاپے تک کسی فرض نماز کی تکبیر اولی فوت نہین ہوئی ہے۔ آپکا قاعدہ تہا کہ مسجدون مین گشت لگاتے پہرتے اور جبتک تکبیر اولی نہ پاتے نیت نہ باندھتے جب آپنے عین عالم شباب مین قدم رکھا اور تعلیم و تعلم مین غلو کیا تو جو کچھ آپ حاصل کرتے تھے اوسے عمل کے ساتھ مقرون کرتے تھے یعنے آپکا علم عمل کے ساتھ ساتھ تہا۔ اب آپ ہر شب جمعہ کو قران کا ختم کرتے ہین۔ اور زمانہ دراز سے سلطان المشائخ کے جماعت خانہ مین پانچ وقت امامت کرتے ہین۔ مخلوق خدا کو توبہ و استغفار کی تلقین کرتے اور جو کچھ آپکے پاس آتا ہے آنے جانے والونکی مہمانی مین صرف کرتے محتاج و مساکین کے ساتھ نیک سلوک سے پیش آتے ہین باوجودیکہ آپ کوئی وظیفہ معین مقرر نہین رکھتے اور کسی رئیس و امیر کے پاس آمد و رفت نہین کرتے مگر پہر بھی اپنے متعلقین کے ساتھ

نہایت اچھی حالت مین زندگی بسر کرتے ہین۔ حق تعالی نے اونہین صبر جمیل عنایت فرمایا ہے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ یہ بزرگ سلطان المشائخ کی خدمت مین اوس وقت پہونچے جبکہ آپ قیلولہ مین تہے خادم نے حضرت سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ خواجہ عزیز ہر جمعہ کی شب کو قرآن کا ختم کرتے ہین اسپر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ خواجہ عزیز جب قرآن پڑہتے ہین تو پکار کر پڑہتے ہین یا آہستگی سے جواب دیا کہ آہستگی سے پڑہتے ہین خادم کا یہ جواب سلطان المشائخ کے مزاج کے بہت ہی موافق پڑا اور وزنی الفاظ مین اونکی تعریف کی۔ ایک مرتبہ خواجہ بشیر کے فرزند رشید نور الدین جو سلطان المشائخ کی شفقت و مہربانی کے ساتہ مخصوص وممتاز تہے خواجہ عزیز کو سلطان المشائخ کی خدمت مین لے گئے اور عرض کیا مخدوم! عزیز آپکے مریدین سے فرمایا۔ ہان میرے مرید ہین اور مجہے اس فرزند پر بہت بڑا فخر ہے۔ خدا تعالی مسلمانون کو اسکی درازی عمر کی وجہ سے متمتع اور فائدہ مند کرے۔

تکملہ کاتب حروف کے جد امجد اور والد بزرگوار اور ان سادات کرام چچاؤن کے مناقب و فضائل کے بیان مین جو حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی قربت و صحبت اور شفقت و مرحمت کے ساتہ مخصوص تہے اور جو جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین اور حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہما العزیز کے اتصال مین اعلی رتبہ رکہتے تہے

از انجملہ آل رسول کے سرتاج اولاد بتول مین افضل مصطفے کے جگر گوشے مرتضی و زہرا کی آنکہون کے نور سید محمد محمود کرمانی۔ کاتب حروف کے بزرگوار دادا ہین جو سادات کرمان کے مقتدا و پیشوا تہے۔ اس پاک سید کے آبا و اجداد کے بہت گاؤن اور باغات و اراضی اور دنیاوی اسباب کرمان مین موجود تہے اور آپکے ایک چچا سید احمد کرمانی ملتان مین سکہ دار الضرب کا ممتاز و معزز عہدہ رکہتے تہے۔ الغرض سید محمد کرمانی تجارت کی غرض سے کرمان چہوڑ کر شہر لاہور مین تشریف لائے اور خاطر خواہ نفع اوٹہا کر مع الخیر وطن تشریف لیگئے۔ اسکے بعد آپکا دستور ہو گیا کہ جب کرمان سے لاہور آتے مراجعت کے وقت اجودہن مین قیام کرتے اور شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی سعادت قدمبوسی حاصل کرتے ازان بعد ملتان مین اپنے عم بزرگوار کی خدمت مین حاضر ہوتے اور پہر وہان سے کرمان جاتے اس آمد و شد کے اثنا اور شیخ شیوخ العالم کی پابوسی کی سعادت پانے مین شیخ شیوخ العالم کے اعتقاد و محبت کی دولت سید محمد کرمانی کے دل مین خاطر خواہ جگہ پکڑ گئی یہان تک کہ آپنے شیخ شیوخ العالم سے بیعت کر لی اور اس محبت کی یہانتک نوبت پہونچی کہ کرمان کے املاک و سامان کو بالکل ترک کر دیا اور ملتان مین اپنے عم بزرگوار سید احمد کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ سید احمد نے اپنی عزیز و پیاری صاحبزادی بی بی رانی کو آپکے نکاح مین دیدیا جو کاتب حروف کی دادی ہین اور اس نکاح سے سید احمد کی غرض یہ تہی کہ سید محمد کرمانی کو ہی ملتان ہی مین رکہین اور ہرچند کہ سید احمد نے دنیاوی اسباب اونکے سامنے پیش کیا اور طرح طرح

اونہین اسطرف رغبت دلائی لیکن چونکہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی محبت سید محمد کےدل و
دیدہ کے دامنگیر ہوگئی تہی لہذا آپکو ملتان مین سکونت میسر نہین ہوئی اور جب سید احمد کی تمام کوششین رائگان گیئن اور
وہ کسیطرح اسبارہ مین کامیاب نہین ہوئے تو ایکدن سید احمد نے کہا کہ شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز
کی صحبت بہی غنیمت و عزیز ہے۔ تم انکی صحبت مین رہنا پسند کرو تو بہت بہتر ہے۔ سید محمد کرمانی نے جواب دیا کہ جس محبت
کی آگ میرے دل مین بہڑک رہی ہے وہ انکی محبت سے فرو نہین ہوسکتی۔ شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہین۔ **بیت**
خار سودائے تو آویختہ در دامن دل ÷ حیف باشد کہ باطراف گلستان نگرم ÷ نان لعجب بی بی رانی ام اپنے متعلقین کو
کو ہمراہ لیکر اجودہن مین آئے اور آپنے اپنے اسباب املاک اور وطن قدیم کو بالکل ترک کر دیا اور اجودہن مین فقر و
فاقہ پر قناعت کی اور شفقت و مہربانی کے ساتہ شیخ شیوخ العالم کی نظر لطف مین مخصوص ہوئے۔ بی بی رانی اور اونکے
متعلقین بہی شیخ شیوخ العالم کی شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ جسوقت شیخ شیوخ العالم کے اعلی یار آپکے
باورچی خانہ کے لیئے کریل کی لکڑیان جنگل مین چُننے جاتے تو سید محمد بہی اونکے ساتہ ہولیتے اور صحرا سے لکڑیان لاتے
لیکن سید محمد بہ نسبت اور لوگون کے بہت کم لکڑیان لاتے۔ وجہ یہ کہ آپکے مبارک ہاتہ نہایت نازک تہے جنہین کریل
کے کانٹے زخمی کر دیتے۔ جب شیخ شیوخ العالم پر یہ قصہ واضح ہوا تو آپنے فرمایا سید کو جنگل مین جانے اور لکڑیان لانیکی
حاجت نہین ہے۔ ہم نے اون سے یہی قبول کرلیا۔ اب اونہین یہ تکلیف گوارا نکرنی چاہیئے۔ الغرض سید محمد کرمانی
اٹہارہ سال شیخ شیوخ العالم کی نظر مبارک مین رہے اور بارہ سال سلطان المشائخ کی ارادت مین زندگی بسر کی اور چونکہ
سلطان المشائخ اور سید محمد کرمانی دونون اجودہن مین غریب الدیار تہے اسلیئے سید محمد کرمانی کو سلطان المشائخ سے
انتہا درجہ کی محبت تہی اور جب ان دونون بزرگوارون کی باہمی محبت جناب شیخ شیوخ العالم کو تحقیق ہوگئی تہی لہذا
آپنے فرمایا کہ تم دونون ایکدوسرے کی صحبت مین رہو اور آج سے تم دونون مین بہائی چارہ ہوگیا ہے۔ یہ اوسی
محبت کا اثر تہا کہ سید محمد کرمانی اپنے فرزندون سمیت سلطان المشائخ کی خدمت مین آئے اور باقی عمر آپ ہی کی خدمت
مین بسر کردی۔ یہ روایت مشہور ہے کہ ایکدفعہ سید محمد کرمانی کی طرف سے کوئی ایسی بات ہوگئی جس سے سلطان المشائخ
کا مزاج متغیر ہوگیا اس وجہ سے سید محمد سلطان المشائخ کے دسترخوان پہ حاضر نہوتے تہے یہان تک ایک رات کو
سلطان المشائخ نے خواب مین دیکہا کہ جناب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ایک قبہ مین تشریف رکہتے ہین اور سید محمد کرمانی رحمتہ اللہ
علیہ قبہ کے دروازہ پر کہڑے ہوئے ہین۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ مین یہ واقعہ معائنہ کرکے دل مین خیال کررہا ہون
کہ سید محمد کو مجہسے و رنجش ہے جسے وہ خوب جانتے ہین۔ اگر مین قبہ مین جاؤن تو مجہے اندر جانے دینگے یا نہین۔ مین

اسی خیال مین متردد تھا اور ان باتون کا سلسلہ خیال بڑھتا چلا جاتا تھا کہ سید محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے آواز دی کہ مولانا نظام الدین! ادھر تشریف لائیے۔ جب مین قبہ کے قریب پہنچا تو آپ میرا ہاتھ پکڑ کر قبہ کے اندر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لے گئے اور پائے بوسی کی سعادت حاصل کرائی۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مولانا نظام الدین محمد! تم نسب صحیح کے ساتھ ہمارے فرزند اور سید محمد بہی ہمارا فرزند ہے۔ جب دن ہوا تو سلطان المشائخ سید محمد کے مکان پر تشریف لائے۔ لوگون نے سید محمد کو اطلاع دی۔ فرمایا کہ جبتک سلطان المشائخ کو نہین بہیجا وہ ہمارے پاس نہین آئے۔ چنانچہ اسکے بعد سید محمد نے بڑی گرم جوشی کے ساتھ سلطان المشائخ کا استقبال کیا۔ اور دونون حضرات مکان کے صحن مین باہم بہر بانیان کرتے اور خوشخبری دیتے ہوئے ایکدوسریکے قدمون مین گر پڑے اور بغلگیر ہو کر ایک جگہ بیٹھ گئے۔ شیخ سعدی خوب فرماتے ہین۔ **بیت** چہ خوش بود کہ دو دلارام دست در گردن ؛ بہم نشستن و حلوائے آتشی خوردن ؛ انجام کار سید محمد چندروز بیمار رہکر شب جمعہ ااثشہ ہجری کو دار فنا سے رحلت فرمائے دار بقا ہوئے اور سلطان المشائخ کے حظیرہ مین یارون کے چبوترے مین دفن ہوئے۔ سید محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے چار فرزند اپنی مخصوص یادگار ین چہوڑ ین۔ سید محمد نور الدین مبارک۔ ایک۔ سید کمال الدین احمد۔ دو۔ سید قطب الدین حسین تین۔ سید خاموش۔ چار۔ جیسا کہ آگے چلکر انکے مناقب مین تفصیل کے ساتھ واضح ہوگا۔

ازانجملہ کاتبِ حروف کے والد بزرگوار یعنے سید السادات نور الملۃ والدین مبارک ابن سید محمد کرمانی ہین جنہون نے باختیار خود دنیا کو ترک کر دیا تہا اور جو عام و خاص کے نزدیک اوصاف حسنہ کے ساتھ ممتاز و پسندیدہ ہے۔ وہ اولیا کے زمرہ مین نگاہ قبول سے دیکھے جاتے اور محبوب اصفیا تہے۔ غربا کی حاجت برآری اور کہانا کہلانے مین مشہور اور حسن کلام کے ساتھ مذکور تہے۔ بزرگ جناب سید محمد کرمانی کے تمام فرزندون سے بڑے تہے۔ شیخ شیوخ العالم کے زمانۂ حیات مین اجودہن مین پیدا ہوئے۔ آپنے انکی کنیت ابو القاسم مقرر کی۔ آپ لوگون مین ان لفظون سے مشہور ہے۔ ابو القاسم شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کے مرید۔ لیکن سلطان المشائخ آپکو سید بہی کہکر پکارتے تہے اور اکثر خلق اسی نام سے یاد کرتی تہی۔ سید نور الدین بہت سے فضائل خاص اور لطافتِ طبع سے آراستہ تہے اور بے شمار درویشون کی صحبت اٹہائے ہوئے تہے اور اونکی راہ و روش اچہی طرح جانتے تہے۔ سبحان اللہ نوے سال کی مدت مین جو اوس پاک سید کی عمر عزیز کا اندازہ تہا دنیا اور ابنائے دنیا کی طرف ذرہ بہر بہی میل نہین کیا۔ اور اور کسی وجہ سے مشغول نہین ہوئے۔ خدا تعالی کے فضل و کرم سے اپنی تمام عمر باوجود اسکے کہ کثرت سے متعلقین رکہتے تہے نہایت خوشی سے بسر کی اور عالی ہمتی فراخ حوصلگی سے مہمانون کے ساتھ بے حد رعایت کرتے تہے اور نہایت

لذیذ و بامزہ کہانے اونکے سامنے پیش کرتے تہے۔ اہل دنیا کو پاک سید کے کہانے کی لذت کی تمنا و آرزو ہمیشہ رہتی تہی۔ آپ علما و فقرا
کو انتہا سے زیادہ عزیز و دوست رکہتے تہے اور اپنے فرزندون کو درویشون کی خدمت کرنے اور اون سے علوم حاصل کرنے
اور اہل عشق کی صحبت اختیار کرنیکی رغبت دلاتے تہے خاصکر کاتب حروف کو ان امور کی سخت ہدایت فرماتے تہے اور اوسکی
تعلیم مین حد سے زیادہ مبالغہ کرتے تہے۔ کاتب حروف کے اُستادون کو جو زر و مال دینے مین آپنے فیاضی اور دریادلی کی اوسکی
کچہ کیفیت مولانا و اُستادنا فخر الملۃ زرادی کے ذکر مین لکہا گیا ہے جو سلطان المشائخ کے ایک معزز خلیفہ تہے۔ سید نور الدین
نے اپنی تمام عمر عزیز سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین بسر کی اور باوجود اسکے آپنے خانوادہ چشت خواجہ قطب الدین چشتی سے
بیعت کی تہی۔ دو دفعہ چشت کو تشریف لے گئے تہے۔ دوسرے مرتبہ جب آپ خواجہ قطب الدین چشتی کی خدمت مین پہونچے
تو چند روز قیام کیا اور اوس کریم خانوادہ کی بے حد خدمت کی جس سے خواجہ قطب الدین کو تحقیق ہو گیا کہ یہ پاک و بزرگ سید
خاص خواجگان چشت کی زیارت کے لئے آتا ہے چنانچہ اسکے بعد اونہون نے اس سید کو اپنی خلافت کے معزز منصب سے ممتاز
فرمایا اور خرقہ خلافت اور اجازت نامہ اپنے نشان مبارک کے ساتہ عطا فرماکر مخصوص کیا۔ اور اسکے ساتہ ایک مغلی کمیت
گہوڑا جو خاص خواجہ کی سواری کا تہا۔ آپکو بخشا اور وصیت کی کہ سید! تمہین ہمیشہ باوضو رہنا چاہیئے اور کبہی کہانا
تنہا کہانا نہ چاہیئے۔ جب یہ سب کچہ ہو چکا تو خواجہ قطب الدین چشتی نے سید کو بڑے اعزاز کے ساتہ واپس کیا اور یہ تمام اونکی
برکت کا بدیہی اثر تہا کہ بزرگ سید شیخ شیوخ العالم کی نظر مبارک مین گذرانے گئے اور شیخ شیوخ العالم نے اپنے موںھ مبارک
سے پان نکال کر سید کے موںھ مین دیا تہا اور جناب شیخ علاؤ الدین سا بہہ مولانا بدر الدین اسحاق سے قرآن مجید یاد کیا تہا
جیسا کہ شیخ علاؤ الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے ذکر مین لکہا جا چکا۔ الغرض بزرگ سید فرماتے تہے کہ جس سال مین
چشت سے واپس آتا تہا خواجہ قطب الدین چشتی کے عنایت کئے ہوئے گہوڑے پر سوار ہوئے چلا آتا تہا گہوڑا خواجہ پایگاہ
خاصہ کا داغدار تہا اور اوسکی پشت کے نیچے آپکے اصطبل کے نشان پڑے ہوئے تہے اتفاق سے اسی سال مین کفار کا لشکر
سلطان علاؤ الدین خلجی کے عہد حکومت مین دہلی کے فتحیاب لشکر سے شکست کہا کر بہاگا چلا جاتا تہا اور ہزار ہزار دو دو ہزار
کے دستے متفرق چلے جاتے تہے۔ خراسان کی اثنار راہ مین چند مواقع پر یہ لوگ مجہسے مزاحم ہوئے اور میرا گہوڑا او کپڑونکا
بقچہ جس مین خواجہ کا خرقہ بندہا ہوا تہا چہین لیجانا چاہتے تہے لیکن جون ہی اونکی نظر خواجہ کے پایگاہ خاص کے اون
داغون پر پڑتی تہی جو گہوڑے مین پائے جاتے تہے گہوڑے کے سمون کو بوسہ دیتے اور کہتے تہے کہ تم خواجہ قطب الدین چشتی
کی برکت سے صحت و سلامتی کے ساتہ وطن پہونچ جاؤگے۔ کاتب حروف کے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
تہے کہ خواجہ قطب الدین چشتی ہنوز نہایت کمسن تہے کہ لوگون نے چشت کے سجادہ پر آپکے والد بزرگوار کی جگہ آپکو بٹہانا چاہا

مگر بزرگان چشت اور دیگر اقربا نے کہا کہ چونکہ خواجہ قطب الدین ابھی بہت ہی کم سن ہین اور انکے عم بزرگوار خواجہ علی چشتی دہلی مین تشریف رکہتے ہین جو سجادہ کے وارث ہین لہذا ہم اونہین اطلاع دیتے ہین اور دیکہتے ہین کہ وہ اس بارہ مین کیا فرماتے ہین۔ چنانچہ اونہون نے اس مصلحت کی غرض سے خاندان چشت کے دو بزرگ خلیفہ جو نہایت صاحب نعمت تہے خواجہ علی چشتی کی خدمت مین دہلی روانہ کیے اور اس حکایت کا تہوڑا حصہ شیخ شیوخ العالم کے فرزند رشید شیخ بدر الدین سلیمان کے ذکر مین لکہا جاچکا ہے۔ الغرض جب یہ دونون خلیفہ شیخ علی چشتی کی خدمت مین دہلی پہونچے اور بزرگان چشت کی عرضیان پیش کین تو خواجہ علی نے چشت کا عزم کیا یہ زمانہ سلطان غیاث الدین بلبن کی حکومت و سلطنت کا تہا۔ جب سلطان غیاث الدین نے یہ واقعہ سنا کہ خواجہ علی چشت کا عزم رکہتے ہین تو وہ آپکے قدمون مین آگرا اور قسم کہا کر عرض کیا کہ اگر خواجہ چشت کا عزم رکہتے ہین تو مین حکومت و سلطنت سے دست بردار ہوتا ہون اور خواجہ کے ہمرکاب چشت مین چلتا ہون۔ خواجہ نے فرمایا کہ غیاث الدین! تم بندگانِ خدا کی حفاظت و رعایت کے متکفل ہو اور ایک عالم تمہارے سایہ حمایت مین عیش و آرام سے زندگی بسر کرتا ہے اگر تم مملکت سے دست بردار ہو کر چشت چلے جاؤگے تو عالم مین عام پریشانی پہیلجائے گی اور اسپر خدا تم سے مواخذہ کرے گا۔ سلطان نے جواب دیا کہ جو کچہ ہوگا دیکہا جائیگا لیکن مین خواجہ کی رکاب سے دور ہونے والا نہین ہون جب خواجہ علی نے سلطان غیاث الدین کو صدق اعتقاد مین اس قدر واثق اور مضبوط پایا تو ناچار شہر دہلی مین رہنا اختیار کیا اور بزرگانِ چشت اور اپنے اقربا کے نام خطوط لکہے اور ملک شمس الدین کنہ جو ہر لو کا بادشاہ اور خاندان چشت کا مرید و بندہ تہا اوسکے نام بہی باین مضمون خط لکہا کہ مین نے جو نعمت مشائخ چشت اور اپنے والد بزرگوار اور چچاؤن سے حاصل کی ہے اپنے بہتیجے خواجہ قطب الدین کو بخشی اور سجادۂ چشت کا مقام اوسکے حوالہ کیا۔ سب لوگونکو چاہیئے کہ اوسکی طرف التجا کرین۔ جب یہ دونون خلیفہ چشت مین پہونچے اور خواجہ علی کے خطوط بزرگان چشت اور ملک شمس الدین کو پہونچائے تو بہی اقربا کی تسلی نہین ہوئی اور اونہون نے پہر مخالفت و منازعت شروع کی اس موقع پر ملک شمس الدین نے کہا چونکہ تم سب صاحب اس جلیل القدر اور بزرگ خاندان کے وارث ہو لہذا ایک بات میرے ذہن مین پیدا ہوئی ہے اگر قبول کرو تو کہون سب نے اپنی رضامندی ظاہر کی اور اوسکے فیصلہ کو تسلیم کرنے کا عہد کیا۔ ملک شمس الدین نے کہا کہ پیران چشت کا عصا اور سجادہ اوس حجرے مین ہے جسکے دروازہ کے آگے تم لوگ بیٹہے ہوئے ہو اور اس حجرہ کا دروازہ مقفل ہے بس فیصلہ کی صورت یہ ہے کہ تم مین سے جو شخص اوس قفل پر اپنا ہاتہ لگائے اور قفل بغیر کنجی کے اوسکی ہاتہہ کی برکت سے کہلجائے وہی شخص سجادہ کا مستحق تسلیم کیا جائے اور سجادہ کا مقام اوسکے سپرد کر دیا جائے۔ تمام لوگون نے اس بات کو منظور کرلیا اور ہر شخص نے قفل کو ہاتہہ لگانا اور ہلانا شروع کیا لیکن قفل کسیکے ہاتہ لگانے سے نہین کہلا۔ جب خواجہ قطب الدین

چشتی کی نوبت پہونچی تو ایک خادم نے خواجہ کو گود مین لیا اور حجرے کے دروازہ کے پاس لایا۔ جون ہی خواجہ نے قفل کو ہاتہ لگایا فوراً کہل گیا اور حجرے کا دروازہ بہی خودبخود کہل گیا۔ اس کرامت کا غلغلہ تمام خراسان چشت مین پہیلگیا۔ اور سب حاضرین مجلس آپکے دلی معتقد ہوگئے۔ الغرض خادم خواجہ قطب الدین کو گود مین لیئے ہوئے حجرے کے اندر گیا اور مشائخ چشت کے سجادہ پر آپکو بہٹا دیا۔ خواجہ ابو محمد چشتی خواجہ ابو احمد چشتی کے فرزند رشید ہین اپنے خرقہ ارادت اور منصب خلافت اپنے والد بزرگوار سے پایا اور چوبیس سال کی عمر مین اپنے والد کی جگہ اونکے فرمانے کی مطابق سجادہ پر بیٹہے اور خواجہ ابو یوسف چشتی خواجہ ابو محمد چشتی کے فرزند ہین آپ بہی اپنے والد بزرگوار کے مرید اور تربیت یافتہ ہین اور خرقۂ خلافت بہی ان ہی سے پہنا ہے۔ حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی خواجہ ابو یوسف چشتی کے صاحبزادے ہین اور خرقۂ ارادت و خلافت اپنے والد بزرگوار سے رکہتے ہین۔ الغرض خواجہ قطب الدین چشتی کے مناقب و فضائل اور کرامات اسقدر ہین کہ قلم اونکے لکہنے سے محض عاجز و قاصر ہے۔ خواجہ محمد چشتی کے فرزند رشید اور خواجہ قطب الدین کے پوتے آج سجادۂ چشت پر جلوہ افروز ہین اور انتہا کرامت و عظمت کے ساتہ مشہور و معروف۔ خلاصہ یہ کہ جب کاتب حروف کے والد بزرگوار بہت بڑے اعزاز و اقتدار کیساتہ چشت سے دہلی مین پہونچے تو آپنے آخر عمر تک کوئی مرید نہین کیا اور کسی سے بیعت نہین لی۔ نہ کبہی یہ فرمایا کہ مین خواجہ قطب الدین چشتی کا خلیفہ ہون حالانکہ تمام لنگر دار مسافرون نے بزرگ سید کی یہ وقعت و بزرگی خواجہ قطب الدین چشتی کی خدمت مین دیکہی تہی اور خواجہ کی نظر رحمت و مہربانی جو بزرگ سید کے بارے مین تہی سب نے ملاحظہ کی تہی اگرچہ اون درویش مسافرون مین سے ہر ایک شخص نے دہلی مین ایک لنگر اور گاؤن سے تعلق کر لیا تہا لیکن والد بزرگوار علیہ الرحمۃ نے کوئی تعلق اختیار نہین کیا اور ان تمام باتون پر سلطان المشائخ کی خدمت و محبت کو ترجیح دی اور آخر عمر تک اس قاعدہ سے کبہی منحرف نہین ہوئے۔ اکثر حکایات و نقل اور روایات جو اس کتاب مین لکہی گئی ہین جناب والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہین کیونکہ اس باعظمت و کرامت خاندان کی راہ و روش سے آپ سے زیادہ و بہتر کوئی شخص واقف نہین ہے بلکہ جس شخص کو اس خاندان کی راہ و روش کی تحقیق منظور ہوتی یا کرامت کے بارے مین کچہ دریافت کرنا ہوتا یا کسی بات مین شبہ ہوتا آپ سے دریافت کیا کرتا۔ آخر الامر بزرگ سید چند روز مرض مین مبتلا ہو کر صفر کی پندرہ تاریخ سنہ [illegible] ہجری مین پنجشنبہ کے روز بوقت چاشت رحمت حق سے جاملے اور سلطان المشائخ کے خطیرہ مین سید محمد کرمانی کے نزدیک یارون کے چبوترہ مین مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ بزرگ سید کے بعد تین صاحبزادے باقی رہے۔ ایک کاتب الحروف۔ دوسرے سید لقمان تیسرے سید داؤد۔ کاتب حروف کے بزرگوار نانا مولانا شمس الدین

و امغانی نے سید داؤد کے بارے مین کیا خوب کہا ہے **بیت** میر داؤد گو سلیمان نیست ٭ بر دلِ دوستان به از جان نیست ٭

از انجملہ سید باوقار سرور سادات روزگار سید کمال الدین امیر احمد ابن سید محمد کرمانی ہین جو کاتب حروف کے عم بزرگوار تہے اور مروی و جوانمردی مین حیدر ثانی۔ صدق وافر اور فراست کامل رکہتے اور درویشون اور لشکری محتاجون کو چاندی سونے کی کافی مقدار بخشے دیتے اگرچہ یہ بزرگ گاؤن اور زمین کے مالک تہے اور طبل و علم برداری کا عہدہ رکہتے تہے لیکن باوجود ان علائق کے تمام تصوفی اوصاف کے ساتہ موصوف تہے۔ عقل کامل رکہتے اور اپنے تمام کامون کا انجام بمقتضائی عقل دیتے تہے۔ امیر خسرو خوب فرماتے ہین **بیت** کارے نکرد جز بکمالات علم و عقل ٭ گوئی که صد عمامه بزیر کلاه داشت ٭ سبحان اللہ عجب قوت رکہتے تہے کہ بجز صدق و راستی کے زبان مبارک پر کوئی بات جاری ہنین ہوتی تہی اور یہ تمام فضائل اوس تربیت و پرورش کا ثمرہ تہا جو آپکو سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین حاصل ہوئی تہی۔ سب سے بڑی بات یہ تہی کہ بزرگ سید والدین آپ سے بہت راضی تہے اور آپ اونکی رضامندی مین بیحد کوشش کرتے تہے۔ جو کچہ آپکو سلطان وقت سے ملتا سب والدین کے سامنے پیش کر دیتے۔ اور پہر اوسکی کبہی بازپرس نکرتے۔ کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ میرے بہائی امیر احمد ہنوز پیٹ مین تہے اور مین اپنے والد بزرگوار سید محمد کرمانی کے ساتہ گہر سے نکلکر باہر جاتا تہا ایک صاحب نعمت دیوانہ ہمارے سامنے آکر کہنے لگا سید محمد! تمہارے گہر مین ایک لڑکا پیدا ہوگا اوسکا نام امیر احمد رکہنا۔ جب ہم باہر سے گہر آئے تو میرے بہائی امیر احمد پیدا ہو چکے تہے ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ سلطان محمد تغلق نے سید امیر احمد کو بہاکسی کے قید خانہ مین جو دیوگیر کے متصل ہے بہیجدیا اور سخت قید کا حکم فرمایا۔ سید امیر احمد سلطان محمد تغلق کے عہد حکومت مین لشکر تلنگ کی افسری کا عہدہ رکہتے تہے اور بادشاہ نے آپکی مخالفون کی شکایتون پر عمل کرکے انہین بہاکسی کے جیل مین قید کر دیا تہا جو اب تک اسی نام سے مشہور ہے۔ یہ قید خانہ ایسا جانگزا اور جگر خراش تہا کہ جو کوئی اس مین قید کیا جاتا زندہ سلامت نرہتا کیونکہ اسمین زہریلے سانپ اور چیونٹے اور گربہ صفت چوہے اسدرجہ بہرے ہوئے تہے کہ کوئی شخص مشکل سے جانبر ہو سکتا تہا۔ جبتک بزرگ سید اس قید خانہ مین رہے موذی جانورونکو آپکو ایذا پہونچانے کی مجال نہین ہوئی۔ شب کو جب لوگ قیدیون کو زنجیرون مین جکڑتے تو بزرگ سید کی زنجیر خدا تعالی کی عنایت سے علیحدہ ہو کر گر پڑتی۔ بزرگ سید قید خانہ کے محافظون کو بلاتے اور پڑی ہوئی زنجیر کو دکہا کر فرماتے کہ مین نے ان زنجیرون کو اپنے جسم سے علیحدہ نہین کیا ہے بلکہ خدا تعالی کے کرم و بخشش سے خود بخود علیحدہ ہو گئی ہین۔ جب صبح ہوئی تو قید خانہ کے محافظون نے یہ حال معائنہ کرکے سلطان محمد تغلق کی خدمت مین عرضی لکہی سلطان نے حکم دیا کہ سید امیر احمد کو قید سے رہائی دیکر

میرے پاس بہیجدو سید امیر احمد اوس زمانہ مین ایک زلف رکہتے اور قبا پہنا کرتے تہے جب سلطان کے پاس آپنہچانا چاہا تو برابر کی دو زلفین کرکے ایک ادہر دوسری اودہر لٹکائی اور صوفیانہ خرقہ پہنکر سلطان کے آگے تشریف لے گئے سلطان نے پوچہا کہ سید! تم نے یہ کیا کیا جواب دیا کہ ہم مین بجز اسکے اور کچہ باقی نہین رہا تہا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندون کی ظاہری اتباع اور صوری مشابہت رکہتے تہے لیکن جب ہم نے اوسے بہی ترک کردیا تو اپنی سزا دیکھ لی یہ سنکر سلطان نے کہا کہ سید! تم چاہتے ہو کہ اس حیلہ سے اور بہانہ سے ہم سے بہاگ جاؤ اور ہم چاہتے ہین کہ امور مملکت تمہارے مشورہ سے طے کرین۔ زان بعد سلطان نے بزرگ سید کو اوسی لباس پر چہوڑا اور اپنے ملک کا ایک بڑا کارکن مقرر کیا اور محل امانت و مشورہ قرار دیا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ سید امیر احمد بیمار پڑے اور ایک مقام پر چارپائی پر لیٹے ہوئے تہے کوئی شخص آپکے پاس نہ تہا اوس مکان مین ایک کہڑکی تہی دفعتہً ایک شخص نے باہر کیطرف سے کہڑکی مین سر ڈالکر بزرگ سید کی طرف دیکہا بزرگوار سید نے پوچہا کہ آپ کون ہین جواب دیا کہ مین امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ ہون یہ کہتے ہی غائب ہوگئے اور بزرگ سید نے اوسی وقت اپنے تئین تندرست پایا تمام مرض صحت سے بدل گیا اور اب یہ کیفیت ہوئی کہ نہایت چاق و توانا ہوگئے۔ آخر کار ۷۲۲ ہجری مین لشکر لاہور مین بواسیر کی تکلیف مین گرفتار ہوئے اور غرۂ جمادی الاخری کو سفر آخرت قبول کیا آپ کا تابوت وہان سے نقل کیا گیا اور سلطان المشائخ کے خطیرہ مین اپنے والد بزرگوار کے متصل یارون کے چبوترہ مین دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

سید امیر احمد کے پیچہے اونکے دو فرزند محسوس یادگار رہین باقی رہے۔ ایک سید السادات منبع السادات عماد الحق والدین امیر صالح جو علم و ورع اور تقویٰ مین بے مثل اور یگانۂ روزگار تہے۔ آپکا ظاہر جمال محمدی سے آراستہ اور باطن ذکر خفی سے پیراستہ تہا۔ دوسرے فرزند رشید سید نور الدین نور اللہ قلبہ بنور المعرفۃ (خدا اون کے دل کو نور معرفت سے روشن کرے) تہے۔ **ازانجملہ** سید باصفا جگر گوشۂ مصطفےٰ حسن و ملاحت کی کان لطافت و ظرافت کے سرچشمے

دریائے پیغمبری کے چمکدار موتی قصر حیدری کے شب چراغ گوہر سید السادات نبیرہ سید المرسلین قطب الحق والدین حسین ابن سید محمد کرمانی ہین جو کاتب حروف کے منجھلے چچا تہے یہ بزرگ علم و فضل و ایثار ظاہر و باطن کی طہارت اور لطافت طبع مین بے نظیر زمانہ تہے اور عقل کامل فراست وافر رکہتے تہے جبتک زندہ رہے مجردانہ زندگی بسر کی اور متعلقین و نیز تزویج کے تعلق سے مبرا رہے آپنے سلطان المشائخ کے خلیفہ مولانا فخر الدین زرادی کی خدمت مین علوم دینی کی تحصیل کی اور ہمیشہ مکان کا دروازہ کہلا رکہا جو شخص چاہتا بلا تامل آپکے مکان مین چلا آتا اور غریب الوطنون اور جملہ شہر کے باشندون کو آمد و رفت کرنے سے کوئی مانع و مزاحم نہ ہوتا کیونکہ آپکے مکان پر کوئی چوبدار اور دربان

مقرر نہ تہا حتی کہ لوگ اوس مقام تک بڑی جرأت و دلیری سے چلے جاتے تہے جو اس بزرگ سید کی خلوت کا مقام تہا اور جو کچہ اونکا مقصود و مطلوب ہوتا آپ اوسے پورا کرتے اور حاجتمندون کو نہایت خوشدل واپس کرتے۔ وضیع و شریف مین کسی شخص کو بات میسر نہ ہوئی بجز اس پاک اور پاک زادہ اور پاکباز سید کے اور فضائل اوس برکت کا اثر تہا کہ آپنے بچپن زمانہ سے بڑھاپے تک جناب سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین تربیت و پرورش پائی تہی اور سلطان المشائخ کی پسر خواندگی کے ساتہ شرف مشہور تہے۔ چنانچہ واعظون کے سرتاج کریم الدین جو نظم و نثر دونون کے مالک تہے بزرگ سید کی مدح مین یون تحریر کرتے ہین **بیت** صفات ذات و[^1] اندر جہان ہمین نہ بس است ٭ کہ شیخ خواندش فرزند خواجہ را نبسہ است ٭

قطع نظر ان باطنی صفات کے آپ جمال باکمال بہی رکہتے تہے جس شخص کی نظر آپکے جمال باکمال پر پڑتی اگرچہ وہ نہایت رنجیدہ و غمگین ہوتا بالخاصیت مسرور و شادان ہوجاتا۔ شیخ سعدی خوب فرماتے ہین **بیت**[^2] اے روئے تو راحتِ دلِ من ٭ چشمِ تو چراغ منزلِ من ٭ یہ ضعیف عرض کرتا ہے **نظم**[^3] اے سید پاک و پاک زادہ ٭ در عالمِ حسن داد دادہ ٭ در حسن لطافت و ظرافت ٭ خوبان ہمہ پیشِ تو پیادہ ٭ در پیشِ قد لطافت تو ٭ سرو چمن است ایستادہ ٭ از روئے تو کافتاب حسن است ٭ شور یست درین جہان فتادہ ٭ آرے سر زلف گیسوانت ٭ بوے بہ نسیم صبح دادہ ٭ ایکدفعہ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کو قبض شدید ہوا آپنے غسل کرکے سپید کپڑے جسم مبارک کو آراستہ کیئے اور باغ کی طرف جانا چاہا اسی اثنا مین آپنے سید پاک کو بلایا جب سید السادات سلطان المشائخ کے پاس آئے تو سلطان المشائخ نے مسکرا کر فرمایا کہ ہمین قبض لاحق ہوگیا تہا اور ہم باغ جانا چاہتے تہے اسی اثناء مین ہمین الہام ہوا کہ سید حسین کو طلب کرو۔ جناب سید حسین کا قاعدہ تہا کہ نماز فجر کے بعد ہر روز سلطان المشائخ کی خدمت مین بلائے جاتے اور آپ نماز ظہر تک سلطان المشائخ کی خدمت مین رہکر ہم نشینی اور ہم کلامی کی دولت سے مشرف ہوتے اور اسرار و انوار سے فیضیاب ہوتے تہے اسی اثناء مین بہت سے رموز و لطائف کا ذکر چہڑ جاتا اور بے شمار علمی تحقیقات کا انکشاف ہوتا۔ علما و مشائخ اور سلاطین و امرا اور خان لوگ سلطان المشائخ کی پائبوسی کی سعادت حاصل کرنیکے بعد

[^1]: اونکی ذات اور صفات کی تعریف اس جہان مین اسی قدر کافی ہے کہ شیخ نے اونکو اپنا فرزند کہا اور خواجہ کے نواسے ہین ۱۲
[^2]: آپکا چہرہ ہمارے دل کی راحت اور آنکہین چشم و چراغ ہین ۱۲
[^3]: اے پاک سید۔ ملک حسن مین اعلی درجہ کے امیر۔ نظافت ظاہری و باطنی اور ظرافت مین تمام عالم کے خوبصورت اور اہل کمال تیرے آگے دست بستہ کہڑے ہین۔ سرو چمن تیری خوبی کے سامنے دست بستہ کہڑا ہے۔ تیرے چہرہ کی خوبصورتی کا اس جہان مین شور ہے۔ ہان تیری زلف اور گیسو سے نسیم صبح نے خوشبو پائی ہے ۱۲

بزرگ سید کے مکان پر جاتے تھے کیونکہ وہ اوس شفقت و مہربانی کا معائنہ کرتے تھے جو سلطان المشائخ کو آپکے ساتھ تھی۔ علاوہ اسکے آپکی جبین مبارک پر سرداری کا دبدبہ اور اقبال کا ستارہ ہر وقت چمکتار ہتا تھا۔ اور سلطان المشائخ کی نظر کی برکت سے آپکے جہان آرا چہرہ پر جمال یوسفی ظاہر رہتا تھا۔ شیخ سعدی کہتے ہین **بیت**[۵۱] دیباچہ صورت بدلیعت * عنوان کمال حسن ذات است * یہ ضعیف کہتا ہے **رباعی**[۵۲] راحت دلہاست دیدن سوئے تو * فرحت جانہاست جانان روئے تو * بندِ زلفین از دو گیسو باز کن * تا جہان خوشبو شود از بوے تو * گرد کوئیت اہل دل گردان مدام * خانۂ اہل ولا شد کوئے تو * لوگ کہتے ہین کہ مرد کی کمال لطافت وہ چیز ہے کہ کمتر اور نادر کسی اور شخص مین پائی جائے۔ بزرگ سید مین تین چیزین خصوصیت کے ساتھ پائی جاتی تہین جو اور شخص مین بہت کم دیکھی گئی ہین۔ ایک قبولِ عامہ۔ دوسرے زیب جامہ۔ تیسرے نوکِ خامہ۔ یہ ضعیف کہتا ہے۔ **قطعہ**[۵۳] زیب جامہ چنانکہ مے باید * نوک خامہ ترا مسلم شد * در لطافت قبول عامہ شدی * ذات پاکت بدین مکرم شد * بزرگ سید کا لباس اکثر اوقات صوفیانہ ہوتا تھا جو رنگ برنگ کے صوف اور کمخواب اور چینی وغیرہ کپڑے سے تیار کیا جاتا تھا۔ ان کپڑون مین سے جس قسم کا لباس ایکدفعہ زیب جسم فرماتے اوسے دوبارہ نہ پہنتے۔ اور جسکو طبیعت مبارک چاہتی عطا فرماتے۔ علی ہذا القیاس مکلف و لذیذ کہانے جو لطافت مین انتہا درجہ کو پہونچ جاتے تہے یارون اور عزیزون کو کہلاتے۔ آپکا موںہ مبارک ایکدم پان سے خالی نرہتا تہا یعنے پے درپے اور متواتر پان نوش کرتے تہے اگرچہ ایک پان دس روپے کو دستیاب ہوتا۔ جب سلطان المشائخ کا انتقال ہوگیا تو آپکے خلفا بزرگ سید کے اعزاز و احترام مین انتہا درجہ کی کوشش کرتے تہے اور آپکی ملاقات کے لیئے قدیم دستور کے مطابق آپکے مکان پر جاتے تہے کیونکہ آپنے سلطان المشائخ کی خدمت مین انکے باب مین بہت کچہ مدد کی تہی جیسا کہ سلطان المشائخ کے خلفا کی خلافت کے باب مین گذر چکا ہے۔ آخر الامر سلطان محمد انار اللہ برہانہ کے عہد حکومت مین جب ۷۳۲ سنہ ہجری مین ملک ہندوستان کی مسندِ وزارت خواجہ جہان احمد ایاز مرحوم کے جہان آرا جمال سے زیب و زینت اختیار کی اور وہ دیوگیر کی طرف روانہ ہوئے تو خواجہ جہان احمد نے اون دونون مین اوس محبت و قدر و منزلت کی وجہ سے جو سید پاک کی سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین دیکھی تہی اور او نہین سلطان المشائخ کی مجلس مین نہایت

---

۵۱ تیری بدیع صورت تیری کمال ذات کی لطافت کا آئینہ ہے ۱۲

۵۲ تیری طرف دیکہنا دلون کی راحت اور تیرا چہرہ دیکہنا جان کی خوشی ہے۔ اپنے گیسوؤنکی گرہ کہول کہ جہان تیری خوشبو سے معطر ہو جائے ۱۲

۵۳ ذرہ زیبی جس قدر چاہیئے تجہے حاصل ہے اور نوک خامہ تیرے لیئے مسلم ہوئی۔ اپنی لطافت سے قبول عام تجہے حاصل ہوا۔ اور تیری ذات ان عمدہ اوصاف سے موصوف ہوئی ۱۲۔ ۱۲

مکرم و معظم دیکہا تہا اپنے پاس رکہنا چاہا لیکن بزرگ سید نے اونکی اس التماس اور التماس کے ساتہ اصرار کو قبول نہین کیا۔ مگر جب آپنے دیکہا کہ مبادا خواجہ جہان احمد سلطان محمد کے حکم سے بزور مجہے اپنے پاس رکہنے کی کوشش کرے تو آپنے خواجہ جہان احمد مرحوم سے فرمایا کہ مین دو شرطون کے ساتہ تمہاری صحبت مین رہ سکتا ہون۔ ایک یہ کہ سیادت و اہل تصوف کا لباس جو اب مین پہنتا ہون وہی ہمیشہ پہنا کرون گا اور اس لباس کو کبہی اور کسی حال مین ترک نکرون گا۔ دوسرے یہہ کہ تم مجہے کسی معین شغل مین مشغول نکرو۔ آپکی ان دونون شرطون کی وجہ یہ تہی کہ سلطان محمد سادات اور صوفیون سے ان دونون صفتون کو بدل دیدیتا تہا۔ چنانچہ خواجہ جہان احمد مرحوم نے ان دونون شرطون کو قبول کر لیا اور دم مرگ تک پورا کیا اور سید بزرگ کی تعظیم و تکریم مین انتہا درجہ کی کوشش کی لیکن خواجہ جہان احمد اس تعلق سے پیشتر بزرگ سید کا جو جلال و عظمت اور جاہ و راحت اور شوق و ذوق سلطان المشائخ کی زندگی کے زمانہ مین رہتے تہے سید کو اسکے بعد وہ بات میسر نہین ہوئی۔ یہان تک آخر عمر مین آپ پر فالج گرا جیسا کہ اکثر دوستان خدا کو یہی واقعہ پیش آیا ہے اثناء راہ بیماری مین بہت دفعہ شیخ نصیر الدین محمود قدس اللہ سرہ العزیز اور ایک مرتبہ خواجہ جہان احمد عیادت کے لئے بزرگ سید کے مکان پر تشریف لائے۔ زان بعد آپنے شعبان کی اکیس تاریخ ۷۱۲ھ ہجری مین بوقت نماز فجر پنجشنبہ کے دن انتقال کیا۔ ایک بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ **بیت** سروے زبوستان معانی[۱] فرو شکست ؛ برجے ز آسمان معانی خراب شد ؛

ازانجملہ سادات کرام کے شرف برگزیدہ مخلوق کے خلاصہ خاص و عام کے مقبول سید السادات منبع البرکات شمس الملۃ والدین سید خاموش ابن سید محمد کرمانی کاتب حروف کے چہوٹے چچا ہین جو علم و فضل اور فیاضی و سخاوت و لطافت طبع اور خاص و عام کو کہانا دینے مین بے مثل اور یگانہ روزگار تہے۔ آپنے سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین پرورش پائی تہی۔ اور مجلس خلوت مین سلطان المشائخ کے سامنے نظامی کا خمسہ نہایت خوش لحنی اور درد کے ساتہ پڑہا کرتے تہے۔ سلطان المشائخ کی نظر خاص کے ساتہ مخصوص تہے اور بے اندازہ جمال اور بے حد لطافت رکہتے تہے۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے **قطعہ**[۲] در ذات مبارک تو پیدا است بہر جا کہ لطافتے است ای جان ؛ وصف تو حد بیان من نیست ؛ حسن تو بس است دلیل و برہان ؛ جو یار و عزیز کہ شہر سے سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوتے تہے شب کو بزرگ سید کے مکان مین رہتے تہے۔ چنانچہ قاضی محی الدین کاشانی جنکے سید خاموش شاگرد تہے اور مجمع البحرین

[۱] سرو بوستان معانی بیٹہ گیا یعنے گر پڑا اور ایک آسمان معانی کا برج جس طرح طرح کے اسرار پیدا اور منکشف ہوتے تہے خراب ہو گیا
[۲] تیری ذات مبارک سے جہان کہین کہ لطافت اور خوبی ہے پیدا ہے۔ تیرے اوصاف کا بیان کرنا میری قدرت سے باہر ہے تیرا کمال ہی تیرے اوصاف کی کافی دلیل ہے۔ ۱۲

اور ہدایہ اونسے پڑہی تہی اور مولانا حجت الدین ملتانی اور مولانا بدر الدین یار اور مولانا شرف الدین یار اور مولانا شمس الدین
یحیی اور مولانا حسام الدین اور بہت سے اودھ کے باشندے اور شیخ نصیر الدین محمود اور مولانا علاؤ الدین سنبہلی او
دوسرے عزیز ہمیشہ آپکے مکان مین فروکش ہوتے تہے آپ ان حضرات کے لیئے ہر قسم کے عمدہ عمدہ کہانے تیار کرتے تہے
اور ان عزیزون کے لیئے قوالون کو نوکر رکہہ چہوڑا تہا جو ہر وقت حاضر رہتے تہے آپکے گہر کا دروازہ ہمیشہ کہلا رہتا تہا
اور دنیادار یعنے سلاطین و امرا اور اہل کتب اور دیگر شغل دار آپکی لطافت طبع اور پاکیزہ راہ و روش کی وجہ سے محبت کے
قیدی ہوگئے تہے اور آپکے ایک اشارہ پاتے ہی مسلمانون کی مہمات و مقاصد کو انجام پر پہونچا دیتے تہے اور دو سو
آدمیون کے قریب جنمین درویش اور غریب الدیار اور دلق پوش ہوتے تہے آپکے مکان مین کہانا کہاتے تہے اور خاص
خاص دوست و احباب اس تعداد کے علاوہ ہوتے تہے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ سید خاموش نے موضع دیوگیر مین
پچہلی شب کو کاتب حروف کو ایک شخص کے ہاتہہ بلا بہیجا جب مین اونکی خدمت مین پہونچا دیکہتا ہون کہ تسبیح ہاتہہ مین
لیئے ہوئے قبلہ رخ مشغول بیٹہے ہین تہوڑی دیر کے بعد میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ کل شیخ کمال الدین گنی نے
مجلس مین مجہسے معارضہ کیا اور صرف حسد و فضول کی وجہ سے مجہے کہا کہ تم سید نہین ہو۔ اب مین خود بہی شغل
اور اپنے تمام بہتیجون کو بہی مشغول ہونے کا حکم کیا ہے تمہین اس لیئے بلایا ہے کہ ہمارے ساتہ تم بہی مشغول ہو
اگر ہمارا نسب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک درست اور صحیح ہے تو حق تعالی اس حاسد کو ضرور مقہور فرمائیگا
چنانچہ مین آپکے قریب بیٹہہ گیا۔ جب ہم سب لوگ صبح کی نماز پڑہ چلے تو ایک شخص نے آکر بیان کیا کہ شیخ کمال گنی
گردن مین دستار ڈالے ہوئے دروازے کے آگے کہڑا ہے مین نے اوسے اندر آنیکی
اجازت دی اور وہ اوسی طرح گردن مین دستار ڈالے ہوئے اندر آیا اور سید خاموش کے قدمون مین گر پڑا اور کہنے لگا
کل جو مین نے آپکی نسبت ایک بات کہی تہی حقیقت مین اس جلیل القدر اور محترم خاندان کے غلامون کی شان کے
لائق نہ تہی۔ مین اوس سے پشیمان ہون اور دل سے توبہ کرکے اپنی گستاخی کی معافی کے لیئے حاضر خدمت ہوا ہون
بزرگ سید نے بڑے تامل کے بعد اوسکا سر اپنے قدمون سے اوٹہایا اور فرمایا اگر تو اسقدر جلد توبہ نکرتا اور میری
قدمون پر سر نر کہتا تو اپنی گستاخی کی سزا دین و دنیا مین دیکہہ لیتا۔ آنجام کار سید خاموش عالم شباب اور عین
کامرانی کے زمانہ مین مرض اسہال مین مبتلا ہوئے اور یکشنبہ کی رات مہینے کی چہبیسوین تاریخ ۷۳۲ ہجری مین
انتقال فرماگئے اور دیوگیر مین خواجہ خضر کے مقام کے نیچے مدفون ہوئے۔ آپکا روضۂ متبرکہ اون شہرون کی مخلوق کا
حاجت روا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ ۔ ۔

چالیس روز بیشتر تہا اس سے زیادہ نہ تہا۔ لیکن ان بزرگون کی خلافت نامونکی کتابت اور وصیت کی دولت سے مخصوص ہونے سلطان المشائخ کے انتقال سے تین ہینے ستائیس روز پیشتر واقع ہوا تہا۔ اہم خلفاء مذکورین قدس اللہ سرہم العزیز کے مناقب و فضائل بیان کرنا شروع کرتے ہین — **ازانجملہ** دریاے علم و زہادت کے چمکدار موتی اہل محبت و کرامت کے مقتدا مولانا شمس الدین محمد بن یحیی ہین (خدا تعالی اونکے آرامگاہ کو ٹہنڈا رکہے) یہ ضعیف کہتا ہے۔ **بیت** دریائی علم و گنج زہادت باتفاق ÷ اعنی کہ شمس ملت و دین در علوم طاق ÷ اس بزرگ کا ذکر چار نکتون کو شامل ہے

پہلا نکتہ اس بیان مین کہ مولانا شمس الدین یحیی سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین کیونکر معتقد و مرید ہوئے۔ **منقول** ہے کہ مولانا شمس الدین اور مولانا صدر الدین ناولی دونون خالہ زاد بہائی تہے اور تعلیم پانے کے زمانہ مین تعطیل کے دنون مین کپڑے دہونے کے واسطے غیاث پور کے حوالی مین دریاے جون کے کنارے آیا کرتے تہے اوس زمانہ مین سلطان المشائخ کی عظمت و کرامت کا آوازہ انکے مبارک کان مین پہونچگیا تہا کہ علما اور شہر کے امرا سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوکر زمین بوسی کیا کرتے اور اس دربار کی خاکبوسی کو سعادت و نیکبختی جانتے ہین چونکہ یہ دونون بزرگ ابتدائی زمانہ مین اہل تصوف کے چندان معتقد نہ تہے اس لیئے سلطان المشائخ کی ملاقات کا زیادہ خیال نہ تہا۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ غیاث پور کے حوالی مین دونون صاحب تشریف رکہتے تہے کہ مولانا شمس الدین نے مولانا صدر الدین سے فرمایا کہ شاہ نظام الدین سلطان المشائخ اسجگہ بساست رکہتے ہین اور شہر کی تمام خلق اونکی بدل معتقد ہے لیکن یہ معلوم نہین کہ اونکے علم کا کیا حال ہے آؤ آج اونکی خدمت مین چلین اور علم و فضل کا اندازہ کرین مگر ہم افراط کے ساتہ تعظیم نکرینگے اور خلق کی طرح اونکے سامنے سر نہ رکہینگے بلکہ صرف سلام کرکے بیٹہ جائینگے اس نیت سے سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ جونہی سلطان المشائخ کی نظر مبارک ان دونون بزرگون کے جمال پر پڑی عظمت و ہیبت جو حق تعالی نے اپنے دوستون کی پیشانی مین رکہی ہے مولانا شمس الدین اور مولانا صدر الدین رحمۃ اللہ علیہما مین اثر کیا جس سے یہ دونون بزرگوار فوراً زمین پر گر پڑے **مصرعہ** سزد خوبان عالم را زمین پیش تو بوسیدن[1] ÷ **نظم**[2] آن دل کز صحبت دیگران بر بودم ÷ ہرگز بکسے نمادم ونمودم ÷ جانان تو بیک نظر چنان بربودی ÷ گوئی کہ ہزار سال بے دل بودم ÷ اسوقت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ بیٹہ جاؤ۔ چنانچہ دونون بزرگوار بیٹہ گئے۔ جب تہوڑی دیر گذری سلطان المشائخ نے فرمایا تم دونون شہر مین

---

[1] تمام عالم کے خوب رون کو تیرے قدم چومنے سزاوار ہین۔ ۱۲
[2] وہ دل جسکو مین نے دوسرون سے حفاظت مین الیسار کہا تہا کہ نہ کسی کو دیا اور نہ دکہایا لیکن اے جان تو نے ایک نظر مین اوسکو اس طرح سے لے لیا۔ گویا دل کبہی پہلو مین نہ تہا ۱۲

سکونت رکہتے ہو؟ جواب دیا جی ہان! فرمایا کچہ پڑہتے ہو؟ عرض کیا جی ہان ہم دونون خادم مولانا ظہیرالدین بہکری کی خدمت مین بزودی پڑہتے ہین۔ اسکے بعد سلطان المشائخ بزودی کا وہ مقام جہان تک یہ دونون بزرگ پڑہ چکے تہے اور اوس سبق مین ایک ایسا مشکل اور دقیق مسئلہ باقی رہگیا تہا جو خود مولانا ظہیرالدین سے حل نہین ہوا تہا سلطان المشائخ نے اوس اشکال کا اونسے استکشاف کیا۔ جون ہی اشکال تقریر ان بزرگوارون کے کانون مین پہونچی عالم تحیر مین محو ہوگئے اور زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ مخدوم! یہی ایک مقام ایسا مشکل رہگیا ہے کہ جو ہنوز حل نہین ہوا ہے اور جسکی بابت مولانا ظہیرالدین نے فرمایا ہے کہ اسکی مین تحقیق کرون گا۔ سلطان المشائخ نے اول تبسم کیا اور اوس مشکل مقام کو اسدرجہ حل کیا کہ ان دونون بزرگون کو اچہی طرح تسلی ہوگئی اور کسیطرح کی کوئی خلش باقی نہین رہی۔ اُٹہتے وقت سلطان المشائخ نے اپنا تہ بند مولانا شمس الدین یحیی کو عنایت کیا اور دستار مولانا صدرالدین کو مرحمت فرمائی۔ جب یہ بزرگ سلطان المشائخ کی خدمت سے جدا ہوئے اور مجلس سے اوٹہکر باہر آئے تو باہم کہنے لگے پہلے تو ہم نے شیخ کی عظمت وکرامت ہی کانون سے سنی ہتی لیکن اب آپکے علمی تبحر کا بہی معائنہ ہوگیا یہ کہتے ہوئے مولانا ظہیرالدین کی خدمت مین پہونچے۔ سلطان المشائخ کے دیئے ہوئے تہ بند کو مولانا شمس الدین نے سر سے لپیٹا اور مولانا ظہیرالدین کے سامنے کہڑے ہوگئے۔ مولانا نے پوچہا کہ آج خلاف معمول تم نے یہ تہ بند سر سے کیون باندہا ہے مولانا شمس الدین نے عرض کیا کہ حضرت! آج ہم جناب سلطان المشائخ شیخ نظام الدین کی خدمت مین حاضر ہوئے تہے اور اون کی عظمت وکرامت ہم نے سنی ہتی لیکن حقیقت یہ ہے کہ اونکی کرامت کے ساتہ علمی تبحر کا بہی مشاہدہ کیا۔ چنانچہ سلطان المشائخ نے یہ تہ بند تو مجہے عنایت فرمایا اور دستار مولانا صدرالدین کو۔ ازان بعد ان دونون بزرگون نے سلطان المشائخ کی مجلس کی حکایت ہر طریقہ سے بیان کی کہ مولانا ظہیرالدین پر سلطان المشائخ کی ملاقات کی آرزو غالب آئی اور انجام کار دولت ملاقات کو پہونچے۔ الغرض دوسری مجلس مین مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ سلطان المشائخ کی سعادت ارادت سے مشرف ہوئے۔ اور چونکہ آپ نے صدق دل سے سلطان المشائخ سے بیعت کی ہتی اس لئے تدریجا سلطان المشائخ کے منصب خلافت سے ممتاز ہوئے۔ ایک بزرگ خوب کہتے ہین۔ **بیت** جائے رسیدۂ بمعانی ومرتبہ ÷ کانجا بحیلۂ وفکرت الیشان نمیرسد ÷

دوسرا نکتہ۔ مولانا شمس الدین یحیی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت وروش کے بیان مین

سالکان راہ طریقت کو واضح ہو کہ مولانا شمس الدین انتہا درجہ کے بزرگ اور پاک تہے اور تزویج کے تعلق سے مبرا۔ اسی بزرگ کا ظاہر و باطن اہل تصوف کے اوصاف کے ساتہ موصوف تہا اور اون تکلفات کی رعایتون سے

چوتھا باب سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے خلفار کے مناقب و فضائل او
کرامات کے بیان مین۔ اور جناب سلطان المشائخ کے باعظمت دربار مین سے ان خلفار کے خلافت پانے کے ذکر مین۔ یہ باب
دس حضرات کی سوانح عمری اور پچیس نکتون کو شامل ہے۔ کاتب حروف محمد مبارک علوی کرمانی المشہور بامیر خورد
عرض کرتا ہے کہ اس بندہ نے اپنے والد بزرگوار اور اون چچاؤن رحمۃ اللہ علیہم سے سنا ہے جو سلطان المشائخ کے
اختصاص کے سارہ مخصوص تھے کہ جب آخر عمر مین سلطان المشائخ کے عنصر ہمایون اور ذات خادمون کو مرض لاحق ہوا تو
بعض اعلیٰ یارون اور خدمتگارون نے جو حضرت سلطان المشائخ کے ملازم تھے جیسے سید السادات سید حسین اور شیخ
نصیر الدین محمود جو اوس زمانہ مین سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر تھے اور مولانا فخر الدین زرّادی اور خواجہ مبشر
جو قدیم خدمتگار رہا اور خواجہ اقبال خادم ان تمام عزیزون نے اتفاق کیا اور سلطان المشائخ کی خلافت کے لیئے آپکے
اعلیٰ یارون مین سے ایسے بتیس آدمیون کو انتخاب کیا جو علم و زہد و ورع و تقویٰ و بذل و ایثار عشق و محبت ذوق و
شوق اور باطنی شغل مین مشہور تھے امیر خسرو کی قلم سے ایک محضر تیار کرایا اور سلطان المشائخ کی خدمت مین گذرانا
سلطان المشائخ نے اس کاغذ کو دیکھکر فرمایا کہ اس قدر آدمیون کو خلافت کے لیئے منتخب کرنیکی کیا ضرورت ہے
جب ان لوگون نے سلطان المشائخ کی نارضامندی کا اثر اس سببے مشاہدہ کیا تو اون مذکورہ اولیا مین سے
چند آدمیون کو انتخاب کیا اور جب دوسرے منتخب شدہ کاغذ کو آپکے سامنے پیش کیا اور وہ کاغذ سلطان المشائخ
کے شرف مطالعہ سے مشرف ہوا تو آپنے اون بزرگوارون مین سے صرف ایک شخص یعنے مولانا اخی سراج الدین کے
بارہ مین فرمایا کہ اس کام مین اول درجہ علم کا ہے چنانچہ یہ کیفیت اس بزرگ کے ذکر مین مشرح طور پر بیان ہوگی
الغرض جب ان بزرگون نے حضرت سلطان المشائخ کے دل مبارک مین اصابت کو جگہ دی تو سید السادات سید حسین کو
حکم ہوا کہ ان عزیزون کے لیئے خلافت نامے لکھو۔ مولانا فخر الدین زرّادی جو علم اور فصاحت و بلاغت مین کمال
رکھتے تھے ان عزیزون کی خلافت نامے سیاہی سے لکھے اور سید السادات سید حسین نے اپنے قلم مبارک سے سپیدی
چھوڑی۔ جب خلافت نامون کی کتابت ہو چکی تو سلطان المشائخ کی خدمت مین گذارے۔ آپنے دوبارہ سید حسین کو
حکم فرمایا کہ تم ان سب کاغذون مین کتبہ کرو۔ اس موقع پر سلطان المشائخ نے کتبہ مذکور کے کتابت مین لانے کا سبب بیان
کیا اور ایک تمثیلی حکایت باین مضمون بیان کی کہ جب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز
کی خلافت کے لیئے لوگون نے بعض عزیزون کو منتخب کیا تو مولانا بدر الدین اسحاق کو حکم ہوا کہ تم ان عزیزون کے
خلافت نامے لکھو۔ اس موقع پر ایک قدیم یار نے گفت و شنود شروع کی اور کہا کہ مجھے اس کام مین سالہا سال

خون کہاتے ہوئے ہوگئے ہین اور ارادت و بیعت مین اِن عزیزون پر سبقت رکہتا ہون پہر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مجہے منصب خلافت نہ پہونچے اور کیا یہ ممکن ہے کہ شیخ مجہے خلافت کے عہدہ سے معزز و ممتاز نہ فرمائین۔ مین اس قدر لیاقت رکہتا ہون کہ اس کاغذ کو اپنے ہاتہ سے لکہون اور اس کام مین مشغول ہون۔ جب یہ بات شیخ شیوخ العالم کے مبارک کان مین پہونچی تو آپنے مولانا بدر الدین اسحاق سے فرمایا کہ ان عزیزون کے خلافت نامون مین جنہین تم نے اپنے قلم سے لکہا ہے اپنا کتبہ کر دو تا کہ کسی حریص کو اس کام مین کچہ دخل نہو۔ الغرض سید حسین نے سلطان المشائخ کے حکم سے ان بزرگون کے خلافت نامون مین اپنا کتبہ اس عبارت مین کیا۔ حُرِّرَتْ ہٰذِہِ الْاَسْطُرُ بِالْاِشَارَۃِ الْعَالِیَۃِ اَدَامَ اللّٰہُ عُلَاہَا وَحَمَاہَا عَنْ کُلِّ اٰفَۃٍ وَحَمَاہَا بِخَطِّ الْعَبْدِ الضَّعِیْفِ الرَّاجِیْ بِالْفَضْلِ الرَّحْمَانِیْ حُسَیْنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمُوْدِ الْعَلَوِیِّ الْحُسَیْنِیِّ الْکِرْمَانِیِّ یعنے یہ چند سطرین برتر اشارہ سے لکہی گئی ہین۔ خدا تعالی اوسکی بندگی ہمیشہ رکہے اور ہر آفت سے محفوظ رکہے۔ اور یہ اشارۂ عالیہ بندۂ ناتوان خدا تعالی کے فضل کا امیدوار حسین بن محمد بن محمود العلوی حسینی کرمانی کے قلم سے لکہا ہے۔ جب یہ خلافت نامے تیار ہوگئے تو سلطان المشائخ نے اونہین اپنی اس عبارت سے مزین فرمایا۔ مِنَ الْفَقِیْرِ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ بْنِ عَلِیِّ الْبَدَاؤُنِیِّ الْبُخَارِیِّ۔ یعنے یہ خلافت نامہ فقیر سلطان نظام الدین کی طرف سے ہے جسکا نام محمد بن احمد بن علی ہے اور جو شہر بداؤن کا باشندہ اور ابتداءً بخارا کا رہنے والا ہے۔ اسکے بعد جن بزرگون کے لئے خلافت نامے لکہے گئے تہے وہ جس مقام پر موجود تہے مختلف مجلسون مین اونکے خلافت نامے مع خلعت خلافت کے سلطان المشائخ کی سعادت بخش نظر کے سامنے ان عزیزون کو دیئے گئے جو اسوقت موجود تہے اونہین سلطان المشائخ نے خود اپنے دستِ مبارک سے عنایت فرمائے۔ سلطان المشائخ نے اِن بزرگون مین سے ہر ایک کو نعمت و وصیت کے ساتہ معزز و مکرم فرمایا جیسا کہ آگے چلکر اِن بزرگون مین سے ہر ایک شخص کے ذکر مین انشاء اللہ تعالی مفصل طور پر لکہا جائیگا۔ اسوقت مولانا شمس الدین یحیٰی اور مولانا علاؤ الدین نیلی خطہ اودھ مین تہے سلطان المشائخ کے حکم سے ان دونون بزرگون کے خلافت نامے مع خلعت خلافت کے شیخ نصیر الدین محمود کے سپرد کیئے گئے تا کہ یہ دینی امانت اون تک پہنچا دین۔ اِن خلافت نامون کی کتابت ذیحجہ کی بیسوین تاریخ ۷۲۴ھ ہجری مین ہوئی اور حضرت سلطان المشائخ کا انتقال ربیع اول کی اٹہارہوین تاریخ ۷۲۵ھ مین ہوا۔ پہر جو لوگ یہ کہتے ہین یا اپنی کتابت مین اپنی طرف سے لکہہ لیتے ہین کہ سلطان المشائخ ان بزرگون کے خلافت نامون کے لکہنے سے محض بے خبر تہے اور آپکا دستِ مبارک غلبۂ مرض کی وجہ سے خبر نہ رکہتا تہا۔ بلکہ لوگ سلطان المشائخ کا ہاتہ پکڑ کر نشان کرا لیتے تہے یہ محض بے بنیاد اور فضول ہے کیونکہ سلطان المشائخ کو جو غلبۂ تحیر عارض ہوا تہا وہ انتقال سے صرف

نصیر الدین محمود اور شیخ قطب الدین منور رحمۃ اللہ علیہم اور دیگر بہت سے عزیز موجود تھے۔ یہ محفل و سماع بیچ کے بڑے گنبد مین تہی اور موجودہ تمام بزرگ اوس مجلس مین سماع شن رہے تہے مسافرون اور حیدریون اور قلندرون کی جماعت اوس بڑے طاق کے نیچے سماع سن رہے اور رقص کر رہے تہے جو روضہ کی انتہا حد مین واقع ہے۔ قوال و درویش بے اختیارانہ جوش کے ساتہ دف بجاتے اور شیخ سعدی کا یہ قصیدہ ایک نہایت دلربا الحان سے پڑہ رہے تہے۔ **قصیدہ۔** غمے کز تو دارم بہ پیشِ کہ گویم ÷ دوائے دل دردمند از کہ جویم ÷ اگر کشتہ گردم بہ تیغِ جفایت ÷ بہ پیشِ کس این ماجرا را نگویم ÷ طبیبم تو باشی علاج از کہ خواہم ÷ اسیر تو باشم خلاص از کہ جویم ÷ ز سعدی چہ گویم چہ جویم چہ پویم ÷ غمے کز تو دارم بہ پیشِ کہ گویم ÷ یہ قصیدہ کچہ ایسے دردانگیز لہجہ مین پڑہا گیا تہا کہ مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ تمام لوگونکو چیرتے پہاڑتے ہوئے گنبد سے باہر نکل آئے اور قوالون اور درویشون کے نزدیک جو سماع کر رہے تہے اور دف بجا رہے تہے تشریف لے گئے اور نہایت خاموشی کے ساتہ کہڑے رہے سماع کا ذوق و شوق درویشون کی صحبت مین اثر کر گیا اور ایک عجیب و غریب حالت طاری ہوئی۔ مولانا اپنا مبارک ہاتہہ بار بار اپنے مصفا سینہ پر پہیرتے اور جنبش کرتے تہے یہان تک کہ قوالون نے سماع کے افسردہ قالب مین ایک تازہ روح پہونکی اور عجب خوش لحنی سے گانا شروع کیا۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ مین سماع کی لذت نے اثر کیا اور آپنے ایک عاشقانہ جنبش کی جو یار و عزیز اس بابرکت مجلس مین موجود تہے سب ہمہ تن ہو کر مولانا کی یہ کیفیت دیکہہ رہے تہے۔ اس واقعہ کے بعد بہت تہوڑا عرصہ گذرا کہ مولانا نے سفر آخرت قبول کیا رحمۃ اللہ علیہ۔

مولانا شمس الدین کے انتقال کی کیفیت یہ ہے کہ جس زمانہ مین سلطان محمد ظلم و تعدی کی داد دیتا اور اپنی خون آشام تلوار کو بندگانِ خدا کے خون سے سیراب کرتا تہا اوس وقت مین اوس نے مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کو طلب کیا اور چند روز تک اس بزرگ کو ایک ایسے مکان مین رکہا جو شاہی رعب و ہیبت سے پُر تہا۔ ازان بعد بادشاہ نے اپنے پاس بلایا۔ جب مولانا بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے تو سلطان نے فرمایا۔ تم جیسا دانشمند اور ہوشیار آدمی اس مقام مین رہکر کوئی معقول و عمدہ کام نہین کر سکتا۔ تم کشمیر مین جاؤ اور وہان کے بتخانون مین بیٹہکر خلق خدا کو اسلام کی دعوت دو۔ بادشاہ جب اپنی اس تقریر کو ختم کر چکا تو چند آدمی دربار سے

---

[1] اے جو غم تجہ سے ہونچا ہے اوسکا اظہار کس کے سامنے کرون اور دوائے دل دردمند کس سے حاصل کی جاوے۔ اگر مین تیری تیغ جفا سے ہلاک ہی ہو جاؤن تو اس ماجرے کا کسی سے اظہار نکرون گا۔ جب تو میرا طبیب ہے پہر مین کسی معالج کی طرف رجوع کر سکتا ہون اور اس حالت مین کہ تیرا قیدی ہون خلاصی کی التماس کس کے سامنے لیجا سکتا ہون۔ سعدی کا حال کیا بیان کرون کہ غم جو تجہے ہے وہ کس کے آگے اظہار کیا جاوے ۱۲

مقرر کیئے گیئے کہ اس بزرگ کو کشمیر کی طرف روانہ کریں۔ مولانا شاہی دربار سے رخصت ہوکر مکان پر تشریف لائے تاکہ کشمیر کی طرف روانہ ہونے کا سامان مہیا کریں جو عزیز اوسوقت موجود تھے آپنے اونکی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہین مین نے اپنے شیخ کو خواب مین دیکھا ہے کہ مجھے بلا رہے ہین۔ مین اپنے خواجہ کی خدمت مین حاضر ہونے کا سامان کر رہا ہون۔ یہ لوگ مجھے کہان لیئے جاتے اور کدہر بہیجتے ہین چنانچہ اسکے دوسرے ہی روز مولانا کو بیماری لاحق ہوئی اور آپکے سینۂ مبارک پر ایک غلولہ کی شکل بڑا سا آبلہ ظاہر ہوا اور باطنی غم واندوہ نے اپنا اثر پیدا کیا۔ لوگون نے حکماء کی تجویز سے آبلہ کو شگاف دیا اور زخم کے بہرنے کے لیئے مرہم لگایا۔ جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی تو اوس نے ایک اور فرمان آپکی طلبی کا جاری کیا اور لوگون سے بیان کیا کہ اسکی تفتیش کرو مبادا مولانا نے حیلہ کیا ہو۔ چنانچہ لوگون نے تفحص و تفتیش کے بعد مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو اوسی تکلیف و زحمت مین بادشاہ کے دربار مین لے گئے اور جب بادشاہ کو آپکے مرض کی تحقیق ہوگئی تو اوسنے رخصت کر دیا اور اسکے چند روز بعد مولانا رحمت رب العالمین کے جوار مین جا ملے۔ اگرچہ مولانا نے اپنی حالتِ زندگی ہی مین خطیرہ کے باہر پائنتون کی طرف خطیرہ کی دیوار کے نیچے ایک چوترہ اپنے لیئے بنایا تہا لیکن دفن کے وقت کاتب حروف کے والد مبارک محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا کو خطیرہ کے اندر لانا چاہیئے۔ چنانچہ لوگ آپکے حکم کی تعمیل پر آمادہ ہوئے اور مولانا علاؤ الدین نیلی کے چوترہ کے متصل جو زمین تہی والد بزرگوار نے اوسکی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہان دفن کرو کیونکہ مولانا علاؤ الدین نیلی جناب مولانا شمس الدین یحیی کے یار و ہم سبق اور ہمراز تہے۔ لوگون نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ اب آپ مولانا علاؤ الدین نیلی کے چوترہ کے متصل ایک چوترہ مین جو نہایت پر فضا اور مصفا ہے مجردانہ آرام فرما رہے ہین۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خلافت نامہ کا نسخہ جو سلطان المشائخ کی ...... عظمت سے آپکو عطا ہوا تہا یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَمَتْ ہِمَمُ اَوْلِیَائِہٖ عَنِ الْاَکْوَانِ اِلَی الْاَلْوَانِ عَاشًا وَاَعْلَقْتَہُمْ ہُمُوْمُہُمْ بِالْوَاجِدِ الْحَنَّانِ نَارًا قَدَارَتْ عَلَیْہِمْ بُکْرَۃً وَّعَشِیًّا کَاْسُ الْمَحَبَّۃِ مِنْ کَوْثَرِ مَحْبُوْبِہِمْ دَارًا کُلَّمَا جَنَّ عَلَیْہِمُ اللَّیْلُ تَشْتَعِلُ قُلُوْبُہُمْ مِّنَ الشَّوْقِ نَارًا وَّتَفِیْضُ اَعْیُنُہُمْ مِّنَ الدَّمْعِ بِدْرَارًا وَّیَسْتَمِعُوْنَ لِمُنَاجَاۃِ الْحَبِیْبِ اَسْرَارًا وَّیَطُوْفُوْنَ بِسُرَادِقَاتِ الْعِزِّ اَفْکَارًا لَا یَزَالُ مِنْہُمْ فِیْ کُلِّ زَمَانٍ مَّنْ سَمَّ عَلَی الْمَکْنُوْنَۃِ نَضَّالُ الْعِرْفَانِ فَیَظْہَرُ فِی الْاَقْطَارِ اٰثَارُہٗ وَیَزْہَرُ فِی الْاٰفَاقِ اَنْوَارُہٗ لِسَانُہٗ نَاطِقٌ بِالْحَقِّ وَہُوَ دَاعِیُ اللّٰہِ فِی الْخَلْقِ لِیُخْرِجَہُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ وَیُقَرِّبَہُمْ اِلَی الرَّبِّ الْغَفُوْرِ۔ ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلٰی صَاحِبِ الشَّرِیْعَۃِ

بالکل خالی ہتا جو خلق مین مروج ہین اگر دنیا دارون مین سے کوئی شخص اس بزرگ کی خدمت مین حاضر ہوتا تو اوسکا آنا آپکے دل مبارک پر سخت دشوار و گران گذرتا اور اوسکی معذرت نہایت ہی حیران ہوتے آپکا ایک خدمت گار ہتا فتوح نام جو مولانا کی ذات فرشتہ صفات کی خدمت و نگرانی مین مصروف رہتا ہتا آپ اوسے بلا کر کہتے کہ اس عزیز کی معذرت کر فتوح آنیوالے شخصکو اپنے مکان پر لیجاتا اور عمدہ و لذیذ کہانے مرتب کرتا اور بیش بہا تحفے پیش کرکے نہایت عزت کے ساتہ رخصت کرتا۔ مولانا کا عام قاعدہ تہا کہ جب تحفون اور ہدیون مین سے کچہ چیز آپکی خدمت مین پہونچتی تو آپ اوسکی طرف ذرا بہی التفات نکرتے فتوح آکر اوٹہا لیتا اور آمد و رفت کرنیوالون پر صرف کرتا۔ مولانا کی عجیب ذات باکمال تہی کہ مردان خدا کی علامات آپکی مبارک پیشانی مین ظاہر تہین جون ہی آپ کے چہرۂ مبارک پر کسیکی نظر پڑتی اوسکے دل مین فوراً رعب و ہیبت بیٹہ جاتی اور اوسے معلوم ہو جاتا کہ یہ مرد خدا سلف کی صورت و سیرت پر ہے۔ اوس زمانہ کے تمام علما و مشائخ مولانا کے مطیع و منقاد اور معتقد تہے۔ شیخ نصیر الدین محمود جیسے بزرگوار شخص نے ابتدائی زمانہ مین آپ سے کچہ پڑھا ہتا اور آپکی خدمت مین زانوئے ادب طے کیئے تہے جسکا اثر یہ ہتا کہ شیخ نصیر الدین آخر عمر تک جب مولانا شمس الدین کی خدمت مین جاتے تو آپکے سابقہ حقوق کی رعایت سلف کے طریق پر کرتے۔ مولانا شمس الدین اعلی یارون کے درمیان نہایت مکرم معظم اور صاحب صدر تہے اور بہت سے فضائل خاص اور علو مرتبہ رکہتے تہے۔ جب آپ سلطان المشائخ کی دولت خلافت سے مشرف ہوئے تو لوگون کے بیعت لینے سے حتے الامکان احتراز کرتے تہے۔ اور اگر کوئی شخص ارادت کی نیت سے آپکی خدمت مین حاضر ہوتا تو تا بہ امکان احتراز کرتے لیکن جب وہ بہت ہی منت سماجت کرتا اور آپ اوسے استکام مین صادق و راستباز دیکہتے تو اوسوقت اوس سے بیعت لیتے۔ **منقول** ہے کہ مولانا شمس الدین فرمایا کرتے تہے کہ اگر خلافت نامہ کے کاغذ پر سلطان المشائخ کا نشان مبارک اونکے دستخط خاص کے ساتہ نہوتا تو مین ہرگز اوسکا غذکو اپنے پاس حفاظت سے نرکہتا۔ **تیسرا نکتہ** مولانا شمس الدین یحیی رحمۃ اللہ علیہ کے علم و تبحر کے بیان مین۔

منقول ہے کہ مولانا شمس الدین اور مولانا صدر الدین نا ولی طالب العلمی کے ابتدائی زمانہ مین علوم کی تحقیق و تدقیق اور توجیہ و تنقیح کرنے اور مقدمات وارد کرنے اور مخالفون کو الزام دینے مین شہر کے تمام علما مین مشہور و معروف تہے جس مجلس مین یہ دونون بزرگ تشریف لیجاتے کسیکو انپر اعتراض کرنے کی مجال نہ ہوتی۔ چنانچہ خود مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تہے کہ ہم علوم اصول و فقہ اور معانی و بیان کے شبہات اور اختلافات کی عمدہ طور سے تحقیقات کرتے تہے اور آئندہ و گذشتہ کے سبقون کی تحقیقات مین حد سے زیادہ جہان بین کیا کرتے تہے اور جو کچہ اون سبقون کے دارمات ہوتے یعنے شبہات اور قیود شروع وغیرہ سے اسقدر مستحضر ہوتے تہے کہ اُستادون کی مجلس مین وہ شبہات

جو مذکورہ سبقون مین وارد ہوتے ہم اونہین عین تقریر مین دفع کر دیتے تھے حتے کہ کسیکو اعتراض کی جگہ نہ ملتی - الغرض مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے علم و تبحر کی شہرت اسقدر جہ تک پہونچ گئی تھی کہ شہر کے بڑے بڑے اُستاد آپکی خدمت مین زانوئے ادب طے کرتے تھے اور آپکی شاگردی کو باعث فخر سمجھتے تھے - جو شخص اس بزرگ کی شاگردی اختیار کرتا فیض اثر نظر کی برکت سے دین و دنیا مین کامل حصہ اور علوم دینی سے وافر بہرہ حاصل کرتا تھا - اکثر شہر کے علماء و فضلا آپکی شاگردی کی طرف منسوب تھے اور ظاہری علوم کی سند اور دینی علوم کی تحقیق آپکی نسبت کرتے تھے اور اپنے فخر و مباہات کو اس بزرگ کی رفیع مجلس سے وابستہ جانتے تھے جو شخص آپکی شاگردی کی طرف منسوب ہے علماء کے حلقہ مین نہایت عزت و توقیر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے - الغرض مولانا شمس الدین ایک علمی مسئلہ مین اس قدر تفکر و تدبر کیا کرتے تھے جو قابل اظہار نہین آپ ایک ایسے عصر زمانہ اور محقق روز گار تھے کہ دینی علوم کی بہت سی تصنیفات عالم مین آپکی محسوسا یادگار ہین باقی ہین اور ایسے کامل الذات وحید الدہر تھے جو شریعت و حقیقت کو جامع تھے - حکیم خواجہ سنائی کہتے ہین **مثنوی**

قبلۂ زیر کان ستانۂ اوست ✤ گنج معنی کتابخانۂ اوست ✤ علم دین از برائی دین باید ✤ تو چنینی و این چنین باید ✤
از تو دارند صد ہزار فتوح ✤ وارد و صا در طبیعت روح ✤

چوتھا نکتہ مولانا شمس الدین یحیی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات اور سماع کے ذکر مین اور آپکے دار دنیا سے دار عقبی رحلت کر جانے کے بیان مین -

مولانا سلیمان شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کے مرید سے سنا گیا ہے کہ جمعہ کا دن تھا مین نماز جمعہ کے بعد مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہوا مولانا اوسی وقت جامع مسجد سے تشریف لائے تھے اور اوپر کے کپڑے اوتار کر ایک نسخہ کے لکھنے مین مشغول ہو گئے - مولانا سلیمان کہتے ہین اوسوقت میرے دل مین خیال پیدا ہوا کہ نماز جمعہ کے بعد مشائخ کی مشغولی کا وقت ہے یہ کیا بات ہے کہ ایسا بزرگ ایسے وقت مین کتابت مین مشغول ہے - جون ہی یہ خطرہ میرے دل مین گذرا مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے مشغولی کتابت سے سر اوپر اوٹھایا اور میری طرف دیکھکر فرمایا کہ سلیمان ! مین اوس سے بھی غافل و خالی نہین ہون - مولانا کی یہ گفتگو سنکر مین حیرت مین پڑ گیا کہ یہ کس درجہ کا کشف ہے - غرضکہ مولانا نے اُسیوقت میرے اوس خطرہ کی لفظ بلفظ حکایت کی جو ابھی ابھی میرے دل مین گذرا تھا اس جیسی بہت سی کرامتین اس بزرگ مین دیکھی گئی ہین - کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ اس بندہ نے مولانا شمس الدین قدس اللہ سرہ العزیز کو محفل سماع مین بہت دفعہ دیکھا ہے لیکن آخر عمر مین جو آپنے سماع سنا اور اوسکے بعد رحمت حق مین جا ملے اوسکی کیفیت یہ ہے کہ سلطان المشائخ کے خطیرہ مین عرس تھا اور محفل عرس مین مولانا شمس الدین اور شیخ

ہونیکے ساتھ مخصوص ہین اور جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اون خلفا پر بہی خدا کی رحمتِ کاملہ نازل ہو جو راہ راست دکہانے والے اور ہر برتر مقام پر پہونچنے والے ہین اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی آلِ پاک پر بہی خدا کی رحمت نازل ہو جو اپنے رب کو ہر صبح شام یاد کرتے ہین۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ خدائی واحد علام کی طرف پکارنا ارکان اسلام کا ایک اعلیٰ وارفع رکن اور ایمان کا نہایت مضبوط کڑا ہے جیساکہ پیغمبر علیہ السلام کی حدیث مین وارد ہوا ہے کہ مجہے اوس پاک ذات کی قسم ہے جسکے قبضۂ قدرت مین محمد کی جان ہے اے مسلمانو! اگر تم چاہو تو مین تمہارے وثوق ویقین کے لئے قسم کہا کر کہتا ہون کہ بندگانِ خدا مین سبسے زیادہ خدا کے دوست وہ لوگ ہین جو خدا کو دوست رکہتے ہین اوسکے بندون کی طرف اور بندگانِ خدا کو دوست رکہتے ہین خدا کی طرف یعنے خدا کی محبت وعشق کا طریقہ سکہتے ہین۔ نیز بُری باتون سے باز رکہنے اور اچہی باتون کا حکم کرنے کے لئے زمین پر چلتے ہین اسی بنا پر خدا تعالیٰ نے اپنے بندونکی مدح سرائی ان لفظون مین کی ہے کہ اَلَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ الخ یعنے رحمٰن کے بندے وہ ہین جو کہتے ہین۔ الٰہی! ہمین ہماری بیبیون اور اولادون سے آنکہونکی خنکی عطا فرما اور ہمین پرہیزگارون کا امام قرار دے۔ اور تحقیق خدا تعالیٰ نے اپنے بندون پر اس حدیث کی استواری اور موافقت کے لحاظ سے اوس بہترین پیغمبر کی پیروی لازم وواجب کی ہے جو اپنی امت کے اون لوگون کو بہشت کی طرف کہینچ لیجانیوالا ہے جنکے اعضاء وضو روشن و درخشان ہونگے جیساکہ خود تعالیٰ فرماتا ہے کہ محمد! آپ فرما دیجئے کہ یہ میری راہ اور میرا دین ہے۔ اور اسے میری امت مین تمہین خدا کی طرف اوس بینائی کی رو سے بلاتا ہون جسپر مین ہون اور جو لوگ میری پیروی کرتے ہین اور پیغمبر کی پیروی بجز آپکے اقوال کی رعایت ونگاہ داشت کرنے اور اعمال مین آپکی اقتدا کرنے اور اون تمام چیزون سے سر کو پاک کرنیکے جو وجود وپیدائش مین خدا کے سوا ہین اور تمام خلائق سے قطع تعلق کرکے معبود کی طرف ملنے کے ہرگز حاصل نہین ہوتی۔ پہر جاننا چاہیئے کہ فرزند عزیز پرہیزگار اور خدا کی صفات ووحدانیت کا عالم اور خدا کا پسندیدہ اور رب العالمین کی طرف توجہ کرنے والا یعنے شمس الملۃ والدین محمد بن یحییٰ نے (خدائے واحد اوسکے انوار کو اہلِ یقین اور صاحبِ تقویٰ پر فائض کرے) جب اپنا قصد وارادہ ہماری طرف درست کیا اور ارادت کا خرقہ ہماری طرف سے زیب جسم کیا اور ہماری صحبت کا کافی ووافی حصہ حاصل کیا تو مین نے اوسے اجازت ورخصت دی جبکہ مین نے تجربہ کر لیا کہ وہ جناب سید کائنات کی پیروی واتباع پر ثابت قدم ومستقیم ہے اور اوس نے اپنے تمام اوقات طاعات الٰہی مین مستغرق کر دیئے ہین اور غلبات نفس اور خطرات کے ہجوم سے اپنے دل کو محفوظ رکہتا ہے۔ دنیا اور اسباب دنیا سے روگردان ہے اور ابناء دنیا اور ارباب دنیا

کی طرف میل کرنے سے بری ہے اوس نے تمام علائق کو قطع کر دیا ہے اور ہمہ تن خدا کی طرف متوجہ ہے اوسکے دل مین عالم قدس کے انوار تابان و درخشان ہین اور عالم ملکوت کے اسرار چمک رہے ہین اوس کے لیئے خدا تعالی کی معرفت کے دریافت کرنے کا دروازہ کہل گیا ہے اور محبت خدا کا ذوق و شوق دلمین بہرا ہوا ہے - مین نے اوسے اسکی اجازت دی کہ مریدین کو خرقہ پہنائے اور اونہین موقنین کے مقامات کی طرف راہ دکہائے مین نے شمس الدین یحیٰی کو ویسی ہی اجازت دی جیسے مجھے میرے شیخ نے اپنی نظر خاص سے ملاحظہ کرنے اور خرقہ اختصاص کے پہنانے کے بعد اجازت دی وہ شیخ جنکی بزرگی کی خوشبو ہر طرف پہیلی ہوئی ہے اور کرامتون کی روشنی ہر جانب پہونچی ہوئی ہے - عالم قدس مین اون کے افکار نے بلند پروازی کی ہے اور رحمان کی محبت اونکے آثار نے ظاہر کی وہ کون ہے خلق کے قطب - دنیا کے علامہ فرید الحق والشرع والدین خدا تعالی اونکی آسودگی کو خوش کرے اور حظیرۃ القدس کو اون کا آرامگاہ مقرر فرمائے - جناب فرید الحق والدین نے ارادت و خلافت کا خرقہ مشائخ کے بادشاہ طریقت کے سلطان محبت خدا کے کشتہ یعنے قطب الملۃ والدین بختیار اوشی سے زیب جسم فرمایا اور اونہون نے خلافت کا خرقہ عارفون کے مہتاب معین الدین حسن سنجری سے پہنا اور معین الدین حسن سنجری نے خلافت کا خرقہ عثمان ہارونی سے پہنا جو خدا کی دلیل اوسکی خلق پر ہین اور عثمان ہارونی نے خلافت کا خرقہ حاجی شریف زندنی سے حاصل کیا اور اونہون نے مودود چشتی سے پہنا جو خلق مین سایۂ خدا ہین - خواجہ مودود چشتی نے بادشاہ شیوخ صاحب تمکین ناصر الدین یوسف چشتی سے خرقۂ خلافت لیا اور یوسف چشتی نے ابو محمد چشتی سے حاصل کیا جو بندگان خدا کی پناہ تہے - ابو محمد چشتی نے خلافت کا خرقہ عمدۃ الابرار قدوۃ الاخیار ابو احمد چشتی سے زیب بدن فرمایا اور ابو احمد چشتی نے بزرگ ترین اہل ایمان پرہیزگارون کے چراغ ابو اسحاق شامی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا (چشتی کے القاب مبارک کا اطلاق اسی بزرگ سے نکلا ہے کیونکہ اس بزرگ کا اصلی وطن چشت تہا) ابو اسحاق شامی چشتی نے خرقۂ خلافت درویشون کے آفتاب حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری سے پہنا اور خواجہ ممشاد علو دینوری نے بادشاہ مشائخین بزرگترین اہل ایمان ابو ہبیرۃ بصری سے خرقۂ خلافت پہنا اور ابو ہبیرۂ بصری نے صالحون کے سرتاج اور عاشقون کی دلیل حضرت حذیفہ مرعشی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا - اور حذیفہ مرعشی نے سالکون کے شہنشاہ واصلون کی دلیل سلطنت کے ترک کرنے والے حضرت ابراہیم ادہم بلخی سے خرقہ خلافت پہنا اور ابراہیم ادہم بلخی نے قطب الاقطاب قطب ولایت صاحب فضل و فضائل ذو الرای حضرت فضیل بن عیاض سے حاصل کیا اور حضرت فضیل نے قطب عالم شیخ معظم حضرت عبد الواحد بن زید سے خرقۂ خلافت پہنا اور عبد الواحد زید نے

الغرّاء والطريقة الزهراء رسول الرحمة المخصوص بخلافة رتبة في مقام البيعة وعلى خلفائه الراشدين الذين
فازوا بجلّ مقام عليّ وعلى الآل الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي۔ اما بعد فان الدعوة الى الله اجلّ العلام من ارفع
دعائم الاسلام واوثق عروة في الايمان على ما ورد في الخبر عنه عليه السلام والذي نفس محمد بيده لئن شئتم
لاقسمنّ لكم ان احبّ عباد الله الى الله الذين يحببون الله الى عباد الله ويحببون عباد الله الى الله و
يمشون في الارض بالنصيحة والامر وما مدح الله عباده الذين يقولون ربنا هب لنا من ازواجنا
وذرياتنا قرة اعين واجعلنا للمتقين اماما وقد اوجبها الله تعالى على وفقه لاتباع سيد المرسلين
وقائد الغر المحجلين بقوله عز وجل قل هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن اتبعني و
واتباعه انما يكون برعاية اقواله والاقتداء به في اعماله وتنزيه السر عن كل ما سوى الله في الوجود
والانقطاع الى المعبود ثم ان الولد الاعز التقي والعالم المرضي المتوجه الى رب العالمين شمس
الملة والدين محمد بن يحيى افاض الله الواحد انواره على اهل اليقين والتقوى لما صح قصده
الينا ولبس خرقة الارادة منا واستوفى الحظ من صحبتنا اجزت له اذا استقام على اتباع سيد الكائنات
واستغرق الاوقات بالطاعات وراقب القلب عن هواجس النفس والخطرات واعرض عن الدنيا
واسبابها ولم يركن الى ابنائها وارباجها وانقطع الى الله بالكلية واشرقت في قلبه
الانوار القدسية والاسرار الملكوتية وانفتح باب الفهم التعريفات الالهية ان يلبس الخرقة
للمريدين ويرشدهم الى مقامات الموقنين كما اجازني بعد ما لاحظني بنظرة الخاص والبسني
خرقة الاختصاص شيخنا الفائح في الاقطار فوائح نفحاته الرائج في الآفاق لوامع كراماته
السائح في العالم القدس اذكاره البائح بمحبة الرحمن آثاره قطب الورى علامة الدنيا فريد الحق
والشرع والدين طيب الله ثراه وجعل حظيرة القدس مثواه وهو لبس الخرقة من ملك المشائخ
سلطان الطريقة قتيل محبة الجبار قطب الملة والدين بختيار اوشي وهو من بدر العارفين معين الملة
والدين الحسن السنجري وهو من حجة الحق على الخلق عثمان الهاروني وهو من سيد النطق الحاجي
الشريف الزندني وهو من ظل الله في الخلق مودود الچشتي وهو من ملك المشائخ اهل التمكين ناصر
الملة والدين يوسف الچشتي وهو من ملجاء العباد محمد الچشتي وهو من عمدة الابرار وقدوة الاخيار
ابي احمد الچشتي وهو من سراج الاتقياء ابي اسحاق الچشتي وهو من شمس الفقراء علو دينوري

وهو من اکرم اهل الایمان هبیرة البصری - وهو من تاج الصالحین برهان العاشقین حذیفة المرعشی
وهو من سلطان السالکین برهان الواصلین تارک المملکة والسلطنة ابراهیم بن ادهم وهو من
قطب الولایة ابی الفضل والفضائل والدرایة الفضیل بن عیاض وهو من قطب العالم والشیخ
المعظم عبد الواحد بن زید وهو من رئیس التابعین امام العالمین الحسن البصری وهو من
امیر المؤمنین فی اعالی المقامات المنتهی الیه خرقة کل طالب علی بن ابی طالب کرم الله
وجهه وقدس الله اسرارهم وابقی الی یوم القیامة انوارهم وهو من سید المرسلین خاتم
النبیین المنوط باتباعه محبة رب العالمین محمد ن المصطفی صلی الله علیه وسلم وعلی کل من
به انتمی واقتدی فمن لم یصل الینا ووصل الیه فقد استخلفناه عنا فیده العزیزة نائبة
عن یدنا والتزام حکمه فی امر الدین والدنیا من تعظیمنا وعظمناه واما من لم یحفظ حق من حفظناه
والله الموفق الهادی والمستعان وعلیه التکلان ثم حررت هذه الاسطر بالاشارة العالیة
نظام الدین محمد بن احمد علاه وصانه عن کل آفة وحماه. بخط العبد الضعیف الراجی بالفضل الربانی
حسین بن محمد بن محمود ن العلوی الکرمانی وذلک فی الیوم العشرین من ذی الحجة اربع وعشرین
وسبع مائة

ترجمہ خلافت نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم - تمام حمد و ثنا اوس خدا کو ثابت ہے
جسنے اپنے دوستون کے ارادون کو عالم اور اہل عالم کی طرف میل کرنے کی طرف کردیے اور اون کے دلی قصدون
کو خدائے واحد وحنان کے ساتھ نیکوکاری کی روسے وابستہ کیا پس صبح وشام خدا کے دوستون پر محبوب کے
دریاے محبت کی شراب کا پیالہ ہمیشہ اور بلا زوال دور کرتا رہتا ہے۔ جب اون پر رات کا اندھیرا چھا جاتا ہے
تو شوق و ذوق سے اونکے دل مشتغل ہوجاتے اور آنکھین بارش کی طرح آنسو بہاتی ہین وہ دوست کے
ساتھ راز کہنے کی وجہ سے برخورداری حاصل کرتے اور خدا تعالی کے سراپردہ کے گرد فکرون کی روسے گھومتے ہین
اون مین سے بعضے لوگ ایسے ہوتے ہین جو ہر زمانہ مین عرفان کی تازگی کے لباس سے آراستہ رہتے ہین اطراف
عالم مین اون کی نشانیان ظاہر ہوتی اور عالم مین اونکے انوار روشن و واضح ہوتے ہین۔ دلی کی زبان حق
کے ساتھ گویا ہوتی ہے اور وہ خلق مین خدا کا داعی ہوتا ہے تاکہ خلق کو گمراہی کی تاریکی سے ہدایت کی روشنی
کی طرف نکالے اور اوہنین رب غفور کیطرف نزدیک کرے۔ حمد و ثنا کے بعد روشن شریعت اور تابان طریقت
کے صاحب یعنے رسول رحمت پر خدا کی کامل رحمت نازل ہو جو مقام بیعت مین اپنے پروردگار کے خلیفہ

سلطان المشائخ کی خدمت مین پوری قرب اور تمام وکمال مرتبہ حاصل ہے تم جسوقت چاہتے ہو سلطان المشائخ کی خدمت مین چلے جاتے ہو اور کوئی روک ٹوک نہین ہوتی۔ امیر خسرو خوب فرماتے ہین۔ **بیت** زہے سعادت واقبال چشم آنکس را کہ در جمال تو دستوری نظر یابد ÷ تم فرصت کے وقت مجہہ غریب کی طرف سے سلطان المشائخ کی خدمت مین یہہ عرض کرو۔ ہمام کہتا ہے **بیت** [1] ای صبا بندۂ نوازی کن واز حال ہمام ÷ وقت فرصت ہمہ در بندگی یار بگو ÷ کہ مین بیچارہ غریب الدیار اودھ مین سکونت رکہتا ہون اور خلق کی مزاحمت کی وجہ سے مشغول بحق نہین ہو سکتا ہون اگر سلطان المشائخ کا حکم ہو تو پہاڑون اور صحراؤن مین نکلکر بفراغت خدا تعالی کی طاعت وبندگی مین مصروف ہون۔ امیر خسرو نے اقرار کیا کہ مین تمہاری یہ التماس سلطان المشائخ کی خدمت مین ضرور عرض کرونگا اور امیر خسرو کا دستور تہا کہ اپنے باری کے دن جب جماعت خانہ مین موجود ہوتے تو عشا کی نماز کے بعد اور استراحت کے وقت سلطان المشائخ کی خدمت مین جاتے اور بیٹہکر ہر قسم کی حکایتین نقل کرتے جیسا کہ ہم سلطان المشائخ کے ذکر مین لکہہ آئے ہین۔ الغرض امیر خسرو نے اس موقع پر شیخ نصیر الدین محمود کی عرضداشت سلطان المشائخ کی خدمت مین پیش کی آپنے فرمایا۔ امیر خسرو! شیخ نصیر الدین سے کہدو کہ تمہین خلق مین رہنا اور لوگونکے جور وظلم کی مصائب جہیلنے چاہیئین۔ اور اونکے عوض مین بذل وایثار اور سخاوت وبخشش کرنا چاہیئے۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ جناب سلطان المشائخ کمال عقل اور حکمت وکرامت کیساتہ موصوف تہے اور ہر شخص کو اوسی کام کا حکم فرماتے تہے جو اوسکے قابل وشایان دیکہتے تہے کسیکو سکوت وخاموشی کا حکم فرماتے اور کسیکو گوشہ نشینی اور دروازہ بند کرکے بیٹہنے کا ارشاد کرتے۔ کسی کی نسبت حکم صادر ہوتا ہے کہ تم بہت سے مرید کرنے مین کوشش کرو کسیکو ارشاد ہوتا کہ تمہین خلق مین اور لوگون کے ظلم وجفا سہنا چاہیئے اور اون سے حسن معاملہ کرنا مناسب ہے اور یہ مرتبہ انبیا واولیا کا مقام ہے یہ کام اوس شخص سے بن آتا ہے جو اسکے شایان وقابل ہے یہ کام میرا تمہارا نہین ہے۔ ایک بزرگ کیا خوب فرماتے ہین **بیت** [2] تو نہ مرد عشق بازی ما ÷ برواے خواجہ کار دیگر کن ÷

دوسرا نکتہ اوس مجاہدے کے بیان مین جو سلطان المشائخ نے شیخ نصیر الدین محمود کو تلقین کیا ہے اور شیخ نصیر الدین محمود قدس اللہ سرہما العزیز کے مجاہدون کے بیان مین۔ شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تہے کہ ابتدائی زمانہ مین جب مین سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر ہو کر

---

[1] اے صبا بندہ نوازی کر۔ اور ہمام کا حال فرصت کے وقت دوست کی خدمت مین گذارش کر ۱۲

[2] تو میرے عشق کے قابل نہین ہے۔ پس چلا جا اور کسی دوسرے کام مین مشغول ہو ۱۲

ارادت لایا اور بیعت کی سعادت سے مشرف ہوا تو ایکدن ٹھیک دوپہر کے وقت اوس درخت بڑ کے نیچے کھڑا تھا جو سلطان المشائخ
کے مکان مین موجود تھا۔ اسی اثنا مین سلطان المشائخ جماعت خانہ کے کوٹھے پر سے نیچے تشریف لائے تاکہ پرانے حجرے
مین جو ستون کے چبوترہ کے اندر ہے قیلولہ کرین جون ہی آپنے اس ضعیف کو کھڑا دیکھا حجرے مین تشریف نہین لیگئے
بلکہ دہلیز مین جاکر بیٹھ گئے اور خواجہ نصیر خادم کو میرے بلانے کیلئے بھیجا۔ جب مین دولت قدمبوسی کو پہونچا تو فرمایا
نصیر الدین! بیٹھ جاؤ۔ مین بیٹھ گیا۔ زان بعد فرمایا کہ تمہاری دل مین کیا ہے اور اس کام سے مقصود کیا ہے اور تمہارے
والد کیا کام کرتے ہین مین نے عرض کیا کہ میرا مطلوب اس کام مین بجز مخدوم کی درازی عمر اور ترقی دولت کی دعا کے اور کچھ
نہین ہے۔ شیخ سعدی خوب فرماتے ہین **بیت** بشنو[1] نفسی دعائی سعدی ÷ گرچہ ہمہ عالمت دعاگوست ÷ اور درویشون
کی جوتیان سیدہی کرنا اور سر و دیدہ سے اونکی خدمت مین مصروف رہنا میرا دلی مقصد ہے۔ ایک بزرگ خوب فرماتے
ہین **بیت** عہدے کردم کہ خدمت کس نکنم ÷ در ہر دو جہان مگر خدا را و ترا ÷ میرے والد بہت غلام رکھتے ہین
جو پشمینہ کی سوداگری کرتے ہین۔ اسکے بعد سلطان المشائخ نے بہت سی عنایت و مہربانی کا اظہار کرکے فرمایا۔
نصیر الدین! سنو جس زمانہ مین مَین اپنے خواجہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت
مین حاضر تھا تو ایکدن کا ذکر ہے کہ اجودہن مین ایک دانشمند جو میرا یار اور ہم سبق تھا اور مدتون تک مین نے
اور اوسنے ایک جگہ تعلیم پائی تھی میرے سامنے آیا جب اوسنے مجھے میلے کچیلے اور پھٹے پرانے کپڑون مین دیکھا تو دریافت
کیا کہ مولانا نظام الدین! تمہین یہ کیسا دن پیش آیا اور تمہاری یہ کیا حالت ہوئی اگر اس قدر زمانہ تک تم شہر
مین لوگون کو تعلیم دیتے تو مجتہد زمانہ کہلائے جاتے اور اسباب و روزگار بہت کچھ حاصل کر لیتے۔ مین نے اوس یار عزیز
کی یہ باتین سنکر کچھ جواب نہین دیا اور معذرت کرکے اپنے خواجہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ شیخ شیوخ العالم نے
پوچھا نظام! اگر تمہاری یارون مین سے کوئی شخص تم سے ملکر کہے کہ یہ کیسا دن ہے جو تمہین پیش آیا ہے اور
تعلیم و تعلم جو فراغت و رفاہیت کا سبب ہے اوسے ترک کرکے تم اس دہاڑے کو پہونچگئے ہو اور اس روز مین مشغول
ہوئے ہو تو تم اسکا کیا جواب دو۔ مین نے عرض کیا کہ جو کچھ مخدوم کا ارشاد ہو وہی عرض کرون فرمایا اوسکا جواب یون دینا
چاہیئے **بیت** نہ ہمرہی[2] تو مرا راہ خویش گیر و برو ÷ ترا سعادت باد و مرا نگونساری ÷ زان بعد شیخ شیوخ العالم
نے فرمایا کہ باورچی خانہ مین جاکر کہو کہ ایک خوان طرح طرح کے کہانون سے آراستہ کرکے لائین۔ مین نے فورًا

[1] اے سعدی یہی دعاگو ہے اگرچہ تمام عالم آپکی دعا کرتا ہے ۱۲

[2] تو میرا ہمراہی نہین ہو سکتا اپنی راہ لے تجھے سعادت مطلوب ہے اور مین اسی مین خوش ہون ۱۲

تابعین کے سردار علما، کے امام حضرت خواجہ حسن بصری سے خرقہ خلافت پہنا اور حضرت خواجہ حسن بصری نے امیر المومنین خلیفہ برحق حضرت رسول رب العالمین کے جانشین اہل عالم کے پیشوا آسمانی فرشتون کے درمیان سکونت کرنیوالے اعلی مقامات مین جگہ لینے والے جنکی طرف ہر طالب کا خرقہ منتہی ہوتا ہے یعنے جناب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے خرقہ خلافت پہنا جو خلفاء راشدین کے ختم اور اہل مشارق و مغارب کے امام ہین۔ خدا تعالی اونکی ذات کو بزرگ کرے اور تمام مشائخ کے اسرار پاک کرے اور اونکی روشنائی قیامت کے روز تک باقی رکہے اور حضرت مرتضی علی بن ابی طالب نے سید المرسلین خاتم النبیین سے خرقہ خلافت زیب جسم فرمایا جنکی پیروی پر رب العالمین کی محبت موقوف ہے اور جنکا نام پاک محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ خدا تعالی اون پر اور اونکے فرزندون اور یارون پر رحمت وسلام نازل فرمائے۔ اور اون لوگون پر بہی رحمت کاملہ نازل ہو جو آپ سے نسبت رکہتے اور اقتدا کرتے ہین پس جو شخص کہ ہماری طرف نہ پہونچ سکے اور شمس الدین یحیی کی طرف پہونچے تو اوسے واضح ہو کہ ہمنے شمس الدین یحیی کو اپنی جگہ جانشین کیا اور اپنا خلیفہ بنایا ہے پس اوسکا عزیز رکہنا میرے رکہنے کے قائم مقام ہے اور دین و دنیا کے کامون مین اوسکی فرمانبرداری کرنا حقیقت مین میری تعظیم و توقیر کرنا ہے۔ خدا تعالی اوس شخص پر رحم کرے جو اوسکی توقیر کرے جیسے مین بزرگ و گرامی کہون اور عزت کرون اور اللہ تعالی اوسے ذلیل و خوار کرے جو اوس شخص کے حق کی رعایت نکرے جسکے حق کی مین رعایت کرون اور خدا تعالی ہی مددگار اور راہ دکہانے والا اور مدد کا زنکا گیا ہے اور اوس پر تمام کامون کا بہروسہ ہے۔ پہر یہ بہی واضح ہو کہ یہ چند سطرین حضرت سلطان المشائخ نظام الدین محمد کے اشارہ عالیہ لکہی گئی ہین خدا اون کی بزرگی کو ہمیشہ نگاہ رکہے اور ہر آفت سے محفوظ رکہے۔ نیز یہ سطرین بندۂ ضعیف فضل رحمان کا امیدوار حسین بن محمد بن محمود علوی کرمانی کے قلم خاص سے لکہی گئی ہین اور یہ کتابت ذیحجہ کی بیسوین تاریخ سنہ ۷۲۴ھ مین واقع ہوئی

ازانجملہ مشائخ طریقت کے شیخ عالم حقیقت کے بادشاہ ظاہر و باطن کی صفائی مین یکسان محبت و وفا کی کان علم و عقل اور عشق و ورع اور مکارم اخلاق اور بذل و ایثار اور بندگان خدا کی تحمل جفا اور تالیف قلوب کیلیے درم و دینار سے مکافات کرنے مین بینظیر و لاثانی یعنے شیخ نصیر الملۃ والدین محمود ہین جو عجب پسندیدہ ذات اور مقبول و برگزیدہ اوصاف رکہتے تہے یہانتک کہ اوس زمانہ مین دانشمند علماء اور مشائخ روزگار اور متوسط درجہ کی تمام مخلوق چہوٹے بڑے سب کے سب آپکے معتقد و مطیع تہے (خدا تعالی اونکی قبر پاک کو پاک و ستہرا رکہے) اور اس عالم حقیقت کے بادشاہ کا ذکر چار نکتون کو شامل ہے۔ **پہلا نکتہ** سلطان المشائخ کی اوس پرورش و عاطفت کے ذکر مین جو شیخ نصیر الدین محمود کے حق مین ظہور مین آئی۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ شیخ نصیر الدین محمود بہی ابتدائی زمانہ

جناب سلطان المشائخ کی نظر خاص مین ملحوظ ہو گئے تھے اور دینی و دنیاوی نعمت کے ساتھ مخصوص تھے چنانچہ
ایک موقع کا ذکر ہے کہ خواجہ محمد گاذرونی جناب شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز کے مریدین
خاص جو اکثر اوقات سلطان المشائخ کی خدمت مین آیا کرتے تھے اس رات کو سلطان المشائخ کے جماعت خانہ
موجود تھے جب تہجد کی نماز ادا کرنے کے لئیے تجدید وضو کے واسطے گئے تو اپنا بالاپوش جماعت خانہ مین چھوڑ گئے
کسی شخص نے اوس بالاپوش کو اٹھا لیا اور وہان سے چلتا بنا۔ خواجہ محمد وضو کر کے آئے تو اپنا بالاپوش نہ پایا اور خواجہ
محمود بیاشای سے جو جماعت خانہ کا خادم اور باصفا درویش اور عزیز بے ریا تھا گفت و شنید ہوئی اتفاق سے اسوقت
شیخ نصیر الدین محمود خانقاہ کے ایک گوشہ مین بیٹھے ہوئے مشغول بحق تھے۔ جب آپنے ان دونون صاحبون کی
گفتگو سنی تو اپنا لبادہ خواجہ محمد گاذرونی کو عطا فرمایا شدہ شدہ اس حکایت کی خبر سلطان المشائخ کو پہونچی آپنے
شیخ نصیر الدین کو اوپر بلا بھیجا اور اس ایک خصلت کو پسند فرما کر انتہا سے زیادہ شفقت و مہربانی فرمائی۔ وہ
خاص اپنا لبادہ اونہین دیکر بہت سی نیک دعائین دین۔ کاتب حروف نے جناب سید السادات اپنے عم بزرگوار
سید حسین رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ آج جناب سلطان المشائخ کی باعظمت بارگاہ شیخ نصیر الدین
محمود کے وجود سے بارونق ہے اور دہلی شہر مین بجز شیخ نصیر الدین محمود کے کوئی شخص سلطان المشائخ کا مقام و
مرتبہ نہین رکھتا ہے کیونکہ آپ ظاہر و باطن مین تا بہ امکان سلطان المشائخ کی طرز و روش سے سر مو تجاوز نہین کرتے
ہین اور اس کام مین سلطان المشائخ کے تمام خلفا مین پوری برخورداری آپکو حاصل ہے اور مرتبہ کمال پر
پہونچ گئے ہین۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** میان جملۂ اصحاب ہم چو ماہے بود؎ چہ نسبت است بمہ بلکہ
باد شاہے بود؎ حقیقت مین شیخ نصیر الدین محمود ایک ایسی عجیب و غریب ذات رکھتے تھے جو تمام حمیدہ اوصاف
کے ساتھ موصوف تھی اور اعلیٰ یارون کے طبقے مین اخلاق شائستہ کے ساتھ مشہور و معروف۔ یہ ضعیف کہتا ہے
قطعہ میانِ اہل ارادت نظیر پیر آمد؎ زہے روش کہ درین راہ بے نظیر آمد؎ ضمیرِ روشن او ہر چہ کرد در عالم؎
بہ نزد اہل صفا جملہ حق پذیر آمد؎ نیز کاتب حروف نے السیادات سید حسین اپنے عم بزرگوار سے یہی سنا ہے
کہ ایکدن شیخ نصیر الدین محمود نے امیر خسرو سے کہا جو اعلیٰ درجہ کے یارون مین شمار کیئے جاتے تھے کہ آپ کو

ل درمیان جملہ احباب کے وہ مثل ماہ تابان تھے بلکہ چاند سے نسبت غلط ہے وہ مثال بادشاہ تھے ۱۲

لہ اہل ارادت کے درمیان وہ اپنے پیر کی زندہ مثال اور اس طریقہ مین بے نظیر تھے۔ جو اونکی روشن ضمیری سے
ظاہر ہوا۔ اوسکو جملہ اہل صفا نے قبول کیا۔ ۱۲

حکم کی تعمیل کی۔ جب باورچی خانہ کے داروغہ نے ایک آراستہ خوانچہ کہانا تو شیخ شیوخ العالم نے فرمایا۔ نظام! اس کہانیکے خوان کو سرپر رکہو اور اوس مقام پر لیجاؤ جہان تمہارا وہ یار مقیم ہے۔ مین نے خواجہ کے فرمان کے مطابق کہانے کا خوان سرپر رکہا اور اوس طرف چل نکلا چلتے چلتے اوس سرائے مین پہونچا جہان وہ فروکش تہا۔ جون ہی اونکی نظر مجہپر پڑی زار قطار روتا ہوا دوڑا اور کہانے کا خوان میرے سرسے اُتار کر پوچہنے لگا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ مین نے کہا مجہسے تمہاری ملاقات کرنے اور باہمی بحث و گفتگو کرنے کا حال شیخ شیوخ العالم کو باطنی نور سے روشن و ہویدا ہوگیا شیخ نے ساری کیفیت مجہسے دریافت کی جب مین نے تمام باتین صاف صاف عرض کردین تو شیخ نے یہ خوان مرحمت فرمایا اور تمہاری بات کا جواب اس بیت مین عنایت کیا **بیت** نہ ہمرہی تو مرا راہ خویش گیر و برو ؛ ترا سعادت باد امرا نگونساری ؛ اوس دانشمند عزیز نے میری یہ گفتگو سنکر جوابدیا۔ خدا کا شکر ہے کہ تم ایک ایسا بزرگ و معظم شیخ رکہتے ہو جس نے تمہارے نفس کو اس حدتک ریاضت دی ہے اب مجہے بہی اپنے شیخ کی خدمت مین لیچلو تاکہ ایسے بزرگ کی پابوسی کی سعادت حاصل کرون۔ الغرض جب وہ کہانا صرف ہوگیا تو دانشمند نے اپنے خدمتگار سے کہاکہ یہ خوان سر پر رکہکر ہمارے ساتہہ ساتہہ چل۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ مینے اوس عزیز سے کہا ایسا نکرو جسطرح خوان سر پر رکہکر لایا ہون اوسیطرح واپس ہون گا اور شیخ کی خدمت مین پہنچاؤن گا۔ چنانچہ مین نے خوان اپنے سرپر رکہہ لیا اور وہ دانشمند میرے ساتہ ساتہ شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین آیا سر سے تاج رعونت اوتار کر بادشاہ اہل محبت کی درگاہ کی خاک پر رکہی اور شیخ شیوخ العالم کے مکاشفہ اور محاورہ سے آپکا اسیر محبت ہوگیا اور دلی عقیدت مندی کے ساتہ بیعت کی۔ یہ ضعیف کہتا ہے **بیت** از دیدہ و دل بندہ مشکل تو شدم ؛ یارب چہ خوش است این طریق خوش تو ؛[۵۰] شیخ نصیر الدین محمود فرماتے ہین کہ جس اثنا مین سلطان المشائخ یہ فوائد اپنے غلام سے فرما رہے تہے اور مجاہدہ کی تلقین کر رہے تہے اور عشق انگیز ابیات پڑہتے تہے تو آپکی پرنم آنکہون سے آنسوؤن کی ندیان تڑی بہ رہی تہین اور انتہا درجہ کی رقت طاری تہی۔ یہ ضعیف کہتا ہے **بیت** چشم از خون دل روان کردہ ؛ جوئے خون ہمچو آب بردر تو ؛ اسی اثنا مین سید السادات سید حسین کاتب حروف کے عم بزرگوار جنکا وصف شرح و بیان سے مستغنی ہے اور اور جسکا شمہ اونکے حالات مین لکہا گیا ہے عالم شباب اور کامرانی کے زمانے مین عجیب کیفیت سے آئے رومال سے سر بندہا ہوا اور نازنین دستار مبارک مونڈہے پر پڑا ہوا جوانون کی طرح خرامان دروازے سے آئے اور چاہتے تہے کر دہلیز سے گذر کر سلطان المشائخ کے حجرے کے اندر تشریف لیجائین کہ سلطان المشائخ نے فرمایا۔ سید!

---

۵۰ تیرا طریق اور تیری روش بہت اعلیٰ درجہ کی ہے کہ مین دل و جان سے تیرا غلام ہوگیا ۱۲

یہان آکر بیٹھو اور سعادت حاصل کرو۔ سلطان المشائخ کے فرمان کے مطابق وہ صاحب سعادت وہان آکر بیٹھ گئے جہان مین
اور سلطان المشائخ بیٹھے تھے اور سعادتون اور ذوقون کے دریافت کرنے مین جنکا ذکر اوس مجلس مین ہورہا تہا شریک ہوئے
اس حکایت کی تصدیق کے لیئے کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ جس زمانہ مین سید باصفا کی پاک ذات فالج کی زحمت مین
مبتلا ہوئی تو سید نے اس بندہ اور اسکے بہائیون کو شیخ محمود کی خدمت مین روانہ کیا اور فرمایا کہ تم جاکر شیخ محمود سے
دریافت کرو کہ آپکو وہ دن یاد ہے کہ سلطان المشائخ حجرہ کی دہلیز مین بیٹھے ہوئے تہے اور فوائد و ابیات زبان فیض
ترجمان سے بیان فرمارہے تہے تم بہی اوسوقت موجود تہے جب مین اوس مجلس سے عبور کرکے اندر جانے لگا تہا تو
سلطان المشائخ نے مجھے بلایا تہا اور فرمایا تہا کہ سید! یہان آکر بیٹھو اور سعادت حاصل کرو۔ جب ہم نے یہ
پیام شیخ محمود کو پہونچایا تو آپنے فوراً فرمایا۔ بیشک وہ دن مجھے خوب یاد ہے جب مین شیخ محمود کی مجلس سے اُٹھکر
باہر آیا اور سید السادات کی خدمت مین پہنچا تو آپ سے دریافت کیا کہ سلطان المشائخ نے جو بیتین اوسوقت
فرمائی تہین آپکو اون مین سے کچھ یاد ہین۔ سید السادات کو جس قدر بیتین یاد تہین پڑہین اور باقی بیتین
مین نے اونہین یاد دلائین۔ اب مین پہر اصل قصہ کی طرف رجوع کرتا ہون۔ شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ
علیہ فرماتے تہے کہ ابتدائی زمانہ مین ایکدفعہ نفس مجھے تکلیف دینے لگا اور سوء تنفس کا عارضہ پیدا ہوگیا جس سے
مین نہایت منغص و پریشان ہوا چنانچہ مین نے اوسکے دفعیہ کے لیئے اس قدر عرق لیمو پیا کہ معرض ہلاکت مین
اوسوقت مین نے اپنے دلمین کہا کہ یہ شخص مرنا اختیار کرتا ہے نہ وہ کہ نفس مزاحم حال ہوتا ہے۔ شیخ نصیر الدین محمود
یہ بہی فرماتے تہے کہ ایکدفعہ مین نے غایت مجاہدہ سے دس روز تک کچھ نہین کہایا تہا۔ یہ خبر سلطان المشائخ تک
پہونچی آپنے مجھے اپنے پاس بلایا اور اقبال خادم سے فرمایا کہ باورچیخانہ مین سے ایک روٹی لے آ۔ اقبال
ایک روٹی اور اوسکے ساتھ بہت سا حلوا لے آئے سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہ ساری روٹی کہالو۔ مین متحیر
تہا کہ ساری روٹی ایکدفعہ کہانا میرے اندازے سے باہر ہے۔ اس روٹی کے کہانے کے لیئے چندروز چاہئیین۔
کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ اس بزرگ کی ظاہر و باطن کی مشغولی اور مجاہدہ کی حکائیتین اس درجہ ہین جنکی
تحریر سے قلم محض عاجز ہے۔ جو لوگ اس بزرگ کی قدمبوسی کی دولت کو پہونچے ہین اونہون نے آپکی نورانی پیشانی
مین تقوی کے آثار محسوس کیئے ہین۔ اس بزرگ کی آخر عمر مین جبکہ آپ کا کمال عروج کو پہونچگیا تہا اور
ذات مبارک محض روح ہوگئی تہی جو خوشبو سلطان المشائخ کی مجلس مین آتی تہی ویسی ہی خوشبو شیخ
نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس مبارک سے کاتب حروف کے مشام جان مین پہونچی ہے اور افسردہ دلوں مردہ

جان کو بتیس برس کے بعد. تر و تازگی اور انبساط و خوشی حاصل ہوئی جن صاحبدلون نے سلطان المشائخ کی مجلس کو دیکھا ہے اور اوس معنی پر جو معنی کا مغز ہے پہونچگئے ہین - آپکے بعد شیخ نصیر الدین محمود کی مجلس کو اوسی طریق پر پایا ہے اور دونون مجلسون مین کوئی تفاوت نہین دیکھا ہے۔ یہ ضعیف کہتا ہے **بیت** مرا ز مجلس تو بوے یارے آید؛ خوشم ز بوئی تو کز سوئے یارے آید؛ ہزار پیرہن دل چو گل شود پارہ؛ ازین نسیم کہ از کوئے یارے آید؛ جب شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس سے اس کرامت کا مشاہدہ ہوا تو مین نے اپنے دل مین کہا کہ اس بزرگ کا کام کمال کے مرتبہ کو پہونچگیا ہے تعجب ہے کہ اس جیسے پاک ذات کو دنیا مین چھوڑین اسی معنی کے مناسب دو ابیات ہین جو سلطان المشائخ کی زبان مبارک سے گذری ہین **رباعی** ہیچ منمائی روے شہر افروز؛ چون نمودی بر و سپند بسوز؛ آن جمال تو چیست مستی تو؛ وان سپند تو چیست ہستی تو؛ اس رباعی کی شرح مفصل طور پر ستر کرامت کے نکتہ مین لکہی جائے گی - الغرض اسکے بعد بہت تہوڑے دن گذرے تہے کہ شیخ نصیر الدین محمود نے سفر آخرت قبول کیا اور مقعد صدق مین قرار پکڑا - قدس اللہ سرہ العزیز - آپکا انتقال رمضان مبارک کی اٹھارہوین تاریخ ۷۵۷ھ ہجری مین جناب سلطان المشائخ کی وفات سے بتیس سال بعد ہوا -

تیسرا نکتہ اوس اشارہ کے بیان مین جو شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے نفس کی قلع و قمع کرنے مین کاتب حروف کو تلقین فرمایا - ایکدن کا ذکر ہے کہ کاتب حروف اس بزرگ بادشاہ دین کی خدمت مین حاضر تہا اور اوس مشائخ روزگار کے سردار جمال و کمال کی دید مین مشغول تہا اسی اثنا مین آپنے تربیت فرما کر ارشاد کیا کہ آدمی کا نفس ایک درخت کے قائم مقام ہے جو شیطانی خواہش کی مدد سے اس شخص کی ذات مین جڑ پکڑ لیتا ہے اور دن بدن محکم و مضبوط ہوتا جاتا ہے - اگر آدمی تدریج و سکونت کے بعد عبادت و تقوی کے زور اور محبت و عشق کی قوت سے ہر روز اوس درخت کو ہلاتا رہے تو ضرور اوسکی جڑ ضعیف اور سست ہو جائے اور اکھڑ جانیکے قابل ہو جائے - پہر حق تعالی کی بندگی کی مدد اور پیر کی محبت کی وجہ بالکل اکھڑ جائے - یہ موثر اور دلپسند تقریر فوراً بندہ کے دل مین اوتر گئی اور خود بخود دل نے قبول کر لیا - اور واقعی بات یہ ہے کہ مشائخ کبار جو یہی نصیحت کرتے ہین حق کے ساتھ کرتے ہین کیونکہ اونہون نے شیطان اور نفس دونون کو مقہور کر رکہا ہے اور اپنے مبارک دل کے اطراف و جوانب کو ان دشمنون سے بالکل

لہ مجہے تیری مجلس مین اپنے دوست کی خوشبو آتی ہے - مین تیری نظافت سے خوش ہون کہ یہ خوشبو یار کی جانب سے میری مجلس مین آرہی ہے اس خوشبو پر جو یار کی طرف سے آرہی ہے ہزار من مثل گل پارہ ہون کیا مضائقہ ہے ۱۲ ؂ کسیکو اپنا پیارا چہرہ نہ دکہا اگر ایسا ہو جائے تو سپند جلانا چاہیئے - تیرا جمال تیری مستی ہے اوسپر بطور صدقہ سپند جلانا تیری ہستی ۱۲

خالی کردیا ہے حق کے ساتھ موافقت کی ہے اور غیر حق سے تبرا و بیزاری ۔ جب کوئی واصل اور معظم و محترم شیخ اوس مقام سے جو
حق تعالی کا منظور نظر ہے نصیحت کرتا ہے ضرور ہی دل مین جگہ کرتی ہے **مصرع** سخن کز جان برون آید نشیند لاجرم
در دل ٭ **چوتھا نکتہ** شیخ نصیرالدین محمود قدس اللہ سرہ العزیز کی بعض کرامتون کے بیان مین ۔
کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ بندہ ایک دفعہ اپنے بھائیون یعنی جناب سید السادات عماد الدین امیر صالح رحمۃ اللہ علیہ
اور سید نور الدین مبارک کے ساتھ جناب شیخ نصیرالدین محمود کی خدمت مین جارہے تھے جاڑے کا موسم تھا رستہ مین
میرے بھائیون مین سے ایک صاحب بول اوٹھے کہ اگر شیخ محمود صاحب کرامت ہونگے تو کسی قسم کی شیرینی ہمارے سامنے
پیش کرینگے جب ہم اوس بزرگ کی خدمت مین پہونچے اور اوس بادشاہ دین کی قدمبوسی سے مشرف و معزز ہوئے
تو حضور نے خادم کو شربت لانے کا حکم فرمایا فوراً حکم کی تعمیل ہوئی اور شربت کے چھلکتے ہوئے پیالے ہمارے سامنے
لاکر رکھے گئے جب شربت کے لبریز پیالے خادم نے ہمارے ہاتھون پر رکھے ہمارے دل مین فوراً یہ خیال گذرا کہ یہ تو پینے کی
چیز ہے اور ہم نے کھانے کی نسبت کہا تھا ہنوز ہم اس اندیشہ مین تھے کہ آپنے خادم سے فرمایا کہ دوسری شیرینی لا ۔
ہم نے عرض کیا کہ حضرت ! شربت تو ہم پی چکے ہین ۔ فوراً زبان مبارک پر جاری ہوا کہ وہ پینے کی چیز تھی اور یہ
کھانے کی چیز ہے ۔ کاتب حروف نے خواجہ عزیز الملۃ والدین سے جو حضرت سلطان المشائخ کی شرف قرابت کے ساتھ
مشرف و ممتاز تھے سنا ہے ۔ وہ کہتے تھے کہ ایکدفعہ مین شیخ نصیرالدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر تھا کہ
آپنے اسی اثنا مین خادم سے قلم دوات اور کاغذ کا ٹکڑا مانگا خادم نے فوراً حاضر کیا ۔ مین نے دیکھا کہ آپنے قلم کو سیاہی مین
تر کرکے کچھ کاغذ پر لکھا اور میرے ہاتھ مین دیکر فرمایا کہ جب تم سلطان المشائخ کے روضۂ متبرکہ مین پہونچو تو یہ کاغذ روضہ
کے آگے رکھدینا جونہی یہ سبز کاغذ آپنے میرے ہاتھ مین دیا وونہی میرے دل مین خیال گذرا کہ اس کاغذ کو
کھول کر پڑھنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ کیا لکھا ہے ۔ پھر مین نے سوچا کہ اول روضۂ مبارک کے آگے رکھنا چاہیے
جیسا کہ شیخ کا حکم ہے بعد ازان مطالعہ کرنا مناسب ہے چنانچہ مین نے وہ کاغذ سلطان المشائخ کے روضہ کے سامنے رکھدیا
پھر جو اٹھاکر دیکھتا ہون تو کاغذ بالکل سفید اور کورا ہے اس سے تعجب اور تعجب کے ساتھ سخت حیرت ہوئی ۔ کاتب حروف
عرض کرتا ہے کہ جب کسی دوست کو اپنا قصۂ حال جو درحقیقت ایک طرح کا خاوندی بھید ہے دوسرے دوست کی
خدمت مین عرض کرنا منظور ہوتا ہے تو وہ دوست اسبات کو کبھی پسند نہین کرتا کہ کوئی امر شخص اوس بھید سے واقف
ہو کیونکہ اگر ایسا کرے گا تو دوسرے بھید کے سننے کا مستحق ہوگا ورنہ نہین ۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے **رباعی** گر سر تو برود
سر تو از جان نرود ٭ اندوہ و غم عشق تو آسان نرود ٭ ہرگز دل پر درد نیابد درمان ٭ تا قصۂ حال او بسلطان برود ٭

کاتبِ حروف نے خواجہ خیرالدین کافور سے سنا ہے جو ایک نہایت پاک اور درست اعتقاد مرید تھے اور درویشون سے انتہا درجہ کی محبت رکھتے تھے فرماتے تھے کہ جب مین نے عزیزون کی خدمت مین کمر ہمت باندہی ہے اور اس کام مین چست و چالاک کھڑا ہوا ہون تو مین نے چاہا کہ دستار اپنے اختیار سے کمر خدمت مین باندہون اور جس طرح میرے مخدوم شیخ اشارہ فرما مین اوسی طرح دستار کو پاس رکہون جب یہ بات میری دل مین گذری تو شیخ نصیرالدین محمود کی خدمت مین حاضر ہوا پابوسی کے بعد خدمت مین بیٹہا اور وہی دستار کا خطرہ اسوقت میرے دل مین گذرا اسی اثنا مین شیخ نے خادم سے فرمایا کہ زین الدین جو دستار لوگ میرے لیئے لائے ہین یہان لاؤ۔ خادم نے دستار حاضر کی تو مین نے دیکہا کہ وہ کہلی ہوئی تہی شیخ نصیرالدین نے وہ دستار مجہے عنایت فرمائی چنانچہ مین اوس روز سے اسوقت تک کہلی ہوئی دستار اپنے پاس رکہتا ہون۔ یہی خواجہ کافور فرمایا کرتے تہے کہ مین نے خواجہ قوام الدین کو فرماتے سُنا ہے جو مرید صادق تہے کہ ایکدفعہ مجہے نہایت تنگی اور سختی پیش آئی اور مطالبۂ مصادرہ کی وجہسے اپنے منصب سے موقوف و برطرف ہو گیا اس موقوفی کے زمانہ مین اون دوستون اور عزیزونکی یہ کیفیت تہی جنسے مین اس سے پیشتر دلی محبت رکہتا تہا کہ اگر مین اونکی طرف توجہ کرتا یا کوئی بات کہتا تہا تو وہ مجہسے مُنہہ موڑ لیتے تہے اور میری کچہہ نہ سنتے تہے۔ اگر مین فروختگی کے لیئے اسباب بازار مین بہیجتا تو کوئی اوسے خریدتا نہ تہا۔ اس وجہ سے مین نہایت عاجز و بے قرار ہوا اور اسی حال مین اپنے مخدوم شیخ نصیرالدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین گیا اور دل مین یہ بات ٹہان لی کہ شیخ کی قدمبوسی کے بعد کیفیت عرض کرونگا اور آپکے باطن مبارک سے فراخی و مخلصی کی دعا چاہونگا جب مین نے حضرت کی سعادت قدمبوسی حاصل کی تو اس سے پیشتر کہ مین اپنا مطلوب عرض خدمت کرون خود شیخ نے اپنے کرم قدیم سے پوچہنا شروع کیا اور اثنا رکلام مین یہ بیتین زبان مبارک سے ارشاد فرمائین قطعہ

دنیا[1] چو مقدر است نخروشی به ؛ رزق تو رسد بوقت کم کوشی به ؛ چیزیکہ بخرند نہ فروشی به ؛ گفت تو نمے کنند خاموشی به ؛

الغرض شیخ نے نور باطن سے میرا اندیشہ و خیال مجہپر ظاہر کر دیا مین نے سر زمین پر رکہکر عرض کیا کہ غلام کے دل مین ایک یہی خطرہ تہا جسپر مخدوم نور باطن سے مطلع ہوئے۔ بندہ کو اس کرامت سے ایک قسم کی تقویت اور مدد حاصل ہوئی۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ جب سید محمد محمود کاتب حروف کا فرزند (خدا تعالی اوسے نیک نیتون مین پرورش پانے کی توفیق دے) حمل مین تہا تو اوسکی مان نے نیت کی اور اسباب پر عزم کرلیا کہ

---

[1] دنیا جب تقدیر الٰہی اور اندازہ ربانی ہے تو تیرا جزع و فزع نکرنا ہی بہتر ہے اور جب یہ معلوم ہے کہ رزق وقت پر پہونچنے والا ہے تو اوس کے لیئے کم کوشش کرنا مناسب ہے جو چیز لوگ تم سے خرید نہ کرین اوس کا نہ بیچنا ہی بہتر ہے اور جب کوئی تمہاری بات نہ سنے تو خاموشی اختیار کرنا چاہیئے ۱۲

اگر میرے ہان لڑکا پیدا ہوگا تو اوسکا جو نام شیخ نصیر الدین محمود تجویز کر دینگے وہی نام رکہونگی اور جس کپڑے نے شیخ محمود کی صحبت حاصل کی ہوگی اوسکا کُرتا پہناؤنگی اور اوسے شیخ کی نظر مبارک مین پیش کرکے آپکے قدمون مین ڈال دونگی۔ تاکہ حق تعالی اونکی برکت سے اوسے سعادت و برخورداری بخشے۔ چنانچہ جب سید محمود پیدا ہوا تو بندہ شیخ محمود کی خدمت مین حاضر ہوا۔ آپ اوسوقت قیلولہ مین مشغول تہے۔ قیلولہ سے فارغ ہوئے تو لوگون نے میری حاضر ہونیکی اطلاع دی حضرت نے بندہ کو اندر بُلا لیا اور اپنی قدیم عادت کے مطابق غلام کی عزت و حرمت مین کوئی دقیقہ اُٹہا نرکہا مین ابہی کہڑا ہی تہا کہ حضرت نے پوچہا کہ تمہارے کتنے فرزند ہین مجہے آپکے سوال سے نہ صرف تعجب بلکہ سخت حیرت ہوئی لیکن مین فوراً حضور کی قدمبوسی مین مشغول ہوا جب بیٹہا تو پہر دریافت کیا کہ تمہارے کے فرزند ہین مین نے عرض کیا کہ حضور مین اسی بابت کچہ عرض کرنے آیا ہون۔ چنانچہ مین نے اپنا تمام ماجرا اسطرح بیان کرنا شروع کیا کہ اس کمترین کے چند فرزند حالت طفلگی مین مر گئے اب میرے ہان ایک لڑکا پیدا ہوا ہے اوسکی مان نے یہ نذر مانی ہے کہ اسکے بعد مین نے سید محمود کی والدہ کی نذر اور اوسکے پیدا ہونیکا سارا قصہ شیخ کی خدمت مین عرض کیا۔ حضرت نے میری تمام عرضداشت رغبت کے کانون سے سنکر فرمایا ذرا ٹہر جاؤ کہ زوال کا وقت جاتا رہے اور سایہ ڈہلجائے مین باہر آکر بیٹہہ گیا۔ حضرت نے عنایت کی اور خادم کے ہاتہہ پان بہیجا زان بعد بندہ کو پہر اندر بلا لیا مین دیکہتا ہون کہ اپنا مصلّی زانوئے مبارک کے پاس رکہے ہوئے ہین اور چند گز کپڑا زانو مبارک پر لیئے ہوئے ہین۔ جون ہی مین سامنے گیا مصلا ہاتہ مین لیکر بندے کو عنایت فرمایا اور ارشاد کیا کہ یہ تمہارے کام آئے گا اور وہ کپڑا بہی ہاتہہ سے اوٹھا کر بندے کو دیا اور فرمایا یہ کپڑا اپنے چہوٹے بچے کے لیئے لیجاؤ اور اسکے کپڑے قطع کرکے اوسے پہنا دو۔ اسموقع پر حضور کے خادم نے عرض کیا کہ یہ کپڑا شیخ کی دستار مبارک ہے۔ اسکے بعد بندہ نے عرض کیا کہ بچہ کا نام بہی معین کر دیجیئے۔ شیخ نے کچہ تامل کیا اور پوچہا تمہارا کیا نام ہے مین نے کہا محمد۔ پہر فرمایا تمہارے چہوٹے بہائیون کا۔ مین نے عرض کیا ایک کا نام سید لقمان۔ دوسرے کا سید داؤد۔ آپنے پہر تامل کیا اور دوسرے مرتبہ بعینہ یہ تقریر فرمائی کہ اوسکا نام محمود ہونا چاہیئے۔ حضرت کی یہ تقریر سنتے ہی میرے دل مین یہ خیال گذرا کہ بزرگ شیخ نے یہ نام ربانی الہام سے تجویز فرمایا ہے اور اسکے ساتہ ہی مجہے اپنے فرزند کی سعادتمندی و برخورداری کی کامل امید ہوگئی۔ خواجہ نظامی نے کیا خوب فرمایا ہے۔ **بیت** ہر کہ ز دل دامن پیران گرفت[1] ٭ گنجِ بقا زین رہِ پیران گرفت ٭ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ جب سلطان محمد تغلق کی دولت و حشمت کا ستارہ شہاب ثاقب بنکر چمکا اور ممالک ہندوستان پر

[1] جس شخص نے دل سے پیرون کا دامن پکڑا اوس نے پیرون کی راہ سے بقا کا خزانہ حاصل کرلیا۔ ۱۲

اوسکا پورا تسلط ہوا تو اوس نے شیخ نصیر الدین محمود کو جو باتفاق تمام عالم اپنے زمانہ کے شیخ تہے اور جمیع مخلوق آپ کی مرید و فرمانبردار تہی۔ طرح طرح کی ایذائین پہونچائین لیکن باانیہمہ محترم و معظم اور دین کے بزرگ شیخ نے اپنے پیرون کی اتباع کی وجہ سے تحمل و برداشت کو ضروری بات سمجہی اور اوسکی تلافی و مکافات مین ذرا کوشش نہین کی۔ یہان تک کہ آخر عمر مین اس بادشاہ کو ٹھٹہہ کی مہم پیش آئی (ٹھٹھہ ایک موضع کا نام ہے شہر دہلی سے ہزار میل کے فاصلہ پر) اور وہ اس مہم کے سر کرنے کے لئے خود وہان گیا۔ چند روز کے بعد شیخ نصیر الدین محمود کو علما اور بزرگان دین کی ایک جماعت کے ساتہ بلایا اور جیسا کہ احترام و اکرام کرنا چاہیئے تہا ویسا نہین کیا۔ آپنے اسپر بہی برداشت کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان محمد تغلق مر گیا اور تخت سلطنت سے اوترکر تختہ تابوت مین بند ہوا اور اوسکا جنازہ شہر مین لایا گیا الغرض لوگون نے شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ سے پوچہا کہ سلطان محمد تغلق جو آپکو طرح طرح کی تکلیفین پہونچاتا تہا اسکا سبب کیا تہا فرمایا مجہہ مین اور خدا تعالی مین ایک معاملہ تہا اسوجہ سے خدا نے سلطان محمد تغلق کو میری تکلیف دینے پر آمادہ کر دیا تہا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ حق تعالی اپنے دوستونکو اوس انتہا درجہ کی گرمی کی وجہ سے کہ اونکے حق مین جائز رکہتا ہے ایک ایسے طریق کے ساتہ جو اوسے معلوم ہے اس درجہ کو پہونچاتا ہے یعنے جو اون سے لغزش ہوتی ہے اوسکی دنیا ہی مین تلافی کر دی جاتی ہے تاکہ کل قیامت کے دن (جسکا وقوع یقینی ہے) انبیاء و اولیا کے سامنے اون کا راز فاش نہو اور اسیطرح معظم و مکرم رہین۔ اس مطلب کی تصدیق کے لئے ایک حکایت احیاء العلوم سے نقل کی جاتی ہے **حکایت** بنی اسرائیل مین جو پیغمبر گذرے ہین اون مین ایک پیغمبر ذحین نام تہے (اونپر اور ہمارے نبی آخر الزمان پر خدا کا درود و سلام ہو) ایکدفعہ اونکے دلِ مبارک مین ایک خطرہ گذرا جسکی وجہ سے اون پر عتاب الٰہی ہوا اور مواخذہ کیا گیا اور یہ اسوجہ سے کہ اَلْمُخْلِصُوْنَ عَلٰی خَطَرٍ عَظِیْمٍ۔ یعنے دوستان خدا کے لیئے بڑی بڑی مصیبتین اور بلائین ہین۔ الغرض اونہین خداوندی فرمان پہنچا کہ تم اسبات کو پسند کرتے ہو کہ اس خطرے کی جزا تمہین قیامت کے دن دی جائے یا دنیا ہی مین ملجائے۔ پیغمبر ممدوح نے جواب مین کہا کہ مین یہ سزا دنیا ہی مین بہگتنا پسند کرتا ہون تاکہ قیامت کے روز میدان عرصات مین انبیا اور اولیا کے سامنے کسی خطرہ کی وجہ سے نادم و شرمندہ نہون چنانچہ اسکے بعد خدا تعالی کے حکم سے ایک عورت ان پیغمبر صاحب کے نکاح مین آئی جسنے اونہین طرح طرح کی تکلیفین اور ایذائین پہنچانی شروع کین چونکہ پیغمبر صاحب کو معلوم تہا کہ یہ بلا اختیاری اور میری ہی پسند کی ہوئی ہے اس لیئے اون ناقابل برداشت ظلمون اور جفاؤن کو دل سے قبول کرتے اور نہایت نرمی کے ساتہ سہتے تہے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ چند عزیز ان پیغمبر صاحب کے گہر مین مہمان ہوئے۔ آپنے نہایت خندہ پیشانی اور بشاشت کے ساتہ اونہین

اپنا مہمان کیا اور اون کیلیے گہر سے کہانا لانیکا ارادہ کیا لیکن جب گہر مین جاکر کہانا مانگا تو عورت نے کہانا نہین دیا اور الٹی جور وجفا سے پیش آئی پیغمبر صاحب نہایت منغص اور کبیدہ خاطر باہر تشریف لائے۔ مہمانون نے اونکے چہرہ مبارک پر ناخوشی اور ملالت کے آثار دیکہکر خاموشی اختیار کی غرضکہ پیغمبر صاحب نے چند مرتبہ ایسا کیا کہ گہر مین جاتے تہے اور باہر آتے تہے لیکن ہربار عورت ظلم وستم توڑتی تہی اور کوئی چیز نہین دیتی تہی آخر کار مہمانون مین سے ایک شخص نے پیغمبر صاحب سے پوچہا کہ یہ کیا بات ہے جسے ہم دیکہہ رہے ہین۔ پیغمبر صاحب نے اپنے حضرہ کی کیفیت اور اوسکی جزا دینا ہی مین اختیار کر لینے کی تفصیل بیان کی۔ الغرض شیخ نصیر الدین محمود کی ذات ہمایون صفات کو آخر عمر مین چند روز تک زحمت لاحق رہی اور آپنے اوسی زحمت کی وجہ سے اٹہارہوین ماہ رمضان المبارک ۷۵۷ہ ہجری کو چاشت کے وقت دار فنا سے دار بقا کی طرف رحلت فرمائی۔ شیخ نصیر الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے مکان ہی مین ایک مقام تہا جو ہمیشہ حضرت کا منظور نظر تہا چنانچہ لوگون نے وہی مقام تجویز کرکے آپکو وہان دفن کیا۔ آپکے روضۂ مبارک سے بوے بہشت آتی ہے اور خلق کا قبلۂ حاجات مانا جاتا ہے رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔ **ازانجملہ** کانِ صفا معدنِ وفا ظاہر و باطن محبت و عشق سے آراستہ۔ عشق ومحبت کے ذوق مین دنیا وعقبیٰ کی لذت سے دل برخاستہ موافقت دوست مین عزت باختہ شیخ قطب الدین منور ہین (خدا تعالیٰ اونکی قبر کو انوار قدس سے منور و روشن کرے۔) اس محترم و بزرگ شیخ کا ذکر پانچ نکتون مین شامل ہے۔ **پہلا نکتہ** شیخ قطب الدین منور نور اللہ مرقدہ کے اوصاف اور کثرتِ بکا اور درونی ذوق وشوق کے بیان مین۔ آپ علم وعقل وفا وعشق وورع وبکا کے ساتہ موصوف ومشہور اور اسقاط تکلف کے ساتہ مخصوص تہے۔ غوغائے خلق کا مطلقاً خیال نرکہتے تہے اور اپنے آبا و اجداد کے اوسی گوشہ مین جہان اونہون نے اپنی عزیز عمرین خدا کی محبت وعبادت مین صرف کی تہین انتہائے عمر تک نہایت خوشی کے ساتہ بسر کردی اور کسی وقت کسیطرح دنیا اور اہل دنیا کی طرف میل نہین کیا۔ جو کچہہ غیب سے تہوڑا بہت پہونچتا تہا اوسی پر قناعت کرتے اور کسیکے دینے لینے کی کبہی کچہہ پروا نکرتے کسی بزرگ نے کیا ہی اچہا کہا ہے **بیت** شیر نر بوسد بحرمت مرد فارغ را قدم[1] ٭ پیر سگ خاید بدندان پائے مرد ہر درے ٭ اس جلیل القدر اور محترم شیخ نے کسیوقت کسی صورت مین کسی دروازہ اور دربار کا موںہہ نہین دیکہا اور اوسکا پاؤن مبارک جو حقیقت مین اولیا کے سر کا تاج تہا بجز نماز جمعہ یا اپنے آباؤ اجداد کی زیارت کے کبہی جگہ سے نہین ہلا۔ اور ہانسی سے کسیوقت قدم باہر نہین نکالا اطراف عالم مین خلائق جوق جوق سعادتِ قدمبوسی حاصل کرنے کی غرض سے خطۂ ہانسی مین آتی تہی جو اندنون

[1] نر شیر عزت کے ساتہ فارغ آدمی کے قدم کو بوسہ دیتا ہے اور جو شخص ہر دروازہ پر بیٹہتا ہے اوسکے پاؤن کو بوڑہا کتا دانتون سے چباتا ہے ٭

شیخ قطب الدین منور کے حالات

آپ کے وجود مبارک کی وجہ سے بہشت کا ایک خوشنما قطعہ نظر آتا تہا آپ حضرت سلطان المشائخ کے ایک معزز و ممتاز خلیفہ تہے
اور امام اعظم ابو حنیفہ کوفی کے عظیم الشان و محترم خاندان کے چشم و چراغ تہے جنکی صدارت و امارت ہمیشہ غلام رہی ہے
اور جنہین ہر زمانہ مین خلافت کا معزز تمغہ ملتا رہا ہے - آپکے باطن مبارک مین عجب شوق اور عجب درد مضمر تہا جسکا بدیہی
اثر یہ تہا کہ آپکی تقریر دلکشا سے دمبدم محبت و عشق کی آگ بہڑکتی تہی کسی عزیز نے کیا ہی خوب فرمایا ہے - **بیت** [۵۱]
نازنینا مہر تو سوزے میان جان نہاد ٭ شعلہائے آتشین در سینۂ بریان نہاد ٭ اس عاشقِ صادق کی جگر سوز
آنسو عشاق کی عشق کی آگ کو بہڑکاتے اور عشق و محبت کو تیز کرتے تہے بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** [۵۲] اے کانِ
عشق و مایہ سوز و نشان و درد ٭ از گریہ تو آتش عشاق شعلہ زد سبحان اللہ عجب زندگانی تہی کہ ساری عمر عزیز اپنے پیر
کی محبت و شوق مین صرف کی - آپکا حال یہ تہا کہ جب آپکے سامنے پیر کا نام لیا جاتا تو بمجرد نام کے سنتے ہی اس قدر گریہ
و بکا غالب ہوتا کہ آپکے رونے سے وہ لوگ بہی زار قطار رونے لگتے جو راہ درویشی مین صادق ہوتے امیر خسرو فرماتے
ہین - **بیت** [۵۳] بیاد قامتِ آن نازنین سرشک دو چشم ٭ بہر زمین کہ برآید درخت ناز برآید ٭ بندہ ضعیف
عرض کرتا ہے **بیت** [۵۴] در عشق تو حاصلم ہمین گریۂ خون است ٭ آخر نظرے کن کہ حال این سوختہ چونست ٭
شیخ قطب الدین منور اوس انتہا درجہ کی حضوری اور باطنی محبت کی وجہ سے جو اپنے پیر کی خدمت مین رکہتے
تہے سلطان المشائخ کی زیارت نکر سکے جیسا کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز نے
بوقت رخصت حضرت سلطان المشائخ سے فرمایا تہا کہ گو تم بظاہر ہم سے غائب ہو لیکن باطن مین ہر وقت
ہمارے ساتہ ایک جا ہو - شیخ شیوخ العالم کے اس کہنے کا یہی مطلب تہا کہ زیارت کے لیئے آمد و رفت کرنا
کوئی چیز نہین باطنی اعتقاد و محبت بڑے کام کی بات ہے - اسی لحاظ سے شیخ قطب الدین منور اپنے پیر کی
زیارت کو کبہی نہین گئے ایک بزرگ نے خوب کہا ہے **بیت** [۵۵] از بسکہ دو دیدہ در خیالت دارم ٭ در ہر چہ نگہ کنم توئی
پندارم ٭ شیخ سعدی فرماتے ہین - **بیت** [۵۶] از خیال تو بہر سو کہ نظرے کردم ٭ پیش چشمم در و دیوار مصور مے شد ٭

---

[۵۱] اے نازنین تیری محبت نے ایک سوز جان مین پیدا کر دیا ہے اور سینہ مین آگ کے شعلہ بہڑکائے ہین - ۱۲
[۵۲] اے عشق کی کان سوز کی پونجی درد کے نشان تیرے گریہ سے عشاق کی آگ بہڑک اُٹہی ۱۲
[۵۳] اوس نازنین کے قد کی یاد مین آنکہہ کے آنسو جس زمین پر گرتے ہین وہان درخت ناز پیدا ہوتا ہے ۱۲
[۵۴] تیرے عشق مین مجہے بہی خون کا رونا حاصل ہوا ہے آخر دیکہہ کہ اس سوختہ کی کیا کیفیت ہے ۱۲
[۵۵] از بسکہ میری دونون آنکہین تیرے خیال مین محو ہین - مین جس چیز کو دیکہتا ہون تجہی کو تصور کرتا ہون ۱۲
[۵۶] تیرے خیال مین جس طرف میری نظر جاتی ہے ہر در و دیوار مین تو ہی نظر آتا ہے ۱۲

دوسرا نکتہ شیخ قطب الدین منور اور شیخ نصیر الدین محمود کے حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے باعظمت دربار سے ایک ہی مجلس مین تمغۂ خلافت پانے کے بیان مین۔

روشن ضمیران عالم پر واضح ہو کہ جب حضرت سلطان المشائخ کے حکم سے خلفاء کے خلافت نامے لکھے گئے جیسا کہ اسکی مفصل کیفیت اسی باب کے ابتدا مین لکھی جاچکی ہے تو یہ دونون بزرگ اوس زمانہ مین سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر تھے۔ آپنے اول شیخ قطب الدین منور کو بلایا اور اپنے دست مبارک سے خلافت کا معزز خلعت دیکر جو وصیت کرائی ہے شیخ قطب الدین منور کی اور خلافت نامہ جو پہلے ہی تیار کیا گیا تھا سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین یعنے آپکے سامنے اونکے دست مبارک مین لوگون نے دیا اور حکم ہوا کہ جاؤ دو رکعت نماز بطور شکرانہ ادا کرو۔ شیخ منور فورًا جماعت خانہ مین آئے اور دوگانہ ادا کیا۔ یارون نے آپکو مبارکبادی دی اور آپنے سبکا شکریہ ادا کیا۔ اسی اثنا مین شیخ نصیر الدین محمود بلائے گئے اور آپکو بھی خلعت خلافت عنایت کیا گیا اور حسب المعمول وصیت کیگئی لوگون نے سلطان المشائخ کے سامنے خلافت نامہ اونکے دست مبارک مین دیا ابھی شیخ نصیر الدین محمود سلطان المشائخ کی خدمت مین دست بستہ کھڑے ہی تھے کہ شیخ قطب الدین منور دوبارہ طلب کیئے گئے جب آئے تو سلطان المشائخ نے شیخ منور سے فرمایا کہ تم شیخ نصیر الدین محمود کو خلافت کی مبارکبادی دو۔ شیخ قطب الدین منور نے ایسا ہی کیا۔ ازان بعد شیخ نصیر الدین محمود کو حکم ہوا کہ تم شیخ قطب الدین منور کو خلافت کی مبارکبادی دو۔ شیخ نصیر الدین محمود نے فورًا حکم کی تعمیل کی۔ اسکے بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اب تم دونون باہم بغلگیر ہو جاؤ کیونکہ تم دونون آپس مین بھائی بھائی ہو۔ تقدیم و تاخیر کا کچھہ خیال نہ رکھو۔ چنانچہ دونون صاحبون نے ایسا ہی کیا۔ جب یہ دونون بزرگ اس ابدی سعادت اور سرمدی دولت سے مالا مال ہو کر سلطان المشائخ کی خدمت مبارک سے اوٹھکر باہر تشریف لائے تو شیخ نصیر الدین محمود نے شیخ قطب الدین منور کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ سلطان المشائخ نے جو وصیت تمہین کی ہے اوسے مجھپر ظاہر کرو تا کہ مین اوس وصیت کو جسمین سلطان المشائخ نے مجھے حکم فرمایا ہے تمہارے آگے بیان کرون شیخ قطب الدین منور نے کہا۔ برادرِ من! سلطان المشائخ نے جو وصیت مجھے فرمائی ہے وہ حقیقت مین ایک مخفی بھید ہے جسے حضور نے اپنے غلام پر ظاہر کیا ہے۔ اب تم ہی انصاف کرو کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ پیر کا بھید کسی پر ظاہر کیا جائے تمہارا بھید تمھارے ساتھ اور میرا بھید میرے ساتھ ہے۔ سلطان المشائخ نے جو وصیت اپنی زبان دُرفشان پر جاری فرمائی ہے وہ اس شعر کے بہت ہی مناسب ہے **بیت** [۱] شغے کہ ز تو دارم اے شمع چگل ؛ دل داند و من دانم و من دانم و دل ؛

[۱] ترے عشق مین جو میرا حال ہے اوسکو مین اور میرا دل ہی جانتا ہے ۱۲

شیخ نصیرالدین محمودؔ نے اس جواب دل کشا کی بہت تعریف کی اور انصاف سے کہا کہ واقعی یہی بات ہے جو تم نے بیان کی۔ معتبر ثقات سے **منقول** ہے کہ جب شیخ قطب الدین منور رخصت ہونے لگے تو سلطان المشائخ نے فرمایا کہ قطب الدین منور! عوارف کا وہ نسخہ جو شیخ جمال الدین ہانسوی تمہارے جد بزرگوار نے شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت سے خلافت کا معزز تمغہ پانیکے وقت حاصل کیا تہا اور جن دنون مین کہ یہ ضعیف شیخ شیوخ العالم کے حضور سے سعادت خلافت حاصل کر کے ہانسی مین شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین پہنچا تہا اور اونہون نے پلے درجے کی تربیت و پرورش کے بعد عوارف کا یہ نسخہ میرے آگے رکہکر فرمایا تہا کہ مین نے یہ نسخہ بڑی بڑی نعمتون کے ساتہ شیخ شیوخ العالم سے حاصل کیا ہے۔ آج تمہین اس امید پر بخشش کرتا ہون کہ میری اولاد مین سے ایک فرزند تم سے تعلق پیدا کرے گا تم اوسکے حق مین اون دینی و دنیاوی نعمتون مین سے جو تمہارے ساتہ ہین کوئی نعمت دریغ نرکہو اور اوسے ان نعمتون سے سرفراز کرو۔ زان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا اب مین یہ نسخہ مع اون نعمتون کے تمہین بخشتا ہون تم اوسے اپنے ساتہ لیجاؤ اور احتیاط و حفاظت سے رکہو چنانچہ وہ نسخہ اسوقت تک شیخ قطب الدین منور کی واجب الاحترام خاندان مین موجود ہے یعنے آپکے فرزند رشید ستودہ صفات شیخزادہ نورالدین نور اللہ قلبہ بنور المعرفۃ کے پاس ہے جو الولد سر لابیہ کے مطابق اپنے آباواجداد کی سیرت پر چلتے ہین خدا سے امید ہے کہ یہ فرزند نونہال دلون کا قبلہ ٹہرے اور بتعظیم تمام اوس نسخے کو محفوظ رکہے۔

تیسرا نکتہ شیخ قطب الدین منور رحمۃ اللہ علیہ کے بعض کرامات کے بیان مین۔ **منقول** ہے کہ شیخ قطب الدین منور کی نسبت حاسدون نے سلطان محمد ابن تغلق انار اللہ برہانہ سے طرح طرح کی چغلیان کہائین اور آپکی طرف وہ باتین لگائین جو بادشاہ کے مزاج کے سراسر مخالف تہین اگرچہ اس لگائی بجہائی سے بادشاہ کا مزاج بگڑ گیا لیکن اوسے کوئی ایسی بات ہاتہ نہ لگی جسکی وجہ سے شیخ قطب الدین جیسے بزرگ کو کچہ کہے یا کسیطرح کا مکابرہ کرے اسلیئے اوسنے چاہا کہ اول شیخ کو دنیا سے فریفتہ کرے بعدہ اس قوت سے خصومت و ایذا کا دروازہ کہلے۔ اس بنا پر بادشاہ نے دو گاؤن کا فرمان شیخ کے نام لکہوا کر صدر جہان مرحوم یعنے قاضی کمال الدین کے ہاتہ مین دیا اور کہا کہ یہ فرمان شیخ قطب الدین منور کے پاس لیجاؤ اور جسطرح ممکن ہو اور جو طریقہ کہ تم جانتے ہو ایسا کرو کہ شیخ اسے قبول کرے قاضی کمال الدین صدر جہان مغفور ہانسی مین آئے اور بادشاہ کا فرمان دستار مین لپیٹ کر شیخ کی خدمت مین گئے۔ جب شیخ نے سنا کہ صدر جہان آئے ہین تو آپ چبوترے کے اوس طاق مین جہان شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کا قدم مبارک پہونچا ہے بیٹہ گئے۔ قاضی کمال الدین نے نہایت ادب کے ساتہ سلام کیا اور بادشاہ کا فرمان شیخ کے سامنے رکہدیا اور اوسکی طرف سے بہت ہی اخلاص و محبت کا اظہار کر کے کہا کہ بادشاہ آپ کا کمال معتقد ہے اور اوسے شیخ کی خدمت مین بہت کچہ اخلاص و محبت ہے۔ شیخ قطب الدین منور نے

فرمایا کہ جس زمانہ مین سلطان ناصر الدین اوچہ اور ملتان کی طرف جاتا تہا تو اوس وقت سلطان غیاث الدین بلبن الغ خان تہا وہ بادشاہ کے حکم سے دو گاؤن کا فرمان لیکر شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کی خدمت مین پہنچا شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ ہمارے پیرون نے اس قسم کے فتوح قبول نہین کی مین اسکے طالب دنیا مین اور بہت ہین اونہین دینا چاہیئے ہم نہین لیتے چنانچہ یہ بیان شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی کرامات کے نکتہ کے ذکر مین نہایت بسط و شرح کے ساتہ لکہا جاچکا ہے۔ اس حکایت کے نقل کرنے کے بعد شیخ قطب الدین الدین منور نے قاضی کمال الدین سے یہ بہی فرمایا کہ تم صدر جہان اور مسلمانون کے واعظ ہو اگر کوئی شخص اپنے پیرون کے طریقہ کی مخالفت کرے تو تمہین اوسے نصیحت کرنا اور اس خیال واہی سے منع کرنا چاہیئے نہ کہ الٹی ترغیب خواہش دو۔ قاضی کمال الدین شیخ قطب الدین منور کا یہ جواب سنکر نہایت شرمندہ ہوئے اور معذرت کرکے سامنے سے اُٹھ کہڑے ہوئے۔ سلطان محمد ابن تغلق کی خدمت مین ہو نکر شیخ منور کی عظمت و کرامت کا ذکر کیا اور اونکی بزرگی و جبروت کی اس ڈہنگ سے تقریر کی کہ سلطان کا دل بالکل نرم ہوگیا اور جو شکوک شیخ کی طرف سے حاسدون نے بادشاہ کے دل مین ڈال دیئے تہے یک لخت ہٹ گئے۔

منقول ہے کہ ایکدفعہ شیخ قطب الدین منور یاد حق مین مشغول تہے کہ ایک قلندر آیا اور حماقت و بیحیائی کی باتین کرنی شروع کین اور بے ادبی اور گستاخی کرنے لگا۔ شیخ جو اوسے دیتے تہے اوسپر قانع نہ ہوتا تہا اور حرص و خواہش کی وجہ سے کچہ زیادہ مانگتا تہا جب اوسنے بہت ہی گستاخی کی اور بے شرمی کی حد سے تجاوز کر گیا تو شیخ نے فرمایا اول اوس مُردار کو جو کمر مین باندہ رکہا ہے خرچ کر ڈال پہر مانگیو۔ اسوقت سید جمال الدین آپکے مرید و معتقد خدمت مین کہڑے ہوئے تہے جون ہی شیخ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سُنے فوراً درویش کو لپٹ گئے اور اوسکی کمر سے کافی مقدار سونے کی نکال لی۔ کاتب حروف خواجہ کا نور سے جو درویشون کے باب مین نہایت پاک اعتقاد رکہتے تہے سنا ہے۔ کہتے تہے کہ مین ایکدفعہ تین اور آدمیون کے ساتہ بادشاہ وقت کے قیدخانہ مین محبوس کیا گیا تہا اور ایسی صورت واقع ہوئی تہی کہ ہم چارون آدمیون نے مال و جان کے خیال سے ہاتہ اُٹہا لیا اور حیات عزیز سے دل برداشتہ ہو کر صاحبدلون کے پُر اثر نفس اور مقبول دعا پر کان رکہدیئے کہ شاید کسی مخلص اور صادق النفس کی دعا کے تصدق رہائی پائین چنانچہ ہم چار آدمیون نے اتفاق کرکے شہر دہلی سے ایک شخص کو شیخ قطب الدین منور کی خدمت مین بہیجا اور کہا کہ تو اوس بزرگ کی خدمت مین حاضر ہو کر ہمارے لیئے فاتحہ کی درخواست کر لیکن ہمارے قید ہونے کی کوئی کیفیت بیان نہ کیجیو۔ جب وہ شخص دہلی سے چلکر اوس صاحبدلان عالم کے سرتاج کی خدمت مین پہنچا تو بعد سعادت قدمبوسی کے فاتحہ کی التماس کی۔ شیخ نے فاتحہ پڑہی۔ ازان بعد فرمایا کہ وہ چار شخص جو بادشاہ کی قید مین گرفتار ہین اون مین سے تین آدمی تو نجات پائینگے لیکن جو تہا شخص گرچہ میرا مرید و معتقد ہے لیکن

آدمی کی عمر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے اور عنقریب چھلکنا ہی چاہتا ہے۔ جونہی یہ بات شیخ قطب الدین منور کی زبان مبارک پر جاری ہوئی وہ شخص وہان سے لوٹ آیا اور ہمین خوشخبری پہنچائی۔ اسکے چند روز بعد ہم تین آدمیون نے قید سے رہائی پائی اور چوتھا شخص سلغر شہادت موںھ سے لگا کر راہی جنت ہوا۔

چوتھا نکتہ شیخ قطب الدین منور قدس اللہ سرہ کی سلطان محمد تغلق انار اللہ برہانہ سے ملاقات کرنے کے بیان مین۔

نقات سے **منقول** ہے کہ جس زمانہ مین سلطان محمد تغلق خطہ ہانسی کی طرف گیا اور ہنسی مین نزول اجلال فرمایا جو ہانسی سے تقریباً چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے تو نظام الدین عرف مخلص الملک کو جو ظلم و ستم کی مجسم تصویر تہا ہانسی کے قلعہ کے دیکھنے کے لئے بہیجا تاکہ قلعہ کی درستی و خرابی کی کیفیت معلوم کرے جب نظام الدین تلاش و تفتیش کرتا ہوا شیخ قطب الدین منور کے مکان کے قریب پہنچا تو لوگون سے دریافت کیا یہ کسکا مکان ہے لوگون نے جواب دیا سلطان المشائخ کے معزز خلیفہ شیخ قطب الدین منور کا۔ کہا تعجب کی بات ہے کہ یہان بادشاہ آئے اور یہ شیخ اوس کی ملاقات کو نہ جائے۔ الغرض جب نظام الدین قلعہ کی کیفیت معلوم کر کے بادشاہ کے پاس پہنچا اور واقعی حال بیان کیا تو اثنار گفتگو مین یہ بہی بیان کیا کہ یہان سلطان المشائخ کے خلفار مین سے ایک شخص رہتا ہے مگر افسوس ہے کہ بادشاہ کی زیارت کو نہین آیا۔ بادشاہ کی نخوت و غرور کی رگ حرکت مین آئی اور اوس نے فوراً شیخ حسن برہنہ کو جو سر سے پاؤن تک صورت جاہ و تکبر تہا۔ شیخ قطب الدین منور کے لانے کے لئے بہیجا۔ حسن برہنہ شیخ قطب الدین منور کے مکان کے متصل پہنچا تو اپنے ہمراہیون کو مکان سے دور چہوڑ دیا اور تنہا پیادہ آگے بڑھا شیخ کے مکان کی دہلیز مین زانو پر سر رکہکر بیٹھ گیا اور اسطرح بیٹھا کہ کوئی شخص اوسے دیکھہ نہ سکے۔ اسبات کو تہوڑا عرصہ گذر گیا شیخ منور باورچی خانہ کے کوٹھے پر جو دہلیز کے پاس ہی تہا مشغول بحق تھے جب مشغولی سے فارغ ہوئے تو نور باطن سے معلوم کیا کہ حسن سر برہنہ دہلیز مین بیٹھا ہوا ہے آپنے شیخ زادہ نور الدین سے فرمایا کہ ایک آنے والا شخص دروازہ کے پاس منتظر ہے اوسے طلب کر کے یہان لے آؤ۔ شیخ زادہ دہلیز مین آیا تو شیخ حسن برہنہ کو اوسی ہیئت پر بیٹھا پایا اسپر شیخ زادہ نے فرمایا کہ تمہین شیخ بلاتے ہین۔ حسن سر برہنہ شیخ قطب الدین منور کی خدمت مین آیا اور سلام کے بعد مصافحہ کر کے بیٹھ گیا پہر کہا کہ حضور کو بادشاہ نے یاد کیا ہے شیخ منور نے فرمایا کہ اس بلانے مین مجھے اپنا مختار کیا ہے کہ نہین حسن نے جواب دیا نہین بلکہ مجھے شاہی حکم ہوا ہے کہ آپکے پاس آؤن اور بادشاہ کے پاس لیجا کر حاضر کرون فرمایا الحمد للہ کہ مین اپنے اختیار سے بادشاہ کے پاس نہین جاتا ہون۔ اسکے بعد آپنے اپنا موںھ مبارک اہل خانہ کی طرف کر کے فرمایا کہ مین نے تمہین خدا کو سونپا۔ یہ کہکر مصلا کندھے پر ڈالا لکڑی ہاتھ مین لی اور پیادہ روانہ ہو گئے۔ جب آپ اپنے آبا و اجداد کے حظیرہ کے پاس پہونچے تو شیخ حسن سر برہنہ سے کہا اگر تم کہو تو مین اپنے بزرگون کی زیارت کرون۔ کہا بہتر ہے شیخ منور اپنے جد بزرگوار اور

واجب الاحترام والد کی قبرون کی پائنتی کی طرف گئے اور زیارت کے بعد عرض کیا کہ مین آپکے بتلائے ہوئے گوشہ اور اپنے گھر سے باختیار خود ہنین نکلا ہون بلکہ بادشاہ کے بہیجے ہوئے آدمی مجہے کشان کشان لیئے جاتے ہین مجہے بجز اسکے کسی بات کا افسوس ہنین کہ چند بندگان خدا کو بے خرچ اور بغیر کسی ظاہری آبرو کے چہوڑے جاتا ہون یہ کہکر وہان سے چل کہڑے ہوئے ہو۔ جب روضہ سے باہر آئے تو ایک شخص کو دیکہا کہ کافی مقدار چاندی ہاتھ مین لیئے کھڑا ہے۔ شیخ نے فرمایا یہ کیا ہے۔ عرض کیا کہ حضرت مین نے منت مانی تہی میرا مطلب حاصل ہوگیا۔ یہ آپکی خدمت مین شکرانہ لایا ہون شیخ نے اوس شکرانہ کو قبول کر کے فرمایا۔ میرے گہر والے بے خرچ ہین اس رقم کو اونہین پہنچادے۔ خلاصہ یہ کہ جب شیخ مقام ہنسی ہیلے پہونچے جو ہانسی سے تقریباً چار میل کے فاصلہ پر واقع تہا تو سلطان کو شیخ کے آنے کی خبر ہوئی اور شیخ حسن سر برہنہ نے جو معاملہ اس بزرگ کا اپنی آنکھہ سے دیکہا تہا بے کم وکاست بادشاہ سے ظاہر کردیا لیکن بادشاہ نے انتہا درجہ کی تکبر و نخوت کی وجہ سے اغماض کیا اور شیخ کو اپنے سامنے طلب کر کے روانہ دہلی ہوگیا۔ دہلی مین پہونچکر دوبارہ شیخ کو ملاقات کے لیئے طلب کیا۔ جب شیخ بادشاہ کی ملاقات کو جانے لگے تو آپنے سلطان السلاطین فیروز شاہ خلد اللہ ملکہ و سلطانہ سے ملکر پوچھا جو اوس زمانہ مین نائب باربک تہے کہ ہم درویش لوگ ہین بادشاہونکی مجلس مین جانے اور اون سے باتین کرنے کے آداب ہنین جانتے تم جیسا اشارہ کرو ویسا کیا جائے۔ اوس بادشاہ حلیم و کریم نے شیخ کے جواب مین کہا کہ چونکہ مین نے سنا ہے کہ چغلخورون نے آپکی بابت بادشاہ سے بہت ہی بیہودہ باتین لگائی ہین اور یہ بہی کہا ہے کہ وہ بادشاہون اور سلاطین کی طرف مطلق ملتفت ہنین ہوتے اون کی ذرہ بہر مراعات ہنین کرتے۔ اگر واقع مین ایسا ہی ہے تو مین مشورہ دیتا ہون کہ آپکو بادشاہ کی خدمت مین تواضع اور نرمی و اخلاص کرنا چاہیئے۔ غرضکہ آپ بادشاہ کی طرف چلے جس اثنا مین کہ شیخ سلطان کی طرف جارہے تہے شیخزادہ نور الدین (خدا اونہین مردان کامل کے رتبہ کو پہنچائے) شیخ کے پیچہے پیچہے چلے جارہے تہے انکے دل مین بادشاہ کے دربار کے امرا و وزرا کے ہجوم نے اسکے دل پر رعب ڈالا اور درباری ہیبت نے اسقدر اثر کیا کہ دل قابو سے نکلگیا اور اس کی وجہ یہ تہی کہ شیخ زادہ کم عمر اور ناتجربہ کار تھا۔ کبہی بادشاہون کا دربار نہ دیکہا تہا اور سلاطین کی شوکت و عظمت کا مشاہدہ نکیا تہا اسی اثنا مین شیخ قطب الدین منور نور باطن سے شیخزادہ کے احوال پر مطلع ہوئے اور سر نیچے کر کے فرمایا۔ بابا نور الدین اَلْعَظْمَۃُ وَالْکِبْرِیَاءُ لِلّٰہِ۔ یعنے ساری عظمت و بزرگی خاص خدا کے لیئے ہے۔ جون ہی شیخزادہ کے کان مین یہ لفظ پڑے باطن مین ایک طرح کی تقویت ظاہر ہوئی اور اطمینان و تسلی حاصل ہوئی حتے کہ وہ رعب و ہیبت اونکے دل سے بالکل جاتا رہا اور دربار کے امرا و وزرا اونکی نظر مین بکریون جیسے

معلوم ہونے لگے۔ چونکہ بادشاہ کو پہلے ہی معلوم ہوگیا تہا کہ اس وقت شیخ تشریف لائینگے لہٰذا وہ بیٹھے بیٹھے دفعۃً کھڑا ہوگیا۔ اور کمان ہاتھ مین لیکر تیراندازی مین مشغول ہوا۔ یہان تک کہ شیخ قطب الدین منور قدس اللہ سرہ العزیز تشریف لائے۔ جب بادشاہ نے شیخ کے فراخ ولفصیہ ورپیشانی مین مردان حق کی علامتین دیکھین تو پلے درجہ کی تعظیم سے پیش آیا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا شیخ نے مصافحہ کرتے ہوئے بادشاہ کا ہاتھ ایسی مضبوطی کے ساتھ پکڑا کہ پہلی ہی ملاقات مین ایسا جبار وقاہر بادشاہ جس نے اولیاء خدا کو تیغ ظلم سے خاک وخون مین ہلایا تھا بدل معتقد ہوگیا اور کہا مجھے صرف اسبات کا رنج اور رنج کے ساتھ افسوس ہے کہ مین آپکے شہر مین گیا اور آپنے کسی قسم کی تربیت نہین فرمائی اور اپنی ملاقات سے مشرف ومعزز نہین فرمایا۔ شیخ نے فرمایا کہ اول تو آپ ہانسی کو دیکھیئے پھر اس درویش بچہ کی طرف نظر کیجیئے۔ یہ درویش اس قدر وقعت نہین رکھتا کہ بادشاہون کی ملاقات کو جائے۔ ہان تنہا گوشہ مین بیٹھکر بادشاہ اور تمام مسلمانون کی دعاگوئی مین مشغول رہتا ہے اور جب یہ ہے تو مجھے اس عتاب سے معذور رکھنا چاہیئے۔ سلطان محمد کا دل شیخ قطب الدین منور کے اخلاق وصفات اور آپکی دلکشا تقریر سے جو تصنع اور بناوٹ سے محض خالی تہی موم کی طرح پگھل گیا۔ سلطان السلاطین فیروز شاہ کو جو جبلی حلم اور فطری اخلاق سے موصوف تہے حکم کیا کہ جو شیخ کا مطلوب ومقصود ہو اوسکی فوراً التعمیل کی جائے۔ شیخ قطب الدین منور نے فرمایا کہ خداوند عالم مجہہ فقیر کا مقصود ومطلوب وہی اپنے آباواجداد کا کونہ ہے۔ چنانچہ اسکے بعد شیخ کو نہایت اعزاز واحترام کے ساتہ رخصت کیا گیا اور آپ وہان سے پلٹکر ہانسی مین تشریف لے آئے۔ **منقول** ہے کہ اعظم ملک کبیر معظم مرحوم ومغفور جو عدل وخلق اور کرم و فتوت کے ساتہ موصوف تہا۔ کہتا تھا کہ سلطان محمد مجھسے فرمایا کرتے تہے کہ مشائخ زمانہ مین جس نے مصافحہ کے وقت میرا ہاتہ پکڑا ضرور اوسکا ہاتہ کانپنے لگا مگر بزرگ شیخ منور نے اپنی دینی قوت سے میرا ہاتہ نہایت مضبوطی سے پکڑا اور ذرہ لرزہ واقع نہین ہوا۔ مجھے فوراً معلوم ہوگیا کہ یہ بزرگ ان لوگون مین سے نہین ہین جنکی باتین سلطان حاسدون نے مجہہ تک پہونچائی ہین۔ مین نے اوسکی پیشانی سے دین کی ہیبت سے مرعوب ہوا اور صاف تاڑ گیا کہ یہ نہایت بزرگ شخص ہین اسکے بعد بادشاہ نے سلطان السلاطین فیروزشاہ کو اور مولانا ضیاء الدین برنی کو شیخ منور کی خدمت مین ایک لاکھ تنکہ دیکر بہیجا کہ شیخ کے حضور مین بطریق نذر پیش کرین شیخ منور نے فرمایا۔ نعوذ باللہ کہ یہ درویش لاکھ تنکہ قبول کرے۔ جب یہ دونون صاحب شیخ سے رخصت ہوکر سلطان کی خدمت مین آئے اور بیان کیا کہ شیخ آپکے اس عطیہ کو قبول نہین فرماتے تو حکم ہوا کہ اچھا پچاس ہزار تنکہ جاکر دو۔ دونوں بزرگ پہر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور آپنے انہین بہی قبول نہین کیا۔ زان بعد بادشاہ نے فرمایا کہ اگر شیخ یہ مقدار بہی قبول نہ فرمائین گے تو

خلق مجھے کیا کہے گی میری سخت بے عزتی ہوگی اور لوگ مجھے نظر حقارت سے دیکھین گے۔ جب اس گفتگو نے بہت طول پکڑا تو
سلطان السلاطین فیروز شاہ اور مولانا ضیاء الدین برنی نے مجبور ہو کر دو ہزار تنکہ پیش کیئے اور کہا ہم بادشاہ کے سامنے
اس مقدار سے کم ہرگز بیان نہین کر سکتے اور یہ کبھی نہین کہہ سکتے کہ شیخ اس قدر بھی قبول نہین فرماتے۔ پس یہ آپکو
ضرور قبول کرنا پڑے گا۔ شیخ نے فرمایا سبحان اللہ درویش کو صرف دو سیر کھچڑی اور ایک دانگ گھی کفایت کرتا ہے
وہ ہزارون لیکر کیا کریگا۔ لیکن اسکے بعد آپنے مخلصون کی کمال اصرار و الحاح اور بادشاہ کی دفع مضرت کے لیئے
دو ہزار تنکہ بہزار حیلہ قبول کیئے اور اوس مین سے اکثر حصہ تو سلطان المشائخ اور شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کے روضۂ
اقدس اور شیخ نصیر الدین محمود کی خدمت مین بھیجا اور جو باقی رہا اوسے ہر کس و ناکس کو تقسیم کر دیا۔ ہر چند روز
کے بعد عظمت و کرامت اور نہایت دبدبہ و عزت کے ساتھ ہانسی کی جانب روانہ ہوگئے۔ شیخ سعدی نے کیا خوب
فرمایا ہے۔ **قطعہ** گر قدم بر چشم ما خواہی نہاد ÷ دیدہ در رہ مینہم تا میروی ÷ دیدہ سعدی و دل ہمراہ تست ÷
تا نہ پنداری کہ تنہا میروی ÷[۱]

پانچوان نکتہ شیخ قطب الدین منور نور اللہ قبرہ بانوار القدس کے
سماع سننے کے بیان مین۔ کاتب حروف محمد مبارک العلوی المدعو بامیر خورد عرض کرتا ہے کہ جس زمانہ مین شیخ
قطب الدین منور کو سلطان محمد دہلی مین اپنے ساتھ لایا تو اون ایام مین سلطان المشائخ کے روضہ مین عرس کی دعوت
تھی اس مجمع مین شیخ قطب الدین منور اور مولانا شمس الدین یحییٰ اور شیخ نصیر الدین محمود قدس اللہ ارواحہم
تھے وہ انوار سعادت جو اوس سماع مین غیب سے نازل ہو رہے تھے کاتب حروف برابر مشاہدہ کر رہا تھا۔ شیخ منور کو سماع
مین عجب گریہ و ذوق اور صفائی حاصل تھی۔ آنسوؤن کے قطرے آپکے چشم مبارک سے ڈاڑھی شریف پر ٹپک ٹپک کر
اسطرح بہتے تھے جیسے چمکیلے موتی مصفا فرش پر گر پڑتے ہین۔ آپ اوس مجلس مین عین حالت رقص مین سر مبارک
حاضرین مجلس کے قدمون مین رکھتے اور زار قطار رو رو کر **مصرع** ای بزرگان گرفت گریۂ عشاق تو ÷ یہ بیت
زبان حال سے فرماتے تھے **بیت** زندہ ام بیاد شیخ بلے ÷ جان من یاد شیخ شد آری ÷[۲] شیخ قطب الدین منور
کے اوس ذوق و شوق کا اثر جو آپ کو اس مجلس مین حاصل تھا کاتب حروف اپنے دل مین اس وقت تک محسوس
پاتا ہے اور اوس عاشقانہ انبساط کا مزا اب تک زبان پر موجود ہے۔ وہ شخص نہایت مبارک ہے جسکی یاد

[۱] اگر تو میری آنکھون کے رستہ آنا چاہے مین آنکھ کی پتلیان راستہ مین بچھاؤن گا۔ سعدی کی جان اور آنکھین
تیرے ساتھ ہین تجھے اکیلا ہونے کا خیال نہ ہونا چاہیئے۔
[۲] مین اپنے شیخ کی یاد مین زندہ ہون۔ فی الواقع شیخ کی یاد میری جان ہے۔

دلون کو راحت میسر ہو۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** خوشوقت آن کسے کہ ازو راحتے رسد؛ بر جان اہل عشق کہ مشتاق حضرت اند۔
اون ہی دنون کا یہ بہی ذکر ہے کہ شیخ قطب الدین منور سلطان المشائخ کے روضہ مین ایک رات مشغول ہوئے **مصرع** شب محرم عاشقان است شبہاش طلب؛ اور اپنے مخدوم و شیخ سے راز و نیاز کی باتین کرنے لگے۔ کاتب حروف کے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ نے کہانا لپکا کر میرے ہاتہ اوس اہل محبت کے سردار کی خدمت مین بہیجا مین دیکہتا ہون کہ یہ بزرگوار چہار دری عمارت کے اندر خواجہ جہان مرحوم کے گنبد کے متصل قبلہ رخ حضوری تمام کے ساتہ تشریف رکہتے ہین۔ جب میری نظر آپکے چہرۂ مبارک پر پڑی تو دیکہتا ہون کہ ایک جلیل الشان اور مقتدر بادشاہ صاحب ولایت جلوس فرما ہے جسکا ظاہر اوسکے عشق آمیز باطن کی حکایت بیان کر رہا ہے وہ صفائی و ذوق عجیب و غریب صفائی و ذوق ہے جنہین حقتعالی نے اونکی مبارک ذات مین ودیعت رکہی تہی۔ آپ کہانا کہاتے جاتے اور نہایت خوش آئندہ مسکراہٹ کے ساتہ اس کمترین سے فرماتے جاتے تہے کہ یہ کہانا تمہاری اونہین بزرگوار دادی کے ہاتہ کا پکا ہوا ہے جو شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز سے بیعت رکہتی تہین مین نے کہانا بہت کہایا اور نہایت رغبت سے کہایا ہمارے تمپر اور تمہارے ہمپر بے انتہا حقوق ہین۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ اونہین اسیطرح سے پیوستہ رکہے۔ کاتب حروف کو چونکہ محترم و برگزیدہ شیخ کے ساتہ کہانا کہانے کی سعادت نصیب ہوئی ہے اس لئے امید ہے کہ خدا اوسکے سر پر بخشش کا تاج رکہے کیونکہ حدیث مین آیا ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ۔ مَنْ اَکَلَ مَعَ مَغْفُوْرٍ فَقَدْ غُفِرَ لَہٗ۔ یعنے آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی بخشے ہوئے کے ساتہ کہانا کہاتا ہے خدا اوسے بہی بخشدیتا ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔ **ازانجملہ** زاہد روحانی عابد سبحانی مولانا حسام الملۃ والدین ملتانی سلطان المشائخ کے ممتاز و اولوا العزم خلیفہ ہین جو علم تقوی اور ورع و زہد مین ایک کامل آیت تہے۔ آپکو علم فقہ مین انتہا درجہ کی مہارت تہی۔ ہدایہ کی دونون جلدین حفظ تہین اور اون کے تمام مطالب نوک زبان تہے۔ علم سلوک مین قوت القلوب اور احیاء العلوم دونون جامع جلدین ازبر تہین اور باوجود ان تمام بزرگیون اور فضائل کے زائر الحرمین اور صاحب نصیبین تہے۔ ان بزرگون کا ذکر جمیل تین نکتون پر شامل ہے۔

پہلا نکتہ مولانا حسام الدین کی عظمت و بزرگی اور سلطان المشائخ کی اون عنایتون اور مہربانیون کے بیان مین جو مولانا پر مبذول تہین۔

سبحان اللہ مولانا حسام الدین زہد و ورع کی مجسم تصویر اور اتقا و پرہیزگاری کے پورے فوٹو تہے۔ آپ کا طریقہ بالکل طریقۂ سلف تہا اور آپ کا معاملہ بالکل صحابہ

رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسا معاملہ تہا آپ اعلیٰ درجہ کے یارون مین مشہور اور بزرگون کے گروہ مین معروف ہتے سلطان المشائخ نے آپکے بارہ مین فرمایا ہے کہ شہر دہلی مولانا حسام الدین کی حمایت مین ہے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ یہ بزرگ بازار مین چلے جاتے تہے کہ آپکے کندہے مبارک سے مصلا گر پڑا اور اوس انتہا درجہ کے باطنی شغل سے جو آپکو حاصل تہا مصلا گرنے کی مطلق خبر نہین ہوئی۔ جب تہوڑی دور چلے تو ایک شخص نے عقب سے آواز دی کہ شیخ آپکا مصلا گر پڑا ہے۔ اگرچہ چند مرتبہ شیخ شیخ کہہ کے آواز دی مگر چونکہ آپ اپنے تئین شیخ نہ جانتے تہے اسلیئے آپنے اس نام کو اپنے مین راہ نہ دی یہان تک کہ آواز دینے والے نے مصلا زمین سے اوٹہایا اور مولانا کے پیچہے دوڑا اور آپ سے ملکر عرض کیا حضرت مین نے کئی مرتبہ آواز دی کہ آپکا مصلا گر پڑا ہے اسے لیتے جایئے مگر حضور نے نہین سنا۔ فرمایا عزیز من! مین شیخ نہین ہون نہ یہ مرتبہ رکہتا ہون یہی وجہ ہے کہ مجہے بالکل خیال نہین گذرا کہ تو مجہے آواز دے رہا ہے۔ الغرض اس بزرگ اور فخر خاندان قوم کو ناموری اور شہرت سے یہان تک احتراز تہا کہ شیخ کے نام سے نہین بولتے تہے۔ **منقول** ہے کہ جب یہ بزرگ خانہ کعبہ کی زیارت سے فارغ ہوکر لوٹے اور اس شہر مین تشریف لائے تو جمعہ کا روز تہا آپ سیدہے کیلوکہری کی جامع مسجد مین پہونچے اور سلطان المشائخ کا اول اول قاعدہ تہا کہ صبح کی نماز کے بعد کیلوکہری کی جامع مسجد کیطرف جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لیئے جانے کا اہتمام فرماتے اور وہان پہونچکر مشغول بحق ہوتے۔ کیلوکہری مین آپکے قیلولہ اور وضو کرنے کے لیئے ایک جہوٹا سا نہایت صاف مکان لوگون نے بنا دیا تہا۔ مولانا حسام الدین وہان چاشت کے وقت پہونچے اور اپنے دلمین ٹہان لیا کہ مین اب تو مسجد کے کسی گوشہ مین چہپکر بیٹہ جاؤن اور نماز کے بعد سلطان المشائخ کی قدمبوسی حاصل کرون چنانچہ آپنے ایسا ہی کیا۔ چونکہ سلطان المشائخ کو نور باطن سے معلوم ہو گیا تہا کہ مولانا حسام الدین یہان آ پہونچے ہین اس لیئے آپنے خواجہ ابوبکر مصلےٰ دار سے ارشاد فرمایا کہ دیکہو مولانا حسام الدین ابہی مکہ معظمہ سے آئے ہین اور اسی مسجد کے کسی گوشہ مین بیٹہے ہوئے ہین جاؤ اونہین ڈہونڈ کر لے آؤ۔ خواجہ ابوبکر مصلی دار نے مسجد کے کہنے کونے کو ٹٹولنا شروع کیا۔ ایک گوشہ مین دیکہتے ہین کہ مولانا حسام الدین بیٹہے ہوئے مشغول ہین۔ سلام کیا اور کہا آپکو سلطان المشائخ بلا رہے ہین۔ یہ سنکر مولانا متحیر ہوئے اور دل مین کہا اگرچہ مین چہپکر اس گوشہ میں آکر بیٹہا لیکن چونکہ سلطان المشائخ مکاشف عالم ہین اون سے چہپ نہ سکا۔ الغرض مولانا نے سلطان المشائخ کی سعادت قدمبوسی حاصل کی اور آپکی عنایتون اور مہربانیون کے ساتہ مخصوص و ممتاز ہوئے۔ ازان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جو شخص خانہ کعبہ کی زیارت سے مشرف ہونا چاہے اوسے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی علیحدہ نیت کرنا اور اسی نیت سے جانا چاہیئے۔ تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خاص کا مستحق ہو۔ کسی کے طفیل مین زیارت نکرے۔ مولانا حسام الدین سلطان المشائخ کی یہ بات سنتے ہی فوراً تاڑ گئے کہ

سلطان المشائخ نے یہ بات خداوندی الہام سے فرمائی ہے آپنے اوسی وقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت مصمم کرلی اور زیارت کے لیئے دوبارہ مدینہ طیبہ تشریف لیگئے۔ زہے عنایت پیر جو مرید کی ترقی درجات پر مبذول ہوا اور زہے خوب اعتقاد مرید کہ پیر کے حکم قبول کرنے اور اوس کے فرمان کے جاری کرنے مین جان تک دریغ نکرے۔

دوسرا نکتہ مولانا حسام الدین ملتانی اور مولانا شمس الدین یحییٰ اور مولانا علاؤ الدین نیلی قدس اسرارہم العزیز کی باہمی ملاقات کے بیان مین۔ واضح ہو کہ ایکدفعہ مولانا شمس الدین یحییٰ اور مولانا علاؤ الدین نیلی رحمۃ اللہ علیہما ایک ساتھ ملک اودہ سے سلطان المشائخ کی خدمت مین آئے سلطان المشائخ کا قاعدہ تہا کہ جب اودہ کے یار آپکے پاس حاضر ہوتے تہے تو آپکی سعادت قدمبوسی حاصل کرنیکے بعد اونہین حکم ہوتا تہا کہ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار نور اللہ تربتہ کی زیارت کو جاؤ اور جب یہ دولت وسعادت حاصل کرچکو تو شہر مین آکر یاران شہر سے ملاقات کرو۔ اس قاعدہ اور حکم کے مطابق مولانا شمس الدین اور مولانا علاؤ الدین شیخ الاسلام قطب الدین بختیارؒ کی زیارت کو گئے اور جب وہان سے لوٹ کر شہر مین آئے تو بعض عزیزون سے ملاقات کی۔ یکے بعد دیگرے مولانا حسام الدین ملتانی کی بہی خدمت مین حاضر ہوئے لیکن اتفاق سے اوسوقت مولانا گہر مین تشریف نہ رکہتے تہے انہون نے دیکہا کہ ایک نہایت مختصر ساد، ویسانہ چھپر کچہ پنیا کچہ پرانا پڑا ہے اور یہی آپکی سکونت کا مقام ہے چنانچہ خواجہ سنائی کہتے ہین۔ **شعر** داشت لقمان یکے کریچے تنگ ؛ چون گلوگاہ نائے وسینہ چنگ ؛ بوالفضولے سوال کرد زوے ؛ چیست این خانہ شش بدست وسہ پے ؛ بادل سرد چشم گریان پیر ؛ گفت ہٰذا لِمَن یَّمُوتُ کثیر ؛ یہ حضرات اس گہر کو دیکہکر ابہی حیرت وتعجب ہی مین تہے کہ سامنے سے مولانا حسام الدین نمودار ہوئے دونون بزرگون نے آگے بڑہکر استقبال کیا اور سلام علیک کے بعد مصافحہ ومعانقہ سے پیش آئے اسوقت مولانا کی یہ حالت تہی کہ ایک سبز کرتا نہایت میلا کچیلا پہنے ہوئے تہے اور ایکدست مبارک مین تو تہوڑی سی کہچڑی دستار مین بندہی ہوئی تہی اور دوسرے مین قدرے ایندہن تہا ان دونون بزرگون نے آپکی یہ کیفیت دیکہکر باہم کہا کہ حقیقت یہ ہے سلف صالحین کا طریقہ یہی ہے اور مسلمانی اسیکا نام ہے۔ الغرض باہم ملاقات کرنیکے بعد مولانا شمس الدین یحییٰ نے عرض کیا کہ حضرت ! یہ ایندہن مجھے دیدیجیے اور مولانا علاؤ الدین نیلی نے التماس کی کہ کہچڑیاں اور دیگچی مجھے عنایت کیجیے تاکہ حضور کی تبرکات مین ہم شریک ہوجاوین اور اس سعادت سے کچہ حصہ حاصل کرین۔ مولانا حسام الدین نے فرمایا عزیزان من ! تم دونون محض مجرد ہو کسی قسم کا تعلق نہین رکہتے ہو مگر مین نے شرعی بوجہہ قبول کرلیا ہے اور جب یہ ہے تو بار کشی میرا ہی حق ہے یہ فرماکر مولانا حسام الدین

لہ لقمان کا گہر نہایت تنگ تہا جیسے نے کا گلا اور چنگ کا ہوتا ہے ایک فضول شخص نے اون سے کہا کہ یہ چہہ بالشت اور تین قدم کا کیا گہر ہے لقمان نے بادل سرد اور چشم گریان کہا کہ شخص فانی کے واسطے یہ گہر بہت کافی ہے ۱۲

گہر مین تشریف لے گئے۔ اور کہچڑی وا ینده ہن دیگر اوسکے پکانیکا حکم فرمایا اور ایک پہٹا ہوا نہایت پُرانا بوریا ہاتھ مین لیکر باہر آئے اِن بزرگون کو بیٹہنے کا اشارہ کیا اور خود بہی بیٹہہ گئے۔ مولانا شمس الدین یحییٰ نے ایک تہ بند اور مولانا علاؤالدین نے ایک تنکہ چاندی نذر کی اور مشائخ کی حکایات سلف کے فضائل و مآثر بیان کرنے مین مشغول ہوئے۔ اسی اثنا مین نماز چاشت کا وقت ہوگیا سب نے نماز پڑہی۔ اسکے بعد مولانا حسام الدین ایک مختصر سے طباق مین کہچڑی اور اوسپر قدرے گہی رکہکر لائے اور درویشانہ طریق پر عزیزون کے سامنے پیش کیا جب تینون صاحب کہانا کہا کر فارغ ہوگئے تو مولانا حسام الدین نے وہ چاندی کا تنکہ جو مولانا علاؤالدین نے پیشکش کیا تہا مولانا شمس الدین کو عطا کیا اور جو تہ بند مولانا شمس الدین نے پیش کیا تہا وہ مولانا علاؤالدین کے آگے رکہا اور نہایت معذرت کی۔ الغرض جب یہ دونون بزرگ سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوئے تو آپنے عزیزان شہر کی زیارت و ملاقات کی کیفیت دریافت کی ان دونون عزیزون نے نمبروار تمام یارون کی کیفیت بیان کرنی شروع کی۔ جب مولانا حسام الدین کی ملاقات کا ذکر کیا تو سلطان المشائخ نے رغبت کے کانون سے سُنا آپ اون کا حال سُنتے جاتے اور آنکہون سے آنسو بہاتے جاتے تہے۔ اسی اثنا مین سلطان المشائخ نے اقبال خادم کو بُلاکر فرمایا تہوڑی سی چاندی لے آ اقبال نے فوراً حکم کی تعمیل کی پہر فرمایا کہ جاؤ کپڑا بہی لے آؤ۔ جب کپڑا بہی آگیا تو آپنے اپنا مُصلّا جسپر تشریف رکہتے تہے چاندی کے پاس رکہہ دیا اور خواجہ رضی کو جو آپکے قاصد خاص تہے اور نیز رفتاری مین ہوا کا مقابلہ کرتے تہے طلب فرماکر حکم کیا کہ یہ مصلا یہ کپڑا یہ چاندی مولانا حسام الدین کے پاس لیجا۔ خواجہ رضی یہ بہاری نعمت اور گرانبہا خلعت مولانا کی خدمت مین لیکر پہنچے تو آپنے فرمایا۔ خواجہ۔۔۔ یہ مہربانی میرے حق مین کس وجہ ہوئی ہے مین تو اپنا یہ رتبہ نہین دیکہتا خواجہ رضی نے عرض کیا کہ مخدوما مجہے معلوم نہین وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغ۔ یعنے قاصد پر تو پیغام پہنچادینا ہے اور بس مولانا نے فرمایا کہ اچہا جسوقت سلطان المشائخ نے یہ بخشش مجہے مرحمت فرمائی تہی اوسوقت آپکے پاس کون کون بیٹہا تہا خواجہ رضی نے کہا۔ مولانا شمس الدین یحییٰ۔ مولانا علاؤالدین نیلی اور چند اور عزیز یہ سنکر مولانا حسام الدین کو یقین ہوگیا کہ انہی لوگون نے سلطان المشائخ سے کہا ہوگا۔ زان بعد آپنے خواجہ رضی کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ یہ عزیز درویشون کے تجسس احوال کے لیے آتے اور میرے بہید ٹٹولتے ہین۔ ان لوگون کو کیا منصب ہے کہ فقیرون کے حال کا تجسس کرین۔ الغرض جب مولانا حسام الدین اپنے قاعدہ کے مطابق سلطان المشائخ کی خدمت مین آئے تو سعادت قدمبوسی حاصل کرنیکے بعد مولانا شمس الدین یحییٰ اور مولانا علاؤالدین نیلی سے ملاقات کی اور کہا۔ عزیزو ! تمنے یہ کیا کیا کہ سلطان المشائخ کے حضور مین میرا احوال عرض کیا۔ مین کون ہون کہ سلطان المشائخ کی خدمت مین ذکر

کیا جاؤن ہم فقرا کے گروہ پر واجب ہے کہ ایک دوسرے کے ستر حال اور پردہ پوشی مین کوشش کرین۔ مجھ جیسے ہزارون آدمی اس درگاہ کے غلام مین جنکے حال سے کوئی بھی اطلاع نہین رکھتا اور نہین جانتا کہ اون پر کیا گذر رہی ہے۔ یہ بات کہ سلطان المشائخ مکاشف عالم مین یہ اور قضیہ ہے اور اوسکا دوسرا حکم ہے۔ شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا ہے **بیت** تا چہ مرغم کم حکایت پیش عنقا کردہ اند ٭ تا چہ مورم کم سخن پیش سلیمان کردہ اند ٭ جب مولانا حسام الدین اپنی گفتگو کا سلسلہ ختم کر چکے تو اِن بزرگون نے آپکے جواب مین کہا۔ مولانا۔ جب ہم آپکی خدمت سے لوٹ کر سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوئے تو حضور نے ہم سے فرمایا تم نے کن کن عزیزون کو دیکھا اور اونہون نے تم سے کس طرح ملاقات کی۔ بھلا ہم سے یہ کب ہو سکتا تھا کہ عزیزون کی ملاقات کی کیفیت مین سے کچھ چھپا سکتے۔ ہمین بجز اسکے اور کچھ بن ہی نہین پڑا کہ جو کچھ ہو صاف صاف بیان کر دین لہذا ہم اس مین معذور ہین معاف فرمائیے۔

تیسرا نکتہ۔ مولانا حسام الدین ملتانی کے حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس سرہ سے خلافت پانے کے بیان مین — ثقات سے **منقول ہے**

کہ جسروز شیخ نصیر الدین محمود اور شیخ قطب الدین منور قدس اللہ سرہما العزیز نے خلافت کا معزز تمغہ پایا اوس کے دوسرے روز مولانا حسام الدین کی طلبی کا سلطان المشائخ کی خدمت سے حکم صادر ہوا۔ مولانا حسام الدین نے فرمایا کہ جب مین سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوا تو آپکے انتہا درجہ کی عظمت و ہیبت سے میرے جسم سے پسینہ جاری ہو گیا۔ لوگون نے سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین مجھے خلافت نامہ اور خلعتِ خاص عنایت کیا۔ اسوقت مین نے نہایت ادب کے ساتھ عرض کیا کہ مخدوم نے اس بیچارہ ضعیف کے حق مین بے حد شفقت و مہربانی فرمائی کہ کمترین کو دولت خلافت سے مالا مال کر دیا۔ اب اس ناچیز غلام کو کوئی وصیت کیجیئے اور ارشاد فرمائیے کہ مین کیا کرون۔ سلطان المشائخ نے اپنا دستِ مبارک آستین سے نکال کر شہادت کی اُنگلی سے میری طرف اشارہ کر کے دو دفعہ فرمایا کہ دنیا کو ترک کر دنیا کو ترک کر۔ اور فرمایا کہ مریدون کی کثرت مین کوشش نکر۔ اسکے بعد مولانا نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو شہر مین نہ رہون بلکہ جاری پانی کے کنارے سکونت اختیار کرون کیونکہ شہر مین کنوئون کا پانی ملتا ہے۔ اور اوس سے وضو کر کے دل مطمئن نہین ہوتا سلطان المشائخ نے فرمایا نہین شہر مین ہی رہو۔ کُن کاحَدٍ مِنَ النَّاسِ اور اس طرح رہو جیسے اور لوگ رہتے ہین۔ نفس چاہتا ہے کہ تمہین آسائش و آرام کے مقام سے اوٹھا کر ایک ایسے مقام مین پہنچائے جہان تمہارے اوقات متفرق و پریشان ہو جائین۔ یہ ضروری بات ہے کہ جب تم شہر سے نکلکر بہتے پانی کے کنارہ سکونت اختیار کروگے تو مسافر و شہری تمہارا پتہ تلاش کر کے وہان پہونچین گے اور یہ مشہور ہو جائے گا کہ فلان درویش نے فلان جگہ سکونت کے لیئے اختیار کی ہے۔ لوگ جوق جوق وہان پہونچین گے اور تمہارے وقت کے مزاحم ہون گے۔ اور کنوئون کے پانی مین اگرچہ علماء کا اختلاف ہے مگر اوس کے باب مین شرعی وسعت بہت ہے۔

اس کے بعد مولانا حسام الدین نے عرض کیا کہ ایک وقت ایسا ہوتا ہے کہ مجھے کافی مقدار فتوح پہونچتی ہے اوس میں سے کچھ تو مین اپنے بال بچون کا حصہ اوٹہار کہتا ہون اور کچہہ مسافرون کے لیئے مقرر کرتا ہون اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دنون گذر جاتے ہین اور کوئی چیز مجہے نہین پہونچتی۔ بال بچے فاقہ کشی کیوجہ سے مزاحمت کرتے ہین مسافر محروم جاتے ہین۔ فرمائیے ایسے وقت قرض لون کہ نہین۔ سلطان المشائخ نے فرمایا قرض کرنا دو حال سے خالی نہین یا تو تم اپنے لیئے قرض لوگے یا مسافرون کے لیئے اور مسافر بہی دو حال سے باہر نہین یا غریب الدیار ہونگے جو دور دراز سے آئینگے یا شہری کہ روزانہ آمدورفت کرین۔ جو لوگ مسافر ہین اور دور دراز سے آتے ہین اونکی نیت سے قرض لینا جائز ہے اگر سہل ہو کیونکہ مسافر تمہین معذور نہ رکہین گے اور شہری لوگ جو گاہ بیگاہ آمدورفت کرتے ہین اون کے لیئے تکلف کی کچہ حاجت نہین جو موجود ہو پیش کردو نہ ہو تو قرض نہ لو۔ اور جو تم خاص اپنے لیئے قرضہ کروگے تو اوس کی دو ہی صورتین ہین۔ ایک یہ کہ جب فتوح تم کو پہونچیگی خرچ کروگے۔ دوسری یہ کہ فتوح نہ پہونچنے کی حالت مین قرض کروگے اور دونون حالتون مین تمہارا مطلب حاصل ہوگا اور جب یہ ہوگا تو درویشی کس طرح کرسکوگے۔ حقیقت مین درویش تو وہ ہے کہ جب مال ہو خرچ صرف کرڈالے نہ ہو تو صبر کرے۔ ناکامیابی و نامرادی کے ساتہ موافقت کرے اور اپنے تئین تدبیر مین نہ ڈالے بعدہٗ زبان مبارک سے فرمایا کہ درویش کو ہر بابی نہ ہونا چاہیئے اور ہر بابی کی دو قسمین ہین۔ ایک صوری دوسری معنوی۔ صوری بابی تو وہ درویش ہین جو دربدر مارے مارے پہرتے ہین اور کچہ نہ کچہ مانگ تانگ کر حاصل کر لیتے ہین۔ اور معنوی ہر بابی وہ درویش ہین جو بظاہر تو گہر کے کونے مین مشغول ہین مگر دل مین خیال کرتے ہین کہ زید سے ہمین پہونچیگا یا عمرو سے ملیگا۔ بلحاظ تجربہ صوری ہر بابی۔ معنوی ہر بابی سے بہتر ہے۔ کیونکہ صوری ہر بابی جیسا کہ ہے ویسا ہی اپنے تئین ظاہر کرتا ہے مگر معنوی ہر بابی بظاہر اپنے تئین مشغولان حق کے طریق پر ظاہر کرتا ہے اور باطن مین دربدر مارا پہرتا ہے۔ نعوذ باللہ کہ کسی شخص کا ایسا معاملہ ہو۔ آمدیم بر سر حکایت۔

منقول ہے کہ ایک دن قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کیا کہ بندہ نے خواب دیکہا ہے کہ سلطان المشائخ سوار ہوئے تشریف لے جارہے ہین اور بارہ عزیز مخدوم کے برابر سوار ہوئے چلے جارہے ہین اون مین سے ایک مولانا حسام الدین ملتانی بہی ہین۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے مریدون مین ایک عزیز تہا اوس نے خواب مین دیکہا کہ شیخ شیوخ العالم ایک کشتی مین سوار ہین اور چھہ یار بہی آپکے ساتہ موجود ہین۔ جن مین ایک یہ ضعیف بہی تہا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ مولانا حسام الدین کی یہ بہت بڑی عظمت و کرامت کی دلیل ہے کہ سلطان المشائخ نے

اون کی حکایت مین اپنی نظیر بیان کی۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مولانا حسام الدین نے سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کیا کہ مخدوم! خلق طالب کرامت ہے۔ فرمایا۔ اَلْکَرَامَۃُ ہِیَ الْاِسْتِقَامَۃُ عَلٰی بَابِ الْغَیْبِ۔ یعنے دروازہ خداوندی پر استقامت کرنا ہی کرامت ہے۔ تم اپنے کام مین ثابت قدم اور مستقیم رہو۔ کرامت کے طالب ہو۔ انجام کار جس سال مین کہ شہر کی مخلوق کو دیوگیر مین لکالا گیا۔ مولانا گجرات مین تشریف لے گئے اور وہین آپکا انتقال ہوا۔ آپ کا مرقدِ پاک آج اون شہرون کی خلق کا حاجت روا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

ازانجملہ عالم ربانی عاشق سبحانی مولانا فخرالملۃ والدین زرادی قدس اللہ سرہ العزیز ہین جو کثرتِ علم لطافتِ طبع شدتِ مجاہدہ ذوق مشاہدہ کے ساتھ مشہور اور انتہا درجہ کی ترک وتجرید اور کثرتِ گریہ مین اعلی درجہ کے عزیزون مین معروف تھے۔ آپ سلطان المشائخ کے نہایت اولو العزم اور ممتاز خلیفون کی فہرست مین مندرج تھے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ یہ بزرگوار عشق کے مجسم تصویر اور محبت الٰہی کے پورے فوٹو تھے۔ جو شخص آپکی نصیبہ ور پیشانی کو دیکھتا یقیناً معلوم کر لیتا کہ یہ بزرگ واصلان درگاہ حق تعالی مین سے ہین۔ آپ کا کچھ ذکر نکتون کو شامل ہے

پہلا نکتہ مولانا فخرالدین زرادی کے جناب سلطان المشائخ نظام الحق والدین کی خدمت مین ارادت لانے کے ذکر مین۔ شیخ نصیرالدین محمود رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا گیا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ جس زمانہ مین مین شہر مین تعلیم پاتا تھا۔ مولانا فخرالدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس مین حاضر ہوتا تھا اوس مجلس مین مولانا فخرالدین زرادی اور امیران بورکش مولانا فخرالدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہدایہ پڑھتے تھے اور ساری مجلس مین ان دونون شاگردون سے زیادہ تر کوئی شخص تیز طبع اور بحث کرنے والا نہ تھا۔ اس مجلس مین جس وقت سلطان المشائخ کا ذکر آتا یہ لوگ آپکو اسطرح ذکر کرتے جیسے اہل تعصب کسیکو ذکر کرتے ہین اور مجھے نہایت ناگوار و دشوار گذرتا مین اون سے کہا کرتا تھا کہ آپ لوگ یہ باتین اوسی وقت تک کہتے ہو جب تک سلطان المشائخ کو نہین دیکھتے۔ الغرض ایکدن مین نے اونہین اُبھارا کہ اگر سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہونے پر آمادہ کر دیا۔ اور وہ اسپر راضی ہوگئے۔ جب مین اور میرے ساتھ وہ دونون سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوئے تو مین سعادت قدمبوسی حاصل کرنے کے بعد بیٹھ گیا۔ سلطان المشائخ نے اون دونون کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا۔ تم کہان رہتے ہو جواب مین عرض کیا۔ شہر مین۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا پڑھتے کہان ہو۔ عرض کیا فخرالدین ہانسوی سے پھر پوچھا کیا پڑھتے ہو۔ کہا۔ ہدایہ۔ فرمایا۔ تمہارا سبق کہان تک پہنچا ہے۔ مولانا فخرالدین جو میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے آگے بڑھکر بیٹھ گئے اور مقام سبق کی تقریر اور اوس شبہہ کی توضیح کی جو سبق مین حل ہونے سے رہگیا تھا

شبہہ کی تقریر بیان کرکے سلطان المشائخ سے اوسکا جواب طلب کیا۔ آپنے کمال تبحر سے دانشمندانہ جواب مین سلسلۂ گفتگو شروع کیا۔ سلطان المشائخ تقریر کرتے جاتے تھے اور مولانا فخر الدین آپ کی لطافتِ تقریر سے حیرت مین پڑکر پیچھے ہٹتے جاتے تھے یہان تک کہ میرے پاس پہنچ گئے اور جہک کر میرے کان مین کہاکہ مین اسیوقت کلاہ ارادت لینا چاہتا ہون۔ سلطان المشائخ نے فرمایا مولانا کیا کہتے ہو۔ شیخ نصیر الدین محمود فرماتے ہین کہ مین نے عرض کیا۔ حضور! کلاہ ارادت کی استدعا کرتے ہین۔ سلطان المشائخ نے مُسکرا کر فرمایا۔ اسوقت نہین بلکہ دوسری مجلس مین دیدی جائے گی۔ مگر مولانا فخر الدین نے باصرار مجھسے کہاکہ اگر سلطان المشائخ اس مجلس مین کلاہِ ارادت نہین دینگے تو مین اپنے تئین ہلاک کر ڈالتا ہون۔ جب مین نے سلطان المشائخ کی خدمت مین یہ بات عرض کی تو آپنے فرمایا بہت اچھی بات ہے۔ اوسیوقت مولانا فخر الدین زرّادی اور امیران بورکش دونون کو کلاہ ارادت پہناکر سرفراز فرمایا۔ مولانا فخر الدین فوراً محلوق ہوئے اور دانشمندون کے زمرہ اور اون کی قیل وقال سے نکلکر درویشون کے حلقے مین بصد آرزو داخل ہوئے اپنی تمام کتابین اور مسودات یارون کو بخشدیے اور دانشمندی کا غرور جاہ ومنزلت کی طلب یک لخت سر سے دور کردی۔ امیر خسرو کیا خوب فرماتے ہین۔ **بیت** بود[1] زعقل ہیشیا ازین باد غرور بسرم ؛ پیش درِ تو خاک شد آن ہمہ کژ کلاہیم ؛ اور اوسوقت سے یہ بزرگوار سلطان المشائخ کے غلامون کے سلسلہ مین منسلک ہوئے۔ غیاث پور ہی مین سکونت اختیار کی اور پنجوقتہ نماز جماعت خانہ مین سلطان المشائخ کے ساتھ ادا کرتے رہے۔ کیسی خوش اور صالح وقت مین سلطان المشائخ کی خدمت مین جاتے اور اوس روحانی مجلس سے انکی روح پاک پرورش پاتی تھی اور اوس مجلس کے ذوق سے مست ہوکر پھر بار بار آمد ورفت کرتے تھے۔ انجام کار آپنے سلطان المشائخ کے مکان کے آگے گھر بنالیا اور وہین رہنے لگے تاکہ وقت بے وقت اوس سعادت کو حاصل کرتے رہین۔ شیخ سعدی نے کیا خوب کہا ہے۔ **مصرع** خوش[2] آن سرے کہ شود خاک آستانۂ تو ؛ یہانتک کہ جس روز تک سلطان المشائخ زندہ رہے مولانا فخر الدین نے کبھی سر آستانہ سے دور نہین کیا۔ یہ ضعیف کہتا ہے **بیت** عشق[3] آنرا مسلم است اے جان ؛ کو نہد سر بر آستانہ دوست ؛ امیر حسن کہتے ہین۔ **بیت**۔ اگر رقیب[4] تو پرسد حسن چہ مانند برین در ؛ تو آبروئے دہ اور ابگو کہ خاک در ست این ؛ جب

---

[1] اس سے پیشتر عقل کے سبب سے غرور کی ہوا میرے سر مین بہری ہوئی تھی۔ لیکن تیرے دروازہ کے آگے میری وہ ساری کج کلاہی خاک مین مل گئی ۱۲ [2] وہ سر بہت اچھا ہے جو تیرے دروازے کی خاک بنجائے۔

[3] عشق اوسی کا کامل ہے جو دوست کے دروازے کی چوکہٹ پر اپنا سر رکھے ۱۲

[4] حسن اگر تیرا رقیب تجھسے دریافت کرے کہ یہ کیا ہے تو اوسکو جواب دینا چاہیے کہ دوست کے دروازے کی خاک پا ہے ۱۲

جب سلطان المشائخ صدر جنت مین خرامان خرامان ہپونچے اور مقعد صدق مین قرار پکڑا تو مولانا فخر الدین کو ایک آن آرام قرار نہ رہا۔ چند روز تک دریائی جون کے کنارے اوس مقام پر سکونت اختیار کی جہان سلطان السلاطین فیروز شاہ نے اپنے محل کی عمارت کی ہے اور شہر فیروز آباد بسایا ہے۔ زہے اثر قدم مبارک کہ آج اوس زندگ دین کے قدم کی برکت سے وہان بادشاہ کا محل تیار ہوا اور ایک عظیم الشان شہر آباد ہوا پہر چند روز تک آپنے مقام لونی مین قیام فرمایا اور ایک عرصہ تک حوض علائی کے کنارہ پر قیام پذیر رہے۔ اسکے بعد آپ اکثر اوقات سفر مین رہنے لگے اور شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کی زیارت کے لیے اجمیر تشریف لے گئے۔ بعدہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زیارت کے لیئے اجودہن تشریف لے گئے۔ الغرض آپ صحراؤن۔ پہاڑون۔ غارون مین خدا تعالی کی عبادت کرتے رہے اور اس سے آپکی غرض یہ تہی کہ کوئی شخص آپکے احوال پر مطلع نہ ہو۔ خلاصہ یہ کہ آپنے اپنی تمام عمرِ عزیز پیر کی محبت و عشق مین بسر کی اور خلوت و تنہائی اور یادِ الٰہی مین گذار دی۔ شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہین۔ **بیت** بکنج غارے عزلت گزینم از ہمہ خلق ؛ کزان لطیف جہان یار غار من باشد ؛ خلاصہ یہ کہ اس بزرگوار نے سلطان المشائخ کی نظر کی برکت سے عالم مین قبولیت عظیم حاصل کی تہی۔ جس شخص کی نظر آپکے چہرۂ مبارک پر پڑتی سر زمین پر رکہتا اور مولانا کی محبت کا اسیر ہو جاتا۔ رحمۃ اللہ علیہ

دوسرا نکتہ۔ مولانا فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ کے مجاہدہ اور مشغولی باطن کے بیان مین۔

کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ سلطان المشائخ کے انتقال کے بعد مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ بسنالہ مین چلے گئے۔ جو پہاڑ کے بیچ مین واقع ہے یہان بند کے سرے پر ایک مختصر سی قدیم مسجد بنی ہوئی ہے جس مین آپ مشغول ہوئے چونکہ یہ مقام نہایت غیر آباد اور اوجڑ تہا اس لیئے کوئی متنفس سکونت نکر سکتا تہا۔ علاوہ ازین درندون اور وحشی جانورون کا مسکن تہا۔ شیر۔ بہیڑیے کا ہر وقت خوف لگا رہتا تہا۔ دو تین عزیز جو مولانا کے ساتھ تہے اس خطرناک مقام سے کانپ کانپ اٹہتے تہے اور چونکہ متصل تین روز تک اونہین کہانے کی بہی کوئی چیز میسر نہوئی تہی لہذا سب وہان سے بہاگ کہڑے ہوئے اور مولانا کو ایسے پرہول اور خطرناک مقام مین تنہا چہوڑ کر واپس چلے آئے۔ خواجہ حکیم سنائی کہتے ہین **بیت** بلا ناز مین شمر داورا ؛ چون بلا دید در سپرد اورا ؛ جب کاتب حروف کے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو اونہون نے کچہ کہانا پکا کر تیار کیا اور کچہ کہانے کا اسباب

ل ایک غار کے کونے مین تمام خلق سے تنہا اس لیئے بیٹہا ہون کہ اوس کے لطف و مہربانی سے جہان میرا یار غار ہو جائے ۱۲

۲ جب تک بلا و مصیبت نہ تہی اوسے ناز مین شمار کیا۔ اور جب مصیبت و بلا دیکہی تو اوسے اوس کے سپرد کر دیا۔ ۱۲

ساتھ لیا اور چند اون عزیزون کے ساتھ روانہ ہوئے جو مولانا کی خدمت مین شاگردی اور اخلاص کا حق رکھتے تھے جیسے مولانا استاد نا رکن الملۃ والدین اندر پتی اور مولانا سراج الدین عثمان (ان دونون حضرات کا ذکر سلطان المشائخ کے خلفا کےمین آئے گا) اور مولانا صدر الدین - مولانا رکن الدین کے بھائی - اور عبد اللہ کوئی سلطان المشائخ کے رکابدار - اور کاتب حروف جو ان تمام عزیزون مین سب سے کم عمر اور بچہ تھا - غرضکہ یہ سب لوگ بسنالہ مین مولانا فخر الدین کی خدمت مین گئے - دیکھتے ہین کہ وہ بادشاہِ فقر و مجاہدہ بسنالہ کے بند مین جو شیرون اور اژدہون کا مقام ہے اور جابجا سانپون کی کیچلیان پڑی لٹک رہی ہین نہایت استقلال و بے التفاتی کے ساتھ قبلہ رخ مشغول بحق بیٹھے ہین اسوقت آٹھہ روز گذر گئے تھے کہ مولانا نے افطار کے وقت کچھ نہین کھایا تھا - لیکن یہ تعجب اور تعجب کے ساتھ حیرت سے دیکھا گیا کہ آپکی ذات مبارک مین کسیطرح کا ضعف و ملال ظاہر نہین ہوا - حقیقت مین آپ روح مجرد ہو گئے تھے اور بیابان و پہاڑون کو اپنے جمال سے روشن و منور کر دیا تھا اور خواجہ سنائی کی اس مثنوی پر جو سلطان المشائخ کی زبان مبارک پر گذری ہے عمل در آمد کیا تھا **مثنوی** دشت و کہسار گیر ہمچو وحوش ؛ خانمان را بجان بگربہ و موش ؛ خانہ کان از برائے قوت کنند ؛ مور و زنبور و عنکبوت کنند ؛ قوت عیسی چو ز آسمان سازند ؛ ہم بلمان جاش خانہ بر دارند ؛ جب عزیز و یار اوس عاشق صادق کی خدمت مین پہونچے تو مولانا انہین دیکھکر بہت خوش ہوئے اور ان عزیزون کا آنا نہایت مغتنم سمجھا - آپنے ہر شخص سے اوسکے رتبہ کے موافق معذرت کی اور فرمایا تم نے اس قدر کیون زحمت اٹھائی مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میرے یارون مین سے تمہین کسینے خبر کر دی ہے - بعدہ فرمایا - سبحان اللہ ایک لوگ تو میری موافقت کر نہین سکے دوسرے بھید ٹٹولنے آئے اور سر کا کشف کرنا چاہتے ہین لیکن چونکہ سعادت ملاقات نصیب ہونی تھی حق تعالی نے یہ سبب پیدا کیا - الغرض اس بزرگ دین نے مجاہدہ مین انتہا درجہ کی کوشش کی تھی اور اس ابدی سعادت کو اپنے اوپر لازم کر لیا - کاتب حروف لڑکپن کے زمانہ سے سنِ بلوغ تک اس بزرگ کی خدمت مین حاضر رہا ہے جب تنہائی اور خلوت مین اس بزرگ کی خدمت مین حاضر ہوتا قبلہ رخ بیٹھے اور زانوئے مبارک پر سر رکھے ہوئے مشغول حق دیکھتا - دس پانچ مرتبہ نہین بلکہ بہت دفعہ ان جیسی باتین دیکھنے کا اتفاق پڑا ہے جب سے سلطان المشائخ نے سفر آخرت قبول کیا - آپنے دائمی روزہ اختیار کیا - یہان تک کہ جس زمانہ تک آپ زندہ رہے کبھی روزہ افطار نہین کیا - شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ

سلہ شل حیثی جانورون کے جنگل اور پہاڑ مین بسیر اکر - گھر بار کو اونکے اہل کیواسطے چھوڑ دے - گھر بار کھانا اور دیگر چیزون کے مہیا کرنیکے واسطے بنانا مکڑی چیونٹی وغیرہ کا کام ہے حضرت عیسی آسمان پر ہین اور وہین روزی رسان اون کا رزق پہونچاتا ہے ۱۲

فرمایا کرتے تھے کہ جو ترقی مقامات ہمین ہینے دو مہینے مین حاصل ہوتی تہی - مولانا فخرالدین زرادی کو ایک ساعت مین

میسر ہو جاتی تہی رحمۃ اللہ علیہ - **تیسرا نکتہ** - مولانا فخرالدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ کے علم وتبحر کے بیان مین -

کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ سلطان المشائخ کے زمانہ زندگی مین ایک دانشمند عالم بغدادی مالکی مذہب غیاث پور

مین آیا اور اس سے پیشتر کہ شہر مین داخل ہو - ایک خواب دیکہا وہ یہ کہ ایک فرشتہ بہشتی طباق ہاتہ مین لیئے ہوئے

اور اوسپر ایک سبز جلہ ڈالے ہوئے آسمان سے اوترا چلا آتا ہے - جب وہ زمین پر اُتر کر اس دانشمند کے پاس سے ہوکر

گذرا تو اس نے دریافت کیا - یہ طبق کیسا ہے - فرشتہ نے جواب دیا کہ علم لدنی کا طبق ہے مجھے خدا کا حکم ہوا ہے کہ اسے

لیجاکر مولانا فخرالدین زرادی کے مصفا سینہ مین ڈالون - دانشمند نے دریافت کیا کہ مولانا فخرالدین زرادی کون

بزرگ ہین - فرشتہ بولا ایک دانشمند ہے شیخ نظام الدین کے مریدون مین تمام تعلقات سے مجرد - جب وہ دانشمند

خواب سے بیدار ہوا تو شہر مین جانے کا قصد ملتوی کیا - اور غیاث پور ہی مین سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر

ہوکر خواب کی تقریر اول سے آخر تک عرض کی اور ساتہ ہی التماس کی کہ مین مولانا فخرالدین زرادی کو دیکہنا

چاہتا ہون - سلطان المشائخ نے فرمایا کہ وہ جماعت خانہ مین ہونگے یا سیدون کے گہر مین - ان سیدون سے

مراد کاتب حروف کے والد بزرگوار اور چچا ہے کیونکہ مولانا کو ان لوگون سے انتہا درجہ کی محبت تہی اور جماعت خانہ سے

جب کہین تشریف لیجاتے تہے تو ان ہی بزرگوارون کے مکان مین رونق افروز ہوتے تہے - غرضکہ اوس دانشمند نے

جماعت خانہ مین آکر دریافت کیا کہ یہان مولانا فخرالدین زرادی کون بزرگ ہین - حاضرین مجلس نے مولانا کیطرف

اشارہ کیا دیکہا کہ ایک نوجوان بالا قد سپید پوست خوبصورت انتہا درجہ کی ملاحت وصباحت کے ساتہ بیٹہا ہے

شیخ سعدی نے کیا خوب کہا ہے **بیت** اے صورتت زگوہر معنی خزینۂ ÷ مارا ز درد عشق تو در دل دفینۂ ÷ ÷

چہرۂ مبارک غایت صفائی سے آفتاب جیسا روشن وتابان ہے اور اوسپر خدا کی تجلی کا نور جلوہ نما ہے - جماعتخانہ

کے ایک کونے مین مشغول بحق بیٹہا ہے - یہ دانشمند مولانا کی خدمت مین آکر بیٹہا اور خواب کی حکایت تقریر

کی - مولانا فخرالدین زرادی نے مسکرا کر فرمایا کہ اس عظیم الشان درگاہ کی سلک مین بہت سے فخرالدین زرادی نام

کے غلام منسلک ہین نہ معلوم وہ کون سے فخرالدین زرادی ہین جو ہے خواب مین بتائے گئے ہین - یہ دانشمند

مجمع البحرین کا ایک نسخہ جو فقہ مین نہایت عجیب وغریب تصنیف ہے اور نسخہ تصریف مالکی کہ کثرت معانی مین اوس سے

زیادہ مختصر اور لطیف تر کوئی دوسرا نسخہ اسوقت تک دستیاب نہین ہوا تہا اور سب سے پیشتر یہی دانشمند یہان لایا تہا

غرضکہ یہ دونون عجیب وغریب نسخے مولانا فخرالدین کی نظر مبارک مین پیش کرکے تصریف مالکی کا ذکر کرنے لگا کہ

مصنف نے تصریف کے قواعد و مقدمات اس طرز سے بیان کیے ہیں اُن کا حل اور توضیح ناممکن نہین تو قریب قریب دشوار ضرور ہے۔
اور اسوقت تک ان دونون کتابون کی کوئی شرح تصنیف نہین ہوئی ہے۔ اوسکی یہ تقریر سنکر مولانا فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ
نے تصریف مالکی کا نسخہ اوس کے ہاتھ سے لیلیا اور عشا کی نماز پڑہنے کے بعد اوسکا مطالعہ کرنا شروع کیا اثنا مطالعہ
مین اوس کے تمام قیود اور ضمائر اور مشکلات قلم مبارک سے ہر کلمہ کے نیچے لکھتے چلے گئے اور سارے مشکلات پانی کر دیے
جب دن ہوا تو مولانا نے نسخہ کو درست کر کے اوس دانشمند کے ہاتھ مین دیا۔ مجمع البحرین کا نسخہ اس سے پیشتر کہ شہر مین اشاعت
پائے۔ مولانا فخر الدین تے اوسے مولانا رکن الدین کو پڑھانا شروع کیا۔ دانشمند نے مولانا کا یہ علمی تبحر اور خدا داد
قابلیت دیکھکر کہا الحمد للہ کہ میرے خواب کی تصدیق ہوگئی کیونکہ علم مین اسدرجہ قوت اوسی شخص کو نصیب ہوتی ہے جسکا
سینہ علم لدنی سے آراستہ و معمور ہوتا ہے۔ الغرض مولانا نے ان دونون عجیب و غریب نسخون کو بغیر کسی شرح کی مدد کے
پڑہانا شروع کیا اور اوسکے غرائب و لطائف کا نفس الفاظ سے استنباط کیا اس سبب سے علماء شہر مین یہ دونون
کتابین بے نظیر مشہور ہوگئین۔ اسی زمانہ مین کاتب حروف کے والد رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان المشائخ کے مکان
کے نزدیک ایک نہایت وسیع مکان کرایہ کو لیا تہا اور خود طلبہ کو درس دیتے تہے مستعد اور تیز طبع متعلمون کو جمع
کیا اور اونہین تحصیل علوم پر ترغیب دی اور اس سے اونکی غرض یہ تہی کہ کاتب حروف کو کچھ پڑہنا آجائے مولانا
فخر الدین بہی چاشت کی نماز سے فارغ ہو کر اس مجلس مین تشریف لاتے اور مولانا رکن الدین اندرپتی کو ہدایہ
پڑھایا کرتے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ عالم ربانی مولانا رکن الدین سامانی جو شہر کے مشاہیر علماء مین گنے جاتے
تہے سلطان المشائخ کی زیارت کو آئے اور سلطان المشائخ کی خدمت سے لوٹتے وقت اوس انتہا درجہ کے اتحاد
و محبت کی وجہ سے جو اونہین مولانا فخر الدین سے تہی اس مجلس مین تشریف لائے اوسوقت مولانا فخر الدین ہدایہ
کا سبق پڑہا رہے تہے۔ جب آپنے مولانا کمال الدین کو آتے دیکہا تو ہدایہ کی احادیث کے تمسکات کو چہوڑ کر احادیث
صحیحین سے تمسک کرنے لگے۔ مولانا کمال الدین نے فرمایا کہ حضرت! آپ ہدایہ کے احادیث تمسکات کو ترک کر کے
دوسری حدیثون سے تمسک کرتے ہین فرمایا اسمین اگر آپکو کوئی خدشہ ہو تو اوسے بیان کیجیے۔ چونکہ آپ موثر
اور دلکش تقریر مین نہایت مستحکم تمسکات لا رہے تہے اس لیئے مولانا کمال الدین کو اعتراض کا کوئی موقع نہین ملا
بلکہ وہ لفظ لفظ کی نہایت انصاف سے داد دیتے اور وسیع و جامع الفاظ مین تعریف و تحسین کرتے جاتے تہے۔
مولانا کمال الدین سامانی سے روایت کی جاتی ہے کہ فرماتے تہے۔ ایکدفعہ سماع کے بارے مین بحث ہوئی اور مشاہیر
علماء کے حضور مین سماع کے ایک نکتہ کی بابت تقریر ہوئی۔ مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ بہی اوس مجلس مین

موجود تہے آپنے اثنار بحث مین علمار شہر کی طرف روئے سخن کر کے فرمایا کہ تم دو شقون مین ایک شق اختیار کر لوگے اگر حرمت کی شق اختیار
تو مین سماع کی حلت ثابت کرون گا اور اگر حلت کی جانب اختیار کروگے تو حرمت ثابت کرون گا۔ مولانا کمال الدین
یہ حکایت بیان کرتے جاتے اور فرماتے جاتے تہے کہ عجب تبحر علمی تہا کہ اسقدر مشاہیر کے سامنے ایسا بڑا دعوی کیا جائے
اور وہ بجز سکوت و خاموشی کے کچہ جواب نہ دین۔ ایسے موقع پر اپنا مدعا ہر پہلو پر ثابت کرنا بجز قوت علم اور تقوے کے
ناممکن ہے۔ علاوہ ازین آپ مین یہ عجیب خاصیت تہی کہ کسی بحث مین کبہی مسامحت نکرتے تہے بلکہ جبتک صاف
طور پر الزام نہ دے لیتے اور قائل نکر دیتے خاموش نہ رہتے۔ اگرچہ جانب مقابل علامہ عصر اور یگانۂ روزگار ہی کیون
نہوتا۔ چنانچہ ایکدن کا ذکر ہے کہ سلطان المشائخ کے جماعت خانہ مین نماز فجر کے بعد مولانا وجیہہ الدین پائلی جنکا
ذکر اعلی یارون مین اوپر لکہا جا چکا ہے تشریف رکہتے تہے اور مولانا فخر الدین بہی اتفاق وقت سے موجود تہے۔ دونون
بزرگون مین بزدوی کے ایک مسئلہ پر بحث چہڑ گئی جو اصول فقہ مین ایک مشکل اور سخت کتاب گنی جاتی ہے۔ جانبین
سے ردو قدح اور سوال و جواب ہونے لگا اور اس مناظرہ نے بہت بڑا طول کہینچا۔ مولانا وجیہہ الدین پائلی جن
مقدمات کی تقریر کرتے تہے مولانا فخر الدین نہایت اطمینان اور حسن عبارت کے ساتہ اون مقدمات پر اور مقدمات
زیادہ کر کے اعتراض کرتے تہے۔ غرضکہ اس مناظرہ و مباحثہ کی یہان تک نوبت پہونچی کہ مولانا وجیہہ الدین
غصہ مین بہر گئے اور مناظرہ کا پہلو بدلکر مجادلہ کا دروازہ کہولا۔ طعن تشنیع شروع کی اور برا بہلا کہنے لگے۔
اسوقت مولانا فخر الدین پر گریہ غالب ہوا اور آپ جواب کی طرف مشغول نہ ہوئے۔ جب مولانا وجیہہ الدین
طعن تشنیع سے باز آئے تو مولانا فخر الدین نے درویشانہ صفائی کی اور مجلس سے اُٹہہ کہڑے ہوئے۔ اونہی دنون کا
ذکر ہے کہ ایکدفعہ شیخ نصیر الدین محمود قدس اللہ سرہ العزیز اوس مجلس مین تشریف لے گئے جہان مولانا فخر الدین
طالب العلمون کو درس دیا کرتے تہے۔ مولانا فخر الدین نے شیخ نصیر الدین محمود سے فرمایا کہ یہ (کاتب حروف کی طرف اشارہ
کر کے) بچہ تعلیلات مین نہایت ہوشیار ہے کچہ اس سے پوچہو شیخ نصیر الدین نے کمترین سے دریافت کیا کہ یَجِبُ کی
اصل کیا تہی اور کیا تعلیل ہوئی۔ جب مین نے اس کلمہ کی اصل بیان کی اور واقعی تعلیل کر دی تو شیخ نصیر الدین
محمود نے اعتراض کیا کہ جس وجہ اور علت سے یَجِبُ مین واو گر پڑا ہے وہ علت اَجَبُ یَجَبُ مین نہین پائی جاتی
پہر باوجود اسکے یہان واؤ کیون گرا دیا گیا۔ مین نے کہا اگرچہ یہان وہ علت نہین پائی جاتی مگر موافقت باب کیلئے
یہان بہی واؤ گرا دیا گیا جونہی یہ جواب میری زبان سے نکلا مولانا فخر الدین مارے خوشی کے اُچہل پڑے اور
انشراح باطن کے لئے دستار اور مسواک جو آپکے دست مبارک مین تہی کمترین کی طرف پہینکدی۔ اس تقریب سے

میرا اتنا ہی مقصود تہا کہ اس فدوی نے ان دو بزرگون کی سعادت بخش نظر مین خلعت پایا اور تحسین سے مشرف ہوا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب مولانا فخر الدین سبق سے فارغ ہوا کرتے تو قصیدہ سبعیات کی ایک بیت بندہ کو یاد کراتے اور تعلیلین دریافت کرتے اور وصیت فرماتے کہ مادہ اور لفظ مین زیادہ کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ اصل یہ ہی ہے یہین سے تمام علوم کا دروازہ آسانی کے ساتہ کُھلیگا۔ حقیقت مین مولانا فخر الدین اجتہاد کا مرتبہ رکہتے آپنے سماع کی اباحت بین دو مستقل رسالے خاص تقریر سے تصنیف کیئے ہین اور اوسکے اباحت کے مقدمات اصول فقہ کے قواعد پر منطبق کیئے ہین جنسے آپ کا علمی کمال اور تبحر بخوبی واضح ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ آپکے دوسرے فضائل و محامد مثلاً جگر سوز گریہ اندرونی ذوق ظاہر و باطن کی صفائی اونکی اس قدر واقعات ہین کہ قلم قید کتابت مین لاتے سے محض عاجز ہے۔ شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہین

بیت سعدیؒ کہ داد حسن ہمہ نیکوان بداد ؛ عاجز بماند در تو زبانِ فصاحتش[1] ؛ اگر کبہی مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ یارون کے ساتہ زراعت و باغ اور پہاڑ و جنگل کی سیر کی غرض سے باہر تشریف لیجاتے تو کاتب حروف بہی ان بزرگون کے ساتھ ہوتا تہا خدائے علّام الغیوب کو گواہ کرکے کہتا ہون کہ اگرچہ ان صحبتون کو تیس برس سے زائد گذر گئے مگر اون مجلسون کا ذوق ابتک مین اپنے دل مین محسوس پاتا ہون امیر خسرو فرماتے ہین **بیت**[2] مرا باز آن طریق ساقیِ خود یاد مے آید ؛ غمِ دیرینہ باز م در دل ناشاد مے آید ؛ اور یہ ناچیز بندہ سلطان المشائخ کے طفیل سے صرف ان بزرگونکی یاد مین زندگی بسر کرتا ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہین۔ **بیت** جانِ من[3] زندہ بتاثیر ہوائے دگرست ؛ سازگاری نکند آب و ہوائے دگرم۔

چوتھا نکتہ مولانا فخر الدین زرادی کے سماع سُننے اور جگر سوز گریہ اور اوس حالت کے بیان مین جو آپ پر سماع کے وقت طاری ہوتی تہی۔

کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ ایک رات علائی کے حوض خاص کے کنارے سماع کی مجلس گرم ہوئی اور اس مجلس مین مولانا فخر الدین زرادی اور مولانا حسام الدین سلطان المشائخ کے معزز و مستند خلفا موجود تہے۔ خوشگو قوال اور خوش الحان غزل خوان حاضر تھے جب سماع شروع ہوا تو مولانا فخر الدین کو سماع نے فوراً اثر کیا آپ پر اس درجہ گریہ غالب ہوا کہ آپ کا دم گھُٹ گیا۔ **مصرع** گریہ گرہ شدہ گلو رہ بستہ شد آواز را ؛ جب عزیزانِ مجلس رقص مین اوٹہے تو مین نے مولانا فخر الدین کی پیشانی کو دیکہا کہ وہ بالکل زرد پڑ گئی تہی اور آنکہو نسے

[1] اے سعدی تمام حسینون نے اوس کے حسن کی داد دی یہی وجہ ہے کہ تیری زبان فصاحت اوسکے بیان حسن مین عاجز و گنگ ہے"

[2] مجہے اپنے ساقی کی پہر طرز و روش یاد آتی ہے۔ پرانا غم پہر میرے دل ناشاد مین آتا ہے"

[3] میری جان ایک اور ہی ہوا کی تاثیر سے زندہ ہے۔ اوس کے ہوا اور آب و ہوا مجہسے موافقت نہین کرتے"

دریا کی طرح پانی بہتا تھا - ایک بزرگ فرماتے ہین **بیت** چشمہا آب روان کرد چہ چارہ است آن را بہ کہ بحیلہ نتوان آب روان گرد آورد ؎ اُس حالت مین آپ پاؤن کے انگوٹھون کے بل رقص مین جست کر رہے تہے - علی ہذا القیاس مولانا حسام الدین ملتانی کو مین دیکہہ رہا تہا کہ آپکے مقام صدر سے جہان کہڑے ہوئے تہے قوالون کے مقابل ہین رقص کے لئے جنبش کی اور سیدہے قوالون کے پاس آئے اور بیت سنکر پہر اوسی طرح سیدہے اپنی جگہ لوٹ گئے اور مقام صدر مین جا کہڑے ہوئے - غرضکہ ان دونون بزرگون کے ذوق سماع نے جملہ حاضرین مجلس مین وہ اثر کیا جو بیان سے باہر ہے - اسیطرح ایکرات دو آباد مین حوض سلطان پر مجلس سماع مرتب ہتی مولانا فخر الدین اس مقام پر جلوہ فرما تہے اور چند روز سے ہین سکونت رکہتے تہے - سید خاموش کاتب حروف کے عم بزرگوار اور دوسرے یار و عزیز اس مجلس مین موجود تہے - جب مجلس سماع گرم ہوئی تو مسعود سحر خوان نے امیر خسرو کی ایک غزل جس مین رقت اور سوز و گداز پیدا کرنے کے سارے سامان جمع تہے نہایت خوش الحانی اور رقت سے پڑہی اور جب وہ ان دو بیتون پر پہونچا **قطعہ** تو بادشاہ بتانی[۲] وخواہشم اینست ؎ کہ شغل روئے نہی بر درت مرا باشد ؎ ندانم این دل گمراہ را کہ فتویٰ داد ؎ کہ بت پرستی در عاشقی روا باشد ؎ تو مولانا فخر الدین مین ان دو بیتون نے انتہا درجہ کا اثر پیدا کیا - آپ پر اس قدر گریہ غالب ہوا کہ ہلاکت کے قریب پہونچگئے - اور بے انتہا رونے کی وجہ سے آنکہون کے نیچے کی پلکین سرخ ہو گئین - مولانا نہایت سریع البکا تہے اور اعلیٰ رتبہ کے یارون مین کسی شخص پر ایسا گریہ غالب نہوتا تہا جیسا کہ آپ پر ہوتا تہا - رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ -

پانچوان نکتہ - مولانا فخر الدین زرادی قدس اللہ سرہ العزیز کے سلطان محمد بن تغلق انار اللہ برہانہ سے ملاقات کرنیکے ذکر مین - کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ جس زمانہ مین سلطان محمد بن تغلق نے شہر کی مخلوق کو موضع دیوگیر روانہ کیا اور اون ہی ایام مین ملک ترکستان اور خراسان کو زیر و زبر کرنا اور چنگیز خان کے خاندان کو تہ تیغ کرنا چاہا تو دلی اور اوسکے اطراف کے تمام صدور و اکابر کو طلب کیا - جب سب لوگ جمع ہو گئے تو بادشاہ نے دربار کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ایک عظیم الشان خیمہ نصب کرین اور اوس مین ممبر رکہین تا کہ مین اوسپر چڑہکر خلق کو کفار سے جہاد کرنے کی ترغیب دلاؤن - اوسیروز مولانا فخر الدین اور مولانا شمس الدین یحییٰ اور شیخ نصیر الدین محمود بلائے گئے - شیخ قطب الدین دبیر جو کہ سلطان المشائخ کے

---

[۱] آنکہون نے پانی بہایا تو اسکا علاج کیا ہو سکتا ہے کیونکہ حیلہ سے بہتا ہوا پانی روک نہین سکتے ۱۲

[۲] تو ملکِ حسن کا بادشاہ ہے اور میری یہ آرزو ہے کہ تیری چوکہٹ پر سر رکہنا مجھے میسر ہو نہین معلوم کہ اس میرے دل کو کس نے کہا کہ صنم پرستی عاشقی مین روا ہے ۱۲

مریدون مین سے ایک پاک اعتقاد مرید اور ولایت پیر کی جمال کے عاشق زار اور مولانا فخر الدین زرادی کے شاگرد خاص تھے
چاہا کہ قبل اسکے کہ دوسرے عزیز شاہی دربار مین پہونچین مولانا فخر الدین کو دربار شاہی مین لیجاؤن اور مولانا کو منظور
نہ تہا کہ سلطان سے ملاقات کرین بلکہ آپ بار بار فرماتے تھے کہ مین اس مرد کے گہر کے دروازے پر اپنا سر خاک و
خون مین غلطان دیکہتا ہون یعنے اگر مین بادشاہ کے پاس جاؤن گا تو کسی قسم کی مسامحت و مدارات نہ کرونگا
اور جب یہ ہوگا تو وہ مجہے زندہ نہ چہوڑے گا۔ الغرض جب مولانا کی بادشاہ سے ملاقات ہوئی تو شیخ قطب الدین
دبیر نے مولانا کی جوتیان اُٹہا کر خدمت گارون کی طرح بغل مین مار کر کہڑے ہوگئے۔ بادشاہ یہ بات اپنی آنکہون
سے دیکہہ رہا تہا مگر اسموقع پر اوسنے خاموشی اختیار کی اور کچھ نہ کہا۔ ازان بعد مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ
سے گفتگو کرنے مین مشغول ہوا اور کہا مین چنگیز خان کی خاندان کو تباہ کرنا چاہتا ہون تم اس کام مین میرا ساتھ
دوگے مولانا نے فرمایا انشاء اللہ۔ سلطان بولا یہ شک کا کلمہ ہے۔ مولانا نے فرمایا مستقبل مین یہی آتا ہے
یہ جواب مولانا کی زبان مبارک سے سنکر بادشاہ سخت پیچتاب مین پڑا لیکن غصہ کے آثار دبا کر بولا کہ ہمین کچھ
نصیحت کیجیئے تاکہ اوسپر عمل کرین۔ مولانا نے فرمایا کہ غصہ کو نگلجاؤ۔ سلطان نے فرمایا کون سے غصہ کو فرمایا
سبعی غضب کو۔ یہ سنکر بادشاہ اس قدر غضبناک ہوا کہ ہزار ضبط کے بعد بہی آثار غضب اوسکے بشرہ سے نمایان
ہوگئے لیکن اب بہی اوسنے سکوت کیا اور مولانا کی نسبت کوئی گستاخی نہین کرسکا۔ اسکے بعد حکم ہوا کہ کہانا
حاضر کیا جائے۔ کہانا لایا گیا تو سلطان اور مولانا ایک ہی طباق مین کہانا کہانے مین مشغول ہوئے۔ مولانا
فخر الدین زرادی علیہ الرحمۃ کہانا کہاتے وقت اسدرجہ منغص و مکدر تہے کہ سلطان کو معلوم ہوگیا کہ انہین
میرے ساتھ کہانا کہانا بُرا لگتا ہے۔ اب بادشاہ نے ہڈیون سے گوشت چہڑا چہڑا کر آپکے سامنے رکہنا شروع
کیا۔ مولانا نے نہایت ناخوشی اور کراہت سے تہوڑا تہوڑا کہایا کرتا تہ دستر خوان ٹسے اُٹہا لیا۔ جب دسترخوان اُٹہگیا تو
مولانا شمس الدین یحیی اور شیخ نصیر الدین رح کو لوگ بُلا کر لائے۔ اسجگہ دو روایتین منقول ہین۔ ایک یہ کہ جسوقت
یہ بزرگ تشریف لائے تو مولانا فخر الدین نے مولانا شمس الدین یحیی کو اپنے سے بالاتر مقام پر جگہ دی اور شیخ
نصیر الدین محمود کو اپنی جگہ بٹہایا اور خود نیچے بیٹہہ گئے۔ اور دوسری روایت یہ ہے کہ ایک طرف تو مولانا شمس الدین
یحیی اور مولانا نصیر الدین بیٹہے اور ایک طرف مولانا فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہم۔ لیکن پہلی روایت صحیح
ہے کیونکہ شیخ قطب الدین دبیر جو اُس مجلس مین موجود تہے پہلی روایت کے ناقل ہین۔ الغرض جب رخصت ہونے کا
وقت ہوا تو ان بزرگون کے لیئے جدا جدا ایک ایک صوف کا جامہ اور ایک ایک روپے کی تہیلی بادشاہ کیطرف سے

نذر کی گئی ہر ایک بزرگ نے خلعت و روپیہ ہاتھ مین لیا اور جس طرح آئے تھے خدمت کرکے لوٹ گئے۔ لیکن جب مولانا فخر الدین کا نمبر آیا تو قبل اسکے کہ آپکے دستِ مبارک مین خلعت اور روپیون کی تھیلی دین جھٹ شیخ قطب الدین دبیر نے خلعت تھیلی اپنے ہاتھ مین لے لی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ مولانا اس خلعت اور تھیلی کو ہاتھ تک نہین لگائینگے۔ اور جبکہ ایسا ہوگا تو بادشاہ کو عذر ہاتھ لگ جائیگا اور اسوجہ سے وہ مولانا کی بیحرمتی کے درپے ہوگا۔ جب یہ بزرگ لوٹ گئے تو بادشاہ نے شیخ قطب الدین دبیر کو عتاب آمیز خطاب مین کہا کہ اے مزور و شکال یہ کیسی لغو اور بیجا حرکتین نہین جو تجھسے ظہور مین آئین۔ اول تو تو نے فخر الدین زرادی کی جوتیان اپنی بغل مین مار لین بعدہ اونکا خلعت اور روپیہ کی تھیلی اپنے ہاتھ مین لے لی۔ آج تو نے اونہین میری تیغ جہانسوز سے بچادیا اور اپنی جان پر بلا و مصیبت توڑی۔ شیخ قطب الدین نے کہا۔ عالیجاہا وہ میرے اُستاد اور مخدوم کے خلیفہ ہین میرا دینی فرض ہے کہ اونکی جوتیان تعظیماً سر پر رکھون چہ جائیکہ بغل مین بھی نہ مارون اور خلعت و روپے کی تھیلی جو مین نے اپنے ہاتھ مین لی یہ کوئی بات نہ تھی اونکی زحمت رفع کرنے کی غرض سے مین نے ایسا کیا بادشاہ نے نہایت درشت مزاجی سے بہت سی سخت اور کڑی باتین شیخ قطب الدین دبیر کو کہین اور کہا ان کفر آمیز اعتقادون کو چھوڑ ورنہ ابھی اپنا سر خاک و خون مین غلطان دیکھے گا۔ اگرچہ بادشاہ کو حسن اعتقاد کی وجہ سے شیخ قطب الدین کی بیسروپائی پہلے ہی سے معلوم تھی کہ بہت دفعہ اونکی راسخ اعتقادی اور ثابت قدمی کا امتحان ہو چکا تھا کیونکہ جب بعض شوریدہ بخت بدنصیب جیسے افغستان دبیر اور اس جیسے اور لوگ شیخ قطب الدین دبیر کی ایذادہی کے لیے سلطان المشائخ کی بابت بے ادبانہ مباحثہ اور گستاخانہ مناظرہ کرتے تو شیخ قطب الدین اون نالائقون سے بادشاہ کے سامنے بیباکانہ مکابرہ کرتے اور نہایت سخت و کڑے جواب بے محابا دیتے اور جب وہ قتل و قید کی دہمکی دیتے تو شیخ قطب الدین کہتے زہے سعادت و دولت اگر مجھے حضرت سلطان المشائخ کی محبت مین قتل کر ڈالین اور مین درجۂ شہادت پاکر جلد تر اونکی خدمت مین جا حاضر ہون اور تمہاری اس ننگ و عار سے رہائی پاؤن۔ خلاصہ یہ کہ آخر عمر تک جب مولانا فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر اس قبال بادشاہ کی مجلس مین ہوتا تو بادشاہ دست حسرت مَلکر کہتا۔ افسوس فخر الدین زرادی میری خون آشام تیغ کے نیچے سے جان سلامت لیگئے لیکن واقعی بات یہ ہے کہ جسکا دل خدائے بزرگ و برتر کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے وہ ہمیشہ حق تعالی کی عصمت و حفاظت مین ہوا کرتا ہے اور اوسکے مخالف و دشمن اوسپر فتح نہین پا سکتے۔

چھٹا نکتہ۔ مولانا فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ کے خانہ کعبہ کی زیارت کو جانے اور جہاز کے ڈوب جانے

اور انتقال فرمانے کے بیان مین۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ جب مولانا فخرالدین رحمۃ اللہ علیہ دیوگیر مین تشریف لے گئے اور سلطانی حوض پر فروکش ہوئے تو آپکو خانہ کعبہ کی زیارت کا شوق دامنگیر ہوا اگرچہ خانہ کعبہ کی زیارت کی نیت اور عزم آپکے دلِ مبارک مین بہت پیشتر سے تہا لیکن کوئی موقع نہ ملتا تہا۔ جب آپ دیوگیر پہونچے تو وہ دبا ہوا اشتیاق بہڑک اوٹہا ان دنون مین قاضی کمال الدین صدر جہان جو مولانا فخرالدین ہانسوی کی شاگرد اور بہانجے تہے۔ مولانا فخرالدین زرادی کی خدمت مین بکثرت آمدورفت رکہتے تہے۔ یہ مولانا فخرالدین ہانسوی مولانا فخرالدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ کے بہی اُستاد تہے اوس فرطِ محبت کے سبب جو ان دونون بزرگون مین تہی۔ مولانا فخرالدین زرادی نے قاضی کمال الدین صدر جہان سے خانہ کعبہ کی زیارت کے لیئے جانے کا مشورہ کیا۔ قاضی کمال الدین نے فرمایا کہ بغیر اجازت بادشاہ کے اتنی دور و دراز سفر کا عزم کرنا خلاف مصلحت ہے کیونکہ اوسے اس شہر کی آبادی اسوقت سبسے زیادہ اہم اور مقصود ہے۔ بادشاہ کو منظور ہے کہ یہ شہر علما و مشائخ صدور معارف کے وجود باجود سے اطرافِ عالم مین مشہور و معروف ہو جائے بہر صورت مین آپکی اس رائے کے ساتہ ذرا متفق نہین ہون بالخصوص جبکہ بادشاہ آپکی ایذا دہی کے درپے ہے۔ مولانا فخرالدین نے یہ جواب سنا تو اپنے مخفی بہید کے ظاہر کرنے سے سخت پشیمان ہوئے۔ اور یہ حکایت کاتب حروف کے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کی والد نے فرمایا کہ مولانا یہ بات اچہی نہین ہوئی کیونکہ عشق مین مشورہ کی کچہ ضرورت نہین۔ کوئی بزرگ کہتے ہین **بیت** در عشق چہ جائے خانہ داریست[1] ٭ مجنون شو و کوہ گیر و بخروش ٭ مولانا نے فرمایا کہ مین نے قاضی کے اتحاد و محبت پر اعتماد کرکے یہ بہید ظاہر کیا اور اوسنے اپنے نزدیک یہ مصلحت دیکہی والد نے فرمایا کہ اگر اسکے بعد قاضی کمال الدین سے ملاقات کا اتفاق ہو تو اس قصد کی بابت کچہ ذکر نکرنا اور چند روز کے گذر جانے کے بعد اسکی تدبیر کے انصرام مین مشغول ہو جانا۔ الغرض تہوڑے عرصہ کے بعد مولانا فخرالدین زرادی کے بہتیجے نے جو قصبہ بہتون مین رہتے تہے۔ مولانا کو اپنے کارِ خیر کی تقریب مین طلب کیا۔ مولانا بہتیجے کے کارِ خیر مین شریک ہونے کے بہانے سے قصبہ بہتون مین تشریف لے گئے اور وہان جاکر سفرِ حجاز کا عزم کر لیا اور اودہر روانہ ہونے سے پہلی شب کو عشا کے وقت والد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لائے والد نے آپکو دیکہکر فرمایا شاید آپ کا وہ عزم مصمم ہوگیا ہے فرمایا۔ ہان۔ یہ فرماکر تہوڑی دیر بیٹہے اور رخصت کے وقت دو تنکہ نقرہ آپنے کاتب حروف کے ہاتہ مین دیئے اور اسکے دوسرے روز روانہ ہوگئے۔ جب آپ قصبہ بہتون سے روانہ ہوکر کوکن تہانہ پہونچے تو وہان سے جہاز پر سوار ہونا چاہا۔ جہاز مین سوار ہوتے وقت ایک خط

[1] عشق مین خانہ داری کی کوئی جگہ نہین۔ مجنون ہونا کوہ و بیابان قطع کرنا جوش و خروش کرنا چاہیئے۔

یاروں کی طرف دولت آباد میں روانہ کیا خط کے عنوان میں یہ بیت آپکے خط مبارک سے لکھی ہوئی تھی **بیت** این نامہ کہ اندہ وغم سینۂ ماست ٭ اے باد ببر بغمگساران برسان ٭ جب عزیزوں نے خط کھول کر پڑہا تو خط میں یہ بیت اور لکھی ہوئی تھی **بیت** یار آوارگی بسر دارد ٭ رفتن حج بہانہ افتادست ٭ غرضکہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ بعافیت وسلامت خانہ کعبہ میں پہونچے اور ارکان حج ادا کیئے۔ پہر وہان سے بغداد کا قصد کیا بزرگان بغداد یعنے علماء ومشائخ چونکہ پہلے ہی سن چکے تہے کہ ایک عدیم المثال اور لاجواب بزرگ تشریف لاتے ہیں سب استقبال کے لیئے شہر سے باہر نکلے اور آپکے خیر مقدم کرنے کو سعادت دارین سمجہا۔ مولانا چند روز تک بغداد میں رہے اور علم حدیث میں خوب خوب بحث ہوئی۔ یہان تک کہ آپ تمام علماء بغداد سے فائق وافضل ثابت ہوئے۔ وہان سے لوٹے تو شہر دہلی میں واپس آنے کی غرض سے جہاز پر سوار ہوئے جہاز میں سلطانی اسباب لدا ہوا تہا اور اس کثرت کے ساتہ لدا ہوا تہا کہ جہاز بوجہل ہوکر غرق ہونے لگا۔ جہاز کے افسر مولانا کی خدمت میں آکر عرض کرنے لگے کہ جہاز غرق ہوا چاہتا ہے اگر آپ اجازت دیں تو ہم تہوڑا اسباب نکالکر دریا میں ڈال دیں جہاز ہلکا ہو جائے گا۔ مولانا نے فرمایا کہ مجہے اون لوگوں کے اسباب پر کیا تصرف ہے کہ اوسکی نسبت کچہ کہہ سکوں یا دریا میں ڈال دینے کا حکم کردوں۔ غرضکہ مصلے بچہائے قبلہ رخ بیٹھے رہے ادہر جہاز غرق ہوگیا آپ بہی غرق ہوگئے اور مرتبۂ شہادت کو پہونچے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ازانجملہ ذات پسندیدہ تمام عزیزوں اور یاروں میں جیسے نور دیدہ عالم علوم سبحانی حافظ کلام ربانی مرد عالم باز۔ علماء میں تقریر خوب کے ساتہ ممتاز مولانا علاؤالدین نیلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جو سلطان المشائخ کے معزز خلیفہ تہے۔ آپ ایسے مقرر وفصیح تہے کہ بڑے بڑے زبردست علماء آپکی تقریر کے شیدائی تہے اور جب آپ کلام کرتے تہے تو تقریر کا جادو تمام حاضرین کو خود بخود اپنا گرویدہ بنالیتا تہا۔ آپ اعلی درجہ کے یاروں میں اعلی نحو اور علم سلوک میں سب سے زیادہ ممتاز ونامور شمار کیئے جاتے تہے اور کشاف ومفتاح کے غوامض بیان کرنے میں اپنا نظیر نہ رکہتے تہے۔ مولانا فرید الدین شافعی جو اودہ کے شیخ الاسلام تہے اور مروجہ علوم میں اپنا نظیر نہیں رکہتے تہے اونکی مجلس میں آپ کشاف کی قراءت کرتے تہے اور مولانا شمس الدین یحیی اور علماء اودہ سامع تہے۔ کاتب حروف نے ان بزرگ کو دیکہا ہے ظاہر میں علماء کی شان رکہتے تہے لیکن حقیقت میں اہل تصوف کے اوصاف کے ساتہ موصوف تہے۔ ایکدن سلطان المشائخ فجر کی نماز ادا کرکے جماعت خانہ کے کوٹہے پر تشریف لے گئے اور جہان ہمیشہ تشریف رکہا کرتے تہے وہیں جاکر بیٹہ گئے۔ مولانا علاؤالدین ذرا دیر کرکے پہونچے۔

مولانا علاؤالدین نیلی کے حالات

یہ خط جو ہمارے سینہ کا اندوہ وغم ہے اسے اے باد صبا لیجاکر میرے غمگساروں کو پہونچادے ۔ یار کو آوارگی کا خیال ہے حج میں جانے کا

جن عزیزون نے سلطان المشائخ کے ساتھ نماز نہ پڑہی تہی اونہون نے مولانا علاؤالدین نیلی کی اقتدا کی اور جماعت خانہ کے صحن مین آپکو امام بناکر نماز مین مشغول ہوئے۔ مولانا علاؤالدین نے امامت کی حالت مین ایسی خوش الحانی سے قرات ادا کی کہ سننے والونکو مزہ آگیا اور انتہا درجہ کا ذوق شوق پیدا ہوا۔ سلطان المشائخ بہی کوٹہے پر بیٹہے ہوئے قرات سن رہے تہے آپ پربہی وہ ذوق وشوق کی حالت طاری ہوئی جو بیان سے باہر ہے۔ حضور نے فوراً اقبال خادم کو بلاکر فرمایا کہ یہ خوش آواز عزیز جو نماز مین مشغول ہے۔ اسکے پاس میرا مصلا لیجا اور سلام پہیرنے کا منتظر رہ۔ جون ہی نماز سے فارغ ہو مصلا اسکے ہاتہ مین دیدے۔ خواجہ اقبال نے ایساہی کیا مولانا علاؤالدین نیلی نے جب سلام پہیرا دیکہتے ہین کہ ایک شخص فرشتہ صفت بہشتی خلعت آسمان کرامت کے حضور سے لایا ہے اور منتظر کہڑا ہے آپنے نہایت تعظیم وتکریم سے وہ مصلی اقبال خادم کے ہاتہ سے لیکر جو درحقیقت مقبول اہل دل تہے سر اور آنکہون پر رکہا اور جان کے برابر حفاظت واحتیاط سے رکہا۔ اگرچہ یہ بزرگ سلطان المشائخ کے حضور سے اجازت مطلق رکہتے تہے معہذا آپنے ایک مرید بہی نہین کیا۔ بلکہ آپ اکثر اوقات فرمایا کرتے تہے کہ اگر سلطان المشائخ زندہ ہوتے تو مین خلافت نامہ حضور کی خدمت مین پہنچا دیتا اور عرض کرتا کہ اگرچہ مخدوم نے ازراہ بندہ نوازی شفقت ومہربانی فرمائی ہے اور اس ناچیز بندہ کو اپنی دولت خلافت پر پہونچایا ہے لیکن بندہ اپنے تئین اس محل اور مرتبہ کے قابل نہین دیکہتا۔ اور اس بہی منصب اور شرعی عہدہ کی ذمہ داری نہین کرسکتا اور اس قضیہ مین شیخ عارف خلیفہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق قدس اللہ سرہ العزیز کی اتباع وتقلید کرتا ہے۔ شیخ عارف کے حالات کیفیت جناب شیخ شیوخ العالم کے خلفاء کے ذکر مین مفصل تحریر کی جاچکی ہے وہان دیکہنا چاہیئے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مولانا شمس الدین یحیی اور مولانا علاؤالدین نیلی اور چند دیگر عزیز اودہ سے سلطان المشائخ کی خدمت مین تشریف لائے تہے اور ان دنون مین ملاعین نے چارون طرف سخت تشویش پہیلا رکہی تہی دہلی کے اطراف وجوانب کو خراب وبرباد کررہے تہے اور خلق کو گہیر گہیر کر قلعہ مین لاتے تہے یہ بزرگ جب سلطان المشائخ کی خدمت مین پہونچے تو آپنے چوتہے روز انہین بلاکر اودہ جانے کی اجازت دی اور ایک ایک کو رخصت کردیا۔ یہ بزرگ اسوجہ سے کہ سلطان المشائخ نے اسقدر جلد رخصت کردیا اور کچہ روز بہی خدمت مین رکہنا پسند نہ فرمایا نہایت منغص وملول ہوئے اور ملال ورنج کے ساتہ اودہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ جب تلپتہ مین داخل ہوئے تو مولانا علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کو تپ محرق کا آغاز ہوا اس سے مولانا شمس الدین یحیی اور دوسرے یارون کو زیادہ حیرت ہوئی۔ مولانا علاؤالدین نازک اور لطیف اندام آدمی تہے اور تمام رستے خراب پڑے ہوئے تہے۔

یہ لوگ اسی اندیشہ مین تلپتہ مین اوتر پڑے اور چند روز تک یہین قیام پذیر رہے۔ ادہر ایک عرضداشت سلطان المشایخ کی خدمت مین بایں مضمون روانہ کی کہ حضور کے غلام فرمانِ عالی کے مطابق دہلی سے روانہ ہوئے پہلی ہی منزل مین مولانا علاؤالدین کو بخار آگیا اور ایسا سخت و شدید بخار ہوا کہ ہمین مجبوراً تلپتہ مین ٹہیرنا پڑا علاوہ اسکے رستے پہلے کی نسبت نہایت خطرناک اور خراب ہین اسباب ہین جیسا ارشاد ہو عمل مین لایا جائے سلطان المشایخ نے فوراً ان بزرگون کے لیئے خرچ اور مولانا علاؤالدین کے لیئے اپنی سواری خاص بہیجی اور کہلا بہیجا کہ تم فوراً پلٹ آؤ جب سلطان المشایخ کا یہ حکم ان بزرگون کو پہونچا تو بڑی خوشی کے ساتہ تلپتہ سے لوٹے۔ مولانا علاؤالدین سے فرمایا کہ آپ اس سواری مین بیٹہہ جایئے اور ہم پاپیادہ چلتے ہین مولانا نے فرمایا میری کیا ہستی ہے کہ سلطان المشایخ کی سواری خاص مین سوار ہون۔ الغرض ان بزرگون نے ایک ڈولی کرایہ کی اور مولانا اوس مین سوار ہوئے مولانا نے فرمایا کہ سلطان المشایخ کی سواری میرے آگے آگے چلنی چاہیئے تاکہ اوسپر میری نظر پڑے اور میری صحت کا موجب ہو۔ جب یہ لوگ سلطان المشایخ کی خدمت مین پہونچے تو آپنے انکے حال پر بے انتہا شفقتین اور حد سے زیادہ مہربانیان ارزانی فرمائین اور فرمایا۔ مولانا علاؤالدین کی بیماری کا آغاز کیونکر ہوا۔ مولانا کے ہمراہیون نے بخار کی کیفیت بیان کی تو آپنے اقبال خادم سے ارشاد کیا کہ صبح کے کہانے مین سے جو کہانا بچ گیا ہے اوس مین سے تہوڑا سا لے آؤ۔ اقبال کہچڑی اور گہی لے آئے۔ مولانا علاؤالدین سے فرمایا کہ اسے کہاؤ۔ جون ہی مولانا نے کہچڑی گہی کہایا بخار بالکل جاتا رہا۔ زان بعد سلطان المشایخ نے فرمایا چونکہ یہان لاعین کی تشویش چارون طرف پہیلی ہوئی تہی اور اطراف شہر کی خلقت شہر مین جبراً داخل کی جاتی تہی اور لوگون کو آب و طعام بمشکل دستیاب ہوتا تہا۔ مسافرون کے ساتہ خاصکر نہایت سختی برتی جاتی تہی اس لیئے مین نے تمہین اس قدر جلد رخصت کر دیا تہا کہ اگر اپنے مکانون پر جلد پہونچ جاؤ تو بہت اچہا ہو۔ تم اسوجہ سے تنگدل اور مکدر ہوئے حالانکہ تنگدلی کی کوئی وجہ نہ تہی۔ اسکے بعد جب سلطان المشایخ کو معلوم ہوا کہ مولانا علاؤالدین نیلی ڈولی مین سوار ہوکر آئے ہین اور سواری خاص مین نہین بیٹہے تو آپنے فرمایا کہ تم اس مین سوار ہوکر کیون نہین آئے۔ مولانا نے روے نیاز زمین پر رکہکر عرض کیا کہ اگرچہ مخدوم ازراہ بندہ نوازی حد سے زیادہ مہربانی و کرم فرماتے ہین لیکن اس کمترین کو اپنا مرتبہ اور اپنی قدر خود جاننی چاہیئے غرضکہ مولانا علاؤالدین جب تک زندہ رہے ہمیشہ اوس سواری کو ایسے موقع پر رکہتے جو ہر وقت آپکی زیر نظر رہتی۔ آپ اوسکو بوسہ دیتے اور برکتین حاصل کرتے۔ خدا تعالیٰ نے مولانا علاؤالدین کو علمی فضائل بہت کچہ

عنایت کیے تہے اور فی نفسہ آپ ایک بڑے جلیل القدر اور عظیم الشان منصب سے ممتاز تہے لیکن باانیہمہ جو اعتقاد آپ سلطان المشائخ کی خدمت مین رکہتے تہے وہ سب پر غالب تہا۔ آپنے آخر عمر مین سلطان المشائخ کے ملفوظات یعنے فوائد الفواد اپنے قلم مبارک سے تمام وکمال لکہے اور بیشتر اوقات زیر نظر رکہتے اور مطالعہ کیا کرتے تہے بلکہ اونہین اپنے اوراد ووظائف ٹہیرالیتے تہے۔ آپکی یہ کیفیت دیکہکر لوگون نے پوچہا کہ حضرت! آپکے پاس اس قدر معتبر کتابین ہر علم وفن کی موجود ہین لیکن آپ بجز سلطان المشائخ کے ملفوظات کے کسی کتاب کی طرف رغبت نہین کرتے۔ مولانا نے جواب مین فرمایا کہ اے غافلو کتب سلوک وغیرہ سے ایک جہان پٹا پڑا ہے اور ہر فن کی کتابین ہر جگہ دستیاب ہوسکتی ہین لیکن مین اپنے مخدوم کے روح افزا ملفوظات کہ اونہی سے میری نجات متعلق ہے۔ کہان پاسکتا ہون۔ ایک بزرگ کیا خوب فرماتے ہین

بیت مرا نسیم تو باید صبا کجاست کہ نیست؛ کجاست زلف تو مشک خطا کجاست کہ نیست + بندہ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** خیال روئے تو شد عید من ازان شدم ؛ مرا بعید کسان نیست حاجتے چندان ؛

انجام کار بندگی چند روز تک بیمار رہے اور اوسی بیماری مین انتقال فرما گئے۔ سلطان المشائخ کے خطیرہ مین گنبد دہلیز کے آگے چبوترہ کے اندر مقابر یارون کے متصل اوس عمارت مین مدفون ہوئے جسے مولانا ممدوح نے اپنے جیتے جی خود تعمیر کرایا تہا۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ +

مولانا برہان الدین کے حالات

ازانجملہ علم عشق جہان صدق وزہد وورع تقوی وطہارت مین معروف۔ کثرت گریہ کے ساتہ اعلی یارون مین موصوف ومشہور یعنی مولانا برہان الملۃ والدین غریب رحمۃ اللہ علیہ ہین۔ ایک عزیز کہتا ہے۔ **بیت**[۳] غریب است این عجب حق بدنیا ؛ حبیب اللہ فی الدنیا غریب ؛ ان بزرگ کے حالات دو نکتون کو شامل ہین۔

پہلا نکتہ اوس محبت واعتقاد کے بیان مین جو مولانا برہان الدین غریب سلطان المشائخ سے رکہتے تہے رحمۃ اللہ علیہ۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ جو اعتقاد ومحبت مولانا برہان الدین کو سلطان المشائخ سے تہا۔ عجب اعتقاد تہا کہ مرتے دم تک اپنی پشت مبارک غیاث پور کی طرف کبہی نہین کی۔ یہ ایک ایسی بات تہی جو بڑے بڑے عزیزون مین سے کسیکو میسر نہین ہوئی۔ آپ اعتقاد ومحبت کی فہرست مین تمام یارون سے ممتاز اور سبکے مقتدا مانے جاتے تہے اور بہت سے اعلی درجہ کے یارون سے ارادت مین سابق تہے۔ محبت وعشق کے

---

۱ مجہے تو تیری نسیم چاہیئے ورنہ صبا تو کون سی ایسی جگہ ہے جہان نہین ہے تیری زلف کہان ہے ورنہ مشک خطا کون ایسی جگہ ہے جہان نہین ہے ۱۲ ۲ تیرے چہرے کا خیال میری لئے عید ہے۔ مجہے لوگونکی عید سے ذرا غرض نہین ۱۲

۳ یہ عجب حق دنیا مین غریب ہے اور حبیب خدا دنیا مین غریب ہوا کرتا ہے ۱۲

لہاؤنون اور زخمیون کے لیئے زود اثر مرہم ہے اور عاشقون کی درد کی عمدہ دوا۔ خوش طبعان وقت جیسے امیر خسرو و میر حسن۔ اور انکے مثل دیگر عزیز آپکی لطافت طبع اور عشق کی وجہ سے آپ اسیر محبت تھے اور بیشتر اوقات یہ عزیز آپ کی صحبت مین رہا کرتے تھے چنانچہ جس زمانہ مین شیخ نصیر الدین محمود شہر مین طلبا کو پڑھاتے تھے آپ ہی کے پاس رہا کرتے تھے اور کبھی کبھی آپکی امامت بھی کیا کرتے تھے۔ ایکدفعہ سلطان المشائخ نے مولانا محمود رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ تم کہان رہتے ہو شیخ محمود نے عرض کیا کہ شہر مین مولانا برہان الدین غریب کے گہر مین اسپر سلطان المشائخ نے فرمایا ع مرد شیرہ باش ہر کجا خواہی باش ۔ مولانا برہان الدین کو سماع مین پلے درجہ کا غلو تہا اور ذوق بہت رکہتے تھے اور آپکے ساتھ آپکے یارون کے رقص مین ایک جداگانہ طرز تہی۔ چنانچہ آپکے یارون کو اور لوگ برہانی کہکر پکارا کرتے تھے۔ آپکی تاثیر دلی کا یہ حال تہا کہ جو شخص ایکساعت آپکے پاس بیٹہتا آپکے عشق آمیز کلام کے ذوق اور محاورہ دلفریب کی صفائی سے آپکی جمال ولایت پر عاشق ہو جاتا اعتقاد و محبت مین بندگان خدا کے لیئے آپ سے بہتر رہنما پیر کوئی نہ تہا۔ کاتب حروف نے بہت دفعہ اس بزرگ کی سعادت قدمبوسی حاصل کی ہے اور اوسکے عشق انگیز کلمات کا اسیر ہوا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

دوسرا نکتہ سلطان المشائخ کے مولانا برہان الدین سے ناراض ہونے اور پھر آپ سے راضی و خوشنود ہونے اور سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے باعظمت دربار سے آپکو خلافت ملنے کے بیان مین۔

کاتب حروف عرض کرتا ہے۔ چونکہ مولانا برہان الدین کی عمر ستر سال سے تجاوز کر گئی تہی اور کبر سنی علاوہ آپ اپنی خلقت و بناوٹ مین نہایت ہی ضعیف و کمزور واقع ہوئے تھے پھر سب سے قطع نظر کرکے پیر کی محبت مین بالکل سوختہ ہو گئے تھے امیر خسرو کیا خوب فرماتے ہین بیت خسرو اگر چہ سوختہ است نہ زپئے دیگران ۔ سوختہ باد وازین گر ز برائے تو منیست ۔ لہذا مولانا غایت ضعف سے اپنی کملی کی دوتہ کرکے اوسپر گہر مین بیٹہ جاتے تھے یہ بات دیکہکر علی زنبیلی اور ملک نصرت نے جو سلطان علاؤ الدین کے مقرب اور حضرت سلطان المشائخ کے مرید تھے اور مخلوق بھی ہو گئے تھے خدمت مین سلطان المشائخ کے لگایا کہ مولانا برہان الدین غریب سجادہ شیخی پر بیٹہکر اوس طریقہ کی ہرگز رعایت نہین کرتے جو مشائخ کا ہے بلکہ اپنے تئین افضل و بزرگ سمجھتے ہین۔ سلطان المشائخ یہ بات سنکر سخت رنجیدہ ہوئے اور جب مولانا برہان الدین رحمۃ اللہ سلطان المشائخ کی زیارت و ملاقات کے لیئے آئے تو سلطان المشائخ نے انسے کوئی بات نہین کی۔ مولانا پابوسی کے بعد سلطان المشائخ

ےا خسرو اگر تو نے دوسرے کے لیئے جلی ہے تو اس سے زیادہ جلجائے کیونکہ وہ تیرے لیئے نہین ہے ۱۲

خدمت سے جماعت خانہ مین آ بیٹھے اوسیوقت اقبال خادم آیا اور سلطان المشائخ کا یہ فرمان پہنچایا کہ تم فوراً لوٹ جاؤ اور اپنے گہر چلے جاؤ۔ مولانا سخت متحیر ہوئے کہ یہ کیا حادثہ نزا اور جانگزا واقعہ ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہین[1] بیت تا چہ کردم دگر بار کہ شیرین لب دوست ؛ بسخن باز نمے باشد و چشم از نازش ؛؛ مولانا مجبوراً وہان سے باہر نکلے اور مولانا ابراہیم کے گہر مین آئے جو سلطان المشائخ کے طشت دار اور مولانا برہان الدین غریب کے دوست اور مخلص مہربان تہے۔ یہ مولانا ابراہیم غیاث پور مین رہتے تہے۔ مولانا برہان الدین یہین آکر ٹہرے جب آپکو یہان قیام کیئے ہوے دو روز ہوگئے تو مولانا ابراہیم نے سوچا کہ مبادا سلطان المشائخ کو خبر ہو جائے کہ مولانا برہان الدین میرے مکان مین قیام پذیر ہین۔ اور محل عتاب مین اُون چنانچہ اونہون نے مولانا پر یہ خیال ظاہر کیا آپ وہان سے نکلکر شہر مین گئے اور نہایت سراسیمہ اور پریشان خاطر اپنے گہر مین آکر اس تعزیت مین بیٹھے کہ سلطان المشائخ کو اون کی طرف سے رنج وصدمہ پہونچا ہے۔ رفتہ رفتہ یہ خبر شہر کے تمام بلادون مین پہیل گئی۔ عزیزان شہر آپکی ملاقات کو آتے تہے او آپکو روتا دیکہکر خود زار قطار رونے لگتے تہے۔ چند روز کے بعد امیر خسرو علیہ الرحمۃ جو مولانا برہان الدین کے قدیم دوست تہے حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ کی خدمت مین گئے اور نہایت بہتر طریقے سے باب شفاعت کہولا اور عرض کیا۔ حضور! مولانا برہان الدین آپکا مرید صادق اور بندہ معتقد ہے۔ اب وہ اسقدر ضعیف و کمزور ہوگئے ہین کہ بوریئے پر بیٹہہ نہین سکتے اونکے دونون زانوؤن مین سخت درد رہتا ہے اور اس زحمت کے دفع کرنے کے لیئے ناچار اپنی کملی کو دوتہہ کرکے نیچے ڈال لیتے ہین۔ امیر خسرو ہرچند کہ اس جیسی باتین عرض کرتے تہے لیکن سلطان المشائخ رغبت کے کانون سے نہ سنتے تہے اور قبول نفرماتے تہے۔ آخرکار امیر خسرو نے دوسرے یارون سے اسبارے مین مشورہ کیا اور سب نے متفق ہوکر یہ قرارداد ٹہیرایا کہ امیر خسرو دستار گردن مین ڈالکر سلطان المشائخ کی خدمت مین جائین اور مولانا کی معافی کی التماس کرین۔ چنانچہ امیر خسرو نے ایسا ہی کیا۔ دستار اپنی گردن مین ڈالی اور سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور مؤدب کہڑے رہے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ترک! کیا چاہتے ہو۔ عرض کیا۔ مولانا برہان الدین کے عفو جرائم کی التماس حضرت مخدوم سے چاہتا ہون۔ سلطان المشائخ نے مسکرا کر فرمایا کہ وہ کہان ہین اچہا اونہین بلاؤ۔ فوراً آدمی گیا اور مولانا برہان الدین گہر سے تشریف لائے۔ جب یہان پہونچے تو مولانا اور امیر خسرو دونون حضرات نے اپنی اپنی دستارین گردنون مین ڈالین اور سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ سر زمین پر رکہا اور صف نعال مین کہڑے ہوگئے۔

---

[1] ایسا مجہسے کیا قصور ہوا کہ دوست مجہسے نہین بولتا اور اوسکی آنکہین خدنگ ناز کا نشانہ نہین بناتین۔ ۱۲

سلطان المشائخ نے ان سے اپنی خوشنودی و رضامندی ظاہر کی اور مولانا دوبارہ تجدید بیعت سے مشرف ہوئے والحمد للہ علی ذالک

کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ جب بعض اعلی یارون کو سلطان المشائخ کے باعظمت دربار خلافت کی اجازت ہوئی تو سید السادات
سید خاموش عم کاتب حروف اور خواجہ مبشر نے جو سلطان المشائخ کے قدیم خدمتگار تھے اور آپنے فرزندون کی طرح
انکے ہان پرورش پائی تھی۔ سید السادات سید حسین کی خدمت مین عرض کیا کہ مولانا برہان الدین سابق مریدون مین
ایک پاک اعتقاد راسخ قدم مرید ہین اور اعتقاد و محبت مین سب یارون مین ممتاز ہین یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ
اونکی خلافت کے لیئے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت مین التماس نکی جائے۔ سید حسین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
کہ مین اقبال سے کہونگا تاکہ موقع و محل دیکھکر مولانا کی یہ گذارش سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کرین
چنانچہ اسکے کچھ دنون بعد سید خاموش اور خواجہ مبشر نے خواجہ اقبال کے کان مین یہ بات ڈال دی۔ چونکہ خواجہ اقبال
کو سادات سے انتہا درجہ کی محبت تھی اور ہمیشہ اونکی حمایت و مدد مین لگے رہتے تھے یہ بات فورًا قبول کرلی اور
مولانا برہان الدین سے فرمایا کہ تم مستعد و تیار ہوکر آؤ تاکہ تمہین سلطان المشائخ کی خدمت مین پیش کردون
جب مولانا آئے تو اقبال آپکو اپنے ساتھ اندر لے گئے اور سید خاموش بھی اسوقت اونکے ساتھ تھے۔ سلطان المشائخ چوب خانہ
کے حجرہ مین جو جماعت خانہ کے کوٹھے پر تھا لیٹے ہوئے تھے لحاف اوپر پڑا ہوا تھا مگر چہرۂ مبارک کھلا ہوا تھا۔ جب
یہ سب حضرات اندر پہونچے تو خواجہ اقبال نے سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کیا کہ مولانا برہان الدین غریب
مخدوم کا بندۂ قدیم پائے بوسی کی اجازت چاہتا اور بخشش و رحمت کی امید رکھتا ہے۔ سلطان المشائخ آنکھ کھولکر اقبال
کی طرف دیکھنے لگے۔ مولانا فورًا زمین پر گر پڑے اور پاؤن مبارک کو بوسہ دیا۔ بعدہ خواجہ اقبال حضرت سلطان المشائخ
کی نظر مبارک کے سامنے کپڑون کا بقچہ خاص لائے اور کھول کر ایک پیراہن۔ ایک کلاہ۔ جنہون نے سلطان المشائخ
کی صحبت پائی تھی نکال لی اور سلطان المشائخ کے آگے لارکھی آپنے اپنا دست مبارک پیراہن اور کلاہ سے
چھوا دیا۔ اسکے بعد خواجہ اقبال نے سلطان المشائخ کے روبرو وہ کپڑے مولانا برہان الدین کو پہنا دیئے
اور کہا تم بھی سلطان المشائخ کے خلیفہ ہو۔ اسوقت سلطان المشائخ یہ سب باتین دیکھ رہے تھے سُن رہے تھے
پر ساکت و خاموش تھے اور سکوت رضامندی کی دلیل ہوتی ہے۔ سلطان المشائخ کے انتقال کے بعد مولانا
برہان الدین چند سال زندہ رہے اور خلق خدا کی بیعت لیتے رہے۔ جب دیوگیر مین تشریف لے گئے تو سفر
آخرت قبول کیا اور وہین مدفون ہوئے۔ آج آپکا روضہ مبارک اون شہرون کی خلق کا قبلۂ حاجات ہے۔

مولانا وجیہ الدین یوسف کے حالات

ازانجملہ صورتِ صفا۔ سیرت وفا۔ سابقین کی شمع۔ صادقون کی صبح صاحب یقین۔ مقتدائے دین۔ مولانا

وجیہہ الملۃ والدین یوسف کلاکہری عرف چندیری ہین جو سلطان المشائخ کے سابقین خلفامین ایک نہایت بلند مرتبہ خلیفہ اور اپنے زمانہ کے عابد و زاہد اور کمال درجہ عاشق تہے۔ آپمین درد و ذوق بہت تہا اور سلطان المشائخ کی خدمت مین بحد اعتقاد و محبت رکہتے تہے ایک پیر عزیز تہے۔ مکارم اخلاق مین بے نظیر ایک مقتدر بادشاہ تہے سلوک ولایت مین عدیم المثال۔ آپکی مناقب و کرامات اس کثرت سے ہین کہ قلم اونہین ضبط تحریر مین لانے سے محض عاجز وقاصر ہے۔ مولانا برہان الدین غریب رحمۃ اللہ مولانا یوسف ہی کے ذریعہ سے سلطان المشائخ کی خدمت مین پہونچے ہین جسطرح مولانا یوسف مولانا عمر کلاکہری کے وسیلہ سے خدمت اقدس مین پہونچے۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ چونکہ مولانا یوسف ارادت و اجازت کی روسے تمام اعلی درجہ کے یارون مین سابق و مقدم ہین۔ اس لیئے مناسب یہی تہا کہ آپکا ذکر اون سے پہلے ہوتا لیکن جبکہ سابق الذکر حضرات کے حقوق صحبت و تربیت کاتب حروف پر بکثرت تہے۔ اس لحاظ درعایت سے اون کا ذکر مقدم کیا گیا۔ اور اس بزرگ کے حالات تین نکتون پر مشتمل ہین۔

پہلا نکتہ مولانا وجیہہ الدین یوسف کی اوس محبت و عشق اور کمال اعتقاد کے ذکر مین جو آپکو جناب سلطان المشائخ کے حق مین تہا۔ **منقول** ہے کہ ایکدفعہ مولانا وجیہہ الدین یوسف سلطان المشائخ کی آرزوے قدمبوسی مین باہر نکلے اس زمانہ مین آپ سرائے دہاری مین سکونت پذیر تہے یہان سے غیاث پور چھ یا سات میل کے فاصلہ پر واقع تہا۔ مولانا یوسف نے سرائے سے نکلکر چند قدم باہر رکہے تہے کہ آپکے دل مبارک مین خطرہ گذرا کہ اے یوسف تو سلطان المشائخ کی خدمت مین پاؤن کے بل چلتاہے۔ شیخ کی راہ مین سر کے بل چلنا چاہیئے **مصرع** ما قدم از سر کنیم در طلب دوستان ؛ یعنے ہمین دوستونکی طلب مین پاؤن کو سر بنانا چاہیئے۔ جونہی آپکے دل مین یہ خطرہ گذرا وونہی سلطان المشائخ کی در دولت کی جانب سر کے بل چلنا شروع کیا۔ تین چار قدم چلے تہے کہ آپنے اپنے تئین سلطان المشائخ کی خانقاہ کے نیچے دیکہا۔ یہ بہی منقول ہے کہ ایکدفعہ مولانا یوسف موضع کلاکہری سے سلطان المشائخ کی پابوسی کے اشتیاق مین روانہ ہوئے اثنائے راہ مین آپکے دل مبارک مین آیا کہ کیا اچہا ہوتا کہ یہ شخص یعنے مین یہان سے اوڑکر سلطان المشائخ کی قدمبوسی مین پہونچتا۔ ہنوز آپکے دل مبارک مین یہ خطرہ گذرا ہی تہا کہ حق تعالی نے آپکے اعتقاد صاف اور اشتیاق غالب کی برکت سے اوڑنے کی قوت عنایت فرمائی کہ آپ فورا سلطان المشائخ کے در دولت کی جانب روانہ ہوئے۔ شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہین ؎ گر سر فدا نکنم از پیش اہل دل ؛ سر بر نکنم کہ مقام خجالت است ؂ اسی اثنا مین خداوندی عنایت سے آپکے

؂ اگر مین اہل دل کے سامنے سر فدا نکرون تو مین سر اوٹہانیکی طاقت نہین رکہتا کہ مقام خجالت ہے ۱۲

دل مبارک مین گذرا کہ سلطان المشائخ کی بارگاہ مین سر کے بل چلنا چاہیئے کیونکہ ایسے عظیم الشان بارگاہ مین پاؤن کے بل چلنا ہرگز سزاوار نہین۔ جب اس خطرہ نے نہایت استحکامی کے ساتہ آپکے دل پر نقش کر دیئے تو مولانا یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے سر کے بل چلنا شروع کیا اور اسوقت آپ پر وہ حالت طاری ہوئی کہ بالکل بے خود ہو گئے او وا اپنے آپ تک کی خبر نرہی۔ جب ہوش مین آئے تو سر مبارک گرد آلود دیکہا اور پگڑی سر سے جدا ہو کر گردن مین لپٹی ہوئی پائی پہر جو آنکہہ اوٹہا کر دیکہا تو اپنے تئین آب ستارے کے کنارے پایا اسوقت آپنے وہان وضو کیا اور سر پر پگڑی باندہی۔ اور سلطان المشائخ کی خدمت مین آپکے حظیرہ مین داخل ہوئے اور سعادت قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔ چونکہ سلطان المشائخ مکاشف عالم تہے اور آپ پر تمام راز سربستہ عیان تہے لہذا آپکو اس عاشق مشتاق کا حال سرتاپا معلوم تہا۔ چنانچہ آپنے مولانا یوسف کے سامنے ذیل کی حکایت بیان کرنا شروع کی کہ قنوج مین ایک راجہ تہا جسکے لیئے پینے کا پانی حوض بدہ کیار سے جو موضع کیتہل مین ہے روزمرہ تازہ لایا جاتا تہا اوسکے ہان ایک اونٹنی تہی جسے سانڈنی کہتے ہین اور جو تیز رفتاری مین ہوا سے سبقت لیجاتی تہی لوگ اوسپر پانی کی پکہال لاد کر لاتے تہے اون ہی دنون کا ذکر ہے کہ کیتہل مین ایک شخص تہا جو قنوج کی ایک عورت سے کمال تعشق رکہتا تہا اور اوسکی آتش فراق مین شب و روز جلتا تہا اوسے کوئی ایسا شخص دستیاب نہ ہوتا تہا کہ اپنا پیام اوس عورت تک بہیج سکتا یہان تک کہ اوس غریب عاشق نے ایکدن اوس شخص سے اپنے عشق کی واضح طور پر تشریح کی جو بدہ کیار سے راجہ کے لیئے پانی لیجاتا تہا اور اپنا درد فراق بیان کرتا ہوا اوسکے ساتہ ساتہ روانہ ہوا۔ یہ شخص اپنے عشق اور جگر سوز رنج و غم کی داستان بیان کرنے مین اس درجہ مشغول تہا کہ بیخودانہ حالت مین بالکل معلوم نہ ہوا کہ سانڈنی سوار کے ساتہ کس طرح رستہ طے کر رہا ہے۔ **خلاصہ** یہ کہ جب وہ اپنے درد عشق کی داستان بیان کرتے کرتے قنوج کے قلعہ کے نزدیک پہونچگیا تو اب وہان سے لوٹنے کا ارادہ کیا۔ جو شخص راجہ کے لیئے پانی لا رہا تہا اوسنے جب اسے لوٹتے دیکہا تو کہا اے شخص اب تو قنوج مین پہونچگیا ہے دیکہہ وہ سامنے قنوج کا قلعہ نظر آتا ہے۔ اب کہان جاتا ہے خود ہی اپنی معشوقہ کو پیام دیدے۔ غریب عاشق جو ابہی داستان عشق کے اظہار مین محو تہا ہوش مین آیا اور ایک آہ سرد کہینچکر کہا کہ افسوس تونے تجہے مار ڈالا۔ یہ کہکر سر سے پاؤن تک تہرتہر کانپنے لگا اور فوراً زمین پر گر پڑا۔ قریب ہی ایک بت خانہ تہا اسنے بہزار حیلہ اپنے تئین بتخانہ کے دروازے پر لا ڈالا۔ دیکہتا ہے کہ بتخانہ کے دروازہ پر جلی حرفون مین لکہا ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص اسقدر دور دراز مسافت قطع کرے کہ بشری طاقت سے خارج ہو اور اوسے تلف ہونے کا خوف ہو تو کیا کرے۔ اوسکا علاج یہ ہے کہ اپنے تلوؤن کو تیل سے چرب کرکے آگ سے تاپے بعدہ کسی دیوار کے سہارے سے پاؤن اونچے کرکے لیٹ جائے اسکی

دور اور زحمت جاتی رہے گی۔ جون ہی یہ علاج اوسکی نظر پڑا فوراً تیل کی تلاش مین مشغول ہوا دیکھا کیا ہے کہ ایک پاس ہی
چراغ تیل سے بہرا ہوا روشن ہے اوسنے جہٹ اوس تیل سے اپنے تلوے چرب کیئے اور چراغ کی لو سے تلوؤن کو
خوب سینکا پہر ایک دیوار پر پاؤن رکہکر لیٹ گیا اسی اثنا مین اوسے نیند آگئی تہوڑی دیر گذری تہی کہ ساری
تکان جاتی رہی اور اب نہایت چاق و توانا ہو گیا۔ غرضکہ عشق کے نتایج بے شمار اور فوائد آن گنت ہین عاشق
کو چاہیئے کہ عشق مین صادق ہو تاکہ اوسکا پہل میسر ہو **دوسرا نکتہ** مولانا وجیہ الدین یوسف کے سلطان المشائخ
کی جلیل القدر دربار سے نیک انفاس اور طرح طرح کی نعمتین پانے کے بیان مین **منقول** ہے کہ ایکدن سلطان المشائخ
نہایت خوشوقت اور مسرور و شادان تہے کہ اسی اثناء مین مولانا یوسف آئے اور شرف قدمبوسی حاصل کی سلطان المشائخ
نے اقبال خادم سے فرمایا کہ فلان کاسہ چوبین میوہ سے بہر کر لے آؤ اقبال نے حضور کے ارشاد کی فوراً تعمیل کی
سلطان المشائخ نے اوس کاسہ چوبین کو دست مبارک مین لیکر فرمایا کہ مولانا یوسف تیس سال سے یہ پیالہ میرے
پاس ہے۔ آج مین تمہین ارزانی کرتا ہون یوسف فوراً دامن پہیلاکر آگے بڑہے۔ سلطان المشائخ رضی اللہ تعالے
عنہ نے مولانا کے دامن مین پیالہ الٹ دیا اور فرمایا حق تعالی تمہین روٹی اور ایمان و امان کرامت فرمائے۔
آخر عمر مین مولانا یوسف رحمۃ اللہ علیہ بارہا فرمایا کرتے تہے کہ جسروز سے سلطان المشائخ نے مجہے یہ دولت عنایت
فرمائی ہے مجہے رزق و نعمت کی کوئی کمی نہین رہی اور حق تعالی مجہے ہمیشہ اپنی امان و حفاظت مین رکہتا ہے اسکے
ساتہ ہی مین خدا سے امید رکہتا ہون کہ وہ مجہے دنیا سے امن و امان کے ساتہ اوٹہائے گا۔
منقول ہے کہ ایکدفعہ سلطان المشائخ کے زانوئے مبارک مین کوئی مرض حادث ہوا جس کی وجہ سے زانو
سوجگیا اور درد پیدا ہو گیا۔ ضعف نے غلبہ کیا اور آپکو سخت کرب و بیچینی لاحق ہوئی خلق اطراف و جوانب
مثلاً بداپون اور اودہ اور دوسرے شہرون سے جوق جوق آتی تہی اور اعلیٰ درجہ کے مرید بہی سبکے سب عیادت
کے لیے اومڈے چلے آتے تہے۔ مولانا یوسف بہی چندیری سے آئے۔ آپنے آتے ہی اول سلطان المشائخ کی قدمبوسی
حاصل کی بعدہ حضور کی ذات شریف کی صحت کے لیئے فاتحہ کی التماس کی جب فاتحہ تمام کرچکے تو سلطان المشائخ
کی زانوئے مبارک کی طرف دم کیا۔ دوسرے روز سلطان المشائخ نے فرمایا کہ بہت لوگ آئے اور سبنے دعا کی
لیکن کسیکی دعا موثر نہ پڑی مولانا یوسف نے کل التماس فاتحہ کی اور زانو پر دم کیا آج درد زانو بالکل جاتا
رہا اور ورم نہایت ہلکا ہو گیا۔ اسکے تیسرے روز سلطان المشائخ نے غسل صحت فرمایا۔ اسپر ہر شخص نے
علی حسب القدر صدقہ بہیجا اور مبارکبادی دی۔ مولانا یوسف نے بہی مبارکباد دی اور صدقت

تقسیم کیا **منقول** ہے کہ ایکدن حضرت سلطان المشائخ کے جماعت خانہ مین مولانا یوسف اور چند دیگر حضرات بیٹھے
تھے۔ اسی اثنا مین ایک مرد نے چند درم سامنے ڈالکر کہا کہ انکی شیرینی تیار کرو مولانا یوسف اور انکے ساتھ دوسرے
یارون نے چند اور درم اوس مین ملائے اور بہت سی شیرینی تیار کی۔ شیرینی سامنے رکھی گئی تو ہر شخص نے اوسکی
طرف ہاتھ بڑہایا لیکن مولانا یوسف نے اپنا ہاتھ مبارک کشیدہ رکھا حاضرین نے کہا کہ آپ یہ شیرینی کیون نہین
تناول فرماتے مولانا نے فرمایا کہ مین ازروئی طریقت کے اپنے تئین سلطان المشائخ کا غلام جانتا ہون۔ اس
مجلس مین سلطان المشائخ کی ذات شریف موجود ہے ہمنین یہ شیرینی حضور کے سامنے پیش کرنی چاہیئے تاکہ
اونکے سامنے صرف کیجائے سب یار شیرینی لیکر سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم نے
آج مولانا یوسف کلاکہری سے ایک ایسا عظیم الشان فائدہ اُٹھایا ہے کہ جو سخت ریاضت کے علاوہ حاصل
نہین ہو سکتا۔ سلطان المشائخ نے دریافت کیا کہ قصہ کیا ہتا یارون نے سارے حصہ کی تقریر بجنسہٖ عرض کردی۔
سلطان المشائخ نے اپنی دُر بار زبان سے فرمایا کہ درویشی کی روش مین کوئی شخص مولانا یوسف کی نظیر نہین ہے
وہ اس راہ مین ثابت قدم سالکون کی چال چلتا ہے **منقول** ہے کہ چندیری کی حکومت وولایت ایک شخص
ثمر نامی کے ہاتھ مین تھی اوسکے لشکر کے بہت سے لوگ سلطان المشائخ کے مرید تھے جو آپکے ایما و اشارے سے مولانا
یوسف سے بھی بہت کچھ محبت واعتقاد رکھتے تھے اور انکی تربیت اس بزرگ کی نظر مین تھی۔ ایک مرتبہ ثمر نے
ایک شور برپا کیا جسکے سبب سے تمام مرید اطراف وجوانب مین چلدیئے۔ مولانا یوسف کی خاطر مبارک یارون کی
جدائی سے نہایت پریشان ہوئی مولانا یوسف کا ایک دوست جسے آپ سے نہایت اعتقاد واخلاص تہا آپکے پاس
آکر کہنے لگا کہ اب اس موضع مین رہنے کا کچہ مزا نہین رہا۔ لکہنوتی کی طرف میری ملک ہے۔ آپ وہان تشریف لیچلیئے
بار برداری اور رستہ کا خرچ اور اسکے علاوہ سامان سفر مین مہیا کردون گا۔ مولانا یوسف نے فرمایا کہ یہان مین
خود نہین آیا ہون بلکہ شیخ کا بہیجا ہوا آیا ہون مین شیخ کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کرون گا دیکہنا چاہیئے
کہ کیا حکم ہوتا ہے چنانچہ اسکے بعد مولانا یوسف سلطان المشائخ کی قدمبوسی کے لیئے دہلی مین آئے اور سعادت
قدمبوسی حاصل کرنے کے بعد عرض کیا کہ ایک شخص مجہسے کہتا ہے کہ لکہنوتی کی طرف عزم کر چونکہ مین اوس شہر مین
حضور کا بہیجا ہوا گیا ہون اس لیئے بغیر اجازت مخدوم کے لکہنوتی مین نہین جا سکتا۔ سلطان المشائخ نے فرمایا
کہ مولانا یوسف خواہ تم چندیری مین رہو یا دوسری جگہ چلے جاؤ ہمیشہ خدا تعالی کی حفظ وامان مین رہوگے
مولانا نے سر زمین پر رکہکر عرض کیا کہ چونکہ حضور کی زبان مبارک پر چندیری کا نام پہلے جاری ہوا ہے لہذا

مین چندیری ہی مین رہون گا۔ سلطان المشائخ نے اس ادب کی رعایت پر مولانا کی بہت تحسین کی۔ اسکے بعد سلطان المشائخ نے مولانا کو رخصت کیا اور آپ چندیری تشریف لے گئے۔

تیسرا نکتہ مولانا وجیہ الدین یوسف کے سلطان المشائخ سے خلافت کے پانے کے بیان مین۔

منقول ہے کہ عہد علائی مین ایک والی بادشاہ کی طرف سے چندیری کی فتح کے لیئے بہت بڑے لشکر کے ساتھ متعین ہوا اور وہ حضرت سلطان المشائخ کے معتقدون مین سے تہا۔ روانگی کے وقت آپکی خدمت مبارک مین حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ مجہے بادشاہ نے فلان مقام کی فتح کرنے پر نامزد کیا ہے اگر مخدوم سلطان المشائخ کیطرف سے کوئی یار ہہی ہمارے ساتہہ نامزد ہو جائے تو ہم اوسکی پناہ مین چلین اور اوس مقام کی فتح کی امید واثق ہو۔ سلطان المشائخ نے مولانا یوسف کو طلب فرمایا اور جب وہ تشریف لائے تو آپنے اونہین اپنی اجازت سے مشرف فرما کر ولایت چندیری کی طرف روانہ کیا جب لشکر وہان پہنچا تہوڑے دنون مین چندیری فتح ہو گیا اور مولانا وجیہ الدین یوسف نے اوس مقام مین سکونت اختیار کی اسکے بعد سے اوس شہر کے جس قدر مخلوق سلطان المشائخ کی ارادت کے لیئے حاضر ہوتی آپ اون سے فرماتے کہ تم چندیری مین جاکر مولانا یوسف کی خدمت مین ارادت لاؤ اور میرا تصور کرو۔ اگر ایسا کروگے تو فقیر سے گویا وابستہ ہوگے اسکے بعد خلق نے موضع چندیری مین مولانا یوسف کی خدمت مین توجہ کی مولانا یوسف نے اوس بے انتہا درجہ کے اعتقاد کی وجہ سے کہ سلطان المشائخ کی نسبت رکہتے تہے ان لوگون سے فرمایا کہ جبتک سلطان المشائخ صدر حیات مین جلوہ آرا ہین مین خلق کے ہاتہہ مین دست بیعت نہ دونگا لیکن مین اوس جامہ کو آگے رکہا جو سلطان المشائخ کے جسم مبارک سے ملا گیا ہے اور حضور سے مجہے عنایت ہوا ہے تمہین تلقین وبیعت اور ارادت کرتا ہون تم لوگ اسباب کا تصور کرو کہ گویا سلطان المشائخ کی ذات شریف موجود ہے چنانچہ اسی طریقہ پر سلطان المشائخ کے زمانہ حیات مین مولانا وجیہ الدین یوسف نے چند آدمیون کو حلقۂ ارادت مین داخل کیا تہا۔

منقول ہے کہ سلطان المشائخ کی مہربانی وبخشش آخر عمر مین بہی مولانا یوسف پر مکرر ہوئی اور یہ قصہ یون ہوا کہ جس زمانہ مین سلطان المشائخ اعلی درجہ کے یارون کو خلافت کے لیئے اختیار کرتے تہے اور بعض حضرات اس دولت سے مشرف ہو چکے تہے تو مولانا یوسف علیہ الرحمۃ سلطان المشائخ کی خدمت مین طلب کیئے گئے آپنے حاضر ہو کر سر زمین پر رکہا اسوقت خواجہ اقبال نے عرض کیا کہ مخدوم عالمیون کی مہربانی وشفقت اون غریب الدیار اور بیچارون پر حد سے زیادہ ہے جنہون نے اس آستانہ پر سر رکہا ہے اگر حضور اپنے کرم وافر سے

از سر نو اپنے بندہ کو نوازیں اور شفقت بے اندازہ اپنے بیچارے کے حق مین جائز رکہین تو بعید از بندہ پروری نہ ہوگا سلطان المشائخ کو بہی چونکہ مولانا یوسف پر مزید عنایت و مہربانی مطلوب تہی اسلیئے آپنے فرمایا کہ ہم نے اونہین پہلے ہی اجازت دیدی ہے اور منصب خلافت عطا کردیا ہے اسوقت خواجہ اقبال ایک کُرتہ اور کلاہ جس نے بہت مدت تک سلطان المشائخ کی صحبت پائی تہی لائے اور سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین مولانا یوسف کے جسم مبارک کو اون سے آراستہ کیا اور کہا تم بہی سلطان المشائخ کے خلیفہ ہو۔ مولانا یوسف نے اوٹہکر سلطان المشائخ کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ سلطان المشائخ کی طرف سے بتجدید فرمان ہوا کہ مولانا یوسف کو اجازت و ارادت پہلے ہی حاصل تہی لیکن یہ سعادت اوس سعادت پر زیادہ ہوئی اور وہ نور علیٰ نور کے مورد ہوئے۔ غرضکہ مولانا یوسف نہایت معظم و مکرم شخص تہے اور آپ پر کشف و کرامات کا دروازہ مفتوح تہا۔ کاتب حروف نے ان بزرگوار سے ملاقات کی ہے اور اونکی مجلس کا ذوق حاصل کیا ہے۔ دیار چندیری کی بہت سی مخلوق آپکی مرید تہی۔ آپ کا روضہ مبارکہ چندیری مین ہے جس سے اوس طرف کے لوگ برکت و یمن حاصل کرتے ہین۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

مولانا سراج الدین عثمان کے حالات

منجملہ اونکے صوفی خوش لقا زاہد دلربا مولانا سراج الملۃ والدین عثمان ہین جو تقویٰ و طہارت اور زہد و ورع اور مکارم اخلاق اور لطافت طبع مین مشہور اور دوسرے یارون مین ممتاز و موصوف تہے اور جو سلطان المشائخ کے خلفا مین ایک معزز خلیفہ تہے انکو لوگ اخی سراج بہی کہتے تہے جو لوگ ملک اودہ اور دیار ہندوستان سے سلطان المشائخ کے غلامون کے سلسلہ مین داخل ہوئے۔ یہ اون سب سے ارادت مین سابق تہے۔ سلطان المشائخ کا نفس مبارک ان ہی کے حق مین باین مضمون جاری ہوا ہے کہ مولانا سراج الدین آئینہ ہندوستان ہے۔ آپ عین عالم جوانی مین کہ ہنوز ڈاڑہی کے بالون کا آغاز نہ ہوا تہا۔ لکہنوتی سے آئے اور سلطان المشائخ کے آستانہ پر سر ارادت رکہا اور اون یارون کی صحبت مین پرورش پائی جو سلطان المشائخ کی خدمت و ملازمت مین ہمیشہ زندگی بسر کرتے تہے جب سال تمام ہو جاتا تو آپ اپنی والدہ مکرمہ کو دیکہنے لکہنوتی چلے جاتے اور پہر سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہو جاتے۔ آپ بیشتر اوقات سلطان المشائخ کی خدمت مین مجرد الحال اور فارغ البال رہتے اور سلطان المشائخ کے جماعت خانہ کے ایک گوشہ مین اپنی عمر عزیز بسر کرتے تہے کہ کاغذ اور کتاب کے علاوہ کوئی سامان و اسباب آپکے پاس نہ تہا۔ یہ بہی سبب کتابت خانہ اور جماعت خانہ مین رکہتے۔ الغرض جب بعض اعلیٰ یارون کو سلطان المشائخ کے فرمان کے بموجب لوگون نے خلافت کے لیے منتخب کیا تو اون مین ان بزرگ کو بہی شامل کیا اور جب ان تمام بزرگون کے نام نامی سلطان المشائخ کے سامنے لیئے گئے تہو مولانا

سراج الدین کے بارہ مین ارشاد ہوا کہ اس کام مین سب سے پہلا درجہ علم کا ہے اور مولانا سراج الدین علم سے چندان حصہ رکہتے نہین
جون ہی یہ بات مولانا فخر الدین زرادی کے کان مین پہونچی آپکی زبان مبارک سے نکل گیا کہ مین اوسے چھ مہینے مین عالم متبحر او
دانشمند کامل بنادونگا چنانچہ مولانا سراج الدین نے کبر سنی مین علم پڑہنا شروع کیا اور کاتب حروف کے ساتھ آغاز
تعلم مین میزان اور تصریف اور قواعد اور اوسکے مقدمات کی تحقیق کی۔ خود مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اونکے لیئے
ایک مختصر و مفصل تصریف تالیف کیا اور اوسکا نام عثمانی رکہا۔ جبتک مولانا فخر الدین غیاث پور مین رہے آپکو برابر پڑہاتے
رہے بعدہ آپ مولانا رکن الدین اندرپتی کی خدمت مین پہونچے اور کاتب حروف کے ساتہہ کافیہ مفصل۔ قدوری۔
مجمع البحرین کی تحقیق مین مصروف رہے بہت تہوڑے دنون مین افادت کے مرتبہ مین پہونچ گئے اور سلطان المشائخ کے
خلافت نامہ سے جسپر حضور کی مہر کا نشان ہتا مشرف ہوئے۔ قبل اسکے کہ مولانا سراج الدین ہندوستان کا عزم کرتے
شیخ نصیر الدین محمود خلافت نامہ لیکر اودہ مین پہونچے۔ اسکے بعد آپ سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اب بہی
تعلیم و تعلم مین مشغول رہے جب سلطان المشائخ جنت مین تشریف لے گئے تو اسکے تین سال بعد تک بہی تعلیم و تعلم مین مستغرق
رہے اور سلطان المشائخ جعل اللہ الجنۃ مثواہ کے حظیرۂ اقدس مین گنبد کے اندر رہے۔ جب مخلوق دیار دیوگیر کی طرف
جلا وطن کی گئی تو مولانا سراج الدین لکہنوتی مین تشریف لے گئے اور کچھ کتابین حضرت سلطان المشائخ کے کتابخانہ سے جو طلبہ
کے لیئے وقف ہتا مطالعہ کے لیئے ساتہہ لیتے گئے۔ علاوہ اسکے سلطان المشائخ کے وہ کپڑے جو آپنے وقتاً فوقتاً حضور سے پائے تہے
وہ بہی ساتھ لیگئے اور اوس طرف کے شہرون کو اپنے جمال ولایت سے آراستہ و منور کیا اور خلق خدا سے بیعت لینی شروع کی
چنانچہ اوس ملک کے بادشاہ آپکے مریدون کے سلسلہ مین داخل ہوئے۔ مولانا سراج الدین نے عمر بہت پائی اور نہایت
مقصدوری اور کامیابی کیساتہ زندگی بسر کی۔ آپنے آخر عمر مین مولانا رکن الدین اندرپتی کے لیئے جو آپکے استاد و تہے اور
کاتب حروف کے واسطے جو آپ کا ہمسبق ہتا بطریق یادگار چند تنکہ چاندی کے روانہ کیئے اور پچہلے حقوق کی رعایت کما حقہ
مرعی رکہی (حق تعالی اون سے قبول فرمائے آمین۔) جب آپکے انتقال کا وقت قریب آ لگا تو اطراف لکہنوتی مین اپنے
دفن کے لیئے ایک نہایت عمدہ مقام پسند کیا اول اس مقام مین آپنے سلطان المشائخ کے وہ کپڑے جو اپنے ہمراہ لے گئے تہے بتعظیم
تمام دفن کیئے اور اوسے بصورت قبر بنایا بعدہ جب انتقال ہونے لگا تو وصیت کی کہ مجہے سلطان المشائخ کے کپڑون کی
قبر کی پائنتی دفن کرنا چاہیئے۔ چنانچہ جب آپکا وصال ہوا تو سلطان المشائخ کے کپڑونکی قبر کی پائنتی آپکا مدفن قرار پایا رحمۃ اللہ
علیہ رحمۃ واسعۃ۔ مولانا سراج الدین کا روضہ متبرکہ سلطان المشائخ کے کپڑون کی برکت سے قبلۂ ہندوستان ہے اور
آپکے خلفا اس زمانہ تک اون شہرون مین خلق خدا سے بیعت لیتے ہین۔

مولانا شہاب الدین کے حالات

ازانجملہ کان ذوق مایۂ شوق زاہد باکمال عابد باجمال مولانا شہاب الملۃ والدین حضرت سلطان المشائخ کے امام ہیں۔ یہ بزرگوار بڑے پایہ کے شخص تھے اس سے زیادہ اور کون سی کرامت وعظمت ہوسکتی ہے کہ سلطان المشائخ کی امامت کے شرف سے مشرف ہوئے اور دن رات میں پانچ وقت ایسے جلیل القدر بادشاہ کی سعادت بخش نظر کے منظور وملحوظ ہوتے تھے جسکی نظر جان بخش کے محتاج تمام بادشاہانِ جہان تھے۔ جب مولانا شہاب الدین علیہ الرحمۃ سلطان المشائخ کی دولت ارادت سے مشرف ہوئے تو حضور کا فرمان جاری ہوا کہ خواجہ نوح کو تعلیم وتربیت دینا شروع کریں (خواجہ نوح کا ذکر سلطان المشائخ کے اقربا میں مذکور ہے) ایک چھوٹا سا حجرہ جو جماعت خانہ میں تھا آپکے حوالہ کیا گیا اور آپ جناب سلطان المشائخ کے یاروں اور خدمتگاروں میں پرورش پانے لگے۔ برسوں سے آپکے دل میں یہ آرزو تھی کہ اگر کسی طرح ایک دفعہ سلطان المشائخ کی امامت میسر ہوجائے تو اس دولت وکرامت کی وجہ سے سبقت کی گیند اپنے ہمعصروں اور مصاحبوں سے اُچک لی جائے۔ غرضکہ اب ہر شخص کو اس دولت پر کامیاب ہونیکی غرض سے اُبھارتے اور اُکساتے رہتے تھے لیکن آپکی یہ آرزو بر نہ آتی تھی کیونکہ سلطان المشائخ کی امامت کا معزز وممتاز منصب مولانا بدرالدین اسحاق کے فرزند رشید اور شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے نواسہ جناب شہزادہ خواجہ محمد کے تفویض میں تھا جو تقوی وطہارت اور صدق ویقین کے ساتھ موصوف تھے اور جنکے فضائل ومناقب شیخ شیوخ العالم کے نواسوں کے ذکر میں تحریر ہوچکے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ یہ دینی شغل خواجہ محمد کے ساتھ مخصوص تھا اور اون کے ہوتے کسیکو طاقت نہ تھی کہ امام بننے کی جرأت کرسکتا بلکہ جب خواجہ محمد کہیں تشریف لیجاتے تو دوسرا شخص آپکی اجازت سے نیابتاً امامت کرتا جیسے آپکے بھائی خواجہ موسٰی وغیرہ۔ آخرالامر مولانا شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اسبارہ میں کاتب حروف کے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کیا والد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہیں اس دولت پر کامیاب ہونے کے لیئے ہمیشہ منتظر رہنا چاہیئے اگر اب کبھی خواجہ محمد اور خواجہ موسٰی کہیں تشریف لیجائینگے تو میں اقبال خادم سے کہدونگا اور وہ تمہیں امامت کے لیئے مصلے پر کہڑا کردیں گے۔ اسوجہ سے مولانا شہاب الدین علی الدوام ملازمت سلطان المشائخ میں رہتے تھے ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ خواجہ محمد اور خواجہ موسٰی غائب ہوگئے اوسی وقت خواجہ اقبال نے مولانا کا ہاتھ پکڑکر مصلے پر کہڑا کردیا۔ مولانا شہاب الدین لحن داؤدی رکہتے تھے اور اسقدر خوش آواز تھے کہ آپکی خوش الحانی سے پرندے ہوا میں اور دواب زمین پر مست ومدہوش ہوجاتے تھے۔ مولانا نے اس امامت میں نہایت رقت پیدا کرنے والی قرأت بڑی خوش لحنی کے ساتھ پڑہی یہانتک کہ سلطان المشائخ کو سخت رقت پیدا ہوئی۔ کاتب حروف کے والد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب سلطان المشائخ نماز سے فارغ ہوئے اور جانماز مونڈہے مبارک پر ڈالکر اپنی مقررہ جگہ کی طرف روانہ ہوئے تو مولانا نہایت عجلت کے ساتھ

پیچھے پیچھے تشریف لائے اور حضرت سلطان المشائخ کے مبارک قدمون مین اپنے تئین ڈال دیا۔ شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہین
بیت گر دست دہد ہزار جانم ؛ بر پای مبارکت فشانم ؛ یعنے اگر مجھے ہزار جانین بہی میسر ہون تو تیرے پاؤن مبارک
مین نثار کرون۔ سلطان المشائخ نے اپنا قد مبارک جو سرو روان کی مانند تہا خم کیا تاکہ مولانا کا سر جو آپکے پاؤن مبارک پر
رکہا ہوا تہا اوٹہا مین اسی اثنا مین سلطان المشائخ کے مونڈہے مبارک سے جانماز مولانا شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی پشت
کر پڑی آپنے وہ جانماز مولانا شہاب الدین کو عطا فرمائی۔ الغرض اوسی زمانہ مین خواجہ محمد امام شیخ شیوخ العالم فرید الحق
والدین کے مصر قدشریف کی زیارت کے لیئے اجودہن (جواب شہر پاک پٹن کے نام سے شہرت رکہتا ہے) کو
تشریف لے گئے اور مولانا شہاب الدین بحکم نیابت سلطان المشائخ کی دولت امامت کے ساتھ مشرف ہوئے اور جبتک
سلطان المشائخ مسند حیات پر جلوہ آرا رہے مولانا شہاب الدین سلطان المشائخ کی خدمت سے آخر عمر تک شرف امامت
کے ساتہ مشرف رہے۔ لیکن جب سلطان المشائخ صدر جنت کی طرف تشریف لے گئے تو مولانا دیوگیر کی جانب تشریف
لے گئے اور خلق خدا سے بیعت لینی شروع کی اور سلطان المشائخ کے اعتقاد و محبت کے قائم رکہنے مین انتہا سے زیادہ کوشش
کی۔ خود مولانا شہاب الدین علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہین کہ جس وقت خلافت نامے مرتب ہو رہے اور قید کتابت مین لائے
جا رہے تہے تو سلطان المشائخ نے مجہسے فرمایا کہ مولانا شہاب الدین تم کاغذ کیون نہین لیتے اور اپنا خلافت نامہ کسلیئے
مرتب نہین کراتے۔ اگر یہ وقت فوت ہو گیا تو آئندہ پشیمان ہوگے۔ مین نے عرض کیا کہ بندہ کو مخدوم جہان کی یہی شفقت و
مہربانی کافی ہے۔ نیز مولانا شہاب الدین یہہی فرماتے تہے کہ مین ایکدفعہ جماعت خانہ کے صحن مین کہڑا تہا اور سلطان
المشائخ جماعت خانہ کے کوٹہے پر مقام معہود مین تشریف رکہتے تہے سلطان المشائخ کے آگے کاتب حروف کے عم بزرگوار سید السادات
سید حسین بیٹہے تہے اور سلطان المشائخ سے عرض کر رہے تہے کہ اگر مخدوم اپنے یارون مین کسی شخص کو منتخب کرین تو ہم کمترین مخدوم
کی غیبت مین اوسکی طرف متوجہ ہون اسوقت سلطان المشائخ نے جماعت خانہ کے صحن کی طرف دیکہکر فرمایا کہ وہ یار ہے جوان ہے
السادات سید حسین نے جماعت خانہ کے صحن کی طرف نظر کر کے دیکہا کہ وہان مین کہڑا ہوا ہون۔ بعدہ سلطان المشائخ نے
فرمایا کہ مین ہمیشہ اس عزیز سے کہتا ہون کہ جو پانی میرے وضو کرنے کے لیئے گرم کرتا ہے اوس سے تو بہی وضو کرے مگر
یہ جوان رعایت ادب یہانتک کرتا ہے کہ اوس پانی سے وضو نہین کرتا بلکہ لب دریا پر جاکر وضو کرتا ہے۔ الغرض مولانا
شہاب الدین فرماتے تہے کہ جب سید السادات سید حسین سلطان المشائخ کی خدمت سے واپس ہوئے اور مجہے جماعت خانہ
کے صحن مین کہڑا دیکہا تو بیحد مہربانی فرمائی اور سلطان المشائخ کی عنایت و شفقت کی خوشخبری دی اور جو باتین میری
نسبت حضور نے سید بیان کی تہین سب میرے سامنے دوہرائین۔ چونکہ مین اپنے تئین اس مرتبہ مین نہین دیکہتا تہا

اس لیے سید السادات سے کہا کہ آپنے بہر محبہ مسکین سے خوش طبعی اور مزاح کرنی شروع کی سید السادات نے فرمایا کہ مین تم سے مزاح نہین کرتا بلکہ واقعی بات یہ ہے کہ سلطان المشائخ کو تمہارے نسبت انتہا درجہ کی شفقت و عنایت مد نظر ہے۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ یہ واقعی امر ہے کہ تاوقتیکہ مولانا شہاب الدین کو سلطان المشائخ کی جناب سے اجازت نہین ہوئی آپنے اس دینی کام مین ہاتہ نہین ڈالا کیونکہ جب آپ ہمہ وجوہ اوصاف حمیدہ اور فضائل خاص کے ساتہ موصوف تہے تو اسبات کا کبہی گمان نہین کیا جا سکتا کہ ایسا بزرگ دینی کام مین سلطان المشائخ پر افترا کرے بلکہ یقین کے ساتہ کہنا پڑتا ہے کہ آپکو ضرور اجازت ہو گئی ہوگی۔ اب ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہین۔ مولانا شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کو سماع مین تمام و کمال غلو تہا اور آپ اوسکے غوامض مین وقوف کلی رکہتے تہے۔ اکثر اوقات رقص و بکا ذوق و شوق کے ساتہ کیا کرتے تہے اور آپکو سماع سے کمال راحت حاصل ہوتی تہی۔ جب آپ دیوگیر سے دہلی مین تشریف لائے تو اسکے بہت دنون بعد انتقال فرمایا اور شہر دہلی ہی مین اپنے مکان کے متصل مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

پانچوان باب بعض اون یاران اعلی کے مناقب و فضائل اور کرامات کے بیان مین جو سلطان المشائخ نظام الحق والشرع والملۃ والدین شرف ارادت اور قربت سے مخصوص و مشرف تہے۔ اور آپکی شفقت و مہربانی کی وجہ سے فلک اعلی سے تحت الثری تک کی تمام چیزین اون کے تصرف مین تہین۔

مصرع ذُرِّيَّةُ حَنِيفَةَ كُلُّهُمْ اَخْيَارٌ ؂ یعنی ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام فرزند نیک و بہتر ہین امیر خسرو نے کیا خوب فرمایا ہے۔ **مثنوی** ؎ از مریدانش رہروان یقین ؂ ہر یکے والیِ ولایتِ دین ؂ ہمہ شیطان کُش و فرشتہ خدم ؂ وز روش بر ہوا نہادہ قدم ؂ بر سر از شین شرع ساختہ تاج ؂ دلِ شان عرش و سجدہ شان معراج ؂ ملکِ وحدت بنام ایشان است ؂ بندہ خسرو غلامِ ایشان ہست ؂ نام من زان ستودہ کیشان باد ؂ حشر من درمیانِ ایشان باد ؂

ازانجملہ پیشوائے اصحاب طریقت مقدم ارباب حقیقت خواجہ ابو بکر مندہ رحمۃ اللہ علیہ ہین جو علم و زہد اور ورع و تقوی مین آراستہ اور سلف صالحین کی سیرت و صورت سے پیراستہ تہے۔ کاتب حروف نے اپنے والد سید مبارک محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ خواجہ ابو بکر مندہ سلطان المشائخ کے مصاحب قدیم تہے اور دونون حضرات باہم ایک دوسرے کی صحبت مین بہت رہے ہین۔ ابہی سلطان المشائخ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی شرف خلافت سے ممتاز و مشرف نہ ہوئے تہے کہ خواجہ ابو بکر مندہ نے آپ سے عرض کیا تہا کہ جب آپ شیخ شیوخ العالم

خواجہ ابوبکر مندہ

ل سلطان المشائخ کے مریدون مین جو حقیقت مین یقین کے رہروان تہے ہر ایک ولایت دین کا والی تہا سبکے سب شیطان کے ذلیل کرنیوالے تہے اور فرشتے اونکی خدمت کا دم بہرتے تہے اون کا قدم ملکہ راسخہ کی وجہ سے ہوا پر تہا اور اونکے سرون پر شرع کے شین کا تاج تہا اونکے دل عرش تہا سجدہ معراج۔ ملک وحدت اونکا زیر نگین تہا ؂ بندہ خسرو اونکا ایک ادنی چاکر ہے خداوندا میرا نام اونکے فرقہ مین جمع ہو اور

شیخ کبیر کی سعادت خلافت سے مشرف ہوگئے مین آپکی خدمت مین ارادت لاؤن گا اور حضور سے بیعت کرون گا چنانچہ جسوقت سلطان المشائخ شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر کی دولت خلافت اور دوسری سعادتون سے مشرف ہوئے اور شہر مین تشریف لائے تو ہر ایک شخص نے چندروز کے بعد آپ سے بیعت کی التماس کی اور سخت مزاحمت کی لیکن سلطان المشائخ کو منظور تہا کہ اول کوئی نہایت صالح اور متقی شخص دولت بیعت سے سرفراز ہو تاکہ اس دینی کام مین نمایان برکت ظاہر ہو اسی اثنار مین محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو کاتب حروف کے جد بزرگوار تہے خواجہ ابوبکر مندہ سے کہا کہ تم نے سلطان المشائخ سے بیعت کرنیکا وعدہ کیا تہا خواجہ ابوبکر نے جواب دیا کہ ہان بیشک مین نے وعدہ کیا تہا لیکن اس اہم اور عظیم الشان کام مین جو اسوقت تک مجہسے تاخیر ہوئی ہے اوسکی ایک وجہ خاص ہے اور وہ یہہ ہے کہ سلطان المشائخ نے شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر قدس سرہ کی خدمت سے خلافت پانے کے وقت جو نعمت حاصل کی ہے جب اوس نعمت کا اثر مین خود معائنہ مشاہدہ کرلون گا اوسوقت سلطان المشائخ کی خدمت مین ارادت لاؤن گا۔ شدہ شدہ یہ بات سلطان المشائخ تک بہی پہونچی اور آپنے اسکے جواب مین بجز سکوت و خاموشی کے کچہ نہ فرمایا جب چندروز اسپر گذر گئے تو اتفاقاً ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ جناب سلطان المشائخ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی نور اللہ مرقدہ کی زیارت سے واپس تشریف لارہے تہے جب بڑے دروازہ کے اندر جو شہر دہلی مین واقع ہے پہونچے تو خواجہ ابوبکر مندہ نے سامنے سے آکر دیکہا کہ سلطان المشائخ کی پیشانی مبارک سے ایک نہایت درخشان اور چمکیلا نور تابان ہے جسکی چمک آسمان پر پڑتی ہے جون ہی خواجہ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے وہ نور معائنہ کیا فوراً سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ اے مخدوم اپنا دست ارادت میرے ہاتہ مین دیجیے سلطان المشائخ نے فرمایا کہ خواجہ ابوبکر! تم تو کسی دلیل و برہان کے منتظر تہے عرض کیا ہان بیشک لیکن مین نے اسوقت وہ برکت اور نعمت کا اثر آپکی پیشانی مبارک مین معائنہ کیا ہے یہ سنکر سلطان المشائخ مسکرائے اور اثنار راہ مین اون سے بیعت لی۔ اپنی کلاہ مبارک اون کے سر پر رکہی اور نعمت ارادت سے مشرف فرمایا۔ خواجہ ابوبکر کی قبر شریف سلطان المشائخ کے خطیرہ مین درمیان چبوترہ یارون کے واقع ہے رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ بندہ ضعیف کہتا ہے۔ **رباعی**

نورے[1] کہ ز پیشانی آن ماہ بتافت ÷ ظلمت زدگانِ معصیت را دریافت ÷ یک ذرہ ازان نصیب این بندہ رسید ÷ من توشۂ آخرت ازان خواہم یافت ÷

قاضی محی الدین کاشانی

منجملہ اونکے عالم ربانی قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ ہین جو وفور علم و حلم اور زہد و تقوی احتیاط و ورع کے ساتہہ یاران اعلی مین انتہا درجہ کی شہرت رکہتے تہے۔ یہ بزرگوار

[1] جو نور کہ اوس ماہ کی پیشانی سے تابان ہوا اوس نے معصیت کے ظلمت زدون کو پالیا مجہے جو بمقدار ذرہ اوس نور سے حاصل ہوا ہے اوسے مین توشۂ آخرت بناؤن گا۔ ۱۲

خاندان علم وکرامت سے تھے۔ قاضی قطب الدین کاشانی کے نواسے اور اُستاد شہر تھے آپنے باوجود اون فضائل خاص کے جو آپکی ذات بابرکات مین موجود تھے حضرت سلطان المشائخ کی دولت ارادت جو تمام سعادتون کی جڑ ہے حاصل کی تھی۔ شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا ہے۔ **بیت** حریف مجلس ما خود ہمیشہ دل مے برد ٭ علی الخصوص کہ پیرایۂ برو بستند ٭ آپ سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین بتمام وکمال عزت رکھتے اور ہمیشہ نگاہ وقعت سے دیکھے جاتے تھے یہانتک کہ جس وقت آپ سلطان المشائخ کی خدمت مین آتے تعظیماً کھڑے ہوجاتے یہ دولت یارون مین کسی اور کو بہت کم میسر ہوئی ہے۔ آپکے وجود باجود سے سلطان المشائخ کی مجلس بہت پُر رونق ہوتی اور بہت دیر تک اوسکا رنگ جما رہتا جو مشکلات علمی قاضی صاحب کو وقتاً فوقتاً پیش آتی وہ آپ سلطان المشائخ سے حل کرتے اور اہل طریقت کی حکایتین عشق کے رموز۔ سوالات وجوابات اور طرح طرح کے بہت سے لطائف وظرائف سے مجلس اقدس گرم رہتی۔ چنانچہ اون مین سے کچھ ذکر اسی کتاب مین اپنے محل مین درج ہوگا اور صاحبدلان عالم کی نظرون مین لایا جائیگا۔ بعض وہ لوگ جنہین سلطان المشائخ کی خدمت مین بیٹھنے کی طاقت نہ ہوتی تھی۔ قاضی محی الدین کاشانی کی تشریف آوری کے منتظر رہتے تھے اور جب آپ تشریف لاتے تھے تو وہ لوگ آپکے طفیل مین سلطان المشائخ کی مجلس مین جگہ پاتے اور ذوق مجلس حاصل کرتے تھے۔ قاضی محی الدین تکلف وبناوٹ سے بالکل خالی تھے اور آپکا طریقہ اور چال چلن بالکل اہل سلف کے مانند تھا آپنے ابتدائے ارادت سے دنیاوی تعلقات سے ہاتھ اوٹھا لیا تھا اور تجملات دنیا کو خدا حافظ کہدیا تھا۔ فرمان وظیفہ جو علما کا تمغہ اور مایۂ معاش تھا آپ سلطان المشائخ کی خدمت مین لائے اور اوسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور فقر ومجاہدہ کا طریقہ اختیار کیا۔ جب کچھ عرصہ اسیطرح گذر گیا اور آپکے اکثر افعال خیر سلطان المشائخ نے مشاہدہ کیئے تو دولت خلافت سے مشرف کرنا چاہا اپنے دست مبارک سے ایک کاغذ پر ذیل کا مضمون لکھکر قاضی محی الدین کو عنایت کیا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تمہین چاہیئے کہ دنیا اور اوسکی فانی زینت کو ترک کرکے خدا کی طرف متوجہ ہو دنیا اور اہل دنیا کیطرف ذرا التفات نکرو۔ اگر تمہین جاگیر پرگنہ ملے تو اوسے قبول نکرو۔ اور بادشاہون کے عطیہ کو نگاہِ قبول سے نہ دیکھو۔ اور اگر تمہارے پاس مسافر آئین اور اوسوقت تمہارے پاس کوئی چیز نہ ہو تو اوسے خدا کی نعمتون مین سے ایک نعمت شمار کرو اور غنیمت جانو پس اگر تم نے اون باتون پر عمل کیا جنکا مین نے حکم کیا ہے اور میرا گمان ہے کہ تم ایسا ہی کروگے تو تم میرے خلیفہ ہو۔ اور اگر میرے فرمان کے مطابق عمل نکیا تو میرا خلیفہ مسلمانون پر خدا ہے۔

منقول ہے کہ جب قاضی محی الدین کو فقر وفاقہ کی شدت اور افلاس وتنگی کی سختی کا سامنا ہوا تو آپکے اتباع وخدام نے جو ناز ونعمت اور پاکیزہ لباس کے ساتھ خوگر تھے۔ آپکو سخت تنگ کرنا شروع کیا اور ایک معتقد نے

آپکے مناقب و مآثر بغیر آپکی درخواست کے سلطان علاؤ الدین کی خدمت مین بیان کیئے سلطان نے فرمایا کہ اودھ کی قضا جو
قاضی محی الدین کا موروثی عہدہ ہے مع انعامات او بہت سی جاگیر اور گاؤن کے تفویض کرین جب یہ خبر قاضی صاحب کو
پہونچی تو آپ سلطان المشائخ کی زیارت کو دہلی مین تشریف لائے اور ساری کیفیت عرض کی کہ سلطان علاؤ الدین نے بغیر
میری درخواست کے یہ حکم دیا ہے مین حضور کی خدمت مین اسلیئے حاضر ہوا ہون کہ مخدوم جیسا فرماوین عمل مین لایا
جائے سلطان المشائخ قاضی صاحب کی یہ بات سنتے ہی آپ سے رنجیدہ ہوگئے اور فرمایا یہ ضروری بات ہے کہ اس جیسا
خطرہ تمہارے دل مین گذرا ہوگا او سوقت یہ حکم تمہاری نسبت صادر ہوا آپنے یہ فرمایا اور اپنی توجہ و مہربانی اونپر سے
اوٹہالی - الغرض اسوجہ سے قاضی محی الدین کی زندگی منغص اور زمانہ پریشان ہوگیا اور آپکو سخت مصائب
جھیلنے پڑے ۔ بعض راوی یون بھی بیان کرتے ہین کہ جو کاغذ سلطان المشائخ نے اپنے دست مبارک سے لکھکر دیا تہا واپس کر لیا اور ایک
کونے مین مخفی کرکے رکھدیا اور پورے ایک سال تک سلطان المشائخ کا مزاج قاضی صاحب پر متغیر رہا - لیکن جب ایکسال
تمام و کمال گذر گیا تو اب سلطان المشائخ کا مزاج مبارک اپنے قدیم عادت کی طرف رجوع ہوا ۔ قاضی محی الدین تجدید بیعت
و ارادت سے مشرف ہوئے اور حضرت سلطان المشائخ نے اپنی قدیم توجہ و مہربانی اون پر مبذول فرمائی - الحمد للہ علی ذلک
غرضکہ قاضی محی الدین کاشانی سلطان المشائخ کے زمانۂ حیات ہی مین انتقال فرماگئے تہے ۔ رحمۃ اللہ علیہ -

منجملہ اونکے مقتدائی علما پیشوائی صلحا کثرت علوم اور اُستاد زمانہ کے ساتھ معروف و مشہور - کشف دقائق اور
انکشاف رموز کے ماہر فرید عصر - علامۂ زمان مولانا وجیہ الدین پائلی رحمۃ اللہ علیہ ہین جو زہد و ورع تقوی و طہارت
شدت مجاہدہ ترک و تجرید مین اوس زمانہ مین اپنی نظیر نہ رکہتے تہے اور ان تمام فضائل کا ثمرہ یہ تہا کہ آپ سلطان المشائخ
قدس سرہ کے دولت ارادت سے مشرف ہو چکے تہے خود مولانا وجیہ الدین فرماتے تہے کہ ایکدفعہ مین پانی پت جاتا تہا
اثناء راہ مین ایک صوفی کو دیکھا اور دیکھتے ہی میرے دل مین ایک طرح کا انکار اوسکی طرف سے پیدا ہوا صوفی بولا اے
مولانا تمہین کوئی مشکل مسئلہ پوچھنا ہے تو پوچھو اور جو اشکال رکہتے ہو پیش کرو میرے دل مین بہت سی علمی شبہات باقی
رہگئے تہے جو ہنوز صاف نہین ہوئے تہے چنانچہ مین نے ایک ایک اشکال اوسکے سامنے پیش کیا اور اوسنے سبکے جواب
دیئے اور نہایت شافی اور موجہ جواب دیئے اور بیان تک تفصیل کی کہ مجہے خاطر خواہ اطمینان ہوگیا - جب مسئلۂ قضا و قدر
کی بحث چہڑی گئی تو اوسنے اسکا بھی جواب شافی عنایت فرمایا اور مباحثہ کی تمام ہونے کے بعد مجہسے دریافت کیا کہ
تم مرید کس کے ہو - مین نے کہا حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کا مرید ہون یہ سنکر صوفی
بولا کہ شیخ نظام الدین قدس سرہ العزیز ہمارے قطب ہین - **منقول** ہے کہ ایکدفعہ مولانا وجیہ الدین رحمۃ اللہ علیہ

مولانا وجیہ الدین پائلی

شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کے روضۂ مبارکہ کی زیارت کے لیئے اجودہن تشریف لے گئے. جب آپ شیخ شیوخ العالم کے روضہ کے قریب زمین بوس ہوکر بیٹھے تو روضۂ مبارکہ کے اندر سے آواز آئی کہ ابو حنیفہ ثانی تم خوب آئے۔ مولانا وجیہہ الدین اپنے پاس کوئی کتاب نہین رکہتے تہے لیکن آپکی ذہانت کی یہ کیفیت تہی کہ درس دیتے وقت بڑے بڑے نامی گرامی علماء آپکی خدمت مین زانوئے ادب تہ کرتے تہے۔ آپ پڑہاتے وقت کوئی نسخہ ہاتہ مین نہ لیتے اور جس مرتبہ کسی بحث کی تقریر کرتے دوسری دفعہ اوسی بحث کی ایک دوسرے پیرایہ مین تقریر کرتے جو پہلی تقریر سے زیادہ دلکش اور موثر ہوتی **منقول** ہے کہ مولانا وجیہہ الدین کو حضرت مہتر خضر علیہ السلام سے ملاقات میسر ہوئی تہی اور آپ اون ہی کے ارشاد کے مطابق سلطان المشائخ کی دولت ارادت سے مشرف ہوئے تہے۔ مولانا وجیہہ الدین ہمیشہ سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوتے اور جماعت خانہ مین سلطان المشائخ کے دسترخوان پر بیٹہکر کہانا تناول فرمایا کرتے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ کوئی شخص آپکی جوتیان جماعت خانہ مین سے لیگیا. سلطان المشائخ کو خبر ہوئی تو آپنے اپنے پاؤن مبارک کی جوتیان مولانا کو عنایت کین کہ اونہین پہنکر گہر جائین مولانا نے حضور کے پاؤن مبارک کی جوتیان ہاتہ مین لین اونہین چومتے ہوئے باہر تشریف لائے باہر آکر سر مبارک سے عمامہ اوتارا اور اوس مین جوتیان لپیٹ کر سر پر بدستور رکہ لیا اور ننگے پاؤن گہر کی جانب روانہ ہوئے یارون مین سے ہر ایک شخص نے کہا کہ مولانا ! سلطان المشائخ نے اپنے پاؤن مبارک کی جوتیان آپکو اس لیئے عنایت فرمائی ہین کہ پا برہنہ تشریف لیجائین مولانا وجیہہ الدین نے جواب دیا کہ صاحبو ! یہ سر کا تاج ہے جسے آج سلطان المشائخ نے مجہے ارزانی فرمایا ہے مجہے یہ کب طاقت ہے کہ اس سعادت کو پاؤن مین پہنون بلکہ سر پر رکہکر گہر جاتا ہون۔ کسی بندۂ خدا نے کیا خوب فرمایا ہے **بیت** در بندگی آنجا کہ ترا حلقہ مرا گوش ؛ در چاکری آنجا کہ ترا پا سر ما سر ؛[1] الغرض جب لوگون نے آپکی یہ کیفیت سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کی اور تمام واقعہ سرتاپا بیان کیا کہ مولانا وجیہہ الدین نے ایسا ایسا کیا تو حضور نے فرمایا کہ مولانا وجیہہ الدین سے کہدینا چاہیئے کہ ابہی شیخ الاسلام قطب الدین بختیار. قدس اللہ سرہ العزیز کی زیارت کو چلے جائین چنانچہ مولانا شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کی زیارت کے لیئے تشریف لے گئے اور خواجہ کے مقبرۂ متبرکہ مین اپنی جوتیان پائین جب آپ زیارت سے فارغ ہوکر سلطان المشائخ کی خدمت مین آرہے تہے تو باغات کرہ مین پہونچے وہان دیکہتے مین کہ ایک بوڑہا آدمی جو زاہدون کی صورت اور عابدون کے لباس مین تہا کندہے پر مصلی ڈالے ہوئے عصا ہاتہ مین لیئے ہوئے تسبیح گردن مین ڈالے ہوئے سامنے آیا اور سلام کرکے بیان کرنا شروع کیا کہ مین ایک مسافر

[1] بندگی مین جس جگہ تیرا حلقہ ہو میرا کان حاضر ہے اور نوکری مین جس جگہ تیرے قدم ہون میرا سر موجود ہے ۔

شخص ہون دور دراز سے آیا ہون میرے دل مین چند علمی بحث کی بابت اشکال وشبہہ باقی ہے مین چاہتا ہون کہ اونہین آپ سے
حل کرون مولانا وجیہہ الدین اوسکے سوالات کے جوابات دیتے جاتے اور دریائے حیرت مین مستغرق ہوتے جاتے تہے کہ باوجود یکہ
یہ شخص باشندہ شہر نہین ہے بلکہ گاؤن کا رہنے والا معلوم ہوتا ہے پہر اسے اس قدر علوم کہان سے حاصل ہوگئے۔ الغرض
جب وہ شخص بحث سے فارغ ہوا تو مولانا وجیہہ الدین سے پوچھا کہ آپ کہان جاتے ہین فرمایا سلطان المشائخ نظام الحق والدین
کی خدمت مین اوس نے کہا سلطان المشائخ نظام الدین کو مین نے بارہا دیکہا ہے وہ تو چندان علمی مذاق رکھتے ہی نہین
بلکہ معمولی استعداد کے آدمی ہین تم باوجود اس قدر علم وفضل کے اونکے پاس کیون جاتے ہو مولانا نے جواب دیا
کہ اے مولانا یہ آپ کیا فرماتے ہین سلطان المشائخ عالم متبحر اور فاضل اجل ہین اون کا باطن مبارک علم لدنی
سے آراستہ ہے اوس شخص نے دوبارہ کہا کہ مین نے بہت دفعہ سلطان المشائخ سے ملاقات کی ہے اور اکثر مناظرہ کیا ہے
وہ چندان علم نہین رکہتے تم اونکے پاس ہرگز نہ جاؤ۔ مولانا وجیہہ الدین نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ مولانا
تم میرے سامنے اس قسم کی باتین نہ کہو۔ جون ہی مولانا وجیہہ الدین کی زبان مبارک سے کلمۂ لاحول نکلا وہ شخص
جو ابہی آپ کے پاس کہڑا ہوا باتین کررہا تہا دور ہوگیا۔ مولانا وجیہہ الدین نے دوبارہ کلمۂ لاحول پڑہا وہ اور
دور ہوگیا اب مولانا کو یقین ہوگیا کہ یہ شخص شیطان ہے آپنے متواتر کلمۂ لاحول پڑہنا شروع کیا۔ یہانتک کہ وہ
شخص آنکہون سے غائب ہوگیا جب مولانا وجیہہ الدین سلطان المشائخ کی خدمت مین پہونچے تو قبل
اسکے کہ آپ یہ عرض کرین کہ سلطان المشائخ نے نورِ باطن سے معلوم کرکے فرمایا کہ مولانا تم نے اوس شخص کو خوب
پہچان لیا ورنہ اوس نے تو تمہین راہ سے بے راہ کرہی دیا تہا **منقول** ہے کہ جو کہانا مولانا وجیہہ الدین
کی غذا ہوتا تہا اوسکا سارا سامان خود اپنے ہاتہ سے فراہم کرتے تہے اور دیگ حکمت مین اس طرح پکاتے تہے کہ کسی
مخلوق کو اوس سے ذرا تکلیف نہ پہونچتی۔ آپ کا پیراہن مبارک دبیز اور موٹا ہوتا تہا اور عمامہ درمیانی۔ اکثر
اوقات آپکے کپڑے شکر رنگ رہتے تہے اسپر بعض بیخبر اور غافل لوگ مولانا کو خست اور بخیل کیطرف منسوب کرتے
تہے۔ حالانکہ آپ علم وعقل مین کمال درجہ رکہتے تہے۔ شیخ سعدی نے کیا خوب کہا ہے **بیت** سعدیا نزدیک راہ
عاشقان ؛ خلق مجنون اند ومجنون عاقل است ؛ یعنے اے سعدی اس رستہ کے عشاق کے نزدیک خلق مجنون
ہے اور مجنون عاقل۔ انجام کار آپ دار دنیا سے رحلت فرماکر دار القرار مین تشریف لے گئے اور حوض شمسی کے
کنارہ قاضی کمال الدین صدر جہان مرحوم اور قتلغخان مرحوم کے حظیرہ مین جو آپکے شاگرد رشید ہین دفن
ہوئے۔ آپ کا مدفن ان دونون بزرگوارون کے قبرون کے اوپر ہے رحمۃ اللہ علیہ۔

مولانا فخر الدین

منجملہ اونکے افضل زہاد زینت عباد مولانا فخر الملۃ والدین مروزی ہین جو جمال ورع اور کمال تقوی سے آراستہ تہے اور قطع نظر اسکے کلام ربانی کے حافظ تہے آپ سلطان المشائخ کے مصاحبان قدیم اور مریدان سابق مین شمار کیے جاتے تہے آخر عمر مین سلطان المشائخ کی خدمت مین زندگی بسر کی اور غیاث پور توطن اختیار کیا باوجود مبالغہ تقوی اور انتہا درجہ کی طہارت و تزکیہ کے ترک و تجرید مین بہت کوشش کی۔ آپ ہمیشہ کلام مجید کے لکہنے مین مصروف رہتے اور اختلاف خلق سے الگ زندگی بسر کرتے تہے عظمت و کرامت مین اپنا نظیر نہ رکہتے تہے اور مردان غیب سے ملاقات حاصل تہی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ سلطان المشائخ کی خدمت مین اپنا ایک واقعہ اسطرح بیان کرنے لگے کہ ایکدن مجہپر پیاس کا غلبہ ہوا اور میرے پاس کوئی ایسا شخص نہ تہا جس سے پانی مانگون۔ دفعتہً پانی کا بہرا ہوا ایک کوزہ غیب سے پیدا ہوا۔ مین نے اوس کوزہ کو فوراً توڑ ڈالا سارا پانی گر گیا زان بعد مین نے کہا کہ مین یہ پانی نہین پیتا بلکہ کرامت کا پانی پیون گا۔ آپ یہان تک پہونچے تو سلطان المشائخ نے فرمایا کہ آب کرامت ہی پینا چاہیئے۔ اور چونکہ تم اس قابل ہو اسلیئے تمہین یہی سزاوار ہے اَلْکَرِیْمُ اِذَا یُکْرَمُ لَا یُرَدُّ۔ زان بعد مولانا فخر الدین نے بیان کیا کہ یہ تو بہت دفعہ واقع ہوا ہے کہ مین نے بالون مین کنگہی کرنی چاہی اور میرے پاس کوئی ایسا شخص نہ ہوا کہ کنگہی لا کر دے فوراً دیوار شق ہوئی اور اوس مین سے کنگہی نکلی مین نے اوٹہا کر بالون مین پہیری اور رکہدی۔ سلطان المشائخ نے اپنے قلم مبارک سے ایک رقعہ ان بزرگوار کی طرف خدا تعالی کی محبت کے ذکر مین لکہا تہا جسکا ذکر عنقریب اسی کتاب مین آئیگا اور محبان درگاہ بے نیازی اوس سے بتمام و کمال حظ اوٹہا ئین گے۔ الغرض جب ان بزرگ کا انتقال ہوا تو سلطان المشائخ کے خطیرہ مین یارون کے چبوترہ مین دفن ہوئے رحمۃ اللہ علیہ۔

مولانا فصیح الدین

منجملہ اونکے عالم علوم دینی صاحب اسرار یقینی مولانا فصیح الملۃ والدین ہین جو کمال علم و فضل اور ورع و تقوی سے آراستہ تہے آپ اکثر یاران اعلی سے ارادت و بیعت مین سابق و اول تہے اور سلطان المشائخ کی علمی مجلس مین اکثر سوالات علمی اور علم حقیقت کے رموزات کا استکشاف کیا کرتے تہے اور شافی جوابون کے ساتہ مشرف ہوا کرتے تہے متعلمی کے زمانہ مین مولانا فصیح الدین اور قاضی محی الدین کاشانی دونون ایک دوسرے کے بہت ساتہ رہے ہین اور مولانا شمس الدین قوشچہ کی مجلس مین اعلی طبقہ کے طلبا مین علم اصول فقہ کی تحقیق مین شاغل و مصروف رہکر علماء کے جرگہ مین وفور علم اور ذکائے طبع مین مشہور و معروف تہے۔ جب فضل ربانی اور جذب رحمانی نے مولانا فصیح الدین کے دل مین ایک فوری جوش پیدا کیا تو آپنے راہ حقیقت کو طے کرنا شروع کیا اور اس راہ مین نہایت کوشش کے ساتھ گام زن ہوئے اور علم کو عمل کے ساتہ مقرون کرنے کی خواہش دل مین پیدا ہوئی آپنے فوراً عزلت و گوشہ نشینی اختیار کی اور جو برائے نام تعلق اور کچہ یون ہی سا دنیا سے لگاؤ اور باریک سلطان غیاث الدین بلبن کے

فرزندون کی تعلیم کا کام تھا سب کو یک لخت ترک کر دیا اگرچہ سلطان کے فرزندونکی تعلیم کا تعلق آپکے اہل وعیال اور بچون کے ضروری خرچ اور قوت لایموت کا سبب تہا مگر آپنے اسکی بہی کچہ پروانہ کی اور خداوند تعالی کی کرم وبخشش پر نظر کرکے ترک کر دیا اسپر مولانا کے فرزند فراحم ہوئے اور کہا کہ جب آپنے سلطان کے فرزندون کی تعلیم کا تعلق ترک کر دیا تو اب ہماری قوت کا سامان کہان سے میسر ہوگا کیا آپکے مصلے کے نیچے سے کچہ پیدا ہوا کرے گا۔ غرضکہ مولانا نے چندروز اسی حالت مین بسر کیئے آپ کا ایک دوست تہا جب اوسے آپکے اس ترک وتجرید کی خبر ہوئی تو چند تنکہ لایا اور مولانا کے مصلے کے نیچے رکہکر چلا گیا۔ مولانا نے اپنی حرم محترم کو بلاکر فرمایا کہ مصلے کے نیچے جو چیز رکہی ہے اوسے اوٹہا لو اور بچون کے ضروری مصارف کا سامان مہیا کرو۔ جب آپ کا یہ حال قاضی محی الدین کاشانی کو معلوم ہوا تو وہ آپکی ملاقات کے لیئے تشریف لائے اور آپکی ترک وتجرید اور مشغول بحق ہونے کی کیفیت بحق ہونیکی کیفیت معلوم کرکے واپس تشریف لے گئے اسکے چندروز بعد مولانا فصیح الدین قاضی محی الدین کاشانی کی زیارت کو تشریف لے گئے ملاقات اور معمولی مزاج پرسی کے بعد قاضی محی الدین نے فرمایا کہ مین سلوک مشائخ مین ایک کتاب کا مطالعہ کر رہا تہا اوس مین مین نے پڑہا کہ جسروز قیامت برپا ہوگی جسکے آنے مین ذرا شک نہین اور جس کے وقوع پر ہمارا ایمان ہے اور ہم اوسکی تصدیق کرتے ہین۔ خلائق مین سے ہر ایک شخص بزرگان دین مین سے ایک ایسے بزرگ کے جھنڈے کے تلے ہوگا جس کے ساتھ دنیا مین اوس نے پیوند کیا ہوگا فوراً میرے دلمین گذرا کہ مین بہی بزرگان دین مین سے کسی بزرگ کا ہاتھ پکڑون اور اپنی اخروی سعادت کو اوسکی حمایت مین ڈالون اب ہمکو واجب ہے کہ بزرگان دین مین سے کسی بزرگ کی طلب وتلاش مین نکلیں اور اوسکی خدمت مین بیعت کرین۔ اوس زمانہ مین سو بزرگون سے زیادہ صاحب دعوت اور ذی ارشاد موجود تہے جو وفور علم اور فضل وکرامات کے ساتھ مشہور ومعروف تہے۔ یہ دونون بزرگ اس اندیشہ اور کوشش مین ہوئے کہ کس بزرگ کا مرید ہونا چاہیئے اسی اثناء مین اونکے دلون مین یہ خطرہ گذرا کہ یہان ایک سید موجود ہین نہایت بزرگ اور مشائخ کی صحبت پائے ہیں دونون بزرگون نے کہا کہ سید کے پاس چلنا اور اون سے دریافت کرنا چاہیئے پہر جسکی نسبت وہ اشارہ کرین اوس سے بیعت کرین چنانچہ دونون بزرگوار سید کی خدمت مین پہونچے اور اپنی کیفیت اونکی جناب مین عرض کی اُنہون نے فرمایا کہ یہان شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کے خلیفہ سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہما العزیز موجود ہین جو وفور علم اور کمال عمل اور عشق وعقل اور ذوق شوق سے آراستہ ہین اونکی خدمت مین بیعت کرنی چاہیئے اوس زمانہ مین سلطان المشائخ نے غیاث پور مین آکر سکونت اختیار کی تہی یہ دونون بزرگ غیاث پور

میں آئے جب سلطان المشائخ کی سعادت قدمبوسی اور شرف مکالمہ سے مشرف ہوئے تو آپکی خدمت مین بیعت کی درخواست کی
سلطان المشائخ نے اوسیوقت قاضی محی الدین کاشانی کے ہاتھ مین دست بیعت دیا اور مولانا فصیح الدین سے فرمایا کہ تمہارے
باب مین شیخ شیوخ العالم سے دریافت کرون گا۔ مولانا فصیح الدین کہتے ہین کہ بمجرد اسبات کے سننے کے مین دریائے تحیر
مین مستغرق ہوگیا کہ شیخ شیوخ العالم رحمت حق سے مل چکے ہین۔ سلطان المشائخ اون سے کیونکر دریافت کرین گے
یہ خطرہ میرے دل مین گذرا اور زبان سے کچہہ ظاہر نہین کیا۔ الغرض یہ دونون بزرگ سلطان المشائخ کی زمین بوسی
کے بعد واپس چلے آئے جب دوسری دفعہ آپکے حضور مین حاضر ہوئے تو سلطان المشائخ نے مولانا فصیح الدین کیطرف
متوجہ ہوکر فرمایا کہ مین نے تمہاری کیفیت شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین عرض کی اور اوسنے درجۂ قبولیت پایا سواب
تم بیعت کرو۔ جب مولانا دولت بیعت سے مشرف ہوگئے تو سلطان المشائخ سے دریافت کیا کہ مخدوم عرصہ ہوا کہ شیخ شیوخ العالم
دارفانی سے انتقال کرکے دارالبقا مین تشریف لے گئے مخدوم نے میری نسبت کس سے دریافت کیا۔ فرمایا جس کام مین
مجھے تردد پیش آتا ہے مین شیخ شیوخ العالم سے اوسکی بابت دریافت کرلیتا ہون اور حضور کے ارشاد کے مطابق عملدرآمد
کرتا ہون الغرض مولانا فصیح الدین بے شمار فضایل اور عبادت و زہادت اور بہت سے لطائف کیساتھ آراستہ تھے۔
بیان کیا جاتا ہے کہ آپ سلطان المشائخ کی حیات ہی مین مجاز ہوگئے تھے یعنے آپکی اجازت سے لوگون سے بیعت لیتے تھے
اور آپکی حیات ہی مین انتقال کرگئے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

امیر خسرو شاعر

منجملہ اونکے سلطان الشعرا برہان الفضلا امیر خسرو شاعر رحمۃ اللہ علیہ ہین جو فضیلت و بزرگی مین متقدمین و متاخرین سے
سبقت لے گئے تہے اور باطن صاف رکہتے تہے آپکی صورت و سیرت مین اہل تصوف کا طریقہ عیان تہا اور اگرچہ بظاہر بادشاہون
سے تعلق رکہتے تہے لیکن حقیقت مین اون لوگون مین شمار کیئے جاتے تہے جو تصوف کے رنگ مین ڈوبے ہوئے ہین جیسا کہ فرمایا
ہے **بیت** مراد اہل طریقت لباس ظاہر نیست + کمر بخدمت سلطان بہ بند و صوفی باش ٭ یعنے اہل طریقت سے یہی مراد
نہین ہے کہ ظاہری لباس مین اونکی مشابہت کرے بلکہ حقیقت مین صوفی رہ گو بادشاہ کی خدمت مین کمربستہ رہتا ہو
کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار کو فرماتے سنا ہے کہ جس زمانہ مین امیر خسرو پیدا ہوئے ہین انکے والد امیر لاچین کے
پڑوس مین ایک صاحب نعمت دیوانہ رہتا تہا۔ آپکے والد بزرگوار آپکے پیدا ہونے کے بعد کپڑے مین لپیٹ کر اوس دیوانے
کے پاس لے گئے دیوانہ نے امیر خسرو کو دیکھتے ہی فرمایا کہ امیر لاچین جس شخص کو تم میرے پاس لائے ہو یہ خاقانی سے دو قدم
آگے ہوگا۔ غرضکہ جب امیر خسرو ابتدائی زمانہ کے مرحلے طے کرکے حد بلوغ کو پہونچے تو سلطان المشائخ کی شرف ارادت
سے مشرف ہوئے اور طرح طرح کی شفقتون اور مہربانیون کے ساتھ مخصوص اور نظر خاص کیساتھ ملحوظ ہوئے۔ اس زمانہ مین

جناب سلطان المشائخ امیر خسرو کی نانی کے گہر مین مندہ پل کے دروازہ کے متصل سکونت پذیر تہے اور اوسی زمانہ مین امیر خسرو نے شعر کہنے شروع کیئے تہے آپ کا قاعدہ تہا کہ جو مضمون نظم کرتے سلطان المشائخ کی خدمت مین پیش کرتے یہان تک کہ ایکدن سلطان المشائخ نے فرمایا کہ امیر خسرو ! صفاہانیون کی طرز پر کوئی غزل لکہو یعنے عشق و درد انگیز اشعار اور زلف و خال آمیز نظم کہو اوسروز سے امیر خسرو علیہ الرحمۃ معشوقون کے زلف وخال اور استعارات وکنایات مین مستغرق ہو گئے اور ان دل آویز صفات کو انتہائے کمال پر پہونچایا۔ زان بعد آپنے دیوان مبتدی ومنتہی مولانا رفیع الدین پانچہ کے والد بزرگوار قاضی معز الدین پانچہ کی معرفت سلطان المشائخ کی خدمت مین گذرانا اور اوسکے رموز واشارات کی کماحقہ تحقیق کی اور اگلے بادشاہون کے عہد مین جس قدر شعرا تہے آپ سب مین بلند تر مشہور ہوئے۔ علاوہ ازین آپنے اپنے اعتقاد صادق سے جناب سلطان المشائخ کی محبت ورفاقت مین اس حدتک کوشش کی کہ حضور کے محرم راز ہونے کے سزاوار وشایان ہوئے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ آپنے سلطان المشائخ کی مدح مین ایک شعر کہکر حضور کی خدمت مین پیش کیا فرمان ہوا کہ کیا مانگتے ہو مانگو چونکہ امیر خسرو نظم کے بارے مین حریص تہے اور ہوس سخن غایت درجہ رکہتے تہے اسلیئے آپنے شیرین سخنی کی درخواست کی حکم ہوا کہ اچہا چارپائی کے نیچے جو شکر کا طشت رکہا ہے لے آؤ اور اپنے سرپر سے نچہاور کرو اور کچہ اوس مین سے کہا بہی لو۔ امیر خسرو نے فوراً حکم تعمیل کی یہی وجہ ہے کہ آپکی شیرین سخنی پورب سے پچہم اور جنوب سے شمال تک تمام جہان مین مشہور ہو گئی اور اہل عالم نے فخر شعرائے سلف وخلف کا معزز خطاب آپکو دیا اور جو درخواست آپنے سلطان المشائخ کی خدمت مین پیش کی اوسنے قبولیت کا جامہ پہنا یہان تک آخر عمر مین امیر خسرو اپنے تئین سخت ندامت کرتے اور کمال افسوس سے فرمایا کرتے تہے کہ مین نے اس سے بہتر درخواست کیون نہین کی۔ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف مذاق کی بہت سی کتابین لکہی ہین جب آپ کوئی کتاب تمام کرتے تو اول سلطان المشائخ کی خدمت مبارک مین پیش کرتے حضور اوس کتاب کو دست مبارک مین لیکر فرماتے کہ ہم فاتحہ پڑہتے ہین۔ زان بعد آپ وہ کتاب امیر خسرو کے ہاتہ مین دیتے اور کبہی ایسا بہی ہوتا کہ کتاب کہولکر اوسکی چند سطرین پڑہتے اور بعض بعض باتون پر اعتراض کرتے لیکن سلطان المشائخ کی اس سے غرض امیر خسرو کی تنقیص نہ ہوتی بلکہ اونکے کمال حال کی طرف اشارہ ہوتا۔ تاکہ آپ اپنے فن شعر پر فریفتہ نہ ہون اور اس سے بہتر وبرتر کام کی طرف رغبت کرین۔

امیر خسرو علیہ الرحمۃ کے تمام اوقات معمور تہے آپ ہر شب کو تہجد کے وقت قرآن مجید کے سات سیپارے نہایت خوش الحانی سے پڑہتے تہے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ سلطان المشائخ نے آپ سے دریافت کیا کہ ترک ! تمہاری مشغولی کی کیا کیفیت ہے۔ عرض کیا مخدوما چند روز سے یہ ایک نیا اتفاق پیش آتا ہے کہ جب پچہلی رات ہوتی ہے تو خود بخود گریہ غلبہ کرتا ہے اور بجز رونے کے

ہے اور کچھ نہین سوجھتا سلطان المشائخ نے فرمایا الحمد للہ کہ اب کچھ کچھ ظاہر ہونا شروع ہو گیا ہے۔ سلطان المشائخ نے بہت سے رقعے جو ذوق و شوق کو متضمن تہے اپنی قلم مبارک سے تحریر فرما کر امیر خسرو کو بہیجے ہین چنانچہ اسی کتاب مین اونکے فوائد اپنے محل مین درج ہوئے ہین۔ امیر خسرو کو سلطان المشائخ کی خدمت مین وہ منزلت و قربت حاصل تہی جو کسی اور کو میسر نہتی آپ جسوقت چاہتے بلا کہٹکے خدمت والا مین حاضر ہو جاتے اور سلطان المشائخ تمام امور مین آپ سے مشورہ کرتے اگر اعلیٰ درجہ کے یارون مین سے کسیکی کوئی درخواست ہوتی تو وہ امیر خسرو سے بیان کیجاتی اور آپکی سفارش سے سلطان المشائخ کی خدمت مین پیش ہوتی جیسا کہ شیخ نصیر الدین محمود کے ذکر مین بیان ہو چکا ہے۔ جو عنایتین اور مہربانیان سلطان المشائخ کی امیر خسرو کے بارے مین مبذول ہوئین ہین آپنے اون سب کو قید کتابت مین لاکر ایک مفصل فہرست کا جامہ پہنایا ہے۔ مختصراً یہان چند باتون کا ذکر کیا جاتا ہے۔ امیر خسرو فرماتے ہین کہ ایک دفعہ سلطان المشائخ نے اس بندہ سے فرمایا کہ مین سب سے تنگ ہوتا ہون لیکن ترک تجہسے کبہی تنگ نہین ہوتا دوسری دفعہ حضور نے یون ارشاد فرمایا کہ مین ہر شخص سے تنگ ہوتا ہون یہان تک کہ اپنے سے تنگ ہوتا ہون مگر تجہسے تنگ نہین ہوتا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے سلطان المشائخ کی خدمت مین درخواست کی اور جرأت کر کے عرض کیا کہ آپکی جو نظرین امیر خسرو کے بارے مین ہین اون ہی نظرون سے صرف ایک دفعہ مجہے دیکہہ لیجئے آپنے اونکے سامنے تو کچہہ ارشاد نہین کیا لیکن تخلیہ مین مجہسے فرمایا کہ اوس شخص کی درخواست کے وقت میرے دل مین گذرا کہ اوس سے فوراً کہدون کہ تو امیر خسرو جیسی قابلیت پیدا کر لا۔ ایک اور مرتبہ کا ذکر ہے کہ خواجہ نے بندہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ تو میرے لیئے دعا کر کیونکہ تیری بقا میری زندگی پر موقوف ہے تو یہ دعا کر کہ میرے بعد لوگ تجہے میرے پہلو مین دفن کرین۔ مجہے اچہی طرح یاد ہے کہ یہ بات آپنے بہت دفعہ مجہے یاد دلائی ہے۔ اور فرماتے تہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔ علاوہ ازین جناب خواجہ نے بندہ کی نسبت خدا سے عہد کیا ہے کہ جب آپ جنت مین تشریف لے جائینگے تو بندہ کو ہمراہ بہشت مین لیجائینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ایک اور دفعہ کا ذکر ہے کہ خواجہ نے فرمایا کہ امیر خسرو! مین نے خواب مین دیکہا کہ گویا مین منڈہ پل کے ایک کنارہ پر شیخ نجیب الدین متوکل کے گہر کے دروازہ کے متصل موجود ہون اور وہان پانی کا ایک نہایت صاف اور چمکدار چشمہ جاری ہے تم ایک بلند دکان پر بیٹہے ہو وہ وقت نہایت خوش اور امیدواری کا تہا۔ اسی حالت مین تمہارا خیال میرے دل مین گذرا اور مین نے خدا سے تمہارے لیئے اوس نعمت کی درخواست کی جو تمہے مطلوب تہی مجہے یقین ہے کہ میری اوس دعا نے خدا کی جناب مین جامۂ قبولیت پہنا اور تم مین انشاء اللہ تعالیٰ وہ حال عنقریب ظاہر ہوگا۔

ایک دفعہ بندہ نے خواجہ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ آج کی رات اس دعاگو کے دل مین غیب سے القا ہوا ہے کہ خسرو درویشون کا نام نہین ہے تم خسرو کو محمد کاسہ لیس کے نام سے پکارو - امیر خسرو فرماتے ہین کہ بندہ کا یہ خطاب غیب سے عطا ہوا ہے اور جناب مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے اس نام کی خبر دی ہے اس لیئے بندہ کو ابدی نعمتون کی امیدواری ہے انشاءاللہ تعالی - امیر خسرو یہ بھی تحریر فرماتے ہین کہ خواجہ نے بندہ کو ترک اللہ کے معزز و ممتاز خطاب سے سرفراز فرمایا ہے اور حضور کے بہت سے فرمان جو خاص آپکے خط مبارک سے مزین و آراستہ ہین اسی خطاب سے بندہ کے حق مین مبذول ہوئے ہین بندہ نے اونہین تعویذ بنا کر رکہا ہے تا کہ دفن کے وقت اپنے ساتھ لیجائے - اور کل قیامت کے دن خدائی رحمان اون فرامین اور کاغذات کے طفیل مین مجہہ بیچارے کو بخشدیگا انشاء اللہ الکریم -

ذیل کی بیت خواجہ کی زبان مبارک سے مین نے سُنی ہے **بیت** درپیش تو ای نیمہ کس لیکہ منم ÷ درراہ غمت کمینہ ترخس کہ منم ÷

خواجہ نے بندہ کو بلاکر فرمایا کہ سنو مین نے ایک خواب دیکہا ہے زان بعد حضور کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوئے کہ آدہی رات کو مین خواب مین دیکہتا ہون کہ شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمۃ کے فرزند رشید شیخ صدرالدین میرے پاس تشریف لائے مین انتہا درجہ کی تواضع سے پیش آیا لیکن اسکے ساتہ اونہون نے بہی اسدرجہ تواضع کی کہ بیان سے باہر ہے اسی اثنا رمین مین دیکہتا ہون کہ خسرو ! تم دور سے ظاہر ہوئے اور ہمارے پاس اکر معرفت کے نکات ودقائق بیان کرنے شروع کیئے - اسبات کو ابہی تہوڑا ہی عرصہ گذرا تہا کہ صالح مؤذن نے نماز فجر کی اذان دی اور مین خواب سے بیدار ہوگیا - جب سلطان المشائخ سارے خواب کی تقریر کر چکے تو فرمانے لگے دیکہو یہ کیسا درجہ ہے جو تمہین میسر ہوا - مجہہ ضعیف و بیچارہ نے عاجزی و نیاز مندی کا سرزمین پر رکہکر عرض کیا کہ حضور مجہہ خاکروب کا یہ مرتبہ حضور ہی کا عنایت کیا ہوا ہے ورنہ مین اسکا ہرگز سزاوار ولائق نہ تہا - میری اسبات سے خواجہ رونے لگے اور اس زور سے روئے کہ بندہ بہی آپکے رونے سے زار قطار رونے لگا - زان بعد خواجہ نے فرمایا کہ ہماری کلاہ خاص حاضر کرو فوراً حکم کی تعمیل ہوئی اور لوگون نے کلاہ شریف حاضر کی مخدوم نے اپنے دست مبارک سے بندہ کو پہنائی اور فرمایا تمہین چاہیئے کہ کلمات مشائخ اکثر اوقات نظر مین رکہو - سلطان المشائخ نے اوس انتہا درجہ کی شفقت ومہربانی کی وجہ سے جو امیر خسرو کے بارے مین رکہتے تہے یہ دو بیتین آپکی شان مین فرمائین ؎ خسرو کہ بنظم و نثر مثلش کم خواست ÷ ملکیت ملک سخن آن خسرو راست ÷ آن خسرو ماست ناصر خسرو نیست ÷ زیرا کہ خدائے ناصر خسرو ماست ÷ یعنے نظم و نثر مین خسرو کا نظیر بہت کم پیدا ہوا - ملک سخن کی بادشاہی خسرو کو مسلم ہے وہ خسرو ہمارا ہے ناصر خسرو نہین ہے کیونکہ خدا ہمارے خسرو کا ناصر و مددگار ہے - سبحان اللہ اس سے بہتر و برتر اور کون سا مرتبہ ہو سکتا ہے کہ حضرت

سلطان المشائخ کی زبان فیض ترجمان سے امیر خسرو کے وصف مین یہ کچھہ جاری ہوا۔ واہ واہ کیا کمال عظمت اور پرورش اور شفقت حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کی ہے۔ اب ہم امیر خسرو علیہ الرحمۃ کے ذکر کی طرف رجوع کرتے ہین۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ غیاث پور مین کاتب حروف کے والد بزرگوار کے مکان مین امیر خسرو نے دعوت عام دی۔ سلطان المشائخ اور بہت سے بزرگان شہر اوس مجلس مین تشریف رکھتے تھے بہلول قوال امیر حسن کی اس غزل کی زمین مین غزل گارہا تھا **نظم** زہے ترکے کہ از خمہاے ابرو ٭ کمان پیدا کند پنہان زند تیر ٭ بگوش مدعی کے جاے گیرد ٭ مزامیرے کہ ہست اندر مزامیر ٭ الغرض جب سماع موقوف ہوا تو امیر خسرو نے اپنی غزل پڑھنی شروع کی جونہی آپنے مطلع پڑھا آواز بند ہوگئی گلا بیچ گیا مجبور ہوکر آپنے شیخ سعدی کی یہ غزل پڑھنی شروع کی **بیت** معلمت ہمہ شوخی و دلبری آموخت ٭ جفا و ناز و عتاب و ستمگری آموخت ٭ آپنے یہ ساری غزل نہایت رقت کے ساتھ پڑھی۔ ازان بعد سلطان المشائخ نے دریافت کیا کہ یہ کیا بات تھی کہ تم اپنی غزل پڑھتے تھے ہر بار رک رک جاتے تھے آپنے کہا کہ اوسوقت مجہپر اسقدر معنی کا ہجوم ہوتا تھا کہ جسکے ضبط مین مین حیران و ششدر تھا۔ آخر الامر امیر خسرو سلطان غیاث الدین تغلق کے ساتھ لکھنوتی مین تشریف لیگئے اور آپکی غیبت مین سلطان المشائخ کا وصال ہوگیا یعنے ہنوز امیر خسرو لکھنوتی ہی تھے کہ سلطان المشائخ جنت مین تشریف لے گئے۔ جب سفر سے واپس آئے تو سلطان المشائخ کے انتقال کی خبر سنکر مونھہ سیاہ کیا اور کرتہ پھاڑ ڈالا اور خاک مین لوٹتے ہوئے سلطان المشائخ کے حظیرہ کے سامنے آئے **مصرع** جامہ دران چشم چکان خون دل روان ٭ ازان بعد آپنے فرمایا اے مسلمانو۔ تم جانتے ہو مین کون شخص ہون سنو! مین اس بادشاہ کے غم مین نہین روتا بلکہ اپنے لیئے روتا ہون کیونکہ سلطان المشائخ کے بعد مجھے چندان بقا نہ ہوگی۔ چنانچہ آپ اس واقعہ کے بعد صرف چھہ مہینے زندہ رہکر رحمت حق مین ملگئے اور سلطان المشائخ کے روضہ کی پائنتون مین دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

مولانا جمال الدین

منجملہ اونکے جمال زہاد۔ پیشواے عباد سالک طریق ورع و تقوی۔ طالب وصلت مولی۔ مولانا جمال الملۃ والدین ہین جو علوم ربانی مین مشغول اور مشاہدات جمال رحمانی مین اعلیٰ درجہ کے یارون مین مشہور و معروف تھے۔ آپکے باطن مبارک کی مشغولی اس حد تک پہونچگئی تھی کہ سلطان المشائخ کی مجلس مبارک مین آپ اسدرجہ مشغول ہوتے کہ اپنے آپے کی خبر نہ رکھتے تھے۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ مولانا جمال الدین کے لیئے ایک ایسا وقت ہوتا ہے جس مین وہ بجز حق تعالی کے اور کسیکو یاد نہین رکھتے سلطان المشائخ یاران اعلی کی مشغولی کے بارے مین یہ بات مولانا جمال الدین کی

لہ عجب محبوب ہے کہ اپنی ابرو کی خم سے کمان پیدا کرتا ہے۔ مخفی تدبیر سے مدعی کے کان مین وہ مزامیر کب اثر کرتا ہے جو مزامیر مین ہو ۱۲

لہ تیرے معلم نے یہ تمام شوخی اور دلبری کی تعلیم دی ٭ جفا و ناز و عتاب اور ستمگری کا طریقہ اوسی نے سکہایا ہے ۱۲

مولانا جلال الدین اودہی رحمۃ اللہ علیہ

بطور نظیر پیش کیا کرتے تہے اور مجلس مقدس مین ہی خطاب کے ساتہہ مخاطب ہوتے تہے۔ آپ سلطان المشائخ کے زمانہ حیات ہی مین جوار رحمت حق مین مل گئے تہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ **منجملہ** اون کے صحرائے تصوف کے شیر تکلف وبناوٹ سے عاری مولانا جلال الملۃ والدین اودہی رحمۃ اللہ علیہ ہین جو زہد وورع اور ترک وتجرید کے ساتہہ اول سے آخر تک موصوف رہے آپنے تمام دنیاوی تعلقات دفعۃ ترک کردیئے اور دنیا کے غوغا سے عاجز آکر گوشہ نشینی اختیار کی اور خدا کی عبادت سلطان المشائخ کی محبت مین مشغول ہوگئے آپ اودہ کے اکثر یارون سے ارادت وبیعت مین سابق تہے اور سبکے نزدیک معظم ومکرم سمجہے جاتے تہے ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ اودہ کے تمام یارون نے اتفاق کیا کہ سلطان المشائخ سے علمی تبحر حاصل کرنے کی اجازت لینی چاہیئے اگرچہ ان بزرگون مین ایک ایک بزرگ عالم متبحر اور فاضل عصر تہا لیکن سلطان المشائخ کے حکم سے یاد حق مین مشغول تہا مگر چونکہ ایک عمر دراز علم کے شغل مین مصروف کی تہی اسلیئے اونہین یہ ہوس دامنگیر ہوئی کہ اس کام کیساتہ علمی مناظرون کا بہی چرچا رہنا چاہیئے نیز یہہ ہوس اس امر کی باعث ہوئی کہ سلطان المشائخ سے اسبارہ مین اجازت حاصل کرنی چاہیئے الغرض سب یارون نے مولانا جلال الدین کو آمادہ کیا کہ وہ اسبارہ مین مخدوم جہان سے عرض کرین جب یہ تمام بزرگ سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور آپکی مجلس کی یہ کیفیت تہی کہ خدا عز وعلی کی صفت کبریائی سلطان المشائخ پر متجلی تہی اور اوسکی ہیبت ورعب سے بہت سے بڑے بڑے یار آپکے سامنے بولنے کی طاقت نرکہتے تہے لیکن مولانا جلال الدین کو وقت دبے وقت عرض کرنے کی اجازت تہی لہذا آپ خدمت اقدس مین حاضر ہوئے اور عرض کیا مخدوم! اگر حکم ہو تو یاران اودہ کبہی کبہی علمی مجلس قائم کرکے بحث ومناظرہ کیا کرین سلطان المشائخ کو معلوم تہا کہ یہ سوال اون تمام یارون کی طرف سے پیش ہوا ہے جو اسوقت مجلس مین حاضر ہین اس لیئے آپنے فرمایا مین کیا کرون افسوس مجہے تو اون سے ایک اور امر مطلوب ہے اور وہ پیاز کی طرح ہنوز پوست ہی پوست ہین۔ کاتب حروف کہتا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ کے جواب سے مین نے یہ مستنبط کیا ہے کہ اس فرمانے سے آنکی مراد یہ ہے کہ وہ لوگ مغز نہین رکہتے کیونکہ جس قدر علم کی اس کام مین حاجت تہی جسے اونہون نے شروع کیا ہے وہ حاصل ہوگیا اور تحصیل علوم سے اصلی غرض عمل کرنا ہے خداوند تعالی کی محبت بمنزلہ مغز کے ہے اور جو کچہہ اسکے سوا ہے سب بمنزلہ پوست ہے یہی وجہہ ہے کہ شیخ نصیر الدین محمود فرماتے تہے کہ ایکدفعہ مولانا شمس الدین یحیی اور یہ ضعیف دونون سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر تہے سلطان المشائخ نے مولانا شمس الدین کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ لب بند کرو اور دروازہ بہتر ارکہو۔ آپ یہہ بہی بیان کرتے ہین کہ مولانا وجیہ الدین پائلی سے سلطان المشائخ نے فرمایا کہ مولانا تمہارے اور خدا تعالی کے درمیان یہی زبان ہے۔ الغرض مولانا جلال الدین کی ذات فرشتہ صفات کو چندروز تک زحمت عارض رہی اور اسکے چندروز بعد دار فنا سے دار البقا مین رحلت فرماگئے۔ رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ کریم الدین سمرقندی

منجملہ اون کے صورت صفا سیرت وفا خواجہ کریم الملۃ والدین سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ ہین جو یگانہ کے ساتھ شہرت رکھتے اور مکارم اخلاق مین دنیا مین اپنا نظیر نرکھتے تھے آپکا ظاہر و باطن اہل تصوف کے اوصاف سے آراستہ تھا فضائل خاص اور علوم بیشمار مین بے مثل تھے آپکی فیاض طبیعت غایت درجہ کی لطافت اور عقل کامل انتہا مرتبہ کی فراست پر واقع ہوئی تھی اور یہ تمام باتین حقیقت مین اسکا ثمرہ تھا کہ آپ سلطان المشائخ کی سلک ارادت مین منسلک تھے اور اپنے صفائی اعتقاد کی وجہ سے مخدوم جہان کی محبت مین نہایت راسخ قدم اور محکم تھے اور اسکے ساتھ ہی حضرت سلطان المشائخ کے ہمیشہ منظور نظر تھے یہانتک کہ حضور کی بخشش و مہربانی آپکے بارے مین حد درجہ تھی اور اسکا سبب یہ ہوا کہ آپکے والد بزرگوار خواجہ کمال الملۃ والدین سمرقندی جو دولت خراسان کے وزیر اعظم تھے دیار ہندوستان مین تشریف لائے اور بادشاہ ہند کی طرح طرح کی مہربانیون کے ساتھ مخصوص ہوئے۔ ملتان سے لیکر ہانسی تک کے تمام مواضع دیگر گنجات جیسے دیپالپور اور پاک پٹن وغیرہ آپکی تفویض کیئے گئے اور ان شہرونکی حکومت کا طغریٰ آپکے نام پر لکھا گیا۔ آپ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ کے مرید ہو گئے تھے اور اسی وجہ سے شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ کے نواسہ خواجہ اسحاق کے والد بزرگوار خواجہ محمد نے سلطان المشائخ کے فرمان کے بموجب اپنی صاحبزادی کو شیخ کریم الدین کے نکاح مین دیدیا تھا اور اس خاندان معزز کی قرابت کے سبب مولانا کریم الدین نہایت عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے آپنے اپنی عمر عزیز کا اکثر زمانہ غیاث پور مین جناب سلطان المشائخ کے یاران اعلیٰ مین گذارا۔ چونکہ آپ طبیعت لطیف اور نظم دلپذیر اور ہمت عالی رکھتے تھے اسلیئے بڑے بڑے طباع اور صاحب فہم و فراست حضرات آپکے اسیر محبت تھے چنانچہ خواجہ ضیاء الدین برنی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے اسدرجہ محبت تھی کہ اکثر اوقات کسی غریب و نادر کتاب کا نسخہ اپنے ہاتھ سے لکھکر ان بزرگوار کی خدمت مین بہونچاتے اور آپکے کرم و بخشش کی حد سے زیادہ ممنون و مشکور ہوتے تھے امیر خسرو اور امیر حسن جیسے بزرگان دین آپ سے نہایت اخلاص و محبت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ جب سلطان المشائخ نے انتقال فرمایا تو آپنے سلطان محمد تغلق انار اللہ برہانہ کی استدعا و خواہش سے اون سے ملاقات کی اور انواع و اقسام کی عنایتون اور مہربانیون کے مخصوص ہوئے یہانتک کہ سلطانی دربار سے آپکو شیخ الاسلام والوزراء ملک ستگانوہ کے خطاب سے معزز و ممتاز ہوئے اور آخرکار اون دیار مین تشریف لے گئے وہان جاکر اپنی عقل کامل کے زور سے مسلمانون کی تمام مہمین اور امور خالص انصاف کے طریقہ پر جاری کیئے اور ظلم و ناانصافی کو اون شہرون سے مٹا دیا۔ کاتب حروف نے ان بزرگوار کو مولانا فخر الدین زرادی خلیفہ سلطان المشائخ کی صحبت مین دیکھا ہے۔ حقیقت مین آپ جمال باکمال کے

اور صلحا کے لباس سے آراستہ تہے۔ آپ سلطان المشائخ کے اوس خلعت خاص سے مشرف تہے جس نے حضور کے جسم مبارک کی ایک مدت تک صحبت حاصل کی تہی۔ انجام کار آپنے ستگانوہ مین رحلت فرمائی اور وہین مدفون ہوئے۔ آپکے مزار پاک کی خاک آج اون شہرون کے باشندون کی آنکہون کا کاجل ہے رحمۃ اللہ علیہ- مولانا کریم الدین کے ایک فرزند تہے جنکی ذات عدیم المثال اہل محبت کو غایت درجہ محبوب تہی اور جنکی فیاض طبیعت حقائق معرفت کے غوامض کی کاشف تہی آپ کا نوک قلم مغز سخن کو اسطرح لکہتا تہا کہ اون سے معانی کی آنکہین کہلجاتی تہین کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے **بیت** [۱] چہ آتش است ندانم ضمیر او یارب ❊ کہ نقد سکۂ معنی از و عیار گرفت ❊ یعنے جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے نواسے شیخزادہ معظم احمد بن خواجہ کریم الدین- خواجہ حکیم ثنائی فرماتے ہین **بیت** [۲] در نکتہ بو حنیفہ کوفی ❊ در ورع ہمچو شافعی صوفی ❊ کاتب حروف اس بزرگ زادہ سے ایک تو اسوجہ سے کہ میرے اسلاف اون سے نہایت محبت رکہتے اور اونکے بزرگ ہمارے خاندان سے کمال تعلق رکہتے تہے۔ دوسرے اسوجہ سے کہ حضرت خود بہی صاف محبت رکہتے تہے مین اون سے بدل محبت کرتا اور جان سے زیادہ عزیز رکہتا تہا علی ہذا القیاس اونکے برادر عزیز کہ دوستون کے دل اونکے دیدار کے طالب اور فرحت انگیز دید کے خواہان تہے نہایت بزرگ شخص تہے یعنی شیخزادہ مکرم نظام الملۃ والدین رحمۃ اللہ علیہ- ان بزرگوار کی ذات پسندیدہ لعبیۃ صورت معنی تہے شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا ہے **بیت** [۳] این ظرافت کہ تو داری ہمہ دلہا بفریبد ❊ این لطافت کہ تو داری ہمہ غمہا بزداید ❊

منجملہ اونکے فضلا کے ملک الملوک لطافت طبع مین دربا امیر حسن علاء سنجری رحمۃ اللہ علیہ ہین جنکی جگر سوز غزلیات عاشقون کے دلون کی چقماق سے محبت کی آگ نکالتی تہین اور دلپذیر اشعار سخنورون کے دلون کو راحت پہونچاتے تہے۔ آپکے روح افزا لطائف اہل ذوق کا مایہ تہا اور آپ کا کلام شیخ سعدی کی چاشنی رکہتا تہا چنانچہ آپنے ایک بیت اسی بارہ مین کہی ہے فرماتے ہین **بیت** [۴] حسن گلے ز گلستان سعدی آوردہ است ❊ کہ اہل معنی گلچین آن گلستان اند ❊ مولانا حسن ہمیشہ نامدار شاعرون مین نہایت وقعت وعزت کی نگاہ سے دیکہے جاتے تہے اور کوئی شخص لطیفہ اور نظم بالبداہۃ آپ سے بہتر نہ کہہ سکتا تہا اوس عہد کے بادشاہ اور شہزادے آپکے لطائف وظرائف گوش ہوش سے سننے کی رغبت رکہتے تہے اور ان تمام سعادتون کے حصول کا سبب یہ تہا کہ آپ سلطان المشائخ کی غلامون کے سلک مین منسلک تہے اور سلطان المشائخ کی

امیر حسن علاء سنجری رحمۃ اللہ علیہ

---

[۱] خداوندا مین نہین جانتا کہ اوس کے ضمیر پر تنویر مین کس غضب کی آگ ہے کہ معانی کا نقد سکہ اوس سے پرکہا جاتا ہے ۱۲ [۲] نکتہ بیانی مین ابو حنیفہ اور زہد وتقوی مین امام شافعی کی طرح صوفی تہے ۱۲

[۳] اس ظرافت سے تمام عالم کے دل گرویدہ ہوتے ہین اور آپکی لطافت یاد کرکے غم بڑہتا ہے ۱۲

[۴] حسن نے پہول گلستان سعدی سے لائے ہین کہ اہل معنی اوسی گلستان کے گلچین ہین - ۱۲

قاضی شرف الدین ؒ

نظر خاص کے ساتھہ مخصوص تہے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ یہ بزرگ سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اوسوقت مجلس اقدس مین بہت سے عزیز حاضر تھے سلطان المشائخ نے آپکی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ مین ابہی فضلا کا ذکر کررہا تہا کہ اتنے مین تم آگئے۔ آپنے سلطان المشائخ کے روح افزا ملفوظات ایک نہایت عمدہ پیرایہ مین لکہے اور حتی الامکان سلطان المشائخ کی بجنسہ تقریر کی رعایت کی اونکا نام **فوائد الفواد** رکہا جو آج تمام جہان کے اہل دلون کے نزدیک نہایت مقبول و مطبوع ہین بلکہ عاشقان الٰہی کے لیئے قانون اور دستور العمل بنگئے ہین۔ شرق سے غرب تک تمام عالم مین پہیل گئے ہین اور گھر گھر اون کا چرچا ہو رہا ہے۔ سلطان الشعرا امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ بارہا فرمایا کرتے تہے کہ کاش میری وہ تمام کتابین جنہین مینے اپنی تمام عمر صرف کی ہے امیر حسن اونکے مالک ہوتے اور سلطان المشائخ کے وہ ملفوظات جو اونہون نے جمع کیئے ہین وہ میرے مقدر مین ہوتے تاکہ مین اونکی وجہ سے دنیا و آخرت مین فخر و مباہات کا جھنڈا اونچا کرتا۔ مولانا امیر حسن جبتک اس عالم مین زندہ رہے مجرد زندگی بسر کی آخر عمر مین آپ دیوگیر مین چلے گئے اور وہین دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ اونکے قاضی شرف الدین مولانا حسام الدین ملتانی کے یار تہے جو سلف کی سیرت و صورت رکہتے اور فخر خلف تہے آپکو قاضی شرف الدین فیروز گہی بہی کہتے تہے۔ آپ وفور علم اور زہد و تقوی کے ساتہ آراستہ اور ترک تکلف سے پیراستہ تہے قرآن مجید کے حافظ اور درگاہ سبحانی کے عاشق تہے۔ اگر کوئی شخص آپکو دیکھتا تو بیساختہ بول اٹھتا کہ یہ کوئی مقرب فرشتہ ہے جو اس ہیئت سے زمین پر چلتا ہے یہ بزرگوار علوم کا کافی حصہ رکہتے اور فضل و بزرگی مین ایک آیت تہے۔ کاتب حروف نے دیوان احسن حسن اس بزرگ کے سامنے رکہا ہے اور اوسکے دقائق و حقائق دریافت کیئے ہین۔ آپ کا دستور تہا کہ اپنے گہر کی ضروری اور مایحتاج چیزین مثلاً غلہ لکڑی وغیرہ خود اوٹہا کر گہر مین لاتے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کچہڑی اور لکڑیان ہاتہہ مین لیئے ہوئے رستہ مین چلے آرہے تہے کہ سامنے سے قاضی کمال الدین صدر جہان مرحوم نے آپکو دیکہا باوجود اوس کر و فر اور حشمت و شوکت کے کہ صدر جہان تشریف لیئے جاتے تہے آپکو دیکہتے ہی گہوڑے سے اوتر پڑے شرف قدمبوسی حاصل کی اور حاضرین کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا یہ مرد خدا جو کسی شخص کیطرف ذرا التفات نہین کرتا سلف کے طریقہ پر چلتا ہے کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے **بیت** خوشم[1] بدولت خواری و ملک تنہائی کہ التفات کسے را بروزگارم نیست + ان بزرگوار کا لباس صرف ایک چادر ہوتی تہی جسکا آدہا حصہ آپ اوپر کے جسم پر اوڑہے رہتے اور نصف آدہے حصہ کا تہ بند کیئے رہتے تہے۔ آپکو سلطان المشائخ کی خدمت مین بہت کچہ عزت و وقعت حاصل تہی۔ مولانا حسام الدین اور یاران اعلی جب مجلس اقدس مین حاضر ہوتے تو اکثر اوقات آپ ہی گفتگو کی سلسلہ جنبانی شروع کرتے جیسا کہ سلطان المشائخ کے ذکر مین اسہاب کا

[1] مین اس دولت خواری اور تنہائی سے نہایت خوش ہون کہ کسی کو میرے حال سے تعرض نہین۔ ۱۲

مفصل ذکر ہوا ہے۔ آخر کار دیوگیر مین تشریف لے گئے اور وہین دار فنا سے عالم بقا کیطرف تشریف لیگئے وہین آپکا مدفن ہے رحمۃ اللہ علیہ

مولانا بہاؤالدین علیہ الرحمۃ

منجملہ اونکے عابد اہل طریقت۔ افضل اہل حقیقت مولانا بہاؤالملۃ والدین ادہمی رحمۃ اللہ علیہ ہین اوس زمانہ کے لوگ آپ کو دارالامانی بہی کہتے تہے علم مین کافی حصہ رکہتے تہے اور تقوی کامل سے آراستہ تہے۔ دنیائے غدا مین بہت دن تک زندہ رہے اگرچہ آپ علمائے تزک واحتشام رکہتے تہے لیکن حقیقت مین اہل تصوف کی صفت سے موصوف تہے جب آپ اپنے قدیم وطن ملتان سے شہر دہلی مین تشریف لائے تو سلطان المشائخ کی سلک ارادت مین منسلک ہوئے اور صرف جناب سلطان المشائخ کی محبت وعشق کی وجہ سے شہر مین سکونت اختیار کی۔ اسکے بعد آپ کا ہمیشہ یہ دستور رہا کہ جب سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوتے تو دن کو وہان رہتے اور شب کو کاتب حروف کے والد بزرگوار کے مکان پر رونق افروز ہوتے اور وہین سوتے۔ آپ انتہا درجہ کے تقوی وورع کے سبب سے ہر روز غسل کرتے اور ترک وتجرید مین انتہا سے زیادہ کوشش کرتے۔ آخرالامر چند روز بیمار رہکر انتقال فرما گئے رحمۃ اللہ علیہ۔

خواجہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ اونکے صوفی باصفا۔ زاہد باوفا۔ شیخ مبارک گوپاموی رحمۃ اللہ علیہ ہین جو بذل وایثار اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر مین تمام یاران اعلی مین مشہور تہے انکو امیر داد بہی کہا جاتا تہا۔ سینۂ مصفا اور ہیئت دلکشا رکہتے تہے آپ جمال ولایت پیر کے عاشق اور جناب سلطان المشائخ کے سابق مریدون مین سے تہے سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز نے پورے سو رقعے اپنے خط مبارک سے مزین وآراستہ کرکے اور طرح طرح کے کرم وبخشش کا اظہار کرکے آپکی طرف بہیجے ہین۔ جب یاران اودہ جیسے مولانا شمس الدین یحیی اور شیخ نصیرالدین محمود اور مولانا علاؤالدین نیلی اور دوسرے عزیز سلطان المشائخ کی خدمت سے واپس جاتے تو انکی نسبت حضور کی درگاہ سے حکم صادر ہوتا کہ جب تم گوپامئو مین پہونچو تو خواجہ مبارک سے ضرور ملنا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ کاتب حروف شیخ نصیرالدین محمود کی خدمت مین حاضر تہا اتنے مین خواجہ مبارک تشریف لائے اور معمولی مزاج پرسی کے بعد چند تنکہ پیش کرکے کہا کہ مین آپکی ملاقات کی نیت کرکے گہر سے باہر نکلا تہا۔ اثنائے راہ مین ایک عزیز نے یہ چند تنکہ نذر کیئے اور درویشونکی رسم یہ ہے کہ جب کسی عزیز کو دیکہنے اور ملاقات کرنے کی غرض سے جاتے ہین تو جو کچہ اثناء راہ مین پیدا ہوتا ہے وہ اوس شخص کی نذر کرتے ہین جسکی ملاقات کو جاتے ہین۔ شیخ محمود رحمۃ اللہ علیہ نے تقسیم کیا اور چلتے وقت دو چند تنکہ خواجہ مبارک کے نذر کیئے ان بزرگوار کو کاتب حروف کے والد سے بہت محبت تہی۔ اکثر زبان فیض ترجمان سے جاری ہوتا تہا کہ مین تمہارے والد کا مسلمان کیا ہوا ہون۔ ایکدن کاتب حروف نے اسکی وجہ دریافت کی اور عرض کیا کہ حضرت آپ جو یہ فرماتے ہین کہ مین تمہارے والد کا مسلمان کیا ہوا ہون اسکے کیا معنی ہین فرمایا۔ اصل کیفیت یہ ہے کہ مین سلطان

علاؤالدین کا داروغہ عدالت اور اوسکے خاصون مین داخل تہا اور پیری مریدی کی راہ سے محض ناواقف۔ مین بالکل نہین جانتا تہا کہ یہ طریقہ کیا ہے بلکہ اس جماعت کا سخت انکار کرتا تہا۔ جب مجھے تمہارے والد کی صحبت کا اتفاق ہوا تو اونہون نے مجھے اسپر آمادہ کیا کہ ایک دفعہ سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوکر اونسے ملاقات کرو۔ الغرض مجھے سلطان المشائخ کی خدمت مین لے گئے اور مین اول ہی مجلس مین آپکے شرف مکالمہ او سوال وجواب سے مشرف ہوا اور اوسیوقت حضور کے خادمون مین داخل ہوگیا اور تمام باتون سے ہاتھ اوٹھا لیا۔ پس جب مین تمہارے والد بزرگوار کی شفقت ومہربانی کی وجہ سے اس دولت کو پہونچا اور حضور سلطان المشائخ کے غلامون کی سلک مین داخل ہوا تو گویا اون کا مسلمان کیا ہوا قرار پایا۔ الغرض جبتک خواجہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ زندہ رہے اون حقوق کی رعایت والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ اور نیز کاتب حروف کے ساتھ اپنے امکان وقدرت کے مطابق کرتے رہے۔ حق تعالی یہ نیکیان اون سے قبول فرمائے۔ آپ ہمت بلند اور حوصلہ فراخ رکہتے تہے اور وقتہ دنیاوی تعلقات ترک کردیئے تہے۔ آپکا قاعدہ تہا کہ جس شخص کے گہر کہانا بہیجتے خوان طرح طرح کی نعمتون سے آراستہ کرکے بیش بہا اور شفاف برتنون مین بہیجتے اور فرمادیتے کہ یہ خوان مع برتنون کے تمہاری نذر ہین۔ نماز نہایت اطمینان وراحت وتعدیل ارکان اور بہت ہی خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرتے۔ کاتب حروف نے اس درجہ خشوع وخضوع اور اس ہیئت کے ساتھ نماز پڑہتے کسیکو نہین دیکہا آخر عمر مین چند روز بیمار رہکر انتقال فرماگئے اور سلطان المشائخ کے روضہ کی پائینتی اول رستہ مین دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر خواجہ مؤید الدین کرہ رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ اونکے مالک دنیا۔ طالب عقبی خواجہ مؤید الدین کرہ رحمۃ اللہ علیہ ہین جنکا ظاہر صفا سے آراستہ اور باطن دغا سے پیراستہ تہا زہد وتقوی مین معروف اور اعتقاد خوب مین مشہور تہے۔ آپ ابتدا مین دنیاوی کامون مین مصروف تہے امور سلطنت کی بجاآوری کو فرض منصبی سمجہتے اور بادشاہزادہ معظم کے لقب سے یاد کیئے جاتے تہے جس زمانہ مین سلطان علاؤالدین ولیعہدی کے منصب پر ممتاز تہا اور اوسے شاہ وقت کی طرف سے جاگیر ملی تہی تو خواجہ مؤید الدین اوسکی پیشی مین نہایت اہم اور عظیم الشان امور کو انجام دیتے۔ چونکہ سعادت ابدی روز ازل سے آپکی قسمت مین لکہی جاچکی تہی لہذا آپ سلطان المشائخ کے غلامون کی سلک مین داخل ہوئے اور بالاختیار دنیاوی تجملات سے ہاتہ اوٹہا لیا۔ جب سلطان علاؤالدین تخت شاہی پر جلوہ آرا ہوا اور مستقل طور پر سلطنت کی باگ اوسکے ہاتہ مین دیگیئی تو اوسنے خواجہ مؤید الدین کو یاد کیا اور جب سنا کہ وہ تارک دنیا ہوگئے ہین اور سلطان المشائخ کے آستانہ پر سر رکہدیا ہے تو اوسنے ایک ایلچی کی زبانی جناب سلطان المشائخ کو پیغام بہیجا کہ مخدوم کرم کیجیئے اور خواجہ مؤید الدین کو اپنی خدمت سے رخصت کردیجیئے تاکہ وہ ہمارے کامون کو سرانجام دے۔ جب بادشاہ کا فرستادہ سلطان المشائخ کے حضور مین پہونچا تو آپنے فرمایا کہ اب خواجہ مؤید الدینؒ ایک اور کام [illegible] کیا ہے

اور اوسی کہ انجام دہی مین کوشش کر رہا ہے۔ ایلچی جو بادشاہ کا پیغام لایا تھا سلطان المشائخ کا یہ جواب اوسپر نہایت شاق اور گران گذرا اور سنجیدہ آواز مین کہنے لگا کہ مخدوم! آپ تمام لوگون کو اپنا جیسا کرنا چاہتے ہین۔ سلطان المشائخ نے فرمایا اپنا جیسا کرنا کیا معنے مین تو یہ چاہتا ہون کہ سب لوگ مجھسے برتر و بہتر ہو جائین۔ جب بادشاہ نے سلطان المشائخ کا یہ جواب سنا تو خواجہ مؤید الدین سے ہاتھ اوٹھا لیا۔ کاتب حروف نے ان بزرگوار کو دیکھا ہے۔ ایک پیر عزیز۔ دراز قد۔ سپید پوست۔ خوبصورت۔ اور پاکیزہ خصلت تھے۔ آپکا مزار سلطان المشائخ کی پائینتی روضہ مبارک مین حضور کے یارون اور خدمتگارون مین موجود ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔ **منجملہ** اون کے صوفیون کے جمال منقبتون کے شرف خواجہ

خواجہ تاج الدین

تاج الملۃ والدین رحمۃ اللہ علیہ داوری ہین۔ جو زہد و تقویٰ کے مجسم تصویر تھے۔ آپ شروع شروع مین دنیا اور اہل دنیا کے ساتھ تعلق رکھتے تھے لیکن جب سعادت ابدی نصیب ہوئی تو آپنے اس ذات و خواری کو یک لخت ترک کر دیا اور سلطان المشائخ کی دولت ارادت سے مشرف و ممتاز ہوئے۔ سلطان المشائخ کی الفت و محبت آپکے دل مبارک مین اسطرح متمکن اور جاگیر ہوئی کہ تمام دنیاوی تعلقات یکبارگی قطع کر دیئے اور فقر و مجاہدہ اور فاقہ کو اپنی دولت و ثروت جانی شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا ہے **ع** بپائے سرو در افتادہ ام چو لالہ و گل [1] کہ او شمائل قد نگار من دارد [1] ایک اور بزرگ فرماتے ہین **بیت** اے سرو بتو شاد م شکلت بفلان ماند [2] اے گل ز تو خوشنود م تو بوے کسے داری [2] جناب سلطان المشائخ کی الفت و محبت مین آپکی یہ کیفیت ہو گئی تھی اور محبت کی یہان تک نوبت پہونچگئی تھی کہ جو شخص آپکے سامنے سلطان المشائخ کا نام لیتا تو فوراً آپ کی دونون آنکھون سے آنسوؤنکی ندیان جاری ہو جاتین۔ آپ سماع مین غلو تمام رکھتے تھے اور اسکے ساتھ ہی سریع البکا تھے یعنے آپکو رونا بہت جلد آتا تھا اور عاشقانہ رقص کیا کرتے تھے جسکہ آپکے ذوق سے حاضرین مجلس کے دلون کو راحت پہونچتی تھی۔ حالت سماع مین بیش قیمت خلعت قوالون کو عنایت کرتے اور عالی ہمتی اور ترک و تجرید کی طرف نسبت رکھتے تھے۔ آخر الامر دیوگیر سے واپس آتے وقت رستہ مین کہتول کے پڑاؤ مین بیمار ہو گئے۔ جب نزع کا وقت ہوا تو آپنے ایک نہایت دلربا تبسم کیا۔ جیسا کہ خواجہ سنائی نے اس واقعہ کو نظم کے پیرایہ مین یون ادا کیا ہے **مثنوی** [3] عاشقی را یکے فسردہ بدید [3] کو ہمی مُرد و خوش ہمی خندید [3] گفت اوراِ بوقت جان دادن [3] چیست این خندۂ خوش استادن [3] گفت خوبان چو پردہ برگیرند [3] عاشقان پیش شان چنین میرند [3] الغرض جب آپنے دار فنا سے بیت البقا

---

۱ سرو کے قدمون مین مثال لالہ و گل پڑا ہوا ہون کہ وہ میرے نگار سے قد مین مماثلت رکہتا ہے ۱۲ ۲ اے سرو مین تجھے دیکھکر شاد کام ہون کہ تیری شکل (قد کی) کسی سے ملتی ہوئی ہے ۱۲ ۳ کسینے عاشق کو مرتے ہوئے ہنستے دیکھا اور اوس سے پوچھا کہ دم توڑتے ہوئے کونسا موقع ہنسنے کا ہے اوسنے جوابدیا کہ معشوق جب رخ سے پردہ اوٹھاتے ہین عاشق اسی طرح اونکے سامنے جان سے جاتے ہین ۱۲

خواجہ ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ

کی طرف رحلت کی تو آپ کا جنازہ شہر مین لایا گیا اور سلطان المشائخ کے خطیرہ مین یارون کے چبوترہ مین دفن کیے گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ
منجملہ اونکے لطافت طبع مین بے نظیر دنیا کے اہل دلون کے نزدیک پسندیدہ ودلپذیر خواجہ ضیاء الملۃ والدین برنی رحمۃ اللہ
علیہ ہین جو خاص وعام مین قبولیت عام رکہتے اور بجید لطافت بے اندازہ ظرافت سے مشہور تھے جس مجلس مین آپ
رونق افروز ہوتے تمام حضار جلسہ آپکی روح افزا لطائف پر کان لگائے رہتے۔ آپ مجمع اللطائف اور جوامع
الحکایت تہے اور علما مشائخ وشعرا کی صحبت سے کافی حصہ رکہتے تہے علاوہ ازین ہمت بلند اور حوصلہ فراخ رکہتے
تہے اور یہ نتیجہ اسکا تہا کہ ابتدائی زمانہ سے اپنے والد بزرگوار کی شفقت ومہربانی کی وجہ سے جو اپنی ساری خاندان
مین ایک نہایت محترم ومعزز بزرگ تہے سلطان المشائخ کی سعادت ارادت سے مشرف ہوئے تہے اور اخلاص کا
سر آپکے آستانہ مبارک پر رکہا تہا۔ سلطان المشائخ کی الفت ومحبت مین غیاث پور مین رہنا اختیار کیا اور آپکے حضور
مین مرتبہ قربت تمام وکمال حاصل کیا جیسا کہ آپ اپنی کتاب حسرت نامہ مین اسکی کیفیت تحریر فرماتے ہین
آخر الامر اسی وجہ سے کہ اپنے زمانے مین فن ندیمی مین نظیر نہین رکہتے تہے۔ سلطان محمد انار اللہ برہانہ کی خدمت
مین ایک معزز عہدہ پر ممتاز ہوئے اور دنیائی غدار ومکار بیوفا سے کافی حصہ حاصل کیا۔ جب آپکی عمر شریف ستر سے
تجاوز کر گئی تو آپنے گوشہ نشینی اختیار کی اور سلطان فیروز شاہ کی دولت وسلطنت سے آپکا کفاف ومایحتاج
مقرر ہو گیا۔ آپنے حالت عزلت مین بہت ہی مفید وبے نظیر کتابین تصنیف کین۔ جن مین ثنائے محمدی صلی اللہ علیہ
وسلم اور صلاۃ کبیر اور عنایت نامہ الٰہی اور مآثر سادات اور تاریخ فیروز شاہی آپکی عمدہ یادگارین اور فن رسالہ
کے مفید نتائج ہین۔ انکے علاوہ اور بہی بہت سی کتابین آپنے لکہین اور اونکی تکمیل کی۔ آپ سلطان الشعراء
امیر خسرو اور ملک الفضلا امیر حسن کی صحبت مین بہت رہے ہین اور اونکی مجالس سے حسب دلخواہ فائدہ اوٹہایا ہے
باوجود ان تمام فضائل اور اوصاف کے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے فرزندون کی محبت آپکے دل مبارک
مین اسقدر جہ راسخ ہو گئی تہی کہ جسکی نظیر اوس عہد مین بہت کم پائی جاتی تہی انجام کار آپ چند روز بیمار رہکر
دار دنیا سے دار عقبیٰ مین مردانہ وعاشقانہ تشریف لے گئے۔ جسوقت آپ کا انتقال ہوا ہے مکان مین ایک درم
بلکہ ایک دانگ نہ تہا بلکہ حالت بیماری مین آپنے تن کے کپڑے تک لوگونکو خیرات کر دیے تہے آپکی نعش مبارک
صرف ایک چادر مین لپیٹی گئی تہی اور نیچے ایک بوریا رکہدیا گیا تہا۔ خلاصہ یہ کہ انجام کار جناب سلطان المشائخ
کی صحبت کا اثر بادشاہونکی صحبت پر غالب آیا اور مولانا ضیاء الدین کا خاتمہ بالخیر ہوا۔ دنیا سے مسکینونکی طرح
بالکل ویسے ہی تشریف لے گئے جیسے لیجانا چاہیے تہا۔ آپ سلطان المشائخ کے خطیرہ کے متصل اپنے والد

خواجہ موید الدین رحمۃ اللہ علیہ

بزرگوار کی پائینتی کی جانب مدفون ہین۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ **منجملہ** اون کے زہد و تقوی کی مجسم تصویر۔ عاشق درگاہ مولی۔ واقف رمز و مصلحت خواجہ موید الملۃ والدین انصاری رحمۃ اللہ علیہ ہین جنہون نے باختیار خود مصلحت اور دنیاوی امور مملکت دست برداری کی اور محبت پیر کے ساتھ موافقت برتی۔ اللہ اللہ آپ عجیب وغریب روش رکھتے تھے جسروز سے سلطان المشائخ کے غلامون کی سلک مین داخل ہوئے مرتے دم تک کسی چیز کی طرف مشغول نہین ہوئے اور کسی شخص کی طرف توجہ نہین کی لیکن سادات کرام یعنے کاتب حروف کے چچاؤن کے ساتھ جو سلطان المشائخ کی قربت کے ساتھ مخصوص تھے بالخصوص جمال سید حسین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ غایت درجہ کا التفات رکھتے تھے اور اونکی محبت کی طرف منسوب تھے آپکو ذوق سماع اور جگر سوز گریہ بہت لاحق رہتا تھا اور اسبارہ مین خصوصیت کے ساتھ یاران اعلی مین مشہور و معروف تھے اور یہ عجیب اسباب کا نتیجہ تھا کہ آپ حضرت سلطان المشائخ کی نظر خاص کے ساتھ ملحوظ تھے اور حضور کے لباس خاص کے ساتھ مشرف و ممتاز تھے۔ خواجہ موید الدین فرمایا کرتے تھے کہ میرے یہان کوئی لڑکا پیدا نہ ہوتا تھا۔ چونکہ میری اہلیہ بھی جناب سلطان المشائخ کی سلک ارادت مین داخل ہو چکی تھی اسلیئے ایکدن اوس نے مجھسے کہا کہ سلطان المشائخ کی خدمت اقدس مین اپنا قصہ عرض کرنا چاہیئے اور التماس کرنی چاہیئے کہ میرے گھر مین کوئی فرزند نہین ہوتا ہے اوس زمانہ مین میری المخانہ قصبہ اپری مین سکونت پذیر تھی جب مین نے سلطان المشائخ کی خدمت مین اپنا واقعہ عرض کیا تو حضور نے خواجہ اقبال سے فرمایا کہ ایک روٹی اور تھوڑی سی کھجورین لے آؤ۔ زان بعد میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس روٹی مین سے ہر روز تھوڑی تھوڑی کہاتے رہو اور یہ اندازہ کر لو کہ جب تم وہان پہونچو تو یہ روٹی تمام ہو جائے اور جسوقت تم مکان پر پہونچو تو یہ کھجورین اوس پاکدامن کو دو تاکہ وہ رغبت اور شوق سے کہائے خدا تعالی تمھین فرزند عطا کرے گا۔ مولانا موید الدین فرماتے ہین کہ مین نے ایسا ہی کیا حق تعالی نے اس برکت سے مجھے ایک شائستہ فرزند یعنے مولانا نور الدین محمد موید انصاری عنایت فرمایا۔ یہ بزرگوار بیشمار فضائل اور ان گنت خصائل کے ساتھ آراستہ تھے۔ الغرض مولانا موید الدین انصاری آخر عمر مین چندروز مبتلائے زحمت رہے لیکن یہ بات تعجب کے ساتھ دیکھی جاتی تھی کہ ایام علالت مین فرائض وسنن بلکہ آداب و مستحبات مین کوئی چیز فوت نہین ہوئی یہانتک کہ آپ اس دنیائے غدار سے منھ موڑ کر دار بقا مین تشریف لے گئے اور سلطان المشائخ کے خطیرہ چبوترۂ یاران مین دفن ہوئے رحمۃ اللہ علیہ۔

مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ

منجملہ اونکے سوختۂ محبت ساختۂ مودت خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ ہین جو امیر حسن شاعر کے بھانجے اور جو جناب سلطان المشائخ کے اعلی درجہ کے مریدون مین شمار کیئے جاتے اور آپکی محبت کے ساتھ عام و خاص مین بے نظیر شہرت رکھتے تھے۔ کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا ہے کہ جسوقت یہ عاشق

صادق حضرت سلطان المشائخ کے جماعت خانہ مین نماز کے لیئے حاضر ہوئے تو نماز کی تحریمہ باندہتے وقت جبتک سلطان المشائخ کے جمال مبارک کو نہ دیکھتے تحریمہ نہ باندہتے یعنے جماعت کی صف سے اپنا سر مبارک باہر نکالتے اور سلطان المشائخ کا روئے جہان آرا دیکھکر نیت باندہتے امیر خسرو[۵۱] نے کیا خوب کہا ہے **بیت** در اثنائے نمازم اے جان نظر بر قامتت دارم ٭ مگر از قامتِ خوبت قبول افتد نمازِ من ٭ خلاصہ کلام یہ کہ جب عاشق صادق مرض محبت مین مبتلا ہوئے اور عشق کی بیماری نے سخت غلبہ کیا سعدی فرماتے ہین **رباعی**[۵۲] ماجرائے دل دیوانہ بگفتم بہ طبیب ٭ کہ ہمہ شب در چشم ستم[۵۳] بفکرت بازم ٭ گفت این نوع حکایت کہ تو گفتی سعدی ٭ دردِ عشق است ندانم کہ چہ درمان سازم ٭ تو چاہا کہ اپنی جان عزیز کو سلطان المشائخ کی محبت مین قربان کر ڈالین اسی اثنا مین لوگون نے سلطان المشائخ کو خبر کی کہ اوس سوختہ محبت نے عزم مصمم کر لیا ہے کہ اپنی عزیز و پیاری جان سلطان المشائخ کی محبت مین فدا کر دے۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے۔

بیت

وقت[۵۴] آنست کہ جان بر سر کویت بازم		خاک درگاہِ تو بر تارکِ سر اندازم	

الغرض سلطان المشائخ نے جو عاشقون کے ماوا و ملجا تہے ارادہ کیا کہ اوس عاشق جانباز کے دردِ عشق کے علاج کیلئے تشریف لیجائین تا کہ حضور کا جمال مبارک اوس کے دل کو تسکین و تسلی بخشے چنانچہ آپ درِ دولت سے بر آمد ہو کر ادہر تشریف لے گئے اور رسم عیادت ادا کرنے کی غرض سے باہر نکلے ہنوز آپ رستہ ہی مین تہے کہ لوگون نے بیان کیا کہ وہ عزیز جو مرض عشق مین مبتلا تہا دوست کے جمال مبارک کی تاب نہ لایا اور اپنی چاہیتی جان معشوق حقیقی کے تفویض کی سلطان المشائخ نے سنتے ہی فرمایا کہ الحمد للہ دوست دوست کے پاس پہونچا شیخ سعدی خوب فرماتے ہین **رباعی**[۵۵] جان در قدم تو ریخت سعدی ٭ وین منزلت از خدائے میخواست ٭ خواہی کہ دگر حیات یابد ٭ یکبار بگو کہ کشتۂ ماست ٭

مولانا نظام الدین شیرازی رح

منجملہ اونکے زائر الحرمین صاحب النسبین مولانا نظام الملۃ والدین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ ہین جو علم و زہد اور تقوی و ورع مین سلطان المشائخ کے اعلی یارون مین مشہور و معروف تہے حضرت سلطان المشائخ کے انتقال کے بعد

---

۵۱ جانِ من اثنائی نماز مین مین اپنی نظر تیرے قد پر جمائے رکہتا ہون کہ شاید تیرے خوبصورت قد سے میری نماز قبولیت کا جامہ پہنے ۱۲ ۵۲ مین نے اپنے دل کا ماجرا طبیب سے کہا کہ تمام رات فکر و تردد مین میری آنکہیں کہلی رہتی ہین اوس نے جواب دیا کہ اے سعدی تو نے جو اس قسم کی حکایت بیان کی ہے یہ دردِ عشق ہے لیکن مین دردِ عشق کا علاج کرنا نہین جانتا ۱۲ ۵۳ اب وقت وہ ہے کہ اپنی جان تیرے کوچہ مین فدا کرون اور تیری درگاہ کی خاک اپنے سر پہ ڈالون ۱۲ ۵۴ سعدی نے اپنی جان تیرے قدم پر قربان کی اور وہ یہ مرتبہ خدا سے چاہتا تہا کہ اب اگر تو دوسری بار میرا زندہ ہونا چاہتا ہے تو ایک دفعہ یون کہدے کہ یہ ہمارا کشتہ ہے ۱۲ ٭ ۲۴۳

جب یہ بزرگوار ملک اودہ سے آکر حضور کے خطیرہ مین سکونت پذیر ہوئے ہین تو کاتب حروف نے انہین دیکھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپکا ظاہر و باطن اہل تصوف کے اوصاف حمیدہ کے ساتھ موصوف تہا اگر مجلس علم مین کوئی علمی مسئلہ چھڑ جاتا تو آپ نہایت عمدہ طور پر بوجہ بحث کیا کرتے اور خوش تقریری سے اوس بحث کو تمام کرتے تہے آپ اہل تصوف کی راہ و روش سے خوب واقف تہے اور سماع پر شیفتہ و شیدا تہے یہان تک قوالون کی ایک مختصر سی جماعت آپکے ساتھ ہمیشہ جماعتخانہ مین رہا کرتی اور آپ ہر روز ایک وقت سماع سنتے تہے اور ان فضائل خاص کا ثمرہ یہ تہا کہ آپ اون اعلیٰ درجہ کے یارون کی سلک مین داخل تہے جو سلطان المشائخ کی مجلس کے ساتھ ایک طرح کی خصوصیت خاص رکہتے تہے۔ قطع نظر اسکے آپ خاص طور پر جناب سلطان المشائخ کی نظر خاص مین ملحوظ تہے آخر عمر مین چند عرصہ تک شہر مین سکونت رکہی اور مریدان اعلیٰ مین نہایت وقعت و عزت کے ساتہہ زندگی بسر کی جب آپنے دار فنا سے دار بقا کی طرف رحلت فرمائی تو اپنے گہر کے متصل حصار سیری کے اندر مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

خواجہ سالار رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ اونکے صورت عشق۔ مایۂ صدق خواجہ سالار رحمۃ اللہ علیہ ہین جو زہد و ورع اور تقویٰ و طہارت سے آراستہ تہے اور جنکا دل مبارک سلطان المشائخ کی محبت سے لبریز اور مالا مال تہا۔ ان بزرگوار نے اس دنیائے غدار مین خلق کی صحبت سے جو ایک نہایت قوی اور مہلک آفت ہے ہاتہہ اُٹہا کر گوشہ نشینی اختیار کی اور سب طرف سے منہ موڑ کر ایک گوشہ مین بیٹہہ گئے۔ امیر خسرو فرماتے ہین **بیت** اگرچہ گوشۂ[۱] غم ناخوش است بر ہمہ لیکن ؛ چو تو خیال منی باغ و بوستان من است آن ؛ اور سارا زمانہ پیر کی محبت پیر کی یاد پیر کی باتون مین بسر کیا اور جو کچہہ غیب سے پہنچا اوسپر قناعت کی اور کسی مخلوق کی طرف کبہی توجہ نہین کی آپ پر ذوق سماع اور جگر سوز گریہ بہت غالب تہا جس شخص کی نظر ان بزرگ کے جمال مبارک پر پڑتی فوراً محبت کا سلسلہ اوسکے دل مین جنبش کرتا۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ سلطان المشائخ کے خطیرہ مین سماع ہو رہا تہا اس بزرگوار مین شیخ سعدی کی ذیل کی بیت نے اسقدر جا اثر کیا کہ بیخود ہوگئے اور سخت محویت طاری ہوئی **بیت** از سر زلف عروسان چمن دست بدار ؛ بسر زلف اگر دست رسد باد صفا را ؛ خواجہ سالار بیشتر اوقات جناب سلطان المشائخ کے خلیفہ مولانا حسام الدین ملتانی کی صحبت مین رہا کرتے تہے اور مولانا کے ہمراہ حضور کی خدمت مبارک مین حاضر ہوا کرتے آخر عمر مین چندروز بیمار رہکر انتقال فرما گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سلطان المشائخ کے اونیس یارونکا مجمل ذکر

منجملہ اونکے مولانا فخر الدین میرٹہی ہین جو مشائخ کی صورت و سیرت رکہتے اور زہد و ورع تقویٰ و پرہیزگاری سے

---

[۱] اگرچہ کنج تنہائی سبکو ناخوش معلوم ہوتی ہے لیکن جو کہ مجھے تیرا خیال ہے میرے نزدیک وہی باغ ہے ۱۲

آراستہ تھے ایک نہایت مسن اور بوڑھے عزیز تھے اور جناب سلطان المشائخ کے مریدان سابق مین اعلی درجہ کے مرید تھے۔
منجملہ اونکے مولانا محمود لنو پیتہ ہین۔ یہ بہی بوڑھے عزیز تھے اور اپنے پیر کی بے انتہا محبت کی وجہ سے وطن مالوف اور شہر کو یکبارگی ترک کر دیا تہا اور سلطان المشائخ کی محبت مین غیاث پور مین آ بسے تہے۔ کاتب حروف نے ان بزرگ کو دیکہا ہے ایک بوڑھے شخص تہے نورانی دراز قد کہ آپکی اکثر کلمات وحکایات عشق سے لبریز تہے۔ **منجملہ** اونکے مولانا علاؤ الدین اندرپتی ہین۔ یہ حضرت نہایت بزرگ تہے اور علوم کا کافی حصہ رکہتے تہے۔ فضائل بے شمار اور خصائل پسندیدہ کے ساتھ موصوف تہے۔ قطع نظر اسکے حافظ کلام ربانی تہے۔ سلطان المشائخ کے اکثر اقربا نے ان ہی بزرگ سے قرآن مجید حفظ کیا۔ کاتب حروف کے اعمام بزرگ اور خود کاتب حروف ان ہی کے شاگرد ہین۔ آپ پر جگر سوز گریہ بہت غالب تہا اور انتہا درجہ کی مشغولی مین مصروف تہے ساری عمر تلاوت قرآن مجید مین لبسر کی اور طریقہ اولیاء اللہ پر اس دنیائے غدار سے سفر کیا رحمۃ اللہ علیہ۔ **منجملہ** اونکے مولانا شہاب الملۃ والدین کستوری ہین۔ یہ بزرگ حرمین محترمین کے زائر اور مشغول بحق تہے۔ سلطان المشائخ کے سابق مریدون مین اعلی درجہ کے مرید اور آپکے یارون مین معتبر شخص تہے فضائل ظاہری وباطنی اس قدر رکہتے تہے اور یاد حق مین اسدرجہ مشغول تہے کہ شیخ نصیر الدین محمود جیسے بزرگ شخص نے آپکو مرید کرنے کی اجازت دی تہی اور یہ ظاہر بات ہے کہ اوس شخص کے دینی فضائل کس حد پر ہو سکتے ہین جیسے شیخ کے انتقال کے بعد اوسکا ایک اعلی درجہ کا خلیفہ ایسے اہم اور بہاری کام کی اجازت دے جو حقیقت مین نبوت کی نیابت ہے باوجودیکہ اس کام مین اس قدر دشواریان اور باریکیان ہین جو بیان مین نہین آسکتین۔
منجملہ اونکے مولانا حجۃ الدین ملتانی ہین جو علوم بسیار اور فضائل بے شمار کے ساتھ آراستہ تہے طبقہ خواجگان چشت قدس اللہ ارواحہم کے مشائخ کا شجرہ نہایت فصاحت وبلاغت کے ساتھ عربی زبان مین نظم کیا۔ **منجملہ** اونکے مولانا بدر الدین توکہ ہین جنہین لوگ فوق بہی کہتے تہے یہ بزرگوار خزانہ علم کے مالک اور فضائل خاص کے سر چشمہ تہے تقوی وورع مین کمال رکہتے تہے **منجملہ** اونکے مولانا رکن الدین چغمر ہین جو مبتلائے سماع تہے اور اس کام مین آپکو صدق وراستی کمال ذوق وشوق حاصل تہا۔ آپ جمال ولایت پیر کے عاشق اور اونکی محبت مین دیوانہ تہے۔ خوشنویسی اور علم الخط مین اپنا نظیر نہ رکہتے تہے۔ آپنے اکثر معتبر کتابین جیسے کشاف، مفصل وغیرہا جناب سلطان المشائخ کے لیئے نہایت خوشخط اور عمدہ طور پر لکہین اور خدمت اقدس مین پیش کین۔ کاتب حروف نے اس عاشق صادق کو پایا ہے اور اونکے باطنی ذوق سے کمال وتمام بہرہ حاصل کیا ہے۔ **منجملہ** اونکے خواجہ عبد الرحمن سارنگپوری ہین جو ذوق ودرد کی مجسم تصویر تہے۔ کاتب حروف نے اس بزرگ کو حالت سماع مین

دیکہا ہے کہ آپکے ذوق سماع اور جگر سوز گریہ نے تمام حاضرین مجلس کے دلون مین اس قدر اثر کردیا کہ کسیکو اپنے آپے تک
کی خبر نہ ہتی۔ **منجملہ** اونکے خواجہ احمد بدایونی ہین جو ترک و تجرید مین بے مثال اور زہد و تقویٰ مین بے نظیر تہے آپ مرتے
دم تک اپنے لیئے کوئی مسکن نہین بنایا اور اگرچہ اہل و عیال رکہتے تہے لیکن آپنے کبھی اینٹ پر اینٹ نہین رکہی اور
خام و پختہ کوئی مکان نہین بنایا اور بجائے در و دیوار اور چہت کے صرف ایک مختصر سی جہونپڑی تیار کی آپ کا طریقہ
مشائخ کا سا تہا اور سماع کیوقت کسی طرح سے آپکو قرار نہوتا تہا چنانچہ بار ہا دیکہا گیا ہے کہ مجلس سماع مین مستانہ وار گردش
کرتے اور ہاتہہ پاؤن مارتے تہے۔ ایکدفعہ اِس بزرگ نے کاتب حروف کو بے انتہا بزرگی عنایت فرمائی اور بندہ
آپکی علمی مجلس مین مسائل شرعی کی تحقیق کے لیئے حاضر ہوا ہے۔ مین نے عرض کیا کہ حضور خوش ہین فرمایا مجہے تمام
و کمال اوسیوقت خوشی حاصل ہوتی ہے کہ پنجوقتہ نماز مین حاضر ہوتا ہون رحمۃ اللہ علیہ۔ **منجملہ** اونکے خواجہ
لطیف الدین کہنڈسالی ہین یہ ایک بوڑہے عزیز تہے جو ارادت و بیعت مین اکثر یاران اوده سے سابق تہا اور
بیشتر اوقات مشغول بحق رہتے تہے۔ شیخ نصیر الدین محمود جیسے بزرگ آپکی تعظیم و تکریم مین بیحد کوشش کرتے
تہے رحمۃ اللہ علیہما **منجملہ** اونکے مولانا نجم الدین محبوب عرف شکرخائے تہانیسری ہین جو اپنے باطنی نور اور اندرونی
فراست سے دنیا و آخرت کو دیکہتے تہے۔ زہد تمام اور ورع کمال رکہتے تہے محبت و عشق مین ایک آیت تہے اور یاران
اعلیٰ مین اوصاف حمیدہ کے ساتہہ موصوف تہے اور علاوہ ان باتون کے اعتقاد پیر مین اپنا نظیر نرکہتے تہے
ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ آپ سلطان المشائخ کے روضہ اقدس کے آگے تشریف رکہتے تہے اور کاتب حروف بہی حاضر خدمت
تہا کہ آپنے تلوینات محبت اور رموز عشق مین بحث چہیڑ دی اور اوسے نہایت عمدہ طور پر تکمیل کو پہونچایا۔ کاتب
حروف نے اپنے حوصلہ ضعیف کے مطابق اون امثال احکامات اور عشق آمیز ابیات درد انگیز اشعار سے جو آپ دلی
جذبات اور ذوق و شوق سے فرمارہے تہے اور آپکی اثر صحبت سے محفل مین ایک شور و اضطراب برپا تہا بہت سے
نظائر مستنبط کیئے اس حالت مین یہ بزرگ اپنے عشق صادق کی وجہ سے خود ذوق حاصل کررہے تہے۔ جب یہ مجلس
برخاست ہوئی تو آپنے انتہا درجہکی شفقت و مہربانی سے فرمایا کہ گو تم اس راہ کی قابلیت رکہتے ہو لیکن اوسے عمل مین
نہین لاتے اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ اپنی باطنی لیاقت کو عملی طور پر ظاہر کرو۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ کاتب حروف کے
دل مین آپکی یہ نصیحت تمام و کمال اثر کر گئی اور حق تعالیٰ سے واثق امید ہے کہ اوس صاحب ذوق کے نفس کی برکت سے
عمل مقبول کی توفیق دیگا۔ **منجملہ** اونکے خواجہ شمس الدین دہاری ہین جنہین لوگ اچہی کہتے تہے۔ یہ بزرگ ایک
بوڑہے عزیز تہے نورانی۔ اگرچہ ابتدائے حال مین آپ دنیا کی طرف مشغول تہے اور اہل دنیا سے میل جول رکہتے

لیکن جب سعادت ابدی کا ستارہ اوج اقبال پر چمکا تو آپ سلطان المشائخ کے غلامون کے سلک مین داخل ہوئے اور
حضور کی مجلس اقدس مین نشست و برخاست کرنے کا مرتبہ پایا سلطان المشائخ کے ملفوظات سے آپنے ایک عجیب و غریب کتاب
مرتب کی ایکدفعہ ان بزرگوار نے سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو آنے جانے والون کے لیئے ایک
مکان تیار کرون فرمایا کہ خواجہ شمس الدین ! یہ کام اون مشاغل سے کسی طرح کم نہین ہے جنسے تم باہر آئے ہوئے ہو۔ ازان
بعد سلطان المشائخ نے آپکو وہ دوات عنایت کی جو آپ کی حضور مین رکھی ہوئی تھی اور اس مین اسطرف اشارہ تھا
کہ جو آپکو آخر عمر مین پیش آیا یعنے لوگون نے پھر اونہین دنیاوی اعمال مین مشغول کیا اور ظفر آباد کی جاگیر اون کے
حوالہ کی چنانچہ آپ کا وہین انتقال ہوا اور وہین مدفن قرار دیا گیا رحمۃ اللہ علیہ **منجملہ** اونکے مولانا یوسف بدایونی[۱۳]
ہین۔ یہ بھی ایک بوڑہے عزیز تھے جو علم کامل اور زہد وافر اور ورع رکھتے تھے اور جنکی تعظیم و تکریم مین یاران اعلی
انتہا درجہ کی کوشش کرتے تھے۔ کاتب حروف نے اس بزرگ کو شیخ نصیر الدین محمود کی مجلس مین دیکھا ہے ایک بوڑہے
عزیز تھے نہایت مصفا اور تقریر دلکشا رکھتے تھے رحمۃ اللہ علیہ **منجملہ** اونکے مولانا سراج الدین حافظ بدایونی[۱۴] ہین
جو لطافت طبع اور فضائل خاص اور اعتقاد خوب کے ساتھ موصوف و آراستہ تھے۔ رحمہ اللہ علیہ رحمۃ
واسعۃ۔ **منجملہ** اونکے مولانا قاضی پائلی[۱۵] ہین جو علم وافی اور فضل کامل رکھتے تھے اور زہد و ورع مین اپنا نظیر نہ رکھتے
تھے۔ عشق مفرط اور رقص و بکا ذوق تمام کے ساتھ موصوف تھے۔ **منجملہ** مولانا قوام الدین[۱۶] یکدانہ اودہی ہین جنکی
روش اور چال چلن بالکل سلف کی روش جیسی تھی ان بزرگ کے حق مین سلطان المشائخ نے فرمایا کہ وہ نیک مرد
اور سعادت اندوز ہے۔ آپنے مولانا شمس الدین یحیی کی خدمت مین کشاف کی قرارت کی تھی اور انتہا درجہ کی مشغولی
اور کمال مرتبہ کی ترک تجرید مین مشغول تھے کبھی کوئی وقت آپ پر ایسا نہین گذرا کہ اوس مین آپکے پاس کوئی غلام اور
ہاتھ بٹانیوالا آدمی ہو اور آپکی خدمت کرے لیکن آخر وقت مین ایک لونڈی آپکو دستیاب ہو گئی جس سے دو اولاد
پیدا ہوئین اگرچہ یہ لونڈی اپنے آقا کے گہر کا تمام کام کاج کرتی تھی لیکن مولانا قوام الدین اپنے حصہ کا آٹا اپنے ہاتھ سے
پیستے۔ غرضکہ اس قسم کا مجاہدہ و ریاضت جو مولانا موصوف کو حاصل تھی دوسرے کو کم میسر ہوئی رحمۃ اللہ علیہ۔
منجملہ اونکے مولانا برہان الدین ساوی ہین جو کثرت علم اور نہایت ورع و تقوی کے ساتھ آراستہ تھے باوجودیکہ آپ علمی
تبحر مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے لیکن کبھی قلم فتوی ہاتھ مین نہین لیا کو آپ سب سے آخر سلطان المشائخ کی خدمت مین
پہونچے لیکن حضور کی سعادت بخش نظرون کی برکت سے جملہ اوصاف مین یاران اعلی مین موصوف ہو گئے تھے اور طریقہ
سلف پر سماع کا اتباع کرتے تھے **منجملہ** اونکے خواجہ عبد العزیز بانگر مووی[۱۷] ہین یہ بزرگوار ایک نہایت بامروت عزیز تھے

جو غایت صلاحیت اور مکارم اخلاق مین اپنا نظیر نہین رکہتے تہے۔ اگرچہ آپ پہلے پہل دنیاوی امور مین مشغول تہے لیکن آخر مین سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور دفعۃً محبت پیر کے طریقہ پر راسخ القدم اور مستقیم ہو گئے منجملہ اونکے مولانا جمال الدین اودہی ہین یہ بہت بڑے دانشمند اور بجد مشغول بحق تہے اور سماع کے عاشق و شیدا آپ کا ظاہر و باطن اہل تصوف کے اوصاف کے ساتہہ موصوف تہا رحمۃ اللہ علیہ۔ کاتب حروف نے اپنے والد اور چچاؤن سے سنا ہے کہ جب مولانا سلطان المشائخ کی قدمبوسی اور بیعت کے شرف سے مشرف ہو کر جماعت خانہ مین تشریف لائے اور جوان صالح کے خطاب سے مخاطب ہوئے تو یہان اکثر یاران دانشمند جیسے مولانا وجیہ الدین پائلی اور دوسرے یار جمع تہے اونہی ایام مین خراسان کی طرف سے ایک عالم آیا تہا جسے مولانا نجاث کہتے تہے وہ بہی اس مجمع مین حاضر تہا۔ یہ شخص بہت سے علماء شہر سے بحث کر چکا تہا اور عین مجلس مناظرہ مین اونہین الزام دے چکا تہا اوسکی زور تقریر اور برجستگی جواب کی دہوم تہی کہ کسیکو اوس سے معارضہ کرنیکی تاب نہ تہی چنانچہ اس مجلس مین بہی ایک مسئلہ چہڑ گیا اور مولانا جمال الدین اودہی نے بحث شروع کر دی اور انجام کار اوسے یہان تک ملزم کیا کہ کوئی جواب بن نہ آیا اوسوقت مولانا وجیہ الدین پائلی اور دیگر حاضرین مجلس نے کمال انصاف سے داد دی اور سب نے متفقہ الفاظ مین مولانا جمال الدین کو مبارکباد دیکر کہا کہ آپ پر خدا کی رحمت ہو اور آپکے علم مین خدا برکت عنایت کرے۔ آج تم نے اس عزیز کے سر سے رعونت و نخوت دور کی اسی مجلس مین خواجہ اقبال بہی موجود تہے آپ نے سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کیا کہ جوان صالح یعنے مولانا جمال الدین بڑے دانشمند عالم ہین سلطان المشائخ نے دریافت فرمایا کہ تمہین کس طرح معلوم ہوا خواجہ اقبال نے عرض کیا کہ اونہون نے مولانا نجاث سے گفتگو کی اور ایسے دلائل بیان کیے کہ اونہین بالکل بند کر دیا چنانچہ مولانا وجیہ الدین پائلی اور دیگر حاضرین مجلس نے انصاف کیا اور اونکی تصویب فرمائی یہ سنکر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ خواجہ اقبال! جوان صالح اور یاران مجلس کو بلا لاؤ۔ جب مولانا جمال الدین اور حاضرین مجلس حاضر ہوئے تو سلطان المشائخ نے فرمایا کہ مولانا جمال الدین تمہارے آنے پر خدا کی رحمت ہو کہ تم نے علوم کو بیچا نہین زان بعد قوال طلب کئے گئے اور سلطان المشائخ سماع مین مصروف ہوئے اسی اثنا مین آپنے مولانا جمال الدین کی طرف روئے سخن کر کے فرمایا کہ جوان عاشق سماع سنو پہر تو مولانا کی یہ کیفیت تہی کہ جون جون سماع مین ترقی ہوتی جاتی اور قوال گاتے جاتے وون وون آپکو رقت زیادہ ہوتی جاتی تہی اسکے بعد دوبارہ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ سماع سنو اس مین تمہین تمام و کمال حظ حاصل ہوگا۔ زان بعد سلطان المشائخ نے مولانا کو اپنے لباس خاص سے مشرف فرمایا سلطان المشائخ کے اس ارشاد کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپکو عجیب و غریب حظ سماع مین حاصل ہوتا تہا۔ آپکے سینۂ مبارک سے عشق کی آگ اس قدر شعلہ زن ہوتی تہی کہ حاضرین

مجلس کے دلون مین ایک فوری درد پیدا ہو جاتا تہا یہ برکت حرف جناب سلطان المشائخ کی سعادت بخش نظر سے حاصل ہوئی تہی اور اسی وجہ سے مولانا کو اسبارہ مین ہر دن شوق زیادہ ہوتا جاتا تہا۔ ذیل کے اشعار حکیم ثنائی کے ہین جو گذشتہ عاقلون اور باقی ماندہ جاہلون کے بارے مین آپنے نہایت خوبی سے لکہے ہین **قصیدہ**

آن کسانیکہ راہ دین رفتند[1]	چہرہ از ننگ خلق بنہفتند	پختہ از حسرت طلب گل شان	سوختہ زآتش وفا دل شان
ہر کہ اندر جہان جز ایشان بود	لاجرم زیر حکم ایشان بود	ہمہ رفتند و کام و دولت ماند	ہمہ مردند نام و حشمت ماند
وان گروہے کہ نو رسیدستند	عشوہ جان و دل خریدستند	سر باغ و دل زمین دارند	کے دل عقل و شرح دین دارند
ہمہ از راہ صدق بیخبر اند	آدمی صورت اند لیک خر اند	مکتب شرع راندیدہ ہنوز	بدر عقل نارسیدہ ہنوز
ہمہ دیوان آدمی ادیند	ہمہ غولان بہ بے رہی پویند	ماہ رویان و تیرہ ہوش اند	جاہ جویان و دین فروش اند
در سخن چون شتر گسستہ مہار	چون شتر مرغ حملہ آتش خوار	ہیچ نایافتہ ز تقوی بوئے	تہی از آب ماندہ ہمچو سبوئے
	ہمہ جویان کبر و تمکین اند	ہمہ قلب شریعت و دین اند	

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے ؎ ذَہَبَ الَّذِیْنَ یُعَاشُ فِی اَکْنَافِہِمْ وَبَقِیْتُ فِی خَلْقٍ کَجِلْدِ الْاَجْرَبِ

یعنے جنکی پناہ مین عیش کیا جاتا تہا وہ چل بسے اور مین گندہ اور خارشتی پوست کی طرح خلق مین باقی رہگئی۔

چھٹا باب ارادت اور مرید اور مراد اور مشائخ رحمہم اللہ کی خلافت کے بیان مین

نکتہ ارادت کی تحقیق مین — مریدان خوب اعتقاد کو واضح ہو کہ شیخ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ لکہتے ہین کہ سالکون کا ابتدائی کام راہ خدا تعالی مین ارادت ہے اور اس صفت کو ارادت اسلیئے کہتے ہین کہ یہ سب کامون مین مقدم ہے سالک اول اول اپنی خاطر کو راست و درست کرتا ہے اور عزیمت و قصد مصمم کرتا ہے پہر فعل کے ساتہ مقرون ہوتا ہے

[1] جن لوگون نے دین کا رستہ طے کیا اونہون نے ننگ خلق سے اپنا چہرہ چھپایا اونکی ہستی حسرت طلب سے پختہ اور دل وفا کی آگ سے سوختہ ہوا اور جب اونکی یہ کیفیت تہی تو دنیا مین اونکے جس قدر آدمی تہے سب اونکے مطیع فرمان تہے لیکن وہ دنیا سے اوٹھ گئے اور کام و دولت باقی رہی سب یہان سے چلدیئے اور حشمت و شوکت چہوڑ گئے انکے بعد جو لوگ پیدا ہوئے وہ صرف دل کے عشوہ کے خریدار ہوئے اونکی ساری ہمت زمین و باغ مین مصروف ہوئی اور جب یہان تک نوبت پہونچی تو عقل و دین ضایع ہوگئے وہ راہ صدق سے بالکل غافل و بے خبر ہین اور گو آدمی کی صورت مین ہین لیکن حقیقت مین گدہے ہین جنہون نے شرع کا مکتب آنکہ سے نہین دیکہا۔ اور عقل کے دروازہ تک اونکی رسائی نہین ہوئی سب کے سب دیو خصلت آدمی صورت ہین اور لوگونکے گمراہ کرنے مین غول بیابانی سے کم نہین اگرچہ بظاہر مہ پارہ ہین لیکن باطن مین تیرہ۔ مکدر۔ جاہ و حشمت کے متلاشی اور دین فروش ہین بات کرنے مین شتر بے مہار ہین اور وحشت مین شتر مرغ۔ تقوی کی بو تک اون مین پائی نہین جاتی اور ٹہلیا کی طرح پانی سے خالی ہین۔ سب کبر و تمکنت کے خواہان ہین اور شریعت و دین کے اُلٹ پلٹ کرنے والے ۱۲

لیکن حقیقت مین ارادت یہ ہے نُہُوْضُ الْقَلْبِ فِیْ طَلَبِ الْحَقِّ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی - یعنی خدا تعالی کی طلب مین دل کا راست
و درست ہونا - **نکتہ** مرید کے بیان مین - حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ مرید کی دو قسمین ہین ایک رسمی دوسری
حقیقی - رسمی مرید وہ ہے جسے پیر تلقین کرے کہ دیکھی ہوئی چیز کو نادیدہ اور سنی ہوئی بات کو ناشنیدہ اعتقاد کرے
اور اہلسنت وجماعت کی روش پر چلے - اور حقیقی مرید وہ ہے جسے پیر تلقین کرے کہ تو ہماری صحبت مین رہ یا ہم
تیری صحبت اختیار کرین - یعنی حضرت سلطان المشائخ کی قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ جو کچھ علما زبان سے دعوت کرین مشائخ عمل سے دعوت
کرین لیکن شیخ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ لکہتے ہین کہ مرید کے معنی بلحاظ اشتقاق عین ارادت کے ہین یعنے
صاحب ارادت کو مرید کہتے ہین جیسے عالم اوس شخص کو کہتے ہین جو علم رکہتا ہو مگر طریقت مین مرید اوسے کہتے ہین
جسکے لیئے ارادت نہو یعنے جبتک کوئی شخص ارادت سے مجرد نہوگا اوسے مرید نہ کہین گے مطلب یہ کہ مرید وہ ہے جو
اپنا اختیار عالم باقی مین منحصر کرے اور خدا کی مرضی کے ساتہ موافقت کرے **بیت** ما قلم در سر کشیدیم اختیار خویش را
اختیار آنست کو قسمت کند درویش را ؛ ایک بزرگ کا قول ہے کہ مرید ایسے کہتے ہین جسکا ظاہر خدا کی راہ مین مجاہدات سے
موصوف ہو اور باطن مکابرات یعنے نفسانی خواہشون سے جہگڑا کرنے کے ساتہ متصف ہو - یہ ضعیف کہتا ہے -
شعر[1] مرید آنست کز دنیا گریزد ؛ بہر دم با ہوائے خود ستیزد ؛ فریب زیب دنیا را بدان ہیچ ؛ کہ رشد چون زلف
خوبان پیچ در پیچ لیکن اس قوم نے مرید و مراد مین فرق بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ مرید مبتدی کو کہتے ہین اور مراد منتہی کو
یعنے مرید وہ ہے کہ خداوندی کام مین عین مشقت و سختی مین زندگی بسر کرے اور مراد وہ ہے کہ جسے پیر کسی ایسے
کام کی تلقین کرے جسمین چندان مشقت و سختی نہو پس جب یہ ہے تو مرید مستغنی ہوگا اور مراد موقوف و مرفہ - اس لحاظ
ہمارے نزدیک حضرت موسی علیہ السلام مریدون کا درجہ رکہتے تہے کیونکہ وہ جناب الہی مین عرض کرتے ہین رَبِّ اشْرَحْ
لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ - یعنے خداوندا میرے لیئے میرا سینہ کہول دے اور میرا کام مجہپر آسان کردے اور
ہمارے آقا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مراد تہے کیونکہ آپکے بارہ مین ارشاد خداوندی ہوا ہے اَلَمْ نَشْرَحْ
لَکَ صَدْرَکَ یعنے اے ہمارے نبی ہم نے تمہارا سینہ کہول دیا - یہی وجہ تہی کہ حضرت موسے علیہ السلام نے جناب الہی مین
درخواست کی کہ رَبِّ اَرِنِیْ یعنے خداوندی تو مجہے اپنا دیدار نصیب کر جواب ملا کہ لَنْ تَرَانِیْ یعنے موسی تو مجہے ہرگز
ہرگز نہ دیکہہ سکیگا اور جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب فرمان آیا کہ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ مَدَّ الظِّلَّ یعنے
اے محمد کیا تم نے اپنے رب کو نہین دیکہا اور خدا تعالی کا قول کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ سخن طریقت کے لیئے پوشیدگی اور

---

[1] مرید وہ ہے کہ دنیا سے بہاگے اور ہر وقت اپنے نفس امارہ سے جہگڑتا رہے دنیا کی ظاہری زیب و زینت کو جو مثل خوبان پیچ در پیچ ہے ہیچ جانے

سر حقیقت کے واسطے نگاہداشت ہے الغرض اب مین اصل قصہ کی طرف رجوع کرتا ہون۔ سلطان المشائخ فرماتے ہتے
کہ ایک شخص پیر کی خدمت مین حاضر ہوا۔ گناہون سے توبہ کی پیر نے فرمایا کہ دو باتین ہین جن سے آدمی حق تعالی
کی طرف پہونچتا ہے۔ ایک تخلیہ سے۔ اور گناہون سے نفس کو خالی کرنے کو تخلیہ کہتے ہین۔ دوسرے تحلیہ سے اور نفس کو
عبادات کے زیور سے آراستہ کرنے کو تحلیہ کہتے ہین۔ پیر نے یہ بہی فرمایا کہ جب مرید عبادت مین مشغول ہو تو اوسے
چار چیزین پیش آتی ہین۔ ایک دنیا۔ دوسرے خلق۔ تیسرے شیطان۔ چوتہے نفس۔ مرید نے پیر کی خدمت
مین عرض کیا کہ اوسوقت کیا کرنا چاہیئے۔ پیر نے فرمایا کہ دنیا سے تجرد کر اور خلق سے الگ ہوجا۔ شیطان سے
جنگ کر۔ اور اوسوقت پیر کو یاد کر۔ نفس کے گہوڑے کے موںہہ مین تقویٰ کی لگام ڈال اور ایک گوشہ مین بیٹہہ جا
مرید نے ایسا ہی کیا اور ایک عرصہ کے بعد آکر کہنے لگا کہ حضور نے جسطرح ارشاد فرمایا تہا مین نے اوسکے موافق
عمل درآمد کیا لیکن میرا نفس کہتا ہے کہ تو کمزور و ضعیف ہوجائے گا اور عبادت کے مرتبہ کو نہ پہونچیگا یعنے عبادت
الٰہی کرتے کرتے ضعیف ہوجائیگا اور اوسکی انتہا کو نہ پہونچیگا۔ جا قوت حاصل کر اور اس بے نتیجہ بات کا خیال
چہوڑ۔ اوسکے جواب مین پیر نے فرمایا کہ توکل اختیار کر نفس ترا مطیع ہوگا اور اوس مین سکون پیدا ہوجائیگا
مرید چلا گیا اور تہوڑے دنون بعد پہر حاضر ہوا عرض کیا کہ حضور اسوقت مجہے وہ حالت پیش آئی ہے کہ گذشتہ
باتین یاد آتی ہین کہ فلان جگہ مین نے یہ کیا تہا اور فلان مقام پر یون گیا تہا۔ پیر نے فرمایا کہ تو اپنا کام خدا کے
سپرد کر اور جو کچہ کرے اوسی خدا کی طرف سے جان۔ مرید نے ایسا ہی کیا الغرض جب وہ تمام باتین بجالایا
تو خدا کی جانب کا دروازہ اوسپر کہلگیا۔ ایک عرصہ کے بعد پہر اوسنے خدمت پیر مین عرض کیا اور اپنا یہ
واقعہ سرتاپا بیان کیا۔ پیر نے فرمایا کہ عزیز من اسے فردوس محبت کہتے ہین۔ زان بعد اوسپر ایک اور دروازہ
کہل گیا اور اوسنے پہر پیر سے عرض کیا پیر نے فرمایا کہ اسے صحرائے قرب کہتے ہین۔ حضرت سلطان المشائخ جب کسی
یار سے بیعت لیتے تو بیعت لینے وقت فرماتے کہ تجہے اسبات کا اعتقاد کرنا چاہیئے کہ دنیا اور اہل دنیا کو پیدا
ہی نہین کیا ہے اور یہ بہی فرماتے تہے کہ ایکدفعہ مولانا تقی الدین مجنون نے مجہے ایک رقعہ لکہا اور دو شخصون
کو میرے پاس روانہ کرکے کہلا بہیجا کہ انہون نے اس ضعیف کے سامنے توبہ کی ہے تم اسے بیعت مین لو مین اونکا
رقعہ دیکہکر اور ان دونون شخصون کا بیان سنکر باین خیال متردد و حیران تہا کہ مجہے کیا کرنا چاہیئے کیا
ان سے بیعت لون یا نہین کیونکہ بعض مشائخ قدس اللہ اسرارہم العزیز کے نزدیک توبہ اور ارادت
ایک چیز ہے۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے ہے کہ جب کوئی شخص شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ

سرہ العزیز کی خدمت مین ارادت کی نیت سے آتا تو اول آپ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑہنے کا حکم فرماتے بعدہٗ آمن الرسول پڑہتے اور اسکے بعد شہد اللہ سے ان الدین عند اللہ الاسلام تک پڑہتے پہر فرماتے کہ تو نے اس ضعیف اور اسکے خواجہ اور ہمارے خواجہ خواجگان جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی اور خداے تعالی سے اسبات عہد کیا کہ ہاتہ پاؤن اور آنکہہ کو نگاہ رکہے گا اور شرع شریف کے طریقہ پر چلیگا اور جب آپ کسیکو خرقہ پہناتے تو یون ارشاد کرتے ولباس التقویٰ ذالک خیر والعاقبۃ للمتقین یعنے پرہیزگاری کا لباس تمام لباسون مین بہتر ہے اور آخرت کی خوبیان پرہیزگارون کے ساتھ مخصوص ہین۔ نیز آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ ارادت کی چند قسمین ہین بطحائے کعبہ ارادت ہے۔ حرم کعبہ ارادت ہے۔ کعبہ ارادت ہے۔ پہلی قسم یعنے بطحائے کعبہ ارادت یہ ہے کہ کسیکو کسی طرح کی تکلیف نہ دے نہ زبان سے نہ ہاتھ سے اور نہ کسیکو برا کہے نہ کسیکی برائی سنے اپنے ظاہر کو نگاہ رکہے حرم کعبۂ ارادت کے یہ معنی ہین کہ حقیقت کی آنکہہ و زبان مصروف کرکے آنکہہ و زبان اور ہاتھ کی کافی طور پر نگہداشت کرے اور کعبۂ ارادت کا یہ مطلب ہے کہ دل حق کی طرف لگائے رکہے اور ہمیشہ ذکر اور تسبیح و تہلیل مین بدل مشغول رہے۔ شیطانی وسوسے کو خاطر سے دور رکہے۔ سلطان المشائخ۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللّٰہُمَّ اغفِر لِلمُحَلِّقِینَ قَالُوا یَا رَسُولَ اللّٰہِ قَالَ وَالمُقَصِّرِینَ یعنے خداوندا اون لوگونکو بخشدے جو سر منڈاتے ہین۔ اسپر صحابہ نے عرض کیا کہ اے رسول خدا اور اون لوگون کے لیئے جو سر کے بال کترواتے ہین ؟ فرمایا خداوندا اون لوگونکو بہی بخشدے جو سر کے بال کترواتے ہین اسکے بعد بعض صحابہ محلوق ہوئے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اے رسول خدا اگر آپ بہی محلوق ہون یعنے سر منڈوا لین تو سب صحابہ حضور کی متابعت کرین اوسوقت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم محلوق ہوئے۔ جب مضمون حدیث یہان تک فرمایا تو سلطان المشائخ نے فرمایا کہ کمال نبوت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکہو کہ جس کام کے عمل کی اورون سے درخواست کی پہلے خود عمل مین لائے تاکہ دوسرے لوگ عملی طور پر اوسکا اظہار کرین اور اوس مین آپکی فرمانبرداری کرین۔ تا ایسے شخص سے یہ بات کیونکر متصور ہو سکتی ہے کہ خود نکرے اور غیر کو کرنے کا حکم دے۔ امیر خسرو نے کیا خوب کہا ہے **بیت** آن گفت مذکر نکند خلق کہ او را ٭ گفتار رسیے یابی و کردار نیابی ٭ یعنے جو واعظ اور نصیحت گو ایسی بات کی لوگون کو نصیحت کرے کہ خود اوسپر عامل نہین ہے تو خلق اوسے کسی شمار مین نہین لاتی۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ سالک ہمیشہ کمال کی طرف متوجہ رہتا ہے یعنے وہ جبتک سلوک مین ہے کمالیت کا امیدوار ہے۔ زان بعد فرمایا کہ ایک تو سالک ہوتا ہے ایک واقف۔ نیک راہ حق رستہ کے طے کرنے والے کو سالک کہتے ہین

اور واقف اوسے کہتے ہین جو اس محل مین وقفہ کرے اسپر حاضرین نے دریافت کیا کہ حضرت سالک کو وقفہ ہوتا
ہے فرمایا ہان۔ جسوقت سالک کی راہِ طاعت مین فتور پڑتا ہے یہان تک کہ طاعت کا ذوق بالکلیہ زائل ہنین
ہوتا بلکہ کچھ باقی رہتا ہے تو اس حالت مین اوسے وقفہ حاصل ہوتا ہے پہر اگر اوس نے بہت جلد اسکا تدارک کر لیا
اور انابت و توبہ سے قرین ہو گیا تو سلوک کا مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے اور اگر نعوذ باللہ اسی حالت مین رہا اور توبہ و
انابت کی طرف جلد متوجہ نہوا تو خوف ہے کہ وہ راجع ہو جائے۔ زان بعد سلطان المشائخ نے اس راہ کی سات
قسمین بیان فرمائین۔ اعراض حجاب تفاصل سلب مزید۔ سلب قدیم۔ تسلی عداوت۔ اسکے بعد آپنے
ان ساتون قسمون کی تفصیل فرمائی اور ارشاد کیا کہ اسے یون سمجھنا چاہیئے کہ دو دوست ہین۔ ایک عاشق۔ دوسرا
معشوق۔ باہم ایکدوسرے کی محبت مین مستغرق۔ اس اثنا مین اگر عاشق سے کوئی حرکت ظہور مین آئے کہ معشوق
کی طبیعت کے مخالف ہو یا کوئی ایسی لغزش دجود مین آئے جو دوست کو ناپسندیدہ ہو تو وہ دوست اس سے
اعراض کرے گا یعنے موہنہ پہیر لیگا پس عاشق کو واجب ہے کہ فوراً اوس لغزش کی معافی مین مشغول ہو اور دوست
کے سامنے معذرت کرے ایسا کرے گا تو دوست فوراً راضی ہو جائے گا اور وہ تہوڑا سا اعراض جو اوسے حاصل
ہوا تہا نیست و نابود ہو جائیگا۔ اور اگر عاشق اس خطا پر اصرار کرے گا اور ہٹ سے پیش آئیگا معذرت ہی نکریگا
تو وہ اعراض حجاب کی طرف منتقل ہو جائیگا اور معشوق اپنے اور اوسکے درمیان آڑ کر لیگا۔ سلطان المشائخ حجاب کی
تمثیل بیان کرتے کرتے جب یہان تک پہونچے تو آپنے دست مبارک اونچا کیا اور آستین موہنہ پر رکہکر فرمایا کہ عاشق
و معشوق مین اس طرح حجاب واقع ہو جاتا ہے پس عاشق کو واجب و لازم ہے کہ فوراً معذرت کرے اور توبہ کی
طرف جہک پڑے کیونکہ اگر وہ اسبارے مین سستی کرے گا تو وہ حجاب تفاصل یعنے باہمی جدائی سے بدل جائیگا
اور دوست اوس سے جدائی اختیار کرنے گا اول تو خفیف سا اعراض ہی تہا جب معذرت نہ کی حجاب ہو گیا
اور جب اسپر ہٹ کی اور عذر نکیا تو دونون مین مفارقت و جدائی ہو گئی پہر اگر اسوقت بہی عاشق اپنے ان
جرمون کی بخشش نہ چاہے گا تو اوسے سلب مزید حاصل ہو گا۔ یعنے جو برکت اوسے اوراد اور ذوق طاعت وغیرہ
مین میسر تہی اوس سے چہین لی جائے گی۔ اگر یہ شخص اب بہی اپنی کرتوت پر نادم نہو گا اور معذرت نکرے گا
اور اوسی بطالت پر ہمیشگی کرے گا تو سلب قدیم حاصل ہو گا۔ وہ طاعت و راحت جو مزید سے زیادہ رکہتا تہا
وہ بہی چہین لی جائے گی اگر اسوقت بہی توبہ مین قصور ہوا تو اب تسلی کا مرتبہ ہے یعنے اوسکی جدائی سے دوست
کا دل آرام پاتا اور آسودہ ہوتا ہے۔ اگر عاشق نے اسپر بہی تاخیر کی اور اپنی کرتوتون کا تدارک ہنین کیا تو

اب عداوت کا مرتبہ آگیا یعنے دوست اوسکا دشمن اور قوی دشمن ہوجائیگا۔ نعوذ باللہ منہا۔ ایکدفعہ سلطان المشائخ سے لوگون نے دریافت کیا کہ وہ کون سی بات ہے جس سے مرید کو قیامت کے روز مشائخ کے حضور مین ندامت و شرمندگی سنا و تنہائی پڑے اور اوسے کیا کرنا چاہیئے جس سے یہ بات پیش نہ آئے ممکن ہے کہ یہ نعمت سلطان المشائخ کی تعلیم و بندگی کی مدد سے حاصل ہو فرمایا سالک کو اثنار سلوک مین بہت سے ایسے حالات پیش آتے ہین جو اوسکے حاکم وقت ہوتے ہین۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ایکدفعہ شیخ محمد اجل سنرہی کی خدمت مین ایک شخص آکر مرید ہوا او اسباق کا منتظر ہوا کہ خواجہ کیا ارشاد فرماتے ہین۔ انجام کار شیخ نے فرمایا کہ عزیز من جو چیز اپنے لیئے دوست نہین رکہتا ہے اوسے دوسرے کے لیئے بہی دوست نرکہہ اور جو بات اپنے لیئے چاہتا ہے وہی دوسرے کے لیئے بہی چاہ۔ یہ سنکر مرید چلا گیا۔ اور چند روز کے بعد پہر خدمت شیخ مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ جس روز مین بیعت کے شرف سے مشرف ہوا تہا تو اسباق کا منتظر تہا کہ خواجہ مجہے کسی ورد و وظیفہ کا حکم فرمائینگے لیکن حضور نے کچہہ ارشاد نہین فرمایا۔ خواجہ نے فرمایا کہ اوس دن مین نے تجہے کس چیز کی مشق کرنے کا حکم دیا تہا۔ مرید تحیر انگیز صورت سے ہکا بکا ہوگیا۔ اور کوئی جواب نہین دیا۔ اسپر خواجہ نے تبسم کرکے فرمایا کہ اوس دن مین نے تجہے اسباق کا حکم دیا تہا کہ جو چیز اپنے لیئے پسند نہین کرتا ہے اوسے دوسرے کے لیئے پسند نکر اور جو بات اپنے لیئے چاہتا ہے وہی دوسرے کے لیئے چاہ۔ جب تو نے پہلے ہی بسم اللہ غلط کی اور اول تختی درست نہ کی تو دوسرا سبق تجہے کیونکر دون۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ ایک شخص کسی پیر کی خدمت مین حاضر ہوکر مرید ہوا۔ شیخ نے اوسے حکم کیا کہ دو کام نکیجیو۔ ایک دعوی خدائی۔ دوسرے دعوی پیغمبری۔ شیخ کی یہ گفتگو سنکر مرید حیران ہوگیا کہ یہ کیا فرماتے ہین جب کوئی بات اوسکی سمجہہ مین نہین آئی تو شیخ سے اوسکی تفسیر طلب کی فرمایا دعوی خدائی کا یہ مطلب ہے کہ سارے کام اپنی مراد کے مطابق طلب کرے اور دعوی پیغمبری کے یہ معنی ہین کہ تو یون چاہے کہ ساری مخلوق تیری خواہان ہو اور تجہے بدل دوست رکہے۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ مرید کو چاہیئے کہ کسیوقت کسی شخص کی امانت قبول نکرے جس زمانے مین مین ارادت کے شرف سے مشرف ہوا تہا ایک شخص میرے پاس امانت لایا اور مین نے اوسکے قبول کرنے سے صاف انکار کردیا اسپر اوسنے کہا مین جو امانت لایا ہون صرف ایک رات آپکی دہلیز مین رکہنا چاہتا ہون لیکن مین اسپر راضی نہین ہوا۔ آپنے یہ بہی فرمایا کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسیکی امانت قبول کرے وہ میرا مرید نہین ہے۔ سلطان المشائخ سے لوگون نے پوچہا کہ باپ اپنے فرزندون کو مرید کرسکتا ہے اور یہ بات اوسے لائق ہے کہ نہین۔ فرمایا۔ اسبارہ مین

مشائخ کا اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ باپ اپنے فرزندونکو مرید کرسکتا ہے اور یا اوسے جائز ہے چنانچہ خواجگان چشت نے اپنے فرزندون سے بیعت لی ہے اور اونہین اپنا مقام و مرتبہ عنایت کیا ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ باپ کے شیخ ہونیمین اور فرزندون کے مرید ہونے مین کسیکو اختلاف نہین ہے البتہ اس مین مشائخ کا اختلاف ہے کہ فرزند شیخ اور باپ مرید ہو۔ ایکدن سلطان المشائخ کی خدمت مین ایک مسافر آیا آپنے اوس سے دریافت کیا کہ شیخ شہاب الدین سہروردی کے سجادہ پر اون کے فرزندون مین سے کوئی متمکن ہے مسافر درویش نے عرض کیا کہ ہان لڑکے کا نواسہ اونکے سجادہ پر موجود ہے لیکن اوسکی حالت اور عمل دگرگونہ ہے اوس شہر کے تمام اوقاف اوسکے قبضہ مین ہین۔ لبعدہ سلطان المشائخ نے فرمایا۔ مین سنتا ہون کہ وہ منصب احتساب پر بھی مامور ہے۔ مسافر نے جواب دیا کہ جی ہان۔ سلطان المشائخ نے سر ہلایا اور فرمایا کہ اَبْنُ النَّجِیبْ لَا یَنْجُبُ وَ اِنْ یَنْجُبْ فَعَجَبٌ۔ یعنے اول تو بزرگ اور نجیب آدمی کا فرزند نجیب و بزرگ ہوتا نہین اور ہوتا ہے تو بڑے تعجب کی بات ہے۔ زان لبعد آپنے فرمایا کہ ایک بزرگ نے اس قصہ کی حکمت یون بیان کی ہے کہ خدا تعالی اپنی قدرت کے کرشمے اور صنعت عجیب کے نمونے مخلوق کو اسلیئے دکھاتا ہے کہ بندہ اپنے عجز کا اعتراف کرے اور خوب سمجھ لے کہ مین محض بے اختیار ہون۔ دیکھو جب تم مقام شیخی مین ہوتے ہو تو لوگون کی تکمیل مین انتہا درجہ کی کوشش کرتے ہو اور بہتون کو کامل بنادیتے ہو لیکن اگر یہ بات تمہارے اختیار ہوتی تو اپنے فرزندون کو جو تمہارے نزدیک سب سے بہتر و اولیٰ تر ہین کامل بنادیتے اور یہ تاثیر اون مین ضرور اثر کرتی تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ یعنے خداوندا تو ہی جسے چاہیے عزت دیتا اور جسے چاہتا ذلیل کرتا ہے اور تو ہی زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔ سلطان المشائخ یہی فرماتے تھے کہ بعضے کہتے ہین ہمین خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات نصیب ہوئی ہے اور اون سے ہمارا پیوند ہے یہ بات اگرچہ ممکن ہے۔ مگر مشائخ اسے پسند نہین کرتے۔ اسی اثنا مین آپنے یہ بھی فرمایا کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کا ایک فرزند تھا سب فرزندون سے عمر مین بڑا اور علم و فضل مین بزرگ۔ اوسنے شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ العزیز کے مزار مبارک سے بیعت کی اور محلوق ہوا۔ جب یہ خبر شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر کو ہوئی تو آپنے فرمایا اگرچہ شیخ الاسلام قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز ہمارے خواجہ اور مخدوم ہین لیکن اسطرح کی بیعت جائز نہین ہے بیعت وہ ہے کہ کسی ایسے شیخ کے ہاتھ مین ہاتھ دے جو ظاہر مین زندہ ہو۔ مولانا سراج الدین حافظ بداونی نے سلطان المشائخ سے سوال کیا کہ مَنْ لَیْسَ لَہٗ شَیْخٌ فَشَیْخُہٗ اِبْلِیْسُ۔ حدیث ہے (یعنے جسکا کوئی پیر نہین ہوتا اوسکا رہنما ابلیس لعین ہوتا ہے) سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہ حدیث نہین ہے البتہ مشائخ کا قول ہے

زان بعد آپنے ایک درویش کا ذکر کیا کہ جب وہ کسی ایسے شخصکو دیکھتا تہا کہ کسی سے پیوند اور تعلق نہین رکہتا تو کہتا کہ یہ کسی کے پلے مین نہین بیٹہا ہے۔ راوی نے یہ حکایت عرض کرکے کہا کہ کیا اسکا یہ مطلب ہے کہ وہ کوئی وزن و وقعت نہین رکہتا ہے فرمایا یہ مطلب نہین ہے بلکہ اسکے یہ معنی ہین کہ جو شخص کسی شیخ سے پیوند کرتا ہے تو اسکے بعد سے جو عمل کرتا ہے قیامت کے روز وہ اوسکے پیر کے پلڑہ مین رکہین گے یہین سے لوگ کہتے ہین کہ فلان شخص کسیکے پلہ مین نہین بیٹہا ہے یعنے پیر نہین رکہتا ہے **نکتہ** اس بیان مین کہ اول ایک پیر اور مشائخ سے بیعت کرین پہر دوسرے مشائخ اور پیر سے بیعت کرین۔ سلطان المشائخ نے فرمایا بعض درویش پہلے ایک پیر سے بیعت کر لیتے ہین لیکن اوسی پر اکتفا نہین کرتے بلکہ دوسرے پیر کے پاس جاتے اور اوس سے بیعت کرتے اور خرقہ بہی پہنتے ہین۔ میرے نزدیک تو یہ کوئی بات نہوئی کیونکہ مرید کو خدا تعالی کی محبت اپنے پیر کی محبت کے اندازہ پر ہوتی ہے اور جب یہ ہے تو جو شخص دو پیرون سے بیعت کرے گا اور دو پیر کے خرقے لیگا تو پہر یہ بات کیونکر حاصل ہوگی بیعت وہی معتبر ہے جو اول مرتبہ کسی شخص سے کی ہے اگرچہ وہ پیر مشائخ مین ادنی درجہ رکہتا ہو اور اون ہی مین کا ہو آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ شیخ شیوخ العالم شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز بارہا فرمایا کرتے تہے کہ آدمی ہر بابی اور ہر دری نہ ہونا چاہیے بلکہ ایک دروازہ کو پکڑنا اور نہایت استحکامی اور مضبوطی سے پکڑنا واجب ہے چنانچہ آپ اپنے مریدون کو سب سے اول یہی نصیحت فرماتے اور نہایت زور کے ساتہہ اس مضمون کو بیان کرتے اسی اثنا مین حاضرین نے سلطان المشائخ سے دریافت کیا کہ شیخ حسین منصور حلاج کا کیا حکم ہے فرمایا کہ اونکا حکم مردود ہے۔ اصل مین وہ خیر نساج کے مرید تہے لیکن بعدہ اونہین چہوڑ کر جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور بیعت کی درخواست کی جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چونکہ تم خیر نساج کے مرید ہو اس لیئے مین تمہاری بیعت نہین لیتا غرضکہ خواجہ جنید نے اونکی اس درخواست کو رد کر دیا اور چونکہ آپ مقتدائے وقت اور شیخ زمان تہے اسلیئے آپکا اونکی اس درخواست کو رد کرنا گویا سب کا رد کرنا ہے۔ مین نے خاص سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے عبارت لکہی ہوئی دیکہی ہے فَاِنْ قَالَ قَائِلٌ اِنَّا رَأَيْنَا الْمَشَائِخَ اَسْتَفَادُوْا عَنْ غَيْرِ شَيْخٍ وَّاحِدٍ كَاَبِيْ عُثْمَانَ فَاِنَّهٗ كَانَ مُتَمَسِّكًا بِمُتَابَعَةِ يَحْيَى الرَّازِيْ وَبَعْدَهٗ رَغِبَ فِيْ صُحْبَةِ شَاهِ الْكِرْمَانِيْ ثُمَّ اَتْبَعَ اَبَا حَفْصٍ الْحَدَّادَ وَتَبِعَ جَمِيْعَ الرِّجَالِ وَاَنْتَ فَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا اِعْلَمْ اَنَّ تَعَلُّقَ الْاِرَادَةِ تَعَلُّقٌ لَا يَشْتَرِكُ فِيْهِ غَيْرُهٗ وَتَعَلُّقَ الرُّبُوْبِيَّةِ تَعَلُّقٌ يَشْتَرِكُ فِيْهِ غَيْرُهٗ فَاِنَّهٗ يُمْكِنُ اَنْ يُّرَبِّيَ الصَّبِيَّ غَيْرُ الْوَالِدَيْنِ فِيْهِ اصغفة الطفر اِلَّا اَنْ يَّمُوْتَ الشَّيْخُ كَمَا كَانَ حَالُ الشَّيْخِ اَبِي النَّجِيْبِ السُّهْرَوَرْدِيِّ لَمَّا مَاتَ شَيْخُهٗ اَحْمَدُ الْغَزَالِيُّ اِسْتَفَادَ بِاِشَارَتِهٖ عَنِ الشَّيْخِ حَمَّادِ الدَّبَّاسِ یعنے اگر کوئی کہنے والا کہے کہ ہم نے

مشائخ کو دیکھا ہے کہ اونہون نے علاوہ ایک پیر کے بہت سے مشائخ سے فائدہ اوٹھایا ہے جیسے شیخ ابوعثمان کہ وہ اول اول یحیی
رازی کی پیروی کرتے اور اونکے طریقہ سے تمسک کرتے تھے لیکن پہر شاہ کرمانی کی صحبت مین راغب ہوئے اور انپر بہی اکتفا
نہین کیا بلکہ ابو حفص حداد کی پیروی کی اور مردان راہ خدا کے مرتبہ کو پہونچگئے اور تم نے اس طریقہ کے وسیع دائرہ کو تنگ
کر دیا ہے سو واضح رہے کہ ارادت کا علاقہ ایک ایسا علاقہ ہے جس مین اوسکا غیر شریک نہین ہوسکتا ہان تربیت و
پرورش کا ایسا علاقہ ہے جس مین اوسکا غیر شریک ہوسکتا ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ایک بچہ کی پرورش اوسکے مان باپ کے علاوہ
کسی اور کے ہاتھہ تکمیل کے مرتبہ کو پہونچ جائے مثلاً اوسے دایہ پال لے۔ لیکن ہان جب پہلا شیخ انتقال کرجائے تو مرید کو
دوسرے پیر کی طرف رجوع کرنا جائز ہے جیسے شیخ ابوالنجیب سہروردی اپنے شیخ احمد غزالی کے انتقال کے بعد اونکے اشارہ
سے شیخ حماد دباس سے مستفید ہوئے۔ **نکتہ** توبہ اور اوسپر مستقیم رہنے کے ذکر مین۔ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز
فرماتے تھے کہ سالک کو چاہیئے کہ جب راہ سلوک مین قدم رکھے تو اول توبہ کرے۔ توبہ کی دو قسمین ہین ایک عوام کی توبہ دوسری
خواص کی توبہ عوام کی توبہ یہ ہے کہ گناہون پر ندامت و پشیمانی اوٹھائے اور آئندہ گناہ نکرنے کا قصد مصمم کرے۔ اور خواص کی توبہ
یہ ہے کہ خدا تعالی کے علاوہ ہر چیز سے قطع تعلق کرنے کا عزم ہو۔ سالک کو چاہیئے کہ جب توبہ کرے تو اوسپر استقامت کرے
کیونکہ یہ رستہ اوسیوقت طے ہوسکتا ہے کہ جب اوس مین استقامت ہو اور طلب جاہ و کرامت نہو پہر اس استقامت کو
چاہیئے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت و اقتدا مین ہو اور کوئی مستحب و آداب سالک سے فوت نہ ہو خواجہ
عطار فرماتے ہین **بیت** جاوید در متابعت مصطفی گزین + تا نور شرع اوشودت برتو مقتدا ﴿یعنے مصطفی کی متابعت
ہمیشگی اختیار کر تا کہ اوسکا نور شرع تیرا مقتدا ہو۔ اور جو دعا کہ استقامت توبہ کے لیئے آئی ہے اُس کتاب کے اوس باب
مین منقول ہے جہان ماثورہ دعاؤن کا نکتہ ذکر کیا گیا ہے۔ الغرض جب کوئی شخص توبہ کرلیتا ہے تو جو کچہہ اس سے پیشتر
اوس سے ظہور مین آچکتا ہے وہ اوسپر ماخوذ نہین ہوتا۔ سلطان المشائخ یہہ بہی فرماتے تھے کہ جو شخص شراب سے توبہ کرتا
ہے تو اوسکے سابق کے ہمنشین و ہم صحبت اوسکی مزاحمت کرتے اور ہر بار شراب پینے اور اوس مقام کیطرف رغبت دلاتے
اور طلب کرتے ہین جہان اوسنے اس سے ذوق حاصل کیا ہے اور وہ اسبارہ مین کوشش کرتے ہین کہ یہ شخص پہر شراب
پیئے اور ہمارا ہم نوالہ و ہم پیالہ ہو لیکن اسبات کا اوسیوقت وجود ہوتا ہے جبکہ اسکے دل مین کچہہ کچہہ شراب نوشی کی
ہوس باقی رہتی ہے کیونکہ جب وہ اپنے دل کو اس اندیشہ سے بالکل پاک صاف کرلیتا ہے تو پہر کوئی ہم نشین اور حریف
اوسکی مزاحمت نہین کرسکتا۔ اوسکی صدق توبہ کی دلیل یہی ہے کہ جو لوگ پیشتر گناہ کرنے مین اوسکے ہم نشین و حریف تھے اونکی
رغبت اسکی طرف بالکل مائل نرہے زمان بعد آپنے فرمایا کہ لوگونکی زبان پر کسیکی معصیت کا ذکر اوسیوقت تک جاری رہتا ہے

جبتک اوسکے دلمین فسق وگناہ کا اثر باقی رہتا ہے لیکن جب تائب اپنے دل کو گناہ اور ناشائستہ باتون سے بالکل بپیر دیتا ہے تو پھر اوس جرم اور گناہ کو کبھی یاد نہین کرتا۔ یہ سب باتین استقامت توبہ کی دلیلین ہین یعنے ان تمام باتون سے معلوم ہو سکتا ہے کہ تائب اپنی توبہ پر مستقیم ہے اب اوسے کوئی گناہ اور معصیت کی طرف مائل کر سکتا ہے نہ فسق کے ساتھ اوسکا نام زبان پر لا سکتا ہے۔ زان بعد فرمایا کہ جو شخص کسی شیخ کا ہاتھ پکڑتا اور بیعت کرتا ہے وہ حقیقت مین خدا تعالی سے عہد کرتا ہے چاہیئے کہ اوسپر ثابت قدم رہے اور اگر اوسے اسپر ثبات و دوام میسر نہین ہے کہ کسی سے بیعت نکرے بلکہ جیسا تہا ویسا ہی رہے۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ جب کوئی شخص توبہ کرے اور اس سے پیشتر کسیکے ساتہہ برائی سے پیش آیا تو چاہیئے کہ اوسکے پاس جاکر معذرت کرے اور معافی چاہے اور جسطرح ممکن ہو اوسے خوش کرے اور اگر وہ شخص فوت ہو گیا ہے تو اسے لازم ہے کہ جس قدر اوسے برا کہا تہا اور بدی سے پیش آیا تہا اوسیقدر مرنیکے بعد اوسے نیکی سے یاد کرے۔ اور بہلائی کیسے پیش آئے۔ اگر اسنے کسیکو ناحق قتل کیا ہے اور مقتول کا کوئی ولی موجود نہین ہے جسکے تفویض مین خونبہا کرے تو اسے ایک بردہ آزاد کرنا چاہیئے گویا بردہ آزاد کرنا ایک مردہ کا زندہ کرنا ہے۔ اور اگر کسیکی منکوحہ یا مملوکہ سے زنا کیا ہے تو اوسکے پاس جاکر عذر کرے اور حق معاف کرائے لیکن جب وہان تک پہونچ نہ سکے اور عذر و معذرت نہ کر سکے تو خدا سے معافی کی التجا کرے۔ جب کوئی شراب خوار توبہ کرے تو لطیف و خوشگوار شربت اور پانی لوگون کو پلائے۔ زان بعد آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اوسکا مونہہ معصیت کی طرف اور پیٹہہ حق تعالی کی جانب ہوتی ہے پس جسوقت تائب ہو تو چاہیئے کہ مونہہ خدا تعالی کی طرف اور پیٹہ معصیت کی طرف ہو۔ پہر آپنے فرمایا کہ تائب کو طاعت خداوندی مین پورا پورا ذوق و شوق حاصل ہونا چاہیئے اور جو شخص توبہ کے بعد بہی معصیت کی طرف رجوع کرتا ہے اور معاذا بعد گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ نور طاعت کا ذوق نہین پاتا ہے۔ آپنے یہ بہی فرمایا کہ توبہ و انابت جوانی کی حالت مین بہتر ہوتی ہے ورنہ حالت پیری مین توبہ نکرے گا تو کیا کرے گا۔ اسکے بعد آپنے یہ دو بیتین زبان مبارک پر جاری کین۔ **نظم** چون پیر شوی بر سر انجام آئی؛ سرکار خود بنا کام آئی[1]؛ سازی روی حق را ز تیرہ رائے؛ معشوقہ روز بے نوائی؛ بعدہ فرمایا کہ خدا تعالی بندہ سے اوسکی جوانی کی بابت بہی سوال کرے گا۔ یُسْئَلُ الْمَرْءُ مِنْ شَبَابِہٖ؛ حکیم ثنائی جوانی و ہر بات کے بارہ مین کیا خوب فرماتے ہین۔ **مثنوی**

راکعم کرد روزگار حسود[2]	ازپی این رکوع چیست سجود

---

[1] جب تو بوڑھا ہوا اور جوانیون کا خاتمہ ہو گیا تو ناچار اپنے کام کی طرف رجوع کرنا پڑا اسوقت تو اپنی تیرہ رائی سے حق تعالی کی طرف متوجہ ہو گا اور محتاجی کے زمانہ مین معشوقہ سے ملے گا۔

[2] مجھے حاسد زمانہ نے راکع کیا ورنہ مین نہین جانتا تہا کہ رکوع و سجود کیا چیز ہے

تاجوانی مددگار[1] ما بن بود
پنبہ ازگوش کرد بیرون مرگ
مرد پیراز لقائی جانان شد
سیرم از عمر و زندگانی خویش

جوئی عمرم پر آب روشن بود
کہ بسیازی برای رفتن برگ
با چنین عمر پیر نتوان شد
می بگیریم بر این جوانی خویش

خوش خوش از من جہان نہان کرد کار
دل ازین عمر مختصر برگیر
ہست پیرازولایت دین است
این حیاتم مرا ملال آمد

عاریہ تہا ہمے ستاند باز
گر چنین عمر کس نگردد پیر
آنکہ گویند پیر پیران است
زندگانی مرا وبال آمد

اب مین پہر توبہ کی طرف رجوع کرتا ہون۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ توبہ کی تین قسمین ہین اور ان ہی پر توبہ کی تکمیل ہوتی ہے۔ ایک توبہ حال دوسرے ماضی تیسرے مستقبل۔ توبہ حال کے یہ معنی ہین کہ جو کچہ پہلے کر چکا ہے اوس سے پشیمان ہو ندامت اوٹہائے اور توبہ ماضی یہ ہے کہ اپنے دشمنون اور مدعیون کو راضی کرے مثلاً اگر کسی نے کسیکے دس درم غصب کیئے ہین اور زبان سے توبہ توبہ کرتا ہے تو یہ توبہ کسی کام کی نہین ہے۔ توبہ یہ ہے کہ اوسے دس درم واپس کرکے راضی کرے۔ توبہ مستقبل کے یہ معنی ہین کہ آئندہ گناہ نکرنے پر عزم بالجزم کرے پہر آپنے فرمایا کہ جب مین شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر کی خدمت مین حاضر ہوا اور توبہ و انابت کی تو بار بار آپکی زبان مبارک پر جاری ہوا کہ مدعیون اور صاحب حقوق کو راضی کرنا چاہیئے۔ چونکہ آپ اسبارے مین زیادہ مبالغہ کرتے تہے لہذا مجہے یاد آیا کہ مجہے ایک شخص کے بیس جیتل دینے ہین اور ایک شخص سے مین نے ایک کتاب مستعار لی تہی جو میرے پاس سے جاتی رہی چونکہ شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر نور اللہ مرقدہ دشمنون اور صاحب حقوق کے راضی کرنے مین بہت کچہ تاکید فرماتے تہے مجہے معلوم ہو گیا کہ مخدوم مکاشف عالم ہین۔ مینے فوراً دل مین نیت کر لی کہ اسمرتبہ دہلی مین جاکر اون کو راضی کرونگا چنانچہ جب دہلی مین آیا تو جس شخص کے مجہے بیس جیتل دینے تہے وہ بزاز تہا اور مین نے اوس سے کپڑا لیا تہا دہلی مین پہونچکر مجہے کوئی ایسا موقع نہین ملا کہ ایکبار بیس جیتل میرے پاس موجود ہون اور مین اوسے پہونچاؤن کار معاش کا دائرہ بہت تنگ تہا اور گذر اوقات بہت مشکل سے ہوتی تہی کبہی پانچ جیتل میسر ہو گئے۔ گاہے دس۔ آخر ایکدفعہ دس جیتل ہاتہ لگ گئے مین اونہین لیکر بزاز کے دروازے پر پہونچا آواز دی تو وہ گہر سے نکلا۔ مینے اوس سے کہا کہ تیرے بیس جیتل مجہے دینے ہین چونکہ مجہے میسر نہین کہ ایکدفعہ بیس جیتل ادا کرون لہذا اسوقت دس جیتل لایا ہون انہین لیلے باقی انشاء اللہ بہت جلد ادا کردونگا۔ اوس شخص نے یہہ سنکر کہا بیشک جہان سے تم آئے ہو وہان سے مجہے بہی

[1] جب تک جوانی میری مددگار رہی میری عمر کی ندی لبریز اور روشن تہی مین اسپر نازان تہا کہ زمانہ مجہسے عاریت دیگا لیکن موت نے اس غفلت کی روئی نکال کر متنبہ کیا کہ سفر آخرت طے کرنے کے لیئے سامان مہیا کرنا چاہیئے۔ نیز اس مختصر زندگی سے دل اوٹہانا ضرور ہے کیونکہ ایسی عمر سے کوئی پیر نہین ہوتا ہے۔ مین اپنی زندگی سے سیر ہون اور اپنی اس جوانی پر روتا ہون اس زندگی سے مجہے سخت ملال آیا اور یہ زندگانی وبال جان ہوگئی ۱۲

توقع رکہنی چاہیئے اور وہین کا ثمرہ ہے۔ الغرض وہ سب جنبل تو اوس نے مجہسے لے لیئے اور باقی کی نسبت کہا کہ وہ مین نے
تمہین معاف کردئے۔ زان بعد مین اوس شخص کے پاس گیا جس سے کتاب لایا تہا اور اوس سے ملکر کہا کہ خواجہ تم سے
مین نے ایک کتاب عاریۃً لی تہی لیکن اتفاق سے میرے پاس سے جاتی رہی اب مین کوئی نسخہ موجود کرتا اور ویسی ہی
لکہواکر تمہارے حوالہ کرتا ہون اوس نے میری یہ گفتگو سنکر کہا کہ جہان سے تم آتے ہو اور جسکی تم نے صحبت پائی ہے اوسکا
نتیجہ یہی ہے مینے وہ تم کو بخشدی۔ اسکے بعد بحث توبہ کی طرف پہر رجوع کیجاتی ہے۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے
تہے کہ ایک متقی ہے اور ایک تائب۔ متقی تو وہ ہے جو کبہی گناہ مین آلودہ ہی نہوا ہو اور تائب اوسے کہتے ہین جسنے
معصیت کا ذائقہ چکہنے کے بعد توبہ کی ہو اس مسئلہ مین لوگ مختلف ہین بعضے کہتے ہین کہ متقی اور تائب دونون ایک درجہ
مین ہین اور بعضے کہتے ہین کہ تائب متقی سے افضل ہے کیونکہ وہ معصیت کا مزہ چکہنے کے بعد تائب ہوا ہے اور جس شخص نے
کسی طرح کا ذوق حاصل کیا ہے وہ اوس سے بہتر و خوشتر ہے جس نے مطلقاً کسی قسم کا ذوق حاصل نہین کیا ہے اور بعضے
کہتے ہین کہ متقی تائب سے افضل ہے پہر آپ نے اسکی صحت مین ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایکدفعہ دو شخصون مین مباحثہ
ہوا ایک نے کہا متقی تائب سے افضل ہے دوسرے نے کہا کہ تائب متقی سے افضل ہے اور اس مین یہان تک سلسلہ بڑہا کہ
دونون شخص پیغمبر وقت کے پاس گئے اور اس بارہ مین قطعی فیصلہ کے طالب ہوئے پیغمبر وقت نے دونون کے دعوی سنکر فرمایا
کہ مین اپنی طرف سے کوئی حکم بیان نہین کرسکتا بلکہ منتظر وحی ہون کہ کیا حکم ہوتا ہے اسی اثنا مین پیغمبر پر وحی آئی
کہ ان دونون شخصون کو واپس کردو اور کہدو کہ آجکی رات تم دونون ایک جگہ شب باش ہو اور صبحکو دونون ملکر
گہر سے نکلو پہلے پہل جو شخص ملے اوس سے اس مسئلہ کا حکم دریافت کرو چنانچہ اون دونون نے ایسا ہی کیا دوسرے دن
گہر سے باہر نکلے ایک مرد سامنے سے آیا اونہون نے اوس سے کہا کہ خواجہ ہمین مشکل پیش آئی ہے جسے آپ حل کردیجیے
اوسنے کہا وہ کیا ہے کہا یہ بتادیجیئے کہ جس شخص نے کبہی گناہ نکیا ہو کیا وہ اوس شخص سے بہتر ہے جس نے گناہ کرکے توبہ کی ہو
اوسنے کہا سنو۔ مین جلاہا ہون علم تو مین نے پڑہا ہے نہین کہ اس مسئلہ کو اچہی طرح حل کرون مگر اتنا ضرور جانتا ہون کہ مین
کپڑا بنتا ہون اور اوس کی بہت سے تار ہوتے ہین بعض تار ٹوٹ بہی جاتے ہین جنہین مین جوڑتا ہون تو میرے نزدیک
وہ تار جو ٹوٹا نہین ہے اوس تار سے بہتر ہوتا ہے جو ٹوٹتا ہے اور مین اوسے جوڑتا ہون اوسکا یہ فیصلہ سنکر دونون شخص
پیغمبر وقت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور تمام واقعہ سرتاپا بیان کیا۔ پیغمبر نے فرمایا کہ یہی تمہارے سوال کا جواب ہتا۔
ذیل کی عبارت خاص سلطان المشائخ کی قلم مبارک سے لکہی ہوئی مین نے دیکہی ہے یَا دَاوٗدُ قُلْ لِلْمُذْنِبِيْنَ تُوْبُوْا
اِلَيَّ قَبْلَ قِيَامِ السَّاعَةِ فَاِنَّ الْمُذْنِبِيْنَ يَنْظُرُوْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ وَفِي الْحَدِيْثِ اَنَّ الْعَبْدَ اِذَا

اذا اذنب لم یکتب علیہ حتی یذنب ذنبا اخر فلم یکتب علیہ حتی اذنب ذنبا اخر فاذا اجتمعت علیہ من الذنوب ثم اذا عمل حسنۃ واحدۃ کتب لہ خمس حسنات وجعل خمس حسنات بازاء خمس سیئات وفی الحدیث التوبۃ من الزنا ایسر من التوبۃ عن الغیبۃ التوبۃ صفۃ للمؤمنین والانابۃ صفۃ للمقربین وجاء بقلب منیب والاوبۃ صفۃ للمرسلین نعم العبد انہ اواب قیل للشیخ التائب ابطأت واسرعت ابطأت حیث اخرت التوبۃ الی الشیب واسرعت حیث جئت قبل الموت **شعر** الٰہی تبت عما کان منی ٭ فکفر سیاٰتی وارض عنی ٭ وعاملنی بلطفک یاالٰہی ٭ ولا تقطع لاجل الذنب منی ٭ فکن یوم القیامۃ لی معینا ٭ واحسن لی کما احسنت ظنی ٭ یعنے اے داؤد تم گنہ گارون سے کہدو کہ قیامت کے برپا ہونے سے پیشتر میری جناب مین توبہ کرو کیونکہ قیامت کے روز گنہ گار مجھے کن آنکھیون سے دیکھینگے اور حدیث مین آیا ہے کہ بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اوسکا وبال اوسپر اوسوقت تک نہین لکھا جاتا جبتک دوسرے گناہ کا مرتکب نہو علی ہذا القیاس اس دوسرے گناہ کا وبال بھی اوسکے دفتر اعمال مین نہین لکھا جاتا وقتیکہ تیسرے گناہ کا مرتکب نہو جب چند گناہ جمع ہو جاتے ہین اور اوسوقت ایک نیکی کر لیتا ہے تو اوسکے لیے پانچ نیکیان لکھی جاتی ہین اور اس کے علاوہ پانچ اور نیکیان اون پانچ گناہون کے مقابلہ مین لکھی جاتی ہین جو اس نیکی سے پیشتر ظہور مین آئے تھے۔ حدیث مین یہ بھی آیا ہے کہ زنا سے توبہ کرنا غیبت سے توبہ کرنے سے بہت آسان ہے۔ توبہ ایماندارون کی صفت ہے اور انابت مقربون کی جیساکہ خدا تعالی فرماتا ہے وجاء بقلب منیب یعنے رجوع کرنے والا دل لیکر آیا اور اوبہ پیغمبرون کی صفت ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ نعم العبد انہ اواب۔ قیامت کے دن بوڑہے تائب سے کہا جاوے گا کہ تو نے تاخیر کی اور عجلت بھی کی تاخیر تو تجہہ سے یون ظہور مین آئی کہ تو نے توبہ مین یہان تک دیر کی کہ بڑھاپے کی حد کو پہونچ گیا اور جلدی یون کی کہ موت سے پیشتر توبہ کے دروازہ پر سر تسلیم خم کر دیا۔ سلطان المشائخ کے مسودہ مین جو اشعار واقع ہوئے ہین اون کا ترجمہ یہ ہے کہ خداوندا مینے اون گناہون سے توبہ کی جو مجھسے سرزد ہوئے تو تو میرے گناہون کو مٹا ڈال اور مجھسے راضی وخوش ہو جا خداوندا اپنے لطف وکرم کے ساتھ مجھسے معاملہ کر۔ اور گناہ کی وجہ سے مجھسے قطع تعلق مت کر قیامت کے دن میرا مددگار ہو اور میرے حسن ظن کے مطابق میرے ساتھہ نیکی کر۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ایک پیر کا قول ہے کہ خدا کی عنایتین بندون کے حق مین دو ہین یعنے ابتدائی زمانہ عصمت وعفت کے ساتھہ عزیز رہنا اور آخر زمانہ توبہ کے ساتھہ۔ خدا تعالی حضرت سلطان المشائخ کی برکت سے سلسلہ چشتی نظامی کے تمام غلامون اور مریدون کو یہ بات نصیب کرے

نکتہ اس بیان مین کہ پیر جس بات کا حکم کرے مرید کو اوسے قبول کرنا چاہیئے۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جس بات کی نسبت پیر کا ارشاد ہو مرید کو وہی بات کرنی چاہیئے لیکن پیر کے

ایسا ہونا چاہیئے کہ احکام شریعت اور قوانین طریقت سے بخوبی واقف ہوتا کہ مرید کو نامشروع بات کا حکم نہ فرمائے اور
اگر پیر کسی ایسی چیز کا حکم کرے جس مین علمار کا اختلاف ہے تو مرید کو اوس کے آگے تسلیم خم کرنا اور رغبت کے کانون سے
سُننا چاہیئے کیونکہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ۔ یعنی میری امت کا اختلاف رحمت
ہے اور جب یہ ہے تو شیخ کسی نہ کسی مجتہد کے قول پر حکم کرتا ہے پس مرید کو اوسکے ارشاد کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ پس
جو شخص پیر سے پیوند کرے اور اوس سے ارادت و بیعت قائم کرے (اور اسی کو تحکیم کہتے ہین یعنے پیر کو اپنا حاکم مقرر کرنا)
پھر جو کچھ پیر کہے اوسے مرید نہ سنے تو اوسے مرید نہ کہین گے نہ اوس پر تحکیم کا اطلاق درست و صحیح ہوگا علی ہذا القیاس
جو شخص پیر کے بعض قول و فعل کا منکر ہوگا اوسے بھی مرید نہ کہین گے۔ زان بعد حضور نے ایک حکایت بیان فرمائی کہ
ایک بڑھیا شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ مین ہمیشہ جھاڑو دیا کرتی تھی اور خانقاہ کے صحن کو نہایت پاک
وستھرا رکھتی تھی۔ شیخ نے ایکدن اوس سے دریافت کیا کہ بڑھیا! اس جھاڑو دینے سے تیرا کیا مقصد ہے بیان کر کہ
تیرے حصول غرض مین کوشش کرون۔ بڑھیا نے عرض کیا کہ حضور اس سے میری ایک غرض ہے لیکن چونکہ ابھی
اوسکے عرض کرنیکا وقت نہین آیا ہے اسواسطے اپنا حال بیان کرنا نامناسب سمجھتی ہون۔ ہان جب وہ وقت ہوگا تو
عرض کرونگی۔ غرضکہ وہ بڑھیا ایک مدت تک خانقاہ کی یون ہی خدمت کرتی رہی۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ شیخ کی
خدمت مین ایک نہایت حسین و خوبصورت نوجوان آیا اور بیعت کی بڑھیا آئی اور شیخ کی خدمت مین عرض کیا کہ
حضور اس جوان سے فرمائین کہ مجھے اپنے نکاح مین لے آئے۔ بڑھیا کی یہ بات سنکر شیخ متامل ہوئے اور اپنے دل مین کہا
کہ یہ عورت بڑھیا نہایت بدصورت ہے اور یہ جوان نہایت حسین و خوبصورت ہے یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ وہ اس سے
نکاح کرنے پر آمادہ ہوجائے۔ الغرض شیخ خلوت مین تشریف لے گئے اور تین رات دن کچھ کھایا پیا نہین زان بعد
آپ نے دونون کو بلایا اور جوان کی طرف روئے سخن کرکے فرمایا کہ تم اس بڑھیا کو اپنے نکاح مین لے آؤ جوان نے دلی رغبت
کے ساتھ شیخ کے اس حکم کو قبول کیا۔ اسکے بعد بڑھیا نے التماس کی کہ شیخ اس جوان کو حکم فرمائین کہ جسطرح لوگ
دلہنون کو بناتے سنوارتے ہین اوسیطرح یہ بھی مجھے سنوارے اور زینت وسنگار سے آراستہ کرے۔ شیخ ابوسعید نے
اوس جوان سے ارشاد فرمایا اور اوس نے فوراً تعمیل کی ادہر شیخ نے اپنے مطبخ کے داروغہ کو حکم دیا کہ جس قدر کھانا پکتا ہے
آج اوس سے دوچند پکانا چاہیئے۔ زان بعد بڑھیا نے عرض کیا کہ حضور اس جوان سے فرمائین کہ مجھے زمین سے
اُٹھا کر تخت پر بٹھائے جسطرح دولہا دلہن کو گود مین لیکر پلنگ پر بٹھاتا ہے شیخ نے جوان سے ارشاد کیا کہ ایسا کرو اوس نے
اسکی بھی تعمیل کی جب جوان بڑھیا کو زمین سے اٹھانے لگا تو بڑھیا نے کہا اے شیخ اس جوان نے آپکے سامنے مجھے خاک سے

اوٹھایا ہے آپ اسے حکم کیجیے کہ جب اوس نے مجھے زمین سے اُٹھا کر تخت پر بٹھایا ہے تو پھر مجھے تخت سے زمین و خاک پر نڈالے یعنے اس کام کو وفا کے ساتھ انجام پہونچائے بیوفائی اور عہد شکنی نکرے شیخ نے جوان کو ایسا ہی ارشاد کیا اور اونے بدل قبول کیا

نکتہ تجدید بیعت کے بیان مین۔ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کا ارادہ کیا تو مکہ کے فتح ہونے اور اوسپر چڑہائی کرنے سے پیشتر آپنے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اہل مکہ کے پاس بطریق رسالت روانہ کیا بعد کو لوگون نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ مکیون نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرڈالا جب یہ خبر آپنے سنی تو صحابہ رضوان اللہ علیہم کو طلب کر کے فرمایا کہ آؤ مجہسے بیعت کرو اور اس بات پر عہد کرو کہ جبتک ہمارے جسمون مین جان باقی ہے اہل مکہ سے جنگ کرین گے اور کبھی پیٹھ نہ موڑینگے صحابہ نے فوراً بیعت کی اوسوقت جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے تنہ سے تکیہ لگائے ہوئے تہے اوس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہین اسی اثنا مین ایک صحابی ابن رکوع نام تشریف لائے اور بیعت کی درخواست کی جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے اس سے پیشتر سب لوگون کے ساتہہ بیعت نہین کی اونہون نے عرض کیا کہ ای رسول خدا کی تو ہے لیکن اسوقت تجدید بیعت کرتا ہون۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو دست بیعت دیا اور تجدید بیعت کو جائز رکہا مشائخ کو جو تجدید بیعت کرتے ہین اونکی یہی دلیل ہے۔ ایکدفعہ ایک جوان نے سلطان المشائخ سے تجدید بیعت کی اور اسکی وجہ یہ ہوئی کہ شاید اسے کسیکی طرف سے کچھہ تکلیف پہونچی تہی آپنے اوسکے حق مین یہ بیت ارشاد فرمائی

سلہ اے بسا شیر کان ترا آہوست ٭ اے بسا درد کان ترا دار دست ٭ اور فرماتے تہے کہ مین اپنے خواجہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے جامہ مبارک کے آگے تجدید بیعت کرتا ہون اور عجب نہین ہے کہ شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر بہی اپنے پیر کے جامہ مبارکہ کے آگے تجدید بیعت کرتے ہون۔ کاتب حروف نے ایک کتاب مین لکہا دیکہا ہے کہ پیر کے کپڑے کے آگے تجدید بیعت کرنا ایسا ہے گویا خدمت مخدوم مین تجدید بیعت کی۔ مین خدا تعالی سے امیدوار ہون کہ وہ مجہہ ضعیف وبیچارہ کو ان بزرگون کے طریقہ پر عمل کرنے کی توفیق دے اور اونکے غلامون کے سلسلہ مین داخل کرے کیونکہ مین نے اپنے خواجہ اور خواجہ کے خواجہ اور خواجگان چشت علیہم الرحمۃ والرضوان اور جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا ہے اور وہ مجہے توفیق دے کہ زبان وکان کو نگاہ رکہون اور شرع شریف کے واضح اور صاف رستہ پر رہون اور دینی کام کی توفیق اور خدا تعالی کی محبت عنایت ہو۔ اور بندگان مخدوم کے سلک مین رکہے۔ یہ ضعیف کہتا ہے بیت عہد کردیم کہ دل در خم زلف تو نہم ٭ جان مشتاق بزیر سم اسپ تو نہم ٭ ایکدفعہ ایک شخص نے سلطان المشائخ کی

سلہ یعنے عہد کر لیا ہے کہ دل تیری زلف پر پیچ مین پہنسا ہوا رکہون اور میری جان مشتاق تیرے قدمون مین ہو ۱۲

خدمت مین حاضر ہوکر تجدید بیعت کی مخدوم جہان نے اوسوقت یہ بیت زبان مبارک پر جاری کی **بیت** در عشق تو[1] کارخویش ہر روز ؛ از سر گیرم زہے سروکار ؛ **نکتہ** بیان مین اعتقاد مرید کے پیر کی خدمت مین - مریدان خوب اعتقاد کو واضح ہو کہ مرید کو چاہیے کہ اوسکا اعتقاد و محبت پیر کی خدمت مین اس حد تک پہونچ جائے اور اس درجہ پر ترقی کر جائے کہ اپنے زمانہ مین بجز اپنے پیر کے اور کسیکو نہ جانے اور اسبات کا خیال تک نکرے کہ کوئی اور خدا کی طرف پہونچا سکتا ہے چنانچہ شیخ سعدی فرماتے ہین **بیت** کہ نیست در ہمہ عالم باتفاق امروز ؛ جز آستانہ تو مقصدے وملجائے[2] ؛ اور اگر سست اعتقاد مرید کے دل مین اسبات کا خطرہ گذرے کہ دنیا مین میرے پیر کے علاوہ کوئی اور شخص بہی خدا کی طرف پہونچا سکتا ہے تو یقیناً سمجہ لینا چاہیے کہ اوسکے اعتقاد مین شیطان ملعون تصرف کرتا اور اس ہر بابی کو پیر کی مشغولی سے باہر لاتا اور اعتقاد مین خلل ڈالتا ہے اور اوسے ایسی چیز کی طرف راہ دکہاتا ہے جس سے اوسکی اعتقاد و ارادت مین فساد و بگاڑ پڑ جاتا ہے نعوذ باللہ منہ - ایکدفعہ سلطان المشائخ سے لوگون نے دریافت کیا کہ سنا ہے کہ اگر پیر مرید کے احوال مین سفر کرے اور اوسکی عمل مین کسی طرح کی خرابی پائے تو مرید کے لئے چندان خوف نہین ہے اور اگر عالم اعتقاد مین سفر کرے اور اوسے اعتقاد مین درست اور مضبوط پائے تو مرید کو امیدوار خیر ہونا چاہیے فرمایا بیشک یہ ٹہیک ہے کیونکہ اصل اس کام مین اعتقاد ہے جیسا کہ عالم ظاہر مین اصل چیز ایمان ہے جسطرح مومن کے لئے ضرور ہے کہ خدا تعالی کی وحدانیت اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت مین ایمان درست ہو اسیطرح مرید کو بہی ضرور ہے کہ پیر کے حق مین اعتقاد درست اور مضبوط ہو جیسے ایماندار آدمی گناہ کی وجہ سے کافر نہین ہوتا ویسے ہی مرید بہی جب اعتقاد مین محکم و مضبوط ہوتا ہے تو کسی لغزش کی وجہ سے اوسکی نسبت یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ طریقت سے مرتد ہو گیا کیونکہ امید ہے کہ اعتقاد کی درستی کے سبب وہ اصل کیطرف رجوع کرے گا سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ایک مرتبہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا کہ اس راہ مین مرید کا عقیدہ مقصود ہوا کرتا ہے تو جو شخص مضبوط قصد اور پاک اعتقاد سے آتا ہے اوسے قابل و لائق سمجہنا چاہیے کیونکہ عقیدہ کی بدولت اس شخص کے دل مین بہی فرحت و راحت پیدا ہوتی ہے اور اسکے عقیدہ سے اور ون کو بہی مسرت و خوشی نصیب ہوتی ہے بعدہ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ایکدفعہ لکہنوتی سے ایک شخص شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر ہوا خواجہ نے دریافت کیا کہ تم کہان سے آئے ہو اور کس نیت سے آئے ہو -

[1] تیری محبت مین اگر مین اپنا کام روز شروع کردون کیسی خوش نصیبی ہے ۱۲

[2] تیرے آستانہ کے سوا اس زمانہ مین اور کوئی جگہ پناہ و حصول مقصد کی نہین ۱۲

اوس نے عرض کیا کہ فاتحہ کی درخواست کی نیت سے شیخ شیوخ العالم نے اپنےاون یارون اور فرزندون سےجو اوس موقع پر جمع تہے فرمایا کہ فاتحہ پڑہو۔ اسکے بعد پہر ارشاد ہوا کہ تم کس غرض اور نیت سے آئے ہو اوس نے پہر وہی عرض کیا کہ فاتحہ کی درخواست کی نیت سے آیا ہون یہ سنکر خواجہ زار قطار رونے لگے اور فرمایا عقیدہ ایسا ہی ہونا چاہیئے چنانچہ آپنے دوبارہ فاتحہ کے پڑہنے کا حکم فرمایا بعد ازان ارشاد کیا کہ اس شخص کا عقیدہ اسکے فعل سے بہتر ہے کیونکہ فعل صرف اپنے ہی لیئے ہوتا ہے اور عقیدہ اپنے لیئے بہی اور غیر کے لیئے بھی۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ایکدفعہ ایک درویش کے سانپ نے کاٹ کہایا اوس نے کہا اگر میری ارادت اور عقیدت اپنے شیخ کے ساتہہ درست ہے تو مجہے کسی علاج کی حاجت نہین ہے اور اگر ارادت درست نہین تو پہر میرا مر جانا بہتر ہے۔ چونکہ وہ اپنے شیخ کی خدمت مین عقیدہ کامل رکہتا تھا لہذا اوسکے عقیدہ کی برکت سے زہر نے ذرا اثر نہین کیا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ اس درویش سے مراد جناب سلطان المشائخ کی ذات مبارک تہی جیسا کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی کرامات کے نکتہ مین بیان کیا جاچکا ہے کہ جب سلطان المشائخ حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین تشریف لیئے جارہے تہے تو سفر کے جنگل مین آپکے سانپ نے کاٹ لیا تہا اور اس بات پر دلیل کہ درویش سے مراد سلطان المشائخ کی ذات مبارک مراد ہے یہ ہے کہ خود سلطان المشائخ نے فرمایا ہے کہ شیخ شیوخ العالم شیخ فرید الحق والدین اکثر بیان فرمایا کرتے تہے کہ ایک درویش کو ایسا حال پیش آیا ہے یا ایسا کام پیش آیا ہے یہی وجہ ہے کہ جون ہی سلطان المشائخ نے یہ حکایت بیان کی مین فوراً معلوم کر گیا کہ درویش سے سلطان المشائخ کی ذات مبارک مراد ہے اور سلطان المشائخ نے اس حکایت مین وہی معنی کی رعایت کی ہے آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ ایک دفعہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے دعا کے لیئے ہاتھ اوٹہائے اور فرمایا کوئی ہے کہ اس دعا کو مجہسے یاد کرلے مین سمجہہ گیا کہ اس سے شیخ کا مقصود یہ ہے کہ مین اس دعا کو یاد کرلون چنانچہ مین نے شتابانہ لہجہ مین عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو بندہ یہ دعا یاد کرلے حضرت شیخ نے مجہے وہ دعا عنایت کی مین نے عرض کیا کہ ایک مرتبہ اسے حضور کے سامنے پڑھ لون۔ ازان بعد یاد کرون شیخ نے فرمایا اچہا پڑہو جب مین اوس دعا کو پڑہنے لگا تو آپنے اعراب کی تصحیح کرکے فرمایا کہ اسطرح پڑہو چنانچہ جسطرح آپ نے ارشاد فرمایا مین نے اوسیطرح پڑھا اگرچہ جسطرح مین پڑہتا تہا وہ بہی ایک معنی کر درست تہا الغرض وہ دعا اوسیوقت میرے ذہن نشین ہوگئی مین نے دوبارہ عرض کیا کہ حضور اب مجہے دعا یاد ہوگئی ہے ارشاد ہو تو پڑہون فرمایا ہان پڑہو۔ مین نے ساری دعا اوسیطرح پڑہی جسطرح شیخ نے مجہے تعلیم کی تہی اور جس اعراب کی تصحیح و اصلاح کی تہی اُسی آپکی اصلاح کے مطابق ادا کیا

جب مین شیخ کی خدمت سے رخصت ہوکر باہر آیا تو مولانا بدرالدین اسحاق نے فرمایا کہ تم نے بہت اچہا کیا جو دعا کے اعراب ویسے ہی پڑہے جیسے شیخ نے بتائے تہے مین نے کہا کہ اگر سیبویہ جو اس علم کا موجد اور واضع ہے اور اوسکے علاوہ اور لوگ جو اس علم کے قواعد کے بانی ہین مجہسے کہین کہ اس لفظ کے اعراب ایسے نہین ہین جیسے تونے پڑہے تو بہی مین اوسیطرح پڑہون جسطرح شیخ نے بتایا ہے اسپر مولانا بدرالدین اسحاق نے فرمایا کہ واقعی بات یہ ہے کہ شیخ کی خدمت مین جس آداب کی تم رعایت کرتے ہو وہ ہم مین سے کسیکو نصیب نہین ہوتی۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جب شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز پر مرض غالب ہوا اور رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو آپ شدت مرض کی وجہ سے روزہ نہ رکہتے تہے ایکدن کا ذکر ہے کہ آپکے سامنے خربوزہ لایا گیا اور اوسکی پہانکین کرکے سامنے رکہی گئی ہین۔ شیخ نے تناول کرنا شروع کیا اور اسی اثنا مین حضور نے مجہے ایک قاش اوٹہاکر عنایت کی اگرچہ مین روزہ سے تہا لیکن فوراً دل مین خیال پیدا ہوا کیا کہ اسے اسیوقت کہا لیجیے کیونکہ جو چیز اب شیخ شیوخ العالم کے دست مبارک سے نصیب ہوئی ہے وہ پہر کب میسر ہوسکتی ہے بہتر ہے کہ مین اسے کہالون اور اس روزہ کے کفارہ مین دو مہینے کے متصل اور پے در پے روزے رکہدون الغرض مین قاش کہانا ہی چاہتا تہا کہ شیخ نے فرمایا دیکہو ایسا مت کرو مجہے تو شرعی اجازت ہے اسوجہ سے روزہ نہین رکہتا اور تم روزہ سے ہو تمہین یہ قاش کہا کر ہرگز روزہ توڑنا نہ چاہیئے۔ مین نے تو تمہارے اعتقاد کی آزمایش کے لیے ایسا کیا ہے۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ ایکدفعہ مولانا بدرالدین اسحاق کو شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے آواز دی اور وہ اوسوقت نماز مین مشغول تہے لیکن شیخ کا ادب ہروقت ملحوظ خاطر تہا لبیک کے ساتھ جواب دیا شیخ نے فرمایا کہ ایکدن جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہانا تناول فرمارہے تہے کہ ایک صحابی کو آواز دی جو مصروف نماز تہے اونہون نے جواب دینے مین تاخیر کی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خدا اور رسول بلائین تو فوراً جواب دینا چاہیے۔ اسپر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ شیخ کا فرمان رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مانند ہے آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ شیخ شیوخ العالم شہاب الدین سہروردی قدس سرہ نے اپنے شیخ کی خدمت سے ایک مندیل پائی تہی جسے وہ ہمیشہ اپنے ساتھ رکہتے اور طرح طرح کی برکتین اور نعمتین اوس سے حاصل کرتے تہے ایکدن آپ سوتے تہے اور وہ مندیل آپکے پاؤن کی طرف رکہی ہوئی تہی اتفاق سے مندیل کو آپ کا پاؤن لگ گیا جب بیدار ہوئی تو نہایت درجہ کا قلق و اضطراب ظاہر کیا یہان تک کہ بار بار کہتے تہے مجہے امید ہے کہ کل قیامت کے روز اسی تاسف اور رنج و غم کے میدان مین حیران و سرگشتہ پہرونگا اوسوقت ذیل کی حکایت آپکی زبان مبارک پر جاری ہوئی کہ شیخ شبلی ؒ کی خدمت مین ایک شخص نے حاضر ہوکر کہا کہ مین آپکا مرید ہونا چاہتا ہون۔ شبلیؒ نے فرمایا مین ایک شرط سے تیری ارادت و بیعت قبول کرتا ہون وہ یہ کہ جو کچہہ مین حکم

دون او سپر تجہے عمل کرنا ہوگا۔ مرید نے کہا بیشک مین ایسا ہی کرون گا۔ شبلی رح نے فرمایا اچہا یہ تو بتا کہ تو کلمۂ شہادت کسطرح
پڑہتا ہے کہا مین یون پڑہتا ہون۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ شبلی رح نے فرمایا تو کلمۂ شہادت کس طرح پڑہتا ہے
یون پڑہ لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ۔ مرید نے فوراً یون ہی پڑہا۔ زان بعد شبلی رح نے فرمایا کہ عزیز من! شبلی تو آنحضرت کے
ادنیٰ اور کمینہ چاکرون مین ایک چاکر ہے۔ حقیقت مین خدا کے پیغمبر وہی ہین مجہے تیرے اعتقاد کا امتحان کرنا منظور تہا
اس لیئے تجہسے ایسا کہا۔ شیخ مجدد الدین بغدادی تحفۃ البررۃ مین تحریر فرماتے ہین کہ ایک گروہ نے تجارت کی غرض سے
سفر کا ارادہ کیا مگر ساتہ ہی اونہین اپنے مالون اور جانون کا پورا خوف تہا سب نے اتفاق کر کے ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ
علیہ کی خدمت مین حاضر ہونے کا ارادہ کیا اور آپکے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہم لوگ سفر کا عزم رکہتے ہین اگر حضور کوئی
دعا یا ورد ہمارے نامزد کرین تو بہت اچہا ہو تا کہ اوسکی برکت سے ہمارے اموال اور جانین سلامتی مین رہین شیخ نے
فرمایا خدا کے نام سے سفر کرو اور رستہ مین اگر کوئی خطرناک موقع اور دہشت و ہراس پیش آئے تو فوراً میرا نام لینا اور
کہنا ابو الحسن خرقانی انشاء اللہ تم اوس خوف و دہشت سے خلاصی پاؤ گے۔ جب تاجرون کے گروہ نے شیخ کی یہ بات سُنی تو
بعضون نے آپکے اس ارشاد کو رغبت کے کانون سے سنا اور دل سے قبول کیا اور بعدہ سب ملکر روانہ ہوئے اثناء راہ مین
راہزنون کا سامنا ہوا اور اونہون نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ جن لوگون نے اعتقاد صاف سے شیخ کے نام کے ساتھ تمسک کیا
اونہون نے خلاصی پائی اور جن لوگون نے خدا تعالیٰ کے نام اور آیات و دعوات کے ساتہ تمسک کیا ہلاک ہوئے اور اون کے
اموال غارت گئے اسبات سے دونون فرقون کا تعجب زیادہ ہوا اور حیرت پر حیرت طاری ہوئی جب سفر سے لوٹے اور شیخ کی خدمت
مین حاضر ہوئے تو شیخ نے اون سے دریافت کیا کہ کیا واقعہ پیش آیا اونہون نے عرض کیا کہ ہمین یہ معاملہ پیش آیا اور تعجب
کی یہ بات ہے کہ خدا کے نام اور دعاؤن کی برکت نے اپنا کوئی اثر ظاہر نہین کیا اور آپکے نام کی برکت سے ہم لوگ سلامت
و محفوظ رہے۔ کیا خدا کا نام بندون کے نامون سے زیادہ بابرکت اور بزرگ نہین ہے۔ شیخ نے فرمایا بیشک خدا کا نام بندون
کے نام سے بہت بابرکت اور بزرگ تر ہے لیکن بات یہ ہے کہ جس شخص کا نام تمنے ذکر کیا اوسکے مسمیٰ کو تم اچہی طرح نہین پہچانتے تہے
اور جب یہ ہے تو گویا اوسکے نام کو ذکر ہی نہین کیا اور جس گروہ نے ایسے شخص کا ذکر کیا جسے وہ کما حقہ پہچانتے تہے تو
گویا اونہون نے خدا تعالیٰ کا نام ذکر کیا اور اسبات کی تصدیق وہی شخص کر سکتا ہے جسنے حقیقت کا کچہہ ذوق چکہا ہو
اور حقیقت کار کا مشاہدہ کیا ہو۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ مین نے شیخ رفیع الدین شیخ الاسلام سے سنا ہے وہ فرماتے
تہے کہ میرا ایک قرابتی شیخ محمد اجل سنجری کا مرید تہا ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ لوگون نے اوسپر کوئی بہتان لگایا اور حکومت کیطرف سے
اوسے قید کر کے قتلگاہ مین لیگئے جلاد نے اوسے حسب قاعدہ قبلہ کی جانب کہڑا کیا مگر چونکہ اس صورت مین اوسکے پیر کی قبر

پس پشت ہوتی تہی اس لیئے وہ فوراً اوس طرف سے موںنہ پہیر کر دوسری طرف کہڑا ہو گیا چلا کر بولا کہ اے شخص ایسی حالت مین قبلہ
کی طرف موںنہ کرنا چاہیئے اوس مرد نے برجستہ جواب دیا کہ مین اپنے قبلہ کی جانب موںنہ کرکے کہڑا ہوا ہون تجہے اپنے کام مین
مصروف ہونا چاہیئے امیر حسن کیا خوب فرماتے ہین **بیت** اگرچہ ہر عرب از بہر قبلہ کعبہ نہاشد ٭ نبود قبلۂ مجنون مگر قبیلۂ لیلیٰ
سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز سے لوگون نے سوال کیا کہ ایک مرید پنجوقتہ نماز پڑہتا اور تہوڑا اسا اوراد اکرتا ہے لیکن
اوسکے دلمین شیخ کی محبت بہت کچہہ ہے اور پیر کا اعتقاد نہایت راسخ و مستحکم اور ایک مرید طاعت و عبادت مین بہت
مصروف رہتا اور تسبیح و اوراد بے اندازہ کرتا ہے۔ حج بہی ادا کر چکا ہے لیکن شیخ کی محبت اور اوسکے اعتقاد مین قصور ہے
فرمایئے ان دونون مریدون مین کونسا مرید بہتر ہے فرمایا بہتر وا فضل وہ ہے جو شیخ کا معتقد و محب ہے۔ بعد ازان آپکی
زبان مبارک پر جاری ہوا کہ جو شخص شیخ کا محب و معتقد ہو اوسکا ایک وقت متعبد سست اعتقاد کے تمام
اوقات پر ترجیح و بزرگی رکہتا ہے۔ بعد ازان سلطان المشائخ نے فرمایا کہ بعض لوگون کا مذہب یہ ہے کہ اولیاء اللہ
پیغمبرون پر بزرگی رکہتے ہین کیونکہ انبیاء علیہم السلام بیشتر اوقات خلق مین مشغول رہتے ہین یعنی امتیون کی دعوت و تلقین
مین مصروف ہوتے ہین اور اولیاء اللہ شب و روز مشغول بحق رہتے ہین اور اونہین بجز اس مشغولی کے اور کام ہی نہین ہوتا
لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ مذہب بالکل باطل ہے وجہ یہ کہ اگرچہ انبیاء علیہم السلام خلق کے ساتہہ مشغول رہتے ہین لیکن اونکی
مشغولی بحق ہونے کا زمانہ اولیاء کے تمام اوقات پر شرف رکہتا ہے۔ آپنے یہہ بہی کہا کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ
سرہ العزیز فرماتے تہے کہ ایک شخص نے مجہسے پیوند کیا تہا اور بیعت و ارادت لایا تہا لیکن جب میرے پاس سے گیا تو چند روز
تک تو اوسکا مزاج بر قرار رہا مگر بعد کو متغیر ہو گیا اور ایک اور شخص تہا کہ مجہسے بہت دور چلا گیا اور وہان بہت دنون تک
رہا اگرچہ اوسپر اسی حالت مین ایک دراز عرصہ گذر گیا لیکن اوسکی کیفیت وہی رہی ذرا تبدیل و تغیر مزاج مین واقع
نہین ہوئی اوسوقت شیخ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اس شخص نے جب سے مجہسے پیوند کیا ہے اوس زمانہ سے اسوقت تک
اوسکا مزاج ایک حال پر ہے اور کسیطرح کی تغییر واقع نہین ہوئی ہے۔ سلطان المشائخ جب بیان کرتے کرتے اس کلمہ پر
پہونچے تو آنکہون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور پرنم آنکہون سے آنسوؤن کی ندیان بہنے لگین اور اثنائے گریہ ہی مین زبان
مبارک پر یہ لفظ جاری ہوئے کہ یہ بندہ آج تک شیخ کی قدیم محبت پر برقرار ہے بلکہ اوسوقت سے کسیقدر زیادہ اونکی
محبت میرے دل مین موجود ہے۔ ایکدفعہ سلطان المشائخ سے لوگون نے سوال کیا کہ اگر کوئی مرید اپنے پیر کی خدمت مین بہت کم
حاضر رہتا ہو اور گہر مین اوسکی یاد مین اکثر اوقات مشغول رہتا ہو اوسکا کیا حکم ہے فرمایا کہ وہ بہت اچہا مرید ہے اگر
کوئی شخص پیر کی خدمت سے غائب ہوکر اوسکی یاد مین ہمیشہ مصروف رہے تو وہ اوس شخص سے بہتر ہے جو رات دن

خدمت پیر میں حاضر رہے لیکن اوسکی محبت و یاد سے بے خبر ہو۔ اسکے بعد آپنے یہ مصرع زبان مبارک پر جاری کیا **مصرع**
بیرون و درون بہ کہ درون و بیرون ؛ یعنے خدمت پیر مین حاضر رہکر غائب ہونے سے یہ بہتر ہے کہ اوس سے غائب ہوکر حاضر
رہے۔ ایکدفعہ سلطان المشائخ کی مجلس مین یہ مسئلہ چھڑ گیا کہ مرید مخدوم کی خدمت مین حاضر ہوکر زمین پر سر رکھتے اور سربسجود
ہوتے ہین۔ سلطان المشائخ نے فرمایا مین چاہتا تہا کہ خلق کو اس فعل سے منع کرون لیکن چونکہ مین نے اپنے شیخ کی خدمت مین لوگونکو
ایسا ہی کرتے دیکہا ہے اسلیئے منع نہین کیا۔ اس اثنا مین امیر حسن رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ جو لوگ مخدوم جہان کی خدمت
مین حاضر ہوتے اور ارادت و بیعت لاتے ہین اور یہ بات ظاہر ہے کہ ارادت و بیعت پیر کی محبت و عشق سے عبارت ہے تو جب یہ ہے
تو جہان عشق و محبت حاصل ہوا وہان سر زمین پر رکہنا اور مرید کو سربسجود ہونا ایک نہایت سہل خدمت ہے۔ سلطان المشائخ
نے فرمایا کہ مین نے شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ ایکدفعہ شیخ ابو سعید ابو الخیر
رحمۃ اللہ علیہ سوار ہوئے تشریف لیئے جاتے تہے رستہ مین ایک مرید سامنے سے آیا۔ چونکہ مرید پیادہ تہا آتے ہی آپکے زانو کو بوسہ
دیا شیخ نے فرمایا کہ اور نیچے مرید نے شیخ کے پاؤن کو چوما شیخ نے فرمایا اور نیچے۔ مرید نے گہوڑے کے نالو کو بوسہ دیا شیخ نے
فرمایا اور نیچے۔ مرید نے فوراً آپکے گہوڑے کے سُم کو چوم لیا۔ شیخ نے فرمایا اور نیچے۔ اب مرید زمین پر سربسجود ہوا اور شیخ کے
سامنے کی زمین کو بوسہ دیا۔ اسوقت شیخ ابو سعید ابو الخیر نے فرمایا کہ مین نے جو تجہے نیچے کا حکم فرمایا اس سے میرا یہ مقصد نہ تہا کہ تو میری
قدمبوسی کرے بلکہ منشا یہ تہا کہ تیرا درجہ بلند ہو۔ چنانچہ جون جون تو نیچے بوسہ دیتا گیا وون وون تیرا رتبہ بلند ہوتا گیا۔
کاتب حروف نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ قَالَ صُہَیبٌ رَأَیتُ عَلِیًّا یُقَبِّلُ یَدَ العَبَّاسِ وَ
رِجْلَہٗ یعنے صہیب صحابی فرماتے ہین کہ مین نے حضرت علی کو جناب عباس کے ہاتہ پاؤن چومتے دیکہا۔ سلطان المشائخ فرماتے
ہے کہ اس سے پیشتر میرے پاس ایک بزرگ زادہ سیاحت کیئے اور روم و شام دیکہے ہوئے آیا ہوا تہا ابہی وہ شخص میرے پاس بیٹہا ہی
تہا کہ اتنے مین وحید الدین قریشی آئے اور زمین پر سربسجود ہوئے۔ ایک بزرگ فرماتے ہین **بیت** شعاع[لہ] روی تو تابد از جبین
کسے ؛ کہ در پرستش تو بر نہد بخاک جبین ؛ تو وارد مسافر نے جون ہی وحید الدین کو سربسجود دیکہا تو جہنجہلا کر کہا کہ ایسا مت کر۔
کیونکہ شریعت مین کسی جگہ سجدہ کرنا جائز نہین ہے غرضکہ وہ وحید الدین سے خوب جہگڑا اور اوسپر غالب ہو گیا مین نے
نہایت نرمی کے ساتہ کہا کہ بہائی اس قدر غصہ نہو اور جہگڑا نہ کر سن یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جو حکم فرض ہوتا ہے جب
اوسکی فرضیت جاتی رہتی ہے تو استحباب باقی رہتا ہے۔ مثلاً عاشورہ کا روزہ گذشتہ امتون پر فرض تہا ہمارے پیغمبر
صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین جب رمضان کے مہینے کے روزے فرض ہوئے تو عاشورہ کے روزہ کی فرضیت منسوخ ہوگئی

لہ اوس شخص کی پیشانی سے نور چمکنے لگتا ہے جو تیری چوکہٹ سے اپنا ماتہا رگڑتا ہے ۱۲

اور استحباب باقی رہا علی ہذا القیاس گذشتہ امتون مین لوگ باہم سجدہ کیا کرتے تھے اور یہ بھی انمین مستحب تہا چنانچہ رعیت بادشاہ کو شاگرد استاد کو امتی لوگ پیغمبر وقت کو جو خاوند کو سجدہ کرتی تہی لیکن جب ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا دور دورہ ہوا تو وہ سجدہ منسوخ ہو گیا اور اوسکا استحباب جاتا رہا لیکن اباحت باقی رہی اور جب سجدہ مباح ہے تو اب ہی بتا کہ امر مباح کو منع کرنا کہان آیا ہے میری یہ تقریر سنکر وہ شخص ساکت و خاموش ہو گیا اور کوئی جواب دیتے بن نہ پڑا - بعدہ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ باوجود اسکے لوگون کا میرے سامنے سجود ہونا مجہے ناگوار معلوم ہوتا اور نہایت شاق گذرتا ہے لیکن چونکہ ہمارے شیخ کے سامنے لوگون کا یہی دستور تہا اس لئے مین منع نہین کرسکتا - کیونکہ میرے منع کرنے سے دو باتین لازم آتی ہین ایک تجہیل مشائخ دوسری تفسیق مشائخ - نعوذ باللہ منہا - ایک بزرگ فرماتے ہین **بیت**[1] در خدمت رکاب تو سر بر زمین نہادہ خورشید ز آسمان چہارم ہزار بار ؎

نکتہ خرقہ کی اصل حقیقت اور اوسے بخشش کرنے کے بیان مین - سلطان المشائخ فرماتے ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین دربار خداوندی سے خرقہ پایا اور اوسے خرقہ فقر کے ساتھ شہرت ہوئی - ازان بعد حضور نے تمام نہین تو اکثر صحابیون کو جمع کرکے فرمایا کہ مجہے خدا تعالی کے دربار سے خرقہ ملا ہے اور ساتھ ہی یہ حکم ہوا ہے کہ تم مین سے جو شخص اسکے قابل ہو اوسے عنایت کرون - یہ فرماکر آپنے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف روئے سخن کرکے فرمایا کہ اگر یہ خرقہ مین تمہین دون تو تم کیا کروگے صدیق اکبر نے عرض کیا سچائی اور راستی اختیار کرون گا طاعت خداوندی مین مصروف ہون گا سخاوت کرونگا بعدہ آپنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ بہلا اگر یہ خرقہ مین تمہین دون تو تم کیا کروگے حضرت عمر نے کہا عدل کرون گا انصاف کی کماحقہ رعایت کرون گا - پہر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف ملتفت ہوکر فرمایا کہ اگر یہ خرقہ مین تمہین عنایت کرون تو تم کیا کروگے - حضرت عثمان نے جواب مین عرض کیا کہ مال و زر خدا کی راہ مین صرف کرون گا - سخاوت و فیاضی سے کام لون گا - آخر الامر آپنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ علی اگر مین تمہین یہ خرقہ دون تو تم کیا کروگے - حضرت علی نے فرمایا کہ مین لوگونکی پردہ پوشی کرون گا مخلوق کے عیب چہپانے مین کوشش کرون گا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خرقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عنایت فرمایا اور ارشاد کیا کہ مجہے خدا کی جناب سے حکم ہوا تہا کہ جو شخص یہ جواب دے اوسیکو خرقہ دینا - سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس چالیس ہزار دینار موجود تہے - آپ وہ چالیس ہزار دینار لیکر حضرت کی خدمت مین آئے اور عجب شان سے آئے - ایک پرانی کملی سے جسم چہپائے اور تکمے کی جگہ کانٹا لگائے ہوئے - اوسوقت جبرئیل علیہ السلام بہی اسی ہیئت سے تشریف لائے

[1] تیری خدمت مین آفتاب آسمان چہارم سے ہزار بار زمین پر سر رکہتا ہے ۱۲

ایک کملی اوڑہے ہوئے اور تکمہ گہنڈی کی جگہ کانٹا لگا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل! یہ کیا صورت بنا رکہی ہے جبرئیل نے عرض کیا کہ ای رسول اللہ آج تمام آسمانی فرشتونکو حکم ہوا ہے کہ صدیق اکبر کی موافقت مین کملی اوڑہین اور گہنڈی کی جگہ کانٹا لگائین چنانچہ آج تمام فرشتون کا یہی لباس ہے۔ اسموقع پر سلطان المشائخ نے یہ دو مصرع زبان مبارک پر جاری کیے

بیت شکرانہ چل ہزار دینار دہند ÷ تا مسیح گلیم عشق را بار دہند ÷

زان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جب جنید رحمۃ اللہ علیہ نے شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ پہنایا تو زبان مبارک سے یون ارشاد فرمایا کہ جو کچہ پیر ہمارے بارہ مین بجالائے تہے ہم اوسے تیرے حق مین بجالائے باقی کام خدا تعالی کا ہے۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ جو خلعت شیخ کی خدمت سے ملا ہے اور اوسنے شیخ کی صحبت پائی ہے اوسے غیر شخص کو دینا ناجائز ہے لیکن اگر اور لوگ تبرکاً اوسے دہو کر پہنین تو مضائقہ نہین مگر بہتر یہی ہے کہ اوسے دہوئین بہی نہین۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ پیر کی صحبت اوٹہائے ہوئے تحفون کی نسبت اگر کوئی شخص وصیت کر جائے کہ اونہین میرے ساتہہ قبر مین دفن کر دینا تو اوسکی وصیت کے مطابق عمل کرنا اور اونہین اوس شخصکے ساتہہ قبر مین دفن کرنا درست ہے۔ علی ہذا القیاس اگر کوئی شخص باینمضمون وصیت کر جائے کہ پیر کے دیئے ہوئے تحفے میری نیکبخت اور صالح اولاد کے حوالہ کر دینا تو اوسکی وصیت کے مطابق صالح اولاد کو دینا واجب و ضروری ہے۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ مین نے ایکدفعہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت سے خرقہ پایا اور وہ خرقہ چشتی کمل کا تہا خدا کا شکر ہے کہ پیر کا عطا کیا ہوا خرقہ اسوقت تک میرے پاس موجود ہے۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے انتقال کے بعد جب لوگون نے آپکی نعش مبارک قبر مین اوتاری تو وہ خرقہ جو حضور نے شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت سے حاصل کیا تہا آپکے جسم مبارک پر ڈالدیا اور جناب شیخ شیوخ العالم کا مصلی آپکے سراہنے رکہا اور اسیطرح آپکی نعش مبارک کو مع ان تحفون کے دفن کیا۔ کاتب حروف یہ بہی عرض کرتا ہے کہ میرے جد بزرگوار سید محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو جامے حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز اور جناب سلطان المشائخ اور شیخ شیوخ العالم کے پوتے شیخ علاؤ الدین سے پائے تہے اور جنہون نے اولیاء خدا کی صحبت اوٹہائی تہی آپ کے دست مبارک سے ایک جگہ سیئے ہوئے والد بزرگوار سید مبارک محمد کو پہنچے تہے خدا کا شکر ہے کہ وہ دولت کاتب حروف کے خاندان مین اسوقت موجود ہے۔ انکے علاوہ دوسرے جامے جو والد بزرگوار اور چچاؤن کو سلطان المشائخ کی خدمت سے حاصل ہوئے تہے اس خاندان مین موجود ہین۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ قیامت کے روز اس گروہ مین سے بعض لوگ چورون کے جرگہ مین جمع کیے جائینگے وہ کہین گے کہ ہم نے تو کبہی چوری نہین کی جواب ملیگا کہ بیشک تم نے کسیکا مال و متاع تو نہین چرایا لیکن مردون کا جامہ پہنا اور اون کا سا عمل نہین کیا۔ انجام کار یہ لوگ پیرون کی شفاعت سے نجات پائین گے۔

سلطان المشائخ یہ بھی فرماتے تھے کہ ایک شخص عزیز بشیر نام بداؤن سے دہلی مین آیا اور قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ
علیہ کے فرزند رشید مولانا ناصح الدین کی خدمت مین حاضر ہوا۔ جب اوسے ایک عرصہ آپکی خدمت مین گذر چکا تو خرقہ
کا خواستگار ہوا اور یہی نیت ایک اور جماعت نے بھی کی۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ چند درویش حوض سلطان پر جمع تھے کہ اتنے
مین وہ درویش بھی آ حاضر ہوا جو خرقہ کی طلب مین تھا لیکن جون ہی اسنے حوض سلطان کو دیکھا بے ساختہ زبان سے نکل گیا
کہ یہ کیا حوض ہے بداؤن کا حوض ساغر اس سے بہتر ہے محمد کبیر بھی وہان موجود تھے جب اونہون نے اوس شخص کی زبان سے
یہ بات سنی مولانا ناصح الدین سے کہا کہ اس بے ادب اور دروغگو کو خرقہ نہ دینا چاہئے چنانچہ مولانا ناصح الدین نے محمد کبیر کے
کہنے کے مطابق اوسے خرقہ نہ دیا۔ شیخ نصیر الدین محمود قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ مین نے سلطان المشائخ قدس اللہ
سرہ العزیز کو فرماتے سنا ہے کہ اس ضعیف نے بہت لوگون کو خرقہ دیا ہے لیکن اون مین چار شخص تو ایسے ہین جنہین
خرقۂ ارادت دیا گیا ہے اور باقی لوگونکو خرقہ تبرک۔ اور شیخ بہاؤ الدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ
جس قدر خرقے ہم نے لوگون کو دیئے ہین اون مین پانچ یا چھ خرقے تو خرقہ ارادت تھے اور باقی سب خرقے تبرک کا
دیئے گئے ہین۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ سلطان المشائخ نے جو فرمایا ہے کہ۔ اس ضعیف نے بہت لوگون کو بہت سے
خرقے دیئے ہین مگر خرقہ ارادت صرف چار ہی شخصون کو دیئے ہین۔ اس فرمانے مین کیا حکمت تھی۔ سو واضح ہو کہ حضرت
سلطان المشائخ کے ہزارون بندگان خدا مرید تھے اور آپنے سب کو ارادت و بیعت مین قبول کر کے کسیکو کلاہ اور کسیکو خرقہ عنایت
کیا تھا لیکن اس سے آپکی مراد یہ تھی کہ خرقۂ ارادت صرف اون ہی لوگونکو ملا ہے جو مرید حقیقی تھے اور مرید حقیقی کی تفصیل سابق
مین سلطان المشائخ کے بیان سے گذر چکی جہان آپنے مرید کی قسمین بیان فرمائی ہین۔ یا یون کہیئے کہ سلطان المشائخ
کی ان سے وہ مرید مراد ہین جو تمام افعال و احوال مین پیر کے تابع ہین اور پیر کی روش سے سر مو تجاوز نہین کرتے
یہان تک کہ پیر کے ساتھ انتہا درجہ کی متابعت اور اتحاد کی وجہ سے نفس واحد کے مانند ہو گئے ہین جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ الفقراء
کنفس واحدۃ یعنے تمام فقرا ایک نفس کے مانند ہین مصرع بیگانگی منیت تو مائی و تو ماہیم :- کاتب حروف نے خاص سلطان المشائخ
کے قلم مبارک سے یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی ہے رَأَیْتُ بِخَطِّ شَیْخِ الْاِسْلَامِ شِہَابِ الدِّیْنِ السُّہْرَوَرْدِیِّ اَنَّہٗ ذَکَرَ
اَنَّ لُبْسَ الْخِرْقَۃِ اِلَی الْجُنَیْدِ وَبَعْدَہٗ اِخْتَصَرَ عَلَی الصُّحْبَۃِ وَغَیْرُہٗ مِنَ الْمَشَائِخِ عَنْعَنَۃَ الْخِرْقَۃِ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ وَاعْتَمَدَ السُّہْرَوَرْدِیُّ عَلٰی حَدِیْثِ ابن خالد وللمشائخ فیہ طریقتان الطریقۃ الحسن البصری والطریقۃ
الکمیلیۃ فانہ البس علیہ السلام علیا وھو البس الحسن البصری والکمیل ابن زیاد فخرقۃ الحسن البصری معروفۃ واما الکمیل
البس عبد الواحد بن زید والبس ھو ابا یعقوب النسوی والبس ھو ابا یعقوب النہرجوری والبس ھو ابا عبد اللہ

بن عثمان والبس ہو ابا العقوب الطبری والبس ہو ابا القاسم بن رمضان والبس ہو ابا العباس ابن ادریس والبس ہو

داؤد بن محمد المعروف بخادم الفقراء والبس ہو محمد بن مالک والبس ہو اسمعیل القصری والبس ہو شیخنا ابا الحسنات احمد بن عمر

العصوفی والبس ہو ہذا الفقیر۔ یعنے سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ مین نے شیخ الاسلام شہاب الدین سہروردی کی قلم سے لکھا دیکھا ہے کہ آپنے خرقہ پہنانے کا ذکر کیا ہے اور اسکی نسبت حضرت جنید رضی اللہ عنہ کی طرف کی ہے۔ شان لبعد صحبت پر انحصار کیا ہے لیکن انکے علاوہ اور مشائخ نے یکے بعد دیگرے نسبت کرتے ہوئے اس سلسلہ کو جناب رسول صلے اللہ علیہ وسلم تک پہونچایا ہے یعنے خرقہ پہنانے کی نسبت بہت سے واسطون کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے اور شیخ شہاب الدین سہروردی کا اعتماد ابن خالد کی حدیث پر ہے اور مشائخ کے نزدیک خرقہ پہنانے کے دو طریقے ہین ایک طریق تو حضرت حسن بصری کی طرف منسوب ہے اور دوسرا کمیل بن زیاد کی جانب جنکا خلاصہ یہ ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خرقہ پہنایا اور حضرت علی نے حسن بصری اور کمیل بن زیاد کو پہنایا۔ چونکہ حسن بصری کا خرقہ معروف ومشہور ہے اس لیئے اوسے چھوڑ کر کمیل بن زیاد کے خرقہ کی قدرے تفصیل کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ کمیل بن زیاد نے عبد الواحد بن زید کو اور اونہون نے ابو یعقوب نسوی کو اور ابو یعقوب نے ابو یعقوب نہرجوری کو اور اونہون نے ابو عبد اللہ بن عثمان کو اور ابو عبد اللہ نے ابو یعقوب طبری کو اور اونہون نے ابو القاسم بن رمضان کو اور اونہون نے ابو العباس بن ادریس کو اور اونہون نے داؤد بن محمد المعروف بخادم الفقراء کو اور اونہون نے محمد بن مالک کو اور اونہون نے اسمعیل قصری کو خرقہ پہنایا اور اسمعیل قصری نے ہمارے شیخ ابو الحسنات احمد بن عمر صوفی کو اور اونہون نے اس فقیر کو پہنایا۔ **نکتہ** مشائخ قدس اللہ ارواحہم واسرارہم العزیز کی خلافت کے بیان مین حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز سے مولانا فصیح الدین نے دریافت کیا کہ مشائخ کی خلافت کا سزاوار کون شخص ہے اور یہ منصب کس شخصکو مل سکتا ہے فرمایا جس شخص کے دل مین خلافت کی توقع نہو۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ شیخ ظہیر الدین سقا میرے پاس آکر کہا کرتا تہا کہ جسے مرید کرتا ہون وہ دوسرے شیخ کا مرید ہو جاتا ہے اور مجہپر اوسے ترجیح دیتا ہے مین نے ایکدفعہ اوس سے کہا کہ تجہے شیخ الاسلام بہاؤ الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی طرف سے اسبارہ مین اجازت خاص ہوئی تہی یا نہین اوس نے بیان کیا کہ کوئی خاص اجازت نہین ہوئی تہی مین نے یہ سنکر فوراً دلمین خیال کیا کہ جس شخصکو شیخ کی طرف سے بیعت و مرید کرنے کی اجازت نہین ہوئی اوسکی یہی کیفیت ہوتی ہے۔ ایکدفعہ چند لوگون نے حضرت سلطان المشائخ سے دریافت کیا کہ وہ کون کون اوصاف ہین جنکی وجہ سے آدمی مشائخ کی خلافت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ اس کام کی لیئے بہت سے اوصاف درکار ہین لیکن جس زمانہ مین کہ خواجہ نے مجہے دولت خلافت

عنایت فرمائی تھی ایکدن مجھسے یون فرمایا تہا کہ خدا تعالی نے مجھے علم عشق عقل تینون چیزین عنایت فرمائی ہین اور جو شخص ان تین چیزون کے ساتھ موصوف ہو اوسے مشائخ کی خلافت سزاوار ہے۔ مین نے خواجہ سے یہی سنا ہے کہ مشائخ رحمہم اللہ جب اپنی خلافت سے کسیکو مشرف کرتے ہین تو اوسکے تین طریقے ہین ایک جو سب سے بہتر اور محکم تر ہے جسے حمانی کہتے ہین اور جس مین بہت سی خیر و برکت مضمر ہوتی ہے یہ ہے کہ پیر کو کسیکے بارے مین خدا تعالی کی طرف سے الہام ہو اور حق تعالی بغیر واسطہ شیخ کے دل مین یہ بات ڈالدے کہ فلان شخص کو خلافت کا معزز منصب دینا چاہئیے کیونکہ وہ اسکے قابل ہے۔ دوسرے یہ کہ شیخ مرید کے معاملہ مین انتہا سے زیادہ غور کرے اور اجتہاد کرکے اپنی خلافت عنایت کرے لیکن یہ طریقہ پہلے طریقہ سے کم درجہ رکھتا ہے کیونکہ قاعدہ کے مطابق اجتہاد مین صواب و خطا دونون کا احتمال ہوتا ہے تیسرے یہ کہ کسیکی شفاعت و عنایت کی وجہ سے شیخ خلافت دیدیتا ہے اور یہ طریقہ اوپر کے دونون طریقون سے ادنی ہے۔ اسی اثنا مین لوگون نے سلطان المشائخ سے دریافت کیا کہ جس صورت مین پیر نے اوسے خوشی کے ساتھ اجازت نہین دی ہے بلکہ لوگونکی سعی سفارش سے خلافت میسر ہوگئی ہے تو اب شیخ کا منصب و عہدہ اوسے مل سکتا ہے۔ فرمایا ایسی صورت مین کیونکر مل سکتا ہے بعدہ آپنے فرمایا کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے خلیفہ مولانا فخر الدین صفاہانی بلگرام مین رہتے تھے ایکدفعہ اونہون نے وہان سے ایک شخص داؤد نامی درویش کو شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین بھیجا اور خلافت کی التماس کی کہ یہان کے لوگ مجھسے مزاحمت کرتے اور کلاہ مانگتے ہین لہذا حضور مجھے خلافت کا منصب عنایت کردین اس زمانہ مین مَین بھی شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر تھا۔ جون ہی مولانا فخر الدین کے فرستادہ نے یہ گذارش خدمت اقدس مین کی آپکے چہرہ مبارک سے ناگواری کے آثار نمایان ہوئے اونکی التماس کو قبول نہ فرمایا اور ایک مدت تک فرستادہ بے غرض پڑا رہا۔ ایک دفعہ مین نے تنہا اور ایکدفعہ شیخ شیوخ العالم کے فرزند رشید جناب مولانا شہاب الدین کے ساتھ شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین اوسکا ذکر کیا اور نہایت بہتر و عمدہ طریقہ کے ساتھ کیا مگر ہر دفعہ ناخوشی اور بے رضامندی کے آثار شیخ مین ظاہر ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ عطیہ حقتعالے ہے آرزو سے حاصل نہین ہوتا جو شخص اس کے قابل ہوتا ہے وہ اس سے ہمیشہ اعراض و پہلوتہی کرتا ہے۔ تیسری دفعہ مین نے ایک ایسے موقع پر جو نہایت ہی عمدہ اور خوش وقت تھا مولانا فخر الدین کے بارے مین عرضداشت کی اس دفعہ حضور نے فرمایا کہ مولانا نظام الدین! تم کیا کہتے ہو۔ مین نے عرض کیا مخدوم حاکم ہین مولانا مخدوم بظاہر درویشی مین مشغول معلوم ہوتے ہین آپنے مہربانی و عنایت سے فرمایا کہ مولانا بدر الدین اسحاق سے اوسکے لئے خلافت نامہ لکھوالو چنانچہ جب خلافت نامہ مرتب ہوگیا تو مولانا فخر الدین کو بھیجدیا گیا۔ اسکے بعد اتفاق سے ایکدفعہ مولانا فخر الدین سے

دہلی مین ملاقات ہوئی مین نے اونکی خلافت کی کیفیت اور اس غرض منصب حاصل ہونے کا واقعہ دریافت کرنا شروع کیا
مین نے دیکہا کہ اونہین میرا یہ سوال شاق وگران گذرا فوراً میرے دلمین خیال آیا کہ جو کچھہ شیخ شیوخ العالم انکے بارہ
مین فرماتے تہے وہ بالکل ٹہیک تہا اور مین غلطی پر تہا۔ مولانا ضیاء الدین برنی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے فرماتے
ہین کہ مین ایکدفعہ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر تہا۔ اشراق کے وقت سے چاشت تک
آپکے جان بخش کلمات اور روح افزا گفتگو سننے مین مشغول رہا۔ اوسروقت بہت سے بندگان خدا سلطان المشائخ قدس اللہ
سرہ العزیز کی خدمت مین بہ نیت ارادت حاضر ہوئے اور دولت ابدی سے مشرف ہوئے اسوقت میری دلمین
خطرہ گذرا کہ مشائخ سلف مرید کرنے مین نہایت احتیاط کرتے اور خوب غور و تامل کرنیکے بعد کسیکو مرید کیا کرتے تہے
سلطان المشائخ اپنے انتہا درجہ کی کرم و مہربانی کی وجہ سے عام و خاص کی دستگیری کرتے اور بغیر امتحان و امتیاز کے
لوگون سے بیعت لیتے ہین۔ میرے دلمین آیا کہ آپ سے اسبارہ مین دریافت کرنا چاہیئے لیکن چونکہ حضور مکاشف
عالم تہے فوراً میرے اس خطرہ سے واقف ہوگئے اور میری طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے کہ مولانا ضیاء الدین! تم
ہر بات کو مجہسے دریافت کرتے ہو لیکن کبہی یہ نہین پوچہتے کہ مین بغیر تحقیق کیئے آنیوالونکو بیعت کے سلسلہ مین کیون
داخل کرلیتا اور بے تفتیش ہر شخص کے ہاتہ مین دست بیعت کیون دیدیتا ہون۔ سلطان المشائخ کی یہ بات سنکر مین سر سے
پاؤن تک لرز اوٹہا اور حضور کے قدمون مین گرکر عرض کیا کہ ایک عرصہ سے یہ مشکل و دشواری مجہے درپیش تہی آج
بہی میرے دلمین یہ خطرہ گذرا تہا۔ چونکہ مخدوم کا باطن اوسپر پہلے ہی سے مطلع ہوگیا اسلیئے اوسے زبان سے
عرض کرنا گستاخی و بے ادبی ہے فرمایا کہ سنو۔ خدا تعالی نے ہر زمانہ مین اپنی حکمت بالغہ کی ایک خاصیت پیدا کی ہے
یہی وجہ ہے کہ ہر زمانہ کے آدمیون کا طریقہ اور رواج و رسم علیحدہ اور جدا ہوتا ہے اور زمانہ کی رفتار لوگون مین
اسدرجہ اثر کرتی ہے کہ زمانہ موجودہ کے لوگون کے مزاج اور طبیعت گذشتہ لوگون کے اخلاق و طبائع کے ساتھ
بالکل مشابہت نہین رکہتے البتہ بہت کم آدمی ایسے ہوتے ہین جنکی طبیعتین پہلے لوگونکی طبیعتون سے ملتی جلتی ہین
اور یہ بات تجربات سے خوب واضح ہوئی ہے جب اس قدر بات معلوم کرچکے تو یہ بہی معلوم کرو کہ مرید کی اصل ارادت یہ ہے
کہ وہ غیر حق سے قطع تعلق کرکے مشغول بحق ہوجائے جیسا کہ اسکی تفصیل و تشریح سے کتب سلف مملو ہین سلف کا
قاعدہ تہا کہ جبتک مرید مین کلی انقطاع نہ دیکہتے تہے اوسکے ہاتہ مین دست بیعت نہ دیتے تہے لیکن شیخ ابو سعید
ابوالخیر کے زمانہ سے جو خدا تعالی کی آیتون مین سے ایک آیت تہے۔ شیخ سیف الدین باخرزی کے عہد تک اور شیخ
شیوخ العالم شہاب الدین سہروردی کے عہد مبارک سے حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز

گزرزمانہ تک ایک اور ہی طریقہ نے جلوہ گری کی تہی ان اولوالعزم اور جلیل القدر بادشاہون کے دروازون پر جنکے علو اور جاہ
اور کرامات شرح سے مستغنی ہین ہر وقت ہجوم خلائق رہتا تہا اور ہر چہار طرف سے علما و شلحا امرا مشاہیر معارف اور
دیگر لوگ جوق جوق آتے تہے اور اخروی ہہلکات کے خوف سے اپنے تئین ان عاشقان خدا کی پناہ مین ڈالدیتے
تہے یہ مشائخ رحمہم اللہ بغیر تحقیق و تفتیش کے عام و خاص سے برابر بیعت لیتے اور سلسلۂ ارادت مین داخل
کرلیتے تہے اور ہر ایک شخص کو علی حسب مراتب کسیکو خرقۂ توبہ کسیکو خرقۂ تبرک عنایت فرماتے تہے کیونکہ یہ ممکن نہتہا
کہ محبوبان خدا کا سا معاملہ ہر شخص کے ساتہ دوسرون پر قیاس کرکے برتا جاتا۔ پس شیخ ابوسعید ابوالخیر اور
شیخ سیف الدین باخرزی اور شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ
اسرارہم لوگونکو اسیطرح مرید کیا کرتے تہے جسطرح کہ مین کرتا ہون اور اس زمانہ کے موافق یہی ٹہیک بات ہے
کیونکہ اگر خدا تعالی کا ایک محبوب اور پسندیدہ شخص ایک جہان کے گناہگارون کو اپنے سایۂ حمایت مین لینا چاہے
تو لے سکتا ہے۔ اب مین تمہارے جواب کی طرف متوجہ ہوتا ہون۔ سنو! مین جو مریدون سے بیعت لینے مین زیادہ
احتیاط اور تفتیش نہین کرتا ہون اسکی چند وجہین ہین۔ ایک یہ کہ مین تواتر سنتا ہون کہ بہت سے لوگ میری
بیعت مین داخل ہونے سے معصیت و گناہ سے باز رہتے ہین۔ نماز جماعت سے ادا کرتے ہین اوراد و نوافل
مین مشغول و معروف ہوتے ہین اگر مین اون سے پہلے ہی حقیقت ارادت کے شروط و قیود اون سے بیان کرون اور اون
شرائط کے بجا لانے پر مجبور کرون نیز خرقۂ توبہ اور خرقۂ تبرک جو خرقۂ ارادت کے قائم مقام ہے اون تو اس قدر خیرات
و بہلائیان جو اون سے ظہور مین آتی ہین وہ اون سے محروم و بے نصیب رہین۔ دوسرے یہ کہ مجہے شیخ کامل مکمل سے
اسبات کی اجازت ہے کہ بغیر کسی سفارش یا التماس یا وسیلہ کے بدون کہی تفتیش و کرید کے لوگون سے بیعت لون
اور جب مین دیکہتا ہون کہ ایک مسلمان آدمی عجز و اضطراب اور مسکنت و بیچارگی کے ساتھ میرے پاس آتا اور
بعد الحاح کہتا ہے کہ مین تمام گناہون سے توبہ کرتا ہون تو مجہے اوس سے بیعت لینے مین کون چیز مانع ہوسکتی ہے
خاصکر جبکہ میری نیت مین اوسکے صادق ہونے کا غالب احتمال ہوتا ہے پس ایسی صورت مین مجہے اوس سے بیعت
لینا ضرور ہو جاتا ہے قطع نظر اسکے مین نے نہایت ثقہ اور راستباز لوگون سے سنا ہے کہ جو لوگ میری ارادت و
بیعت مین داخل ہوتے ہین وہ تمام گناہون سے الگ ہو جاتے ہین۔ ان سب باتون کے علاوہ ایک اور وجہ
بہی ہے جو سب سے زیادہ قوی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایکدن مین شیخ شیوخ العالم فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز
کی خدمت مین حاضر تہا آپنے قلم دوات اوٹہا کر مجہے دی اور فرمایا تم تعویذ لکہو کیونکہ مرید کو تعویذ لکہنے کی بہی

اجازت ہونی چاہیئے مین تمہین تعویذ لکھنے کی اجازت دیتا ہون اور کہتا ہون کہ جو حاجتمند تمہارے پاس آئے اوسے تعویذ لکھکر دو مین نے قلم اوٹھاکر تعویذ لکھنا شروع کیا اور نہایت افسردہ دلی اور ملالت کے ساتہ لکھنا شروع کیا شیخ شیوخ العالم نے مجھ مین ملالت کے آثار دیکھے اور معلوم کیا کہ مین دعا لکھنے سے ملول ہو گیا ہون تو حضور نے فرمایا مولانا نظام الدین تم ابہی سے دعا لکھنے سے ملول و رنجیدہ ہو گئے جسوقت تمہارے پاس بہت سے حاجتمند آئینگے اور سائل ہجوم کرینگے اسوقت تمہارا کیا حال ہوگا۔ چونکہ اسوقت بالکل تنہائی تہی مین شیخ شیوخ العالم کے قدمون مین گر پڑا اور نہایت عجز و انکسار کے ساتہ عرض کیا کہ مخدوم نے مجھے بیحد بزرگی عنایت فرمائی ہے اور خلافت کا معزز و ممتاز منصب جسکے مقابلہ مین کوئی دولت و شرف نہین ہو سکتا حضور نے محض اپنی عنایت سے مرحمت کیا ہے۔ مین ایک طالب علم شخص ہون اور دنیا اور اہل دنیا کے اختلاط سے ہمیشہ متنفر اور یہ کام ایک ایسا عظیم الشان عہدہ ہے جو مجھ ضعیف و بیچارہ کے بس کا نہین ہے مجھے تو یہی مخدوم کی ارادت اور نظر شفقت کافی و وافی ہے۔ جب مین نے شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین یہ عرض داشت کی تو حضور نے فرمایا کہ نہین نہین یہ کام تم سے نہایت خیر و خوبی کے ساتھ انجام پائیگا۔ مین نے دوبارہ الحاح و عاجزی کے ساتہ اس کام سے علیحدگی اور سبکدوشی کی درخواست کی میری اس معذرت سے آپ پر ایک حالت طاری ہوئی فوراً سیدہے ہو کر بیٹھ گئے اور مجھے اپنے پاس بلاکر فرمایا نظام! مجھے بتاؤ کہ کل قیامت کے روز بندۂ مسعود کو درگاہ بے نیازی مین عزت و آبرو ملیگی یا نہین اگر ملیگی تو مین تم سے عہد کرتا ہون کہ جبتک اون لوگو نکو اپنے ہمراہ جنت مین نہ لیجاؤن گا جنہنے تم سے بیعت لی ہے اوسوقت تک خود بہشت مین ہرگز قدم نرکہون گا شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہین **بیت** ماندار یم غم دوزخ و سودائے بہشت ٭ ہر کجا خیمہ زدی اہل دل آنجا آیند ٭ یعنے ہمین دوزخ کا خوف ہے نہ بہشت کا خیال جس جگہ تیرا خیمہ گڑے گا اہل دل وہین موجود ہو جاینگے الغرض سلطان المشائخ جب بیان کرتے کرتے یہان تک پہونچے تو آپنے مسکرا کر فرمایا کہ مجھے خلافت اسطرح دی گئی ہے اور میری کیفیت یہ ہے کہ کبہی یہ کام مجھ سے عمدہ و نیک ہوتا ہے اور کبہی نہین بہی ہوتا مین نہین جانتا کہ جو لوگ تمام عمر اوس کام کے درپے رہتے اور حیلہ و مکر اور سچ جہوٹ کے ساتہ اس اہم اور نہایت تنگ کام مین ہاتہ ڈالدیتے ہین اون سے کیون کر بن آتا ہے پس جبکہ مین یقیناً جانتا ہون اور نیز اپنی آنکہ سے مشاہدہ کر چکا ہون کہ میرے شیخ واصل درگاہ بے نیازی تہے اور ایک ایسے شریف و بزرگ مشرب سے خرقہ پہنا تہا جس سے کہ شیخ بایزید اور جنید اور دیگر مستان عشق خدا نے خرقہ پہنا تہا ایسے کامل مکمل شیخ جب اون لوگون کے بارہ مین جنہنے مین بیعت لیتا ہون یون فرماتے ہین کہ مین اونکے بہشت مین داخل کرانے کا ذمہ وار ہون تو پہر اب کونسی ایسی بات ہے جو مجھے بیعت لینے سے

مانع ہوسکتی ہے۔ یہ ضعیف کہتا ہے **بیت** بدست گیر و بیرون آر و دستگیری کن ٭ کہ جز محبت تو ہیچ دستگیر ندارم ٭ یعنے تو میرا ہاتھ پکڑ کر باہر لا اور دستگیری کر۔ کیونکہ مین تیری محبت کے سوا اور کوئی دستگیر نہین رکھتا۔

نکتہ شیخ کے حال وکیفیت کے بیان مین۔ کاتب حروف نے حضرت سلطان المشائخ کی قلم مبارک سے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ ادنی حال الشیخ ان یکون موصوف باوصاف اولہا ان یکون مرادا حتی یمکنہ تربیۃ المرید والثانی ان یکون سالکا حتی یقدر علی الدلالۃ والثالث ان یکون مودبا حتی یؤدب والرابع ان یکون جوادا غیر ملتفت الی الکون والخامس ان لایکون طامعا فی مال المرید والسادس اذا امکنہ العظۃ بالاشارہ لایعظہ بالعبارۃ والسابع اذا امکنہ التادیب بالرفق لا یؤدب بالعنف والثامن ما امر بفعلہ امر المرید بفعلہ التاسع مانہی عنہ نہی المرید عنہ ویتر جر عنہ والعاشر اذا قبل المرید بتہ تعالی فلا یردہ لاحد فان کان الشیخ بہذہ الصفۃ لایکون المرید الاصادقا۔ یعنے شیخ کا ادنی اور کمتر حال یہ ہے کہ وہ چند اوصاف کے ساتھ موصوف ہو۔ اول صفت یہ ہے کہ وہ مراد ہو ومطلوب ہوتا کہ مرید کی تربیت کرنے پر کما حقہ قدرت رکہے دوسری صفت یہ ہے کہ شیخ راہ یافتہ ہوتا کہ مرید کو راہ دکہا سکے تیسری یہ کہ صاحب آداب ہوتا کہ مرید کو ادب دے سکے چوتہی صفت یہ ہے کہ شیخ صاحب جود وعطا ہو۔ ریا ونمود نام کو نہ ہو اور دنیا کی طرف ذرا ملتفت نہ ہو پانچوین یہ کہ مرید کے مال مین طمع نکرے۔ چہٹی صفت یہ ہے کہ جہانتک بن پڑے مرید کو نرمی اور دلیری کے ادب دے اور تربیت کرے سختی و بے مروتی کے ساتہ برتاو نہ کرے ساتوین یہ کہ جہان تک اشارہ اور کنایہ کے ساتہہ مرید کو نصیحت کرنی ممکن ہو صراحت اور زبان کے ساتہ نکرے۔ آٹہوین صفت یہ ہے کہ جس بات کا شیخ مامور ہے مرید کو اوسکے بجالانے کا صراحۃً حکم کرے نوین یہ کہ جس چیز سے خود منع کیا گیا ہے مرید کو بہی اوس سے باز رکہے۔ دسوین صفت یہ ہے کہ جسوقت مرید کو اللہ تعالی کے لئے قبول کرے پہر اوسے کسی اور کی طرف نہ پہیرے۔ پس اگر شیخ ان دس صفتون کے ساتہ موصوف ہوگا اوسکا مرید صادق ومشتباز ہوگا۔

نکتہ ولی اور ولایت کے بیان مین۔ سلطان المشائخ قدس سرہ فرماتے تہے کہ اولیا کا مرتبہ تین قسم پر ہے۔ ایک یہ کہ ایک شخص ولی ہوتا ہے لیکن نہ تو خود اوسے ہی اپنے حال کی خبر ہوتی ہے نہ مخلوق ہی اوسکے حال سے واقف ہوتی ہے دوسری یہ کہ مخلوق تو جانتی ہے کہ وہ اولیا مین سے ہے مگر وہ خود نہین واقف ہوتا کہ مین ولی ہون۔ تیسرے یہ کہ ولی واقف ہوتا ہے یعنے خود بہی جانتا ہے کہ مین ولی ہون اور مخلوق بہی اوسے ولی جانتی ہے۔ زان بعد حضور نے فرمایا کہ ابنیا کو کبہی عزل نہین ہوتا۔ امام ابوالقاسم قشیری کے رسالہ مین لکہا ہے کہ ولی کے دو معنی ہین۔ اول یہ کہ ولی وہ ہے جو حق تعالی کو تمام امور مین اپنا متولی اور کارساز بناتا ہے اسوقت ولی بر وزن فعیل مفعول کے

معنی مین ہوگا جیساکہ خدا تعالی فرماتاہے وہو یتولی الصالحین یعنی خدا تعالی نیکبختون کا متولی وکارساز ہے۔ پس اونہین
اونکے نفسون کے ہاتہ مین ایک لحظہ نہین چہوڑتاہے بلکہ ہر وقت اونکا متولی اور کارساز رہتاہے۔ دوسرے یہ کہ ولی وہ
شخص ہے جسپر خدا تعالی کی طاعت وعبادات پورے طور پر غالب ہون یعنی خدا تعالی اوسکی عبادت وطاعت کو
متواتر اور پے درپے جاری رکہے اور بیچ مین کوئی معصیت وگناہ حائل نہ ہو۔ اسصورت مین فعیل فاعل کا مبالغہ ہوگا
توجس شخص مین یہ دونون باتین پائی جائینگی وہ حقیقت مین ولی ہوگا۔ ولی کو اپنے تئین ولی نہ جاننا جائز ہے
کہ نہین؟ اس مین مشائخ کا اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ اگر ولی اپنے تئین ولی نہ جانے تو یا وسے جائز ہے کیونکہ
ولی اپنے نفس کو نہایت حقیر وذلیل دیکہتاہے اگر اس حالت مین اوس سے کوئی کرامت ظہور مین آتی ہے تو وہ ڈرتا
ہے کہ مبادا یہ مکر ہو۔ پس یہ حال خوف کا موجب ہے اور یہ خوف اسبات کا احتمال رکہتاہے کہ عاقبت وانجام
اوسکے حال کے برخلاف ہو توجو لوگ استحال اور اس قول کے قائل ہین۔ وہ ولایت کی شرط وفائے مآل بتاتے
ہین یعنے اگر معاملہ انجام ومآل کے موافق ہوا تو ولی ہے ورنہ نہین۔ اور بعض کہتے ہین کہ ولی کو اپنے تئین ولی
جاننا جائز ہے اور یہ لوگ وفائے مآل ولایت کے شرط نہین بتاتے پس انکے نزدیک جائز ہے کہ یہ ولی جو کرامت کے
ساتہ مخصوص ہے اسبات کا یقینی طور پر اعتقاد کرے کہ میرا انجام بخیر ہوگا کیونکہ اولیا کی کرامت جائز اور حق ہے اور جب
یہ ہے تو اوسکا یہ حال خوف عاقبت سے اوسے بے خوف ومامون کردے گا یہی وجہ ہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایاہے کہ میرے صحابیون مین سے دس شخص یقیناً جنت مین داخل ہونگے اور یہ آپنے اسلیئے فرمایا کہ آپ کو
یقینی علم ہوگیا تہا کہ وہ مامون العاقبت ہین۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ شیخ کو مرتبۂ وِلایت بہی ہوتاہے
اور مرتبۂ وَلایت بہی۔ ولایت کے یہ معنی ہین کہ شیخ مریدون کو خدا کی طرف رہنمائی کرے اور نہ صرف رہنمائی کرے بلکہ اونہین
خدا کی جانب پہونچادے اور ادب کا طریق تعلیم کرے اور وِلایت اوس معاملہ کو کہتے ہین جو شیخ اور مخلوق کے درمیان
ہو۔ اسصورت مین وَلایت کا مرتبہ وِلایت سے بڑہا ہواہے کیونکہ وَلایت وہ معاملہ ہے جو شیخ اور حق تعالی کے
درمیان دائر ہوتاہے اور یہ ایک خاص محبت کا نام ہے جب شیخ دنیا سے کوچ کرتاہے تو اوسے جائز ہے کہ وَلایت اپنے
ساتہ لیجانے مگر ولایت کو دوسرے شخص کے سپرد کرکے جائے اور اگر دوسرے کے سپرد نکرے تو بہی درست ہے کیونکہ
حق تعالی خود اوسے کسیکے حوالہ کردے گا۔ چونکہ ولایت اوسکے ساتہ ہے لہذا اوسے اپنے ہمراہ لیجانا ضرور ہے
پہر آپنے اسبارے مین ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ نے اپنے مرید کو کسی اور بزرگ کی خدمت مین بہیجا
اور کہلا بہیجا کہ رات کو ابو سعید ابو الخیر نے انتقال کیا اوس بزرگ نے انکے پاس آدمی بہیجکر دریافت کیا کہ

ولایت کسی دیگئی انہون نے جواب مین کہلا بہیجا کہ اسکی مجھے خبر نہین اس کے بعد اونہین معلوم ہوا کہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ ولایت کے ساتہہ نامزد کیئے گئے ہین اور یہ منصب اونہیں عطا ہوا ہے اوسی رات کو خلق نے شمس العارفین کے دروازہ پر ہجوم کیا شمس العارفین نے اس سے پیشتر کہ لوگ اون سے کچھہ کہین فرمایا کہ خدا تعالی نے بہت سے شمس العارفین پیدا کیئے ہین پہر کیونکر معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کونسا شمس العارفین ہے جسے منصب ولایت عطا ہوا ہے سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ اولیاء اللہ انتقال کے وقت تک دنیا مین ایسے رہتے ہین جیسے کوئی شخص پڑا سوتا ہے اور اوسکا معشوق بستر پر موجود ہے۔ جب اونکی رحلت کا وقت آیا تو ہڑبڑا کر نیند سے اوٹہہ کہڑا ہوا دیکھتا ہے کہ جس معشوق و مطلوب کی تلاش و جستجو مین ساری عمر مصروف رہا تہا بستر پر موجود ہے اسوقت جو فرحت و شادمانی اوسے حاصل ہوتی ہے اوسکا اندازہ بہت مشکل سے ہو سکتا ہے حاضرین مجلس مین سے ایک شخص نے اس اثنا مین حضور سے سوال کیا کہ بعض اولیاء اللہ کو یہین نعمت مشاہدہ حاصل ہو جاتی ہے؟ فرمایا ہان لیکن جو نعمت ولی اسوقت دیکہتا ہے جب اوسے کمال و تمام دیکھے گا تو اوسے خفتہ اور نیند مین آلودہ ہونے والے شخص کا سا بہ ہوگا جو نیند سے چونک کر اپنے معشوق کو بستر پر پاتا ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ الناس نیام فاذا ماتوا انتبہوا یعنے سب لوگ سوتے ہین جب اونکے کوچ کرنے کا وقت ہوتا ہے تو چونک پڑتے ہین۔ مطلب یہ ہے کہ جب ہر شخص اس درجہ تک مستغرق ہے کہ کسی بات کی اوسے اطلاع نہین تو مرتے وقت اوسکا مطلوب اوسے عنایت کیا جاتا ہے۔

نکتہ کرامت کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ تین چیزین ہین جو بطریق کرامت حاصل ہوتی ہین ایک علم بغیر پڑہے سیکہے حاصل ہو جانا۔ جیسا کہ خواجہ ابو حفص نیشاپوری کو سفر حج مین حاصل ہوا کہ جب وہ بغداد مین پہونچے اور خواجہ جنید رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو عربی زبان مین نہایت فصاحت و بلاغت سے گفتگو کرنے لگے۔ دوسرے جو چیز عوام خواب مین دیکھتے ہین وہ اولیاء کو بیداری کی حالت مین محسوس و مشاہد ہوتا ہے تیسری جو عوام کا تصور اونکے نفس مین اثر ڈالتا ہے اولیاء کا وہی تصور غیر کے نفس مین موثر ہوتا ہے۔ مثلاً جب کوئی شخص حوض کا تصور کرتا ہے اوسیوقت اوسکا مونہہ پُر آب ہو جاتا ہے اور یہ تصور کی تاثیر کا ادنی اثر ہے پس اگر صاحب کرامت نفس غیر مین کسی چیز کا تصور کریگا تو اوس تصور کا اثر فوراً خارج مین موجود ہو جائیگا۔ یہان تک کہ اگر کسی شخص کی موت کا تصور کرے گا تو وہ شخص فوراً مرجائیگا اور کسی شخص کے حاضر ہونے کا تصور کرے گا تو وہ شخص اسیوقت حاضر ہو جائے گا۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ خارق عادت کے چار مرتبے ہین۔ معجزہ ایک۔ کرامت دو۔ معونت تین۔ استدراج چار۔ معجزہ تو صرف انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خصوصیت رکہتا ہے۔ دوسرے کو ہرگز میسر نہین ہوتا کیونکہ اون کا علم و عمل دونوں درجہ کمال کو پہونچ جاتے ہین

اور وہی حقیقت مین اہل صحو ہین - اور کرامت اولیار کا حصہ ہے کیونکہ یہ لوگ بھی بہ نسبت اورون کے علم مین کامل ہوتے ہین
انبیا اور اولیار مین فرق ہے اور وہ یہ کہ انبیا غالب الحال ہوتے ہین اور اولیا مغلوب الحال - معونت وہ ہے جو بعضے مجنونون کو
میسر ہوتی ہے - یہ لوگ علم وعمل کچھ نہین رکھتے لیکن خرق عادت کے طور پر اِن سے گاہے ماہے کوئی چیز دیکھنے مین آجاتی ہے
رہا استدراج اوسکی کیفیت یہ ہے کہ جو لوگ ایمان کا حصہ نہین رکھتے اور ساحرون بشعبدہ بازون کی طرح برخلاف عادت
اون سے کوئی بات دیکھی جاتی ہے تو اس خلاف عادت بات کو استدراج کہنا اور سمجھنا چاہیئے - کاتب حروف نے خاص
حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکھا دیکھا ہے کہ وقد جرت السنۃ الالٰہیۃ ان لایخرج شیئا من عالم الغیب الی الشہادۃ
الا بواسطۃ کقول ابن مسعود بعد ماسال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر رضی اللہ عنہ اللبن انا موتمن لست لبنا فیہا قد عاشا
لم ینز علیہا الفحل وشرب ما استخرج اللبن الا بالضرع مع ان اللہ قادر علی املاغہ من غیر ضرع وان اباہریرۃ اسلم
زمن خیبر فلازم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث سنین وقد زادت روایتہ علی روایۃ من لازم مدۃ عمرہ وبسط کساء شہود فکیف
ینکر علی من اودع العلوم فی کساء ابی ہریرۃ واودع اسرارا فی خرقۃ البسہا علیا رضی اللہ عنہ قالت عائشۃ رضی اللہ عنہا
خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غداۃ وعلیہ مرط من شعر اسود فجاء الحسن فادخل معہ ثم الحسین فادخل معہ ثم فاطمۃ
فادخلہا معہ ثم قال انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا انظروا السنۃ الالٰہیۃ باذہاب الرجس
باد خال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تحت مرط یعنے عادت الٰہیہ اور سنت خداوندی یون جاری ہوئی ہے کہ خدا تعالی علم غیب سے
عالم شہادت کی طرف کوئی چیز بغیر واسطہ کے خارج نہین کرتا جیساکہ حدیث مین آیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
حضرت ابوبکر صدیق نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دودھ کی درخواست کی تو اونہون نے جواب دیا کہ مین موتمن اور امانتدار
ہون علاوہ ازین بکریون مین دودھ بھی نہین ہے اوسوقت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی بکری کو طلب کیا جسپر کسی نر
نے جست نہ کی تھی یعنے وہ کبھی حاملہ نہین ہوئی تھی - ازان بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے تھنون سے مونھ لگا کر
خوب دودھ نوش فرمایا اور بکری کے تھن دودھ سے لبریز ہوگئے - باوجودیکہ خدا تعالی اسباب پر قادر ہے کہ دودھ تھنون کے
علاوہ اور راستہ سے پہونچائے مگر ایسا نہین ہوا بلکہ واسطہ کی ضرورت سمجھی گئی - اسیطرح حدیث مین آیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ
بہت دیر زمانہ مین ایمان لائے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین ملازم رہے یہان تک کہ کامل تین سال آپ سے
علحدہ اور جدا نہین ہوئے - ان تین برس مین حضرت ابوہریرہ کو روایات احادیث مین وہ تحقیق وتدقیق حاصل ہوئی کہ
جو اون لوگون کو میسر نہین ہوئی - جو تمام عمر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین رہے اور رات دن مین کسی وقت
آپ سے علحدگی نہین کی - حضرت ابوہریرہ کی چادر فراخ کرنے اور آنحضرت کے اوسپر دم کرنے اور پھر ابوہریرہ کے اوسے سینہ سے

ملنے کا قصہ مشہور ومعروف ہے پس اوس شخصکی ذات پر کیونکر انکار کیا جا سکتا ہے جس نے حضرت ابوہریرہ کی چادر مین امانت رکہی اور جو خرقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پہنایا گیا اوس مین اسرار آلہی کی امانت رکہی۔ ایک اور حدیث مین آیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن گہر سے باہر تشریف لیگئے اور آپ سیاہ چادر اوڑہے ہوئے تہے۔ اتنے مین حضرت امام حسن رضی اللہ آئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اونہین اپنی چادر مین داخل کرلیا پہر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آئے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اونہین بہی اپنی چادر مین داخل کرلیا ازان بعد حضرت فاطمہ تشریف لائین اور جناب سرور کائنات نے اونہین بہی چادر کے نیچے لے لیا۔ اسی اثنا مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ آئے آپنے اونہین بہی چادر کے نیچے لیلیا جب یہ سب حضرات اسطرح جمع ہو گئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اہل بیت خدا تعالے تمہین پاک وصاف کرنا چاہتا ہے۔

تکملہ کرامت کے مخفی کرنے اور چھپانے کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ

فرض اللہ تعالی کتمان الکرامۃ علی اولیاءہ کما فرض علی انبیائہ اظہار المعجزۃ۔ یعنی جسطرح خدا تعالی نے انبیاء علیہم السلام پر اظہار معجزہ فرض کیا ہے اوسی طرح اولیاء پر کرامت کا چہپانا فرض کردیا ہے پس اگر کوئی شخص اپنی کرامت ظاہر کریگا وہ تارک فرض کہلایا جائیگا اور عنداللہ ماخوذ ہوگا۔ سلوک کے سو درجے ہین اون مین سترہواں درجہ کشف وکرامت کا ہے اگر سالک اس مین رہجاتا ہے تو اوسے باقی کے تراسی[(۸۳)] درجے طے کرنے نصیب نہین ہوتے آپنے یہ بہی فرمایا کہ شیخ عثمان حرب آبادی رحمۃ اللہ علیہ ایک نہایت بزرگ اور بلندرتبہ شخص تہے اونکی تصنیف سے ایک تفسیر بہی ہے جو نہایت معتبر وقوی اقوال حاوی ہے وہ غزنین مین رہا کرتے تہے اور بسر ترکاری لیکاکر بیچا کرتے تہے۔ اسکے بعد آپنے اُس غیبی عنایت کے بارہ مین جو اونہین میسر ہتی یہ بیت زبان مبارک سے ادا فرمائی **بیت**

حق بشبان تاج نبوت دہد ✽ ورنہ نبوت چہ شناسد شبان ✽ یعنی خدا تعالی چرواہون کے سر پر تاج رکہتا ہے ورنہ چرواہے نبوت کو کیا پہچانین۔ اگر کوئی شخص انسے ترکاری خریدنے آتا اور کہوٹے دام لاتا تو آپ اوس سے وہ درم لے لیتے اور اگرچہ آپ کو اسبات کا علم ہوجاتا کہ درم کہوٹے اور نامروج ہین لیکن آپ خریدنے والے کے سامنے کہوٹے کہرے ہونیکا کچہہ ذکر نکرتے اس مسامحت سے مخلوق کو یقین ہوگیا تہا کہ شیخ عثمانؒ کہرے کہوٹے مین ذرا تمیز نہین کرتے ہین اس بنا پر اکثر لوگ آتے اور کہوٹے درم دیکر آپ سے ترکاری خرید کرلیجاتے۔ یہانتک کہ جب آپکے انتقال کا وقت قریب ہوا تو آسمان کی طرف موں‌ہہ اوٹہاکر کہا کہ خداوندا تجہے خوب معلوم ہے کہ لوگ مجہے کہوٹے درم دیتے تہے اور مین اونہین کہرونکی جگہ قبول کرتا تہا اور واپس نکرتا تہا۔ اگر مجہسے کہوٹی طاعت ظہور مین آئی ہے تو تو بہی

اپنے کرم و مہربانی سے اوسے مجھپر دنکر بعدہ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ایک صاحبدل درویش خواجہ عثمان کے پاس آیا اور کہانا طلب کیا شیخ عثمان نے جون ہی کفگیر دیگ مین سے نکالا تو موتی مروارید برآمد ہوئے۔ درویش بولا کہ انہین مین کیا کرون مجھے تو کہانا درکار ہے شیخ عثمان نے دوسری دفعہ کفگیر ڈالکر نکالا تو سونا نکلا۔ اسپر درویش بولا کہ وہ سنگریزے اور ٹہیکریان ہین اور یہ پتہر میرے لئے تو کوئی ایسی چیز دیگ مین سے نکالو جسے مین کہا سکون تیسری مرتبہ جو آپنے کفگیر نکالا تو ترکاری سے بہرا ہوا نکلا۔ درویش نے جب یہ کیفیت دیکھی تو شیخ عثمان سے کہا کہ اب تمہین یہان رہنا نہ چاہیئے چنانچہ اون ہی دنون مین شیخ عثمان انتقال کر گئے۔ زان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جب درویش کے کشف کی یہان تک نوبت پہونچے تو اوسے دنیا مین رہنا جائز نہین ہے۔ خواجہ سنائی نے اسی مضمون کو نظم کے پیرایہ مین یون ادا کیا ہے **نظم** ہیچ[1] منمائے روئے شہر افروز ۞ چون نمودی برو سپند بسوز ۞ آن جمال تو چیست مستی تو ۞ وان سپند تو چیست ہستی تو ۞ بعدہ فرمایا کہ بعض اولیا جو اپنا دلی راز ظاہر کر دیتے ہین یہی اونکی مستی ہے۔ بخلاف ابنیا کے کہ وہ اصحاب صحو ہین اور کبھی اپنی مخفی حالت ظاہر نہین ہونے دیتے۔ خواجہ سنائی اسی کو مستی سے تعبیر کرتے ہین۔ یعنے جب تو نے سر کو کشف کیا تو اب تجھے اس سے زیادہ مین تاخیر کرنی نہ چاہیئے چنانچہ وہ کہتے ہین۔ ؎ آن جمال تو چیست مستی تو ۞ وان سپند تو چیست ہستی تو

زان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جو شخص کامل ہے وہ کسیطرح اپنا سر ظاہر نہین کرتا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اسرار الٰہی کے لیئے پورا پورا حوصلہ اور سعی درکار ہے اور جن لوگون مین یہ بات پائی جاتی ہے اونہین اہل صحو کہتے ہین آپ یہی فرماتے تھے کہ سالک کے لیئے کشف اور کرامت حجاب راہ ہے اوسکے لیئے استقامت یہی ہے کہ محبت رکہے اور کرامت کا ظاہر کرنا کوئی بڑا کام نہین ہے۔ ہان روش اسلام برتنا سچائی و راستی سے کام لینا گدائے بیچارہ بننا بڑا کام ہے۔ زان بعد فرمایا۔ خواجہ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ ایک روز دریائے دجلہ کے کنارے پہونچے وہان ایک ماہی گیر کو دیکھکر فرمایا کہ تو دریا مین جال ڈال اور مچھلیان پکڑ اگر مین صاحب ولایت ہون گا تو فوراً جال مین مچھلی پھنس جائے گی اور دو ڈہائی سیر کم کی نہ پھنسے گی چنانچہ مچھیرے نے پانی مین جال پھینکا فوراً مچھلی جال مین پہنسگئی اور وزن کیا تو اوسی قدر نکلی جو آپنے فرمایا تہا۔ جب یہ خبر شیخ جنید قدس اللہ سرہ العزیز کو پہونچی تو فرمایا۔ کاش جال مین کالا سانپ پہنستا اور ابوالحسن کو ڈس کر ہلاک کر ڈالتا حاضرین نے آپکی یہ گفتگو سنکر عرض کیا کہ آپ ایسا کیون فرماتے ہین ارشاد کیا کہ اگر سانپ ڈس کر اوسے ہلاک کر ڈالتا تو شہید مرتا۔ اور جب یہ بات

[1] ہیچ منما شہر افروز چہرہ کمسی کو مت دکہا اور اگر دکہاتا ہے تو اوسپر کالا دانہ جلا۔ تیرا جمال تیری مستی ہے اور کالا دانہ تیری ہستی ۱۲

میسر نہین ہوئی تو مین نہین جانتا کہ غرور کرامت کی وجہ سے اوسکا خاتمہ کیونکر ہوگا۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے ہے کہ شیخ سعد الدین
حمویہ رحمۃ اللہ علیہ ایک نہایت جلیل القدر اور محترم و بزرگ پیر تہے مگر اوس شہر کا حاکم اون کا معتقد نہ تہا۔ ایک دن کا
ذکر ہے کہ بادشاہ آپکی خانقاہ کے پاس سے ہوکر گذرا اور دربان کو یہ کہکر اندر بہیجا کہ اس صوفی بچہ کو باہر بلالا دربان
اندر گیا اور شیخ کو بادشاہ کا پیام پہونچایا آپنے اوسکی بات کی طرف ذرا التفات نہین کیا اور مصروف نماز ہوگئے۔
دربان خانقاہ سے باہر آیا اور صورت حال عرض کی اگرچہ شیخ کی اس بے التفاتی کا ماجرا سنکر اول اول بادشاہ
کو سخت غصہ آیا لیکن تہوڑی دیر مین تمام غصہ فرو ہوگیا سواری سے اوترکر شیخ کی خدمت مین آیا آپ اوسے دیکہکر
اوٹھ کہڑے ہوے اور نہایت شادمانی و خوشی سے ملاقات کی دونون ایک جگہ بیٹھ گئے اور ادہر اُدہر کی باتین
ہونے لگین خانقاہ کے متصل ہی ایک چہوٹا سا باغیچہ تہا شیخ سعد الدین حمویہ نے کسیکو اشارہ کیا کہ تہوڑے
سے سیب چن لائے چنانچہ حکم کی فوراً تعمیل ہوئی اور شیخ و بادشاہ دونون اون کے تناول مین مشغول ہوئے جس
طباق مین سیب رکہے ہوئے تہے اوسمین ایک بڑا سیب بہی تہا بادشاہ کے دل مین گذرا کہ اگر شیخ کو صفائی قلب
حاصل ہے تو مجہے یہ سیب دیگا جون ہی شیخ بادشاہ کے اس خطرہ پر مطلع ہوئے آپنے ہاتہ بڑہاکر وہ سیب اوٹہا لیا
اور بادشاہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ ایکدفعہ مین سفر مین تہا اتفاق سے ایک شہر مین پہونچا شہر کے دروازہ پر پہونچکر
دیکہتا ہون کہ ایک جم غفیر جمع ہے اور ایک بازیگر اپنے کہیل اور کرتب دکہا رہا ہے بازیگر کے پاس ایک گدہا
ہے جسکی دونون آنکہین کپڑے سے بندہی ہوئی ہین اسی اثنا مین بازیگر نے اپنی انگوٹہی تماش بینون مین سے
ایک شخص کو دیدی اور گدہے کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ میرا گدہا انگوٹہی کا پتہ لگا لیگا چنانچہ گدہا تماشہ دیکہنے والونکے
حلقہ مین چارون طرف ہر ایک کو سونگہتا پہرا اور سونگہتے سونگہتے اوسی شخص کے پاس جاکہڑا ہوا جسکے پاس انگوٹہی تہی
بازیگر آیا اور اپنی انگوٹہی اوس شخص سے لیلی۔ جب شیخ سعد الدین حمویہ یہ نقل بیان کرچکے تو بادشاہ کی طرف متوجہ
ہوکر فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی کرامت ظاہر کرے تو تم یون کہو گے کہ اوسنے اپنے تئین اوس گدہے کے مرتبہ مین قرار
دیا اور اگر کرامت ظاہر نکرے تو تمہارے دل مین خطرہ گذرے گا کہ اس شخص مین صفائی نہین ہے۔ یہ کہکر آپنے
وہ سیب بادشاہ کے سامنے ڈالدیا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ ہمارے تمام مشائخ قدس اللہ اسرارہم العزیز کا طریقہ
ستر کرامت تہا جیسا کہ ان بزرگون کے ذکر مین اپنی جگہ اسیات کو اچہی طرح بیان کیا گیا ہے۔ خواجہ سنائی کیا خوب
فرماتے ہین **ابیات** من غلام گزیدہ مردانم ؛ باد دائم فدای شان جانم ؛ قدر شان عرش را بمالیدہ ؛ کفش شان زیر کفش مالیدہ ؛

[1] مین مردان راہ خدا کا مقبول و برگزیدہ غلام ہون میری جان عزیز اون پر ہمیشہ قربان ہو اون کی قدر و شان نہایت
اعلی مرتبہ کی ہے اور باوجود اس کے سازکو جوتے کے نیچے رکہتے ہین ۱۲

کشف اگر ہند گردد ت برتن ہ کشف را کفش ساز و بر سر زن ٭ **نکتہ** حضرت سلطان المشائخ کی زبان مبارک سے بندہ

کاتب الحروف محمد مبارک علوی کرمانی المدعو بامیر خرد کے نام معین ہونے اور سلطان المشائخ نظام الحق والشرع والدین خواجہ

محمد بن احمد بن خواجہ علی الحسینی البخاری بداؤنی قدس اللہ سرہم العزیز کی خدمت میں ارادت و بیعت کرنے کے بیان میں

مریدان خوب اعتقاد حق پذیر پر واضح ہو کہ کاتب حروف مشائخ طبقہ مکرمہ حضرات خواجگان چشت رضی اللہ عنہم کے آستان آسمان سا کا بندہ اور بندہ زادہ ہے اور اس بندہ کے والد اور جد بزرگوار ان مشائخ کبار کے خدمتگاروں کے سلک میں داخل ہیں اور ان پاک اور معزز حضرات کی بارگاہ سے دینی و دنیاوی نعمتوں کے ساتھ مخصوص ہوگئے ہیں یہ ضعیف عرض کرتا ہے **قطعہ** بیچارگان عشق تو بر بوئ زلف تو ٭ بر باد دادہ جان و دل و خان و مان خویش ٭ از حضرت مشائخ دیندار یافتند ٭ مطلوب ہر دو عالم و مقصود جان خویش ٭ الغرض جب بندہ کاتب حروف پیدا ہوا تو جد بزرگوار سید محمد کرمانی جو شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے سابقین اولین مریدوں میں تھے اور مولانا شمس الدین دامغانی جو کاتب الحروف کے نانا اور حضرت سلطان المشائخ کے ہم سبق تھے یعنے دونوں حضرات شمس الملک کی خدمت میں ایک ساتھ تحصیل علوم کرتے تھے بندہ کو سلطان المشائخ کی خدمت میں اس غرض سے لے گئے کہ آپ اپنی زبان مبارک سے کوئی نام تجویز کریں چنانچہ سید محمد کرمانی نے عرض کیا کہ اس بچہ کا نام حضور معین فرمائیں آپ نے فرمایا کہ آپ بزرگ ہیں لہذا اگر آپ ہی تعیین نام کریں تو بہتر ہے۔ سید محمد کرمانی نے مولانا شمس الدین کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ پھر آپ ہی کوئی نام تجویز کیجیے۔ مولانا شمس الدین نے جناب سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ ہم صرف اسلیئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہیں کہ اس بچہ کا نام مخدوم ہی تجویز کریں اُسوقت سلطان المشائخ قدس سرہ نے فرمایا کہ میرا نام محمد ہے اور سید کو بھی محمد کہتے ہیں اور تمہارا نام بھی محمد ہی ہے بہتر ہے کہ اس بچہ کو بھی محمد کے نام سے پکارا جائے چنانچہ یہ دولت و سعادت باتفاق اون ولیوں کے جو مجلس میں حاضر تھے - کاتب حروف کو اول ہی نصیب ہوئی - شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہیں **بیت** بندہ را نام خویشتن نبود ٭ ہر چہ مارا لقب کنند آنیم ٭ جب بندہ ابتدائی عمر کے مرحلے طے کر کے سن بلوغ کو پہونچا تو والدہ بزرگوار (خدا اون پر رحم کرے) کی ان تھک کوششوں اور نانا مولانا شمس الدین دامغانی رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت

[1] اگر تیرا کشف ظاہر و عیان ہو تو اوسے جوتی بنا کر سر پر مار ۱۲

[2] عاشقوں نے تیری زلف کی خوشبو پیا اپنا جان و دل اور خانمان فنا برباد کر ڈالا - اپنا مطلب و مقصود مشائخ دیندار سے حاصل کیا ہے ۱۲

[3] بندہ اپنا کوئی نام نہیں رکھتا ہے - بلکہ جو کچھ وہ لقب دے اور جس اسم سے پکارے ہم وہی ہیں - ۱۲ ٭ ۱۲ ٭ ۱۲ ٭

ومہربانی کی وجہ سے حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی شرف ارادت سے مشرف ہوا امیر خسرو فرماتے ہین **بیت** سعادت[1] ابدی در پے ارادت تست ÷ چنانکہ عید مبارک ز بعد ماہ صیام ÷ بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے **نظم** ای[2] دست تو دستگیر جان و دل من ÷ ای روی تو حل عقدۂ مشکل من ÷ خاک در تست افسر و تاج سر من ÷ عشق رخ تست جملہ حاصل من ÷ جسوقت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز نے اس بندہ کے ہاتہہ مین دست بیعت دیا ہے چاشت کا وقت تہا اور آپ جماعت خانہ کے کوٹہے پر حجرہ کے آگے مقام مقررہ مین قبلہ رخ چارپائی پر بیٹہے ہوئے تہے۔ بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے **قطعہ** بر[3] تخت نشستہ بود چو سلطان عاشقان ÷ آن سرور مشائخ و برہان عاشقان ÷ در ہر شکست زلفش دلہای عارفان ÷ گشتہ بادگردش جان عاشقان ÷ اسوقت آپ گریہ و زاری مین مشغول تہے۔ سبحان اللہ یہ کیسا رونا تہا کہ اگر کسی وقت مسکراتے تو عین تبسم کے وقت بہی آنکہون مین آنسو ڈبڈبا آتے۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے **رباعی** اسیر[4] گریۂ تو ہر کہ دید یک نظرش ÷ غلام خندۂ تو عالم است اے سلطان ÷ عجب تر آنکہ نگاہ تبسم از گریہ ÷ دو چشم روشنت از آب دائماً غلطان ÷ مولانا شمس الدین بندہ کو اور بندہ کے ساتہہ اوسکے دو برادران سید لقمان اور سید داؤد کو سلطان المشائخ کے پاس لے گئے۔ مولانا شمس الدین کے لیئے آپکی چارپائی کے متصل کرسی بچہائی گئی اور مولانا اوسپر بیٹہہ گئے۔ مولانا فخرالدین زرادی مجلس مین پہلے ہی بیٹہے ہوئے علم طب کے قواعد واصول بیان کر رہے تہے لیکن وہ ہمارے جاتے ہی اوٹہہ کہڑے ہوئے اور کوٹہے سے اوتر کر چلے گئے مولانا شمس الدین نے میرا اور میرے بہائیون کا اس عبارت مین ذکر کیا کہ یہ لڑکے سید مبارک کے ہین جو مخدوم زادون کے دعاگو تہے یہ چاہتے ہین کہ حضور کے غلامون کی مسلک مین داخل ہون اور شرف ارادت سے مشرف ہوکر سعادت دارین حاصل کرین حضرت سلطان المشائخ نے مولانا کی یہ گفتگو سنکر ایک نہایت ہی جوش مسرت کے لہجہ مین فرمایا کہ مولانا یہ میرے فرزند ہین۔ بندہ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** این[5] از کرمت سزد ولیکن گویم ÷ ای کاش سگے باشم اندر رہ تو ÷ ازان بعد آپنے دست ارادت بندہ کمینہ کے ہاتہ مین دیا اور اپنی کلاہ اسکے سر پر رکہی۔ مگر اسوقت سلطان المشائخ پر گریہ و

[1] ہمیشہ کی سعادت و نیک بختی تیری ارادت مین ہے جیسا کہ ماہ رمضان المبارک کے بعد عید ہوتی ہے ۱۲ [2] ترا ہاتہ میری جان و دل کی دستگیری کرتا اور ترا رخ انور میری مشکل کو حل کرتا ہے۔ تیرے دروازہ کی خاک میرے سر کی تاج و افسر ہے اور ترا عشق میری تمام کامیابی کا دیباچہ ہے ۱۲ [3] عاشقوں کے بادشاہ کے مانند تخت پر جلوہ فرما تہے وہ مشائخ کے سردار اور عاشقون کے برہان۔ اونکی زلف گرہ گیر نے عارفون کے دلون کو زخمی کر رکہا تہا اور عشاق کی جان و دل اونکی سر کے گرد و پیش حیران و سرگردان تہی ۱۲ [4] جس شخص نے ایک نظر تجہے روتے دیکہا وہ تیرے گریہ کا قیدی ہوگیا اور تیرے خندہ کرنے مین وہ اثر ہے کہ اوسکا ایک عالم غلام ہے۔ زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ تبسم کے وقت گریہ کی وجہ سے تیری دونون روشن آنکہون سے ہمیشہ پانی آتا ہے [5] یہ تیرے کرم و مہربانی کے شایان و لائق ہے لیکن مین کہتا ہون کہ کاش مین تیری راہ کا کتا ہوتا۔ ۱۲ ÷ ۱۲ ÷ ۱۲ ÷ ۱۲

رقت نے اسدرجہ غلبہ کیا کہ آپ کچھ تلقین نکر سکے۔ غرضکہ اس سعادت کے حاصل کرنیکے بعد یہ بندہ آپکی دیوار کے سایہ مین اپنے آباواجداد کی روش طریقہ پر پرورش پاتا تھا بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت**[51] پرورش مے یافتم در سایۂ دیوار تو ٭ من کہ باشم جملہ عالم پرورش مے یافتند۔ اسکے بعد کبھی تو مولانا شمس الدین کی مصاحبت مین اور کبھی والدہ بزرگوار کے آدمی کے ساتہ حضرت سلطان المشائخ کے جمال جہان آرا اور دیدار دلکشا سے مشرف ہوا کرتا تھا بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت**[52] کسیکہ روئے تو دیداست اعتقاد من آنست ٭ کہ او نجات ابد یافتہ است از رحمان ٭ بدرد عشق تو مے میرم و ہمی طلبم ٭ کہ روئے خوب تو بینم کجاست این درمان ٭ اگرچہ اوس زمانہ مین معانی کا اور اک اور حقائق کا کشف چندان میسر نہ تہا لیکن پہر بہی سلطان المشائخ کے وقت پاک یعنی نعمت دیدار اور مشاہدہ مجلس نے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک سے مشابہ تہی نیز ذوق مجلس ارادت اور جناب سلطان المشائخ کے دست مبارک کے مساس نے جو گریہ کے ساتہ مقرون تہا خاطر خواہ دل مین اثر کردیا تہا اور باطن مین متمکن ہو گیا تہا۔ بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے **رباعی**[53] از وقت تو وقت عالمے خوش گشتہ است ٭ در عشق تو جان ز اندوہ غم رستہ است ٭ جانان زغمت دوکون پر شد آرے ٭ بار وئے تو عشق محکم بستہ است ٭ **بیت**[54] گر یہ تو کہ مایۂ عشقست ٭ عاشقان جہان بدیدہ خرند ٭ پس ازان دیدہ خون دل چون آب ٭ بر درت عاشقان زدیدہ برند ٭ **بیت**[55] چنان در خاطرم داد است جایت ٭ کہ خواہم مردن اندر زیر پایت ٭ الغرض جناب سلطان المشائخ کے مجلسی ذوق نے مجہہ مین یہان تک اثر کیا ہے کہ جب مین سماع سنتا ہون اور اوس سے رقت پیدا ہوتی ہے تو اسے بہی اوسی کا ثمرہ سمجہنا چاہیے اور یقین کرنا چاہیئے کہ سلطان المشائخ کے اوصاف پسندیدہ اور اخلاق حمیدہ روح پر نزول کرتے ہین اور وہان سے شاخ در شاخ ہو کر ایک عجیب وغریب حالت پیدا کرتے ہین خواجہ حکیم سنائی فرماتے ہین **بیت**[56] بصحرائے محبت شو اگر نزہت ہمی باید ٭ کہ آنجا باغ در باغ است خوان در خوان دادور را ٭

---

[51] مین تیرے دیوار کے سایہ مین پرورش پاتا تہا اور نہ صرف مین بلکہ ایک جہان ۱۲ [52] میرا تو اعتقاد یہ ہے کہ جس نے ایکدفعہ تیرا چہرہ دیکھ لیا اوسنے ابدی نجات حاصل کی۔ اگرچہ مین تیرے عشق مین مرتا ہون لیکن خواہش یہی رکہتا ہون کہ تیرا خوبصورت چہرہ سیر ہو کر دیکہون ۱۲ [53] تیرے وقت سے تمام جہان کا وقت خوش ہے اور تیرے عشق مین جان اندوہ وغم سے خلاصی پا چکی ہے۔ تیرے غم سے دونون جہان پر ہین اور سب نے تجہسے عشق مستحکم کیا ہے ۱۲ [54] نیز اگر یہ کہ عشق کا سرمایہ ہے تمام دنیا کے عشاق آنکہون سے اوسکے خریدار ہین ۱۲ [55] اگر تجہے نزہت وتفریح درکار ہے تو صحرائے عشق مین قدم رکہہ کیونکہ وہان طرح طرح کے باغات اور قسم قسم کے خوان موجود ہین ۱۲

اب میری کیفیت یہ ہے کہ جو دینی و دنیاوی مہم مجھے پیش آئی ہے فوراً جناب سلطان المشائخ کی اوس روح افزا اور مصفا صورت کا اپنے دل میں تصور کرتا ہون جسکے مشاہدہ مین فلک اور جن و انسان سرگردان و حیران ہوتے تھے آپکی صورت پاک کے تصور کی برکت سے میرا مقصود و مطلوب حاصل ہو جاتا ہے یہ ضعیف کہتا ہے **بیت** - حاصل[۱] عشق تو در ہر دو جہان روے تو بس ÷ خانۂ اہل دلان گشتہ سر کوے تو بس ÷ ہر کسے سوے کسے روز قیامت بنید ÷ نظر بندہ دران روز ہمین سوے تو بس ÷ **ایضاً بیت**[۲] تو بادشاہ جہانی ترا سزد نظرے ÷ بحال ما کہ گدایان کوے سلطانیم ÷ خلاصہ یہ کہ جب حضرت سلطان المشائخ کی محبت نے اس بندہ کے دل مین اپنا گھر کیا اور آپکے عشق و الفت نے پورا پورا اثر ڈالا - بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت**[۳] لسلطانے نشستی در دل و جان ÷ نکو کردی تو اے سلطان خوبان ÷ **ایضاً**[۴] اے ز عشقت خراب خانۂ دل ÷ روشن از آفتاب خانۂ دل ÷ چشمہا خون دل روان کردند ÷ دوست چون شیشہ در میانۂ دل ÷ تو یہ بیچارہ جان و دل کے ساتھ اس صاحبدلون کے سردار کے ساتھ متعلق ہوا - علاوہ ازین اس فقیر و گدا نے چند مرتبہ جناب سلطان المشائخ کو خواب مین دیکھا ہے **بیت**[۵] ہمہ دعای تو گویم بوقت بیداری ÷ ہمہ خیال تو بینم چو باشم اندر خواب ÷ اور خواب کے لیئے جو اثر و ثمرہ پیدا ہے وہ ہر شخص پر ظاہر ہے بالخصوص ایسے بیچارہ عاشق مرید کا خواب جسکے دل مین بجز خیال دوست کے اور کوئی چیز دخل پذیر ہی نہ ہو **بیت**[۶] چنان فراخ نشستہ است یار در دل تنگ ÷ کہ ہیچ زحمت اغیار در نمے گنجد ÷ اور خاصکر ایسا مرید جسکا دل محبت پیر مین سرتاپا غرق ہو گیا ہو اور یہ ظاہر بات ہے کہ اس قسم کی محبت حق تعالی کی محبت کی بہت بڑی دلیل ہے - شیطان ملعون کا کیا حوصلہ ہے کہ دوستان حق کے خواب مین اپنی صورت بدل کر آئے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ - یعنے جسنے خواب مین مجھے دیکھا اوسنے

---

[۱] دونون عالم مین تیرے عشق کا نتیجہ صرف دیدار کافی ہے اور اہل دلون کے گھر کے لیئے تیری گلی کافی ہے ۱۲ ہر شخص قیامت کے روز ایک شخص کی طرف دیکھے گا او سروز میری نظر تیری ہی طرف ہونی کافی ہے ۱۲ [۲] تو بادشاہ عالم ہے تجھے ہم گدایون اور اپنے کوچہ کے فقیرون پر نظر شفقت ڈالنی چاہیئے - ۱۲ - [۳] تو میرے دل و جان اور رگ و پے کا مالک ہو گیا ای سلطان خوبان یہ تونے بہت اچھا کیا ۱۲ [۴] تیرے عشق سے خانۂ دل خراب اور اوسکی چمک سے روشن ہے آنکھون نے خون کے آنسو بہانے شروع کیئے - در ست مثال شیشۂ دل کے اندر ہے ۱۲

[۵] جاگنے رہنے کی حالت مین ہمیشہ تیری دعا مین رہتا ہون اور سوتے ہوئے تو ہی خواب مین دکھائی دیتا ہے ۱۲

[۶] یار کی محبت کچھ اسطرح دل مین بیٹھی ہے کہ اغیار کے خیال تک کی اوس مین گنجائش نہین ۱۲

حقیقت مین مجہے دیکہا کیونکہ شیطان میری صورت مین متمثل نہین ہوتا ہے اور یہ امر مخفی نہین ہے کہ شیخ وقت پیغمبر کے قائم مقام
ہے جیسا کہ کہا گیا ہے فَاِنَّ الشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ یعنے شیخ اپنی قوم مین بالکل وہی مرتبہ رکہتا ہے جو پیغمبر اپنی
امت مین رکہتا ہے توبس جسطرح شیطان کو یہ قدرت میسر نہین ہے کہ فخر رسل شاہ پیغمبران جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی صورت مین ہوکر کسیکے خواب مین ظاہر ہو اسیطرح اوسے یہ بہی امکان نہین کہ شیخ کی صورت مین ظاہر ہو۔
فَیَبْقَی الْمُرِیْدُ مَحْفُوْظًا یعنی مرید اپنے شیخ کی پناہ مین شیطان کے شر سے ہمیشہ محفوظ رہتا ہے۔ پہلی دفعہ جو کاتب
حروف نے جناب سلطان المشائخ کو خواب مین دیکہا۔ امیر خسرو کہتے ہین **بیت**[51] این توئی یا بخواب مے بینم ٭ یا بشب آفتاب
مے بینم ٭ تو اسصورت مین دیکہا کہ گویا آپ جماعت خانہ کے کوٹہے کے حجرہ مین قبلہ رخ چارپائی پر تشریف رکہتے ہین
اور حضور کے آگے ایک لکہنوتی بوریا بچہا ہوا ہے۔ بوریے کے ایک کونے مین جبہ اور سفید عمامہ رکہا ہوا ہے۔ جون ہی کمترین
کی نظر جناب سلطان المشائخ کے جمال جہان آرا پر پڑی مین نے فوراً زمین پر سر رکہا اور سر بسجود ہوا خواجہ حکیم سنائی کیا خوب
فرماتے ہین **بیت**[52] ہر کہ او سر برین آستانہ نہد ٭ پائے بر تارک زمانہ نہد ٭ جب اس کمترین نے زمین سے سر اوٹہایا تو
سلطان المشائخ نے میری طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ جبہ پہن لو بندہ نے حضور کی نظر مبارک مین اوس جبہ سے جسم کو آراستہ
کیا اور وہ عمامہ سر پر باندہا اور دوبارہ سر زمین پر رکہکر وہان سے لوٹ آیا۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** پوشید
بندہ خلعت و سر بر زمین نہاد ٭ آن خلعت مبارک و آن جامۂ نیاز ٭ ایضاً **بیت**[53] جگہنہ شکر توان گفتن این کرامت
را ٭ کہ خلعت شہ عالم بدین گدا برسد ٭ جب مین سلطان المشائخ کا عنایت کیا ہوا جبہ زیب جسم کرکے اور عمامہ مبارکہ
سر پر باندہکر جماعت مین آیا تو نماز ظہر کا وقت تہا۔ سب یار و عزیز نماز کے لیئے حاضر تہے اور جناب سلطان المشائخ کے
انتظار مین بیٹہے ہوئے تہے اوسی حالت مین مجہے خیال گذرا کہ مین ظہر کی نماز حضور کے پاس کہڑے ہوکر پڑہون گا
اسی اثنا مین حضرت سلطان المشائخ نماز کے لیئے نیچے تشریف لائے اور کمترین نے آپکے پاس کہڑے ہوکر نماز پڑہی
اسکے بعد میری آنکہہ کہل گئی اور مین نیند سے چونک پڑا۔ اسکے بعد ایک اور مرتبہ مین نے حضرت سلطان المشائخ کو خواب
مین دیکہا اور عجب شان و شوکت کے ساتہ دیکہا۔ صورت یہ ہوئی کہ جب بندہ کے بہائی سید عماد الدین امیر صالح رحمۃ اللہ
علیہ اور سید نور الدین شیخ نصیر الدین محمود قدس اللہ سرہ العزیز کی شرف ارادت سے مشرف ہوگئے تو ان دونون

[51] آپ بنفس نفیس موجود ہین یا یہ خواب مین دیکہہ رہا ہون اگر خواب ہے تو رات کو آفتاب دیکہتا ہون ۱۲
[52] جسنے تیری دروازہ کی چوکہٹ پر قدم رکہا گویا اوسنے تمام زمانے کے سر پر قدم رکہا ۱۲
[53] اسکا شکریہ کس زبان سے ادا کیا جائے کہ ہر دو جہان کے بادشاہ کا خلعت اس گدا کو ملے ۱۲

صاحبون نے بندہ سے فرمایا کہ تم بہی شیخ محمود کی خدمت مین ارادت لاؤ اور اون کے دست مبارک پہ بیعت کرو کیونکہ جس وقت تم نے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت مین بیعت کی تہی تو حضور نے تمہین تلقین ارادت نہین کی تہی مین نے عرض کیا کہ سلطان المشائخ قدس سرہ نے دست ارادت میرے ہاتہ مین دیا ہے اور کلاہ مبارک اس عاجز کے سر پر رکہی ہے اور اپنی بیعت و ارادت مین قبول فرمالیا ہے۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** کلاہ[1] بر سر بندہ نہاد و کرد قبول ؛ قبول او ست بتحقیق نزد حق مقبول ؛ غرضکہ ان ایام مین مجہہ مین اور سید عماد الدین اور سید نور الدین مین تلقین و ارادت ہی کی گفت و شنید اور بحث ہوتی رہی ایک شب کو اس مسکین نے جناب سلطان المشائخ قدس سرہ کو خواب مین دیکہا۔ گویا آپ جماعت خانہ کے بالاخانہ مین اوس مقام پر تشریف رکہتے ہین جس طرف بڑ کا درخت ہے۔ یہ مقام لب دریا واقع ہوا ہتا۔ یہان سلطان المشائخ کی نشست کے لیئے پردہ کی دیوار کہینچدی گئی ہتی اور درخت بڑ کی ٹہنیان اس طرف جہک آئی ہتین جن سے خاطر خواہ سایہ ہو گیا ہتا۔ سلطان المشائخ اکثر اوقات اس سایہ مین بیٹہا کرتے اور جنگل و دریا کی سیر سے تفریح حاصل کیا کرتے ہتے۔ خلاصہ یہ کہ جب بندہ نے اوس دروازہ سے سر باہر کیا جہان لوگ جماعت خانہ کے بالا خانہ پہ آمد و رفت کیا کرتے ہتے تو سلطان المشائخ کی نظر مبارک اس کمترین پر پڑی فدوی نے فوراً سر زمین پر رکہا **بیت** اینک[2] مدت نہادہ ام سر ؛ ای سرور عاشقان عالم ؛ اثنائی خواب ہی مین تلقین ارادت کی وہ گفت و شنید جو مجہہ مین اور سید عماد الدین اور سید نور الدین مین ہوئی ہتی دل مین گذری اور مین نے عزم بالجزم کر لیا کہ اگر تقدیر نے یاری دی اور زبان نے وفا کی تو اسکی بابت سلطان المشائخ سے دریافت کرون گا۔ جب مین نے حضور کی چوکہٹ سے سر اٹہایا اور قدمبوسی سے فارغ ہو چکا تو سلطان المشائخ نے مجہے دیکہا اور ایسا ظاہر کیا کہ کسی شخص کے ہاتہ مین دست بیعت دیتے ہین لیکن کچہہ زبان مبارک سے فرماتے نہین شیخ سعدی فرماتے ہین **بیت** دستم[3] گیر کہ بیچارگی از حد بگذشت ؛ سر من دار کہ در پای تو ریزم جان را ؛ میرے دل مین یہ سب کچہ عزم ہتا لیکن سلطان المشائخ کی بے انتہا عظمت و ہیبت سے کہ فلک آپکی ہیبت سے کانپتا ہتا مین اپنے ما فی الضمیر کو عرض نکر سکا۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** فلک[4] ز ہیبت تو دائم است سرگردان ؛ چنانچہ عاشق مسکین ز عشق مہرویان ؛ جب مین خواب سے بیدار ہوا تو اس خواب کی تعبیر اپنے دل مین یون قرار دی کہ جب پیر دست بیعت دے چکے ہین اور کلاہ ارادت سے سر کمترین کو زیب و زینت

[1] میرے سر پر کلاہ رکہی اور مجہے اپنی عنایت سے قبول فرمایا۔ آپکا قبول فرمانا جملہ اہل حق کا قبول فرمانا ہے۔ ۱۲

[2] اے عاشقان عالم کے سردار مین نے تیری چوکہٹ پر اپنا سر رکہا ہے ۱۲

[3] میری دستگیری کر کہ بیچارگی حد سے زیادہ بڑہ گئی اور مجہے قبول فرما کہ مین کہ مین تیری قدمون ہی مین جان دون ۱۲

[4] آسمان تیری ہیبت سے دائم چکر مین ہے جیسے بیچارے مسکین عاشق مہرویون کے عشق مین آوارہ رہتے ہین ۱۲

عطا فرما چکے ہین تو یہی کافی ہے تلقین کی چندان ضرورت نہین کیونکہ مشائخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارادت مرید کا فعل ہے خود حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ اگر مرید شیخ سے کہے کہ مین تیرا مرید ہون اور شیخ کہے کہ تو میرا مرید نہین ہے تو وہ مرید ہوگا اور اگر شیخ کہے تو میرا مرید ہے اور مرید کہے کہ مین تیرا مرید نہین ہون تو وہ مرید نہوگا کیونکہ ارادت مرید کا فعل ہے خاصکر وہ مرید جو پیر کی جمال ولایت کی محبت مین ظاہر و باطن مستغرق و محو ہے اور رات دن پیر کے عشق و یاد مین زندگی بسر کرے۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** بنگر کہ چگونہ است ز اوصاف جمالش ؂ با عقل و دل بیچارہ عشاق تو مدہوش ؛ اور یہ مسلم بات ہے کہ جو شخص پیر کے عشق و ذوق مین جسقدر زیادہ محبت و اعتقاد رکہے گا خدائی امور اور بجا آوری احکام شریعت مین زیادہ محکم و مضبوط ہوگا اور جب یہ ہے تو پیر کی محبت و اعتقاد مین مستحکم ہونا ہی گویا پیر کا تلقین کرنا ہے ۔ جب یہ بات جو تمام سعادتون کی جڑ اور اصل الاصول ہے مرید کو حاصل ہوتی ہے تو اوسے پیر کی محبت ضرور ناشائستہ اور قبیح کامون سے باز رکہے گی اور اوسے حقیقت و شریعت کے طریقہ پر جمائے رکہیگی اور و مہدم اوسکے دل مین بازگشت کی ندا دیگی اور اگر یہ بات حقیقت مین مرید کے دل مین محسوس نہوگی تو وہ بے شک و شبہ دعوی ارادت و محبت مین جہوٹا ٹہرے گا کیونکہ خود سلطان المشائخ نے فرمایا ہے کہ تا وقتیکہ محبت دل کے غلاف مین ہے معصیت کا صدور و ظہور ممکن ہے لیکن جسوقت وہ محبت دل کے اندر جگہ کرلیتی ہے تو پہر کبہی معصیت کا خیال اوسکے اندیشہ مین نہین گذرتا۔ الغرض اس خواب کے دیکہنے کے بعد بندہ کمترین نے اوس جامہ متبرک کے آگے جسنے حضرت سلطان المشائخ کی صحبت پائی تہی خاص سلطان المشائخ کے روضہ مقدسہ کے سامنے تجدید بیعت کی اور اس نعمت کے شکریہ مین سلطان المشائخ کے جماعتخانہ مین چند صاحب ذوق و نیاز عزیزونکے ساتھ بیٹہکر سماع سننے مین مشغول ہوا مجہے خدا تعالی سے امید واثق ہے کہ جناب سلطان المشائخ کے دست مبارک کی برکت سے اس ضعیف کا خاتمہ بخیر اور عاقبت محمود ہو اور نیز ادن لوگون کا انجام بخیر ہو جو اس دوامی سعادت کو پہونچے ہین بندہ ضعیف عرض کرتا ہے **قطعہ**[2] ہر کہ سر بر جناب او مالید ؛ سایہ حق بود بر و ممدود ؛ ہر کہ رویت بدید یافت ز حق ؛ عمر در خیر و عاقبت محمود ؛ یعنے جسنے اوسکے دروازہ پر سر ملا اوسپر خدا کا سایہ دراز ہوگا اور جس نے دیدار کا شرف پایا اوسنے خدا کی طرف سے عاقبت محمود اور خاتمہ بخیر ہونے کی دولت حاصل کی۔ پہر تیسری دفعہ بندہ نے ایک اور خواب دیکہا یہ تیسری مرتبہ کا

---

[1] ملاحظہ فرماکر تیری خوبی اور اوصاف حسن و جمال سننے سے عاشق بیچارہ کی عقل۔ دل کیسی وارفتہ ہے ۱۲

[2] جسنے اوسکے آستانہ پر سر رکہا۔ پناہ خدا غیر محدود مین آگیا جسنے تیرا رخ انور دیکہا اوسکو درگاہ باری سے سعادت پر سعادت عمر مین خیریت اور عاقبت کی عافیت حاصل ہوئی ۱۲

خواب ایک عرصۂ دراز کے بعد دیکھا گیا یعنے پہلے خواب کے بعد پورے پندرہ سال گذر گئے تھے اور یہ وہ زمانہ تہا کہ نفس کا
معاملہ جو حقیقت مین دشمن دینی ہے آنحضرت کے مطلب کے موافق نہ تہا اور کوئی کام دل درویش کے مراد کے موافق نہ بر آتا
تہا جوانی کے غلبہ اور شباب کے زور کیوجہ سے فطرت نے اس مدت مین چارون طرف سے مزاحمت کی تہی اور مین شریر بے مہا
نفس سے نہایت عاجز و تنگ آگیا تہا **بیت** یارب چہ خوش است این جوانی ÷ در یاب بخیر اگر توانی ÷ یعنے یہ جوانی
بہت اچھی چیز ہے اس مین جہان تک بن پڑے نیکی و بہلائی کرنی چاہیئے۔ اس سے پیشتر جسوقت مین سلطان المشائخ
کو خواب مین دیکھتا تہا آپ سے نزدیک ہونیکی مجال اپنے مین نہ پاتا تہا اور یہ بات اوس کے مناسب ہے جو حضرت
شیخ شیوخ العالم فرید الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان گہربار پر جاری ہوئی ہے چنانچہ
آپ فرماتے ہین **قطعہ** تو گدائی دور باش از بادشاہ ÷ تا نیاید بردل تو دور باش ÷ گر وصال شاہ میباید طمع
از وصال خویشتن مہجور باش ÷ اور اگر دور سے سلطان المشائخ کے جمال مبارک پر نظر پڑتی اور مین ارادہ کرتا کہ حضرت کے
قریب جاؤن اور سعادت قدمبوسی حاصل کرون تو جو لوگ اسموقع پر موجود ہوتے اس حصول دولت کو مانع آتے اور
مجہہ مسکین و بیچارہ کے حسب حال کہتے **مصرع** تو از کجا و سر زلف دلبران بکجا ÷ یعنے تو کہان ہے اور دلبرون کی
زلف کا خیال کہان لیکن جناب سلطان المشائخ کی محبت و اعتقاد بازگشت و رجوع کا کوڑا نفس کے سرکش گہوڑے پر
مارتا تہا امیر حسن کہتے ہین **بیت** بازے آیم و سر در قدمت میفگنم ÷ میر بخشندہ تو ئی بندہ شرمندہ منم ÷ ÷
الغرض ۲۳ ربیع الاول ۷۰۸ھ جمعہ کی پچہلی رات کو مین نے سلطان المشائخ کو خواب مین دیکھا گویا ایک نہایت
عظیم الشان مجلس آراستہ ہے اور نئے فرش سب طرف بچہے ہوئے ہین۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** مجلسے یارب
چہ گویم چون بہشت آراستہ ÷ راست گویم مجلسے چون مجلس پیغمبران ÷ یعنے وہ مجلس کیا تہی بہشت کی طرح آراستہ
تہی مین سچ کہتا ہون کہ پیغمبرون کی مجلس جیسی مجلس تہی۔ حضرت سلطان المشائخ جاگلی جبہ زیب جسم کیئے ہوئے تہے اور
ایک طرف صدر مجلس مین نہایت عظمت و وقار کے ساتہ تشریف رکہتے تہے۔ ایک بزرگ کیا خوب فرماتے ہین **بیت**
بوستانیست صدر تو ز نعیم ÷ آسمانیست قدر تو ز جلال ÷ یعنے نعمت کی وجہ سے تیرا صدر ایک باغ ہے اور عظمت و
جلال سے تیرا مرتبہ آسمان ہے۔ دیکہنے سے معلوم ہوتا تہا کہ ایک بڑی جماعت اس مجلس مین رونق افروز تہی جو اسیوقت
اوٹہکر چلی گئی ہے اور صرف سلطان المشائخ اور آپکے ساتہ دو پیر عزیز باقی رہگئے ہین جو جانے کے لیئے تیار و آمادہ ہین
مین اسموقع پر مجلس مین آیا اور اثنا خواب ہی مین میرے دل مین گذرا کہ سلطان المشائخ کی قدمبوسی حاصل کرنیکے بعد
وہ التماس جو ایک مدت سے دل مین کہٹکتی ہے عرض کرون گا جب مین سعادت قدمبوسی حاصل کر چکا تو قبل اس کے کہ

مدعا اردلی عرض کرون سلطان المشائخ نے فرمایا کہ کیا تم تجدید بیعت کرانے ہو اسوقت میرا ہاتھ حضور اپنے دست
مبارک سے پکڑے ہوئے تہے جون ہی مین نے مخدوم جہان کی زبان مبارک سے یہ بات سنی خوشی کے مارے بیخود ہوگیا اور گویا مردہ
جسم مین جان پڑ گئی چنانچہ مین نے فوراً تجدید بیعت کی بندہ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** چو دادی دست بیعت کردم از سر
کہ در عشقت دہم جان و دل و سر ؛ یعنے جب تو نے ہاتھ دیا تو مین نے سر سے بیعت کی کہ تیرے عشق مین جان و دل اور سر دونگا
اسکے بعد جناب سلطان المشائخ نے اسطرح تلقین کی کہ تو نے میرے اور میری خواجگان کے ہاتھ پر بیعت کی الغرض جب مینے
حضرت سلطان المشائخ سے تجدید بیعت کی تو حالت خواب ہی مین مجھپر بیحد خوشی غالب ہوئی اور ساتہ ہی گریہ و زاری کا
غلبہ ہوا امیر خسرو کیا خوب فرماتے ہین - **بیت** ہمہ شب گریہ ام خفتن نداد است ؛ کہ بوئی گل ز رخ من با صبا بود ؛
یعنے تمام رات مجھے گریہ نے سونے نہین دیا کیونکہ میرے گلرخ کی بو صبا کے ساتہ تہی **نکتہ** اون لوگونکے بیان مین
جو اپنے تئین اہل تصوف کیطرف منسوب کرتے ہین لیکن در حقیقت معاملات مین اون سے کوسون دور ہوتے ہین اور
باوجودیکہ اونہین پیر نے مرید کرنے اور بیعت لینے کی اجازت نہین دی ہے مگر خود بغیر اجازت لوگون سے بیعت
لیتے اور مشہور کرتے ہین کہ ہم پیر کے اوسے بیعت لیتے ہین خدا تعالی اون سے معاف فرمائے - کاتب حروف عرض
کرتا ہے کہ مرید کو چاہیئے کہ جب پیر کی مدد سے مقامات سلوک طے کرنے شروع کرے تو پیر کی خلافت اور لوگونکے
مرید کرنے کا خیال کبہی دلمین نہ آنے دے اور اپنے تئین اس اہم اور نازک محل سے بچائے رکہے بلکہ صرف اون نعمتون
کو کافی روانی سمجھے جو پیر کی شفقت و مہربانی کی وجہ سے حاصل کر چکا ہے پیر بننے اور کرامت کی ہوس کو اپنے دلمین
جگہ نہ دے کیونکہ اوسکی یہی استقامت و ثبات قدمی کرامت ہے جیسا کہ کہا ہے کہ اَلْکَرَامَۃُ ہِیَ الْاِسْتِقَامَۃُ عَلٰی
اَلْبَابِ الْغَیْبِ یعنی خدا تعالی کے دروازہ پر استقامت و ثبات قدمی کرنا ہی کرامت ہے اور اگر دشمن ذاتی یعنے نفس
و ہوا اسبات پر او بہارین اکسائین کہ تو خدا تعالی کی عبادت و طاعت مین مستقیم و ثابت قدم ہے اور توکل
و مجاہدہ کے مقامات خون جگر کہا کر تو نے درست کر لیئے ہین اور جو کچہ مشائخ علیہم الرحمۃ نے اسباب مین فرمایا ہے
سب کو تو بجا لایا ہے تو ہرگز ہرگز اس شیطانی وسوسہ کے ساتہ رحمانی کام مین جو حقیقت مین مشائخ کبار کا شغل
ہے اور وہ بزرگ خدا نیز شیخ کی طرف سے اسکے مجاز تہے ہاتہ پاؤن مارنے نہ چاہئین اور کسی واہی تباہی حیلہ
اور شفاعت و عنایت سے اس کام مین مشغول ہونا مناسب نہین کیونکہ جو لوگ ایسا کرتے ہین وہ اپنا عزیز وقت
ضائع و برباد کرتے اور دل کو منغص و پریشان کرتے ہین اور اسکے ساتہ ہی نعوذ باللہ منہ خدا تعالی سے مکابرہ
کرتے ہین دیکھو سلطان المشائخ کے اعلی مریدون مین سے جو بڑے درجہ کے یار تہے اور علم و زہد و ورع و عشق و عقل و

فراست مین اپنا نظیر نہ رکہتے تہے چنانچہ اونکے مناقب و فضائل باب پنجم مین قدری بسط و شرح کے ساتہ ذکر کیئے جا چکے ہین اونکے
دلون مین کبہی خلافت کا خیال اور مرید کرنے کا اندیشہ نہین گذرا بلکہ اون بزرگان دین نے صرف سلطان المشائخ
کی محبت و شفقت اکتفا کیا اور زمانہ نہایت اطمینان او خاطر جمعی کے ساتہ عشق و ذوق مین بسر کیا ایک بزرگ
کہتے ہین **بیت** بے یاد روزگار تو گر یک نفس زنم * تضیع عمر باشد و تعطیل روزگار * یعنے مین اگر کوئی ایسا ایک
سانس لون جس مین تیری یادگاری نہ ہو تو مین سمجہتا ہون کہ میری تمام عمر ضائع ہوگئی اور زمانہ بیکار گذرا ایسے
لوگ کیا اسبات کی خواہش رکہتے ہین کہ چند آدمیون کی وجہ سے جو اونکے اتباع کے سبب کسی مرتبہ کو نہین پہونچے
قیامت کے روز مجرم و گناہگار قرار دیئے جائین اور اپنے گناہون کے بوجہ کے علاوہ اونکے گناہون کے گٹہر
گردن مین ڈالکر مزدورون اور حمالونکی طرح میدان قیامت مین انبیا و اولیا کے روبرو پہرائے جائین مشائخ
کی کتب قدیمہ مین لکہا ہے کہ اس قسم کے بے انصاف لوگونکو جو اپنے پیر کے طریقہ پر نہین چلتے اور اس دینی کام مین
جو مردان خدا کا معاملہ ہے نفسانی خواہش اور دلی آرزو کے ساتہ دست اندازی کرتے ہین قیامت کے روز اونہین
خوب سا مشہور و معذب کیا جائیگا اور چہار طرف ندا کردی جائیگی کہ ان لوگون نے ہماری محبت کا جہوٹا دعوی
کیا تہا اور مخلوق کو اس طریقہ سے فریب دیا تہا اور مشائخ کبار پر افترا باندہا تہا اوس وقت یہ لوگ شرم و ندامت
کے مارے گردنین نیچے جہکا لینگے اور کوئی جواب نہ دینگے ناکسوا ز دہیم کے یہی معنے ہین امیر خسرو نے فرمایا ہے **بیت**
باش تا پردہ بر اندازد جہان اندروئے کار * آنچہ امشب کردۂ فردات گردد آشکار * یعنے صبر کر کہ جہان پردہ اٹہکر
حقیقت امر ظاہر کردے اور جو کچہ تو نے آج کیا ہے اوسے کل تجہپر آشکارا کردے - نیز سلطان المشائخ قدس سرہ نے فرمایا
ہے کہ جو شخص خدا کی جس غرض اور سبب کی وجہ سے عبادت کرتا ہے وہی غرض اوسکی معبود ہوتی ہے اور جب بات
یہ ہے تو پہر آدمی کو اپنی عمر عزیز کے چند روز معرض ہلاکت مین ڈالنے اور ایسے موقع مین کیون بسر کرنے چاہیئین
جہان سلب ایمان کا خوف ہو - ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ کاتب حروف شیخ نصیر الدین محمود قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت
مین چلا جارہا تہا اثناء راہ مین ایک شخص ملا جو اپنے تئین حضرت سلطان المشائخ کے مریدون کی طرف منسوب کرتا
تہا اور لوگون کو مرید بہی کیا کرتا تہا اسنے مجہے دیکہکر کہا کہ کہان جاتے ہو مین نے کہا فلان بزرگ کی خدمت مین جاتا
ہون - کہا جب تم وہان پہونچو تو اونہین میری طرف سے پیام دینا کہ اس سے پیشتر مین نے حضرت سلطان المشائخ کا
عرس کیا تہا مخدوم جہان نے انتہا سے زیادہ لطف فرمایا تہا اور تشریف لائے تہے مگر نہ معلوم اب کیا ہوا کہ آپ
تشریف نہین لاتے اور شفقت و مہربانی نہین کرتے - چونکہ تم بزرگ ہو اسلیئے چہوٹون کے حال پر ہمیشہ مہربانی کرنی چاہیئے

زان بعد اوس شخص نے کہا کہ تم یہہی عرض کرنا کہ مین دولت آباد مین خلق خدا کو مرید کرتا اور دست بیعت دیتا ہون۔
اگرچہ شروع شروع مین مولانا شہاب الدین حضرت سلطان المشائخ کے امام نے مجھے اس کام سے منع کیا اور اونکے کہنے
کے مطابق مین نے چند دنون تک اس کام کو چہوڑ دیا لیکن اتفاق کی بات ہے کہ اونہین ایام مین میرا لڑکا جسکی اٹھارہ
برس کی عمر تہی دفعتہً مر گیا مجھے معلوم ہوا کہ یہ حادثہ اسی وجہ سے پیش آیا ہے کہ مین نے خلق خدا کو اپنی ارادت
سے محروم کر دیا ہے چنانچہ مین اوس روز سے پہر اسکام مین مشغول ہوگیا۔ الغرض جب مین شیخ نصیر الدین محمود
رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین پہونچا اور سعادت قدمبوسی حاصل کرچکا تو اوس شخص کا پیغام پہونچایا شیخ نے فرمایا
کہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جسکی وجہ سے وہ سلطان المشائخ کے جواب دہی کا ذمہ وار ہے اوسے تیار و مستعد ہو جانا
چاہیئے کہ کل قیامت کے روز مجھے اسکا سلطان المشائخ کو جواب دینا پڑے گا لیکن اس قدر مین جانتا ہون
کہ ایک درویش قصبہ کیتہل مین رہا کرتا تہا اور اپنے تئین حضرت سلطان المشائخ کے مریدون مین کہلاتا تہا اور نہ
صرف اس پر بس کرتا تہا بلکہ لوگون کو مرید بھی کرتا تھا اور خلق خدا سے بیعت بہی لیتا تہا۔ جب یہ خبر
سلطان المشائخ کو خبر پہونچی تو فرمایا وہ ایمان سلامت نہین لیگیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب بات اسی پر موقوف
ہے تو یہ چند روزہ زندگی جو باقی رہی ہے ایک گوشہ مین مشغول ہوکر بسر کردے اور اسطرح بسر کردے کہ حق تعالی
کے سوا کوئی شخص اوس پر مطلع نہ ہو اگر ایسا کرے گا تو امید ہے کہ ایمان سلامتی کے ساتھہ لیجا سکے لیکن یہ کام جو تو نے
اختیار کر رکہا ہے اوس حلوے کی منزلہ مین ہے جس مین زہر ملا یا گیا ہو گو بظاہر وہ شیرین معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت
مین وہ زہر ہلاہل اور سم قاتل ہے ذیل کا دوہرا جو حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ کی زبان مبارک سے
نکلا ہے اس معنی کے ساتھ زیادہ مناسب اور چسپان تر معلوم ہوتا ہے کہ آپ فرماتے ہین کَنتَ نہُو مَتین زرد ی
گا نا ہَتَ منائی ٭ بس کندلے مسد ہن گر ہو رین لُہد ٥ ۔ خواجہ حکیم سنائی کہتے ہین **ابیات**

گشتہ امر دیو را مامور	چند ازین دیو بودن مستور	دیدہ بکشائے در مسلمانی	یکدم از غایت پشیمانی
تا بدانی کہ ہر چہ کردہ تست	در رہ دیدہ تو پردہ تست	تا کند ظاہرت بظاہر رائے	نرسد باطنت بکار خدائے
اے ہمہ باطنت سوئے ظاہر	نیست پوشیدہ شرم دار آخر	آتش در دین نہ دود	زر نہ آتش زباند دودے

لہ اے شخص کہ تو نے اپنی ہمت شیطان کا حکم ماننے پر وابستہ کی ہے کبتک اسطرح پوشیدگی سے کام چلیگا۔ شرمندہ ہوکر آنکہیں کہول کہ تو کیسا مسلمان ہے
اور دیکہہ کہ تو نے کیا کیا ہے۔ تیری آنکہون کے آگے حجاب تہا۔ جبتک تو ظاہر بینی کے ساتھہ کام کرے گا تیرا باطن حق سے مشغول نہوگا
تیرا باطن تمام تر ظاہر کی طرف ہے اور یہ پوشیدہ نہین رہ سکتا پچہ تو شرم کر۔ تو درد دین کا مدعی ہے لیکن غلط ہے دہوان کہان ہے
تیری مثل وہی ہے کہ سونا نہین مگر اوسکے گلانے کے واسطے آگ اور کہٹالی کا فکر ہے ۱۲

راستی از تو کے پسند دماز	خرقہ کوتاہ دستگاہ دراز رنگ پوشیدن از زنا کامی است	خرقہ کوتاہ کنی چہ سود بود نیل لیس بایزید بسطامی است	زہد کے جامۂ کبود بود

ساتوان باب طہارت اور اوسکے آداب کے ذکر مین۔ اور اون ماثورہ دعاؤن اور مقبولہ اوراد کے بیان

مین جو حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین اور جناب سلطان المشائخ نظام الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہ ہما العزیز سے منقول ہین۔ کاتب حروف مریدان مشغول کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ جو ماثورہ دعائین اور وظائف و اوراد کہ مشائخ کبار اور جمہور سالکان طریقت کے معمول بہا ہین سب نہین تو اون مین سے اکثر شیخ شیوخ العالم شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز کے اوراد مین مذکور ہین لیکن کاتب حروف کا مقصود یہ ہے کہ جو اوراد مقبولہ اور ادعیہ ماثورہ حضرت سلطان المشائخ سے منقول ہین اس کتاب مین خصوصیت کے ساتھ اون ہی کو ذکر کرے ایک بزرگ کیا خوب فرماتے ہین بیت مرا لبان تو باید شکر چہ سود کند ٭ بجاے مہر تو مہر دگر چہ سود کند ٭ تاکہ اون دعاؤن کی برکت سے جو حضور کی زبان مبارک پر جاری ہوئی ہین طالب اپنے مطلوب اور عاشق اپنے معشوق کی طرف بہت جلد پہونچکر مقصد دلی پر کامیاب ہو۔

نکتہ طہارت اور اوسکے آداب کے ذکر مین۔ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ فرماتے تھے کہ طہارت کے چار مرتبہ ہین ایک یہ کہ آدمی اپنے ظاہری جسم کو نجاست و حدث سے پاک و صاف کرے۔ دوسرے اعضا کو گناہون سے پاک کرے تیسرے دل کو بری عادات اور رذیلہ اخلاق سے پاک کرے۔ چوتھے سِر کو بجز خدا تعالی کے سب سے پاک صاف کرے آیہ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ۔ اصحاب صفہ کے بارے مین اوتری ہے خدا تعالی فرماتا ہے کہ اے محمد مسجد مین وہ مرد ہین جو اپنے تئین نجاستون اور ناپاکیون اور حدثون سے پاک و ستہرا رکھتے ہین اور خدا تعالی پاکون کو دوست رکھتا ہے۔ کاتب حروف نے حضرت سلطان المشائخ کی قلم مبارک سے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ طہارت کیوقت بائین ہاتھ سے ابتدا کرنی چاہیئے یعنے اول سیدھے ہاتھ سے بائین ہاتھ کی آستین چڑھائے اور موضع طہارت کو آدھ گز چوڑا اگر بہر لمبا ہونا چاہیئے اور گہرائی جس قدر ہو مناسب ہے مستعمل ڈھیلے کو جدا رکھے اور جسطرف نجاست لگی ہو وہ رخ زمین کی طرف رہے آپ یہ بہی فرماتے تھے کہ وضو مین اس قدر احتیاط شرط ہے کہ دلکو اطمینان و تسلی ہو جائے اور بعض لوگ جو چند قدم شمار کرکے چلتے اور بعضے ٹہلتے ہین یہ کچہ نہین ہے کیونکہ یہ معنی مکان سے تعلق

ملہ راستی تجہ سے کس حالت مین ہوگی کہ تیرا خرقہ کوتاہ اور خواہش زیادہ ہے اس حالت مین اگر خرقہ کوتاہ کرے کیا فائدہ رکھتا ہے زہد نیلا کپڑا پہننا صورت بنانا محض ناکامی کیوجہ سے ہے۔ نالہ ایسا ہونا چاہیئے جیسے بایزید بسطامی رح تھے۔
ملہ مجھے تیرے لب چاہیئن شکر [illegible] سے تیری محبت کے دوسرے کی مہر میرے کسی کام کی نہین ۱۲

نہین رکہتے بلکہ زمان سے تعلق ہین یعنی جسوقت دل مین اطمینان وکیسوئی پیدا ہو جائے بس یہی کافی ہے۔ نیز آدمی کوچاہیے
کہ وضو کرتے وقت جس عضو کو دہوئے تو ساتھ ساتھ وہ دعا پڑہتا جائے جو اوس عضو کے بارے مین آئی ہے۔
کاتب حروف نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے یہ بہی لکہا ہوا دیکہا ہے کہ حدیث مین آیا ہے اَلْوُضُوْءُ مِفْتَاحُ
الْجَنَّةِ یعنے وضو جنت کی کنجی ہے۔ حدیث مین یہ بہی آیا ہے کہ وُضُوْءُ الشِّتَاءِ یَعْدِلُ غَزْوَ السَّنَةِ یعنے جاڑے کے موسم
مین وضو کرنا سال بہر کے جہاد کے برابر ہے وَفِی الْحَدِیْثِ۔ لَا یَکُنْ وُضُوْءُکَ فِیْ صُفْرٍ وَنُحَاسٍ فَاِنَّ الْمَلَائِکَةَ تَنْفِرُ
مِنْ رِیْحِہِمَا یعنے ایک اور حدیث مین وارد ہے کہ اے مومن پیتل اور کانسی کے برتن مین تیرا وضو نہو گا کیونکہ فرشتے
ان دونون کی بو سے بہاگتے اور نفرت کرتے ہین آپنے یہ بہی فرمایا ہے۔ اِنَّ عُمَرَ اسْتَاْذَنَ عَلٰی رَاہِبٍ لِیَلْقَاہُ
فَاَغْلَقَ الْبَابَ وَانْتَظَرَ فِی الْاِذْنِ قَالَ الرَّاہِبُ وَجَدْتُ فِی الْاِنْجِیْلِ مَنْ تَوَضَّأَ کَانَ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ وَرَاَیْتُ
عَلَیْکَ اَثَرَ الشَّیْطَانِ فَخِفْتُکَ فَتَوَضَّأْتُ وَتَوَضَّأَ اَہْلُ بَیْتِیْ لِیَکُوْنُوْا اٰمِنًا مِنْکَ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَمَّا کَانَ الْمَارُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنے حضرت امیر المومنین جناب عمر رضی اللہ عنہ نے ایک راہب سے ملاقات کرنے کی اجازت مانگی راہب نے دروازہ
بند کرلیا اور آپکو اندر آنے کی اجازت دینے مین تاخیر کی زان بعد راہب نے دروازہ کہولکر کہا کہ اے امیر المومنین مین نے
انجیل مین لکہا دیکہا ہے کہ جو شخص وضو کرتا ہے وہ خدا کی حفاظت و امن مین رہتا ہے۔ چونکہ مین نے تم مین برائی کا
اثر محسوس کیا اسلیئے تم سے خوف کرکے خود بہی وضو کیا اور گہر کے سب لوگونکو وضو کرایا تاکہ مین اور میرے سب گہر کے
لوگ تم سے امن و امان مین رہین اور بعض روایتون مین آیا ہے کہ یہ گذرنے والے جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم
تہے نہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ آپنے یہ بہی تحریر فرمایا ہے کہ کَانَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا تَغْزِلُ فَسَمِعَتِ الْاَذَانَ
فَوَضَعَتِ الْمِغْزَلَ وَلَمْ تُدْخِلْ مَا مَدَّتْ وَتَوَضَّأَتْ فَقِیْلَ لَہَا فِیْ ذٰلِکَ فَقَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
کُلُّ عَمَلٍ یَعْمَلُہُ الْعَبْدُ بَعْدَ الْاَذَانِ فَہُوَ نَصِیْبُ الشَّیْطَانِ یعنے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سوت کات رہی
تہین کہ اتنے مین اذان کی آواز سنی فوراً سوت ہاتہ سے چہوڑ دیا اور جو تاگا نکالا تہا اوسے بہی نہ لپیٹا بلکہ جہٹ اوٹہکر
وضو کیا جب آپسے اسکی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ اذان
کے بعد جو کام کرتا ہے اوس مین شیطان کا حصہ ہوتا ہے۔ آپنے یہ بہی تحریر فرمایا ہے کہ اِنَّ الْمَلَائِکَةَ لَتَفْرَحُ بِذَہَابِ
الشِّتَاءِ رَحْمَةً لِلْفُقَرَاءِ وَلِتَیَسُّرِہِمْ اِسْبَاغَ الْوُضُوْءِ یعنے فرشتے جاڑے کا موسم گذر جانے سے خوش ہوتے ہین
فقیرون پر شفقت و رحم کہانے کے سبب سے کیونکہ اونہین تازہ اور کامل وضو کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ آپنے یہ بہی
تحریر فرمایا ہے مَنْ لَزِمَ اَرْبَعَةً لَمْ یَفْتَقِرْ ہُوَ وَعِیَالُہٗ اَبَدًا اَلْقِیَامُ قَبْلَ الصُّبْحِ وَالْوُضُوْءُ قَبْلَ الْوَقْتِ وَالدَّوَامُ

فِي الْمَسْجِدِ قَبْلَ الْأَذَانِ وَالسُّكُوتُ بَعْدَ الْوِتْرِ۔ یعنی جو شخص چار چیزون پر مداومت و ہمیشگی کرے گا وہ اور اوسکی اہل و عیال کبھی محتاج نہ رہینگے۔ (۱) صبح سے پیشتر اوٹھنا (۲) وقت سے پہلے وضو کرنا (۳) اذان سے قبل مسجد مین جانا (۴) وتر کے بعد خاموش رہنا۔ آپ نے یہہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ وفی الحدیث۔ اِنَّ لِلْوُضُوْءِ شَيْطَانًا يَدْعُوهُ اِلَى الْاِسْرَافِ فِي صَبِّ الْمَاءِ وَهٰذَا مَا يُبْتَلَى الْمُرِيْدُ اِبْتِدَاءً كَمَا حُكِيَ اَنَّ السُّلَيْمَانَ الدَّارَانِيَّ كَانَ يَتَوَضَّأُ فِي الشِّتَاءِ وَيُعِيْدُ غَسْلَ الْاَعْضَاءِ فَيَقُولُ الْعَفْوُ فَسَمِعَ هَاتِفًا يَقُولُ الْعَفْوُ فِي الْعِلْمِ وَنُوْدِيَ يَوْمًا تُصَلِّيْ عَلٰى فَضْلَةِ الْغَنَمِ قِيْلَ لَهٗ اَتُصَلِّيْ عَلَى النَّجَاسَةِ قَالَ هٰذَا مِمَّا اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِيْهِ۔ یعنے حدیث مین آیا ہے کہ وضو کے لئے ایک شیطان نامی ہے جو متوضی کو پانی کے بکثرت بہانے اور اسراف کی طرف مائل کرتا ہے اور ایک ایسی چیز ہے جس مین مرید اول اول مبتلا ہو جاتا ہے چنانچہ سلیمان دارانی کی حکایت نقل کی جاتی ہے کہ جب وہ جاڑے کے موسم مین وضو کیا کرتے تہے تو اعضاء وضو کو مکرر دہویا کرتے تہے اور کہتے تہے کہ مین بخشش و آمرزش چاہتا ہون۔ ایکدن ہاتف کو یہ کہتے سنا کہ بخشش و آمرزش علم مین ہے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ یہی سلیمان دارانی بکریون کے کہائے ہوئے چارے اور اونکی بند ہنے کی جگہ نماز پڑہنے کہڑے ہوئے کسینے اون سے کہا کہ کیا تم نجس مقام پر نماز پڑہتے ہو جواب دیا کہ اس مین علماء کا اختلاف ہے۔ آپنے یہہ بھی تحریر فرمایا قَالَ الشَّعْبِيُّ مَا ظَهَرَ مِنَ الْاُذُنِ مَغْسُوْلٌ مَعَ الْوَجْهِ وَمَا هُوَ بَاطِنُهٗ مَمْسُوْحٌ مَعَ الرَّاْسِ یعنے شعبی کا قول ہے کہ کان کا جو حصہ ظاہر ہے وہ مونہہ کے ساتھ دہویا جاتا ہے اور اوسکا اندرونی اور باطنی حصہ کا سر کے ساتھ مسح کیا جاتا ہے۔ آپنے یہہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ بعض لوگونکی جو یہ عادت ہے کہ وضو کرنے کے بعد اعضاء وضو کو رومال وغیرہ سے خشک کرتے ہین تو یہ کوئی بُری عادت نہین ہے قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِرْقَةٌ يُنَشِّفُ بِهَا بَعْدَ الْوُضُوْءِ وَرُوِيَ كَانَ لِعَلْقَمَةَ خِرْقَةٌ بَيْضَاءُ يَمْسَحُ بِهَا وَجْهَهٗ وَعَنْ مُعَاذٍ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ مَسَحَ وَجْهَهٗ بِطَرَفِ ثَوْبِهٖ وَفِي الْحَدِيْثِ يُؤْتٰى بِرَجُلٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُوْزَنُ اَعْمَالُهٗ فَتَرَجَّحَتْ سَيِّئَاتُهٗ عَلٰى حَسَنَاتِهٖ فَيُؤْتٰى بِخِرْقَةِ الَّتِيْ كَانَ يَمْسَحُ بِهَا وَجْهَهٗ وَاَعْضَاءَهٗ فَيُوْضَعُ فِيْ كَفَّةِ حَسَنَاتِهٖ فَتَرَجَّحَتْ حَسَنَاتُهٗ وَلِهٰذَا لَمْ يَكْرَهْ اَبُوْ حَنِيْفَةَ مَسْحَ الْوُضُوْءِ بِالْخِرْقَةِ یعنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاس ایک کپڑا رکہتے تہے جس سے وضو کے بعد اعضاء وضو کو خشک کیا کرتے تہے اور روایت کیا گیا ہے کہ علقمہ ایک سفید کپڑا اپنے پاس رکہتے تہے جس سے مونہہ کو پونچھا کرتے تہے۔ حضرت معاذ سے منقول ہے کہ مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہا کہ آپ وضو کرنے کے بعد کپڑے کے کونے سے اپنا مونہہ مبارک

پوچھا کرتے تھے۔ حدیث مین یہہ بہی آیا ہے کہ قیامت کے روز ایک شخص لایا جائیگا اور اوسکے اعمال وزن کیے جائینگے تو اوسکی برائیان بہلائیون پر غالب آئینگی اور بدیون کا پلہ جہک جائیگا اتنے مین وہ کپڑا لایا جائیگا جس سے یہ دنیا مین اپنے موںھ اور اعضار وضو کو پوچہا کرتا تہا فرشتے اوس کپڑے کو نیکیون کے پلے مین رکہدینگے اور نیکیون کا پلہ جہک جائیگا یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہ اعضار وضو کو کپڑے سے پوچھنا مکروہ جانتے تہے۔ حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ کی قلم مبارک سے یہہ بہی لکھا ہوا دیکہا ہے کہ جب کوئی شخص وضو سے فارغ ہو تو مصلے کے پاس کہڑا ہو اور اول بایان پاؤن جوتے سے نکالے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِذَا انْتَعَلْتُمْ فَابْدَءُوا بِالْيُمْنىٰ وَاِذَا خَلَعْتُمْ فَابْدَءُوا بِالْيُسْرىٰ یعنے جوتی پہنتے وقت اول دایان پاؤن ڈالو اور نکالتے وقت پہلے بایان نکالو۔ زان بعد دایان پاؤن مصلے پر رکہے اور جوتیان قبلہ کی طرف نہایت احتیاط سے برابر لگا کر رکہے آبخورہ لوٹہ جو کچہہ اپنے پاس ہو اپنے قریب رکہدے۔ اسکے بعد سجدہ کے مقام پر نشان کردے تاکہ سجدہ کی جگہ پائمال نہو مصلے کے دونون کنارے بائین جانب زیادہ مائل ہون اگر اسوقت کسیکو اپنے پاس بٹہلائے تو سیدہے ہاتہ سے مصلے کہولے اور اپنے دائین جانب بیٹھنے کو جگہ دے جب یہ سب کچہ کر چکے تو دوگانہ تحیۃ الوضو ادا کرے اور ہر رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑہے دونون رکعتین پوری کرکے جب سلام پہیرے تو یہ دعا پڑہے اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِيْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَنَاصِرُهَا وَمَوْلَانَا اَنْتَ لِيْ كَمَا اُحِبُّ فَاجْعَلْنِيْ لَكَ كَمَا تُحِبُّ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيْرَتِيْ خَيْرًا مِنْ عَلَانِيَتِيْ وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِيْ صَالِحَةً اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ حُسْنَ الْاِخْتِيَارِ وَصِحَّةَ الْاِعْتِبَارِ وَصِدْقَ الْاِفْتِقَارِ وَصُحْبَةَ الْاَخْيَارِ۔ یعنے خداوندا میرے نفس کو پرہیزگاری کا حصہ عنایت کر اور اوسے بہتر طریق پر پاک وستہرا بنا تو اوسکا کارساز اور مددگار اور مولا ہے خداوندا تو میری تمنا و آرزو کے موافق نہین بلکہ اپنی مرضی و پسندیدگی کے مطابق مجہے میرا حصہ عطا فرما یا الہی میرا باطن ظاہر سے بہتر کر اور میرا ظاہر نیک اور شائستہ بنا۔ خداوندا مجہے حسن اختیار اور صحت اعتبار اور صدق افتقار اور نیکون کی صحبت نصیب کیجیے۔ اسکے بعد داڑہی مین کنگہی کرے لیکن پیشتر بہوون مین کنگہی پہیرے کیونکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ اَمَرَّ عَلٰى حَاجِبَيْهِ الْمُشْطَ عُوْفِيَ مِنَ الْوَبَاءِ یعنے جو شخص دونون بہوؤن مین کنگہی پہیرے گا وبا سے محفوظ رہے گا۔ زان بعد موچہون کو کنگہی سے درست کرے۔ منقول ہے کہ جو شخص کنگہی کرتے وقت سورہ الم نشرح پڑہے گا اور اسپر ہمیشگی کرے گا اوسپر روزی کا دروازہ فراخ ہو جائے گا۔ جب کنگہی کرکے ہتہیلی مین رکہے تو اوسکی کشادہ و فراخ جانب اوپر کی طرف رہے چونکہ کنگہی پریشانی کا آلہ ہے اسلیے بہتر ہے کہ اوسے ہمیشہ پوشیدہ رکہے۔ ایکدفعہ حضرت سلطان المشائخ نے امیر خسرو کو لکہا تہا کہ ایک کنگہی تمہین بہیجی گئی ہے اور وہ خیر و فلاح کا نشان ہے۔ آپ دوسری جگہ یون تحریر فرماتے ہین کہ جب آئینہ دیکھے تو یون کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَاَحْسَنَ

خَلْقِیْ وَصَوَّرَنِیْ فَاَحْسَنَ صُوْرَتِیْ اَللّٰھُمَّ کَمَا اَحْسَنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ۔ یعنے سب تعریف اوس خدا کو ہے جس نے مجھے
پیدا کیا پہر میرے اعضا خوبصورت اور سڈول بنائے اوسنے میری صورت بنائی پہر اوسے خوشنمائی و زیبائی عنایت
کی خداوندا جسطرح تونے میری پیدائش کو عمدگی و زیبائی دی ہے اسیطرح میری خُلق و عادت کو بہتر و نیک تر
کر دے۔ الغرض آدمی کو چاہیئے کہ تحیت وضو اور تحیت مسجد پر مداومت کرے کیونکہ اس مین بہت سے اثر مخفی ہین
جو وقتاً فوقتاً حسب موقع ظہور کرتے ہین۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جبتک آدمی باوضو رہتا ہے اوسکے گرد وپیش کوئی آفت
وبلا نہین پہنچتی۔ حضرت انسؓ صحابی سے **منقول** ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ مین تشریف
لائے مین آٹھ سال کا تہا آپنے میری طرف روئے سخن کرکے فرمایا کہ اے لڑکے جہان تک تجہسے بن پڑے باوضو اور
پاک رہ۔ کیونکہ جس شخص کو اسحالت مین شیر اجل اور عقاب مرگ آدبوچتے ہین اوسکو خلعت شہادت عنایت کیا جاتا
ہے۔ حدیث مین آیا ہے اَلْوُضُوْءُ سِرٌّ مِّنْ اَسْرَارِ اللّٰہِ تَعَالٰی یعنے طہارت و وضو خدا تعالی کے بہیدون مین سے
ایک بہید ہے کہتے ہین کہ عذاب قبر اوسی شخص کو زیادہ ہوتا ہے جو آبدست اور وضو مین احتیاط نہین
کیا کرتا۔ جب آدمی کوئی سنت بجا لانا چاہے مثلاً ناخن دور کرائے یا سر منڈائے یا اور کوئی کام کرے تو اوسسے
پہلے وضو کرلینا چاہیئے کیونکہ کل قیامت کے روز یہ ناخن اور بال اوس سے حساب طلب کرین گے کہ تو نے ہمین پلیدی
ونجاست کی حالت مین کیون دور کیا تہا۔ آپنے یہ بہی تحریر فرمایا ہے کہ شیخ علیہ الرحمۃ چہار شنبہ کے روز حمام مین
تشریف لیجایا کرتے اور وہان سر کے بال اوترواتے خط کی اصلاح کرایا کرتے تہے تو جو کوئی حلق کرائے اوسے
یہ کہنا چاہیئے: اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ طَھَارَۃً فِی الدُّنْیَا وَنُوْرًا سَاطِعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ یعنے خداوندا مجھے
ہر ہر بال کی عوض دنیا مین پاکی اور عقبی مین درخشان نور عطا فرما۔ پنجشنبہ کے روز ناخن لے اور جو شخص ناخن
اور لبین لیتے وقت یہ کہے گا بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی سُنَّۃِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ تو کسی بیماری مین مبتلا نہ ہوگا۔ بغل
کے بالون کو سنت تو یہی ہے کہ اونہین موچنے وغیرہ سے اوکہاڑے لیکن اگر استرے سے مونڈ لیگا تو بہی جائز
ہے۔ قَالَ الشَّافِعِیُّ اِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّ السُّنَّۃَ النَّتْفُ اِلَّا اَنِّیْ لَا اُطِیْقُ عَلَی الْوَجْعِ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَحْفُوا
الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰی وَانْتِفُوا الشَّعْرَ الَّذِیْ فِی الْاُنُوْفِ یعنے امام شافعی نے فرمایا ہے کہ مین جانتا ہون کہ بغل
کے بال اوکہیڑنے سنت ہین مگر مین اوسکے درد و تکلیف کی برداشت و طاقت نہین رکہتا جناب نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مونچھون کو ہلکا کرو۔ داڑھیون کو بڑہاؤ اور ناک کے بال اوکہیڑو۔ آپنے یہ بہی تحریر فرمایا
ہے قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ نِعْمَ الْبَیْتُ یَدْخُلُہُ الْمُسْلِمُ الْحَمَّامَ اِذَا دَخَلَ یَسْاَلُ الْخَیْرَ وَاسْتَعَاذَ مِنَ النَّارِ یعنے پیغمبر

علیہ السلام نے فرمایا کہ مسلمان کے لیئے اچھا اور عمدہ گھر حمام ہے جب وہان جائے تو خدا سے بہلائی مانگے اور دوزخ کی آگ سے پناہ طلب کرے۔ حمام مین داخل ہوتے وقت یون کہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ۔ قَالَ علیہ السلام اِنَّمَا حَرُّ نَارِ جَھَنَّمَ عَلٰی اُمَّتِیْ مِثْلُ حَرِّ الْحَمَّامِ قَالَ الْحَسَنُ لَا یَصْلُحُ دُخُوْلُ الْحَمَّامِ اِلَّا بِاِزَارَیْنِ اِزَارٌ عَلَی الْمَتِیْنِ وَاِزَارٌ عَلَی الْعَیْنِ۔ یعنے خداوندا مین تجہسے جنت مانگتا ہون اور دوزخ کی آگ سے پناہ چاہتا ہون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری اُمتکو دوزخ کی آگ ایسی معلوم ہوگی جیسی حمام کی حرارت۔ حسن بصری کا قول ہے کہ حمام مین دو تہ بندونکے ساتھ جانا مناسب ہے ایک تو کمر مین ہو ایک سر پر۔ نیز حمام مین پختہ اینٹ سے پاؤن نہ ملے کیونکہ اس کوڑہ پیدا ہوجانے کا اندیشہ ہے جیساکہ کہا گیا ہے اِسْتِعْمَالُ الْاٰجُرِّ یُوْرِثُ الْبَرَصَ۔ محققون کے نزدیک طہارت اعضا کے یہ معنی ہین کہ آدمی اپنے جوارح اور ہاتھ پاؤن کو ناشائستہ اور بُرے اخلاق سے پاک کرے اور طہارت عمل کا یہ مطلب ہے کہ جو کام کرے خلوص قلب کے ساتھ کرے نمود و ریا کا ذرا دخل نہو۔ جناب سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے یہ بہی لکہا ہوا دیکہا ہے کہ اَلْحِجَامَۃُ عَلَی الرِّیْقِ فِیْھَا شِفَاءٌ وَبَرَکَۃٌ وَیَزِیْدُ فِی الْعَقْلِ وَفِی الْحِفْظِ فَمَنِ احْتَجَمَ فَیَوْمُ الْخَمِیْسِ وَالْاَحَدِ وَکَذٰلِکَ یَوْمُ الْاِثْنَیْنِ وَالثُّلٰثَاءِ فَاِنَّہُ الْیَوْمُ الَّذِیْ کَشَفَ اللّٰہُ عَنْ اَیُّوْبَ الْبَلَاءَ وَاَصَابَہٗ یَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ اَوْ لَیْلَۃَ الْاَرْبِعَاءِ وَلَا یَبْدُوْا بِاَحَدٍ مِّنَ الْجُذَامِ وَالْبَرَصِ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْاَرْبِعَاءِ وَلَیْلَۃِ الْاَرْبِعَاءِ کَذٰلِکَ اے عَلَیْکَ بِھَا یعنے نہار موہنہ پچہنے لگانے مین شفا و برکت ہے ایسا کرنے سے عقل بڑہتی ہے حافظہ قوی ہوتا ہے پچہنے لگانیوالیکو چاہیئے کہ جمعرات یا ہفتہ یا پیر یا منگل کو پچہنے لگائے کیونکہ منگل کا دن ایک ایسا دن ہے جس مین خدا تعالی نے حضرت ایوب علیہ السلام کی وہ بلا و مصیبت دور کر دی تہی جو اونہین بُدہ کے روز یا بدہ کی رات کو پہونچی تہی۔ جُذام اور کوڑہ کا مرض جس شخص پر ظاہر ہوا بُدہ کے روز یا بدہ کی رات کو ظاہر ہوا تو ہر آدمی کو اس رات دن سے پرہیز کرنا اور حذر کرنا لازم ہے۔

نکتہ سلطان المشائخ قدس سرہ کے اوراد کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ صبح کیوقت ذیل کی تین آیتین تین بار پڑہے خدا تعالی کی محبت کے لیئے فَسُبْحَانَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْھِرُوْنَ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِی الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا وَکَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ۔ ان تین آیتون کے پڑہنے کے بعد دو رکعت سنت بہ نیت صبح ادا کرے۔ مگر پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد الم نشرح اور دوسری رکعت مین الم تر کیف پڑہے۔ سلطان المشائخ قدس سرہ فرماتے تہے کہ اس پر مواظبت کرنے سے بواسیر بہی دفع ہو جاتی ہے۔ یہ بہی ارشاد فرماتے تہے کہ نماز فجر کی

سنتون اور فرضون کے درمیان اکتالیس دفعہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کی میم کو الحمد کے لام سے ملاکر پڑہے یعنے بسم اللہ الرحمن الرحیمِ الحمد للہ رب العالمین کہنے سے ہر مشکل آسان ہوتی ہے آدمی جس مہم اور مطلوب کے لیئے پڑہے گا فضل خدا سے مقصود حاصل ہوگا الغرض جب فجر کی سنتین اسطرح ادا کرچکے تو اب فرض نماز جماعت سے ادا کرے جماعت سے فارغ ہونیکے بعد ننانوے اسماء حسنے حضور دل سے پڑہے اور جو دعائین جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے منقول ہین نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ پڑہے۔ ارشاد ہے کہ جو فجر کی نماز کے بعد ستر دفعہ یَا وَہَّابُ کہیگا اوسکے تمام دینی کام بنجائینگے۔ حضور یہہ بھی فرماتے تھے کہ ذیل کی دعا نماز فجر کے بعد پڑھنا ہمارے خواجگان کا معمول ہے۔ اَللّٰهُمَّ زِدْ نُوْرَنَا وَزِدْ سُرُوْرَنَا وَزِدْ مَعْرِفَتَنَا وَزِدْ طَاعَتَنَا وَزِدْ نِعْمَتَنَا وَزِدْ مُحَبَّتَنَا وَزِدْ عِشْقَنَا وَزِدْ شَوْقَنَا وَزِدْ ذَوْقَنَا وَزِدْ حُبَّ لَنَا وَزِدْ قُوَّتَنَا وَزِدْ قُبُوْلَنَا وَزِدْ اُنْسَنَا وَزِدْ عِلْمَنَا وَزِدْ حِلْمَنَا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ نماز فجر سے طلوع آفتاب تک کا وقت نہایت ہی مبارک وقت ہے اسیطرح نماز عصر سے غروب آفتاب تک کا وقت آدمی کو چاہیئے کہ انہین بہت ہی غنیمت جانے اور جس قدر بن پڑے ورد و وظائف سے ان اوقات کو معمور رکہنے مین کوشش کرے۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے ہینکہ جو شخص ان دونون وقتون کو غنیمت جانکر کوئی ورد یا وظیفہ پڑہیگا اوسکے وہ تمام گناہ جو ان دونو وقتونکے مابین سرزد ہوئے ہونگے معاف ہو جائینگے اور ان اوقات کا حکم کَا لطُّہْرِ الْمُتَخَلِّلِ بَيْنَ الدَّمَيْنِ کا حکم ہوگا یہ کیفیت تو عوام کی نسبت بیان کی گئی ہے خواص کو چاہیئے کہ شب و روز کی ہر ہر ساعت کو غنیمت جانین اور وقت کو معمور رکہنے کی عادت ڈالین کیونکہ فقر کا خاصتہ یہی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے اَلْفَقِيْرُ ابْنُ الْوَقْتِ ایک بزرگ نے کیا خوب کہا ہے **بیت** بردست فقیر نیست نقدے جز وقت ؛ آن نیز کہ از دست رود وائے بروے یعنے فقیر کے پاس وقت کے سوا کوئی نقدی نہین ہے پہر اگر یہہ بہی فوت ہو جائے تو اوسپر افسوس ہے۔ غرضکہ دعائے مذکور پڑہنے کے بعد مسبعات عشر پڑہے اور اسکے بعد چہہ بار کہے تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ۔ فرماتے تہے کہ جناب شیخ شیوخ السالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے مجہے خواب مین فرمایا ہے کہ مسبعات عشر کے بعد چھ مرتبہ آیہ تَوَفَّنِيْ الخ پڑہا کرو۔ حضرت سید السادات سید حسین رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مین نے حضرت سلطان المشائخ سے سنا ہے کہ مسبعات عشر کے بعد چہہ دفعہ یون کہنا چاہیئے۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ بِرَفْعَتِكَ۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ یاران اعلی مین سے ایک شخص نے جناب سلطان المشائخ سے پوچہا کہ سید حسین یون روایت کرتے ہین اور اس روایت کو حضور کی طرف منسوب کرکے کہتے ہین کہ

سلطان المشائخ نے فرمایا ہے۔ آپنے ارشاد کیا کہ ہان مین نے یہ کہا ہے کیونکہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب مین مجھے فرمایا ہے کہ مسبعات عشر کے بعد چھ دفعہ اللہم اہدنی برفعتک کہا کرو۔ حضور یہ بہی فرماتے تھے کہ ابراہیم تیمی جو ایک نہایت بزرگ واصلان خدا مین سے تہے کعبہ کے صحن مین حضرت خضر علیہ السلام سے ملے اور اون سے کسی بخشش کے طالب ہوئے حضرت خضر علیہ السلام نے مسبعات عشر کی تعلیم دی اور فرمایا کہ مین اسے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہون۔ فرماتے تہے کہ ایک شخص ہمیشہ مسبعات عشر پڑھا کرتا تہا ایکدفعہ اسے سفر کا اتفاق پڑا صحرا مین چلا جاتا تہا کہ رہزنون کا ایک گروہ اسکے ہلاک کرنے کو اُٹھا اسی اثنا رمین دس مسلح سوار ظاہر ہوئے جنکے سر ننگے تہے اس شخص نے دریافت کیا کہ تم کون لوگ ہو۔ کہا مسبعات عشر یعنے وہ دس دعا مین ہین جنہین تو روز مرہ سات دفعہ پڑہا کرتا ہے اسنے پوچھا کہ تم سر برہنہ کیون ہو جواب دیا کہ چونکہ تو دعا کی ابتدا مین بسم اللہ الرحمن الرحیم نہین پڑہا کرتا تہا اسلیئے ہم سر برہنہ ہین اسموقع پر لوگون نے جناب سلطان المشائخ سے پوچھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کون سے مقام پر کہنی چاہیئے فرمایا سورۃ کی ابتدا مین۔ پہر جب اشراق کا وقت ہو یعنے آفتاب ایک یا دو نیزے بلند ہو جائے تو نماز اشراق ادا کرے۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ نماز اشراق کی کیفیت یہ ہے کہ اول دو رکعت شکراللہ اسطرح پڑہے کہ پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی یعنے اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ سے خَالِدُوْنَ تک۔ اور اس دوسری رکعت مین اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر سورہ تک۔ اور آیۃ اللہ نور السمٰوات والارض سے واللہ بکل شئی علیم تک پڑہے۔ پہر دو رکعت نماز استعاذہ باین طریق پڑہے پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ اور قل اعوذ برب الفلق اور دوسری رکعت مین سورہ فاتحہ اور قل اعوذ برب الناس پڑہے۔ ازان بعد دو رکعت نماز استخارہ اسطور ادا کرے پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد قل یاایہا الکافرون اور دوسری رکعت مین فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑہے۔ جو جو دعائین ان دوگانون کے پیچھے پڑھنی آئی ہین برابر پڑھتا جائے۔ اس نماز کے راوی کا بیان ہے کہ یہانتک پہونچکر حضور نے فرمایا کہ دو رکعتین اور ہین جنکی کیفیت مین آگے بیان کرون گا جون ہی یہ کلمات آپکی زبان مبارک پر جاری ہوئے پرنم آنکھون سے آنسوؤنکی ندیان بہنے لگین آپ رو رو کر فرماتے تہے کہ جب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے مجھے نماز اشراق کی تعلیم فرمائی ہے تو یہی چہ رکعتین تہین لیکن مین دیگر دو رکعتونکی بہی تفصیل بیان کرون گا۔ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز اپنے اوراد مین تحریر کرتے ہین کہ ان دو رکعتون کو استحباب کہتے ہین پہلی رکعت مین فاتحہ کے بعد سورہ واقعہ اور دوسری مین سبح اسم

پڑہے بعدہ نماز تسبیح مین مشغول ہو۔ صلاۃ تسبیح کی ہر رکعت مین ایکبار یہ دعا ہی پڑہے سُبْحَانَ اللّٰہِ مِلْأَ الْمِیْزَانِ وَمُنْتَہَی الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضَا وَزِنَۃَ الْعَرْشِ۔ یہہی فرماتے تہے کہ نماز تسبیح اور صلوٰۃ الصلات ایکہی چیز ہے کیونکہ تسبیح کی جگہ صلاۃ کا استعمال ہوا کرتا ہے۔ صلوٰۃ تسبیح دو رکعتین ہین خواہ دن کو پڑہے یا رات کو لیکن اشراق کے بعد اس نماز مین ایک خاص اثر اور عظیم الشان فائدہ ہے جس مہم کے لئے پڑہی جائے بر آئے جس مقصد کے لئے ادا کیجائے فوراً حاصل ہو۔ حضور فرماتے تہے کہ دو رکعت شکر دن مین ادا کرے اور ہر رکعت مین فاتحہ کے بعد پانچ دفعہ قل ہو اللہ احد پڑہے زان بعد ارشاد کیا کہ ہر دن طلوع آفتاب کے وقت ایک فرشتہ کعبہ کی چہت پر چڑہکر باواز بلند منادی کرتا ہے کہ اے مسلمانو اے محمد صلعم کی امتیو آج خدا تعالی نے تہین ایک نیا دن عنایت کیا ہے اور تمہارے لئے ایک روز درپیش ہے یعنے قیامت کا روز تم آج اس دن مین اوس روز کے لئے عمل کرو دو رکعت نماز اسطرح ادا کرو کہ ہر رکعت مین فاتحہ کے بعد پانچ مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑہو پہر جب رات ہوتی ہے تو وہی فرشتہ خانہ کعبہ کی چہت پر چڑہکر چارو نطرف منادی کرتا ہے کہ اے مسلمانو۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے امتیو۔ خدا تعالی نے تمہین ایکنئی رات مرحمت کی ہے اور عنقریب ایک ایسی رات درپیش ہے جسکی تاریکی مین تم بہت مدت تک رہوگے اور وہ قبر کی رات ہے تمہین چاہیے کہ اس رات مین اوس تاریک شب کے لئے عمل کرو اور دو رکعت نماز اسطرح ادا کرو کہ ہر رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد پانچ دفعہ قل یا ایہا الکفرون پڑہو بعدہ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ شیخ جمال الدین ایک نہایت نتیجہ خیز اور پر معنی حدیث روایت کرتے تہے اگرچہ اوسکے لفظ مجہے یاد نہین لیکن مطلب یہ تہا کہ اگر کوئی شخص اشراق کے بعد سو رکعت ادا کرنیکا ثواب حاصل کرنا چاہے تو سورہ فاتحہ کے بعد ایکدفعہ سورہ اخلاص پڑہے یا ورد مین مشغول ہو یا ذکر و عبادت مین مصروف ہو تاکہ متصل اور متواتر عبادت واقع ہو۔ الغرض اشراق سے فارغ ہونیکے بعد جب چاشت کا وقت آئے تو بارہ رکعت نماز ادا کرے اگر اس قدر نہ ہوسکے تو چار رکعت نماز پڑہے کیونکہ نماز چاشت کا اقل مرتبہ چار رکعتین ہین حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ نماز چاشت کی ان چار رکعتون مین چار انا۔ یعنے انا فتحنا۔ انا ارسلنا۔ انا انزلنا انا اعطینا پڑہنا چاہیئے اور ہر رکعت مین ایک ایک سورت پڑہنے سے بہت فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ آپ یہہی فرماتے تہے کہ سورہ والشمس واللیل والضحی الم نشرح یہ چارون سورتین بیچ کے چہار گانہ مین پڑہے یعنے ہر رکعت مین ایک سورت پڑہے۔ یہہی ارشاد فرماتے تہے کہ چارون قل نماز چاشت کی آخری چہار گانہ مین پڑہے یعنے ہر ہر رکعت مین ایک ایک سورت جب نماز چاشت سے فارغ ہو تو دو رکعت صحت نفس کے لئے ادا کرے

پہلی رکعت مین فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور سورہ والشمس ایکمرتبہ اور سورہ اخلاص پانچ دفعہ پڑہے دوسری رکعت
مین اٰمن الرسول اور والضحی ایکدفعہ سورہ اخلاص پانچ دفعہ پڑہے اور فارغ ہونیکے بعد یون کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ
اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاتِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یعنے خداوندا مین تجہسے بخشش اور رنج وبلا سے
سلامتی اور دنیا وآخرت مین غداب سے امینی مانگتا ہون ۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جسنے نماز چاشت
ادا کی اوس سے چاشت کا غم اُٹہا لیا گیا یعنے جو شخص چاشت کی نماز پڑہتا ہے خدا تعالی اوسکی معاش کا
سرانجام خود تیار کر دیتا ہے ۔ مین نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے یہ بہی لکہا ہوا دیکہا ہے کہ صَلِّ
الضُّحٰی اِذَا بَزَغَتِ الشَّمْسُ قَالَ لَاحَتّٰی یَنْکَسِوَا اِلَی الْاَرْضِ اِسْمُہٗ الشَّمْسُ فِیْ اَوَّلِ النَّہَارِ قَبْلَ اَنْ تَغْلِبَ
ضَوْءُھَا مُصْفَرَّۃُ النَّیِّرِ لِیَقَاصَرَ شُعَاعُھَا یعنے کیا مین چاشت کی نماز اوسوقت پڑہون جبکہ سورج طلوع
ہوتا ہے جواب دیا کہ نہین یہانتک کہ اوسکی روشنی تمام سطح زمین پر خوب پہیلجائے ۔ اب جب فئی الزوال کا وقت
آئے یعنے سایہ ڈہلجائے تو چار رکعت فئی الزوال پڑہے ہر رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پچاس
بار یا دس بار یا تین بار پڑہے اور اسوقت کو نہایت غنیمت شمار کرکے نصف شب جانے اور ورد وتلاوت
مین بدل مشغول ہو ۔ فرماتے تہے کہ نماز ظہر کے پہلے چار سنتون مین چارون قل پڑہے اور فرض کے بعد کی دو سنتون
مین سے پہلی رکعت مین فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور دوسری مین اٰمن الرسول پڑہے ۔ سلطان المشائخ یہ بہی
ارشاد فرماتے ہین کہ ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد دس رکعتین صلوۃ الخضر پڑہے اور دسون رکعتون مین قرآن مجید
کی اخیر کی دس سورتین پڑہے ۔ جو شخص یہ نماز پڑہیگا اوسے حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کرنی نصیب ہوگی ۔ جب
عصر کی نماز کا وقت آئے تو چار سنتین اسطرح ادا کرے کہ اول رکعت مین سورہ والعصر دس دفعہ دوسری مین
تین دفعہ تیسری مین دو مرتبہ چوتہی مین ایکدفعہ پڑہے ۔ فرماتے تہے کہ نماز عصر کی سنتون مین سورہ والسماء
ذات البروج پڑہنا نار و کے دفعیہ مین اکسیر کا حکم رکہتا ہے ۔ جناب سلطان المشائخ سے یہ بہی روایت کی گئی
ہے کہ نماز عصر کی سنتون مین اذا زلزلت الارض دوسری تین سورتون سے ملاکر پڑہنا دافع نارو ہے ۔
امیر حسن شاعر نے عرض کیا کہ حضور بندہ دنبل اور نارو کے دفعیہ کے لئے عصر کی سنتون کی پہلی رکعت
مین سورہ بروج اور اوسکے بعد اذا زلزلت الارض پڑہا کرتا ہے فرمایا بہت اچہا ہے ۔ سلطان المشائخ
فرماتے تہے کہ حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے مجہسے خواب مین فرمایا کہ
نماز عصر کے بعد تم کتنی دفعہ سورہ نبا پڑہتے ہو مین نے کہا ایک دفعہ فرمایا پانچ دفعہ پڑہا کرو ۔ مین نے اپنے دلمین

خیال کیا کہ اس مین کوئی بشارت ضرور مخفی ہوگی۔ زان بعد مین نے ایک معتبر و متداول تفسیر مین لکہا دیکہا کہ جو شخص نماز عصر کے بعد پانچ بار سورہ بنا پڑہے خدا تعالی کی محبت کا اسیر و شید ا ہووے اور اوسکا نام اسیر محبت حق رکہا جاے مین نے معلوم کرلیا کہ شیخ کا مقصود یہی تہا۔ آپ یہہ بہی فرماتے تہے کہ جو شخص نماز عصر کے بعد سورہ والنازعات پڑہے گا خدا تعالی اوسے صرف ایک وقت کی نماز کی مقدار قبر مین رکہے گا اس کلمہ پر پہونچکر آپکی آنکہون سے آنسو بہنے لگے اور فرمانے لگے کہ جو شخص قبر مین نرہے گا اوسکا مرتبہ کس حد تک پہونچیگا یہ مرتبہ اوسی شخصکو حاصل ہوتا ہے جسکی روح کو کمال حاصل ہوجاتا ہے پس جب روح مین کمال پیدا ہوجاتا ہے تو وہ قلب کو اپنی طرف کہینچ لیتی ہے اور جب قلب درجہ کمال پر پہونچتا ہے تو قالب کو اپنی طرف کہینچ لیتا ہے۔ اسکے بعد مسبعات عشر اوسی ترکیب کے ساتہ پڑہے جیسا کہ صبح کی نماز مین پڑہ چکا ہے۔ فرماتے تہے جو شخص نماز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک ذیل کے تین اسمون مین مشغول رہے گا جس مہم و مطلوب کے لیئے پڑہے گا خدا تعالی اوس مہم کو بہت جلد فتح کرادے گا اور وہ تین اسم یہ ہین۔ یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم انکا نام الیا ہے۔

فرماتے تہے جب نماز مغرب کا وقت آئے تو دو رکعت سنت اسطرح پڑہے کہ پہلی رکعت مین فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکفرون دوسری مین سورہ اخلاص پڑہے۔ ایک روایت مین یہہ بہی آیا ہے کہ آپنے فرمایا مغرب کے فرضون سے پیشتر دو سنتین اسطرح پڑہے کہ پہلی رکعت مین آیہ فَسُبْحَانَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ آخر تک پڑہے اور دوسری مین سبحان ربک رب العزت سے آخر سورت تک پڑہے۔ فرضون اور بعد کی سنتون سے فارغ ہونیکے بعد بیس رکعتین ادا بین اوس تفصیل کے ساتہ ادا کرے جو کتب مشائخ مین وارد ہوئی ہے جب سجدہ مین جائے تین دفعہ کہے اَللّٰہُمَّ ارْزُقْنِیْ تَوْبَۃً تُوْجِبُ مَحَبَّتَکَ فِیْ قَلْبِیْ یَا مُحِبَّ التَّوَّابِیْنَ۔ یعنے خداوندا مجہے توبہ نصیب کر جو تیری محبت میری دل مین لازم کردے اے توبہ کرنے والون کو دوست رکہنے والے۔

فرماتے تہے کہ نماز مغرب اور عشا کے درمیان اور چہہ رکعتین پڑہے بعض اہل ارادت نے ان ہی چہہ رکعتون کو صلاۃ الاوابین کہا ہے لیکن حق یہ ہے کہ یہ چہہ رکعتین صلاۃ الاوابین کے علاوہ ہین۔ ان مین سے دو رکعتین تو ایمانکی حفاظت و نگاہداشت کے لیئے پڑہے جنکی کیفیت یہ ہے کہ پہلی رکعت مین فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص سات دفعہ قل اعوذ برب الناس ایکدفعہ پڑہے اور سجدہ مین جائے تو تین بار کہے یا حی یا قیوم ثبتنی علی الایمان۔ اسموقع پر آپنے اس نماز کی برکت کے متعلق ایک حکایت باین مضمون بیان فرمائی کہ مین نے شیخ معین الدین سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کے پوتے خواجہ احمد سے سنا ہے جو نہایت ہی صالح و نیکبخت آدمی تہے۔ فرماتے تہے کہ ایک لشکری میرا رفیق تہا۔

جو ہمیشہ یہ دو رکعتین پڑھا کرتا تہا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ ہم حدود اجمیر مین تہے مغرب کی نماز کا وقت آپہونچا اور وہاں اوس
مقام مین چورون اور رہزنون کا خوف نمودار ہوا ہم نے نہایت عجلت کے ساتہہ دو رکعت سنت ادا کین اور شہر کی
جانب متوجہ ہوئے لیکن لشکری رفیق جو اس سفر مین ہمارے ساتہ تہا باوجود اس سخت تشویش اور خوف و خطر کے
نہایت اطمینان و سکون کے ساتہ نماز پڑہتا رہا اور دو رکعت نماز نگاہداشت ایمان کے لئے بے خوف و ہراس
ادا کرتا رہا۔ ایک عرصہ کے بعد جب اوس جوان کے انتقال کا وقت آیا تو مجہے خبر ہوئی اور اوسکے احوال کی جستجو
کے لئے گیا تلاش و دریافت کے بعد معلوم ہوا کہ وہ دنیا سے ایسا گیا جیسا جانا چاہیئے تہا۔ سلطان المشائخ
فرماتے تہے کہ خواجہ احمد اوس لشکری جوان کے انتقال کی حکایت یون بیان کرتے تہے کہ اگر مجہے قضاۃ و حکومت کی
کرسی کے آگے لیجائین تو مین صاف طور پر گواہی دون کہ وہ جوان دنیا سے باایمان گیا۔ بعد ازان سلطان المشائخ
نے فرمایا کہ نماز مغرب کے بعد دو رکعتین اور بہی ہین جنکی نسبت آپنے یہ حکایت نقل کی کہ ایک شخص مولانا
تقی الدین نامی میرے ہمدرس و یار تہے جو دانشمندی و نیکبختی مین اپنا نظیر نہ رکہتے تہے وہ ہمیشہ نماز مغرب
کے بعد دو رکعتین اسطرح پڑہا کرتے تہے پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد والسماء ذات البروج اور دوسری
مین والسماء والطارق۔ جب اون کا انتقال ہوا تو مین نے اونہین خواب مین دیکہکر دریافت کیا کہ تمہارے
ساتہ خدا نے کیسا برتاو کیا فرمایا جب میرا کام تمام ہوا اور روح قفس عنصری سے نکلی تو درگاہِ خداوندی
سے فرمان ہوا کہ ہم نے اسے اون دو رکعتون کی برکت سے بخشدیا اوسوقت حاضرین مجلس مین سے ایک شخص نے
عرض کیا کہ حضور اسیکو صلاۃ النور کہتے ہین فرمایا نہین اسے صلاۃ البروج کہتے ہین جن دو رکعتون مین
سورہ انعام کی ابتدا کی چند آیتین یعنے پہلی رکعت مین شروع سے تیسرہوُین تک اور دوسری رکعت مین
وہان سے دوسرے تیسرہوُین تک پڑہی جائین اوسے صلوٰۃ النور کہتے ہین۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ صلوٰۃ
البروج اور صلوٰۃ النور کی چارون رکعتین بہی صلوٰۃ الاوابین کی بیس رکعتون مین داخل ہین۔ سلطان المشائخ
فرماتے تہے کہ صلوٰۃ البروج کے بعد یہ دعا پڑہنی چاہیئے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَوْدِعُکَ اِیْمَانِیْ وَدِیْنِیْ فَاحْفَظْھُمَا۔
الغرض نماز مغرب و عشا کے درمیان چند رکعتین سنتین موکدہ ہین اونہین ادا کرنا ضرور ہے بہت سے مشائخ
نے اسوقت کو غنیمت اور معمور کہا ہے اگر کسیکو مغرب و عشا کے مابین وقت کو معمور رکہنے اور روزہ کے درمیان
جمع کرنا بن نہ آئے تو اوسکی لیئے اولی اور انسب یہ ہے کہ جب روزہ افطار کرے تو وقت افطار کو معمور رکہے اور
اوس مین مشغول بحق رہے کیونکہ مشائخ کا قول ہے کہ صبح صادقان اور صبح عاشقان۔ صبح صادقان سے مراد

صبح صادق ہے اور صبح عاشقان سے مراد نماز شام ہے۔ جب عشا کی نماز کا وقت آئے تو چار رکعت سنتین ادا کرے۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی خالدون تک اور دوسری مین آمن الرسول سے آخر سورہ تک تیسری مین آیہ شہداللہ چوتھی مین آیہ قل اللہم مالک الملک پڑہے اور نماز عشا کے فرضون کی چار سنتین فضل ہین ان چار رکعتون مین بہی وہی قراءت پڑہے جو پہلی چار سنتون مین پڑہی تہی۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ چار رکعتین صلوۃ السعادت ادا کرے اونکے پڑہنے کی ترکیب یہ ہے پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص دس دفعہ اور دوسری مین بیس دفعہ اور تیسری مین تیس دفعہ اور چوتہی مین چالیس دفعہ پڑہے۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ نماز عشا کے بعد دو رکعت نماز روشنائی چشم کے لیئے ادا کرے ہر رکعت مین فاتحہ کے بعد پانچ دفعہ انا اعطینا پڑہے اور جب یہ دو رکعتین پڑہ چکے تو تین باریون کہے اللہم متعنی بسمعی و بصری واجعلہما الوارث منی۔ فرماتے تہے کہ اگر یہ نماز مغرب کے بعد ادا کرے اور دعا مذکور پڑہ پڑہ کر انگوٹہے پر پہونکے اور دونون آنکہون پر پہیرے۔ حضور نے فرمایا کہ اس نماز و دعا کی برکت سے ہنایت باریک و منحنی خط کی کتاب مین عشا کے وقت اچہی طرح پڑہ لیتا ہون۔ یہ بہی فرماتے تہے کہ آنکہونکی روشنی کے لیئے دو مرتبہ لا الہ الا ہو الحی القیوم پڑہکر دونون انگوٹہون پر پہونکے اور آنکہون پر ملکر کہے۔ الم اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم پہر انگوٹہون پر دم کرکے آنکہون پر ملے اور تیسری دفعہ وعنت الوجوہ للحی القیوم پڑہکر انگوٹہون پر دم کرے اور دونون آنکہون پر ملے۔ یہ بہی فرماتے تہے کہ کہیعص حمعسق تین بار پڑہے ان کے دس حرف ہین ہر حرف زبان سے نکالے اور ایک ایک اونگلی بند کرتا جائے جب دسون حرف کہکر دسون انگلیان بند کر چکے تو سب کو آنکہون پر پہیرے انشاء اللہ صحت کلی پائے گا۔

سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ اسکے بعد چار رکعت صلاۃ العاشقین پڑہے اس سے تمام مہمات و مشکلات آسان ہونگی اور دلی مقاصد و مطالب پر فتح پائیگا۔ اس نماز کے پڑہنے کی ترکیب یہ ہے کہ پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد سو دفعہ یا اللہ۔ دوسری مین سو دفعہ یا رحمٰن تیسری مین سو دفعہ یا رحیم چوتہی مین سو دفعہ یا ودود پڑہے۔ فرماتے تہے اسکے ساتہ ہی صلاۃ القربت بہی ادا کرنی چاہیئے ہر رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد ستر دفعہ سورہ اخلاص پڑہے اور جب نماز پڑہ چکے تو ستر بار استغفر اللہ کہے ازان بعد یہ دعا پڑہے۔ اللہم ارزقنی عمل الذی یقربنی الیک۔ فرماتے تہے کہ شیخ قطب الدین بختیار قدس سرہ ہر رات ہزار مرتبہ درود پڑہا کرتے تہے حاضرین نے دریافت کیا کہ وہ کونسا درود ہے فرمایا آپ یون پڑہا کرتے تہے۔ اللہم صل

علی محمد عبدک و نبیک و حبیبک و رسولک النبی الامی وعلی آلہ۔ بعدہ فرمایا کہ مین نے بھی اسی درود کو اختیار کیا ہے
مین نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے یہ درود لکھا ہوا دیکھا ہے۔ اللھم صل علی محمد عدد البری والثری
والنوری (البری التراب علی وجہ الارض والثری تحت البری) یعنے خداوندا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر مٹی
اور خاک نمناک اور مخلوق کی تعداد کے مقدار درود بہیج۔ کہتے ہین کہ حضرت سلطان المشائخ ہر روز ہزار
بار درود اور ہزار بار سورہ اخلاص اور امام غزالی کی جواہر القرآن بقدر ڈہائی سیپارہ حزب یمانی اور حزب کافی
پڑھا کرتے تہے آپ فرمایا کرتے تہے کہ فجر کی نماز کے بعد سورہ یٰسین اور ظہر کی نماز کے بعد انا ارسلنا یعنے سورۂ
نوح۔ عصر کی نماز کے پیچہے انا فتحنا۔ نماز مغرب کے بعد سورہ واقعہ۔ عشا کے بعد سورہ ملک۔ پڑہنی چاہیئے
اور ہر فرض کے بعد یہ دعا اللھم لک الحمد لا الہ الا انت ربی خلقتنی ولم اک شیئا ورزقتنی ولم املک شیئا وعلمتنی
ولم اعلم شیئا رب انی ظلمت نفسی وارتکبت المعاصی وانا مقر بذنوبی فان غفرتنی فلا ینقص من ملکک شئی
وان عذبتنی لا یزید فی سلطانک شئی تجد من تعذب غیری ولا اجد من یرحمنی غیرک فبعزتک وجلالک ان
تغفر لی وتتوب علی انک انت التواب الرحیم وصل علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ ایک روایت مین
آیا ہے کہ جو شخص اس دعا پر مداومت کرے گا اوسکا خاتمہ بالخیر ہوگا اور آخر کار سعادت وکامیابی حاصل ہوگی
فرماتے تہے کہ ہر فرض نماز کے بعد متصل آیۃ الکرسی پڑہے اگر ہمیشہ ایسا کرتا رہے گا خدا تعالی اوسکی روح بواسطہ
ملک الموت قبض کرے گا۔ فرماتے تہے کہ اگر ہر فرض نماز کے بعد پانچ دفعہ قل اللھم مالک الملک بغیر حساب تک
پڑہے گا خدا تعالی قرض سے رہائی دے گا۔ پہر جب تہجد کا وقت آئے تو نماز تہجد ادا کرے۔ احیاء مین لکہا
ہے کہ نماز تہجد سنت موکدہ ہے اور وہ تین سلامون کے ساتہہ بارہ رکعتین ہین۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے
کہ تہجد ہجود سے مشتق ہے اور ہجود تہوڑی دیر سونے کو کہتے ہین۔ اہل لغت بولتے ہین التہجد رفع الہجود۔ یعنے
جب نیند آنے لگے تو بتکلف نماز ادا کرنے کے لیئے اپنے تئین بیدار رکہے۔ فرماتے تہے کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق
والدین قدس سرہ نے تہجد کی بارہ رکعتون کی قرارت کی بابت یون ارشاد فرمایا ہے کہ پہلی رکعت مین فاتحہ کے
بعد آیۃ الکرسی اور سورہ اخلاص تین بار۔ دوسری مین آمن الرسول اور اخلاص تین بار پڑہے۔ بارہ رکعتونکو
اسیطرح ادا کرے۔ اگرچہ شیخ شیوخ العالم شہاب الدین سہروردی کے اوراد مین دونون رکعتون مین آیۃ الکرسی
پڑہنی آئی ہے۔ لیکن سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ مجہے شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین نے یون ہی ارشاد کیا ہے
کہ دوسری رکعت مین آمن الرسول پڑہنی چاہیئے چنانچہ آپنے ایکدفعہ بایں الفاظ ارشاد فرمایا کہ مولانا نظام

نماز تہجد کی دوسری رکعت مین آمن الرسول سے ختم سورہ تک پڑھا کرو کیونکہ مین بہی یون ہی پڑہتا ہون۔ شب بیداری مین مشائخ کا اختلاف ہے۔ بعض مشائخ تو اول شب بیدار رہتے ہین اور پچہلی شب سوئے ہین اور اسکی وجہ یہ بیان کی ہے کہ آخر شب مین سونے سے تکان و ماندگی دفع ہوجائیگی اور اوقات ورد مین نیند مزاحمت نکرے گی اور بعض مشائخ اول نصف شب سوگئے ہین۔ فرماتے تہے کہ شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ کا قاعدہ تہا کہ جب یک ثلث رات گذر لیتی تو خواب راحت سے بیدار ہوتے اوسیوقت امام و موذن حاضر ہوتے اور آپ نماز عشا پڑہکر صبح تک ورد و نماز مین مشغول رہتے۔ شیخ قطب الدین منور خلیفہ سلطان المشائخ کا بہی شب بیداری مین یہی طریقہ تہا اور بعض سلف ساری رات جاگتے رہے ہین یہان تک کہ چالیس تابعیون نے ایک وضو سے نماز عشا اور نماز فجر ادا کی ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ اور سعید بن مسیب اور فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہم کی نسبت مشہور ہے۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جس مسجد مین یہ بزرگان دین مشغول بحق ہوتے تہے تمام رات جاگتے مین کاٹتے تہے لیکن جب موذن کے آنیکا وقت ہوتا تہا تو اپنے تئین ایسا ظاہر کرتے تہے کہ گویا سوتے ہین۔

مین نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا ہوا دیکہا ہے قال لابی بکر متی توتر قال من اول اللیل وقال لعمر متی توتر قال من آخر اللیل قال لابی بکر اخذت بالحزم وقال لعمر اخذت بالعزم الحزم الحذر من الفوات والعزم عقد القلب یعنے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر تم کسوقت وتر پڑہتے ہو کہا اول شب فرمایا عمر تم کسوقت پڑہتے ہو جواب دیا آخر شب۔ آپنے فرمایا ابوبکر تم نے حزم اور عمر تم نے عزم کا حصہ لیا دل بہر بہروسہ ہونے کا نام عزم اور وقت کے فوت ہونیکا خوف کرنا حزم ہے۔ آپنے یہہ بہی فرمایا ہے کہ بہت سے قائم باللیل مشکور اور بہت سے سونے والے مغفور ہوتے ہین یعنے جب تہجد گذار اپنے سوتے ہوئے بہائی کے لئے بخشش کی دعا کرتا ہے تو وہ شکور ہوتا ہے یعنے اوسکا شکر کیا جاتا ہے اور اسکی مغفرت ہوتی ہے۔ سلطان المشائخ نے امیر خسرو رحمۃ اللہ کی طرف یون تحریر فرمایا کہ اعضا و جوارح کی مخالفت کے بعد اون کامون مین مشغول ہونے سے پرہیز کرنا چاہیئے جو ناپسندیدہ شرع ہین اور اوقات کی مراعات مین انتہا سے زیادہ کوشش کرنی مناسب ہے عمر عزیز کو غنیمت جانو جو تمام مرادون اور کل مقصودون کی تحصیل کا سبب ہے اور زمانہ کو بطالت مین مصروف نکرو

نکتہ اون اوراد کے بیان مین جو ہفتہ وار اور سالانہ وار پڑہے جاتے ہین ۔ سلطان المشائخ قدس سرہ فرماتے تہے کہ صبح سے پہلے دو رکعت نماز اسطرح ادا کرے کہ پہلی رکعت مین سات بار سورہ فاتحہ اور اوسکے بعد ایکبار قل یا ایہا الکافرون پڑہے اور دوسری رکعت مین سات دفعہ سورۃ فاتحہ اور اسکے بعد ایکدفعہ سورہ اخلاص پڑہے

جب سلام پھیرے تو دس دفعہ سبحان اللہ دس دفعہ مَاشَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَاءْ لَمْ یَکُنْ اَشْہَدُ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا وَاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا۔ پڑہے پہر دس دفعہ درود دس دفعہ استغفار دس دفعہ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ کہے بعد ازان سر منہ کرکے آسمان کی طرف ہاتہہ اوٹہائے اور کہے۔ یا ارحم الراحمین۔ پہر سجدہ مین جاکر دس بار کہے اَغِثْنَا یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ۔ اسپر مداومت کرنے والا جس مطلب و مہم کیلئے پڑہے گا اوسپر فتح پائیگا۔ بزرگان دین جمعہ کے دن مین نماز فجر کے بعد کے اوقات کو بہت ہی غنیمت شمار کرتے تہے۔ تمام دنیاوی مشغلون سے دست برداری کرتے تہے۔ بعض سلف روز جمعہ اور شب جمعہ کو بالکل کہانا نہ کہاتے تہے تاکہ ہمہ تن مشغول بحق رہین۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جو پہلی بدعت لوگون مین پہیلی وہ بیوقت جامع مسجد مین جانا تہا۔ جناب سلطان المشائخ شروع شروع مین جمعہ کے دن اشراق کے بعد کیلو کہڑی کی مسجد مین تشریف لیجاتے تہے جب نماز جمعہ کا وقت آتا تو غسل کرکے مسجد مین آتے۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ جمعہ کے دن ستر مرتبہ نماز جمعہ کے بعد یون کہے اَللّٰہُمَّ اَغْنِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَبِطَاعَتِکَ عَنْ مَعْصِیَتِکَ وَبِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ جو شخص اسپر ورد رکہے گا خدا تعالی اوسے کبہی مخلوق کا محتاج نہ رکہے گا۔ ایکدفعہ امیر حسن رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کیا کہ جمعہ کی نماز مین شریک نہ ہونے کی نسبت کوئی تاویل آئی ہے فرمایا کوئی تاویل نہین آئی لیکن ہان جو شخص غلام یا مسافر یا مریض ہو اگر وہ جمعہ مین نہ جاسکے تو جائز ہے۔ انکے علاوہ جو شخص جانے کی طاقت رکہے اور نہ جائے تو وہ نہایت سخت دل ہے۔ بعد ازان آپنے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایکدفعہ نماز جمعہ ترک کرتا ہے اوسکے دلپر ایک کالا نقطہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر دو دفعہ جمعہ مین شریک نہین ہوتا دو کالے نقطے اوسکے دلپر نمودار ہو جاتے ہین اگر تین ترک ہو جاتے ہین تو سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ نعوذ باللہ منہ فرماتے تہے کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز ہر دن ایکدفعہ غسل کیا کرتے تہے۔ اور بعض لوگونکا بیان ہے کہ ہر فرض نماز کے وقت پانچ دفعہ غسل کیا کرتے تہے۔ آپ یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ شیخ کبیر فرید الحق والدین کو تین ایسی چیزین میسر تہین جنپر مین عمل نہین کر سکتا۔ اول یہ کہ آپ ہر روز غسل کیا کرتے تہے۔ دوم یہ کہ آپ جوار خرید کر تناول فرمایا کرتے تہے۔ سوم یہ کہ آپ صبح کے وقت کچہ نہ کہالیا کرتے تہے اور مین کہایا کرتا ہون۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ حدیث مین آیا ہے کہ شب جمعہ سے روز جمعہ تک ہر ساعت مین سات لاکہ دوزخی بخشے جاتے ہین اور جمعہ مین ایک ایسی ساعت ہے کہ جو شخص اوس مین جو کوئی چیز بہی خدا سے مانگیگا فوراً مراد پر کامیاب ہوگا لیکن اوس ساعت مین مشائخ و علما کا اختلاف ہے بعضے فرماتے ہین کہ وہ ساعت اقامت جمعہ کا وقت ہے بعضے فرماتے ہین عصر کے بعد سے غروب آفتاب کے

وقت تک حدیث مین آیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جمعہ کے روز ایک شخص کو صرف اسلیئے معین فرماتین
کہ غروب آفتاب کے وقت سے آپکو اطلاع کردے چنانچہ وہ شخص ایک بلند مقام پر کہڑا ہو جاتا اور جون ہی غروب کا
وقت ہوتا وہ آپکو خبر دیتا آپ فوراً دعا مین مشغول ہو جاتین۔ سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے یہ بہی لکہا دیکہا گیا ہے
کہ جو شخص پیر کی شب کو دو رکعت صلاۃ السعادت ادا کرے گا ہرگز بدبخت نہ ہوگا ہر رکعت مین فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی
ایکبار سورۂ اخلاص تین بار پڑہے سلام کے بعد دس بار درود دس بار استغفار پڑہے. مین نے حضرت سلطان المشائخ
کے خط مبارک سے یہ بہی لکہا دیکہا ہے کہ ہر مہینے کے پہلے روز یہ دعا پڑہے اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی اٰلَآئِکَ وَ
نَعْمَآئِکَ مِثْلَ مَا حَمِدْتَ بِہٖ نَفْسَکَ وَمِثْلَ مَا حَمِدَکَ بِہِ الْحَامِدُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ
وَالصَّابِرُوْنَ عَلٰی مَا اَصَابَھُمْ وَالْمُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنَاھُمْ یُنْفِقُوْنَ وَاسْتَغْفِرُکَ مِثْلَ مَا اسْتَغْفَرَکَ
الْمُسْتَغْفِرُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ
الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ مِثْلَ مَا تَابَ جَمِیْعُ التَّوَّابِیْنَ الَّذِیْنَ جَعَلْتَ تَوْبَتَھُمْ مَقْبُوْلَۃً وَعَلَامَۃً
لِنَجَاتِھِمْ دَاعِذْنِیْ مِنْ کُلِّ سُوْءٍ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ وَمِنْ کُلِّ مَکْرُوْبٍ یَا مَنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرِّیْنَ اِذَا رَکَ جَا
وَاکْشِفِ السُّوْٓءَ وَاَنْتَ الْقَادِرُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مَا اَنَا فِیْہِ مِنَ الْھُمُوْمِ وَالْغُمُوْمِ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ؁
حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہے کہ آدمی کو اس دعا پر مواظبت کرنی چاہیئے یعنے کم از کم روزمرہ ایکدفعہ پڑہے اور اگر
یہ نہو سکے تو ہر مہینے کی غرہ کو ایکمرتبہ ضرور پڑہے۔ آپ یہ بہی فرماتے ہے کہ ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ نہایت
قوی اور بابرکت دن ہے اس دن مین جس قدر ہو سکے کہانا پکائے اور محتاجون کو تقسیم کرے۔ کچہ نقدی بہی اپنے
مال سے جدا کر کے فقرا کو دیدے اور ہر شخص سے خوش اخلاقی کے ساتہہ پیش آئے۔ فرماتے تہے کہ اس ضعیف کا تولد
اسی روز ہوا ہے۔ زان بعد فرمایا کہ رجب کے مہینے مین چھبیس روزے رکہنے چاہئیں اگر ایسا کیا جائے گا تو روزہ دار کو
اس نعمت سے حصہ ملیگا جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج عنایت ہوئی ہے۔ آپ اپنے یارون کو رجب کے
روزے رکہنے کا تاکیدی حکم فرمایا کرتے تہے. ارشاد ہے کہ رجب مین ذیل کا استغفار ہزار مرتبہ پڑہے حدیث قدسی
مین آیا ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ اگر ایسے شخصکو مین نہ بخشون گا تو لست بربہ گو مامین اوسکا پروردگار نہین ہون
تین دفعہ یہی کلمہ فرمایا ہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ مِنْ جَمِیْعِ الذُّنُوْبِ وَالْاٰثَامِ۔ لیلۃ الرغائب
کی نماز کی نسبت حضور فرمایا کرتے تہے کہ رغائب رغیب کی جمع ہے اور عطا کثیر کو رغیب کہتے ہین۔ آپ اس
نماز کو جماعت سے پڑہا کرتے تہے. ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ آپ اس نماز مین مصروف تہے جسم مبارک کو اس قدر گرمی

پہونچی کہ حالت نماز ہی مین سارا پیراہن مبارک آپکے عبیر آمیز پسینے سے بہیگ گیا نماز سے فارغ ہونیکے بعد آپ ایک کونے
مین تشریف لے گئے اور پیراہن مبارک اوتار کر مولانا شہاب الدین امام کو عنایت فرمایا یہ ابدی دولت اور ازلی
سعادت اوس رات کو مولانا شہاب الدین کو نصیب ہوئی۔ غرضکہ آپنے کچھہ دم لیکر دوبارہ وضو کیا اور نماز عشا مین
مصروف ہو گئے۔ یہ بہی فرماتے تہے کہ رجب کے مہینے مین خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی نماز ادا کرے اس نماز کے لیئے
کوئی شب مخصوص نہین ہے خواہ تیسری چوتہی پانچوین شب کو پڑہے خواہ تیرہوین چودہوین پندرہوین رات کو۔
اسکے بعد حضور نے اس نماز کی بزرگی مین بہت کچہہ مبالغہ کیا اور باین مضمون ایک حکایت بیان فرمائی کہ مدرسہ
معزی مین ایک دانشمند عالم رہا کرتا تہا اوسکے علم و فضل اور جودت ذہن کی یہ کیفیت تہی کہ لوگ جس مسئلہ کی بابت
اوس سے دریافت کرتے فی البدیہہ جواب دیتا اور جواب شافی دیتا۔ مباحثہ کے وقت دانشمندانہ عبارت اور فاضلانہ
الفاظ زبان سے نکلتے اور یہ معلوم ہوتا کہ نہایت تبحر کے ساتھ گفتگو مین مصروف ہے۔ جب لوگون نے اوسکی تعلیم کا حال
دریافت کیا تو جواب دیا مین نے نہ تو کچہہ پڑہا ہے نہ کسیکی شاگردی کی ہے میرا ابتدائی زمانہ بالکل لہو ولعب اور
جہالت مین گذرا لیکن جب مین بڑا ہوا تو ایک روز خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی نماز پڑہی۔ نماز سے فارغ
ہونے کے بعد مین نے جناب الٰہی مین دعا کی کہ خداوندا مین بوڑھا ہو گیا اور ابتک کچہہ پڑھا پڑہایا ہے نہین تو
اپنے فضل و کرم سے مجہے علم عطا فرما خدا تعالی نے اس نماز کی برکت سے میرے لیئے علم کا دروازہ کشادہ کر دیا
اور ہر قسم کے علوم و فنون فوج در فوج میرے دل مین القا کر دیے گئے۔ اب میرا یہ حال ہے کہ جس علم مین مباحثہ ہوتا ہے
مین اوس مین اچہی طرح گفتگو کر سکتا ہون اور نہایت خوبی و عمدگی کے ساتہہ اوسے انجام تک پہونچاتا ہون۔
سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ رجب کے مہینے مین ایک اور نماز آئی ہے جو درازی عمر کے لیئے پڑہی جاتی ہے۔
اسموقع پر آپنے یہ حکایت بیان کی کہ مین نے شیخ ضیاء الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند رشید مولانا
نظام الدین سے سُنا ہے کہ شیخ بدر الدین غزنوی ہر سال یہ نماز پڑہا کرتے تہے لیکن جب اونکی زندگی کا آخری
سال آیا تو اس سال کے ماہ رجب مین یہ نماز نہین پڑہی۔ لوگون نے دریافت کیا کہ آپنے امسال وہ نماز کیون نہین
ادا کی فرمایا اب میری عمر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے اور کوئی دم مین چہلکا ہی چاہتا ہے۔ چنانچہ آپ اسی سال مین
انتقال کر گئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص درازی عمر کے لیئے آخر رجب مین یہ نماز پڑہے اپنی
مراد پر کامیاب ہو۔ نماز یہ ہے۔ بارہ رکعتین تین سلامون کے ساتہہ اسطرح ادا کرے۔ ہر رکعت مین فاتحہ
کے بعد آیۃ الکرسی ایکبار۔ سورہ اخلاص تین بار پڑہے۔ جب سلام پہیرے تو یہ دعا پڑہے۔ یَا اَجَلَّ مِنْ کُلِّ جَلِیْلٍ

وَیَا اَعَزَّ مِنْ کُلِّ عَزِیْزٍ یَا اَحَدُ خَیْرٌ مِّنْ کُلِّ اَحَدٍ اَنْتَ رَبِّیْ لَا رَبَّ لِیْ سِوَاکَ یَا غِیَاثُ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ وَ رَجَاءَهُمْ اَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ وَمُدَّ فِیْ عُمْرِیْ مَدًّا طَوِیْلًا وَاَعْطِنِیْ مِنْ لَّدُنْکَ عُمْرًا فِیْ رِضَاکَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَکْرَمُ یَا وَهَّابُ

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ مشائخ رحمہم اللہ نماز تراویح یعنے رمضان کی نماز مین ذیل کی تسبیحات کہا کرتے تھے پہلی تراویح مین کلمہ شہادت تین بار دوسری مین درود تین بار تیسری مین سبحان اللہ والحمد للہ آخر تک تین بار چوتھی مین سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ تین بار۔ پانچوین تراویح مین استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ہو الحی القیوم یا غفار الذنوب آخر تک تین بار۔ مولانا حسام الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ کے ممتاز و معزز خلیفہ تھے ماہ رمضان کی راتون مین یعنے تراویح کی نماز مین تین قرآن ختم کیا کرتے تھے ایک عزیز نے صرف ایک ختم مین اونکے ساتھ موافقت کی یعنے صرف ایک قرآن سنا بعدہ قاضی محی الدین کاشانی کے ساتھ حضرت سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوا حصول سعادت قدمبوسی کے بعد عرض کیا کہ حضور! نماز تراویح مین ایک ختم مولانا حسام الدین کی موافقت مین مین نے سنا ہے فرمایا تراویح مین ایک ختم سنت ہے لیکن ہم صرف سورہ اخلاص پڑھتے ہین۔ کیونکہ کل قیامت کے روز لوگ گروہ گروہ اور جماعت جماعت میدان محشر مین حاضر ہونگے جن لوگون نے حج ادا کیا ہے اون کا ایک گروہ ہوگا۔ جنہون نے جہاد کیا ہے اونکی ایک جماعت ہوگی۔ جنہون نے تراویح مین ختم سنا ہوگا اون کا ایک علٰحدہ غول ہوگا۔ مین چاہتا ہون کہ کل قیامت کے دن شیخ کبیر قدس سرہ کے گروہ مین میرا نام پکارا جائے۔ ہمارے شیخ قدس سرہ چونکہ تراویح مین صرف سورۂ اخلاص پڑھتے تھے اسلیئے ہم بھی وہی پڑھتے ہین۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص دہلی سے سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ حصول سعادت قدمبوسی کے بعد آپکے جماعت خانہ مین بایں نیت آیا کہ تراویح مین ختم قرآن کرے۔ جب سلطان المشائخ سے اجازت مانگی تو آپنے فرمایا تو جان پر تھوڑی دیر کے بعد ارشاد کیا کہ اگر مین یہ کہون کہ تراویح مین ختم قرآن نکر تو تارک سنت کہلاؤن اسلیئے بظاہر سکوت و خاموشی کرتا ہون وہ شخص یہ سنکر باہر نکل آیا لیکن جب عشا کا وقت ہوا تو اوسنے تراویح مین قرآن پڑھنا چاہا۔ سورہ فاتحہ کے بعد چاہتا تھا کہ قرآن شروع کرے زبان بند ہوگئی ناچار اوسنے نماز کی نیت توڑدی۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ تراویح مین جماعت سنت ہے لوگون نے آپسے دریافت کیا کہ یہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے یا صحابہ کی۔ فرمایا صحابہ کی۔ اگرچہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روایت کے مطابق تین راتین اور دوسری کے مطابق صرف ایک رات نماز تراویح پڑھی ہے لیکن اوسکی نسبت مزید تاکید یا مشروعیت کے الفاظ

نہین فرماتے البتہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت مین اس سنت پر مداومت کی اور جماعت کے ساتھ پڑھنا شروع فرمایا۔ ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت صحابہ کی سنت کو بھی سنت کہتے ہین فرمایا ہان ہمارے مذہب مین اسے بھی سنت کہتے ہین لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ صرف جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل اور تقریر کو سنت کہتے ہین۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ رمضان مین ساٹھ ختم کیا کرتے تھے تیس نماز تراویح مین اور تیس تیس دن مین زان بعد فرمایا کہ امام صاحب نے چالیس سال تک صبح کی نماز عشا کے وضو سے برابر ادا کی ہے اسکے متصل ہی ارشاد فرمایا کہ بہت سے علماء اور دانشمند ایسے گذرے ہین جنھین کوئی یہ بھی نہین جانتا کہ کہان تھے اور کب گذرے تھے شہرت کی چمک صرف حسن معاملہ کی وجہ سے پڑتی ہے اور اسکو حیات معنوی سمجھنا چاہیئے جسے آسانی کے ساتھ پانا بہت مشکل ہے شبلی اور جنید کی شہرت جو دور دور پھیلی ہوئی ہے اور جس سے لوگون کے کان آشنا ہین اور ہر زمانہ مین لوگ اونکی تعظیم وتوقیر کرتے آئے ہین۔ یہ سب حسن معاملہ کا کرشمہ ہے ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ شیخ جنید بغدادی قدس سرہٗ کی خانقاہ مین ایک درویش آیا شاید غرہ ماہ رمضان کی شب تھی درویش نے آپکی خدمت مین عرض کیا کہ نماز تراویح کی امامت مین کرونگا شیخ نے اوسے قرآن مجید پڑھنے کی اجازت دی اوسنے تیس راتون مین تیس قرآن ختم کیے شیخ کے حکم سے لوگ اوسکے حجرہ مین ایک روٹی اور پانی کا ایک آبخورہ رکھدیا کرتے تھے جب وہ رمضان کی تیسون راتین پوری کرچکا اور ختم قرآن سے فارغ ہوا تو عید کے روز شیخ نے اوسے رخصت کردیا اوسکے چلے جانے کے بعد لوگون نے حجرہ کی تلاشی لی تو تیسون روٹیان سلامت پائین۔ معلوم ہوا کہ صرف پانی کا آبخورہ پیتا تھا اور افطار کے وقت اسی پر اکتفا کرتا تھا۔ اسیطرح جناب سلطان المشائخ کے یاران اعلی مین ایک شخص تھا جو رمضان کے آخر عشرہ مین معتکف ہونا چاہتا تھا ایکدن قاضی محی الدین کاشانی کے ساتھ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر ہوا اور اسباب مین گذارش کی فرمایا کہ رمضان کے آخر دہے مین اعتکاف بیٹھنا سنت موکدہ ہے۔ جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رمضان کے آخر عشرہ مین معتکف ہوا کرتے تھے ایکسال آپ جہاد مین تشریف رکھتے تھے اور اسوجہ سے آپکا اعتکاف فوت ہوگیا جب دوسرا رمضان آیا تو آپنے اوسکی قضا کی اور کامل بیس روز تک اعتکاف مین بیٹھے لیکن بعض مشائخ رحمہم اللہ مریدون کو اعتکاف مین بیٹھنے کا حکم نہین دیتے کیونکہ درویش معتکف ہونے سے آدمیون مین مشہور ہو جاتا ہے اور شہرت ایک ایسی قوی آفت ہے جس سے اوسکا جانبر ہونا نہایت دشوار ہے اسلیئے درویش کو چاہیئے کہ اپنے گھر کی چار دیواری مین بیٹھکر مشغول بحق ہو اور اسباب کا دلمین تصور کرلے کہ مین معتکف ہون۔

نکتہ نماز کے بیان مین۔ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ نے فرمایا ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز ادا کی ہے اوسکے تین قسمین ہین۔ ایک قسم تو وہ ہے جو وقت سے تعلق رکہتی ہے۔ دوسری وہ جو سبب سے علاقہ رکہتی ہے تیسری وہ کہ جو نہ وقت سے تعلق رکہتی ہے نہ سبب سے جو نماز وقت سے تعلق رکہتی ہے اوسکی نسبت امام محمد غزالی طیب اللہ ثراہ احیا مین یون تحریر فرماتے ہین کہ جو نمازین اوقات کی پابندی کے ساتہ راتدن مین پڑہی جاتی ہین وہ آٹھ نمازین ہین انکے علاوہ چار نمازین اور ہین جو ہر سال مین ادا کی جاتی ہین۔ راتدن مین جو آٹھ نمازین پڑہی جاتی ہین اون مین سے پانچ تو فرض نمازین ہین اور چہٹی نماز چاشت۔ ساتوین نماز مغرب کے بعد بیس رکعتین آٹہوین نماز تہجد سال کی چار نمازون مین عیدین کی دو نمازین ہین اور تیسری نماز تراویح چوتہی نماز براۃ ہے علاوہ برین ہفتہ مین ہر دن کی ایک نماز آئی ہے اسیطرح ہر مہینے مین بیس رکعت نماز وارد ہوئی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہر مہینے کے غرہ کو ادا کیا کرتے تہے۔ غرضکہ یہ تمام نمازین وقت سے تعلق رکہتی ہین۔ رہی وہ نماز جو نہ تو وقت ہی سے تعلق رکہتی ہے نہ سبب سے نماز تسبیح ہے جو بلا قید وقت ہر وقت ادا کیجا سکتی ہے۔ امیر حسن رحمۃ اللہ علیہ لکہتے ہین کہ ایکدفعہ عید اضحے کے روز مینہ کی کثرت کی وجہ سے اکثر لوگ عیدگاہ مین نہ پہونچ سکے اونہون نے سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ اگر عید کے روز کسی مانع اور عذر قوی کے سبب سے نماز عید میسر نہ ہو تو دوسرے روز ادا کرنا درست ہے فرمایا ہان اگر عید کے دن نماز میسر نہ ہو تو دوسرے روز پڑہنا درست ہے بلکہ عید اضحے کی تو تیسرے روز بہی جائز ہے۔ البتہ عید الفطر کی نماز اگر پہلے دن میسر نہ ہو تو دوسرے روز پڑہنا درست ہے تیسرے روز نہین۔ اسی اثنا مین آپکی زبان مبارک پر جاری ہوا کہ اس عید کے روز میرے دلمین خطرہ گذرا تہا کہ اگر بارش کی کثرت ہوئی اور یہانتک مینہ برسا کہ نماز ادا کرنا ممکن نہ ہو تو ہم دوسرے روز عیدگاہ مین جاکر نماز پڑہین گے لیکن خدا تعالی نے اسی دن میسر کرادی۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ نماز ہمیشہ جماعت سے پڑہنی چاہیے کیونکہ گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے عہد مین مسجد کے علاوہ کہین نماز درست نہ تہی ہمارے آقا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ مین یہ آسانی ہوئی کہ جہان چاہین نماز پڑہ لین تمام روئے زمین مسجد کے حکم مین ہے۔ ازان بعد آپنے جماعت کے بارہ مین بہت ہی تاکید و مبالغہ کیا اور فرمایا کہ اگر دو شخص ہون وہ بہی جماعت کرین بغیر جماعت الگ الگ نہ پڑہین۔ مین نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَنِیْ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِالصَّلٰوۃِ فِی الْجَمَاعَۃِ حَتّٰی خِفْتُ اَنْ لَا تُقْبَلَ صَلٰوۃٌ اِلَّا بِجَمَاعَۃٍ قَالَ الدَّارَانِیُّ مَرَّتْ عَلَیَّ ثَلٰثُوْنَ سَنَۃً لَمْ اَحْتَلِمْ

فَتَرَکْتُ الْجَمَاعَۃَ لَیْلَۃً بِمَکَّۃَ فَاحْتَلَمْتُ تِلْکَ اللَّیْلَۃَ یعنے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجہے جبریل علیہ السلام نے جماعت سے نماز پڑہنے کا حکم کیا یہان تک کہ مجہے خوف ہوا کہ بغیر جماعت نماز قبول نہین ہوتی۔ دارانی کا قول ہے کہ مجہہ پر تیس سال متواترا ایسے گذرے جنمین مجہے کبہی احتلام نہین ہوا۔ ایک رات جو مین نے مکہ مین جماعت ترک کی تو اوسی رات کو حاجت غسل ہوگئی۔ سلطان المشائخ سے لوگون نے عرض کیا کہ فرض نماز ادا کرنیکے بعد جو لوگ جگہ بدلکر کہڑے ہوتے ہین یعنے جہان فرض پڑہ چکتے ہین وہان سنتین ونوافل نہین پڑہتے بلکہ اوسمقام کو چہوڑ کر دوسری جگہ پڑہتے ہین اسمین کیا حکمت ہے۔ فرمایا اگر امام تبدیل جگہ نکرے تو مکروہ ہے اور مقتدی اگر جگہ بدلکر نماز نہ پڑہے تو مکروہ نہین ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ جگہ بدل لے۔ زان بعد فرمایا کہ جو شخص تبدیل جگہ کرنی چاہے اوسے اپنے بائین ہاتہہ کی جانب جانا مناسب ہے تاکہ داہئین طرف قبلہ ہو۔ سلطان المشائخ سے سوال کیا گیا کہ نماز کی ہر رکعت کی ابتدا مین بسم اللہ پڑہنی چاہیئے یا ہر سورت کے آغاز مین فرمایا۔ حضرت امام اعظم رضے اللہ عنہ صرف اول رکعت مین ایکدفعہ بسم اللہ کہنا کافی بتاتے ہین لیکن اور ائمہ ہر رکعت کے شروع مین بسم اللہ پڑہنے کے قائل ہین بعدہٗ فرمایا کہ سفیان ثوری اور ایک اور بزرگ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتہ ایک قسم کے دعویدار ہتے اور اون سے بظاہر کچہ مخالفت رکہتے تہے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ سفیان ثوری اور وہ بزرگ ایک مجلس مین جمع ہوئے اور امام اعظم بہی وہان تشریف رکہتے تہے سفیان ثوری اور اوس بزرگ نے امام صاحب سے سوال کیا کہ نمازی بسم اللہ کب پڑہے ہر رکعت کے ابتدا مین یا ہر سورۃ کے آغاز مین اور کئی دفعہ پڑہے اس سوال سے اون کا مقصود یہ تہا کہ اگر آپ نفی کرین گے اور فرمائین گے کہ نمازی کو بسم اللہ نہ کہنی چاہیئے تو اوسوقت آپسے مواخذہ کیا جائے۔ الغرض جب ان لوگون نے سوال کیا تو امام اعظمؒ نے کمال تبحر اور نگاہداشت ادب کے ساتہ جواب دیا کہ ساری نماز مین ایکدفعہ بسم اللہ پڑہنی چاہیئے۔ اسپر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ حضرت امام اعظم کا مقصود یہ تہا کہ صرف ایکدفعہ بسم اللہ کہنی مناسب ہے جس موقع پر چاہین تصور کرین خواہ سورۃ کی آغاز مین خواہ ہر رکعت کے شروع مین۔ زان بعد فرمایا کہ مقتدی کو چاہیئے کہ ہر رکعت مین سورہ فاتحہ پڑہے اور بسم اللہ کہے مین بہی اسی پر عمل کرتا ہون اور نماز مین سورہ فاتحہ اور بسم اللہ پڑہتا ہون جب آپ بیان کرتے کرتے یہان تک پہونچے تو حاضرین نے عرض کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص امام کے پیچہے قرارت کرتا ہے اوسکا موںہہ انگارون سے بہر دیا جائیگا۔ فرمایا اگر مین اس حدیث پر نظر ڈالتا ہون تو وعید لاحق ہوتی ہے اور اگر اسپر نظر کرتا ہون کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا صَلَاۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَاِ الْفَاتِحَۃَ تو معلوم ہوتا ہے کہ بغیر سورہ فاتحہ نماز ہوتی ہی نہین

اسصورت مین مجہے وعید کا تحمل کرنا اور سورہ فاتحہ نماز مین پڑہنی چاہیئے تاکہ باجماع نماز جائز و درست ہو۔ اصول کا
قاعدہ ہے کہ اَلْاَخْذُ بِالْاَحْوَطِ وَالْخُرُوْجُ مِنَ الْخِلَافِ اَوْلیٰ یعنے احتیاط پر عمل کرنا اور خلاف سے نکلنا اولیٰ ہے۔ فرماتے
تہے کہ پہلا کمال نماز مین حضور دل ہے یعنے جو کچھ نمازی پڑہے اوسکے معانی دلمین اپنا نقش کرین زان بعد فرمایا کہ شیخ الاسلام
بہاؤ الدین زکریا قدس اللہ سرہ کے مریدون مین ایک باکمال مرید تہا جسے حسن افغان کہتے تہے یہ شخص صاحب ولایت
اور نہایت بزرگ تہا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ حسن افغان ایک کوچہ مین گذر رہے تہے چلتے چلتے ایک مسجد کے دروازہ پر
پہونچے نماز کا وقت تہا آپ اندر گئے۔ مؤذن نے تکبیر پڑہی امام آگے بڑھا اور لوگ جماعت مین ملکر کہڑے ہوئے
خواجہ حسن بہی وضو سے فارغ ہوکر آئے اور جماعت مین شریک ہوگئے جب نماز تمام ہوئی اور سب لوگ چلے گئے
تو خواجہ امام کے پاس آہستہ آہستہ چلکر آئے اور فرمایا اے خواجہ تونے جب نماز شروع کی تو مین نے جماعت مین شریک
ہوکر تیری اقتدا کی مگر افسوس تو نماز کو چہوڑ کر یہان سے دہلی گیا اور چند غلام و لونڈیان خرید کر واپس آیا پہر ان
لونڈی غلامون کو خراسان مین لیگیا اور وہان سے ملتان آیا مین بہی تیرے پیچہے پیچہے نہایت حیرانی و پریشانی کی
حالت مین پہرتا رہا آخر بتا تو یہ کس قسم کی نماز ہے۔ کاتب حروف نے جناب سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے
لکہا دیکہا ہے کہ المصلی ببدنہ دون قلبہ فہو داخل تحت قولہ فویل للمصلین الذین ہم عن صلاتہم ساہون۔
والمصلی ببدنہ وقلبہ فہو داخل تحت قولہ قد افلح المومنون الذین ہم فی صلاتہم خاشعون وان السلف یجربون
الرجل فی صلاتہ فان اتمہا امنہ الوعظ قال ابو القاسم من تہاون بالآداب عوقب بحرمان السنن ومن تہاون
بالسنن عوقب بحرمان الفرائض ومن تہاون بالفرائض عوقب بحرمان التوحید قال ابن المبارک الآداب ثلثی العلم لان بالعلم یوقر و
بالآداب یقرب وما معنی ان الرکوع واحد والسجود سجدتان فان الرکوع ادعاء العبودیۃ والسجدتان شاہدان
للمومنین فی السجود اشارۃ الی الحق والموت والبعث فی الاشارۃ بالسجدۃ الاولی الی الخلق منہا خلقتکم
والثانیۃ الی الموت وفیہا نعیدکم ورفع الراس الی البعث ومنہا نخرجکم تارۃ اخری وصف البراء السجود فبسط یدیہ
ورفع عجزیتہ وخوی وقال ہکذا رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنے جو لوگ بدن سے نماز پڑہتے ہین نہ دل سے
وہ اس آیت کے تحت مین داخل ہین فویل للمصلین الخ اور جو بدن اور دل دونون سے نماز پڑہتے ہین وہ اس آیت کی تحت
مین داخل ہین قد افلح المومنون۔ اور اگلے لوگ آدمی کا امتحان نماز سے کیا کرتے تہے جو شخص نماز اچہی طرح پڑہتا تہا،
اور اوسکے ارکان تمام وکمال ادا کرتا تہا اوسمین وعظ و نصیحت کی قبول کرنے کی اہلیت دیکہتے تہے۔ ابو القاسم کا
قول ہے کہ جو شخص ادب آداب کے بجالانے مین سستی کرتا ہے وہ سنن سے محروم رہنے کی وجہ سے سزا دیا جاتا ہے

اور جو سنن کی بجا آوری مین سستی کرتا ہے وہ فرائض سے محروم رہنے کے سبب سے مبتلائی عذاب کیا جاتا ہے اور جو امین
سستی کرتا ہے وہ توحید سے محروم رہنے کے باعث سزا دیا جاتا ہے۔ ابن مبارک کا بیان ہے کہ ادب علم کے دو ثلث ہین
کیونکہ علم کی بدولت انسان کی توقیر کی جاتی ہے اور ادب کی وجہ سے مرتبۂ قرب حاصل ہوتا ہے۔ نماز مین رکوع کے ایک اور سجدہ
کے دو مشروع ہونے مین یہ حکمت ہے کہ رکوع بمنزلہ دعوی عبودیت اور دو سجدے اوسکے دو شاہدون کے قائم مقام ہین
سجدے مین ابتدا آفرینش اور موت اور مرے پیچھے جی اوٹھنے کی طرف اشارہ ہے۔ پہلا سجدہ تو ابتدا آفرینش کیطرف
اشارہ ہے جیساکہ ارشاد ہوتا ہے منہا خلقنکم اور دوسرا سجدہ موت کی طرف مشیر ہے چنانچہ فرمایا ہے وفیہا نعیدکم۔ اور
سجدے سے سر اوٹھانا مرے پیچھے جی اوٹھنے کی طرف اشارہ کرتا ہے جیساکہ ارشاد ہوتا ہے ومنہا نخرجکم تارۃ اخری۔
حضرت برار نے سجدہ کی کیفیت ظاہر کرنے کے لیے سجدہ کیا اپنے دونون پہلو پہیلا دے اور سرین کو زمین سے اونچا
کر لیا اور دونون بازوؤن کو پہلوؤن سے علیحدہ کر لیا اور کہا مین نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسیطرح دیکھا ہے،
مین نے سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے یہی لکھا دیکھا ہے کہ اذا صلی الرجل فلیجو الخ یعنے جب مرد نماز پڑہے تو اپنے دونون
بازوؤن کو پہلوؤن سے دور رکھے یہانتک کہ بیچ مین خاطر خواہ فرجہ واقع ہو لیکن عورت کو چاہیئے کہ نماز پڑہتے وقت دونون
بازوؤن کو پہلوؤن سے ملائے رہے۔ حضرت ابو الدردا نے ایک شخص کی پیشانی کو سجدہ کے اثر سے اونٹ کا گہٹنا جیسا
دیکہکر فرمایا کہ اگر اس شخص کی پیشانی مین یہ نشان نہوتا تو بہت اچہا آدمی ہوتا اوسنے عرض کیا کہ حضرت مین کیا کرون فرمایا
جب تو سجدہ کرنے لگے تو پیشانی زمین پر ہلکے سے رکہہ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ اگر مجہے معلوم ہو جاتا کہ خدا نے
میری دو رکعتین قبول کر لی ہین تو مین نماز کا اسقدر کبہی اہتمام نہین کرتا کیونکہ خدا تعالی فرماتا ہے انما یتقبل اللہ من المتقین
اور اگر مجہے یہ معلوم کرا دیا جائے کہ مین متقی ہون تو مین نے نجات حاصل کر لی کیونکہ خدا تعالی فرماتا ہے ثم ننجی الذین
اتقوا۔ مین نے ایکدفعہ ایک چرواہے کو دیکہا جو بکریون کے ریوڑ کو چرا رہا تہا جب وہ مصروف نماز ہوا تو ایک بہیڑیا
اوسکی بکریون کی حفاظت کرنے لگا مین نے کہا بہیڑیئے نے کب سے بکریون کے ساتہ صلح کر لی ہے جواب ملا کہ جب سے چرواہے
نے اپنے پروردگار سے صلح کی بہیڑیئے نے بکریون سے صلح کی۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ جب کثرت
سے نماز پڑہتا ہے تو اوسکے تمام گناہ اوسکی پیٹہہ پر جمع ہو جاتے ہین پہر جب وہ رکوع کرتا ہے تو بائین مونڈہے پر جمع ہو جاتے
ہین اور جب سجدہ کرتا ہے تو سب زمین پر گر پڑتے ہین۔ پہر خدا کو یہ شایان نہین ہے کہ او نہین اوسکی طرف لوٹا دے۔ حضرت
سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے یہی لکھا دیکھا ہے قیل للخضری انت تقول الخ یعنے خضری سے کہا گیا کہ تم اسبات کے
قائل ہو کہ بندہ سے شرعی تکالیف ساقط ہو جاتی ہے کہا مین یہ نہین کہتا بلکہ یون کہتا ہون کہ تکالیف کی کلفت ساقط

ہو جاتی ہو اور کیونکر نہ کہون حالانکہ مجھے رات دن اسباب کا تجربہ ہوتا ہے کہ سالک کا مرتبہ اور قرب جون جون خدا
کے نزدیک بڑہتا جاتا ہے اوسے عبادت الٰہی کیطرف شوق و ذوق زیادہ ہوتا جاتا ہے اور یہی قبولیت کی علامت ہے
ہمارے شیخ روزبہان فرماتے ہین کہ مجھے بہت دفعہ کہا گیا کہ نماز چھوڑ دے کیونکہ اب تو اوسکا محتاج نہین ہے۔ مین نے
کہا کہ ترک نماز کی مجھے طاقت نہین یہ تکلیف جو تو مجھے دیتا ہے میری طاقت سے باہر ہے۔ مین نے بعض جہال طریقہ کو
دیکھا کہ بغیر اشارہ کے نماز ترک کر بیٹھے اور نافہمون کو دہوکے مین ڈالنے کی غرض سے کہنے لگے کہ سالک کو ہمیشہ نماز مین
غرق رہنا واجب ہے لیکن جب وہ اس حدیث سے درگذر کر معرفت کے مرتبہ کو پہونچ جاتا ہے تو عبادت کی تکلیف
اوس سے ساقط ہو جاتی ہے حالانکہ وہ اتنا نہین جانتا کہ نماز کے لیئے قالب اور روح ہے یعنے جسطرح انسان
کے لیئے جسم اور روح ہوتی ہے اوسیطرح نماز کے لیئے بہی جسم و روح ہے اوسکا قالب ارکان اور روح حضور ہے
پہر جسطرح انسان کی روح پر انسان کا اطلاق کرنا نادرست ہے کیونکہ وہ کامل انسان نہین ہے بلکہ بعض انسان ہے
اور جبتک روح انسان کے بدن سے تعلق رکہتی ہے اوسے انسان کہتے ہین اسیطرح نماز کی روح کی کیفیت ہے
کہ جبتک اوسکا تعلق قالب کے ساتہ باقی رہتا ہے نماز کہلائی جاتی ہے اور یہ تعلق انقطاع عمل تک باقی رہتا
ہے یعنے جبتک آدمی کو موت نہین آئی اوسوقت تک عبادت الٰہی کے ساتہ مکلف رہتا ہے جیسا خود خدا تعالے
فرماتا ہے واعبد ربک حتی یاتیک الیقین۔ ابو بکر وراق کا بیان ہے کہ مین بنی اسرائیل کے گہر مین تہا میرے
دل مین خطرہ گذرا کہ علم شریعت۔ علم حقیقت کے مخالف ہے۔ دفعۃً ایک شخص نے چیخ مار کر کہا اے ابو بکر جو حقیقت
مخالف شریعت ہے وہ کفر ہے۔ اسکے بعد ابو بکر وراق کہتے ہین کہ اگر کسی بات مین کوئی اشارہ یا کلام ہاتف یا
ظہور خاطر صادر ہو تو تو اوسکی طرف التفات نکر تاوقتیکہ تجہے اسبات کا پورا یقین ہو جائے کہ یہ خدا کی طرف سے
ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو پیش آیا۔ الغرض جب ابو بکر وراق کو معلوم ہوا کہ یہ آواز خدا کی طرف سے ہے
تو وہ عاجزی کرتے ہوئے خدا کے آگے گر پڑے اور اس ورطہ ہلاکت سے نجات پائی۔ ابو سلیمان کا قول ہے کہ جو
خطرہ بہی میرے دل مین گذرا مین نے اوسے کبہی قبول نہین کیا جبتک کہ دو گواہ۔ ایک کتاب اللہ مین سے دوسرا
سنت رسول اللہ مین سے اوسپر کہڑے نہ کر لیئے۔ ایک عارف کامل کہا کرتا تہا خداوندا تو مجھے اپنی الوہیت کے
ساتہ باقی نرکہہ بلکہ جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت متابعت کے ساتہ باقی و دائم رکہہ جب لوگون نے
اوس سے اسکا مطلب پوچہا تو جواب دیا۔ پہلی صورت مین بندہ دو حال سے خالی نہین یا تو وہ عرش کے اوپر ہوگا
یا ساتوین زمین کے نیچے اور یہ دونون حالتین اوسکے لیئے پرخوف اور خطرناک ہین۔ محفوظ و مامون وہی شخص ہے

جسے توفیق نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی طرف کہینچ لیا۔ غرضکہ بندہ تادم مرگ تکلیف شرعیہ کے ساتھ مکلف رہتا ہے اور دینی احکام کبھی اوس سے علیحدہ نہین ہوتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت جب کسی دوسرے نبی کی شریعت سے منسوخ نہین ہوسکتی تو سالک کی نفسانی خواہش کی وجہ سے کیونکر منسوخ ہوسکتی ہے جو شخص گمان کرتا ہے کہ ریاضات و مجاہدات کا نتیجہ صرف دفع خطاب اور زوال عتاب ہے وہ پلے درجہ کا جاہل واحمق ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے کفار کے حق مین فرمایا ہے۔ اعملوا ما شئتم اسکی مثال بعینہ ایسی ہے کہ جب طبیب بیمار کی صحت سے مایوس و ناامید ہوجاتا ہے تو اوسکے ورثہ سے کہتا ہے کہ اسے جو چاہو دو یہی وجہ ہے کہ علما و سلف نے اوس شخص کے بارے مین جو بغیر حساب جنت مین داخل ہوا اور جو بعد الحساب داخل ہوا اختلاف کیا ہے۔ ابن عطا نے دوسرے شخصکو ترجیح دی ہے کیونکہ وہ حق تعالیٰ کے عتاب کی لذت چکھے ہوئے ہے یہانتک اوس عربی عبارت کا ترجمہ تہا جو خاص جناب سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکھی ہوئی ہے۔

نکتہ نماز نفل کے بیان مین حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ فرماتے تہے کہ نفلی نماز جماعت سے پڑہتی ہی آئی ہے بعض مشائخ اور اکثر گذشتہ بزرگون نے نماز نفل جماعت سے ادا کی ہے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ شب برات تہی۔ شیخ شیوخ العالم قدس سرہ نے مجھے ارشاد کیا کہ آج رات کو تم یہین آکر نماز پڑہنا چنانچہ مین رات کو حاضر ہوا۔ فرمایا تم ہی امامت کرو حضور کے ارشاد کی فوراً تعمیل کی گئی اور اسبات کی دلیل کہ نفلی نماز جماعت سے پڑہنی درست ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک صحیح حدیث ہے فرماتے ہین کہ ایک رات مین اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے مکان مین تہا اتفاق سے اوس روز پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم وہین تشریف رکہتے تہے۔ جب دو ثلث رات گذر گئی تو حضور بیدار ہوئے اور بیٹہکر آسمان کی طرف نظر اوٹہا کر یہ آیت پڑہی ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار آخر سورہ تک زان بعد اوٹہکر وضو کیا اور نماز پڑہنے کہڑے ہوگئے مین نے بہی فوراً اوٹہکر وضو کیا اور آپکی بائین جانب آکہڑا ہوا حضور نے میرا ہاتہہ پکڑکر سیدہی طرف کہڑا کرلیا اور اپنے برابر کہڑا کرلیا پہر نماز پڑہنی شروع کردی مین آپکی ہیبت کی وجہ سے برابر کہڑا نہین ہوسکا اور آپکی نیت باندہ لینے کے بعد پیچھے آکہڑا ہوا آپنے سلام پہیر کر فرمایا تو پیچھے کیون جا کہڑا ہوا مین نے عرض کیا بہلا مجہہ مین یہ طاقت ہے کہ رسول رب العالمین کے برابر کہڑا ہون۔ یہ بات سنکر جناب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو میرا حسن ادب خوش لگا اور ایک بے اختیارانہ جوش کے ساتھ آپنے میرے حق مین یہ دعا کی۔ اللہم فقہہ فی الدین یعنے خداوندا اسے دین مین دانشمندی اور سمجہہ عنایت کر۔ سلطان المشائخ سے لوگون نے پوچھا کہ ایک شخص نماز نفل پڑہ رہا ہے

اوراس اثنا مین کوئی بزرگ وہان پہونچے نمازی ترک نماز کرکے بزرگ کی طرف مشغول ہوتا ہے اسکا کیا حکم ہے فرمایا اوسے اپنی
نماز پوری کرنی چاہیے پہر عرض کیا کہ اگر کوئی شخص ثواب اور حصول سعادت کے لیئے نماز پڑہ رہا ہے اسی اثنا مین اوسکا
پیر وہان پہونچ جائے اور وہ اپنے پیر کی قدمبوسی مین جو سعادت سمجہتا ہے دوسری چیز مین نہین سمجہتا کیونکہ مریدان
صادق کا اعتقاد ہے کہ پیر کی قدمبوسی مین جو سعادت حاصل ہوتی ہے اوسکا ثواب نماز نفل کے ثواب سے صدگونہ
زیادہ ہوتا ہے - فرمایا شرع کا حکم تو یہ ہے کہ نماز پوری کرے - ایک درویش نے حضرت سلطان المشائخ سے سوال
کیا کہ علماء دین اور ائمہ اسلام کا قول ہے کہ سنن روایت اور واجب و نفل سے فرائض کی تکمیل ہوتی ہے اور
یہ چیزین مکمل فرائض ہین - حضور ارشاد فرمائین کہ اس تکمیل کی وجہ اور اس دعوی کی دلیل کیا ہے فرمایا اہم
مقصود نماز سے ذکر حق ہے جیسا کہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے اقم الصلوٰة لذکری - اور فرماتا ہے فاسعوا الی ذکر اللہ
اور یہ ظاہر بات ہے کہ ذکر حضور دل سے تعلق رکہتا ہے یعنے ذکر مین تا وقتیکہ حضوری دل نہو محض بیکار ہے
جیسا کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا صلوٰة الا بحضور القلب - اور دلی حضوری نماز مین اول سے
آخر تک معتبر ہے - پس جو شخص فجر کی نماز پڑہتا ہے اوسے سوچنا چاہیئے کہ فجر کی دو رکعت فرضون مین کس قدر
حضوری دل میسر ہوئی اگر اندازہ کے بعد معلوم ہو کہ ایک رکعت کے مقدار نماز مین حضوری حاصل ہوئی اور ایک
رکعت کے مقدار غفلت تو اب اوسے نفل نماز مین مشغول ہونا چاہیئے اور اوس مین بہی حضوری دل کی تلاش و جستجو کرنی
چاہیئے پہر جس قدر حضوری مین کمی دیکہے اوسکے مقدار نفل نماز مین زیادتی کرے اور تا وقتیکہ فجر کی دونون
رکعتون کے مقدار مین پورے طور پر حضوری دل حاصل نہو لے سنن و نوافل مین مشغول رہے اس طریق سے
نوافل و سنن مکمل فرائض ہین - قاضی محی الدین کاشانی نے خدمت اقدس مین عرض کیا کہ ایک بزرگ نے کتاب
مین لکہا ہے کہ دانشمند آدمیون کو چاہیئے کہ جس قدر نفل نماز پڑہین اون مین قضاء فوایت یعنے فوت شدہ
نمازون کی نیت کرین اور گو فوت شدہ نماز کا علم نہو اور آدمی کے خیال مین عمر بہر کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو تاہم
ممکن ہے کہ کوئی نماز فوت ہوگئی ہو اور اسے اوسکا علم نہو - فجر کی پہلی دو سنتون مین خدا کے اوس حق کی نیت
کرے جو اوسپر ثابت ہے - اسیطرح ظہر کی پہلی چار سنتون اور عصر و عشا کی اون چار سنتون مین خدا کے حقوق
کی نیت کرے جو اسکے ذمے واجب ہین - ان تمام رکعتون مین سورہ فاتحہ اور سورہ فاتحہ کے ساتہ ایک اور سورت
پڑہے - مغرب و وتر کی نماز مین بہی چار رکعت نفل ادا کر سکتے ہین - مغرب اور وتر کی تیسری رکعت مین قعدہ بجالائے
اور وتر مین قنوت پڑہے - نفل ایک ایسا عام اور وسیع لفظ ہے جو نوافل وقت اور مطلق دونون کو شامل ہے

نماز اشراق و چاشت اور تحیہ وضو تحیہ مسجد نوافل موقت ہین جو ایک معین وقت مین ادا کیجاتی ہین یہان تک پہونچکر قاضی محی الدین نے عرض کیا کہ اس قید اور صفت کے ساتہ نوافل ادا کیئے جاسکتے ہین کہ نہین سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ادا کیئے جاسکتے ہین کیونکہ یہ صفت اور یہ قید نفل کے مخالف و منافی نہین ہے جس قدر آدمی نفل پڑہے فوت شدہ نمازون کی نیت سے ادا کرے اور اونہین قضاء فوائت مین مصروف کرے۔ آپ فرماتے ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جسے کوئی مہم اور حاجت درپیش ہو اور وہ یہ جانتا ہو کہ جو کام مجھے درپیش ہے اوسکے کرنے مین بہلائی ہے یا ترک مین تو دو رکعتین نماز استخارہ ادا کرے جسکے پڑہنے کی ترکیب یہ ہے کہ پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ اور قل یا ایہا الکافرون اور دوسری مین سورہ فاتحہ کے بعد قل ہو اللہ احد پڑہے ان دو رکعتون کے لیئے اسبارہ مین بہت بڑا اثر ہے۔ ازان بعد آپنے اسکے مناسب ایک حکایت بامضمون بیان فرمائی کہ ایک بزرگ نے حالت سفر مین خادم سے پانی مانگا اور فوراً اس نیت سے استخارہ کیا کہ یہ پانی پینا چاہیئے کہ نہین معلوم ہوا کہ اس پانی کے پینے مین خیر نہین ہے خادم سے کہا کہ اس پانی پینے کی مجھے اجازت نہین ہے اور پانی لانا چاہیئے خادم نے عرض کیا کہ یہان پانی کا دستیاب ہونا بہت مشکل ہے اوس بزرگ نے دوسرے مرتبہ استخارہ کیا اس دفعہ بہی اجازت نہین ہوئی۔ جب اوس پانی کو پہینکا گیا تو سانپ کا بچہ نکلا۔ فرماتے ہے کہ جو استخارہ دن مین ادا کیا جاتا ہے وہ اوس روز کی خیریت کے لیئے ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ ہر جمعہ کو تمام ہفتہ کی خیریت کے لیے بہی عمل مین لایا جاتا ہے اسیطرح سارے سال کی خیریت کے لیئے عید کے روز بزرگون نے پڑہا ہے۔ ایکدفعہ سلطان المشائخ نے امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی طرف یہ فقرے لکہے کہ جس کام کی نسبت تمہارے دل مین انشراح واقع ہو تو اوسکے موافق عمل کرنا چاہیئے اور اس دلی انشراح کے قدم بقدم چلنا بہتر ہے کیونکہ طریقت مین اصل معتبر ہے۔ تمہین مناسب ہے کہ تمام کامون مین استخارہ کی رعایت مد نظر رکہو۔ آپ یہ بہی فرماتے ہے کہ سفر مین جب منزل پر پہونچے تو پہلے جامع مسجد مین جاکر دوگانہ ادا کرے پہر اپنے قیام گاہ مین آئے اور دو رکعت نماز مان باپ کی روح کو ثواب پہونچانے کی نیت سے پڑہے ہر رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد چارون قل پڑہے۔ فرماتے ہے کہ بعض لوگ جنازہ غائب کی نماز پڑہتے ہین اور یہ جائز ہے کیونکہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ حبشہ کے جنازہ کی نماز پڑہی ہے حالانکہ وہ حبش مین مرا تہا۔ امام شافعی بغیر کسی تاویل کے اس قسم کی نماز جائز بتاتے ہین۔ اگر میت کا کوئی عضو مثلاً ہاتہ یا اونگلی موجود ہو تو اوسپر بہی علماء نماز ادا کرنا جائز رکہتے ہین جیسا کہ شیخ جلال الدین تبریزی کی نسبت یہ واقعہ مشہور کیا جاتا ہے کہ شیخ نجم الدین صغری کو جو دہلی کے شیخ الاسلام تہے۔ جناب شیخ جلال الدین تبریزی

کوئی رنجش ہوگئی اور اس کی نوبت یہان تک پہونچی کہ شیخ جلال الدین کو ہندوستان کی طرف جلاوطن کردیا یہ جب ہندوستان مین پہونچکر بداؤن مین وارد ہوئے تو ایکدن دریائے سوتہہ کے کنارے بیٹھے ہوئے تہے دفعۃً تجدید وضو کرکے حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے آؤ شیخ الاسلام دہلی کے جنازہ کی نماز پڑہین حاضرین فوراً کہڑے ہوگئے اور جب نماز جنازہ ادا کرچکے تو موجودہ لوگون کی طرف روئے سخن کرکے فرمایا کہ اگر شیخ الاسلام دہلی نے ہمین شہر سے نکالا تو کیا ہوا اونہین ہمارے شیخ نے جہان سے نکال دیا۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ ایک اور نماز ہے جو محافظت نفس کے لئے پڑہی جاتی ہے تم لوگ اوسے اکثر پڑھا کرو اور اوسکی صورت یہ ہے کہ جب آدمی گہر سے باہر آنے لگے تو اوسے دو رکعت نفل بہ نیت محافظت نفس ادا کرنی چاہیئے۔ زان بعد گہر سے باہر قدم رکہے اس نماز کی برکت سے راستہ کی تمام بلا و آفت سے خدا تعالی محفوظ رکہے گا۔ اسیطرح جب گہر مین آنے لگے تو دو گانہ ادا کرے تاکہ جو بلا و آفت گہر سے اوٹہے حق تعالی اوس سے نگاہ رکہے۔ اس دو رکعت نفل مین بہت ہی خیر و سلامتی ہے زان بعد ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص گہر سے باہر جاتے اور آتے وقت یہ نماز ادا نکر سکے تو صرف آیۃ الکرسی ہی پڑھ لیا کرے جو غرض اوس سے حاصل ہوتی ہے وہی اس سے حاصل ہوگی اور اگر آیۃ الکرسی بہی نہ پڑہ سکے تو یہ کلمات پڑہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس سے بہی وہی فائدہ حاصل ہوگا۔ اگر کوئی شخص مسجد مین ایسے وقت آئے جسمین نماز پڑہنی مکروہ ہے۔ مثلاً آفتاب طلوع ہو رہا ہے یا ٹہیک دوپہر کا وقت ہے یا سورج غروب ہو رہا ہے اور تحیۃ المسجد ادا نہین کر سکتا تو اوسے یہی مذکورہ چار کلمے کہنے چاہئین جس قدر تحیۃ المسجد کا ثواب ملتا ہے وہی اس سے ملیگا۔ بعدہ آپنے حاضرین مجلس کی طرف ملتفت ہوکر فرمایا کہ جو شخص اعلی درجہ پر پہونچا اور برتر مقام پایا نیک اعمال کیوجہ سے پایا۔ گو خداوندی فیض ہر وقت نازل ہے لیکن آدمی کو سعی و کوشش کرنی چاہیئے یہان تک پہونچکر حضور نے ذیل کی رباعی زبان مبارک پر جاری فرمائی **رباعی** گرچہ ایزد دہد ہدایت دین ؛ بندہ را اجتہاد باید کرد ؛ نامہ کان بحشر خواہد خواند ؛ ہم ازینجا سواد باید کرد ؛ یعنے ہدایت اگرچہ خدا کی توفیق سے حاصل ہوتی ہے مگر بندہ کو کوشش کرنی چاہیئے اور جو نامہ اعمال حشر کے روز علی رؤس الاشہاد پڑہا جائیگا اوسے ابہی سے لکھکر تیار رکہنا چاہیئے۔ جناب سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ کان عمر یقیمی و یشرب فی الصلوۃ ای یلزم یدیہ الثری مین سجدہ لا یفارق بہما الارض وذالک فی التطوع وقت کبر سن۔ حکیم سنائی کی چند ابیات نماز کے بارے مین کیا ہی عمدہ نتیجہ خیز ہین۔ **ابیات**۔

بہلہ تا از حدث برون نابد	پردہ عز نماز نکشا بد۔

پائے اگر برنہی ببام فلک ‌‌ بادہ گر در کشی زجام فلک
کے تراحق زلطف برگیرد ‌‌ تا نمازت بطوع بپذیرد
ہرچہ جز حق بسوز غارت کن ‌‌ ہرچہ جز دین ازو طہارت کن
گرچہ پاک است ہرچہ باتست ‌‌ ہمہ در جنب حق جنابت تست
چون تو باصدق در نماز آئی ‌‌ با ہمہ کام خویش باز آئی
از خشوع دل است مغز نماز ‌‌ ورنہ باشد خشوع نیست نماز

تات چون خرد در مقام خراب ‌‌ شکم از نان پرست پشت از آب
سگ ساز دم جائے خود بروبد باز ‌‌ تو نروبی برائے جائے نماز
ہرنہ ابلیس از درون نماز ‌‌ گوش گیرد برونت آرد باز
تا بجاروب لا نروبی راہ ‌‌ کے شوی در سرائے الا اللہ
تا یکے سلامے دو صد سلام ارزد ‌‌ سجدۂ صدق صد قیام ارزد
ورنہ باشد خشوع در نمازی ‌‌ دیو بر سبلتش کند بازی

نکتہ روزے کے بیان مین۔ جناب سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ صَامَ الدَّہْرَ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ۔ یعنے جسنے ہمیشہ روزہ رکہا اوسنے نہ تو روزہ ہی کا لطف اوٹہایا نہ افطار ہی کا مزا چکہا۔ مطلب یہ کہ اوسکا روزہ رکہنا اور افطار کرنا کسی شمار مین نہین ہے اور دوسری حدیث مین آیا ہے مَنْ صَامَ الدَّہْرَ ضَیَّقَتْ عَلَیْہِ جَہَنَّمُ ہٰکَذَا وَعَقَدَ تِسْعِیْنَ یعنے جو شخص ہمیشہ روزہ رکہتا ہے اوسپر جہنم اسطرح تنگ ہوجاتا ہے اور آپنے نوے کے عقد کی طرف اشارہ کیا۔ سلطان المشائخ نے یہ دونون حدیثین پڑہکر فرمایا کہ انکے مضامین مین تعارض ہے۔ تطبیق یون ہوسکتی ہے کہ پہلی حدیث مَنْ صَامَ الدَّہْرَ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ کے یہ معنی ہین کہ جو شخص ہمیشہ روزہ سے رہے حتی کہ دونون عید دن اور ایام تشریق مین بہی تو گویا اوسنے نہ تو روزہ ہی رکہا نہ افطار ہی کیا اور دوسری حدیث کا یہ مطلب ہے کہ جس نے ہمیشہ روزہ رکہا اور ان پانچ دنون مین افطار کیا تو دوزخ اوسپر اس قدر تنگ ہوجائیگا کہ اوسے کسی موقع مین بیٹہنے کی جگہ نہ ملیگی یعنے ایسا شخص دوزخ مین نہ جائیگا اب دونون حدیثون مین تطبیق ہوگئی۔ فرماتے تہے یہ بہی حدیث مین آیا ہے تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ عَلَی اللہِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ فَاُحِبُّ اَنْ تُعْرَضَ عَمَلِیْ وَاَنَا صَائِمٌ۔ یعنے پیر اور جمعرات کے روز خدا کے سامنے بندون کے

ترجمہ اشعار۔ بندہ جبتک حدث سے باہر نہین آئیگا اوسے اوسوقت تک حلاوت نماز حاصل نہوگی۔ اگر تو فلک چہارم پر اپنا قدم رکہے جبتک اس دیر خرابات مین تیرا پیٹ روٹی اور پانی سے بہرا رہیگا لطف حق تیرا ہاتہ نہ پکڑے گا اور نماز مین حضور حاصل نہ ہوگا۔ کتا بہی اپنے بیٹہنے کے واسطے دُم سے اپنے واسطے جگہ جہاڑ لیتا ہے لیکن تو نماز کے واسطے کچہ خیال نہین کرتا۔ جو کچہ ماسوی اللہ ہے اوسکو فراموش کر جلادے اور سواے امور دین کے ہر شے سے پاکی اور بے تعلقی حاصل کر ورنہ ابلیس لعین نماز مین تیرا کان پکڑ کر اطمینان اور حضوع کی نماز سے باہر کردے گا۔ اگر تو ماسوی اللہ سب سے خارغ ہے امان حق مین ہے جبتک تو نفی کی جہاڑو سے اپنے دل کو صاف نکریگا مقام اثبات مین نہ پہونچیگا۔ جب تو کامل مکمل ہوکر نماز مین مصروف ہوگا۔ تیرا ایک سلام دوسو سلام اور ایک سجدۂ صدق دوسو سجدون کے برابر ہوگا۔ دل کا خشوع نماز کا مغز ہے۔ جبتک خشوع حاصل نہین نماز نہین۔ جب تک تجہے نماز مین خشوع حاصل نہ ہوگا شیطان تیری مونچہین مروڑتا اور اونکے ساتھ کہیلتا رہے گا۔ ۱۲ مترجم۔

اعمال پیش ہوتے ہین سومین دوست رکہتا ہون کہ میرے عمل ایسی حالت مین پیش ہون کہ مین روزہ سے ہون۔
آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ مین نے شیخ نجیب الدین متوکل سے سنا ہے کہ جو شخص پنجشنبہ اور جمعہ اور ہفتہ کے روز علی الاتصال
روزہ رکہے اور تیسرے روز افطار کے وقت جو حاجت رکہتا ہو اوسکی بابت دعا مانگے امید ہے کہ بہت جلد قبولیت کا جامہ
پہنے۔ عوارف مین آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من صام ثلثة ایام من الشہر الحرام والجمعة والسبت
بُعِدَ مِنَ النار سبع مائة — یعنے جو شخص شہور حرام (ذیقعدہ۔ ذیحجہ۔ محرم۔ رجب) مین تین تین روزے رکہے اور
ساتہ ہی جمعہ اور ہفتہ کے دن بہی تو وہ سات سو سال کی مسافت دوزخ سے دور رہے گا۔ فرماتے تہے کہ جناب
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا للصائم فرحتان فرحة عند الافطار و فرحة عند لقاء الجبار یعنی روزہ دار کیلئے دو خوشیان
ہین ایک خوشی افطار کیوقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری خوشی اوسوقت حاصل ہوگی جبکہ خدائے جبار سے ملاقات ہوگی۔ پہر روزہ دار
کو افطار کیوقت جو خوشی حاصل ہوتی ہے وہ کہانے پینے کی خوشی نہین ہے بلکہ روزہ کے تمام ہونے پر یعنے جب روزہ مکروہات
و مفسدات سے بچکر پورا ہوتا ہے تو روزہ دار کو فرحت و انبساط حاصل ہوتی ہے۔ الحمد للہ کہ اس طاعت کی جزا معین ہے اور
وہ دیدار خداوندی ہے۔ چونکہ روزہ کی جزا نعمت دیدار ہے اسلئے روزہ دار اتمام صوم کی وجہ سے باین وجہ خوش
ہوتا ہے کہ اوسے اکبر و نعمت دیدار میسر ہوگی۔ ازان بعد آپنے بالتصریح فرمایا کہ ہر ایک طاعت کی ایک معین جزا اور
مقرر صلہ ہے روزہ کا صلہ نعمت دیدار ہے اسی اثنا مین اس حدیث کا ذکر ہوا کہ الصوم لی وانا اجزی بہ۔ ایک
شخص بول اوٹہا کہ یہ حدیث یون بہی سنی گئی ہے الصائم لی وانا اجزی بہ۔ سلطان المشائخ نے مسکرا کر فرمایا کہ اگر
ایسا ہے تو پہر انا اجزی کے کیا معنی ہین اور یہ جملہ کسکی متعلق کہنا چاہیے۔ ازان بعد آپنے اوسکی تقریر کی یون اصلاح کی
کہ کبہی بہ۔ لہٗ کے معنی مین بہی آتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہان بہی ایسا ہی ہو۔ یہ بہی فرماتے تہے کہ احیاء العلوم مین
لکہا ہے کہ الصوم نصف الصبر والصبر نصف الایمان کہ روزہ نصف صبر اور صبر نصف ایمان ہے یہ فرما کر ارشاد کیا
کہ روزہ نصف صبر کیونکر ہے اسطرح کہ خواہش نفسانی کی دو قسمین ہین۔ ایک خشم دوسرے شہوت۔ چونکہ روزہ سے
شہوت مقہور ہوتی ہے اسلئے روزہ نصف صبر ٹہیرا۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ درویش کو سال کا تیسرا حصہ یعنے چار
مہینے روزون مین بسر کرنے چاہئین مثلاً محرم کے دس روز۔ ذیحجہ کے دس روز۔ اسیطرح ہر مہینے کے دس روزے
رکہے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سلطان المشائخ کی مجلس مین عزیزون کی ایک جماعت جیسے مولانا حسام الدین مولانا جمال الدین
وغیرہ حاضر تہے تہوڑی دیر کے بعد کہانا لایا گیا۔ آپنے فرمایا جو لوگ روزہ سے نہین ہین کہانا تناول کرین۔ چونکہ ایام
بیض کا زمانہ تہا اسلئے اکثر عزیز روزے سے تہے اون مین سے کسینے کہانے کی طرف ہاتہ نہین بڑہایا آپنے کہانا اوٹہا کر

اون دو شخصون کے پاس بہیجا جو روزہ سے نہ تہے اسکے بعد آپنے فرمایا کہ جب عزیزون کی جماعت وارد ہو تو اونکے سامنے کہانا رکہدینا چاہیئے اور یہ پوچہنا نہ چاہیئے کہ تم روزے سے ہو کیونکہ اگر اون مین سے کوئی کہے گا کہ مین روزہ سے ہون تو ریا دخیل ہوگی اور اوسکا نام ریاکارون کے دفتر مین لکہا جائیگا اگر کوئی راسخ وصادق مرد ہوگا کہ اوسپر ریا و نمود کا گذر نہین ہوتا اور وہ کہدے کہ مین روزہ سے ہون تو گو نمود وریا کے الزام سے بری رہے گا لیکن تاہم اتنا ضرور ہوگا کہ اوسکی مخفی طاعت کا حال علانیہ دفتر مین لکہا جائیگا۔ الغرض اگر اوسنے اپنا روزہ دار ہونا ظاہر کیا تو یہ خرابی لازم آئی اور اگر انکار کردیا اور کہدیا کہ مین روزے نہین ہون تو جہوٹ مین مبتلا ہوا اور اگر سکوت وخاموشی اختیار کی تو سائل کی تحقیر وتوہین ہوئی اس لیئے بہتر ہے کہ بغیر دریافت کیئے کہانا سامنے رکہدیا جائے۔ اگر روزہ سے ہوگا انکار کردے گا ورنہ کہالیگا۔ شیخ عزیز الدین جو سلطان المشائخ کے قریبی رشتہ دار ہوتے تہے فرماتے ہین کہ مین نے حضور کو خواب مین دیکہا کہ میری طرف روئے سخن کرکے فرماتے تہے عزیز الدین! تم روزے رکہا کرتے ہو مین نے عرض کیا اگر حکم ہو تو رکہون فرمایا تمہین دل کا روزہ رکہنا چاہیئے۔ یہ عزیز الوجود یعنے شیخ عزیز الدین کہتے ہین کہ مین نے اسکے بعد شیخ نصیر الدین محمود کی خدمت مین پہونچکر دریافت کیا کہ سلطان المشائخ مجہے خواب مین دل کے روزہ رکہنے کا حکم فرماتے ہین آپ ارشاد فرمائیے کہ دل کا روزہ کیا ہے۔ فرمایا حضور تمہین مراقبہ کا حکم کرتے ہین۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ بہت سے لوگ طے کے عامل ہوتے اور بکثرت روزے رکہتے ہین لیکن اس سے مقصود صرف عجب وریا ہوتی ہے۔ اسموقع پر آپکی زبان مبارک پر ذیل کی بیت جاری ہوئی۔ **بیت**

لنگہنت گر ترا کند فربہ ؛ سیر خوردن ترا ز لنگہین بہ ؛ یعنے اگر تجہے روزہ فربہ کرے تو اس روزے سے تجہے سیر ہوکر کہانا بہتر ہے۔ فرماتے تہے کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز بہت کم افطار کیا کرتے تہے گو صائم الدہر نہ تہے لیکن تاہم اکثر ایام روزون مین بسر کیا کرتے تہے۔ گو آپ مبتلائے تپ ہوتے یا فصد وغیرہ کراتے لیکن افطار نکرتے بخلاف آپکے شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا نور اللہ مرقدہ بہت کم روزے رکہتے مگر طاعت وعبادت مین بکثرت مصروف رہتے اور یہ آیت اکثر پڑہا کرتے کلوا من الطیبات واعملوا صالحا۔ زان بعد آپنے فرمایا کہ اس مین ذرا شک نہین کہ شیخ الاسلام اون لوگون مین سے تہے جنکے حق مین آیہ مذکورہ درست اور صادق آتی ہے۔ اسموقع پر حاضرین مین سے ایک شخص نے سوال کیا کہ آیہ مذکورہ مین طیبات سے مراد کیا ہے اور اصحاب کہف کے قصہ مین جو آیا ہے ازکی طعاما اس سے کون سا کہانا مقصود ہے فرمایا طیبات سے وہ چیزین مراد ہین جنپر عام طبیعتین فطری طور پر مائل ہون اور ازکی طعاما سے چانول مراد ہین۔ زان بعد فرمایا کہ مسافر کو میزبان کی

بغیر اجازت روزہ رکہنا نہ چاہیئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من نزل علی قوم فلا یصومن تطوعا الا باذنہم۔ یعنے جب کوئی شخص کسی قوم کا مہمان ہو تو اوسے اونکی اجازت بنیر روزہ رکہنا نہ چاہیئے۔ مین نے جناب سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا ہوا دیکہا ہے کہ روزہ بدکار کے لیئے ڈہال اور نیک کار کے واسطے جنت ہے ذوالنون سے منقول ہے کہ اگر تو چاہے کہ تیری سخت دلی ہٹ کر نرم دلی پیدا ہو تو روزے پر مداومت کر اور قیام طول طویل کر اور جب نیک نام اور نامور بننا چاہے تو یتیمون پر شفقت و مہربانی کر۔

نکتہ زکوۃ و صدقہ کے بیان مین۔ مین نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا ہوا دیکہا ہے کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ زکوۃ کی تین قسمین ہین۔ ایک زکوۃ شریعت دوسری زکوۃ طریقت تیسری زکوۃ حقیقت۔ زکوۃ شریعت یہ ہے کہ دوسو درمون سے پانچ درم خیرات کرے۔ زکوۃ طریقت یہ ہے کہ یہ ہے کہ دوسو مین سے صرف پانچ درم اپنے پاس رکہے باقی سب راہ خدا مین دیڈالے۔ زکوۃ حقیقت یہ ہے کہ جو کچہہ پاس ہو سب خدا کے نام پر دیدے اور کچہہ پاس نہ رکہے بعدہ فرمایا کہ جو لوگ دوسو درمون مین سے پانچ درم دیتے ہین غایۃ مافی الباب یہ ہے کہ اونہین بخیل کے نام سے نہ پکارا جائے لیکن سخی کسیطرح نہین کہہ سکتے۔ سخی کا لقب اون ہی لوگون کو زیب دیتا ہے جو زکوۃ کے علاوہ کچہ اور بہی راہ خدا مین صرف کرتے ہین ازان بعد فرمایا کہ سخی اور جواد مین فرق ہے۔ سخی تو وہی ہے جیسے مین ابہی بتا چکا اور جواد وہ ہے جو بکثرت بخشش کرے مثلاً دوسو مین سے صرف پانچ بچا رکہے اور باقی محتاجون کو تقسیم کر دے۔ فرماتے تہے کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے علماء سے فرمایا کرتے تہے کہ اے بدکار علما! علم کی زکوۃ ادا کرو۔ یعنے اگر تمنے دوسو مسئلے سیکہے ہین تو اون مین سے پانچ پر تو ضرور ہی عمل کرو۔ اور دوسو حدیثین پڑہی ہین تو پانچ کو معمول بہا قرار دو۔ مین نے سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم مامنع قوم من الزکوۃ الاحبس اللہ عنہم المطر ولولا البہائم لم تمطر یعنے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قوم زکوۃ ادا کرنے سے باز رہتی ہے خدا تعالی اون سے بارش روک لیتا ہے اور اگر بہائم نہ ہوتے تو کبہی مینہہ نہ برسایا جاتا۔

ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ موسی علیہ السلام کا گذر ایک نوجوان پر ہوا جو نہایت خشوع و خضوع کے ساتہ نماز پڑہ رہا تہا اتفاق سے کئی سال کے بعد پہر آپکا اوسطرف سے گذر ہوا اور اوسے اوسیطرح نماز پڑہتے دیکہا آپ کو بہت تعجب ہوا۔ اسی اثنا مین خدا نے وحی بہیجی کہ اے موسی مین اس شخص سے راضی نہین ہون اور اسکی یہ نماز میری درگاہ مین مقبول نہین ہے کیونکہ یہ اپنے مال کی زکوۃ ادا نہین کرتا۔ اے موسی نماز اور زکوۃ توام ہے اور جب

یہ ہے تو مین ایک کو بغیر دوسرے کے قبول نہین کیا کرتا۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ ایک صدقہ ہے ایک مروت۔ ایک وقایہ۔
صدقہ تو یہ ہے کہ لوگ کسی محتاج اور فقیر کو کوئی چیز راہ خدا مین دیڈالین اور ایک دوست جو دوسرے دوست کو کچھ دیتا ہے
تو اوسے مروت کہتے ہین۔ وقایہ یہ ہے کہ آدمی مال خرچ کر کے اپنی آبرو و عزت کی نگاہداشت کرے یعنے لوگو نکو اسلئے
دے کہ اونکی زبان اور طعن و تشنیع اور سفاہت کی زخم سے اپنے تئین بچائے۔ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اِن
تینون باتون پر عمل کیا ہے۔ اس موقع پر آپنے یہ بہی فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شروع شروع مین مولفہ
قلوب کو کچھ دیدیتے تہے تاکہ اون کے دل اسکی وجہ سے اسلام کی طرف مائل ہون لیکن جب اسلام قوی ہو گیا اور بہت سے
مسلمان ہو گئے تو آپنے اس مد کو موقوف کر دیا۔ زان بعد فرمایا کہ صدقہ مین پانچ شرطین ہین جب وہ شرطین صدقہ
مین پائی جاینگی تو یقیناً جناب الٰہی مین قبولیت کا خلعت پائیگا۔ دو شرطین جو صدقہ دینے سے پیشتر موجود ہون
یہ ہین جو شے راہ خدا مین دیجائے وجہ حلال سے میسر ہوئی ہو۔ اور جس شخص کو دینا منظور ہو وہ صالح و نیکبخت
آدمی ہو۔ دو شرطین دینے کے وقت کی ہین ایک یہ کہ دیتے وقت تواضع اور بشاشت و انشراح سے پیش آئے
دوسرے یہ کہ چھپا کر دیوے پانچوین شرط جو صدقہ کے بعد کی ہے یہ ہے کہ دینے کے بعد کبہی اوسکا ذکر زبان پر نہ لائے
خاصکر اوس شخص کے سامنے جسے صدقہ دیا ہے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ شیخ ابو سعید ابو الخیر قدس اللہ سرہ العزیز
بڑے مخیر آدمی تہے اور بہت کچہ خرچ کیا کرتے تہے ایکدفعہ ایک شخص نے آپکے سامنے یہ حدیث پڑہی کہ لاخیر فی الاسراف یعنے اسراف
اور فضول خرچی مین بہتری نہین آپنے اوسے جواب دیا کہ لا اسراف فی الخیر یعنے نیک کام مین جس قدر بہی خرچ کیا جاوے اوسے
اسراف نہین کہتے۔ یہ بہی فرمایا کہ ایکدن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خطبہ پڑھا اثنا خطبہ مین فرمایا مجہے کبہی یاد
نہین پڑتا کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کچہ مال صبح کو آیا ہو اور پہر اوسمین کچہ آپکے پاس شام تک رہا ہو
بلکہ آپکا قاعدہ تہا کہ جس قدر مال آتا قیلولہ کے وقت سے پہلے پہلے سب خیرات کر ڈالتے اور اگر بہت زیادہ ہوتا
اور قیلولہ کے وقت سے پیشتر صرف نہ ہوتا تو اسکے بعد شام سے پہلے پہلے خرچ کر دیتے۔ سلطان المشائخ یہ بہی
فرماتے تہے کہ جب دنیا موافقت کرے اور آدمی کے ہاتہ تلے مال ہو تو جہانتک بن سکے راہ خدا مین صرف کرتا رہے کیونکہ ایسے
اس سے کسی قسم کی کمی واقع نہوگی اور جب دنیا پیٹہہ موڑے اور اس شخص پر افلاس و محتاجی سایہ ڈالے تب بہی دیتا رہے
کیونکہ دنیا اب اسکے پاس نہ ٹہریگی اور دوسرے کے پاس چلی جائیگی اور جب یہ ہے تو اوسکے جانے سے پیشتر خود
اپنے ہاتہ سے صرف کر ڈالے۔ شیخ نجیب الدین متوکل نے اس مضمون کو یون ادا کیا ہے کہ چون آید بدہ کہ کم نیابد و
چون میرود نگاہ مدار کہ نباید یعنے جب دنیا متوجہ ہو تو اوسے صرف کر ڈال کہ اس سے کم نہ ہوگی اور جب جانے لگے تو

اوسکی حفاظت نکر کیونکہ وہ تیرے پاس نہ ٹہریگی- فرماتے ہیںکہ دنیا جمع نکرنی چاہیئے بلکہ جو ہاتہ لگے فوراً خرچ کرڈالے اور کل کیلئے اوٹہا نرکہے- ازان بعد یہ بیت زبان مبارک پر جاری ہوئی **بیت** زراز بہر خوردن بود اے پسر ÷ زبہر نہادن چہ سنگ و چہ زر ÷ پہر ارشاد کیا کہ خاقانی نے اسکی مناسب کیا خوب کہا ہے **ع** چون خواجہ نخواہد راند از ہستی خود گامے ÷ آن گنج کہ او دارد پندار کہ من دارم ÷ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ کاتب حروف اپنے ماما مولانا شمس الدین دامغانی کے ہمراہ حضرت سلطان المشائخ کی خدمت مین گیا تہا اتفاق سے دنیاوی محبت کے بیان مین سلسلہ چہڑ گیا- مولانا شمس الدین دامغانی نے سلطان المشائخ کی خدمت مین خاقانی کی یہ بیت عرض کی **بیت** دوست از دست جہان در زیر پائی پیل دان ÷ ما زیر پائے دوستان زر پیل بالا ریختہ ÷ جون ہی سلطان المشائخ نے یہ بیت سنی ایک طرح کا بسط شروع ہوا اولاً بہت کچہ تحسین کی اور مضمون بیت کی تعریف فرمائی پہر فرمایا کہ حق تبارک و تعالی نے مختلف طبیعتین پیدا کی ہین- ایک شخص کو پیدا کیا اور اوسکی طبیعت مین یہ بات ڈالدی کہ اگر مثلاً دس درم اوسے ہیو نچگیے تو تاوقتیکہ اونہین خرچ نکرڈالے اوکسی مصرف مین نہ پہونچادے اوسے کسیطرح قرار ہی نہین آتا اور ایک شخص کو پیدا کرکے اوسکے دلمین یہ بات ڈالدی کہ جس قدر زیادہ وصول ہوتا ہے اوتنی ہی زیادہ طلبی کی خواہش اوس مین پیدا ہوتی ہے اور یہ کیفیت قسمت ازلی ہے کسی شخصکی قدرت و اختیار کی بات نہین ہے بعدہ ارشاد کیا کہ راحت زر و سیم کے خرچ کر ڈالنے مین ہے یہی وجہ ہے کہ مردان خدا جبتک زر و سیم خرچ نہین کرڈالتے کسی چیز سے راحت نہین پاتے اس سے معلوم ہوا کہ راحت اسیمین ہے کہ جب کچہ آدمی کے پاس ہو فوراً خرچ کرڈالے پہر فرمایا زر سیم کے جمع کرنے سے غرض یہی ہے کہ دوسرے کو فائدہ پہونچے اسی اثنا مین آپنے ارشاد فرمایا کہ ابتدائے حال مین مجہے مال جمع کرنے کا ذرا خیال نہ تہا اور یہی وجہ ہے کہ میرے دل مین دنیا طلبی کا کبہی بہولے سے خطرہ نہین گذرا اپہر یہ کیفیت ہوگی کہ دونون جہان میری نظر مین ہیچ معلوم ہونے لگے اور مین نے یکبارگی دنیا و ما فیہا کو ترک کردیا- ازان بعد فرمایا اس سے بیشتر میرے وجہ معاش مین تنگی تہی اور بہت مشکل سے قوت حاصل ہوتی لیکن اس زمانہ مین میرا اوقت بہت خوش گذرا تہا اور مین نہایت عیش و راحت مین زندگی بسر کرتا تہا- ایکدن کا ذکر ہے کہ ایک شخص بے وقت میرے پاس نیم تنکہ لایا (تنکہ ہندی لفظ ہے جسکے معنے سکہ نقرہ کے ہین) مین نے اپنے دلمین کہا چونکہ یہ تنکہ بے وقت حاصل ہوا ہے اور جو حاجت تہی وہ پوری ہوچکی ہے لہذا اسے اب رکہدینا چاہیئے صبحکو خرچ کردیا جائے گا جب رات ہوئی اور مین مشغول بحق ہوا تو اوس نیم تنکہ نے میرا دامن پکڑلیا اور نیچے کی طرف کہینچنے لگا اوسوقت مین نے کہا خداوندا کب صبح ہو اور مین اسے راہ حق مین خرچ کردون

اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین ایک شخص نے آکر ایک شیخ کی حکایت بیان کی جو اوس زمانہ مین بہت کچھ شہرت رکھتا تہا کہ وہ بیحد مال وزر رکہتا ہے اور کہتا ہے کہ اسے خرچ کرنے کا خدا کی طرف سے مجھے حکم نہین ہے۔ شیخ شیوخ العالم نے اوسکی یہ بات سنکر تبسم کیا اور فرمایا کہ اگر وہ مجھے اپنا وکیل مقرر کردے اور مال وزر کے خرچ کر ڈالنے کی اجازت دیدے تو مین تین روز مین اسکا سارا خزانہ خالی کر دون اور ایکدرم بے اذن خداوندی کسیکو نہ دون۔ کاتب حروف نے سلطان المشائخ کی قلم مبارک سے ذیل کی عربی عبارت لکھی دیکھی ہے۔ مَلَکٌ عَلٰی بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ السَّمَاءِ یُنَادِیْ مَنْ یُّقْرِضِ الْیَوْمَ الخ یعنے ایک فرشتہ آسمانی دروازون مین سے ہر ایک دروازے پر کہڑا ہو کر پکار رہا ہے کہ کون ایسا شخص ہے جو آج قرض دے اور کل اوسکا اچھا ثمرہ پائے۔ آپ فرماتے تہے کہ ہر ولی کی جبلت اور سرشت مین سخاوت وحسن خلقی خمیر کر دیگئی ہے۔ ایک نیک مرد سے اوسکے انتقال کے بعد خواب مین پوچھا گیا کہ خدا نے تمہارے ساتہ کیسا برتاؤ کیا کہا جب میرے اعمال وزن کیے گئے تو نیکیون کا پلہ ہلکا رہا۔ مین نے دیکھا کہ اسوقت ایک فرشتے نے ایک مٹھی خاک اوس مین ڈالدی۔ دفعۃً نیکیون کا پلہ جھک گیا مینے کہا یہ مٹھی بھر خاک کیسی ہتی کہا گیا کہ یہ وہ خاک ہتی جسے تو نے مسلمان کی قبر مین ڈالا تہا۔ عبداللہ بن ابی بکر نے ایکدفعہ دسہزار درم کو ایک لونڈی خریدی چند روز کے بعد لونڈی نے کہا کہ مجھے گھوڑے پر سوار کرکے شہر کی سیر کرا دیجیے آپنے ایسا ہی کیا۔ جب لونڈی گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکلی تو ایکشخص نے باواز بلند کہا کہ حضرت یہ تو میری بیٹی ہے۔ عبداللہ نے اپنے لوگونکو حکم دیا کہ اس لونڈی کو گھوڑے پر سوار کرکے لیجاؤ اور اس شخص کے گھر مع گھوڑے کے پہونچا دو۔ ارشاد فرمایا کہ لطف ومہربانی کے ساتہ مال روک رکہنا ظلم وجفا کے ساتھ خرچ کرنیسے افضل ہے۔ ایک شخص نے عبداللہ بن المبارک سے سات سو درم مانگے آپنے اپنے وکیل کو لکھا کہ اس شخصکو سات ہزار درم دیدو۔ جب یہ شخص وکیل کے پاس گیا اور کیفیت بیان کی تو اوسنے دوبارہ آپ سے دریافت کیا کہ سائل نے تو سات سو درم مانگے ہین اور آپنے سات ہزار لکھدیے ہین اب جیسا ارشاد ہو تعمیل کی جائے لیکن یہہ واضح رہے کہ خزانہ مین بہت کمی واقع ہو جائیگی آپنے تحریر فرمایا کہ سائل کو سات ہزار درم دیدو اور گو خزانہ مین قلت وکمی ہوگی لیکن نعم مین کچھ کمی واقع نہین ہوسکتی۔ ارسطاطالیس نے ذوالقرنین کو وصیت کی کہ جب تو ہفت اقلیم کا بادشاہ ہو تو دانشمندی اور فراست کے ساتہ بدون پر حکومت کیجیو اور احسان وسخاوت کے ساتہ دلون کا مالک بنیو۔ ایک بادیہ نشین نے جناب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مروت کسے کہتے ہین فرمایا اگر تیرا کسی پر گذر ہو تو اوسے اپنی بخشش وسخاوت پہونچانے اور راحت وآسایش دینے مین کوشش کرے اور

اور جب تو کسی پر گذرے تو اوسکے بذل و کرم سے اپنے نفس کو بچائے رکہے کیسکے احسان کرنے سے خود احسان کرنا افضل ہے
اور احسان کے بعد اوسکے ساتہ نیک سلوک کرنا مکافات اور اشارہ کے بعد احسان کرنا ظلم ہے۔ حدیث مین آیا ہے
کہ اللہ تعالی بخیل کو اور اوس سخی کو مبغوض رکہتا ہے جو موت کے وقت اور دنیا سے رخصت ہوتے وقت مال
خرچ کرنے کا حکم کرتا ہے۔ ابلیس کا قول ہے کہ میرے نزدیک تمام لوگون سے زیادہ مبغوض بدکار فاسق ہے اور
سب سے زیادہ محبوب عالم بخیل ہے۔ خواجہ حکیم سنائی کیا خوب فرماتے ہین۔ **ابیات**

هرچه داری برای حق بگذار	گر گدایان طریف تر ایثار	ور تن و جان و عقل و دل بگذار	در ره او دلی بدست بیار
سید فراز آل عبا	یافت تشریف سوره هل اتی	زان سه قرص جوین بی مقدار	یافت در پیش سیدان بار

نکتہ حج کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ فرماتے ہین کہ اگر کوئی شخص حج کی نیت سے گہر سے نکلے اور راہ
مین انتقال کر جائے یا خانہ کعبہ سے واپس آتا ہوا راستہ مین مر جائے تو دونو صورتون مین ہر سال حج مقبول کا ثواب
اوسکے دفتر اعمال مین لکہا جاتا ہے۔ کاتب حروف نے سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا ہوا دیکہا ہے کہ من مات
فی طریق مکۃ مقبلا او مدبرا فہو شہید۔ یعنے جو شخص مکہ کے رستہ مین آتے جاتے مر جائے اوسے شہادت کا مرتبہ
حاصل ہوگا۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ بعض آدمی حج کو جاتے ہین اور جب وہان سے واپس آتے ہین تو دن رات
اوسیکے ذکر مین مصروف رہتے اور مجلسون مین بطریق حکایت بیان کرتے ہین۔ یہ بات بہتر نہین ہے۔ ایکدفعہ کا
ذکر ہے کہ ایک مجلس مین چند عزیز بیٹہے ہوئے تہے ایک شخص نے بیان کیا کہ مین فلان جگہ گیا اور فلان فلان
شہرون مین پہرا اسی موقع پر ایک عزیز بول اوٹہا کہ اے عزیز یہ بات ظاہر کرنے کے قابل نہین ہے معلوم ہوتا ہے کہ
تم کہین بہی پہرے چلے نہین۔ امیر خسرو شاعر بہی اس مجلس مین موجود تہے فرمانے لگے مجہے اون لوگون سے سخت
تعجب ہے جو سلطان المشائخ کی خدمت مین پیوند کرکے ادہر اودہر پڑے پہرتے ہین۔ ملیح نامی ایک شخص نے جو میرا
رفیق و یار ہے اسکے مناسب کیا ہی خوب بات کہی ہے جسوقت سے مین نے وہ بات اوسکے موںہ سے سنی ہے چونکہ مجہے اونسے
غایت درجہ کا اعتقاد ہے اوسکا اثر اسوقت تک مین اپنے دلمین محسوس پاتا ہون وہ بات یہ ہے کہ حج کے ارادہ
سے اوسی شخصکو گہر سے نکلنا زیبا ہے جو پیر نہ رکہتا ہو۔ سلطان المشائخ نے جون ہی یہ بات سنی آنکہون مین آنسو
بہر لائے اور روتے ہوئے فرمایا حقیقت مین یہ بات بڑا وزن رکہتی ہے کیونکہ وہ راستہ کعبہ کی طرف جاتا ہے
اور یہ دوست کی جانب۔ ازان بعد آپنے فرمایا کہ حج کرنا اون لوگون کا کام ہے جنکے دل ذکر الٰہی اور مشغولی حق سے
اوکتا گئے ہین اور اسپر ملازمت و مداومت اونہین دوبہر ہو گئی ہے۔ اس قسم کے لوگ گہر کے گوشہ چہوڑ کر

باہر نکلتے اور سیر و سیاحت سے اپنا دل بہلاتے ہین۔ یہ بہی فرماتے تہے کہ لاہور مین ایک واعظ تہا جسکے وعظ مین
عجیب قسم کا اثر تہا۔ جو شخص اوسکی نصیحت خیز باتونکو سنتا اور توبہ کرتا اور عمل نیک مین مصروف ہوجاتا
ایکدفعہ اوسنے حج کا ارادہ کیا اور دولت حج پر کامیاب ہوکر واپس آیا۔ جب لاہور مین پہونچا اور اپنی عادت معہود
کے مطابق وعظ کہنے لگا تو وہ لطافت و ذوق اور اثر جو حج کے جانے سے پیشتر اوسکے وعظ مین حاصل تہا اب نہین رہا
لوگون نے اسکی وجہ اوس سے دریافت کی تو جواب دیا کہ اس سفر مین دو وقت کی نماز مجہسے فوت ہوئی
اوسیکا یہ اثر ہے کہ میرا وعظ بالکل بے اثر اور پہیکا ہوگیا۔ زان بعد حضور نے فرمایا کہ جب شیخ شیوخ العالم
فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے سفر آخرت قبول کیا اور میرا دل بہت گہبرایا تو حج کا اشتیاق
مجہپر غالب ہوا لیکن مین نے اپنے دل مین مصمم ارادہ کرلیا کہ اس سے پیشتر کہ سامان حج مہیا کرون۔ شیخ کی
زیارت کرآؤن اور ایکدفعہ اجودہن اور ہو آؤن۔ جب مین شیخ شیوخ العالم کی زیارت سے بہرہ یاب ہوا
تو نہ صرف میرا دلی مقصود ہی حاصل ہوا بلکہ ہر شے زائد دوسرے سال پہر وہی ہوس دامنگیر ہوئی اور اشتیاق
کعبہ تازہ ہوا اسوقت بہی مین شیخ کی زیارت کو حاضر ہوا اور جو غرض منظور خاطر ہوئی خاطر خواہ میسر ہوئی
اسکے متصل آپنے یہ بہی فرمایا کہ کئی دفعہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ کو حج کی آرزو دامنگیر
ہوئی اور آپ اس ارادہ سے تشریف لیگئے لیکن اوچہ کی حد تک پہونچے تہے کہ دل مبارک مین خیال
گذرا کہ جب میرے شیخ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ نے حج نہین کیا تو مجہے پیر کی مخالفت مین کسطرح
حج کرنا مناسب ہوگا بہتر معلوم ہوتا ہے کہ یہین سے پہر چلون آپ واپس ہوکر اجودہن تشریف لے آئے
کاتب حروف نے جناب سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ العمرة فی الحج کالنافلة بعد الفریضة
الخ یعنے ایام حج مین عمرہ کرنا ایسا ہے جیسا فرض کے بعد نفل ادا کرنا اور زکوۃ کے بعد صدقہ دینا۔ حضرت عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس شخص پر جہاد فی سبیل اللہ یا حج یا عمرہ مین سورج چمکیگا اوسپر
دوزخ کی آگ ہرگز نہین چمکیگی۔ حدیث مین آیا ہے کہ قیامت کے روز مقام ابراہیم اور رکن یمانی اور حجر اسود
تینون جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کرینگے کہ حضرت! آپ اون لوگونکی شفاعت کا فکر کیجیگا جو ہماری
زیارت کرچکے ہین کیونکہ ہم اپنے زائرین کی شفاعت کرائینگے۔ امیر المومنین خلیفہ دوم حضرت فاروق
اعظم نے خانہ کعبہ کے طواف کے وقت فرمایا کہ خداوندا اگر میرے دفتر اعمال مین گناہ ہو تو اوسے محو کردے کیونکہ
تو جسے چاہتا محو کرتا اور جسے چاہتا برقرار رکہتا ہے اور تیرے پاس اصلی کتاب ہے۔ ایک عارف نے حج

کے بعد یہ دعا کی کہ خداوندا اگر تونے میرا حج قبول کرلیا ہے تو مجھے مقبولین کا ثواب عنایت کر اور اگر قبول نہین کیا تو مصیبت زدون کا ثواب عطا فرما۔ فضیلؒ کا قول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ نے اوسوقت حج کیا جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اونکے پیٹ مین تہے چنانچہ اون ہی ایام مین حضرت ابراہیم مکہ مین پیدا ہوئے آپکی والدہ خانہ کعبہ کا طواف کرتی جاتی اور یہ کہتی جاتی تہین کہ مین خدا سے اپنے بچہ کے لیئے دعا مانگتی ہون کہ خدا اوسے نیک مرد کرے اور نیکبخت لوگونکے زمرہ مین شامل کرے ایک شخص نے ابن معاذ رازی سے کہا کہ مین صحرا مین رہنا چاہتا ہون آپنے تین دفعہ فرمایا کہ اگر تو ایسا نکرے تو بہت اچہا ہے۔ فرماتے تہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ خانہ کعبہ کو دوبار تباہ وخراب کرین گے اور تیسری دفعہ جب اوسکی تخریب کا ارادہ کرین گے تو فرشتے آسمان پر لیجائینگے اور یہ حادثہ آخر زمانہ مین واقع ہوگا۔ اسکے بعد قیامت برپا ہو جائیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دوبار خانہ کعبہ تباہ ہو چکا ہے جب قیامت نزدیک ہوگی تو لوگ بتون کو آراستہ کرکے کعبہ مین رکہین گے اور دوس نامی قبیلہ کی عورتین آئین گی اور اون بتون کے سامنے ناچین گی اوسوقت فرشتے کعبہ کو آسمان پر لیجائین گے۔

نکتہ ضیافت ومہمانی کی فضیلت وبزرگی کے بیان مین۔ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ جس قدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یار آپکی خدمت مین آتے تہے جبتک کچھ نکچھ آپکے پاس سے تناول نکر لیتے تہے۔ مجلس اقدس سے باہر نہ جاتے تہے۔ یہ بہی فرماتے تہے کہ ایکدفعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جناب ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے۔ پہر ابراہیم نے اون سے دریافت کیا کہ اے جبرئیل آج کیا فرمان لائے سناؤ جواب دیا کہ آج مجہے رب العزت سے حکم ہوا ہے کہ خدا کے بندون مین سے ایک برگزیدہ اور مقبول بندہ کو خلت ودوستی کا خلعت پہناؤن اور اوسکے جسم مبارک کو خدا کی دوستی کے حلیہ سے آراستہ کرون اور اسکے بعد اوسے خلیل اللہ کا معزز خطاب دون حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجہے بہی بتاؤ کہ وہ کونسا مقبول بندہ ہے تاکہ اوسکی خاک پا کو اپنی آنکہون کا سرمہ بناؤن جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ وہ تم ہو اور تمہاری ہی نسبت خداوندی ارشاد ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس خوشخبری سے اسقدر مسرور وخوش ہوئے کہ بیہوش ہوگئے اور جب بہت دیر کے بعد ہوش مین آئے تو پوچہا۔ جبرئیل! یہ اولوالعزم اور معزز منصب کس عمل کی وجہ سے عنایت ہوا ہے جواب دیا تمہاری مہمانی اور بندگان خدا کو کہانا کہلانے کے سبب سے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قاعدہ تہا کہ جب کہانا کہانا چاہتے تو مہمان کی تلاش مین گہر سے باہر نکلتے اور دو دو میل تک نکلجاتے اور جبتک مہمان نہ ملتا کہانا نہ کہاتے یہی وجہ ہے کہ اوس زمانہ کے لوگ

آپ کو ابو الضیفان کے ساتھ پکارا کرتے تھے گویا یہ آپ کا لقب یا کنیت تھی اور آپکی صدق نیت کا یہ ادنی کرشمہ ہے
کہ اوس زمانہ سے قیامت تک آپکے دسترخوان کی شہرت باقی رہے گی۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ ایک مشرک آپکا مہمان ہوا
آپنے جب دیکھا کہ وہ بیگانہ ہے اور اونکے دین و مذہب سے علیحدہ خدا کا نافرمان بلکہ اوسکا دشمن ہے تو آپنے اوسے کہانا نہین دیا
فوراً حکم خداوندی پہنچا کہ اے ابراہیم ہمنے اوسے جان دی ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ تم اوسے روٹی نہین دیسکتے
حضرت سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ سید احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ایکدفعہ مین اپنے نفس سے مجادلہ کر رہا تھا
بڑے تعجب اور حیرت کی بات یہ تھی کہ جو بات مین اوسپر پیش کرتا تھا وہ اوسے بے چون و چرا تسلیم کرتا چلا جاتا تھا نوبت یہانتک
پہونچی کہ جب مینے اوسپر کہانا کہلانے اور ایثار و بخشش کا عمل پیش کیا تو اوسنے جھٹ انکار کر دیا اور اسبارے مین میری
موافقت نہین کی بلکہ طرح طرح کے عذر و حیلے پیش کرنے لگا مین اوسیوقت تاڑ گیا کہ خداوندی رضا اسی مین ہے چنانچہ
مینے اوسروز سے یہی کام اختیار کیا یہی وجہ ہے کہ سید صاحب کی خاندان مین اسی کام پر عمل ہوتا ہے یعنے وہ لوگ ایثار
و بخشش بہت کچہ کرتے اور مہمان نوازی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکہتے دیگر اعمال داد و داد مین چندان کوشش نہین کرتے
مین۔ فرماتے تھے کہ بغداد مین ایک درویش تھا جس کے دسترخوان پر ہر روز ایک ہزار ایک سو
بیس پیالے چنے جاتے تھے اور اس کام کے لیئے تیرہ باورچی خانہ مقرر تھے۔ ایکدن اوس نے اپنے
خدمت گارون کو جمع کرکے پوچہا کہ دیکھو تم کہانا دینے مین کسیکو بہولتے تو نہین اور سب کو برابر
کہانا پہونچاتے ہو خدمت گارون نے عرض کیا کہ حضرت ہم کسی کو نہین بہولتے اور سب کو برابر
پہونچاتے ہین۔ شیخ نے دوبارہ تاکیداً فرمایا کہ شاید تم اس کام مین سستی کرتے ہو۔ خبردار کوئی شخص
باقی نرہنا چاہیئے سب نے متفق الفاظ مین عرض کیا کہ ہم سے کبہی فرو گذاشت نہین ہوتی تعجب ہے
کہ شیخ کو یہ خیال کسطرح پیدا ہوا اور ہماری سستی و کاہلی کو آپنے کیونکر معلوم کیا اسپر شیخ نے فرمایا کہ آج متواتر تین
روز ہوئے کہ تم نے مجھے کہانا نہین دیا جب میری نسبت یہ کیفیت ہے تو تم دوسرون کو کسطرح فراموش نکرتے
ہوگے اور یہ یون ہوا کہ شیخ کے باورچیخانہ بہت تھے بعض باورچیون کو خیال ہوا کہ آپکو دوسرے باورچیخانون سے
کہانا پہونچ گیا ہوگا اور اونکو یہ گمان ہوا کہ شیخ کو انہون نے کہانا پہونچا دیا ہوگا جب تین روز اسطرح گذر گئے تو
شیخ نے باورچیون اور خدمتگارون پر اس طلسم اور معمے کی پردہ کشائی کی۔ بعدہ سلطان المشائخ نے کہانا کہلانیکی
فضیلت مین یہ حدیث بیان کی قال علیہ السلام ایما مسلم اطعم مسلما علی جوع اطعمہ اللہ من ثمار الجنۃ۔ یعنے جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی بہوکے مسلمان کو کہانا کہلائیگا خدا اوسے جنت کے پہلون سے

کہلائیگا۔ ایک حدیث مین یہ بہی آیا ہے کہ خدا تعالی فقیر گہر کو دوست رکہتا ہے۔ جناب سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ
آدمی سے جہانتک ہو سکے مہمانون کی مدارات مین کوشش کرے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص کسی زندہ
کی زیارت کو جائے اور وہ اسے کچہہ نہ کہلائے تو گویا اوسنے مردہ کی زیارت کی حدیث مین یہ بہی آیا ہے کہ تین شخصون
سے قیامت کے روز حساب نہوگا ایک وہ مسلمان بندہ جسنے بکثرت سجدے کیئے ہونگے اور اوسکی پیشانی پر سجدہ کے
نشان پڑگئے ہون گے۔ دوسرے وہ جس نے روزہ دار کا روزہ افطار کرایا ہوگا۔ تیسرے وہ جو اپنے دینی بہائیون
کے ساتہ ایک دسترخوان پر بیٹہکر کہانا کہاتا ہوگا۔ آپ فرماتے تہے کہ کہانا دینا سب مذہبون مین پسندیدہ بات
ہے۔ یہ بہی فرماتے تہے کہ ایکدرم خرچ کرکے کہانا تیار کرنا اور اوسے یارونکے سامنے رکہنا بیس درم خیرات کرنیسے
بہتر ہے۔ فرماتے تہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایکدرم رفیقون اور دوستون مین
خرچ کرے تو فقیرون کو دس درم دینے سے بہتر ہے اسیطرح رفقا مین دس درم صرف کرنا سو درم صدقہ
دینے سے افضل ہے اور جس نے عزیزون مین سو درم خرچ کیئے گویا اوسنے ایک بردہ آزاد کیا۔ فرماتے تہے کہ ایک درویش
سفر مین تہا چند سال کے بعد جب اپنے وطن مین آیا تو اپنے پیر کی زیارت کو حاضر ہوا پیر نے دریافت کیا کہ تمنے کون کون
عجیب و غریب چیزین دیکہین جواب دیا کہ قطب العالم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ وہ فرماتے تہے کہ تمام جہان مین دیڑہ
آدمی کامل ہین جو شخص آسمان و زمین کے مابین ہوا مین مصلے بچہا کر نماز پڑہتا ہے وہ آدہا مرد ہے اور جو
درویش کو اپنے حصہ مین سے ایک روٹی بانٹ کہاتا ہے وہ پورا مرد ہے۔ قاضی محی الدین کاشانی نے سلطان المشائخ
کی خدمت مین عرض کیا کہ مین نے خواجہ ابو عثمان اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف دیکہی ہے جس مین دو سو حدیثین
درج ہین اور حدیثین بہی وہ جو سو شیوخ سے سنی گئی ہین ہر شیخ سے دو دو حدیثین سننے مین آئین۔ ایک صحیحین
کی دوسری غرائب الاخبار کی منجملہ اونکے ایک حدیث یہ ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک بہت بڑا عبادت گذار تہا
کامل ساٹہ سال تک خاص خدا تعالی کی عبادت کی تہی آخر عمر مین ایک عورت پر فریفتہ ہوگیا اور اتفاق سے
وہ عورت اوسکے قبضہ مین آگئی۔ چہہ رات دن علی الاتصال اوسکے ساتہ فسق مین مبتلا رہا اسکے بعد جب اوس کا
نشہ ہرن ہوا تو اپنی کرتوت پر سخت نادم ہوکر مسجد مین گیا اور روزہ کی نیت کرکے تین روز تک متواتر کچہہ نکہایا
چوتہے روز ایک مسلمان خشک روٹی لیکر آیا اسنے وہ روٹی لیکر رکہلی جب افطار کا وقت ہوا تو اپنے دائین بائین
دو درویشون کو بیٹہا دیکہا آدہی روٹی دونون درویشون کو تقسیم کردی اور خود کچہہ نکہایا اسی حال مین اوسکی
حیات کا پیمانہ لبریز ہوکر فوراً چہلک گیا یعنے اجل آگئی۔ ملک الموت نے فوراً اوسکی روح قبض کی اور اوسکی

ساٹھ سالہ عبادت کو ایک پلڑہ مین اور چہ روز کی معصیت کو دوسرے پلڑے مین رکھکر تولا تو شش روزہ معصیت کا پلڑہ جھک گیا اور شصت سالہ عبادت کے پلڑہ پر غالب آیا۔ فرشتونکو خداوندی حکم پہنچا کہ جو روٹی اسنے خیرات کی ہے اوسے عبادت کے پلڑہ مین رکھو روٹی رکھی گئی تو وہ پلڑہ جھک گیا اور عابد نے نجات پائی۔ قاضی محی الدین کاشانی جب یہ حدیث بیان کر چکے تو سلطان المشائخ نے فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے۔ علیکم بحدیث صاحب الرغیف یعنے تمہین اوس روٹی والے کی حکایت پر عمل کرنا لازم ہے۔ اس حدیث کا شان نزول اور اوس حدیث کا مضمون جو تم نے بیان کیا گو مآل کار کے اعتبار سے ایک ہے مگر الفاظ حدیث مختلف وارد ہوئے ہین۔

حضرت ابن عباس کی حدیث کا شان نزول یہ ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک زاہد تہا جسنے سالہا سال عبادت الٰہی مین بسر کیئے تہے آخر کار ایک عورت پر عاشق ہو گیا اور فتنہ مین پڑ کر اپنی سالہا سال کی عبادت کو غارت کر دیا یہ زاہد صاحب کرامات تہا منجملہ اونکے ایک کرامت یہ تہی کہ ہمیشہ ابر کا ٹکڑا اوسکے سر پر سایہ کیئے رہتا تہا جب گناہ اوس سے ظہور مین آیا تو وہ کرامت چہن گئی زاہد خجالت و شرمندگی کیوجہ سے بہاگا ہوا مسجد مین آیا جس مسجد مین زاہد نے پناہ لی تہی یہان ایک صاحب خیر نے دس شخصون کو ختم توریت کے لیئے مقرر کر رکہا تہا اوسکا قاعدہ تہا کہ آدمیونکی تعداد کے موافق ہر روز دس روٹیان بہیجا کرتا تہا اور ہر شخص ایک ایک روٹی لیتا تہا اتفاق سے اوس روز روٹی کے تقسیم کرنیوالے نے ایک روٹی اس زاہد کو دیدی اور اون دس آدمیون مین سے جو ختم توریت پر مامور تہے ایک شخصکو روٹی نہین پہونچی اس سے اوس شخص مین وحشت پیدا ہوئی اور وہ چیخ چیخ کر کہنے لگا کہ میرا حصہ زاہد نے اینٹہ لیا۔ زاہد نے جب یہ سنا تو فوراً روٹی اوسکے سامنے حاضر کی اور اپنے نفس پر اوسے ترجیح دیکر خود بہوکا سو رہا۔ اوٹہکر دیکہتا ہے کہ وہی سابق کی کرامت حاصل ہے۔ ابر کا ایک بڑا ٹکڑا اوسکے سر پر سایہ کیئے ہوئے ہے اور چہرہ سے تر و تازگی کے آثار نمایان ہین معلوم ہوا کہ اوسکی توبہ نے قبولیت کا جامہ پہنا۔ اسی معنی کر حضرت عبد اللہ بن عباس فرمایا کرتے تہے علیکم بحدیث صاحب الرغیف۔ اسپر قاضی محی الدین کاشانی نے عرض کیا کہ عبد اللہ بن عباس جو اس حدیث سے لوگون کو ترغیب دلایا کرتے تہے تو اس سے اونکی کیا مراد تہی اور کس چیز کے کرنیکی رغبت دیتے تہے فرمایا کہانا کہلانیکی ایثار و بخشش کرنے کی۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ مین نے بی بی فاطمہ سام رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا ہے کہ صرف روٹی کے ایک ٹکڑے اور پانی کے ایک آبخورہ پر کہ حاجتمند کو دیا جاتا ہے وہ دینی و دنیاوی نعمتیں عنایت کیجاتی ہین جو لاکہہ روزون اور لاکہہ نمازون کی عوض نہین دی جاتین۔ فرماتے تہے کہ شیخ ابو اسحاق گازرونی جنکا نام شہریار اور کنیت ابو اسحاق تہی جولاہے تہے لڑکپن کے زمانہ مین ایکدن تانا تن رہے تہے کہ شیخ عبد اللہ خفیف کا انپر گذر ہوا

آپنے اونکی پیشانی مین سعادت کے آثار نمایان دیکھکر فرمایا کہ آؤ میرے مرید ہوجاؤ ابواسحاق یہ سنکر حیرت مین آگئے اور
بہت تامل کے بعد کہا کہ مین کیا جانون مرید کسطرح ہوتے ہین۔ شیخ عبد اللہ نے فرمایا تم میرے ہاتھہ پر اپنا ہاتھہ رکھو اور
کہو تمہارا مرید ہوتا ہون ابواسحاق نے ایسا ہی کیا پہر پوچھا مین کیا کرون شیخ نے فرمایا جو چیز تم کہایا کرو اوسمین سے
کچھہ دوسرونکو بہی دیدیا کرو۔ چنانچہ ابواسحاق رح اسپر عمل کیا کرتے تہے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ تین درویش اوس گاؤن
مین گذرے جہان ابواسحاق رہتے تہے یہ اوسیوقت تین روٹیان لیکر وہان آموجود ہوئے اور درویشون کے سامنے
رکہدین درویشون نے بڑی خوشی کے ساتھ وہ روٹیان تناول کین بعدہ باہم ایکدوسرے سے بولے کہ اس شخص کے
اس احسان کی کوئی تلافی کرنی چاہیئے۔ ایک نے کہا مین نے اوسے دنیا بخشی دوسرا بولا کہ دنیا کی وجہ سے یہ شخص فتنہ
مین پڑجائے گا لہذا مین نے اوسے دین بخشا تیسرے درویش نے کہا کہ درویش جوانمرد ہوتے ہین مین نے اوسے دنیا
وعقبیٰ دونون بخشین۔ الغرض ابواسحاق ان تینون روٹیونکی برکت سے شیخ کامل ہوگئے اور اونکے برکات وفیوض
کی یہانتک نوبت پہونچی کہ خطیرہ مقدمین اس قدر نعمتین اور راحتین ہین جنکی کوئی حد اور انتہا نہین ہے۔
سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ طاعت کی دو قسمین ہین۔ ایک طاعت لازمہ دوسری طاعت متعدیہ۔ طاعت لازمہ
وہ ہے جسکی منفعت صرف طاعت کرنے والے کے نفس تک محدود رہے یعنے اوسکا فائدہ فقط مطیع ہی کو پہونچتا ہے
جیسے نماز۔ روزہ۔ حج۔ اوراد۔ وغیرہ۔ اور طاعت متعدیہ وہ ہے کہ تم سے دوسرون کو راحت ومنفعت پہونچے
اس طاعت کے ثواب کی کوئی انتہا اور حد نہین ہوتی۔ طاعت لازمہ مین اخلاص شرط ہے یعنے جبتک اخلاص نہوگا
درجہ قبولیت کو نہ پہونچے گی۔ بخلاف اسکے طاعت متعدیہ جس طریق پر کیجایے گی فاعل مثاب وماجور ہوگا۔
فرماتے ہہے کہ لوگون نے شیخ ابوسعید ابوالخیر سے پوچہا کہ حق کی طرف کس قدر رستے گئے ہین جواب دیا کہ موجودات کے
ہر ذرہ کی گنتی کے موافق خدا کی طرف راہین گئی ہین۔ لیکن ہمارا تجربہ جہانتک رہنمائی کرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ
دلونکو راحت پہونچانے سے زیادہ تر نزدیک کوئی راہ نہین ہے ہم نے جو کچھہ پایا اسی راہ سے پایا اور اسیکی ہم وصیت
کرتے ہین۔ شیخ ابوسعید قدس سرہ نے یہ بہی ارشاد کیا ہے کہ آدمی کو دو کامون مین مشغول ہونا چاہیئے
ایک یہ کہ جو چیز اوسے راہ حق سے دور کرے اور باز رکہے اوسے اپنے سامنے سے ہٹادے۔ دوسرے لوگون کو راحت
وآسائش پہونچائے۔ جو شخص ان دونون صفتون کو بجا لائیگا راحت ابدی کو پہونچیگا ورنہ ہمیشہ پریشان و
سرگردان رہیگا نہ دنیا ہی میسر ہوگی نہ دین ہی ہاتہ آئیگا۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ بداؤن مین ایک دیوانہ
تہا جسے مسعود نخاسی کہتے تہے خواجہ زین الدین ساکن مدرسہ معزی نے اوس سے کہا کہ مسعود! ہمین کچھ فائدہ

تھے ہو نجاؤ اور کسی مفید بات کی نصیحت کرو کہا شراب لاؤ - خواجہ زین الدین نے فوراً غلام کو روانہ کیا اور وہ ایک بوتل
شراب لے آیا شراب دیوانہ کے سامنے رکہی اوسنے کہا ہم دریار سوتھ کے کنارہ بیٹھکر شراب پئینگے چنانچہ دریا کے کنارے
بیٹھے دیوانہ نے خواجہ زین الدین کی طرف اشارا کیا کہ تم اوٹھہ کر ساقی بنو اور اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤ چنانچہ خواجہ
زین الدین اوٹھے اور اپنے ہاتھ سے ساغر مین شراب اونڈیل کر دیوانہ کو دی اوسنے یہان تک شراب چڑھائی کہ
مست ہو گیا عین حالت مستی مین بولا کہ ہم کپڑے اوتار کر پانی مین جاتے ہین - الغرض دیوانہ نہا دہو کر باہر آیا تو
خواجہ زین الدین سے مخاطب ہوکر کہا ہے پانچ خصلتون پر محافظت ومداومت کرنی چاہیئے - ایک یہ کہ اپنے
گہر کا دروازہ ہمیشہ کہلا رکہا اور کسی شخصکو آمد و رفت کرنے سے مزاحمت نکر - دوسرے ہر شخص سے خواہ وہ کسی رتبہ کا
ہو خندہ پیشانی سے مل اور مہربانی اور بشاشت ظاہر کر تیسری جو کچھ میسر ہو تہوڑا یا بہت کسی سے دریغ مت کر
چوتہے اپنا بار کسی شخص پر نڈال - پانچوین لوگون کا بار خود اوٹہا اور کبہی ملول و رنجیدہ نہو - سلطان المشائخ فرماتے
تہے کہ جب مہمان آئے تو اوسکے لیئے کسیطرح کا تکلف کرنا نہ چاہیئے اور جب تم کسیکو ملاؤ تو اوسپر کسی قسم کا بوجہہ
نرکہو - آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ درویشی یہ ہے کہ ہر آنیوالے کے لئے سلام کے بعد طعام ما حضر پیش کیا جائے اور اسکے
بعد حدیث و حکایت میں مشغول ہونا چاہیئے یعنے اول کہانا کہلائے پہر بات چیت کرے - اسموقع پر آپنے فرمایا
ابدؤا بالسلام ثم بالطعام ثم بالکلام یعنے سلام کے بعد کہانے سے ابتدا کرنی چاہیئے اور جب کہانیسے فراغت
پائے تو بات چیت مین مصروف ہو - فرماتے تہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ایکدفعہ ایکدوست کے مہمان ہوئے اوسنے
ضیافت و مہمانی کے سامان فراہم کرنے مین نہایت مستعدی کے ساتہ کوشش کی اور بہت سے کہانون کے نام
ایک کاغذ پر لکہکر اپنی لونڈی کو دیئے اور کہا ان تمام کہانونکو بہت ہی احتیاط اور اہتمام کے ساتہ تیار کیجیو
یہ کہکر خود کسی مصلحت اور مہم کے پورا کرنیکی غرض سے باہر چلا گیا اوسکے چلے جانیکے بعد امام شافعی نے
لونڈی سے کہانیکی فہرست طلب کی اور چند دیگر کہانے جو اونہین مرغوب و پسندیدہ تہے اوس مین بڑہا دیئے
لونڈی نے وہ کہانے بہی تیار کر لیئے جو امام شافعی نے بڑہائے تہے صاحب خانہ حاجت سے فارغ ہوکر مکان تک
آیا اور کہانیکا دسترخوان بچہایا گیا تو لونڈی نے نہایت سلیقہ کے ساتہ کہانے چنے اون کہانون کے علاوہ وہ
جنکی فہرست صاحب خانہ نے لونڈی کو لکہکر دی تہی وہ کہانے بہی دسترخوان پر موجود تہے جو مہمان امام نے
زیادہ کیئے تہے میزبان نے یہ دیکہکر لونڈی سے دریافت کیا کہ یہ کہانے کیون پکائے گئے ہین - لونڈی نے فوراً
فہرست پیش کردی اوسنے جب امام شافعی کی قلم سے چند کہانے لکہے ہوئے اور اوسکے مطابق دسترخوان پر

تیار رہا پائے تو بہت خوش ہوا اور لونڈی کو آزاد کر دیا۔ فرماتے تھے کہ بندہ جو طاعت کرتا ہے مالی یا بدنی یا خلقی ان مین سے
جو نسی جناب الٰہی مین قبول ہو جاتی بندہ اوسکی پناہ مین ہر طرف سے کامیاب ہوتا اور فتح پاتا ہے اسوقت ارشاد فرمایا
کہ قفل سعادت کی بہت سی کنجیان ہین آدمی کو تمام کنجیون کے فراہم کرنے مین کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ فتحیابی کا
قفل اگر ایک کنجی سے نہ کہلا دوسری کنجی سے ضرور کہلے گا۔ اور اگر دوسرے سے نہ کہلا تیسری سے کہلے گا۔

نکتہ کہانے کے آداب مین۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ کہانے سے پیشتر ہاتہہ دہونے چاہیئین کیونکہ
حدیث شریف مین آیا ہے کہ من احب ان یکثر خیر بیتہ فلیتوضا اذا حضر غذاءہ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گہر کی خیر و برکت بڑھانی چاہے اوسے مناسب ہے کہ کہانے کے حضور کے وقت
وضو کر لیا کرے۔ یہان وضو سے وضو خفیف یعنے ہاتہہ دہونا کلی کرنا مراد ہے علاوہ ازین چونکہ آدمی کے ہاتہہ
اکثر اوقات کام کاج مین مشغول رہتے ہین اور اسوجہ سے آلائش و آسودگی سے خالی ہونا مشکل ہے لہذا
کہاتے وقت ہاتہون کا دہونا طہارت و نزاہت کے زیادہ قریب ہے۔ یہی فرماتے تہے کہ کہانا کہانے سے
صرف یہ مقصود ہوا کرتا ہے کہ اوس سے دینی کامون اور عبادات پر مدد ملے اور جب یہ ہے تو آدمی کو مناسب
ہے کہ کہانے سے پہلے جسطرح ممکن ہو طہارت و نزاہت حاصل کر لے۔ فرماتے تہے سنت ہے کہ میزبان اپنے
مہمانون کے ہاتہہ دہولائے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے
مکان پر تشریف لے گئے کہاتے وقت امام مالک اپنے معزز مہمان کے ہاتہہ دُہلانے کے لئے کہڑے ہو گئے۔ امام
شافعی نے منع کیا اور نہایت لجاجت کے ساتہہ فرمایا کہ آپ جیسے بزرگ امام میرے ہاتہہ دُہلانے کہڑے ہون
کیونکہ میرا مرتبہ اس سے کہین نیچا ہے۔ امام مالک نے فرمایا کہ تمہین اسوجہ سے مکدر اور ناخوش نہونا چاہیئے
کس لیئے کہ مہمان کے ہاتہہ دُہلانے سنت ہین۔ اسیکے مناسب آپنے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ہارون رشید نے
ابو معاویہ ضریر کو مدعو کیا اور جب کہانے سے فارغ ہوئے تو خود ہارون الرشید اونکے ہاتہہ دُہلانے کہڑے ہو گئے
چونکہ ابو معاویہ نابینا تہے اسلیئے ہارون الرشید نے کہا تم جانتے ہو کہ تمہارے ہاتہہ کون دُہلا رہا ہے جواب
دیا کہ نہین۔ ہارون رشید بولا کہ امیر المومنین۔ ابو معاویہ نے برجستہ فقرون مین کہا انما اکرمت العلم
واجللتہ فاجلک اللہ واکرمک کما اکرمت العلم۔ یعنے اے امیر المومنین آپنے علم کی بزرگی کی ہے تو جسطرح
آپنے علم کی وقعت و بزرگی کی خدا آپکی بزرگی و وقعت زیادہ کرے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ میزبان
جب مہمان کے ہاتہہ دُہلانے لگے تو پہلے اپنے ہاتہہ دہوئے اور ہاتہہ دُہلانے کا حکم پانی پلانے کے برخلاف ہے

یعنے جب کوئی مانگے تو پہلے اوسے پلائے پہر خود پیے۔ زان بعد فرمایا کہ جو شخص ہاتہہ دُہلائے اوسے کہڑے ہوکر دُہلانے چاہئین
بیٹہکر نہین۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ کے آگے پانی لایا تاکہ ہاتہہ دہلائے جب شیخ ہاتہہ دہونے
لگے تو وہ شخص بیٹہہ گیا اوسکے بیٹہتے ہی شیخ کہڑے ہوگئے لوگون نے جب اسکی وجہ دریافت کی تو فرمایا اوسے کہڑے ہوکر
ہاتہہ دُہلانے واجب تہے لیکن جب وہ بیٹہہ گیا تو مجہے کہڑا ہو جانا چاہئے تہا۔ ایکدفعہ ایک مجلس مین سلطان المشائخ
موجود تہے صاحب مجلس نے کہانا پیش کیا تو سلطان المشائخ نے مسکرا کر فرمایا۔ عرب کا دستور ہے کہ کہانے پینے فارغ
ہونے کے بعد طشت و آفتابہ لاتے مین اور اسے ابو الیاس کہتے ہین یعنے مایۂ نومیدی چونکہ اسکے بعد کوئی کہانا
نہین لایا جاتا اور اسطرف اشارہ ہوتا ہے کہ اب کسی قسم کے کہانے کی امید نرکہنی چاہئے اسلیئے اسے ابو الیاس
کہتے ہین اسیکے متصل آپنے بطریق خوش طبعی فرمایا کہ ہندوستان ابو الیاس پانکو کہنا مناسب ہے کیونکہ پان
دینے کے بعد کہانا نہین لایا جاتا۔ زان بعد فرمایا کہ چونکہ عرب مین پان نہین ہوتا اسلیئے وہ لوگ طشت و آفتابہ کو
ابو الیاس کہتے ہین۔ علی ہذا القیاس نمک کو ابو الفتح اسلیئے کہتے ہین کہ اوس سے کہانیکی ابتدا ہوتی ہے۔ فرماتے
تہے کہ کہانے سے پہلے اور پیچہے نمک کہانا جذام سے امان کا باعث ہے۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ جو لوگ انگلی
کو پانی سے تر کرکے نمک لگاکر کہاتے ہین یہ اسطرح نہین آیا ہے۔ جب سلطان المشائخ نے سلسلہ کلام کو یہانتک
پہونچایا تو امیر حسن شاعر رحمۃ اللہ علیہ نے ان فوائد کے شکریہ مین عرض کیا کہ خدا کا شکر ہے حق نمکی تازہ ہوا
حضور نے مسکرا کر فرمایا کہ خوب کہا۔ قاضی محی الدین کاشانی بہی اسوقت موجود تہے فرمانے لگے کہ ملیح جملہ کہا
سلطان المشائخ نے فرمایا کہ وہ ملوح ہے۔ فرماتے تہے کہ کہانے سے پیشتر دعا کرنی چاہیئے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا قاعدہ تہا کہ جب آپکے سامنے کہانا رکہا جاتا تو فرمایا کرتے۔ اللہم بارک لنا فیما رزقتنا فاعذنا
عذاب النار بسم اللہ جب کہانا کہانے لگے تو پہلے لقمہ پر بسم اللہ کہے اور دوسرے لقمہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم
اور تیسرے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم کہے اور باآواز بلند کہے تاکہ اور
لوگ بہی اسکی متابعت کرین اور اونہین یاد ہو جائے۔ اگر کوئی شخص ہر لقمہ پر بسم اللہ کہے بہتر ہے یہ نہو سکے
تو اول بسم اللہ اور آخر الحمد للہ کہے مگر افضل و بہتر یہی ہے کہ پہلے لقمہ پر بسم اللہ اور دوسرے پر بسم اللہ الرحمن
الرحیم کہے۔ کاتب حروف نے جناب سلطان المشائخ کے خط مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے
ہین کہ جب کہانا سامنے رکہا جائے تو کہانے والا کہے بسم اللہ عنی وعن کل ام کل معی کاتب حروف نے مولانا فخر الدین
زرادی حضرت سلطان المشائخ کے خلیفہ کو دیکہا کہ ہر لقمہ اوٹہاتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتے تہے سلطان المشائخ

فرماتے تہے کہ ایک بزرگ نہایت محتاط اور پرہیزگار تہے جب کہانے کا لقمہ اُٹہاتے تو ہر لقمہ کے ساتہ فرماتے اخذ باللہ
فرماتے تہے کہ حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ جب تم گوشت کہاؤ تو ثرید کے ساتہ ابتدا کرو (شوربے مین بہیگے ہوئے ٹکڑون کو
ثرید کہتے مین) فرماتے تہے کہ کسیکے لقمہ کی طرف دیکہنا نہ چاہیئے اور بہت بڑا نوالہ اوٹہانا مناسب نہین ہے جب کہانے بیٹہے
تو لقمہ دوبارہ پیالہ مین نہ ڈبوئے ہاتہہ اور موںنہ روٹی اور دسترخوان سے صاف نکرے روٹی پر ہڈی کا گودا جہاڑنے
کے لیئے زور سے نہ مارے کوئی چیز زبان پر نرکہے۔ فرماتے تہے کہ جبتک بن سکے دسترخوان پر پانی نہ پیئے اگر ضرورت ہو
تو دامین ہاتہہ کی چہنگلی اور اوسکے پاس والی اُنگلی سے جو چکنی نہین ہوئی ہین آبخورہ پکڑے اور اوسی ہاتہہ سے
پانی پیئے پہر آپنے اسکے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایکدن شیخ بدرالدین غزنوی کے ہان لوگونکی دعوت
تہی کہانا سامنے رکہا گیا کہانے سے فارغ ہونیکے بعد ایک درویش نے ہاتہہ دہونے سے پیشتر دسترخوان پر بیٹہے
بیٹہے پانی کا آبخورہ لیکر پی لیا شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ نے چاہا کہ اس سوء ادبی کی وجہسے درویش سے
مواخذہ کرین مگر قاضی منہاج الدین جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے سفارش کی اور شیخ مواخذہ سے درگذرے لیکن بعد
شیخ نے فرمایا کہ ہاتہہ دہونے سے پیشتر پانی پینا ترک ادب ہے کیونکہ اگر آلودہ ہاتہہ موںنہہ سے آبخورہ مین پانی پیئےگا
تو آبخورہ ضرور آلودہ ہوگا اور پہر جب دوسرا شخص اوس آلودہ آبخورہ سے پانی پیئےگا تو اوسے گہن آئےگی۔
مین نے سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ آدمی کو پانی مین موںنہ کہولنا نہ چاہیئے کیونکہ اوسمین
لعاب دہن ملجانے کا اندیشہ ہے ہان اگر لعاب دہن نہ ملے تو مضائقہ نہین۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ حضرت سلطان المشائخ
خاموش بیٹہے ہوئے کسی فکر مین مشاغل تہے حاضرین مجلس مین سے ایک شخص نے چند عربی لفظ پڑہکر کہا کہ یہ
حدیث ہے کہ جو شخص سیدہا ہاتہہ بڑہاکر پانی پیئے وہ بخشا جاتا ہے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ حدیث کی جو
مشہور و معتبر کتابین ہین اون مین تو یہ حدیث ہے نہین شاید کسی اور کتاب مین ہو۔ بعدہ ارشاد کیا کہ آدمی
کو چاہیئے کہ جب کوئی حدیث سنے تو یون نہ کہے کہ یہ حدیث نہین ہے ہان یہ کہنا جائز ہے کہ جو کتابین فن حدیث
مین مُدوّن ہوئی ہین اور شہرت و اعتبار پاچکی ہین اون مین یہ حدیث نہین آئی ہے۔ فرماتے تہے کہ کہانا کہاتے
وقت خاموش رہنا نہ چاہیئے کیونکہ یہ آتش پرستون کی عادت ہے۔ فرماتے تہے کہ کہانے کی تعریف اور مذمت
نکرے پیالے یا رکابی کو صاف کرتے وقت ہاتہہ مین لے اور دسترخوان پر رکہکر صاف کرے۔ ایکدفعہ سلطان المشائخ
کی مجلس مین کہانا لایا گیا لوگ کہانے پر بیٹہہ گئے جب کہانا ہوچکا تو امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ برتنون کو پوچہہ پوچہکر
چاٹنے لگے سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ترک کیا کر رہے ہو عرض کیا کہ حضورؐ ایک بزرگ تہے جنہین لوگون نے

خواجہ کاسہ لیس کے ساتھ شہرت ہی تہی اور وہ اس نام سے پکارے جاتے تہے وہ خود بہی کہا کرتے تہے کہ مین کاسہ لیس خواجہ ہون۔ ازان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ کہانیکو موںھہ سے نہ پہونکے کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ النضج فی الطعام یذہب البرکۃ یعنے کہانے مین پہونکنا برکت کو دور کرتا ہے۔ پہر کہانا کہاتے وقت چہوٹے لوگون مین سے کسیکو کوئی لقمہ ندے مگر ہان شیخ کو اگر کسیکو ولایت دینا منظور ہو تو اوسے جائز ہے کہ کسیکو لقمہ دیدے اور جب بہت سے لوگ کہانا کہانے مبیٹہین تو تا وقتیکہ اور سب کہانے سے ہاتہہ نہ اوٹہائین خود کہانے سے ہاتہہ نہ اوٹہائے اور جبتک دسترخوان نہ بڑہایا جائے آپ کہانے پر سے نہ اُٹہے دسترخوان پر کسیکے آگے روٹی کے ٹکڑا نرکہے اور چہری سے کوئی چیز کسیکے آگے نہ سرکائے کہانا کہاتے کے اثنا مین نہ تو آنے والے کو سلام کرے نہ سلام کا جواب ہی دے۔ اسپر آپنے ذیل کی حکایت بیان فرمائی کہ شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کے بزرگوار پیر شیخ ابوالقاسم نصیرآبادی علیہ الرحمۃ یارون کے ساتہ بیٹہے کہانا کہارہے تہے امام الحرمین کے والد بزرگوار اور امام غزالی کے اُستاد ابو محمد جوینی تشریف لے آئے اور باواز بلند سلام کیا ابوالقاسم نے اور اونکے ساتہ یاران مجلس نے انکی طرف ذرا التفات نہین کیا اور سلام کے جواب کی طرف مشغول نہین ہوئے کہانے سے فارغ ہوئے تو ابو محمد جوینی نے فرمایا کہ مین نے آتے وقت سلام کیا لیکن آپ لوگون مین سے کسینے جواب نہین دیا۔ اسپر ابوالقاسم نے فرمایا کہ ہمارا طریقہ یہ ہے کہ جو شخص ہماری جماعت مین آئے اور وہ کہانے مین مصروف ہو تو آنے والا سلام نکرے بلکہ خاموشی کے ساتہ مبیٹہ جائے یا خود کہانے مین شریک ہو جائے جب لوگ کہانے سے فارغ ہون تو اوسوقت اسے سلام کرنا چاہیئے۔ امام ابو محمد جوینی نے کہا کہ یہ تم کہان سے کہتے ہو عقل سے یا نقل سے ابوالقاسم نے جواب مین فرمایا کہ عقل سے۔ وجہ یہ کہ کہانا جو کہایا جاتا ہے تو صرف اسواسطے کہایا جاتا ہے کہ خدا کی طاعت و عبادت پر قوت حاصل ہو اور جب یہ ہے تو جو شخص اس نیت سے کہانا کہاتا ہے گویا وہ عین طاعت الٰہی مین مصروف ہوتا ہے اور جو شخص طاعت الٰہی مین مصروف ہوتا ہے مثلاً نماز مین تو اوسے سلام کے بعد جواب مین علیک کہنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ دسترخوان پر بیٹہنے والون کو سلام کرنا گویا اوہنین پریشانی مین ڈالنا ہے کیونکہ جب کوئی بزرگ اس مجلس مین وارد ہوگا اور سلام کہے گا تو لوگ اوسکے جواب کی طرف متوجہ ہونگے اور تعظیم کو اوٹہین گے اور یہ بات ممنوع ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان فی الصلوۃ لشغلا یعنے نماز کی حالت مین مشغولی ہوتی ہے اور یہ حدیث اسبات پر دلیل ہے کہ مشغولی کی حالت مین سلام نکرنا چاہیئے۔ فرماتے تہے۔ حدیث مین آیا ہے کہ جب کہانا کہاؤ تو متقی کا کہانا کہاؤ اور اگر کسیکو کہانا دو تو متقی کو دینا چاہیئے۔ اسی اثنا مین آپنے یہ بہی فرمایا کہ متقی کو کہانا کہلانا بہت مشکل ہے کیونکہ

جب چند مہمان دستر خوان پر موجود ہون تو صاحب خانہ کسیطرح تمیز کرسکتا ہے کہ متقی کون ہے بعدہ فرمایا کہ مشارق مین ایک
حدیث باین مضمون آئی ہے کہ ہر شخصکو بلا تخصیص کہانا دو اور بلا استثنا ہر مسلمان کو سلام کرو۔ فرماتے تہے کہ
سیری کی حالت مین کہانا کہانا بجز دو شخصون کے تیسرے کو درست نہین ہے۔ ایک وہ شخص ہے کہ نا وقت اوسکے
مکان پر مہمان اوترآئین تو اگرچہ یہ شخص سیر ہوکر کہا چکا ہے لیکن انہی مہمانونکی خاطر سے اونکے ساتہ کہانا جائز ہے
دوسرے وہ صالح شخص جو روزے رکہتا اور سحری کا کہانا نہ پاتا ہو۔ اگر بے وقت کچہ اوسکے پاس پہونچ جائے
اور کہالے تو درست ہے۔ فرماتے تہے اگر درویش کہانے مین لذت پائے تو جس لقمہ مین لذت پائے اوسے حلق
سے نیچے نہ اوترنے دے بلکہ نکالکر پہینکدے کیونکہ وہ لقمہ یاد حق مین ہوتا تو لذت و مزا نہ دیتا تہا شیخ سعدی نے
کیا خوب کہا ہے **بیت** اگر لذت ترک لذت بدانی ٭ دگر لذت نفس لذت نخوانی ٭ کاتب حروف نے حضرت سلطان المشائخ
کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ من اکل وتمم دخل الجنۃ المحتامۃ الساقط علی الخوان یعنے جو شخص وہ کہانا چنکر
کہائیگا جو دستر خوان پر جہڑتا ہے تو ایسا شخص ضرور جنت مین داخل ہوگا۔ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے عرض کیا کہ کیا آپکے لئے آسمان سے کہانا اوترا ہے۔ فرمایا ہان۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ اسلام مین مقلد اوس
شخصکو کہتے ہین جو دین کے کامون مین غیر کا تابع ہو۔

نکتہ دستر خوان بچہانے کے آداب کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ جب
دستر خوان بچہایا جائے تو اول آستین چڑہائے اور سیدہے ہاتہ کی آستین سے ابتدا کرے کیونکہ حدیث شریف
مین آیا ہے الیمین للطہورۃ والطعام یعنے وضو اور کہانے مین داہنے ہاتہ سے کام لے دستر خوان پر ملکر کہانا سنت
ہے اور تنہا مکروہ کیلئے کہ حدیث مین وارد ہے۔ اجتمعوا علی طعامکم یبارک لکم فیہ۔ یعنے جمع ہوکر کہانا کہاؤ
اوس مین برکت فرمادی ہوگی الغرض جب دستر خوان بچہایا جائے اور کہانا چُن دیا جائے تو خادم آئے اور
ہاتہ باندہکر کہے۔ الصلوات۔ یہ لفظ فقراء ومشائخ نے صحابہ سے استنباط کیا ہے کہ جب وہ یارون اور عزیزونکو
کسیکام کے لئے جمع کرنا چاہتے تہے تو الصلوٰۃ جامعۃ کہکر آواز دیتے تہے اس آواز پر سب لوگ جمع ہوجاتے
تہے پہر جب دستر خوان پر بیٹہین تو تا وقتیکہ کہانے سے فارغ نہون۔ خادم کہڑا رہے اور کہانیوالونکی خدمت
مین مصروف رہے جیساکہ حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی وفد یا
رفقا کی جماعت آتی تہی تو آپ خود کہڑے ہوکر اونکی خدمت مین مصروف ہوا کرتے تہے۔ صحابہ عرض کرتے کہ
اے رسول خدا آپ تشریف رکہین ہم اونکی خدمت کے لیئے کافی ہین فرماتے کہ نہین یہ میرے معزز مہمان ہین

مین دوست رکہتا ہون کہ خود انکی خدمت کرون - جب لوگ کہانے سے فراغت پاکر دعا کرین تو چراغدان پر سے چراغ اُٹھا کر علیحدہ رکہے اور سقا آبخورہ لیکر حاضر ہو خادم برتن اور نمکدان اور ہڈیان اور بچی ہوئی روٹیان اُٹھا کر ایک طرف رکہے جو لوگ متاہل ہون اونہین صبح کے وقت کہانا دے اور شام کو دسترخوان پر بٹہا کر کہانا کہلائے اور مجردون کو دونون وقت دسترخوان پر جگہ دے اور یہ صفت اہل بہشت کی ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے ولہم رزقہم فیہا بکرۃ وعشیا - کہانے سے فارغ ہونیکے بعد خلال دانی مین سے خلال لے تو لبشرک اللہ بالجنۃ کہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے جو لوگ وضو اور کہانے مین خلال کرتے ہین وہ بڑے مرتبہ کے لوگ ہین - ازان بعد خادم ہاتہہ مین جہاڑو لیکر سب طرف سے جہاڑ دے لیکن سیدہے ہاتہہ سے نہین بلکہ بائین ہاتہہ سے پہر سیدہے ہاتہہ کی آستین چڑہائے اور کہڑے ہو کر ہاتہہ دہلائے - خادم ہاتہون پر پانی ڈالتا جائے اور کہتا جائے طہرک اللہ من الذنوب ونزہک من العیوب یعنے خدا تمہین گناہون سے پاک اور عیبون سے مبرا کرے پہر جو میسر ہو اور سامان فراہم ہون تو قوالون سے سماع سنے - حدیث مین آیا ہے کہ ایکدن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس مقدس مین دودہ یا شربت لایا گیا آپنے اوس مین سے کچہ پیا - چونکہ آپکے دائین جانب ایک لڑکا اور بائین جانب بوڑہے بزرگ لوگ بیٹہے ہوئے تہے اسلیئے آپنے لڑکے سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا تو مجہے اجازت نہین دیتا ہے کہ مین تیرا حصہ ان بوڑہے لوگونکو دیدون اوسنے عرض کیا کہ حضرت! مین آپکے تبرک کے بارہ مین اپنے نفس پر کسیکو اختیار نہین کرونگا - غرضکہ جناب پیغمبر خدا نے دائین جانب کی رعایت کرکے اول اوسیکو عنایت فرمایا - آنحضرت نے یہ بہی ارشاد کیا کہ جو شخص کسی پیاسے کو پانی پلائیگا خدا اوسے جنت کی شراب پلائیگا - جب چراغ کو جلتا دیکہے تو نور اللہُ قلبکَ کہے - سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ کہانا کہانیکے بعد تکبیر یعنے اللہ اکبر کہنا بہی آیا ہے یہ تکبیر حمد کے معنی مین ہے اور نعمت کے شکرانہ کو حمد کہتے ہین بعدہ فرمایا کہ ایکدفعہ جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ مجہے امید ہے کہ کل قیامت کے روز تم چوتہائی اہل جنت ہوگے یعنے تین حصہ اور تمام لوگ ہونگے اور ایک حصہ تم صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اس نعمت کے شکرانہ مین چنچکر تکبیر کہی پہر آپنے فرمایا مجہے امید ہے کہ تم ایک ثلث اور تمام اُمتین دو ثلث ہونگی یعنے اگر تمام جنتیون کی تعداد حساب مین لائی جائیگی تو حضرت آدم سے لیکر میرے زمانہ سے پیشتر تک کی جس قدر اُمتین ہونگی سب دو ثلث اور تم ایک ثلث نکلوگے - صحابہ نے یہ سنکر بڑی خوشی کے ساتہ اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا - ازان بعد حضور نے ارشاد فرمایا کہ مجہے امید ہے کہ تمام بہشتیون مین نصف تم اور نصف دوسری تمام امتین ہونگی - صحابہ نے پہر خوشی کے مارے زور سے تکبیر کہی یہانتک

ساری مسجد گونج اُٹھی۔ یہ حدیث بیان کرکے سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ایسے موقع پر تکبیر کہنی حمد اور شکر کے قائم مقام ہے اور یہ بالکل درست ہے لیکن بعض لوگ جو ہر مرتبہ اور ہر مصلحت کے متعلق کہتے ہین اور تکبیر کو تکیہ کلام بناتے ہین یہ کہین نہین آیا۔ کاتب حروف نے جامع الاصول فی احادیث الرسول مین لکھا دیکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا ارتفعت اصوات التکبیرات بعد ارتفاع السفرة حلت ما عقدت الافلاک یعنے جب دسترخوان اُٹھائے جانے کے بعد تکبیرات کی آوازین بلند ہوتی ہین تو افلاک سے گذر کر عرش تک پہونچ جاتی ہین۔ سلطان المشائخ یہ بھی فرماتے تھے کہ گھر کو مکڑیون کے جالون سے پاک کرنا چاہیئے کیونکہ وہ دیوون کا مسکن ہے۔ پاؤن دبانے کی شرط یہ ہے کہ زانو سے اوپر ہاتھ نہ لیجائے اور اُنگلیون سے غمز نکرے بلکہ ہتیلی سے ملے۔ جن مریدون کے دماغ غرور وتکبر سے پُر ہون اونہین پائخانہ کی خدمت سپرد کرنی چاہیئے۔

نکتہ تھوڑا کہانے کے فوائد کے ذکر مین۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایک بزرگ کا قول ہے کہ میرا ایک لقمہ کم کہا کر تمام رات سوتے رہنا سیر ہوکر کہانے اور رات بھر شب بیداری اور تہجد گذاری سے بہت بہتر ہے۔ فرماتے تھے کہ شیطان کہتا ہے جو خوب سیر ہوکر نماز کو کہڑا ہوتا ہے مین اوس سے معانقہ کرتا ہون چنانچہ جب وہ نماز پڑھکر باہر آتا ہے تو اچھی طرح محسوس کرتا ہے کہ میرا غلبہ اوسپر کسدرجہ تک ہے اور جو بہوکا رات بھر پاؤن پہیلائے سوتا ہے مین اوس سے بہاگتا ہون اور جب یہ نماز مین مصروف ہوتا ہے تو اچھی طرح معلوم کرسکتا ہے کہ میری نفرت اوس سے کہانتک ہے۔ فرماتے تھے کہ درویشی مین تمام وکمال راحت وآسائش ہے اور تمام آسمانی وزمینی آفات سے بخوفی وبے المنی پہنچتی ومصیبت مین درویشی کی انتہا فاقہ کشی ہے اور جس شب درویش کو فاقہ ہوتا ہے وہ رات اوس کے حق مین معراج کی رات ہوتی ہے۔ فرماتے تھے کہ درویش کو پے درپے تین دن کا فاقہ کرنا چاہیئے۔ فرماتے تھے کہ درویش کو سیر ہوکر نہ کہانا چاہیئے اور بہت دیر سونا مناسب نہین ہے بہتر ہے کہ ہمیشہ روزہ افطار کرتا اور سحری کہاتا رہے مگر روزی اوسی قدر رکہے کہ نفس جو راہ حق کا مرکب ہے بالکل عاجز وزبون ہوجائے۔ فرماتے تھے کہ آدمی کا کمال چار چیزون مین ہے تہوڑا کہانے مین۔ کم بات کرنے مین لوگون کی صحبت مین بہت کم نشست وبرخاست کرنے مین تہوڑا سونے مین۔ فرماتے تھے حضرت ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہتین کہ ملکوت کا دروازہ وہی لوگ کہلواتے ہین جو بہوکے پیاسے رہتے ہین۔ فرماتے تھے مولانا علاؤالدین اصولی ایک بہت ہی بزرگ آدمی تہے انکی یہ کیفیت ہتی کہ تین تین روز بہوکے رہتے یہان تک کہ سبق پڑھاتے وقت موںھ مین جہاگ بھر آتے۔ آپ سحری کے وقت صرف اسقدر کہانا تناول فرماتے جسپر کہانے کا اطلاق ہوسکتا تہا۔ فرماتے تھے جبتک آدمی ننگی

اور سختی اختیار نکرے گا آسائش بنائے گا اور تاوقتیکہ اچھا کہانے اچھا پہننے میٹھی نیند سونے سے پرہیز نکرے گا کوئی
بات حاصل نکرسکیگا کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے **بیت** خوردن برای زیستن و ذکر کردن است * تو معتقد کہ زیستن
از بہر خوردن است * کاتب حروف نے جناب سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ مین نے صائم الدہر
رہنے کو اسلیئے پسند کیا ہے کہ مختلف قسم کے متعدد لوگون سے دریافت کیا تو اونہون نے متفقہ الفاظ مین یہی جواب دیا
کہ بہوکا رہنا اور تہوڑا کہانا سب چیزون سے بہتر ہے چنانچہ جب مین نے اطبا سے سوال کیا کہ تمام دواؤن مین
مفید و نافع تر کونسی دوا ہے تو اونہون نے جواب دیا بہوک اور قلت طعام عباد سے پوچہا کہ عبادت خداوندی مین
کون چیز زیادہ نفع پہونچانے والی ہے تو کہا بہوک اور تہوڑا کہانا۔ زہاد سے دریافت کیا کہ تمام چیزون مین کون چیز
زیادہ قوی ہے۔ جواب دیا کہ بہوک اور کم کہانا۔ جب علماء سے پوچہا کہ حفظ علم مین کون چیز افضل ہے کہا بہوک
اور قلت طعام۔ بادشاہون اور حکام سے پوچہا تو اونہون نے بہی یہی جواب دیا۔ ابو طالب مکی کا قول ہے کہ
مومن کی مثال نفیری جیسی ہے کہ جبتک اوسکا جوف اور باطن صاف اور مجلا نہین ہوتا عمدہ اور اچہی آواز
پیدا نہین ہوتی۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو تم اون پیٹون سے بہلائی طلب کرو جو پہلے
ہوتے پہر بہوکے رہتے ہین کیونکہ اون پیٹون مین ہنوز کرم باقی ہے۔ اون پیٹون سے کوئی خیر و بہلائی نہ طلب کرو
جو اول بہوکے رہتے ہین پہر سیر ہوتے ہین۔ کیسلیئے کہ ابہی تک اون مین ملامت باقی ہے۔ بہوک اصول کا منظر
اور خدا تک پہونچنے کی سواری ہے۔ حدیث مین آیا ہے کہ جب خدا کسی بندے کو دوست رکہتا ہے تو اوسے اکثر
بہوکا رکہتا ہے۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہوکے کا ہنسنا پیٹ بہرے کے رونے سے بہتر
ہے۔ بعض سلف کا قول ہے کہ ہم نے اپنے گہر مین کبہی ایکدن رات کا کہانا جمع نہین رکہا اور جبسے اسلام مین
داخل ہوئے ہین کبہی سیر ہوکر کہانا نہین کہایا کیونکہ سیری کفر کے ساتہ کنایہ کی جاتی ہے۔ حماد بن ابی حنیفہ
کا قول ہے کہ مین داؤد طائی کے پاس گیا دیکہتا ہون کہ دروازہ بند ہے اور وہ یہ کہہ رہے ہین کہ تونے بقولات
کی فرمائش کی مین نے تجہے بقولات کہلائے پہر تونے کہجور کی خواہش کی لیکن یہ خواہش تیری پوری نہین ہوئی
اور مین نے تجہے منع کیا کہ کہجور ہرگز نہ کہا۔ جب مین مکان کے اندر داخل ہوا تو معلوم ہوا وہان اونکے علاوہ
کوئی دوسرا شخص نہتا۔ مین نے سمجہ لیا کہ وہ اپنے نفس سے خطاب کر رہے تہے۔ مالک ابن دینار کا بیان ہے
کہ لوگون کا قول ہے کہ جو شخص چالیس روز گوشت کہانا چہوڑ دیتا ہے اوسکی عقل مین نقصان واقع ہوتا ہے
مین نے کامل بیس برس سے گوشت نہین کہایا لیکن خدا کے فضل سے میری عقل ویسی ہی کامل رہی۔ بلکہ

دن بدن زیادہ ہوتی گئی- حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز بشیتر اوقات یہ شعر پڑھا کرتے تہے **شعر** ان ارذل الناس من ❊ اشغل بالاکل واللباس ❊ یعنے جو شخص صرف کہانے پہننے مین مصروف رہتا ہے اور اوسکی ہمت رات دن اسی فکر مین غرق رہتی ہے وہ تمام لوگون سے زیادہ ذلیل و رذیل ہے-

خواجہ حکیم سنائی نے بہت ہی خوب فرمایا ہے **ابیات**

		ہر کش امروز قبلہ مطبخ شد	وانکہ فرداش جا بدوزخ شد
آدمی را درین کہن برزخ	ہم ز مطبخ در است در دوزخ	بہر کم خوردن است بی آبی	دہن ہند نطق اعرابی
چون خوری بیش پیل باشی تو	کم خوری جبرئیل باشی تو	خور اندک فزون کند حکمت	خور بسیار کم کند علمت
لقمہ گر کم کنی زخوردن بیش	ہیضہ آرد کلید گلخن بیش	ہاضمہ چون بدو نیر دارد	ار زیج گلخنے دگر سازد

خلاصہ ابیات یہ ہے کہ جسکا قبلہ آج مطبخ ہوا کل اوسکی جگہ دوزخ مین ہوگی اس سرائے برزخ مین بہی آدمی کے لیے مطبخ سے دوزخ کا ایکدروازہ ہے- کم کہانے اور پانی نہ پینے سے ہندی زبان اور اعرابی نطق حاصل ہوتا ہے- اگر تو زیادہ کہائے گا تو ہاتہی ہو جائے گا- کم کہانے کی عادت ڈالیگا تو جبرئیل ہو جائے گا- تہوڑا کہا کہ حکمت زیادہ ہو بہت کہائیگا تو علم کم ہوگا- اگر عادت سے لقمہ زیادہ کہائے گا تو تخمہ و ہیضہ پیدا ہوگا اور جب قوت ہاضمہ اوسکی طرف متوجہ نہوگی تو مہلک مرض اوٹہہ کہڑا ہوگا-

نکتہ اہل تصوف کے لباس کے بیان مین- کاتب حروف نے جناب سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ سفید کپڑا تمام کپڑون سے بہتر و اولیٰ ہے کیونکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خیر ثیابکم البیض یعنے جو کپڑے تم پہنتے ہو اون مین بہتر سفید کپڑے ہین- آپنے یہ بہی فرمایا کہ البسوا الثیاب الابیض فانہا اطہر واطیب وکفنوا فیہا موتاکم یعنے سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ وہ بہت پاک اور طیب ہین اور اپنے مُردون کو ان ہی مین کفنایا کرو- مشائخ رحمہم اللہ نے جو مریدون کے لئے نیلا لباس پسند کیا ہے اسکی کئی وجہین ہین ایک یہ کہ جلد میلا نہ ہو گرانی نرخ کی وجہ سے اوسکا وقت مشوش و پریشان نہو- دوسرے یہ کہ نیلا لباس مصیبت زدون کے ساتہ مخصوص ہوا- سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ایک درویش جو انتہا درجہ کی مشغولی رکہتا تہا- شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر ہوا اور جب جب آیا نہایت میلے کچیلے اور بوسیدہ کپڑے پہنے ہوئے آیا جب چند روز تک اوسکی یہی کیفیت دیکہی گئی تو جناب شیخ شیوخ العالمؒ نے فرمایا کہ تم ان کپڑونکو دہوکر صاف کیون نہین کرتے چونکہ درویش مشغول بحق تہا لہذا بالفعل اسبابت کا کوئی جواب نہین دیا لیکن جب شیخ نے باصرار دریافت کیا کہ تم اپنے کپڑون کو کیون نہین دہوتے تو اوسنے عاجزانہ لہجہ مین عرض کیا کہ

مخدوما مجھے اس قدر فرصت کہان میسر ہوتی ہے کہ دریا پر جاؤن اور کپڑے دہوؤن یہانتک پہونچکر سلطان المشائخ
نے فرمایا کہ جسوقت مجھے اوس درویش کا وہ لجاجت آمیز جواب اور مسکنت وعجز سے بہرا ہوا فقرہ یاد آتا ہے تو ایک
عجیب طرح کی مسکنت وعجز اور نرم دلی مجھہ مین پیدا ہوجاتی ہے۔ مشائخ نے جو مریدون کے لیئے نیلے کپڑے پسند کیئے
ہین اوسکی تیسری وجہ یہ ہے کہ رنگین کپڑے پہننے مشائخ کی عادت ہے اور اس سے وہ اس امر کی فال لیتے ہین
کہ جسطرح ہم نے ظاہری لباس رنگین اختیار کیا ہے ہمارا باطن انوار مشاہدات سے رنگین ہو۔ اور یہ بات
اپنے موقع پر دلائل سے ثابت ہوچکی ہے کہ نفس کئی رنگون کے ساتہ رنگین ہے اور سب رنگون سے نیلے رنگ
کو غلبہ ہے لیکن نفس مطمئنہ کا رنگ نیلا نہین ہے بلکہ اوسکا رنگ سیاہ ہے۔ وجہ یہ کہ اوسمین نور ذکر کی گہری
آمیزش ہے اور تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سیاہی وسفیدی کے ملنے سے نیلا رنگ پیدا ہوجاتا ہے۔ نفس کے انوار
کبھی تو نیلے ہوتے ہین اور گاہے سبز اور قلب کے انوار کبھی سفید ہوتے ہین کبھی زرد کبھی نیلے کبھی سرخ تو صوفیہ
نے ان تمام رنگون مین نیلے رنگ کو اسلیئے اختیار کیا ہے کہ جس قدر اس مین اظہار عجز ہے اوسقدر اور کسی
رنگ مین نہین۔ اسیوجہ سے بعض عرفا نے کہا ہے کہ اگر ابن منصور کو کما حقہ معرفت حاصل ہوتی تو وہ بجائے
انا الحق کے انا التراب کہتے۔ پہر مشائخ نے سیاہ لباس کو چہوڑ کر نیلا لباس جو اختیار کیا ہے حالانکہ مذکورہ
بالا اوصاف سیاہ لباس مین بدرجہ اولیٰ واکمل پائے جاتے ہین تو اسکی وجہ یہ ہے کہ اول تو اس لباس مین عباسیہ
کا احترام لازم آتا ہے دوسرے کفار عتابیہ کی تشبیہ سے اجتناب واحتراز حاصل ہوتا ہے۔ حدیث مین آیا ہے کہ
جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف مین ایک شخص کسم کے رنگے ہوئے سرخ کپڑے پہنے آیا آپ نے
فرمایا اگر تیرے یہ کپڑے گہر کے تنور مین ہوتے یا ہنڈیا کے تلے جلجاتے تو بہت اچہا ہوتا۔ یہ شخص فوراً گہر آیا
اور کپڑون کو اوتار کر تنور مین جہونک دیا زان بعد پہر مجلس اقدس مین حاضر ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تونے وہ کپڑے کیا کیئے عرض کیا کہ حضور کے فرمانے کے مطابق تنور مین جلادیئے۔ فرمایا میری غرض یہ نہ تہی
بلکہ مطلب یہ تہا کہ اوسے فروخت کرکے آٹا خرید کر روٹی پکاتا یا لکڑیان خرید کر اون سے کہانا تیار کرتا یا اپنی
گہر کی عورتون کو دیدیتا۔ لیکن مریدون کے واسطے جو یہ لباس تجویز کیا گیا ہے اوسیوقت تک تجویز کیا گیا
ہے کہ وہ اپنے نفس سے مامون ونڈر نہ ہون کیونکہ جب سالک کو نفس سے امن واطمینان حاصل ہوجائے تو اوسے
اختیار ہے جیسا چاہے لباس پہنے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بہی سرخ لباس پہنا ہے چنانچہ حضرت
براء بن عازب سے روایت ہے کہ مین نے فتح مکہ کے دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سرخ حلہ مین دیکہا

اور وہ لباس آپ پر ایسا پھب رہا تھا کہ مین نے کبھی ان کپڑون مین ایسا حسین ایسا خوبصورت آدمی نہین دیکھا
انسان آپکے جسم کو سرخ حلہ چھپائے ہوئے تھا اور سیاہ عمامہ سر مبارک پر دہرا ہوا تھا جسکا شملہ مونڈھے پر
ایک عجب دلربایانہ شان سے لٹک رہا تھا۔ صوف کا جبہ پہننا سنت ہے۔ وحیہ کلبی نے جناب نبی عربی صلی اللہ
علیہ وسلم کو دو جبے ہدیۃً بھیجے آپنے نہایت خوشی سے اونہین زیب بدن کیا اور جبتک پھٹے نہین پہنے ہی رہے
ایک روایت مین آیا ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال صوف کے جبہ مین ہوا جس مین گیارہ پیوند
لگے ہوئے تھے۔ علی ہذا القیاس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات صوف کے کپڑے مین ہوئی جسمین
بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا انتقال بھی صوف کے کپڑون مین ہوا۔ اور اس مین تیرہ پیوند موجود
تھے۔ عمامہ کا شملہ کبھی آگے اور کبھی پیچھے لٹکانا دونون جائز ہین۔ عبدالرحمن کہتے ہین کہ مینے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو دونون طرح دیکھا ہے۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ٹوپی پر عمامہ باندھا ہے۔
خزینہ سلطان خوارزم شاہی مین یون بھی لکھا ہے اور اسیطرح ہم تک پہونچا ہے۔ پائجامہ شرم گاہ کا چھپانیوالا
ہے۔ طریقت مین یہ بات نہایت ہی نازیبا اور قبیح ہے کہ غیر شخص کی نظر شرمگاہ پر پڑے۔ طریقت کبھی
اسکی اجازت نہین دیتی جب پائجامہ پہنے تو پہلے سیدھا پاؤن ڈالے اور جب اوتارے تو اول بائین پاؤن اوتارے

نکتہ اون دعاؤن کے بیان مین جو شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز سے منقول ہین
سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ مین نے شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز سے سنا ہے فرماتے تھے
کہ جاگتے اور سوتے وقت دعا کرنیکو غنیمت جانو کیونکہ ان اوقات مین دعا قبولیت کے ساتھ مقرون ہوتی ہے
منقول ہے کہ ایکدن حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے خواب مین رب العزت جل جلالہ کو دیکھا اور ذیل
کی دعا تعلیم حق کے واسطے سیکھی خدا تعالی نے حضرت ابراہیم کی طرف روئے سخن کرکے فرمایا کہ تو کب تک فضول
اور بیہودہ حاجتین مانگتا رہیگا ابراہیم نے عرض کیا کہ خداوندا مین اپنی حاجتین تیری جناب مین کیونکر پیش کرون
اور دلی آرزوئین کس طرح طلب کرون۔ خدا تعالی نے ارشاد فرمایا کہ یون کہا کر الٰہی رضنی بقضائک
وصبرنی علی بلائک واوزعنی شکر علے نعمائک واسالک تمام نعمتک ودوام عافیتک اللھم حببنی فی قلوب
المومنین یعنے خداوندا مجھا اپنی قضا و قدر پر راضی کردے اور اپنی دی ہوئی بلاؤن پر صبر کرنیکی توفیق
عنایت فرما اور اپنی نعمتون پر شکر کرنے کی توفیق دے۔ مین تجھسے تیری پوری نعمت اور ہمیشگی کی عافیت
مانگتا ہون۔ الٰہی مسلمانون کے دلون مین میری محبت ڈالدے۔ خواجہ قدس سرہ فرماتے تھے کہ جب کوئی

حاجت یا مہم پیش آئے تو مہینے کی پندرہوین شب کو قبلہ رخ بیٹھے اور اونیس ہزار دفعہ واللہ المستعان کہے اور جب اکیہزار دفعہ کہہ چکے تو سجدہ مین جائے اور تین دفعہ کہے آمین آمین آمین۔ جب اونیس ہزار مرتبہ واللہ المستعان کہہ چکے اور سجدے تمام کر چکے تو اپنی حاجت کے متعلق سوال کرے حق تعالی اوسکی مہمات کو پورا کردے گا اور بے شک و شبہ پورا کردے گا۔ حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ نے ذیل کی دعا تعلیم کی اور اسکے بہت سے فوائد و خواص بیان فرمائے دعا یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ علی الاسلام والحمد للہ علی السنۃ والجماعۃ الحمد للہ الذی علمنا علما نافعا ولم یترکنا عمیان القلوب الحمد للہ علی الصحۃ والسلامۃ الحمد للہ الذی اذہب عنا الغضب والحزن ولم یجعلنا من المغضوب علیہم الحمد للہ بکل نعمۃ دینی ودنیوی الحمد للہ علی التوفیق والحمد للہ علی کل حال الحمد للہ علی نعمائہ فی السر والعلانیۃ۔ الحمد للہ رب العالمین الحمد للہ الذی اذہب عنا الحزن ان ربنا لغفور شکور الحمد للہ الذی احلنا دار المقامۃ من فضلہ۔ آپ فرماتے ہین مجھے شیخ شیوخ العالم نے ذیل کی دعا پر انضباط کا تاکیدی حکم فرمایا ہے۔ اللہم ادخل فی قلبی السرور واذہب عنا الہم والحزن۔ فرماتے ہین مین نے شیخ شیوخ العالم کو فرماتے سنا ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسطرح آئینہ زنگ آلودہ ہو جاتا ہے اوسیطرح دل بہی بیشتر اوقات زنگ آلودہ ہو جاتا ہے۔ حاضرین مین سے کسی نے عرض کیا کہ پہر حضرت اوسکی جلا کسطرح ہوتی ہے فرمایا موت کے یاد کرنے سے قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہہ بہی فرمایا کہ جب بندہ خدا کی طرف ہاتہہ اوٹہاتا ہے تو اوسے شرم آتی ہے کہ اونہین مایوس پہیرے۔

فرماتے ہے کہ شیخ شیوخ العالم نے یہ دعا بہی تعلیم کی تہی ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاہدین اللہم اجعل من بین ایدینا نورا ومن خلفنا نورا واجعلہ قائدا وضیاءً ودلیلا الی جنات النعیم ودارک دار السلام مع الذین انعمت علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا فرماتے ہین مجھے شیخ شیوخ العالم نے اس دعا کے بہی پڑہنے کی وصیت کی ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہم آت نفسی تقوٰہا وزکہا انت ولیہا ومولٰہا فاغفرہا واقبل معذرتہا اللہم انت لی کما احب فاجعلنی لک کما تحب اللہم اجعل سریرتی طاہرۃ وخیرا من علانیتی طاہرۃ وصالحۃ اللہم ارزقنی حسن الاختیار وصدق الافتقار وصحبۃ الاخیار والابرار یا خالق الجنۃ والنار فرماتے ہین ذیل کی مناجات بہی شیخ شیوخ العالم نے سکہائی ہے۔ الٰہی ضاقت المذاہب الا الیک وخابت الامال الا لدیک وانقطع الرجال الا عنک وبطل التوکل الا علیک۔ رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین وبحق انزلناہ وبحق نزل وبحق کہیعص وحمعسق وصلے اللہ علی محمد وآلہ اجمعین۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ مین نے شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ سے سنا ہے کہ مناجات کے وقت حضرت صمدیت سے تین چیزین مانگنی چاہئین **بیت** از حضرت تو سہ چیز بخواہم من ؛ وقت خوش و آب دیدہ و راحت دل ؛ یعنے مبارک وعمدہ وقت آنکھہ کی رونق دل کی راحت فرماتے تھے مجھے اگلی دعا بھی شیخ شیوخ العالم نے تعلیم فرمائی ہے۔ اللہم ان دخل الشک فی ایمانی بک ولم اعلم بہ تبت عنہ واقول لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ اللہم ان دخل الشرک فی توحیدی بک ولم اعلم بہ تبت عنہ واقول لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ اللہم ان دخل الشبہۃ فی معرفتی ایاک ولم اعلم بہ تبت عنہ واقول لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ اللہم ان دخل النفاق فی قلبی ولم اعلم بہ تبت عنہ واقول لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین ط

نکتہ اون دعاؤن کے بیان مین جو خود حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز سے منقول ہین۔

جناب سلطان المشائخ فرماتے تھے۔ بندہ کو چاہیئے کہ دعا کرتے وقت نہ تو اوس گناہ کو پیش نظر رکھے جو گذشتہ زمانہ مین اس سے ظہور مین آیا ہے اور نہ کسی طاعت ہی کا دل پر خطرہ گذرنے دے کیونکہ اگر اسوقت اپنی طاعت پر نظر کرے گا تو عجب پیدا ہوگا اور معجب کی دعا کبھی قبول کا جامہ پہنتی نہین۔ علی ہذا القیاس اگر معصیت وگناہ کو پیش نظر رکھے گا تو اس سے دعا مین سستی وکاہلی پیدا ہوگی لہذا داعی کو چاہیئے کہ دعا کے وقت صرف خدا کی رحمت خاص پر نظر ہو اور یقین وتصدیق کے ساتھ دعا مانگے اگر ایسا کرے گا تو دعا مقبول ہوگی۔ دعا کرتے وقت دونون ہاتھہ متصل رکھنے چاہئین اور مناسب ہے کہ خوب بلند کرے اور ایسی صورت بنانی چاہیئے کہ گویا اسیوقت اوسکی موہنہ مانگی مراد حاصل ہو جائیگی اور جس چیز کی بابت سوال کر رہا ہے وہ الہی اسکے ہاتھون مین ڈالدی جائے گی۔ اسی اثنا مین آپنے یہ بھی فرمایا کہ دعا صرف دل کی تسکین کے لئے ہے ورنہ خدائے عزوجل خوب جانتا ہے کہ اوسکے حق مین کیا چیز سزاوار ہے اور کس مین اوسکی مصلحت موقوف ہے۔ فرماتے تھے کہ دعا آفتون اور بلاؤن کے نزول سے پیشتر کرنی چاہیئے کیونکہ جب بلا اوپر سے نیچے آتی اور دعا نیچے سے اوپر چڑہتی ہے تو ہوا مین دونون یکجا جمع ہوتی اور باہم معارضہ ومقاتلہ کرتی ہین پہر اگر دعا مین قوت ہوتی ہے تو وہ بلا کو واپس کردیتی ہے ورنہ خود نیچے اوتر آتی ہے۔ ازان بعد آپنے اسکے مناسب ایک حکایت نقل فرمائی کہ جب نیشاپور کے باشندون پر نزول بلا کے آثار نمایان ہوئے تو وہان کے حاکم نے کسی شخص کو شیخ فریدالدین عطار کے پاس بہیجا کہ آپ دعا مین مصروف ہون۔ شیخ نے جواب دیا کہ دعا کا وقت گذر گیا اب تو رضا کا وقت ہے۔ اسکے بعد

حضور نے ارشاد کیا کہ نزول بلا کے بعد بہی دعا کرنی چاہیئے گو بلا دفع نہین ہوتی لیکن سختی اور بلا کی شدت کم ہو جاتی ہے۔
بعدہ فرمایا کہ جسوقت بلا نازل ہو تو اوس سے کراہیت و نفرت نکرنی چاہیئے فرمایا کہ متکلمین اسکے منکر ہین اور کہتے ہین
کہ یہ ہو ہی نہین سکتا کہ ایک شخصکو کوئی مکروہ اور خلاف طبیعت بات پہونچے اور اوسے اوس سے کراہت نہو لیکن
یاد رکہنا چاہیئے کہ اون کا یہ قول غلط ہے اور اسکے کئی جواب ہین۔ اول یہ کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص راستہ طے
کرتا ہے اور اثناء راہ مین اوسکے پاؤن مین کانٹا چبہہ جاتا ہے اور خون ٹپکنے لگتا ہے لیکن وہ اسیطرح عجلت کے
ساتھ قدم اُٹہائے چلا جاتا ہے اور اوسکا دل ایک ایسی چیز کی طرف مشغول ہوتا ہے کہ پاؤن مین کانٹا چُبہنے اور خون
ٹپکنے کی اوسے بالکل پروا نہین ہوتی۔ دوسرے یہ کہ تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک شخص جنگ مین مشغول ہوتا
ہے اور اوسکے بدن مین زخم لگتے ہین مگر وہ لڑائی مین ایسا مشغول ہوتا ہے کہ اوس زخم کی اوسے بالکل خبر نہین
ہوتی البتہ جب وہ اپنے قیام گاہ مین پہونچتا اور میدان جنگ سے واپس آتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ فلان فلان
مقام پر میرے زخم لگا ہے۔ زان بعد فرمایا کہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے لکہا ہے کہ ایک شخص
کسی اتہام مین گرفتار کیا گیا اور حاکم وقت کی عدالت سے اوسے ہزار بیدون کے مارے جانے کا حکم صادر ہوا جب
لوگون نے اوسے یہ سزا دی اور ہزار بیدین مارین تو اوسنے ذرا بہی جزع فزع نہین کی اور کسیطرح کا الم و درد
ظاہر نہین کیا دریافت کیا گیا تو اوسنے جواب دیا کہ جسوقت مجہپر بید پڑتی تہی میرا معشوق میری آنکہون کے
تلے پہر جاتا تہا اور اوسکا سمان مجہے نظر آجاتا تہا اوسکے سامنے مجہے ضرب کا کوئی الم محسوس نہ ہوتا تہا۔ زان بعد
فرمایا کہ جب استغراق کی نوبت یہان تک پہونچ جاتی ہے اور صاحب معاملہ اپنے خیال مین محو ہو جاتا ہے تو اوسے
کسی درد و تکلیف کی خبر نہین ہوتی اور جب ان لوگون پر یہ کیفیت طاری ہو جاتی ہے تو جو لوگ مشغول بحق ہوتے ہین
اون پر بطریق اولی طاری ہونی چاہیئے اور وہ اسکے بہت ہی لائق و سزاوار ہین۔ اب ہم وہ دعائین نقل کرتے ہین
جو حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز سے منقول ہین۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ آپ بعض یارون کی طرف متوجہ
ہوکر فرمانے لگے کہ مین تم سے پوچہتا ہون مقالید السموات والارض یعنے آسمان و زمین کی کنجیان کہ جس سے آسمان و زمین
کے تمام خزانے کہلتے ہین کیا ہین۔ سنو! وہ دس تسبیحین ہین۔ ایک لا الہ الا اللہ وحدہ۔ آخر تک۔ دوسرے سبحان اللہ
والحمد للہ آخر تک۔ تیسرے سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ آخر تک۔ چوتہی سبحان الملک القدوس سبوح
قدوس رب الملائکۃ والروح۔ پانچوین۔ استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم واسالہ التوبۃ۔ چہٹے۔ اللہم
لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منک الجد۔ ساتوین۔ لا الہ

الا الله الملک الحق المبین۔ آٹھوین۔ بسم الله خیر الاسماء بسم الله رب الارض والسماء بسم الله الذی لا یضر مع اسمه شیء
فی الارض ولا فی السماء وهو السمیع العلیم۔ نوین درود۔ اللهم صل علی محمد عبدک و نبیک و حبیبک آخر تک۔ دسوین
رب اعوذ بک من همزات الشیاطین و اعوذ بک رب ان یحضرون۔ ان دسون تسبیحون کو مقالید السموات والارض یعنے
آسمان و زمین کی کنجیان کہتے ہین۔ جو شخص انہین دن مین دس دفعہ پڑھیگا سو دفعہ پڑھی جائینگے اور جینے سو دفعہ پڑھا
گویا ہزار مرتبہ پڑھا۔ فرماتے تھے کہ اسم اعظم عربی زبان مین یا حی یا قیوم ہے اور سریانی زبان مین اہیا اشر اہیا
اور فارسی زبان مین امید امیدواران ہے۔ فرماتے تھے کہ لوگون نے خواجہ ابراہیم ادہم سے پوچھا کہ اگر آپکو اسم اعظم
یاد ہے تو ہمین بھی بتائیے۔ جواب دیا کہ حرام لقمہ سے معدے کو پاک رکھو دنیا کی محبت سے دل کو دور کرو پھر جس اسم
سے خدا کو پکاروگے وہی اسم اعظم ہے۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جو شخص ذیل کے کلمات پچیس دفعہ پڑھیگا
خدا تعالی کے نزدیک منجملہ چالیس ابدالونکے ایک ہوگا۔ اللهم اغفر امة محمد اللهم ارحم امة محمد اللهم اصلح امة محمد اللهم
فرج امة محمد اللهم تجاوز عن امة محمد۔ قاضی محی الدین کاشانی فرماتے تھے کہ ایکدفعہ مین نے سلطان المشائخ کی
خدمت مین عرض کیا کہ محمد حاجی راستہ مین ملکر مجھسے کہنے لگا کہ جس روز سے مین سفر حج سے آیا ہون گھر مین کسیطرحکا
آرام نہین پاتا ہون ہمیشہ دل بے قرار رہتا اور ایک قسم کی خلش چلی جاتی ہے اسوجہ سے کبھی ارادہ ہوتا ہے کہ پہلے
سفر کر جاؤن کبھی خیال آتا ہے کہ عزیزون اور دوستونکی مفارقت اچھی نہین ہے تو میری گذارش یہ ہے کہ آپ
اسبارے مین جناب سلطان المشائخ کے باطن مبارک سے استمداد دعا کیجئے اور اس سے میری اور کوئی غرض نہین
ہے صرف یہ چاہتا ہون کہ جس بات مین خدا کی مرضی ہو اوسپر عملدرآمد کرون اگر سلطان المشائخ کی زبان فیض
ترجمان سے خدا کی مرضی و نامرضی کی بابت کوئی بات معلوم ہوجائے تو میرے دلمین نہایت درجہ کا فرحت و انبساط
پیدا ہو۔ تو حضور اوسکی یہ التماس تھی جو مین نے رائے جہان آرا کے سامنے پیش کی۔ سلطان المشائخ نے میری یہ گفتگو سنکر
فرمایا کہ محمد حاجی سے کہدینا چاہیے کہ آیہ هو الذی انزل السکینة فی قلوب المومنین لیزدادوا ایمانا مع ایمانهم
ولله جنود السموات والارض وکان الله علیما حکیما ہر روز سات مرتبہ پڑھے۔ داہنا ہاتہ سینہ پر رکھ لے چندروز تک
اسپر مداومت کرے جو شکایت رکھتا ہے اوس سے خلاصی پائے گا۔ **بیت** دوائے دردمندست این سخن کہ میگوئی
بگوئی ہرچہ تو گوئی کہ موجہ است و متین ۔ فرماتے تھے کہ تنگی معاشت کے دفعیہ کے لئے جمعہ کی ہرشب کو سورہ جمعہ
پڑھنی چاہیے۔ جناب شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر ہرشب جمعہ کو یہ سورت پڑھا کرتے تھے اور مین بھی پڑھا کرتا
ہون لیکن اپنے لئے کوئی بہتری فلاح دنیا نہین چاہتا۔ وجہ یہ ہے کہ خدا کو جسے جس حال مین رکھنا منظور

ہوتا ہے وہ اوسی مین رہ سکتا ہے۔ اسی اثنا مین آپنے یہ حکایت بیان کی کہ ایکدفعہ ایک جماعت پر میرا گذر ہوا جو
صوفیون کے لباس مین تہی اون مین سے ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے فلان خواب دیکہا ہے دوسرے نے
جواب دیا کہ یہ خواب نہایت مبارک اور نیک ہے زمانہ تیرے موافق ہوگا۔ اور تمام اسباب تیری مرضی کے مطابق مہیا
ہونگے مین نے جب اوسکی یہ گفتگو سنی تو دل مین آیا کہ کہدون۔ اے خواجہ جس لباس مین تو ہے اس لباس کے آدمی
اس قسم کی تعبیر خواب نہین بیان کرتے پہر میرے دل مین خیال پیدا ہوا کہ کوئی جواب نہ دینا چاہیئے چنانچہ مین نے کچہہ نکہا
اور وہان سے عبور کر گیا۔ فرماتے تہے مین نے سنا ہے کہ شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنے
فرزند رشید نور اللہ مرقدہما کو ایک دعا تعلیم کی ہے طلب و جستجو کرنے کے بعد وہ دعا مجہے حاصل ہوگئی اوس دعا مین
یا مسبب الاسباب کا لفظ بہی تہا جب مین نے دیکہا کہ دعاء مذکور مین محض اسباب کا لفظ ہی موجود ہے تو شیخ شیوخ العالم
کے خرقہ کی حرمت کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ پہر اوس دعا کی خواہش میرے دل مین ذرہ برابر باقی نہین رہی۔
شیخ صدرالدین نے شیخ الاسلام بہاء الدین قدس اللہ سرہ العزیز سے پوچہا کہ ذیل کی دعا کسوقت پڑہنی
چاہیئے۔ فرمایا ہر فرض نماز کے بعد اور سونے کے وقت پڑہے دعا یہ ہے۔ اللہم انک تعلم سریتی وعلانیتی فاقبل
معذرتی وتعلم حاجتی فاعطنی سوالی وتعلم ما فی نفسی فاغفر لی ذنوبی اللہم انی اسالک ایمانا یباشر قلبی ویقینا
صادقا حتی اعلم انہ لن یصیبنی الا ما کتبت لی ورضا بما قسمت لی یاذاالجلال والاکرام۔ امیر حسن رحمۃ اللہ علیہ
نے عرض کیا کہ لوگ اعینونی عباداللہ یرحمکم اللہ پڑہتے ہین۔ اس سے میری غرض یہ ہے کہ اس جملہ مین غیر حق
سے معونت و مدد طلب کی گئی ہے۔ حالانکہ اللہ جل شانہ کے علاوہ کسی اور سے طالب مدد ہونا بظاہر منع معلوم
ہوتا ہے فرمایا کہ گذشتہ مشائخ اور اور لوگون نے یہ دعا پڑہی اور وہ اسمین عباداللہ مخلصین مسلمین کے
الفاظ مضمر مانتے ہین اگر اب بہی لوگ اسے پڑہین جائز ہے کیونکہ پہلے بزرگون نے پڑہی ہے۔ شیخ نجیب الدین متوکل
اکثر یہ دعا پڑہا کرتے تہے۔ فرماتے تہے کہ مین نے شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر قدس سرہ کو خواب مین دیکہا فرماتے تہے
کہ اے نظام اتم اس دعا کو ہر روز سو بار پڑہا کرو۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ الملک ولہ الحمد وہو علی
کل شیٔ قدیر۔ جب مین بیدا ہوا تو اس دعا پر ملازمت کی اور اپنے دل مین کہا کہ شیخ کے اس فرمانے مین کوئی مقصود
اور بہید ضرور ہوگا۔ بعدہ مین نے کتب مشائخ مین لکہا دیکہا کہ جو شخص ہر روز سو دفعہ اس دعا کو پڑہے گا
اور ہمیشہ پڑہے گا وہ بغیر اسکے کہ دنیاوی سامان اوسکے پاس مہیا ہون نہایت خوشی اور سرور کی حالت مین زندگی
بسر کرے گا اوسوقت مینے معلوم کر لیا کہ شیخ کا مقصود یہی تہا۔ ازان بعد آپنے حاضرین مین ایک شخص کی طرف

روئی سخن کر کے فرمایا کہ اس دعا کا دس دفعہ پڑھنا بھی آیا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص دس دفعہ اس دعا کو پڑھیگا
گویا اوسنے دس بردے آزاد کیئے۔ فرمایا ایک اور مرتبہ مین نے شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر قدس سرہ کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے
ہین نظام! تم عصر کے بعد سورۂ نبا کئی دفعہ پڑھتے ہو مین نے عرض کیا ایکبار فرمایا کہ نہین پانچ بار پڑھا کرو (اور اسکی بھی
تفصیل اوراد روز کے تحت مین گذر چکی وہان سے دیکھنا چاہیئے) ازان بعد فرمایا کہ جو طاعت اور ورد کہ صاحب نعمت کے نفس سے قبول کیا جاتا
ہے اوسکے ادا کرنے مین ایک دوسری راحت ہے۔ فرماتے ہے کہ کئی ورد ایسے ہین جنہین مینے اپنی طرف سے واجب کر لیا ہے اور
بہت سے ورد وہ ہین جو اپنے خواجہ سے حاصل کیئے ہین۔ ان دونون وردون مین بہت بڑا تفاوت ہے۔ فرماتے تہے کہ حاجات کے بر آنے اور
مقاصد کامیاب ہونیکے لیئے مسبعات عشر کو علیحدہ علیحدہ پڑہنا چاہیئے۔ فرماتے تہے کہ جو شخص نوافل ادا کرنے کے بعد
گوشہ مین بیٹھے اور خلوت و تنہائی مین آسمان کی طرف ہاتہہ اوٹھا کر نہایت عجز و انکساری کے ساتہ سو دفعہ یا رب
کہے جو چیز خدا سے مانگے پائے اور اگر ہزار دفعہ کہے مقصد پر بہت جلد کامیاب ہو۔ فرماتے تہے کہ جس شخصکو کوئی
حاجت پیش آئے اوسے تکبیر بہت کہنی چاہیئے اگر بہت دفعہ نہ کہہ سکے تو سو بار ضرور کہے اور جو شخص خواب سے
بیدار ہو تکبیر کہکر اپنی حاجت خدا سے مانگے انشاء اللہ فوراً مقرون بابجابت ہوگی اور مقصد پر فتح پائیگا۔ فرماتے تہے۔
جعفر خالدی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک نگینہ تہا جسپر ایک دعا کندہ تہی۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ وہ کشتی مین سوار
ہوئے اور جب ملاح کو کچہہ دینے کے لیئے کپڑا کہولا تو وہ نگینہ دریا مین گر پڑا اس سے آپکو بہت صدمہ ہوا الغرض کار
آپنے اوس مجرب دعا کو جو اوسپر کندہ تہی پڑہنا شروع کیا۔ ایکدن کتاب کا مطالعہ کر رہے تہے اثناء مطالعہ
مین کتاب کے اوراق جو اولٹے تو وہ نگینہ اوراق مین پایا گیا۔ اسپر آپ بیحد مسرور ہوئے وہ دعا یہ ہے۔

یا جامع الناس لیوم لا ریب فیہ اجمع علی ضالتی۔ اس دعا کی خاصیت ہے کہ گم ہوئی چیز کے لیئے اگر پڑہے تو
فوراً دستیاب ہو جائے۔ فرماتے تہے جس شخص کو کوئی مہم پیش آئے وہ سر بسجود ہو کر یہ دعا پڑہے اللہم لا تستقصی
باسم یحیی بن زکریا یا مالک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین ہر نماز کے بعد چند ساعت تک سجدہ مین یہ دعا
پڑہے انشاء اللہ بہت جلد مقصد پر کامیاب ہو۔ اور اوسکی مہم انجام کو پہونچے۔ فرماتے تہے جب آدمی دشمن
کے مقابلہ مین ہون اور اونکے سامنے جائین ذیل کے بزرگ نام پڑہین خدا چاہے دشمن مغلوب و مقہور ہوگا اسماء
یہ ہین۔ یا سبوح یا قدوس یا فخر یا ودود۔ فرماتے تہے کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز
نے مجھے یہ دعا لکھکر عنایت کی اللہم انی اسالک ان لا اسالک سواک۔ اور فرمایا کہ بدہ کے روز ظہر و عصر کی نماز کے
درمیان اس دعا کو پڑھا کرو اسی اثناء مین ایک عزیز نے سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ حضور بندہ کو

طول طویل دعا کی طرف رغبت نہین ہے۔ اگر کوئی مختصر دعا بتائین تو اوسپر مداومت کرون فرمایا یہی دعا پڑھا کرو مین نے یہی اور تمام دعاؤن کو چھوڑکر اسی پر اکتفا کیا ہے فرماتے تہے کہ شہر مین ایک عالم اور دانشمند شخص رہا کرتا تہا اور بہت ہی بزرگ اور کامل تہا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ اوسکے لڑکے سے کوئی قصور سرزد ہوگیا اور بادشاہ وقت نے اوسے پکڑ بلوایا جب اس دانشمند نے سنا کہ لوگ میرے لڑکے کو بادشاہ کے سامنے پکڑکر لیگئے ہین تو ایک ہاتہ مین قرآن اور دوسرے ہاتہ مین صحیحین لیکر قبلہ رخ کہڑا ہوگیا اور اپنے فرزند کی نجات اور سرخروئی حضرت رب العزت سے طلب کی قرآن و حدیث کی برکت سے اوسکے فرزند نے بادشاہ کے دربار مین سرخروئی پائی۔ فرماتے تہے کہ جو شخص سورہ یوسف یاد کرے اور ہزار بار پڑہے خداتعالی کی نعمت کے دروازے اوسپر کہلجائین۔ فرماتے تہے مولانا جمال الدین ہانسوی کے فرزند رشید دیوانہ ہوگئے تہے کبہی کبہی ہوشیارانہ باتین کہتے اوسوقت اونکی لیاقت اور دانشمندی کے جوہر ظاہر ہوتے۔ واقعی بات یہ ہے کہ نہایت اہل علم اور قابل آدمی تہے ہانسی مین کئی روز تک مجہے اونکی صحبت مین رہنے کا اتفاق ہوا۔ ایکدن مینے اونہین ہوشیار پاکر دریافت کیا کہ یہ کیفیت تمہین کب سے عارض ہوئی ہے فرمایا جب سے میرے والد بزرگوار شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کی خدمت سے رخصت ہوکر ہانسی مین تشریف لائے اور سورۂ یوسف کا ورد اپنے ساتہ لائے ہین مین نے پوچہا کیا پورے ہزار دفعہ پڑہنی چاہیئے۔ فرمایا ہان اور اوسکا اثر یہی مرتب ہوگا جو تم دیکہتے ہو فرماتے تہے کہ جناب سید کائنات مفخر موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین حضرت امام حسن و حسین رضے اللہ عنہما کے لئے یہ تعویذ لکہنے کا حکم فرمایا۔ اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر کل شیطان وہامۃ وعین لامۃ اسوقت قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ تعویذ گردن مین لٹکانا آیا ہے فرمایا نہین بلکہ بازو کے متصل باندہنا چاہیئے لٹکانا اور معلق کرنا روا نہین ہا لبعدہ آپنے یہ حدیث ارشاد کی ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔ نہی عن التمائم والتولیت۔ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تمائم اور تولیت سے منع فرمایا جو منکے اور مہرے گردن مین لٹکائے جاتے ہین اونہین تمائم کہتے ہین اور جو تعویذ عاشق و معشوق کے لئے لکہتا یا عورت کا دوست مرد کے لئے اور مرد کا دوست عورت کے لئے لکہتا ہے اسے تولیت کہتے ہین۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دونون قسمون سے ممانعت فرمائی ہے۔ فرماتے تہے کہ ایکدن شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ نے شیخ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی جناب مین عرض کیا کہ لوگ مجہسے تعویذ مانگتے ہین۔ اسبارے مین آپ کا کیا ارشاد ہے لکہکر دون یا ندون شیخ قطب الدین نے فرمایا کہ لکہنا تیرے ہاتہ مین ہے نہ میرے ہاتہ مین تعویذ خدا کا نام ہے پس لکہہ اور لوگونکو دے۔ فرماتے تہے شروع شروع مین بارہا میرے دلمین گذرا کہ شیخ کبیر سے تعویذ لکہنے کی اجازت طلب کرون

ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مولانا بدر الدین اسحاق جو تعویذ لکہا کرتے ہتے موجود نہ تہے اور اتفاق سے اوسوقت بہت ہی مخلوق تعویذ لینے کیلئے اُمنڈ آئی ہتی شیخ کبیر نے مجہے تعویذ لکہنے کا اشارہ کیا چنانچہ مین نے تعویذ لکہنے شروع کیئے اور اسقدر لکہے کہ تہک گیا شیخ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ تم تعویذ لکہتے لکہتے تہک گئے مین نے عرض کیا کہ حضور کو سب معلوم ہے فرمایا آج سے مینے تمہین تعویذ لکہنے اور لوگونکو دینے کی اجازت دی - ازان بعد فرمایا کہ بزرگون کے ہاتہہ پہیرنے مین بہی بہت بڑا اثر ہے - فرماتے تہے کہ صبح کا وقت نہایت متبرک اور عمدہ وقت ہوتا ہے - اسوقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اولاد کے لئے بخشش کی دعا مانگی ہے اور استغفار کا ورد پڑہا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا سوف استغفر لکم ربی یعنے جب اونکی اولاد نے اپنی خطا معاف کرانی چاہی تو آپنے فرمایا مین تمہارے لیئے صبح کیوقت دعا کرونگا چنانچہ صبح کے وقت اوٹہے وضو کرکے کہڑے ہوئے اور اپنی ساری اولاد کو اپنے پیچہے کہڑا کیا تاکہ وہ آمین کہتے جائین جب آپنے اونکے لیئے خدا سے بخشش چاہی تو حکم ہوا کہ مین نے انکی خطا معاف کی اور انبیا کے زمرہ مین داخل کردیا - فرماتے تہے خواجہ حکیم ترمذی نے ہزار دفعہ رب العزت کو خواب مین دیکہا اور ہر بار عرض کیا کہ مین دنیا مین کونسی دعا پر مداومت کرون حکم ہوا کہ یہ دعا پڑہا کرو - بسم اللہ الرحمن الرحیم - یاحی یاقیوم یاحنان یامنان یابدیع السموات والارض یاذا الجلال والاکرام اسالک ان یحیی قلبی بنور معرفتک یااللہ یااللہ یااللہ بعض لوگون کا بیان ہے کہ خواجہ حکیم ترمذی نے جناب باری سے عرض کیا کہ مجہے زوال ایمان کا بہت بڑا اندیشہ اور خوف ہے ارشاد ہوا کہ نماز فجر کی سنتون اور فرضون کے درمیان اس دعا کو اکتالیس بار پڑہا کرو - فرماتے تہے کہ صبح کے وقت ہمیشہ ذیل کی دعا سات دفعہ اور تمام اوقات مرجوعہ مین حسب موقع پڑہنی چاہیئے کیونکہ مین نے اس دعا کو بغیر کسی واسطے اور وسیلہ کے رب العزت سے حاصل کیا ہے - بسم اللہ الرحمن الرحیم - اللہم احینی محبًا لک وامتنی محبًا لک والقنی فی تحت اقدام کلاب احبائک - حدیث مین وارد ہوا ہے اللہم انی اسالک حب من احبک الخ فرماتے تہے میرے ہمسایہ مین ایک شخص رہا کرتا تہا جو چند سال سے مریض تہا اوسکے جسم مین مار و بکثرت نکلا کرتے ہتے - یہ شخص نہایت بیمار تہا کہ اسی زمانہ مین میرا عزم مصمم ہوگیا کہ شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر کی زیارت کو جاؤن چلتے وقت میری پڑوسی نے کہا کہ جب تم شیخ کبیر کی خدمت مین پہونچو تو میرے لیئے ایک تعویذ کی استدعا کرنا چنانچہ جب مین شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا تو اپنے پڑوسی کی ساری کیفیت عرض کی اور اوسکے لیئے تعویذ مانگا شیخ نے فرمایا کہ تمہین لکہو سلطان المشائخ فرماتے ہے کہ مین نے اپنے ہاتہہ سے تعویذ لکہکر شیخ کے دست مبارک مین دیدیا شیخ شیوخ العالم نے تعویذ کو ملاحظہ فرماکر مجہے دیدیا اور ارشاد کیا کہ

یہ تعویذ اپنے پڑوسی کو دیدینا۔ جب مین آپ سے رخصت ہو کر شہر مین آیا تو وہ تعویذ اپنے پڑوسی کو دیدیا پھر زندگی بھر کبھی بچھوکے
جسم مین مار و ہین نکلا حاضرین مین سے ایک عزیز نے عرض کیا کہ حضور اوس تعویذ مین کیا لکھا تھا فرمایا یا اللہ الشافی اللہ
الکافی اللہ المعافی فرماتے تھے حدیث مین آیا ہے کہ جو شخص دن مین ایکمرتبہ یہ لفظ کہے گا جزی اللہ عنا محمداً ماھو اہلہ
خدا لتعالی ہزار صبح تک ستر فرشتے اوسکی نیکیان لکہنے کو بہیجے گا۔ فرماتے تہے کہ جناب نبی اکرم صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ جس مرتبہ جبرئیل میرے پاس آئے اونہون نے مجہے اس دعا کے پڑہنے کا تاکیدی حکم فرمایا۔
اللھم ارزقنی طیبا واستعملنی صالحا۔ مین نے جناب سلطان المشائخ کے خط مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ جناب نبی
عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرئیل نے آکر کہا کہ خدا لتعالی حکم فرماتا ہے کہ اپنی امت سے فرمادیجئے کہ
جو شخص صبحکو دس مرتبہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہے گا اور دس دفعہ پانی پیتے وقت دس دفعہ سوتے دس دفعہ
جاگتے وقت یہ کلمات کہیگا تو مین اون سے دنیا کی مصیبت شیطان کا مکر اور اپنا غضب و غصہ اٹہا لونگا۔ مین نے
سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے یہی لکہا دیکہا ہے کہ ایکدفعہ ایک شخص کسی عابد کے پاس آکر کہنے لگا کہ خدا سے میرے
لئے دعا کیجیئے عابد نے آسمان کی طرف ہاتہ اوٹہا کر کہا اللھم ارحمنا بہ ولا تعذبہ بناری یا خلاص ولا تعذبہ بربار
بنا فی الاعمال۔ فرماتے تہے کہ عشا کی نماز کے بعد سونے سے پیشتر ایکدفعہ نود و نہ نام پڑہنے چاہئین اسکے پڑہنے
کا بہت ثواب ہے۔ فرماتے تہے کہ جب کسی کو کوئی حاجت پیش آئے تو ہر فرض نماز کے بعد ستر دفعہ کہے یا شفیق یا
رفیق نجنی من کل ضیق۔ خدا چاہے تو اوسکی حاجت فوراً بر آئے گی۔ ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مین نے جناب
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص ان کلمات کو سوتے وقت پڑہے گا مجہے خواب مین دیکہیگا۔ اللھم
رب البیت الحرام والشہر الحرام والرکن والمقام اقرأ روح محمد منی السلام۔ فرماتے تہے حاجت کے برآنے مشکل کے
حل ہونے مقاصد بر فتحمند ہونیکے لئے ذیل کی دعا پڑہنی مفید ہے جس غرض کے لئے پڑہی جائے فوراً حاصل ہو۔ یا حی
یا حلیم یا عزیز یا رحیم سبحانک یا کریم لوکنی کار صعب را سلیم بحق ایاک نعبد و ایاک نستعین سلطان المشائخ کے
خادم خواجہ اقبال کہتے ہین کہ مین نے ایک نہایت سخت مہم اور مشکل کے وقت تین سو دفعہ یہ دعا پڑہی خدا لتعالی
نے میری مشکل آسان کردی۔ خواجہ علی زنبیلی نے سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کیا کہ مین نے شیخ بدر الدین
غزنوی سے سنا ہے اور وہ شیخ الاسلام شیخ قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہما العزیز سے روایت کرتے
ہین کہ دفع التفات اور قضائے حاجت کے لئے دو رکعت نماز تجدید وضو کے ساتہ پڑہے اور جو کچہ پڑہے قرآن مجید
مین سے پڑہے نماز سے فارغ ہونیکے بعد پانچسو دفعہ درود پڑہے۔ بعد ازان سجدہ مین زانو پکڑے اور اپنے زانو پر دو خشتا

رکہکر تہوڑی دیر بالکل ساکت و خاموش بیٹہار ہے اور زبان سے کچہ نہ کہے بلکہ اس نیت پر بیٹہار ہے جو دل مین رکہتا ہے خدا تعالیٰ اوس کی حاجت فوراً روا کردے گا۔ شیخ بدرالدین غزنوی نے فرمایا کہ مجہے ایک حاجت درپیش تہی جب مین نے ایسا کیا تو میری حاجت روا ہوگئی۔ فرماتے تہے کہ ایک بزرگ بیان کرتا تہا کہ مین نے ایک بادشاہ کے خزانہ مین ڈبہ پایا اوس پر ایک چمڑے کا ٹکڑا چپان تہا جسکی پشت پر یہ عبارت لکہی تہی ہذا استفار من کل غم بسم اللہ الرحمن الرحیم بندہ اندہیری رات مین دو رکعت نماز ادا کرے اور سلام کے بعد یہ دعا پڑہے

اللہم ان ذاالنون عبدک دعاک من ضرار اصابہ وناداک من بطن الحوت کانک قلت فاستجبنالہ و نجینٰہ من الغم وکذالک ننجی المومنین اللہم فانی عبدک وابن عبدک وابن امتک ناصیتی بیدک ادعوک لضرا صابنی

واقول کما قال یونس علیہ السلام لاالٰہ الاانت سبحانک انی کنت من الظالمین فاستجب لی کما استجبت لیونس فانک لاتخلف المیعاد وانت علی کل شئی قدیر۔ اس سے اوسکے تمام اندوہ وغم اور حزن و رنج جاتے رہیگے

فرماتے تہے قبولیت نماز کے لئے یہ دعا پڑہے اللہم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذوالجلال والاکرام سلطان المشائخ سے لوگون نے دریافت کیا کہ ہر نماز و دعا کی فضیلت و بزرگی جو ارشاد ہوئی ہے یہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی گئی ہے یا صحابہ کرام سے اور خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے جن نماز کی نسبت ارشاد فرمایا ہے اور اون مین سورتون کو معین اور دعاؤن کو مقرر کیا ہے اوسکی سند کہان سے آئی ہے۔ فرمایا کہ یہ بابت الہام سے ظہور مین آتی ہے۔ ازان بعد فرمایا کہ اس سے پیشتر جب مین دہلی سے شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین اجودہن جایا کرتا تہا تو رستہ چلتا جاتا اور یہ تین اسماء مبارکہ پڑہتا جاتا تہا۔ یاحافظ یاناصر یامعین حالانکہ ان اسماء کا ورد اور حفاظت و نصرت کے لئے ان پر مداومت کرنا مین نے ابہی تک کسی سے سنا نہین تہا خود بخود میرے دل مین آگیا تہا کہ شیخ کی خدمت مین جاتے وقت اور خدا تعالیٰ سے نصرت دیاری چاہتے وقت ان تینون اسماء کو پڑہنا چاہیئے چنانچہ مین ایک مدت تک ایسا ہی کرتا رہا ایک دراز مدت کے بعد ایک عزیز نے مجہے یہ دعا لکہکر بہیجی۔ یاحافظ یاناصر یامعین یامالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبہی کوئی دعا خدا تعالیٰ کی طرف سے بندہ کے دل مین القا کی جاتی ہے۔ فرماتے تہے کہ صلاۃ اوابین کے بعد استقامت توبہ کے لئے سجدہ کی حالت مین تین بار یہ دعا پڑہے۔ اللہم ارزقنی توبۃ توجب محبتک فی قلبی یامحب التوابین۔ سلطان المشائخ سے استقامت کے لئے یہ دعا بہی منقول ہے۔ اللہم ارزقنی خیرا ورع القرنیۃ والاخلاص والاستقامۃ برحمتک یاارحم الراحمین

فرماتے ہیں کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر نے اپنے ایک مرید سے فرمایا کہ اگر تو خدا کی قربت اور نزدیکی چاہتا ہے تو یہ بیت
پڑھا کر تجھے قرب خداوندی میسر ہوگا **بیت** بے یاد تو من قرار نتوانم کرد ؛ احسان ترا شمار نتوانم کرد ؛ گر بر تن من
زبان شود ہر موئی ؛ یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد ؛ یعنی تیری یاد بغیر مجھے قرار وچین نہین آسکتا اور مین تیرے
احسان کو کسیطرح شمار مین نہین لاسکتا اگر میرے بدن کا ہر ہر رونگٹا زبان بنجائے تو بھی تیرے ہزارون
شکرون مین سے ایک شکر ادا نہین کرسکتا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ خواجہ موید الدین عمر انصاری فرماتے
ہے کہ جس زمانہ مین مین نے جناب سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز کی خدمت مین پیوند حاصل کیا تھا تو میرے
اور میرے ساتھ اون چند حضرات کے دل مین جو رات دن میری اہتمام مین مصروف ہے کچھ دنیاوی تعلق کی
آمیزش باقی تھی اور جیسا کہ چاہیئے ذوق وشوق اور مشغولی حق حاصل نہ تھی ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ قاضی محی الدین
کاشانی اور یہ دعاگو حضرت سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر تھے ہم دونون نے عرض کیا کہ حضرت ہم غلامون
کے دل جو دنیاوی علائق کی طرف کچھ کچھ ملتفت رہتے او مشغولی مین چندان ذوق وشوق نہین پاتے ہین نا
کوئی ایسا ورد وظیفہ ان غلامون کے نامزد ہونا چاہیئے کہ تھوڑا سا تعلق جو برائے نام باقی رہا ہے وہ بھی
حضور کے نفس مبارک کی برکت سے دفع ہوجائے۔ سلطان المشائخ نے قاضی محی الدین کاشانی کی طرف متوجہ
ہوکر فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کا قاعدہ تھا کہ ہر سال بارہ ہزار دینار فقراء مکہ کو عنایت فرمایا کرتے
تھے۔ جب آپکا انتقال ہوگیا تو فقراء مکہ نے آپکے فرزند اکبر حضرت امیر المومنین حسن رضی اللہ عنہ سے وہ بارہ ہزار
دینار طلب کیئے اگرچہ آپنے بلجاجت اون سے فرمایا کہ آج خلافت کی باگ معاویہ کے ہاتھ مین ہے اون سے طلب کرنے
چاہئین۔ لیکن فقراء مکہ نے آپکو معذور نہین رکھا اور بالحاح کہا کہ ہمارا یہ وظیفہ آپکے والد بزرگوار نے مقرر
کررکھا تھا یا تو آپ اپنے پاس سے دین یا معاویہ کو لکھین کہ وہ بھیجدے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا
کہ معاویہ کو اسبارے مین تحریک کرنی چاہیئے کاغذ قلم لیکر بیٹھے اور ابھی لکھنا شروع کیا قلم کی نوک ٹوٹ گئی آپ
امیر المومنین حضرت امام حسن نے فرمایا کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس بات پر آگاہی ہے کہ مجھے معاویہ کی طرف
کچھ نہ لکھنا چاہیئے چنانچہ آپنے قلم ہاتھ سے رکھدیا اور کاغذ پھاڑ ڈالا لیکن نہایت رنجیدہ ومغموم ہوئے
رات کو جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ ارشاد فرمارہے ہین کہ اے فرزند تم اس قدر
رنجیدہ ومغموم کیون ہو۔ آپنے عرض کیا اے رسول خدا مین مغموم کیون نہ ہون بات ہی ایسی پیش آئی ہے
والد بزرگوار جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ہر سال فقراء مکہ کو بارہ ہزار دینار عنایت کیا کرتے تھے

اب جب اون کا انتقال ہوگیا تو وہ ہم سے طلب کرتے ہین اور مجھے اتنی قدرت ہے نہین کہ اونکا سوال پورا کرون یہ سنکر جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تہوڑی دیر تامل کیا اسی اثنار مین حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے محمد جس کسیکو کوئی دینی و دنیاوی حاجت پیش آئے اور اوسکا کام جاری نہ ہو تو اس دعا کا ورد کرے فوراً حاجت روا ہو جائے گی۔ دعا یہ ہے۔ اللّٰہم اقذف فی قلبی رجاک دا قطع رجائی عمن سواک حتی للارجو احدا غیرک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ یہ دعا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو خواب مین تعلیم فرمائی۔ اسی اثنار مین ایک ہتیلی آسمان سے آئی اور حضرت امام حسن کے ہاتہہ مین پڑی آپ اس خواب کی ہیبت سے چونک پڑے دیکھتے ہین کہ دینار کی ایک ہتیلی ہاتہہ مین موجود ہے کہول کر جو گنا تو پورے بارہ ہزار دینار تہے۔ صبح ہوتے ہی آپنے فقرا مکہ کو بلایا اور اونکا وظیفہ اونہین عنایت فرمایا۔ جب سلطان المشائخ یہ حکایت تمام کر چکے تو میری طرف یعنے خواجہ مؤید الدین کی جانب روئے سخن کرکے فرمایا کہ خواجہ مؤید الدین تم ذیل کی بیت کا ورد کرو تاکہ جو تہوڑا بہت دنیاوی تعلق تمہارے دل مین باقی ہے بالکلیہ دفعہ ہو جائے

بیت آمد گہ آنکہ عہدہا تازہ کنم ÷ شد آنچہ بُدا ے صنم گذشت آنچہ گذشت ÷ یعنے اب وہ وقت آگیا ہے کہ مین قدیم عہد کو تازہ کردن اے صنم جو تہا گیا اور جو گذرا گذر گیا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کی کمال عظمت و کرامت کو دیکہنا چاہیئے کہ ان دونون بزرگوارون سے ہر ایک کو وہ بات تعلیم کی جو اوسکے مناسب حال اور لائق معاملہ تہی کیونکہ قاضی محی الدین کاشانی علمی تبحر اور کمال تقوی کے ساتہ آراستہ تہے اور خواجہ مؤید الدین کمال عشق و ذوق اور محبت سے پیراستہ تہے کاتب حروف نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ مجہسے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ فلان قبیلہ مین جا کر ایک عورت کو دیکہو جو ایسی صورت ایسی شباہت رکہتی ہے مین چاہتا ہون کہ اوسے اپنی خدمت مین رکہون حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ جون ہی میری نظر اوس عورت پر پڑی فوراً میرے ہفت اندام مین آگ بہڑک گئی اور مین زار قطار روتی ہوئی واپس آنے لگی ایک بدوی رستہ مین ملا اور اوسنے میرے قریب ہوکر کہا کیا تو اوس عورت کا مرنا چاہتی ہے مین نے کہا ہان ہان۔ کہا شب کو اوٹہکر دو رکعت نماز پڑہو پہلی رکعت مین فاتحہ اور سورہ اذا زلزلت دس بار اور دوسری رکعت مین فاتحہ اور سورہ عادیات دس دفعہ پڑہو۔ سلام کے بعد لاالٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وبیدہ الخیر وہو علی کل شیٔ قدیر سو بار درود اور ستر بار یا غیاث المستغیثین اغثنی کہو۔ زبان بعد اوس

قبیلہ کی طرف موںھ کرکے یہ دعا پڑہکر یامن لیس کمثلہ شئی یامن لا یشہد شئی یاکافی کل شئی اکفنی من کل شئی یاذا الجلال والاکرام اوس قبیلہ کی طرف پہونکو۔ جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ نے ایسا ہی کیا۔ صبح ہونے پائی ہی کہ وہ عورت ناگہانی موت سے مرگئی بعد کو جب یہ واقعہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا گیا تو فرمایا اے عائشہ وہ بدوی جبرئیل علیہ السلام تہے۔ حضرت شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جو شخص ذیل کی دعا پڑہکر سینہ پر ہاتہہ پہونکے اور ہاتہہ کو کمر سے اوتارتا ہوا نیچے تک لیجائے خدا کے فضل وکرم سے بواسیر کی زحمت وتکلیف سے شفا پائے دعا یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم وعنت الوجوہ للحی القیوم سلام علی نوح فی العالمین سلام علی ابراہیم قلنا یا نار کونی برداوسلاما علی ابراہیم سلام علی موسے وہارون سلام علی آل یسین ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق الم اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم استمسک ھیا بحق نام بزرگ خدائے وبحق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ از مقعد من برو۔ چند دفعہ اسی طرح کرے اور ہر روز پڑہے خدا کے فضل سے بہت جلد نجات پائے۔

نکتہ قرآن مجید کے پڑہنے کی فضیلت مین۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ خدائے عزوجل کی کتاب مین چار چیزین ہین۔ عبارت۔ اشارت۔ لطائف۔ حقائق۔ عبارت تو عوام الناس کا حصہ ہے اور اشارت خواص کا۔ لطائف سے اولیاء اللہ دلچسپی لیتے ہین اور حقائق سے انبیاء علیہم السلام فرماتے تہے کہ قرآن پڑہتے وقت معانی کا نقش دل پر کرتا جائے اور چاہیئے کہ پڑہنے والے کا دل خدا کے ساتہہ متعلق ہو اوسکا جلال اور عظمت دل پر جلوہ گر ہو اہی حاضرین مین سے ایک شخص نے عرض کیا کہ یہ بہی تو پہلی ہی شق مین داخل ہے یعنے دل کا تعلق خدا کے ساتہہ کہنا اور حق تعالی کی عظمت وجلال کا دل پر جلوہ گر ہونا ایک ہی بات ہے فرمایا نہین دونون مین فرق ہے۔ پہلی بات ذات حق سے تعلق رکہتی ہے اور دوسری بات صفات سے۔ اسکے بعد ارشاد کیا کہ قاری کو تلاوت قرآن کے وقت چاہیئے کہ انکسار اور حیا کے آثار نمایان طور پر اوس مین معلوم ہون اور یہ دولت ہم جیسون کے لائق نہین ہے اور یہ سعادت ہم السیون کو نصیب نہین ہوتی۔ اگر قاری قرآن کو یہ بات میسر نہو تو اوسے اسقدر تو تصور کرنا چاہیئے کہ میری تلاوت کے مقابل مین خدا تعالی موجود ہے اور وہ لفظ لفظ کو کان لگائے سن رہا ہے جو اسکی کماحقہ جزا دے گا۔ اسموقع پر حضرت امیر حسن سنجری نے عرض کیا کہ جب مین قرآن مجید کی تلاوت مین مصروف ہوتا ہون تو اکثر اوقات قران کے معانی وتفسیر دل پر گذرتا اور حضور خداوندی میسر ہوتا ہے۔ اثناء تلاوت مین اگر کبہی کوئی وسوسہ یا اندیشہ پیدا ہوتا ہے تو مین فوراً اپنے دل مین کہتا ہون کہ یہ کیسا اندیشہ اور وسوسہ ہے چنانچہ

پھر دل کو قرآن مجید کی تفسیر و معانی کی طرف مشغول کرتا اور حضور خداوندی کے حاصل ہونے مین کوشش کرتا ہون اتفاق
ہے مین اوسوقت کسی ایسی آیت و مضمون پر پہونچ جاتا ہون جو اس وسوسہ اور اندیشہ کو مانع ہوتا ہے جو دل مین خطور کرتا
ہے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہ بات اچھی ہے اسے خوب نگاہ رکھنا چاہیئے۔ فرماتے تھے کہ قرآن مجید ترتیل اور تردید
کے ساتھ پڑھنا چاہیئے حاضرین مین سے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور تردید کیا ہے فرمایا اگر پڑھنے والے کو کسی آیت
مین ذوق و رقت پیدا ہو تو اوسے مکرر اور بار بار پڑھنا چاہیئے اور اسی کو تردید کہتے ہین۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن مین سے کچھ پڑھنا چاہا ابھی حضور نے بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی پڑھی تھی کہ دل
مبارک مین رقت اور عجیب ذوق و شوق پیدا ہوا چنانچہ آپنے مکرر سکرر اسیکو دوہرایا مین نے جناب سلطان المشائخ
کے قلم مبارک سے لکھا دیکھا ہے کہ ایک شخص کا بیان ہے کہ مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مین حاضر
ہوا آپ نماز چاشت مین مصروف تھین اور یہ آیت پڑھ رہی تھین فمن اللہ علینا ووقنا عذاب السموم مین سن رہا تھا
کہ آپ بار بار اسی آیت کو پڑھے جاتی تھین جب کچھ عرصہ ہو گیا تو مین اوٹھکر بازار چلا گیا اور اپنی ضرورت پوری کرکے
واپس آیا تو آپ اوسی آیت کو دوہرا رہین اور زار قطار روتی جاتی تھین۔ فرماتے تھے کہ جو شخص سارا قرآن ایک
دن مین ختم کرے گا گو جلدی پڑھا جائے گا۔ لیکن برکت سے خالی ہوگا زیادہ سے زیادہ پڑھنے کی حد یہ ہے کہ تین
روز مین ختم کرے یہ طریقہ نہایت بہتر اور بابرکت ہے مگر جو شخص تین روز مین ختم نکرسکے اوسے ہفتہ مین ختم کرنا چاہیئے
اور جن لوگون سے یہ بھی نہو سکے وہ مہینہ بھر مین ایک ختم کرین۔ فرماتے تھے کہ دیکھکر پڑھنے مین اور بھی زیادہ ثواب ہے
کیونکہ مصحف مقدس کے چھونے اور مس کرنے کی دولت بھی میسر ہوتی ہے۔ فرماتے تھے کہ سکون و اطمینان اور علیحدہ
علیحدہ حرف کرکے ایک سیپارہ پڑھنا اون پندرہ پارون سے بہتر ہے جو جلد جلد پڑھے جائین گو روان اور جلد پڑھنے
مین بھی نور و برکت حاصل ہوتی ہے لیکن آہستگی اور وقار کے ساتھ پڑھنے مین نور تلاوت زیادہ حاصل ہوتا ہے۔
فرماتے تھے قرآن پڑھتے وقت دل کو حاضر رکھنا اور خطرون اور خیالون سے احتراز کرنا چاہیئے۔ اور جو شخص کلام الہی
کے معانی و تفسیر سے واقف ہو اوسے پڑھتے وقت ان معانی و تفسیر کا نقش دل پر جمانا مناسب ہے ایسی حالت مین
اگر خطرے اور خیالات بھی دل مین گذرینگے تو اچھا ہوگا لیکن جو لوگ معانی و تفسیر پر مطلع نہون اور خواطر و خیالات
سے مسلم رہین وہ انہین خشوع و خضوع اور تضرع و عاجزی سے پڑھنا بہت بہتر اور موثر ہے۔ حاضرین مین سے
ایک شخص بول اوٹھا کہ آپ روزانہ کس قدر تلاوت کرتے ہین۔ فرمایا ایک پارہ۔ فرماتے تھے کہ امام احمد حنبل نے
ہزار بار حضرت رب العزت کو خواب مین دیکھکر پوچھا کہ خداوندا حضور کے مقربان درگاہ جن چیزون سے

قرب و نزدیکی حاصل کرتے ہین اونمین سب سے بہتر و عمدہ کون چیز ہے ارشاد فرمایا کہ میرا کلام پڑہنا۔ امام نے پوچھا کہ سمجھکر یا
بغیر سمجھے حکم ہوا کہ جسطرح ممکن ہو۔ فرماتے تہے کہ شیخ جنید نور اللہ قبرہ کو واقعہ مین دکہایا گیا کہ ہم تمہین تمہارا وہ
مرتبہ دکہاتے ہین جو تم رکہتے ہو چنانچہ شیخ سے حجاب اُٹہا دیا گیا اور اونکا موعود مرتبہ اونپر ظاہر کیا گیا۔ شیخ نے اپنا
مرتبہ دیکہکر خدا کی بیحد تعریف کی اور حمد و ثنا کا راگ ایک عجیب موثر اور دلکش لہجہ مین گایا اور حد سے زیادہ مسرور
و شادان ہوئے۔ اسی اثنا مین ایک اور مرتبہ جو انکے مرتبہ سے زیادہ بلند اور اونچا تہا نظر پڑا حیران
ہوکر عرض کیا کہ خداوندا تو نے جو کچھ اس بندہ کو عنایت فرمایا ہے وہ محض تیری بخشش و رحمت ہے مین اوسکے
شکر سے کسیطرح عہدہ برا ہو نہین سکتا لیکن گذارش یہ ہے کہ مجہے معلوم ہو جائے کہ اس مرتبہ و درجہ کا کون
شخص مالک ہے اور اوسنے کس وجہ سے یہ درجہ پایا ہے ارشاد ہوا کہ جنید یہ مرتبہ حافظ کا ہے اگر تو حافظ قرآن ہوتا
تو یہ درجہ بہی تجہے عنایت کیا جاتا۔ حاضرین مجلس مین سے ایک عزیز نے حضرت سلطان المشائخ سے قرآن یاد رہنے
کی درخواست کی۔ آپنے فاتحہ پڑہکر فرمایا۔ تم نے کس قدر یاد کر لیا ہے عرض کیا ثلث کے قریب یاد کر چکا ہون۔ فرمایا
تہوڑا تہوڑا یاد کرو اور پڑہے ہوئے کو بہت دوہراؤ زان بعد آپنے فرمایا۔ مین نے شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ
علیہ کو خواب مین دیکہا اور اسی حالت مین درخواست کی کہ میرے لیئے فاتحہ پڑہیئے تاکہ قرآن یاد ہو جائے شیخ نے
خواب ہی مین فاتحہ پڑہی جب صبح صادق ہوئی تو مین ایک عزیز کی ملاقات کو گیا اوس سے ملکر گذشتہ رات کا
خواب بیان کیا اور فاتحہ کی درخواست کی اوسنے بہی فاتحہ پڑہی اور یہ نکتہ بتایا کہ جو شخص ہر رات کو سوتے وقت
ذیل کی دو آیتین پڑہے گا اوسے مرتے دم تک قرآن یاد رہے گا والہکم الہ واحد لا الہ الا ہو الرحمن الرحیم۔ ان فی
خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء
من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتہا وبث فیہا من کل دابۃ وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض
لایات لقوم یعقلون۔ ایک عزیز کو قرآن مجید کے یاد کرنیکا عزم ہوا اوسنے اسباب مین جناب سلطان المشائخ کی خدمت
مین عرض کیا فرمایا کسی قاری سے پڑہنا چاہیئے اور ابو عمرو کی قرارت یاد کرنی بہتر ہے اول سورۂ یوسف پڑہنا پہر
الحمد سے شروع کرنا۔ مین نے سلطان المشائخ کی قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ ایکدن جبرئیل علیہ السلام جناب
نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسوقت آپ بنی غفار کے قبیلہ مین تشریف رکہتے تہے جبرئیل نے
عرض کیا کہ خدا تعالیٰ آپکو حکم فرماتا ہے کہ قرآن مجید اپنی امت پر سات طریقون سے پڑہیئے۔ فرماتے تہے کہ شیخ
شیوخ العالم شیخ کبیر قدس سرہ قرآن مجید کے یاد کرنے کے لیئے فرماتے تہے کہ اول سورہ یوسف پڑہنی چاہیئے تاکہ

اوسکی برکت سے حق تعالی ساری قرآن کے حفظ کرنیکی توفیق عنایت فرمائے - فرماتے ہے کہ جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کی نیت قرآن مجید کے یاد کرنے کی ہو اور اپنی نیت و مقصد پر کامیاب نہو اور اسی نیت مین دنیا سے سفر کر جائے تو جب قبر مین رکہا جائے گا ایک فرشتہ آکر بہشتی ترنج اوسکے ہاتہ مین دیگا - یہ شخص ترنج کو فوراً نکلجائیگا اور قرآن مجید یاد ہو جائے گا - قیامت کے دن لوگ قبرون سے نکلکر میدان حشر مین جمع ہونگے تو یہ حفاظ کے گروہ مین مبعوث ہوگا - فرماتے تہے کہ ایک روایت مین یون بہی آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حافظ قرآن قبر مین رکہا جاتا ہے تو خدا زمین کو وحی کرتا ہے کہ اسکا گوشت پوست نہ کہائیو - فرماتے تہے کہ ختم قرآن کے بعد سورہ اخلاص جو قرآن کا تہائی حصہ ہے تین دفعہ اسلئے پڑہتے ہین کہ اگر ختم قرآن مین کوئی نقص واقع ہو جائے تو اسکا تین دفعہ پڑہنا اوس نقص کو دور کر دیتا ہے اور ختم قرآن کی تکمیل ہو جاتی ہے - فرماتے تہے کہ ختم قرآن کے بعد سورہ فاتحہ اور سورہ بقر کی چند آیتون کے پڑہنے کا بہی دستور ہے اس مین حکمت یہ ہے کہ کسی شخص نے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کہ سب سے بہتر کون لوگ ہین - فرمایا الحال والمرتحل حال اوس شخص کو کہتے ہین جو منزل مین اوتر کر فروکش ہو اور مرتحل وہ ہے جو منزل سے چل پڑے اس سے اسطرف اشارہ ہے کہ جو شخص قرآن پڑہتا ہے تو ختم کے بعد گویا پہر روانہ ہو جاتا ہے - پس آدمیون مین بہتر وہ آدمی ہے کہ جب قرآن ختم کر چکے تو پہر شروع کر دے - اسکے بعد آپنے فرمایا سارے قرآن مجید مین صرف دس چیزون کا ذکر ہے جن مین سے آٹہ چیزین سورہ فاتحہ مین موجود ہین وہ دس چیزین جو سارے قرآن مین مذکور ہین یہ ہین ذکر ذات ذکر افعال ذکر صفات ذکر معاد ذکر تزکیہ - ذکر تخلیہ - ذکر اولیا - ذکر اعدا کفار کے ساتہ حجت کرنے کا بیان - احکام شریعت - ان مین سے آٹہ چیزین جو سورہ فاتحہ مین موجود ہین یہ ہین - ذکر ذات جسکا بیان لفظ الحمد للہ مین ہے - ذکر افعال اور اسکا بیان رب العلمین مین ہے ذکر صفات یہ الرحمن الرحیم مین مذکور ہے - ذکر معاد اسکا بیان مالک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین مین مذکور ہے - تزکیہ کا بیان اہدنا مین اور تخلیہ کا الصراط المستقیم مین - اولیا کا بیان صراط الذین انعمت علیہم مین ہے اور اعدا کا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین مین - مذکورہ بالا آٹہ چیزین سورہ فاتحہ مین مذکور ہین البتہ کفار کے ساتہ حجت کرنی اور احکام شریعت کا اسمین ذکر نہین ہے - فرماتے تہے کہ صاحب کشاف نے الحمد للہ مین لکہا ہے کہ حسن بصری کی قرارت الحمد للہ کسر دال سے ہے اور وہ اسکی یہ وجہ بیان کرتے ہین کہ چونکہ للہ لام مکسور ہے لہذا اوسکی مجاورت اور ہمنشینی کے سبب دال کو مکسور پڑہنا کسرہ دینا مناسب ہے لیکن ابراہیم نخعی کی قرارت مین الحمد کی دال اور للہ کی لام

پیش ہے یعنے الحمدُ لِلّٰہ اور یہ قرارت حسن بصری کی قرارت سے احسن و بہتر ہے کیونکہ حسن بصری لام کے کسرہ کی وجہ سے دال کو بھی مکسور پڑھتے ہین اور یہ ظاہر بات ہے کہ لِلّٰہ کا لام کسرہ پر مبنی ہے اور ابراہیم الحمد کی دال کو مجاورت و ہم نشینی کے سبب سے للّٰہ کے لام کو پیش سے پڑھتے ہین اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ دال کی حرکت عامل کے سبب سے ہے اور جو حرکت کہ عامل کی وجہ سے مختلف و متغیر ہوتی ہے وہ مبنی کی حرکت سے زیادہ قوی ہوتی ہے۔ اسکے بعد سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ مین نے اسمقام سے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ الحمد کی دال اوس شخص کے مشابہ ہے جسکا کوئی پیر ہو اور وہ اوسے حکم فرماتا ہو کہ ایسا کرنا چاہئے اور للّٰہ کا لام اوس آدمی کے مشابہ ہے جسکا کوئی پیر نہو بلکہ مطلق العنان ہو کہ جو چاہے کرے اور قول و فعل مین کسیکا پابند نہو۔ فرماتے ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن مجید مین فال دیکھنا چاہے تو قرآن کے داہنی طرف والے صفحہ مین ساتوین سطر پر نظر ڈالے اگر داہنی صفحہ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا صفت اسم ہون اوسے اپنے حق مین بہتر جانے اسصورت مین آیت رحمت کے ساتھ تمسک کرنے کی حاجت نہین ہے۔ فرماتے تہے جب قرآن مجید فال لینے کے لیئے کہولین تو سیدہے ہاتھ سے کہولین اور بائین ہاتھ سے ذرا مدد نہ لین۔ امیر حسن علاء حسن سنجری نے سلطان المشائخ سے پوچھا کہ لشکر مین قرآن مجید کسطرح لیجانا چاہیئے کیونکہ ایسے موقع پر اوسکی محافظت بہت مشکل ہوتی ہے۔ فرمایا لیجانے مین کچھ مضائقہ نہین۔ زان بعد فرمایا کہ شروع مین جب جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم لشکر کے ساتھ تشریف لیجاتے تو قرآن مجید کو باین خوف ساتھ نہ رکہتے کہ مبادا مسلمانونکو شکست ہو اور قرآن کفار کے ہاتہون مین پڑ جائے۔ لیکن جب اسلام قوی ہوگیا تو آپ بلا کہٹکے جہاد کے وقت قرآن اپنے ہمراہ لیجانے لگے۔ امیر حسن نے دوبارہ عرض کیا کہ ڈیرہ خیمہ مین قرآن مجید کا حفاظت سے رکہنا دشواری سے خالی نہین فرمایا کچہہ مشکل نہین پاک جگہ اپنے سرہانے رکہہ لینا چاہیئے امیر آپنے یہ حکایت نقل فرمائی کہ سلطان محمود کو وفات کے بعد کسی شخص نے خواب مین دیکہکر دریافت کیا کہ خدا تعالی نے تمہارے ساتہ کیسا برتاو کیا کہا مجہے خدا نے قرآن مجید کی تعظیم کی بدولت بخشدیا۔ اور اسکی کیفیت یہ ہے کہ ایک رات مین اپنے خوابگاہ مین سونے کا ارادہ کیا وہان ایک طاق تہا جس مین قرآن مجید رکہا ہوا تہا مین نے اپنے دل مین کہا کہ قرآن مجید یہان سے اوٹہاکر باہر کے درجہ مین رکہدینا چاہیئے۔ لیکن پہر فورا دل مین خیال آیا کہ اپنی آسایش کے لیئے قرآن مجید کو علیحدہ کرنا کسیطرح مناسب نہین ہے چنانچہ تمام رات جاگتا رہا اور ساری رات بیٹہے بیٹہے گذاردی۔ جب میرے انتقال کا وقت قریب ہوا اور لوگون نے بعد انتقال قبر مین دفن کیا تو اسی تعظیم قرآن کی بدولت میری بخشش ہوئی۔ ذیل کی ابیات کسینے کیا ہی خوب فرمائی ہین

ابیات

سخن را زلطافت ظرف / صدمت صوت نے و رحمت حرف
بهر نامحرمان به پیش جمال / بسته از مشک پرده ہا جلال

داند آنکس که وے بصر دارد / پرده از شاه کے خبر دارد
کس چه بیند مگر بصورت نغز / مغز داند که چیست اندر مغز

حرف را زان نقاب خود کرده است / که زنامحرمے تو در پرده است
حرف قرآن زمعنی قرآن / همچنانست کز لباس تو جان

حرف را بر زبان توان راندن / جان قرآن بجان توان خواندن
باش آگه که صبح دین بدمد / شب وهم و خیال کین بدرد

ستر قرآن ترا چه بنماید / پرده ہائے حرف بکشاید
خاک اجزای خاک را بیند / پاک باید که پاک را بیند

پاک شو تا معانی مکنون / آید از پردهٔ حروف برون
تا نماید بتو چو مهر و چو ماه / روئے خوبی خود از نقاب سیاه

چون عروسی که از لباس تنگ / بدر آید لطیف روح بنگ
در بن چاه جانت را وطن است / نور قرآن بسوئے این رسن است

خیز خود را رسن بچنگ آور / تا بیابی نجات خویش مگر
زاد مردان رسن بدل دارند / تا بران جان خود بدست آرند

تو رسن را بران همی سازی / تا کنی بهرنان رسن بازی
رسن از در دساز دولو از راه / یوسف خویش را برآر از چاه

بهر بگشیت کو دل از وسواس / باشد اغیار کردهٔ واخماس
گه بعلم خودش کنی تفسیر / نه برای خودش کنی تفسیر

زین هوس شرم شرع و سنت باد / تا اجل با خرد قرینت باد
باشد از روز عرض یزدان / کله جان تو کند قربان

که بسے لاف زد زدعوی ما / پس ندانست قدر معنی ما
سوی میدان خاص اسپ بتاخت / روی ما از نقاب خود نشناخت

گرچه مانده و بنزد ما نامش / نیست مانده شروع احکامش

نکتہ فوت شدہ ورد کے ذکر مین۔ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ جس شخص نے کوئی ورد یا وظیفہ اپنے اوپر لازم کر لیا ہے اگر جمعت وبیماری کی وجہ سے فوت ہو جائے اور کبھی پڑھنے کی نوبت نہ آئے تو یہ ورد و وظیفہ اوسکے دفتر معاملہ مین لکھدیا جاتا ہے۔ فرماتے تھے کہ اگر کسیکا ورد بلا وجہ معقول فوت ہو جاتا ہے تو اوسے تین ناگوار چیزون مین سے ایک چیز ضرور پیش آتی ہے یا تو اوسے شہوت کی طرف میلان ہو جاتا ہے یا بموقع اور غیر محل پر غصہ کرتا ہے یا کوئی آفت و بلا پہونچتی ہے۔ ازان بعد آپنے اسکے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ مولانا عزیز الدین زاہد ایکروز گہوڑے پر سے گر پڑے جسکی وجہ سے بازو اوتر گیا لوگون نے اونکی کیفیت دریافت کی تو فرمایا مین ہر روز سورہ یسین پڑھا کرتا تھا چونکہ آج ترک ہوگئی اس لئے یہ صدمہ پہونچا۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ ایکدن شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا قدس سرہ کی خدمت مین ایک شخص حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ آج مین نے ایک نہایت خطرناک خواب دیکھا ہے۔ فرمایا تیری عمر کا پیمانہ لبریز ہونے کو ہے جلد توبہ کر اور خدا کی جناب مین رجوع لا۔ جب یہ شخص اوٹھکر چلا گیا تو ایک صوفی آپکی خانقاہ مین سے آیا اور وہی خواب بیان کیا جو آنیوالے

شخص نے بیان کیا تہا۔ شیخ صوفی کا خواب سنکر سخت متحیر ہوئے اور دل مین کہا کہ اگرچہ دونون کے خواب یکسان ہین جنسے ثابت ہوتا ہے کہ دونون کی موت نزدیک ہے لیکن یہ سمجھ مین نہین آتا کہ اسکا وقوع کیونکر ہوگا۔ آنے والے شخص کی نسبت تو یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ لشکری آدمی ہے ممکن ہے کہ جنگ مین قتل کیا جائے مگر یہ صوفی بالکل صحیح و سالم ہے ماندگی و ملالت کا کوئی اثر تک نہین معلوم ہوتا اسے مین کیونکر کہدون کہ تو عنقریب مرنے والا ہے آپ اسی ششش و پنج مین تہے کہ لوگون نے خبر دی کہ وہ لشکری مار ڈالا گیا اور صوفی کی نماز فجر قضا ہو گئی۔ اسپر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ دیکہو مشائخ نے صوفی کی نماز کے فوت ہونے کو موت کے برابر کہا ہے۔ فرماتے تہے کہ ایک بزرگ تہے جنہین امیر گرامی کہتے تہے۔ ایک درویش کو اونکی زیارت کی آرزو دامنگیر ہوئی اور وہ اپنے مقام سے اونکی زیارت کے قصد سے چلا اسمین یہ کرامت تہی کہ جیسا خواب دیکہتا ویسا ہی وقوع مین آتا۔ چونکہ اسے امیر گرامی کی ملاقات کا بےحد شوق تہا اور اشتیاق زیارت کی آگ دلمین بہڑک رہی تہی اسلیئے نہایت عاجلانہ حرکت کے ساتہ سفر طے کر رہا تہا راستہ مین ایک منزل پر پہونچا وہان خواب دیکہا کہ امیر گرامی فوت ہو گئے بیدار ہونیکے بعد سخت افسوس کیا کہ جس شخص کی خواہش ملاقات مین مین نے اس قدر راہ طے کی وہ فوت ہو گیا اب مجہے وہان جانا نہ چاہیئے لیکن پہر خیال آیا کہ گو امیر گرامی کی ملاقات نصیب نہین ہوئی نہ سہی چلکر اونکی قبر ہی کی زیارت کرنی چاہیئے یہ سوچکر وہان سے آگے بڑہے۔ جب امیر گرامی کے شہر مین پہونچے تو لوگون سے پوچہنا شروع کیا کہ امیر گرامی کی قبر کہان ہے جس سے دریافت کیا جاتا تہا وہ جواب دیتا تہا کہ وہ تو زندہ ہین۔ درویش یہ سنکر حیران رہگیا اور دلمین کہا کہ میرا خواب تو جہوٹا نہین ہوتا یہ معاملہ کیا ہے الغرض جب امیر گرامی کی خدمت مین پہونچا سلام کیا اونہون نے سلام کا جواب دیکر فرمایا خواجہ تیرا خواب بالکل سچا ہے اصل بات یہ ہے کہ مین ہمیشہ مشغول بحق رہتا تہا جس شب کو تو نے خواب دیکہا ہے اوس رات کو مین غیر حق کی طرف مشغول تہا چنانچہ اوسی رات کو تمام عالم مین ڈونڈی پیٹ دی گئی تہی کہ امیر گرامی مر گیا۔ اسی اثنا مین حاضرین مین سے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت! اس حدیث کے کیا معنے ہین۔ صاحب الورد ملعون و تارک الورد ملعون فرمایا کہ یہ حدیث اہل کتاب کے بارہ مین ہے اور اسکی کیفیت یہ ہے کہ لوگون نے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین عرض کیا کہ فلان یہودی ورد پڑہا کرتا ہے حضور نے فرمایا کہ صاحب الورد ملعون یعنے اس قسم کا آدمی جو ورد پڑہتا ہے ملعون ہے۔ اسکے چندروز بعد پہر عرض کیا گیا کہ فلان یہودی نے وردکو ترک کر دیا حضور نے فرمایا تارک الورد ملعون۔ ازان بعد جناب سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہ حدیث عام ہے اور اسکی تاویل یون ہی ہو سکتی ہے

کہ مثلاً ایک شخص کسی قوم کا سردار ہے اور مخلوق شب و روز اوسکے پاس آمد و رفت کرتی ہے مسلمانونکی بہت سی
مصلحتین اسکے بولنے اور اون سے گفتگو کرنے پر موقوف ہین مگر حال یہ ہے کہ وہ اوراد و وظائف اور نوافل مین مشغول ہے
ایسے شخص کو صاحب الورد ملعون کہتے ہین۔ فرماتے تھے کہ شیخ المشائخ شیخ کبیر کا مذہب و طریقہ تہا کہ ظہر کی نماز پڑہنے
کے بعد جو کچھ کسیکو کہنا سننا ہوتا تہا آپ کہہ سن لیتے تہے اور حاجتمندون کی حاجتین اون ہی کی زبان سے آپکے
حضور مین پیش ہوتی تہین جب ان تمام باتون سے فراغت پا لیتے تہے تو اوراد و وظائف مین مشغول ہوتے تہے
اور فرمایا کرتے تہے کہ جب محتاج اور ضرورتمند لوگ ہر وقت موجود ہون اور یہ شخص ورد مین مشغول ہو تو ایسی
حالت مین صاحب ورد اپنے ورد مین کیا ذوق و شوق پا سکتا ہے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ گذشتہ مشائخ کا
طریقہ تہا کہ نماز فجر اور نماز ظہر کے بعد کسیکو اونکی خدمت مین حاضر ہونے کا موقع نہ ملتا تہا اور وہ آنے جانے والونکو
ممانعت کر دیتے تہے کہ ان وقتون مین کوئی شخص ہمارے پاس آنے نہ پائے لیکن میرا یہ طریقہ نہین ہے بلکہ
جو شخص جسوقت چاہے بے کہٹکے چلا آئے۔ اسی اثنا مین آپکی زبان مبارک سے ذیل کی بیت جاری ہوئی۔ **بیت**
در کوی خرابات و سرائے او باش ÷ منعے نہ بود بیا و بنشین و بباش ÷ اسیوقت ایک عزیز نے عرض کیا کہ اگر
کسیکو کوئی ایسا مشغلہ یا عذر پیش آئے جسکی وجہ سے اوسکا ورد شب فوت ہو جائے تو وہ کیا کرے۔ فرمایا کوئی
مضائقہ کی بات نہین ہے۔ اگر دن کا ورد فوت ہو جائے تو شب مین پڑہ لے اور شب کا وظیفہ فوت ہو جائے تو
دن کو پڑہ لے کیونکہ دن رات کا خلیفہ اور رات دن کی خلیفہ ہے۔

نکتہ باہر و باطن کی مشغولی اور مراقبہ اور ذکر خفی کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز
فرماتے ہے کہ آدمی کے باطن سے جو سانس باہر نکلتا ہے وہ ایک ایسا نفیس اور بے بہا گوہر ہوتا ہے جسکا بدل قیامت
تک میسر نہین ہو سکتا۔ رات دن سال و ماہ گرمی جاڑہ برسات یون ہی گذرے جاتے ہین لیکن انسان کو کبھی اسبات کا
خیال نہین ہوتا کہ مین نے رات دن کی ساعتون مین کتنے کام اچھے کیے اور کس قدر برے کیے مناسب ہے کہ ہر آدمی
ہمیشہ تامل کرے کہ مین نے دن مین کیا کیا اور رات کو کون کون باتین عمل مین لایا۔ اسیطرح آدمیون کو مناسب ہے
کہ تمام اوقات عبادت مین مستغرق نرہین کیونکہ اگر ایسا کرینگے تو ملالت و کسل عارض ہو جائے گی اور ملالت انجام
کار عبادت کی طرف بے رغبتی کا سبب بنجائے گی بلکہ عبادت بہی کرین آرام بہی لین نیکون کی صحبت مین بہی آمد و رفت
کرین کیونکہ جب صاحب ورد بہ نیت عبادت قدرے آرام مین مصروف ہوتا یا کسی نیک آدمی کے پاس بیٹہتا ہے
تو یہ بہی عبادت مین شمار کیا جاتا ہے ہان اگر نیت نہ ہو تو دونون فعل ضائع و برباد ہین اور آیہ واذا الموودۃ

سنلت بای ذیب قتلت کے معنی محققوں کے نزدیک ایسے ہی شخص پر صادق آتے ہین یعنے انفاس مین سے جو نفس کہ غیر یادِ حق اور غفلت مین گذارا ہے قیامت کے دن اوسکی بابت صاحب انفاس سے سوال ہوگا۔ کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے **بیت** قدرے شب و روز عاقبت بشناسی ؛ یک روز چنان شود کہ تا شب نکشی ؛ یعنے انجام کار تجہے رات دن کی قدر معلوم ہوگی کیونکہ ایک روز ایسا آنے والا ہے جسکی شب کبہی میسّر نہو سکیگی۔ اس مجلس مین ایک درویش بہی موجود تہا جسنے نہایت برجستہ بالبداہتہ یہ بیت پڑہی **بیت** میرود از جوہر یان کہربا ؛ ہر جوئے سنگے بمعنی کیمیا ؛ سلطان المشائخ نے یہ بیت سنکر اوسکی بہت ہی تحسین کی اور شاباش و آفرین کہی فرماتے تہے کہ مشغولی کے سات وقت ہین تین دن مین اور چار رات مین دِن کے تین یہ ہین۔ صبح سے اشراق تک۔ اشراق سے چاشت تک۔ ظہر کی نماز کے بعد سے مغرب کی نماز تک۔ اور رات کے چار وقت یہ ہین۔ مغرب کی نماز سے عشا کی نماز تک۔ عشا کی نماز سے تہجد کی نماز تک۔ تہجد کی وقت سے وقتِ سحر تک۔ سحر سے صبح کے وقت تک۔ فرماتے تہے کہ حدیث مین تین ایسی چیزین وارد ہوئی ہین جو اپنے عامل کو بہشت کی طرف رہنمائی کرتی ہین۔ ایک یہ کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد جس قدر مشغول بحق رہے گا اوسی قدر اوسے قیامت کے روز جنت مین جگہ دینگے اور ظاہر بات ہے کہ جنت کے ایک کوڑے اور تازیانہ کی مقدار دنیا اور ما فیہا کئی گنے زیادہ ہے۔ دوسرے اوس شخص کو بشارت جنت کی دیگئی ہے جو نماز ظہر کے بعد مشغول بحق رہتا ہے۔ تیسرے وہ شخص جو رباط مین رہتا ہے اور رباط خانقاہ کو کہتے ہین۔ شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ عبادت کے لئے مسجدین اور مشغولی کے لئے خانقاہین ہین اور تالیف قلوب کے لئے گہر ہین اور خانقاہ کے معنی ہین بیت العبادت یعنے عبادت کا گہر سلطان المشائخ سے لوگون نے دریافت کیا کہ یہ جو مشغولی کے وقت زانو اُٹہا کر اور اپنے تئین کسی چیز سے باندہکر بیٹہتے ہین۔ یہ جائز ہے کہ نہین فرمایا درویشون کا طریقہ نہین ہے بہتر یہی ہے کہ مشغولی کے وقت اوسیطرح بیٹہے جیسے نماز کے قعدہ مین بیٹہتا ہے یعنے دوزانو بیٹہے اور دونون ہاتہ زانو پر رکہلے البتہ زانو اُٹہا کر اپنے تئین کسی چیز سے نہ باندہکر اور تکیہ نہ لگا کر بیٹہنا اور سر زانو پر رکہنا درست ہے۔ شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر اور مولانا بدرالدین اسحاق اکثر اسی ہیئت سے بیٹہتے تہے۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ جناب سلطان المشائخ نے اسی بارہ مین یہ رباعی ارشاد کی ہے **رباعی** معشوق چو خورشید گزینی اے دل ؛ او بر فلک و تو بر زمینی اے دل ؛ سر بر زانو بسے نشینی اے دل ؛ او با تو و بر خویش نہ بینی اے دل ؛ یعنے اے دل خورشید جیسا معشوق تو نے اختیار کیا ہے وہ فلک پر اور تو زمین پر ہے جب تو اوسے اپنے پاس نہین دیکہتا تو تو سر زانو پر رکہکر اکثر

بٹھاکر فرماتے تہے کہ مشغولی کے وقت گو مربع بیٹھنا بھی آیا ہے لیکن چونکہ اس مین کوئی یقینی وتحقیقی روایت وارد نہین ہوئی ہے۔ اسلیئے مربع بیٹھنے سے اطمینان اور دل مین سکون وآسائش نہین پیدا ہوتی - آپنے یہ بہی فرمایا کہ مربع بیٹھنا ایک طرح جائز بہی ہے اور ایک طرح ناجائز بہی - جائز تو جوگیون کے ہیئت کے خلاف بیٹھنا ہے یعنے دونون قدم دونون زانودن کے نیچے رہین ایسی بیٹھک سے باطن مجتمع ہوتا ہے اور ناجائز بیٹھک یہ ہے کہ ایک قدم یا دونون قدم ران کے اوپر نکال لین اور یہی جوگیون کی نشست ہے کوئی پیغمبر مربع نہین بیٹھا - فرماتے تہے ایک درویش کسی موقع پر تنہا بیٹھا ہوا تہا ایک شخص اوسکے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مین تجھے یہان تنہا دیکھتا ہون درویش نے برجستہ جواب دیا کہ تیرے آنے کے سبب مین تنہا ہوگیا ہون ورنہ تنہا نہ تہا۔ ازان بعد آپنے یہ قطعہ زبان مبارک پر جاری فرمایا **قطعہ** جائے خالی بود حاجتہائی خود گفتمش ؛ اے نصیحت گوے بے حاجت چرا تو آمدی سر بزانو بود درویشے یکے اندر رسید ؛ گفت تنہائی بگفت آرے شدم تا آمدی ؛ فرماتے تہے کہ آدمی شروع شروع مین طاعت وعبادت کا زیادہ بوجھ اٹھا لیتے ہین لیکن جب وہ گران گذرتی ہے تو سخت مشکل پڑجاتی اور نہایت ناگوار گذرتی ہے لیکن جب کوئی شخص صدق نیت سے شروع کرتا ہے تو حق تعالی اوسے توفیق ارزانی فرماتا ہے اور مشکل کام بہی اوسپر آسان ہوجاتا ہے بعدہ فرمایا کہ جب کوئی شخص دنیاوی اشغال سے موبنہ موڑ کر مشغول بحق ہوجاتا ہے اور اسی صورت سے چندروز تک بفراغت گوشہ نشینی اختیار کرتا اور غوغائی خلق سے تنگ ہوکر خلوت مین اوقات کو معمور وآباد رکہتا ہے اور ساتہ ہی مراقبہ ومشاہدہ مین محو ومستغرق ہوجاتا ہے تو اوسکی ہمت اور قصد اسی مین منحصر ہوجاتا اور وہ لوگون کی آنکھون سے مستور ہوجاتا ہے۔ مین نے سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ بعض مشائخ نے ہمیشہ خلوت مین رہنے کو پسند کیا ہے جیسے ابو یعقوب یوسف ہمدانی اور بعض نے دو خلوتون مین فصل کرنے کو پسند کیا ہے جیسے ابو النجیب سہروردی پہلے فریق کی دلیل یہ ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ احب الاعمال ادومہا وان قل یعنے تمام عملون مین وہی عمل بہتر ہے جسپر مداومت وہمیشگی ہو اور فرمایا یا فلان لاتکن مثل فلان کان یقوم اللیل ثم ترک قیام اللیل یعنے اے فلان تو اوس شخص جیسا نہ ہو جو شب کو قیام اکید کرتا تہا پہر قیام لیل ترک کر بیٹھا۔ اور دوسرے فریق کی دلیل یہ ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا مین ایک ہفتہ یا دو ہفتہ خلوت کرتے تہے اور یہ بہی آیا ہے کہ ان لنفسک علیک حقا یعنے تیرے نفس کا بہی تجہپر حق ہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ خلوت مین ایسا کمال پیدا کرے کہ یہ خلوت دن بدن بلکہ ساعت بساعت ترقی پذیر ہو اور اوسکا موجودہ زمانہ گذشتہ

زمانہ سے راجح وغالب ہو۔ یہ معاملہ انبیاء علیہم السلام کو میسر تہا کہ اونکا ہر موجودہ زمانہ گذشتہ سے نمایان ترقی
کرجاتا تہا اور جب اونہین یہ کیفیت میسر ہوئی تو دوسرونکو بہی حاصل ہونا ممکن ہے۔ اس تقریر پر دو وجہ سے اعتراض
وارد ہوسکتا ہے ایک یہ کہ کبہی ایسا ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا موجودہ وقت گذشتہ اوقات سے افضل
اور بزرگ نہین ہوتا بلکہ بیشتر اوقات اونہین ترقی سے پستی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ پہلی حالت
عزت اور دوسری مذلت کی ہے حالت عزت ذلت کی حالت کے مساوی نہین ہوتی دوسرے یہ کہ جناب نبی کریم
صلے اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین مقام خداوندی حاصل کیا اور نہایت اعلی درجہ کی نعمتون سے سرفراز
ہوئے اور یہ معلوم ہے کہ جو رفعت وبزرگی حضور کو اوس شب مبارک مین میسر ہوئی دوسری راتون مین کب حاصل
ہوسکتی ہے۔ پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ذلت کی حالت مین جو قیمتی جواہر اور وزنی فضل مخفی ہین وہ عدم
ذلت کی حالت مین نہین اور جو عظمت وکرامت خاکساری وذلت کے مرتبہ مین انسان کو میسر ہوتی ہے وہ
عزت کے مرتبہ مین بہت کم میسر ہوسکتی ہے۔ حالت ذلت ہی مین آدمی کو ندامت انکسار افتقار جنمین سے ہر ایک
بڑی بڑی نعمتون کا سرچشمہ اور فضائل کا منبع ہے حاصل ہوتے ہین۔ چنانچہ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ گنہگار
معصیت کی حالت مین تین ایسی صفتون کا آئینہ ہوتا ہے جسکی روشنی سے اوسکا تمام باطن منور ہوجاتا ہے
ایک یہ کہ وہ جانتا ہے کہ جو کام مین کر رہا ہون وہ نیک اور اچہا نہین ہے۔ دوسرے اوسے اسبات کا یقین ہوتا ہے
کہ اس کام کو خدا تعالی دیکہ رہا ہے کیونکہ وہ ہر جگہ ہر وقت حاضر وناظر ہوتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اوسے ندامت انکساری عجز
وتواضع حاصل ہوتی اور غفلت سے ہوشیاری میسر ہوتی ہے۔ دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ شب معراج کے علاوہ
اور راتون مین جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو جو قرب حاصل تہا وہ شب معراج سے کسیقدر کم نہ تہا بلکہ اگر غور سے
دیکہا جائے تو اوس سے بہت زیادہ ثابت ہوتا ہے۔ ہان اتنی بات ضرور ہے کہ شب معراج صرف شہرت کی وجہ سے لوگون پر
روشن وظاہر ہوگئی اور دیگر راتین خلق سے مخفی ومستور رہین۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مولانا فخر الدین زرادی نے سلطان المشائخ
سے دریافت کیا کہ کلام اللہ کی تلاوت مین مشغول ہونا بہتر ہے یا ذکر مین فرمایا جو لوگ ذکر پر مداومت کرتے ہین اونہین
وصول بہت جلد حاصل ہو جاتا ہے لیکن اسکے ساتہ ہی اوسکے زوال کا بہی خوف واندیشہ ہوتا ہے بخلاف اسکے کلام اللہ
کی تلاوت کرنے والے کو گو وصول دیر مین حاصل ہوتا ہے لیکن اوسکے زوال کا چندان خوف نہین ہوتا۔ آپ یہ بہی
فرماتے تہے کہ حدیث مین آیا ہے بنی اسرائیل مین سے جو شخص خدا کی طرف بدل رجوع کرتا اور کامل ساٹہہ سال تک
خدا کے احکام وقوانین کے آگے گردن تسلیم خم کیئے رہتا اور اوسکے فرمان کی بجا آوری مین نہایت سرگرمی کے ساتہ

کوشش کرتے اوسے جناب الٰہی سے خلعت رسالت عطا ہوتا اور اون ساٹھ سال کے گذر جانے کے بعد اوسے وحی
یا الہام ہوتا۔ اور اگر کوئی شخص بارہ سال تک مشغول بحق رہتا اوسے ولایت کا مرتبہ میسر ہوتا اور جب وہ ولیون مین
شمار کیا جاتا تو حکم خدا سے ایک سفید ابر کا ٹکڑا اوسکی قد و قامت کے مقدار ہمیشہ سر پر چھایا رہتا۔ فرماتے
تہے کہ مشغول کی کئی قسمین ہین ایک فارغ مشغول اور یہ وہ شخص ہے جسکا ظاہر تو مشغول بحق ہو لیکن باطن
مختلف خیالات اور متعدد خطرات سے مشوش و پراگندہ ہو۔ دوسرے مشغول فارغ یہ وہ شخص ہے جو ظاہر
مین مخلوق کے بوجھہ کی برداشت کرے اور باطن مین مشغول بحق ہو خدا تعالی کے علاوہ سب سے فارغ اور دنیاوی
تعلقات سے متنفر ہو۔ سالک کو مکڑی سے کم نہ ہونا چاہیئے۔ فرماتے تہے کہ مخلوق کی چار قسمین ہین۔ بعض لوگ تو
ایسے ہوتے ہین جنکا ظاہر آراستہ اور باطن خراب ہوتا ہے اور بعضون کا باطن آراستہ اور ظاہر خراب ہوتا ہے
اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہین جنکا ظاہر و باطن دونون خراب ہوتے ہین اور ایک گروہ ایسا ہوتا ہے جسکا
ظاہر و باطن دونون آراستہ ہوتے ہین۔ جن لوگون کا ظاہر اچھا اور باطن خراب ہوتا ہے یہ وہ عبادتگذار
اور پابند صوم وصلوٰۃ ہین عبادت تو بہت کرتے ہین لیکن دل دنیا مین مشغول رہتا ہے۔ اور جس فریق کا
باطن اچھا اور ظاہر خراب ہوتا ہے یہ وہ مجنون اور دیوانے لوگ ہین جنکا دل ہمیشہ مشغول بحق رہتا ہے اور
ظاہر مین بے سروسامان رہتے ہین جس گروہ کا ظاہر و باطن دونون خراب ہوتے ہین وہ عوام الناس ہین
اور جن لوگون کا ظاہر و باطن دونون آراستہ رہتے ہین وہ مشائخ کا فرقہ ہے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ گلستان
مین لکھتے ہین کہ مین نے شام کے مشائخ سے دریافت کیا کہ حقیقت کسے کہتے ہین جواب دیا گیا کہ اس سے پیشتر
جہان مین ایک گروہ تہا جو بظاہر پراگندہ اور متفرق معلوم ہوتا تہا لیکن حقیقت مین جمع تہا اب ایک
ایسی مخلوق ہے جو ظاہر مین جمع اور باطن مین پراگندہ ہے چنانچہ آپ اسی مضمون کو نظم کے پیرایہ مین یون
ادا کرتے ہین **نظم** چو ہر ساعت از تو بجائے رود دل ٭ بہ تنہائی اندر صفائی نہ بینی ٭ گرت مال و جاہ ست و زرع
و تجارت ٭ چو دل با خدا ایست خلوت نشینی ٭ فرماتے تہے کہ عمرو نامی ایک درویش تہا جو کہا کرتا تہا کہ جو شخص
میرے پاس آکر باطن مین مشغول بحق ہوتا ہے چالیس روز کے بعد واصلان خدا مین سے ہو جاتا ہے اسی اثنا
مین حاضرین مجلس مین سے ایک عزیز نے دریافت کیا کہ حضور اس بارہ مین کیا ارشاد فرماتے ہین فرمایا مشغولی
باطن کا حکم دیتا ہون اور یہ اون مشاغل کے خلاف ہے جسکی نسبت مشائخ رحمہم اللہ نے ارشاد فرمایا ہے
مشائخ کو چاہیئے کہ اول مشغولی ظاہر کا حکم فرمائین تاکہ ظاہر سے باطن کی طرف سرایت کرے۔ کاتب حروف نے

اس تقریر سے یہ مسئلہ استنباط کیا ہے کہ مشغولی ظاہر بمنزلہ عشق مجازی کے ہے اور مشغولی باطن عشق حقیقی کے قائم مقام اور یہ مقدمہ بدلائل ثابت ہو چکا ہے کہ المجاز قنطرۃ الحقیقۃ یعنے مجاز حقیقۃ کا پل ہے مطلب یہ ہے کہ جسطرح عشق مجازی سے عشق حقیقی کی طرف پہونچ سکتے ہین اوسیطرح مشغولی ظاہر سے مشغولی باطن کی طرف پہونچ سکتے ہین۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ شروع ہی سے مشغولی باطن کی تعلیم دینا نہایت نازک اور خطرناک بات ہے لیکن ایک درویش سے لوگ نقل کرتے ہین کہ وہ ابتداہی سے مشغولی باطن کی تعلیم دیتے تہے۔ فرماتے تہے کہ اصل کام مراقبۂ دل ہے اور یہ ایسی عبادت ہے جو تمام اعضا کی عبادت پر راجح و غالب ہے۔ قاضی محی الدین کاشانی نے سلطان المشائخ سے پوچہا کہ نمازی یا ذاکر جب حضور مین ہو اور مذکور مولی کا باطن مشغول بحق ہو تو اوسوقت اوسے مراقب کہہ سکتے ہین کہ نہین اور مراقبہ متحقق ہوتا ہے یا نہین فرمایا باعتبار لغت تو مراقبہ ہی ہے لیکن مشائخ طریقت کی اصطلاح مین دل کا جمال حق کو مشاہدہ کرنا اور خدائی ذو الجلال والاکرام کو دیکہنا مراقبہ ہے اور دل کا عمل مخفی و پوشیدہ ہے یہانتک کہ کوئی شخص اوسکے عمل پر واقف نہین ہو سکتا بلکہ وہی خوب جانتا ہے کہ مین کیا کرتا ہون اور کیا جانتا ہون اور کیا دیکہتا ہون۔ اور لوگ جانتے ہین کہ وہ بیکار ہے حالانکہ وہ کام مین مشغول ہے بعدہ ارشاد فرمایا کہ ذکر خفی مراقبہ سے بالاتر ہے ستر درجہ۔ بزرگون نے کہا ہے کہ دل کا خدا تعالی کو دیکہنا مراقبہ ہے اور ذکر خفی۔ ذات خداوندی کے علم کو کہتے ہین وہ علم جو بندہ کے ظاہر و باطن پر طلوع کرے یہانتک بندہ کو اس رویت اور اس علم کا شعور رہتا ہے لیکن جب یہ رویت اور یہ علم بندہ کے دلپر مستولی و غالب ہو جاتا ہے تو بندہ شعور سے بے شعور ہو جاتا ہے اور اسی کو ذکر خفی کہتے ہین۔ دوبارہ قاضی محی الدین کاشانی نے دریافت کیا کہ مرید کا مراقبہ خدا تعالی کے لئے اور جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اور شیخ کے لئے علٰحدہ علٰحدہ چاہیے یا سب کے لئے دفعۃً واحدۃً درست ہے۔ فرمایا یہ بہی ممکن ہے کہ ہر ایک کیلئے الگ الگ مراقبہ کیا جائے اور یہ بہی ہو سکتا ہے کہ سب کے لئے ایک ہی دفعہ کیا جائے لیکن جب کوئی شخص سب کے لئے ایکدفعہ مراقبہ کرنا چاہے تو یون کرے کہ موہنہ کے آگے خدا کو حاضر تصور کرے اور داہنی طرف پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اور بائین جانب شیخ کو حاضر جانے اور جو حرکت و سکون ظہور مین آئے اور جو خطرہ دلمین خطور کرے اوسے حق تعالی کی طرف سے دیکہے اور اوسی کی طرف سے جانے۔ فرماتے تہے کہ ایکدن خواجہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ مقام مراقبہ مین بیٹہے ہوئے تہے اور ایسے سکون و وقار کے ساتہ بیٹہے ہوئے تہے کہ بدن کا ایک بال بہی جنبش نکرتا تہا لوگون نے دریافت کیا کہ آپنے یہ مراقبہ کس سے سیکہا فرمایا ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مین نے دیکہا بلی چوہے کے

سوانخ مین اسطرح بیٹہی ہتی کہ اوسکے جسم کا ایک بال ہی جنبش ہنین کرتا ہتا اور جو لوگ اوسکے پاس بیٹہے ہوئے
تہے اون سے اوسے ذرا خوف وہراس نہ تہا بلکہ اونکے ہونے نہونے کی خبر تک نہ تہی۔ میرے دل مین خیال پیدا ہوا
کہ ایک بے عقل حیوان صرف ایک ذلیل اور مختصر لقمہ کی طمع مین کس طرح سکون ووقار سے بیٹہا اور اپنے اعضاء
جوارح کو کسدرجہ حاضر کر رکہا ہے انسان باوجود عقل ومعرفت کے اگر ایسا نہ کرے تو اوسپر سخت افسوس ہے
اور اوسکا مرتبہ بلی سے بہت نیچے ہے۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ہمارے زمانہ مین دو شخص نہایت متقی
وپرہیز گار تہے۔ ایک مولانا تقی الدین محبوب۔ یہ نہایت دانشمند اور صلح آدمی تہے اور خیرات ونیکیون کی
طرف از حد حریص تہے۔ آنے جانیوالون کی بہت خدمت کرتے اور مہمانون سے ہمیشہ مسلوک رہتے تہے یہانتک کہ
لوگ اونکے بہت ہی شکر گذار اور قدردان تہے۔ دوسرے شیخ تقی الدین کے نام سے شہرت رکہتے تہے۔ یہ شخص
صاحب حال ووجد تہے مراقبہ مین ہمیشہ مستغرق رہتے اور ان پر اسدرجہ محویت غالب ہتی کہ کسی چیز کی خبر نہ رکہتے
تہے اور یہ نہ جانتے تہے کہ آج کون سا دن ہے یا کونسا مہینا ہے۔ غرضکہ ہر وقت مشغول رہتے اور نہایت اعلی
درجہ کی مشغولی رکہتے تہے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص انکے پاس کاغذ کا ٹکڑا لایا اور عرض کیا کہ شیخ
اپنا نام اسپر تحریر کردین آپنے قلم اوٹہایا اور حیرت زدہ ادہر اودہر دیکہنے لگے خادم نے آپکی یہ کیفیت دیکہکر
معلوم کر لیا کہ شیخ اپنا نام بہول گئے ہین۔ عرض کیا کہ شیخ کا نام محمد ہے چنانچہ اوسکے جتانے اور یاد دلانے سے
اپنا نام کاغذ پر تحریر فرمایا۔ اسیطرح ایک اور دن کا ذکر ہے کہ آپ جامع مسجد تشریف لے گئے اور مسجد کے
دروازہ پر پہونچکر متحیرون کی طرح کہڑے ہوگئے آپکے ساتہ جو خادم ہتا اوسے معلوم ہوگیا کہ شیخ اپنے داہنے
پاؤن کو بہول گئے ہین اور اسیوجہ سے حیران وپریشان کہڑے ہین چنانچہ اوسنے شیخ کے سیدہے پاؤن پر ہاتہ
رکہکر کہا کہ شیخ کا سیدہا پاؤن یہ ہے اسوقت شیخ نے سیدہا پاؤن مسجد مین داخل کیا اور اندر تشریف
لے گئے۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ مین نے جناب شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز
کے نواسہ محترم خواجہ عزیز الدین سے سنا ہے جنکے مناقب وفضائل شیخ شیوخ العالم کے نواسون کی فہرست
مین ذکر ہو چکے ہین۔ شہزادۂ عالم یعنے خواجہ عزیز الدین فرماتے تہے کہ ایکدفعہ مین سلطان المشائخ قدس اللہ
سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر ہوا۔ دیکہتا ہون کہ آپ چارپائی پر قبلہ رخ بیٹہے اور مونہ مبارک اوپر
کی طرف کیئے ہوئے ہین آپکی آنکہیں آسمان کی طرف لگی ہوئی ہین اور دیدار جمال آلہی مین مستغرق ہین۔ مین
آپکی یہ کیفیت دیکہکر بہت پچہتایا اور ڈرا کہ ایسے نازک اور خطرناک موقع مین میرا آنا کسیطرح جائز نہتا

اب مین ایک عجب کشمکش مین تہا نہ تو مجہے واپس آنے کا یارا تہا نہ وہان کہڑے ہونے کی قوت ہتی لیکن مجہے بہت
تہوڑی دیر انتظار کرنا پڑا کہ دفعۃً سلطان المشائخ سر سے پاؤن تک کانپ اوٹہے اور آپ کا سارا جسم مبارک
تہر تہر کانپنے لگا۔ آپ عالم خودی مین آئے اور مبارک آنکہونکو ہاتہون سے ملکر پوچہا کہ تم کون ہو۔ مین نے عرض
کیا کہ کمترین عزیز۔ آپنے نہایت مہربانی کی اور کمال شفقت فرمائی اور ادہر اودہر کی باتین دریافت فرمانے لگے
مولانا علی شاہ جاندار خلاصۃ اللطائف مین لکہتے ہین کہ مین نے شیخ مخدوم سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس سرہ
سرہ العزیز کو مراقبہ مین دیکہا اور عجیب کیفیت مین دیکہا۔ ایکدن مین آپکی مجلس مین قدمبوسی کے لیئے حاضر
ہوا دیکہتا ہون کہ آپ نہایت سکون و اطمنیان کے ساتہ بیٹہے ہین اور بدن مبارک کا کوئی جزو کوئی رونگٹا جنبش
مین نہ تہا آنکہین کہلی ہوئی تہین اور آسمان کی طرف ٹکٹکی باندہے دیکہہ رہے تہے تہوڑے عرصہ کے بعد مجہسے
ارشاد فرمایا تم کون ہو۔ مین نے تعجب حضور کی یہ کیفیت دیکہی تو اولٹے پاؤن پلٹ آنیکا ارادہ کیا آپنے میری جانب
آنکہین کہین بلکہ میری طرف توجہ کی اور مجہے اچہی طرح پہچانکر فرمایا کہ بیٹہہ چنانچہ مین مودب بیٹہہ گیا آپ مجہسے باتین
کرتے جاتے تہے اور آنکہین بالکل اوسی طرح گردش کر رہی تہین جیسے مست اور نشہ والے کی گردش کرتی
ہین۔ زان بعد حضور نے فرمایا تم اپنے گہر مین کیا شغل رکہتے ہو۔ عرض کیا جو حضور کا حکم ہوا اوسپر عمل کرتا
فرمایا مشغول بحق رہو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا فقیر کو لائق و سزاوار ہے کہ اپنے دل مین نہایت خضوع و خشوع
کے ساتہ اسبات کا تصور کرے کہ مین خدا و رسول کے آگے بیٹہا ہون اور اسی پر مداومت کرے۔ پہر مخدوم نے ارشاد
فرمایا کہ کہڑے ہو جاؤ اور اپنے دوستون کی جماعت مین جاکر بیٹہہ جاؤ کیونکہ مین مشغول بحق ہوتا ہون۔ ایکدفعہ
چند عزیزون نے سلطان المشائخ سے پوچہا کہ سب عملون مین کونسا عمل زیادہ افضل و بزرگ ہے فرمایا سر کی مراعات
کرنی۔ ظاہر مین مجلس اور باطن مین مراقبہ مین مشغول ہونا۔ مین نے سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا

ہے کہ یا ایہا الناس احتسبوا اعمالکم فان احتسب عملہ کتب لہ اجر عملہ حسبۃ الاحتساب من الحسب کالاعتداد من العد

قیل احتساب العمل ان تنوی بہ حسبۃ للہ والحسبۃ من الاحتساب کالعدۃ من الاعتداد یعنے لوگو! اعمال کی
نگرانی مین بہت کوشش کرو کیونکہ جو شخص حسبۃً للہ کوئی عمل کرتا ہے اوسکے عمل کا اجر لکہا جاتا ہے احتساب
حسب سے مشتق ہے جسطرح اعتداد عد سے۔ بعضے لوگ یہ بہی کہتے ہین کہ عمل مین حسبۃ للہ نیت کرنے کو احتساب العمل
سے تعبیر کرتے ہین اور حسبۃ احتساب سے ماخوذ ہے جیسے عدۃ اعتداد سے۔ فرماتے تہے ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مین
اون کتابون کے مطالعہ کرنے مین مشغول ہوا جو مین نے طالب العلمی کے زمانے مین پڑہی تہین دفعۃً ایک وحشتناک

تاریکی مجھمین پیدا ہوئی اور مین اپنے دل مین کہہ رہا تھا کہ مین کہان سے کہان جا پڑا۔ ازان بعد فرمایا کہ جب شیخ ابوسعید ابوالخیر عروج کمال کو پہونچے تو اون کتابون کے بستے ایک گوشہ مین رکھدیئے جو آپنے پڑہی تہین ایکدن آپنے مکان کے گوشہ مین سے کوئی کتاب اوٹہا کر مطالعہ کیا اسی اثنا مین ہاتف نے آواز دی کہ اے ابوسعید ہمارا عہد نامہ واپس کردو کیونکہ تم ہمارے غیر کی طرف مشغول ہوگئے۔ سلطان المشائخ جب اس حکایت پر پہونچے تو آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور روکر فرمانے لگے ؎ تو سایہ دشمنی کجا در گنجی ہو جائیکہ خیال دوست دشمن باشد؛ یعنے جس جگہ کتب فقہ اور احکام شرع واجب ہون وہان دوسری چیزون کی کیا ہستی ہوسکتی ہے فرماتے تہے کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس اللہ نے باطنی صفائی کا ایک نہایت ہی عمدہ اور مفید نسخہ تجویز کیا ہے فرماتے ہین کہ باطنی صفائی حاصل ہونے کے لیئے پانچ چیزون پر مداومت و مواظبت کرنی چاہیئے ایک یہ کہ ہمیشہ مسواک کیا کرے۔ دوسرے یہ کہ قرآن مجید کی تلاوت پر مداومت کرے اور اگر یہ نہو سکے تو قل ہو اللہ پڑہا کرے۔ تیسرے یہ کہ روزون پر مواظبت کرے اور اگر ہمیشہ روزہ سے رہنا ممکن نہو تو ایام بیض پر مداومت کرے۔ چوتھے قبلہ رخ بیٹھنے کی عادت ڈالے۔ پانچوین ہمیشہ باوضو رہے۔ شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ ایکدن مین حضرت سلطان المشائخ کی خدمت اقدس مین حاضر تہا آپ فرمارہے تہے کہ بہت نماز پڑہنا اوراد و وظائف مین بکثرت مشغول رہنا۔ قرآن مجید کی تلاوت مین بہت مصروف رہنا یہ سب کام چندان مشکل نہین ہین ہر با ہمت شخص کرسکتا ہے بلکہ ایک ضعیف بڑہیا بہی کرسکتی ہے روزہ پر مداومت کرسکتی تہجد گذاری مین مصروف رہ سکتی ہے۔ قرآن مجید کے چند پارے پڑہ سکتی ہے لیکن مردان خدا کا کام کچہہ اور ہی ہے اور وہ کل تین باتین ہین۔ اول کہانے کپڑے کا غم دلمین نہ آنے دے جس درویش کے دلمین کہانے پینے کا غم گذرتا رہتا ہے اوسکی کوئی غرض کبہی حاصل نہین ہوتی۔ دوسرے خلا ملا اور ظاہر و باطن مین خدا کی طرف مشغول رہے اور یہ تمام مجاہدون کی جڑ ہے۔ تیسرے اس نیت و قصد سے کوئی بات مونہہ سے نہ نکالے کہ مخلوق کے دل اوسکی طرف مائل ہون اور اگر وعظ و نصیحت کرے تو اوسمین کسی غرض کی آمیزش اور نمود و ریا کا دخل نہ ہو بلکہ محض اخلاص اور حسبۃً للہ ہو جب درویش یہ معاملہ اختیار کرے گا تو خدا تعالی اوسے اپنی درگاہ کے اون تمام بزرگون کا مخدوم و مطاع بنادیگا جو اوس زمانہ مین موجود ہون گے۔

یہ بہی فرماتے تہے کہ جب کوئی شخص ذکر کرنے بیٹھے تو اول تین دفعہ لا الہ الا اللہ کہے۔ چوتہی مرتبہ محمد رسول اللہ اور پانچوین دفعہ پہر لا الہ الا اللہ کہے۔ چہٹی بار محمد رسول اللہ۔ ساتوین بار لا الہ الا اللہ آٹہوین بار

محمد رسول اللہ۔ نوین بار لاالہ الا اللہ۔ دسوین بار محمد رسول اللہ کہے۔ مین نے سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکھا ہے کہ ہمارے مشائخ رحمہم اللہ نے ذکر کے وقت لاالہ الا اللہ کا ورد اختیار کیا ہے لیکن شیوخ کے نزدیک لاالہ الا اللہ مختار و پسندیدہ ہے اور شیخ ابو سعید ابو الخیر نے صرف اللہ پسند کیا ہے۔ ذیل کی عبارت بہی سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہی دیکہی ہے۔ من اراد ان یکون القصور مسکنہ والجنان ماواہ فلیقل دائما بلا عجب اشہد ان لاالہ الا اللہ ہو یعنے جو شخص اپنا مسکن جنت کے محلون مین بنانا چاہے اور جنتون کو اپنا ٹہکانا بنانا چاہے اوسے بغیر عجب و ریا اشہد ان لاالہ الا اللہ ہو پر مداومت کرنی چاہیئے۔ شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تہے کہ ذکر کرتے وقت اپنے دونون ہاتہہ دونون زانوؤن پر رکہے اور لاالہ الا اللہ کہے۔ اسوقت سر کو جنبش دے اور جب کلمہ لاالہ الا اللہ دل سے نکلے تو سر بائین جانب لیجائے اور یہ تصور کرے کہ جو چیزین خدا تعالی کے علاوہ ہین سبکو دل سے باہر نکال پہینکا ازان بعد دائین طرف سر کو جنبش دے اور کسیقدر قوت اور زور کے ساتہ الا اللہ کہے اس لفظ کے کہتے وقت یہ تصور کرے کہ حق تعالی مجہہ مین جلوہ گر ہے اور اوسکے سوا سب چیزین دل سے نکل گئی ہین اسیطرح اوسوقت تک ذکر مین مشغول رہے جبتک اچہی طرح اپنے دونون کانون سے اوس ذکر کی آواز نہ سُن لے جو دل سے نکلتا ہے بعضے درویش ایسے بہی ہین کہ اونکی زبان تو خاموش اور ساکت رہتی ہے مگر دل ذکر حق مین مشغول رہتا یہان تک کہ جو آواز دل سے نکلتی ہے اوسے وہ اپنے کانون سے سنتے ہین شیخ نصیر الدین محمود سے لوگ نقل کرتے ہین کہ آپنے فرمایا ذکر کے تین طریقے ہین ایک یہ کہ قبلہ رخ بیٹہے اور دونون ہاتہہ دونون زانو پر رکہے اور یہ تصور کرے کہ حق تعالی حاضر و ناظر ہے اور میرے ساتہ موجود ہے۔ دوسرے یہ کہ ذاکر تصور کرے کہ خدا تعالی میرے دلمین موجود ہے اور اوسکے سوا کوئی دوسری چیز نہین ہے۔ یہ طریقہ حلولی مذہب والون کے مشابہ ہے اور حلول کے صاف معنی یہ ہے کہ آدمی اسبات کا تصور کرے کہ خدا تعالی سب جگہ موجود ہے اور میرے دل مین بہی ہے۔ تیسرے یہ کہ ذاکر اپنی آنکہین آسمان کی طرف اوٹہائے رکہے۔ دونون آنکہونکو کہلا رکہے اور مشغولی کے وقت یہ تصور کرے کہ میری روح قالب سے پرواز کر کے اول آسمان پر اور اول سے دوسرے پر۔ دوسرے سے تیسرے پر یہانتک کہ ساتوین آسمان پر پہونچگئی اور حق تعالی کے دیدار مشاہدہ مین مشغول ہے اگر کوئی ذاکر اس آخر الذکر ذکر کے طریقے پر استقامت کرے گا تو چند روز کے بعد ایک دوڑا اوسے نظر پڑے گا اور اوسے یہ معلوم ہو گا کہ ڈورے کا ایک سرا آسمان کی طرف اور ایک سرا دل مین موجود ہے۔ ذاکر کے سب مرتبون مین یہ طریقہ اعلی مرتبہ کا ہے اور مشائخ رحمہم اللہ جسے مشغولی باطن کہتے ہین وہ یہی طریقہ ہے۔ حکیم سنائی کیا خوب فرماتے ہین

مثنوی- این همه علم جسم مختصرست ۔ علم رفتن بسوی حق دگرست
روی سوی جہان حی کردن ۔ عقبی وجاہ زیر پے کردن
جاہ وحرمت زدل رہا کردن ۔ پشت درخدمتش دوتا کردن
تنقیہ کردن نفوس از بد ۔ تقویت کردن روان بخرد
رفتن از منزل سخن کوشان ۔ برنشستن بصدر خاموشان
رفتن از فعل خوی بد منفتش ۔ در صفت این مقام معرفتش
آنکہ از معرفت بعالم راز ۔ پس رسیدن بآستان دراز
در درون تو نفس دل گردد ۔ ز ہمہ کردہ ہا خجل گردد
خانمانش ہمہ براندازد ۔ در رہ امتحانش بگدازد
در تن تو چو نفس تو بگداخت ۔ دل بتدریج کار خویش بساخت
پس از وحق نیاز بستاند ۔ چون نیازش نماند حق ماند
پس زبانے کہ راز مطلق گفت ۔ راست منصور کو انا الحق گفت
راست گفت آنکہ گفت اہل حال ۔ گفت دع نفسک پس تعال
زتو تا دوست نیست رہ بسیار ۔ رہ توئی پس بزیر پاے درآر
تا بہ بینی بدیدہ لاہوت ۔ خطہ ذی الملک وخطہ ملکوت
با بہانہ آن گہے کہ گشتی یار ۔ دل برآر از نفس تیرہ دمار
کے بود ما زما جدا ماندہ ۔ تو من رفتہ و خدا ماندہ

آٹھوان باب محبت اور شوق اور عشق اور خدا تعالی کے دیدار کے بیان مین- کاتب حروف محمد مبارک علوی المدعو بامیر خورد عرض کرتا ہے کہ سالک کو چاہیئے کہ اپنے پیر کے جمال ولایت کا عاشق رہے اور اوسکی محبت اشتیاق مین ہمیشہ غرق رہے اگر ایسا کرے گا تو تہوڑے عمل اور کثرت نیاز کی وجہ سے اوس اصلی مقصد بہت جلد پہونچ جائیگا جو اس راہ کے طالبون کا مقصود اعظم ہے اور اگر اس بارہ مین اوسے حظ نہو اور اوسکی جبلت وفطرت مین نقصان واقع ہو تو سالہا سال خدا تعالی کے کام مین نہایت سرگرمی اور مستعدی کے ساتھ کوشش کرے- اور روزے- شب بیداری- عبادت گذاری- تہجد سے اپنے نفس کو جلائے اور نہایت خون جگر کے ساتھ اس راہ مین سعی کرے اور ان سب باتون کے علاوہ دوست حقیقی سے باخلاص اور عجز وانکسار کے ساتھ پیش آئے اگر ایسا کریگا تو آہستہ آہستہ اوس عالم کی روشنی کا دروازہ اسپر کہلجائیگا اور اپنے مطلب ومقاصد پر فتح پائیگا- شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے **بیت** عمرے باید دراز وصبر در پیش کنم ÷ تا با تو رسم وحکایت خویش کنم ÷ یعنی مجھے ایک دراز عمر تک صبر اختیار کرنا چاہیئے تاکہ تجھہ تک پہونچون اور اپنا قصہ بیان کرون اور اس غم کی دولت اور اندوہ وعشق کی سعادت ہر کس و ناکس کو نہین دیتے- یہ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** غم ودرد آمد نصیب دلے ÷ کہ در عشق اوشگفد چون گلے ÷ غمت خاصہ آدمی راست وبس ÷ نداد ند این چاشنی را بکس ÷ یعنے غم ودرد اوسی دل کو نصیب ہوتا ہے جو عشق مین پہول کی طرح شگفتہ رہتا ہے تیرا غم ودرد صرف آدمی کا خاصہ ہے اور یہ چاشنی

ہرکس و ناکس کو نہین دیجاتی۔ عشق کا خلعت ہر مخلوق پر درست نہین آیا اور بجز حضرت آدم علیہ السلام اور اون کی بعض اولاد کے اور کسی مخلوق کو میسر نہین ہوا۔ تاج ریزہ کہتے ہین ؎ خلعتے یارب چہ گویم چون عروس آراستہ ؛ برا بربالائے شاہ راستین آوردہ اند ؛ عشق کے گران بہا جوہر کو صرف گوہر انسانی کے لیئے پیدا کیا تاکہ اوسے لباس محبت سے آراستہ اور جوہر عشق سے مزین کرکے میدان عرصات مین جلوہ دین۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے ؎ ہیچکس را در جہان نرسید ؛ جوہر عشق او مگر ما را ؛ یعنے اس جہان مین اوسکا جوہر عشق بجز ہمارے اور کسیکو نہین پہونچا ایک اور شعر عرض کرتا ہے ؎ جز من ہر کہ کند دعوی عشق تو خطاست ؛ زانکہ عشق تو نصیب دل دیوانہ ماست ؛ یعنے میرے علاوہ جو شخص تیرے عشق کا دعوی کرے وہ خطا پر ہے کیونکہ تیرا عشق صرف ہمارے ہی دل کا حصہ ہے۔ اسکے مناسب حاجی محمد کی وہ حکایت نہایت مناسب اور چسپان تر ہے اور جو اوراد کے باب نکتہ ادعیہ ماثورہ مین قدرے بسط اور تفصیل کے ساتھ گذر چکی ہے اور جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حاجی محمد نے قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین عرض کیا کہ آپ سلطان المشائخ سے عرض کرین کہ جب سے مین حج کرکے آیا ہون دلمین قرار و اطمینان نہین پاتا ہون آپ میری خاطر حضرت سے کوئی دعا پوچھ دیجیئے تاکہ میرے دل کی بیقراری اور پریشانی دفع ہو۔ چنانچہ قاضی محی الدین کاشانی نے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کیا آپنے فرمایا ایسے شخصکو دو کام کرنے چاہیئین یا تو کسب و حرفت مین مشغول ہونا چاہیئے جس سے وجہ معاش حاصل ہو یا عبادت و گوشہ نشینی مین کچھ زمانہ بسر کرنا چاہیئے۔ سلطان المشائخ نے یہ بھی فرمایا کہ عبادت مین مشغول ہونا اوسوقت نیک نتیجہ پیدا کرسکتا ہے جبکہ درد عشق کی چاشنی حاصل ہوچکی ہو (بندہ) ضعیف عرض کرتا ہے

بیت دلی کہ در غم عشقت نسوخت باز نیافت ؛ بماند بے دل و حیران کہ روئے یار نیافت ؛ یعنے جو دل تیرے غم عشق مین سوختہ نہین ہوا اوسنے کچھ نپایا بلکہ بے دلی اور عالم تحیر مین رہا کہ دیدار یار حاصل نہین ہوا) ورنہ وہ دونون قسمون مین عمل جوارح مشترک ہے وجہ یہ کہ وجہ معاش اور نماز اور تلاوت اور ذکر عمل جوارح کے علاوہ اور کوئی چیز نہین ہے۔ زان بعد حضور نے یہ شعر زبان مبارک پر جاری فرمایا ؎ طاعت ابلیس را گر چاشنی بودے ز عشق ؛ در خطاب اسجدوا بے شک مسلمان آمدے ؛ یعنے شیطان کی طاعت مین اگر عشق کی چاشنی ہوتی تو وہ اسجدوا کے خطاب کے وقت ضرور گردن تسلیم کردیتا۔ اسی اثنار مین قاضی محی الدین کاشانی نے عرض کیا کہ حضور وہ تو عشق و محبت کا مدعی ہے اور نہ صرف مدعی ہی ہے بلکہ اپنے تئین عاشق صادق جانتا اور راہ وسکی محبت و دوستی مین مخلص شمار کرتا اور کہتا ہے۔ صدق محبت کے یہ معنے ہین کہ عاشق معشوق کے علاوہ

کسیکی تعظیم کرے بلکہ بجز اوسکے اور کسیکو موجود نہ جانے اور جب یہ ہے تو خدا کو چھوڑ کے آدم کو کیون سجدہ کرنے لگا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے ؎ دعوی عشق میزنی لاف دروغ میکنی ؛ عشق ہمہ تواضع است کار تو نیست خیرہ منی + یعنے تیرا دعوی عشق بالکل دروغ اور جھوٹا ہے کیونکہ عشق تواضع و عجز کا نام ہے اور تیرا کام بجز خودی اور تکبر کے اور کچھ نہین سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ملائکہ کو محبت و عشق کا حصہ نہین دیا گیا ہے اور وہ اسکی چاشنی سے محظوظ نہین ہوے ہین شراب محبت صرف جوہر انسانی کا حصہ ہے درد کے نام تک سے واقف نہین اور جب یہ ہے تو شیطان بدرجہ اولی عشق و درد سے محروم و بے نصیب ہے اگر تسلیم کر لیا جائے کہ ابلیس ملائکہ کی جنس سے تہا تو بہی اوسکا یہ دعوی چل نہین سکتا کیونکہ ملائکہ عشق و درد سے عاری ہین۔ علماء کا اختلاف ہے کہ ابلیس فرشتون کی جنس مین سے ہے یا جنون کی جنس مین سے بعض اول بات کے قائل ہین اور بعض ثانی کے لیکن صاف اور صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ فرشتون مین سے تہا۔ اگر کوئی سوال کرے کہ شیطان کا فرشتون کی جنس مین سے ہونا صحیح نہین معلوم ہوتا کیونکہ خدا تعالی فرماتا ہے وکان من الجن ففسق عن امر ربہ یعنے شیطان جنون مین سے تہا یہی وجہ ہے کہ اپنے رب کے حکم سے نکل بہاگا تو اوسکا جواب یہ ہے کہ شیطان کے بارے مین علما کا قدیم سے اختلاف چلا آتا ہے۔ بعض تو اوسے جنس ملائکہ سے بتاتے ہین اور اوسپر دلیل پیش کرتے ہین فسجد الملائکۃ کلہم اجمعون الا ابلیس اور کچھ گروہ اوسکے جنی ہونے کے قائل ہین جیسا کہ اوپر بیان ہوا لیکن جب دونون استدلالات پر نظر غائر ڈالی جاتی ہے تو ابلیس کا گروہ ملائکہ مین سے ہونا زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے کیونکہ آیہ فسجد الملئکۃ کلہم اجمعون الا ابلیس مین ابلیس کو الملائکۃ سے استثنا کیا گیا ہے اور اصل استثنا مین یہی ہوتا ہے کہ وہ اور مستثنی منہ ایک جنس سے ہوا کرتا ہے یہی قول منصور کا بہی ہے۔ رہی یہ بات کہ آیہ وکان من الجن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنی تہا تو اوسکی تاویل یہ ہے کہ ملائکہ کو بہی جن کہا جاتا ہے کیونکہ جن اجتنان سے مشتق ہے اور اجتنان کے معنی پردہ مین ہونے کے ہین۔ چونکہ فرشتے بہی لوگونکی آنکہون سے مخفی اور پردہ مین ہین اسلیئے اونہین جن کہا گیا یا یون سمجہیے کہ فرشتون کے ایک گروہ کا نام جن ہے۔

نکتہ محبت اور اوسکے غوامض و دقائق کے بیان مین۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت سلطان المشائخ نے مولانا فخر الدین مروزی کو ایک رقعہ باین مضمون لکھا (مولانا فخر الدین کے حالات اور مناقب و فضائل پچہلے اوس نکتہ مین نہایت بسط و شرح کے ساتہ ذکر کئے گئے ہین جہان یاران اعلی کے فضائل تحریر ہوئے ہین) کہ اصحاب طریقت اور ارباب حقیقت کا اسپر اتفاق ہے بشری بناوٹ اور انسانی خلقت سے بڑا مطلوب اور اہم مقصود

محبت رب العالمین ہے یعنے بشر کے پیدا کرنے سے خدا کا بڑا مقصود یہ ہے کہ وہ اوسے محبوب رکھے اور اوسکی محبت وعشق
مین غرق ہو جائے اور یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ محبت دو طرحکی ہوتی ہے ایک ذاتی دوسرے صفاتی - ذاتی محبت کسب
سے حاصل نہین ہوتی بلکہ خدا کا عطیہ ہے جسے چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے اور صفاتی محبت مین کسب کو بہی دخل
ہے پس وہبی محبت مین بندہ کے عمل اور کسب کو کسیطرح کا تعلق نہین البتہ صفاتی محبت مین فی الجملہ دخل ہے -
جب یہ معلوم ہو گیا تو جاننا چاہئیے کہ محبت حاصل کرنے کا طریقہ ہر وقت اور ہر آن ذکر الٰہی پر مداومت کرنا ہے -
بشرطیکہ خدا کے ماسوا سے دل فارغ وخالی ہو اور دوام ذکر کے لیئے فارغ البالی شرط ہے اور اس فراغ بالی کیلیئے
چار چیزین مزاحم ومانع ہین - خلق - دنیا - نفس - شیطان - اور قاعدہ کی بات ہے کہ جو چیز مانع شرط ہے وہ مانع
مشروط ضرور ہے پس پہلے مانع یعنے خلق کے دفع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر عزلت اور گوشہ نشینی اختیار کرے اور
دنیا کے دفع کرنے کا طریق قناعت وصبر کرنا ہے - نفس وشیطان کے دفع کرنے کا طریق یہ ہے کہ ساعتاً فساعتاً
اور آناً فاناً خدا کی درگاہ مین التجا کرے - فرماتے تہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم
ہر روز سورج نکلتے وقت فرمایا کرتے تہے خداوندا جسروز محمد کو خدائے محمد کے ساتہ نئی طرحکا قرب اور نئی قسم کی طلب
حاصل نہو اوسدن کے آفتاب کے نکلنے مین کوئی برکت نہو پس درگاہ لم یزلی کے محبون اور بارگاہ بے نیازی کے
عاشقون پر واجب ہے کہ ہر روز ایک نئے درد اور نئے سوز کے حاصل کرنے مین کوشش کرین تاکہ ہر روز ترقی وزیادتی
حاصل ہوتی جائے اور اس ترقی وزیادتی سے بدنی عبادت اور جسمانی طاعت مقصود نہین ہے بلکہ نیا عشق نیا درد
نیا ذوق نیا شوق مراد ہے اور درجات مشاہدات کی ترقی دنیا وآخرت مین کوئی حد اور نہایت نہین رکہتی - ایسیطرح
قابلیت بہی انتہا نہین رکہتی ایک بزرگ نے کیا خوب کہا ہے **بیت** از دولت حسنت بمن ارزانی باد ؛ داغی نو
سوزی نو دردی نو وتازہ ؛ یعنے تیری دولت حسن سے مجہے ہمیشہ نیا داغ - نیا سوز - نیا اور تازہ درد میسر ہوتا رہے
کاتب حروف عرض کرتا ہے **نظم** درد نو وسوز نو وعشق ہر روز ؛ بر جان ودل شکستگان افزون باد ؛ از دست
خیال تو کہ در جان منست ؛ تا روز قیامت دل من پُر خون باد ؛ یعنے ہر روز نیا درد اور نیا سوز اور نیا عشق عاشقون
کی جان ودل پر زیادہ ہون اور تیرے دست خیال سے جو میرے دل مین ہے قیامت کے روز تک میرا دل پُر خون رہے -
فرماتے تہے کہ خدا تعالی نے ہر عضو کو ایک کام کے لیئے پیدا کیا ہے جب وہ عضو اوس کام سے بیکار ہو جاتا ہے تو بیمار
ہو جاتا ہے چنانچہ دل خاص محبت کے لیئے پیدا کیا گیا ہے **ع** دلے کہ در غم عشقت نسوخت خام بماند ؛ چو مرغ خانگی
اندر میان دام بماند ؛ یعنے جو دل تیرے غم عشق مین نہ جلا خام رہا جیسے خانگی مرغ جال مین مقید رہتا ہے -

کل قیامت کے دن ایسے دل کو کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا اور تاوقتیکہ آدمی خدا کے دربار مین سلامت دل نلیجائیگا اوسے کوئی چیز کچھہ نفع نہ دیگی جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم یعنے قیامت کے روز کسیکو مال اور نہ اولاد کام آئے گی لیکن جو خدا کے پاس قلب سلیم لیکر حاضر ہو اوہ ان چیزون سے متمتع ہوگا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے بیت سلامتی دل عشاق از محبت تست ؛ وگرنہ این دل پرخون چہ جائے منزل تست ؛ یعنے عشاق کے دلونکی سلامتی صرف تیری محبت کی وجہ ہے ورنہ یہ دل پرخون تیری منزل گاہ بننے کا ہرگز سزاوار نہین۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ مین نے محبت کے بارے مین دو حدیثین اور گیارہ کلمے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکھے دیکھے ہین چنانچہ اسمعاعلم پراونہین درج کرتا اور ہر کلمہ کے تحت مین اوسکا ترجمہ بہی لکھتا ہون۔ آپ لکھتے ہین المحبۃ ایثار ما تحب لمن تحب یعنے اپنے محبوب اور دلپسند چیز کو اوس شخص پر فدا او قربان کر ڈالنا جس سے محبت کرتا ہے محبت ہے اور یہ خدا تعالی کے اس فرمان عظیم الشان لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنے جبتک تم اپنے محبوب چیز کو خرچ نکروگے بہلائی کو ہرگز نہ پہونچوگے۔ خواجہ حکیم سنائی فرماتے ہین۔ ابیات گر بخواہی کہ دوست ماند دوست ؛ آن طلب زوکہ طبع و طالع اوست ؛ آستین گرد پیچ خواہی ازصف ، شک جوئی وآہو در ؛ یعنے اپنا ظاہر و باطن رضائی دوست مین مصروف رکہہ بلکہ کلیۃً اپنے تئین دوست کے ہاتہہ مین سپرد کر تاکہ مباینت و اختلاف اوٹہہ جائے اور معیت حاصل ہو اور جب معیت حاصل ہوئی غرض پوری ہوئی وقیل المحبۃ المحبۃ التی تظہر الصادق من الکاذب۔ یعنے اصل مین محبت وہ محبت ہے جو مردون کو نامردون سے اور سچون کو جہوٹون سے ممتاز کردے یعنے اگر یہ شخص محب صادق ہے تو دوست کی بلا اور اپنی وفا پر صبر کرے گا اور اپنی تمام عمر اسی مین بسر کردے گا اور ذرہ برابر دوست کی متابعت سے تجاوز نکرے گا بلکہ صدق محبت سے اس دروازے کو کہٹ کہٹائے گا اور اس حرف پر مستقیم و ثابت قدم رہے گا۔ جب یہ شخص ایسا کرے گا تو اوس طرف سے بہی صدق محبت ظاہر ہوگی اور دمبدم عشق کی نیرنگیان اور عجائبات اس کثرت سے عالم غیب سے ظہور مین آئینگے کہ اونکی نہایت نہوگی۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے بیت ہر زبان از درد عشقت ذوقہا گیرم از انکہ ؛ کین سعادت ہر دمے از غیب تو نو حاصل است ؛ یعنے مین ہر وقت تیرے درد عشق سے ایسلئے ذوق و شوق حاصل کرتا ہون کہ یہ سعادت ہر وقت عالم غیب سے نئے رنگ مین ظہور پذیر ہوتی ہے۔ جو شخص دولت محبت سے ہم آغوش ہونا چاہے تاوقتیکہ اپنی عزیز جان وتن کو رضاء دوست کے لیئے مصیبت وبلا مین نہ رکہدے ہرگز اوس سعادت کو نہ پہونچیگا۔ سلطان المشائخ

فرماتے تھے کہ تین شخص متفق ہوکر خانہ کعبہ کی زیارت کو گئے ایک قاضی بلخ کا فرزند دوسرے بلخ کے شیخ الاسلام کا لڑکا تیسرے
ایک درویش یہ تینون آدمی باہم ملکر زیارت خانہ کعبہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ مین تینون شخصون نے
دل مین سوچا کہ جب پہلے پہل کعبہ پر نظر پڑے جو اجابت دعا کا وقت ہے اوسوقت ہر شخص کو کیا مانگنا چاہئے۔ قاضی
بلخ کے فرزند نے خیال کیا کہ مین بلخ کی قضاۃ مانگون گا اور شیخ الاسلام کے لڑکے نے شیخ الاسلامی کی دعا دل مین ٹہانی
لیکن درویش نے دلمین خیال کیا کہ مین خدا تعالی سے اوسکی محبت مانگون گا۔ الغرض جب یہ تینون کعبہ کے متصل پہونچے
اور کعبہ پر نظر پڑی تینون شخصون نے اپنی اون ہی حاجات کا ذکر کیا جنہین پہلے سے دل مین جما رکہا تہا خدا کے حکم و
تقدیر سے درویش کے علاوہ دونون شخص اپنی مراد کو پہونچے اور اونکی دعا کی قبولیت کے آثار ظاہر ہوئے یعنے قاضی
کا فرزند اپنے باپ کی جگہ قضاۃ پر مامور ہوا اور شیخ الاسلام کا فرزند شیخ الاسلامی کے معزز عہدہ سے ممتاز ہوا
لیکن درویش کی دعا کا جب کوئی اثر ظاہر نہین ہوا تو اوسنے جناب الٰہی مین دعا کی۔ خداوندا ہم تین آدمی ایک
وقت ایک موقع پر خانہ کعبہ کی زیارت کو گئے تہے اور ایک جگہ تینون نے اپنی اپنی حاجت کی درخواست کی تہی لیکن تعجب ہے
کہ وہ دونون اپنی مرادون پر کامیاب ہوئے اور مجہے ابہی تک اپنے حال کی خبر نہین۔ اسی اثنا مین درویش کو
مرض اکلہ حادث ہوا اور روز بروز اوسکی تکلیف بڑہتی گئی۔ ایکدن اس درویش نے اپنے دلمین کہا خداوندا مینے
تو تیری محبت تجہسے مانگی تہی اور تونے مجہے یہ زحمت و تکلیف دی۔ زان بعد ہاتف نے آواز دی کہ یہی زحمت
و تکلیف ہی تو ہماری محبت کی ابتدا اور بیت عشق کا پہلا دروازہ ہے۔ شیخ سعدی کہتے ہین **بیت** درین رہ
جان بدہ یا ترک ما گیر۔ برین در سر بنہ یا غیر ما جوئے۔ یعنے اس راہ مین جان دے یا ہمارا خیال ترک کر۔ اس
رستہ مین سر رکہدے یا ہمارے غیر کو ڈہونڈہ۔ اب مین پہر مقصد اصلی کیطرف رجوع کرتا اور محبت و عشق کی کیفیت
بیان کرتا ہون کہ اگر یہ مدعی دعوی محبت مین جہوٹا ہے تو ہمیشہ دوست کے مخالف باتین کرے گا اور اوسکے جفا
سے بہاگ کر نفاق کی حالت مین زندگی بسر کرے گا اور ہمیشہ اسی تصور مین رہے گا کہ مین محب اور مقبول خدا
ہون حالانکہ مشائخ رحمہم اللہ نے شقاوت کی ایک یہ بہی علامت لکہی ہے کہ آدمی مبتلاء معصیت ہوکر امیدوار
رہے کہ مین مقبول خدا ہون اور اوسکا محب و دوست ہون زان بعد سلطان المشائخ تحریر فرماتے ہین۔

المحبۃ عدم النوم والعزلۃ من القوم یعنے قوم سے عزلت اور گوشہ نشینی اختیار کرنے اور نہ سونیکو محبت کہتے ہین
مطلب یہ کہ محب صادق کے آگے رات دن یکسان ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ محبوب کی محبت مین مضطرب و بے قرار
رہتا ہے۔ شیخ جنید کے پیر خواجہ سری سقطی قدس اللہ سرہما العزیز نے اسبارہ مین خوب فرمایا ہے۔ **شعر**

مافی النہار ولافی اللیل لی فرج ؁ فما ابالی اطال اللیل ام قصر ؁ یعنے نہ تو مجھے دن ہی مین فرحت وراحت ہے نہ رات ہی کو چین پڑتا ہے اور جب یہ ہے تو مجھے رات کے بڑہنے گھٹنے سے کچھہ پروا نہین - بلکہ جب ذرا غور سے دیکھا جاتا ہے تو مشتاقون کو مشاہدات کی ترقی اور محبون کے درجات کی تحصیل اور اونکے ساز و نیاز اور ذوق و گریہ کو رات سے زیادہ تعلق معلوم ہوتا ہے پس جو شخص اس قسم کی نعمتون کا امیدوار ہو اوسے کب نیند آسکتی ہے اور کس پہلو پر قرار وچین آسکتا ہے - امیر خسرو کہتے ہین **بیت** خواب ز چشم من بشد چشم تو بست خواب من ؁ تاب نماند در تنم زلف تو برد تاب من ؁ یعنے میری آنکھہ سے نیند جاتی رہی اور تیری امید و انتظاری نے میری نیند کو کھو دیا میرے جسم مین توانائی نام کو باقی نہین رہی اور تیری زلف میری تاب لیگئی - الغرض جب محب صادق کا کام اسمقام تک پہونچ جاتا ہے تو اوسکا باطن ہمیشہ بے قرار اور ظاہر حسن اخلاق سے آراستہ ہوتا ہے اور چہرہ سے بشاشت و شادمانی کے آثار نمایان ہوتے ہین یہی مقام حقیقتِ عزلت کا ہے کیونکہ خلق سے مونہہ موڑ کر مشغول بحق ہونے کو عزلت کہتے ہین اور وجود خلق سے مشغول بحق ہونا حقیقت عزلت ہے لیکن یہ مرتبہ ابنیاء اور اولیا کا ہے - کاتب حروف کہتا ہے **بیت** بر درِ دل نشستہ اینک پردہ داری میکنم ؁ تا بجز سلطان عشقت کس نیاید اندرو ؁ وقیل المحبۃ طائر لایلتقط الاحبۃ القلوب یعنے محبت ایک ایسا پرندہ ہے جو دلون کے دانون کو چن لیتا ہے - مطلب یہ کہ جسوقت محبت دل مین متمکن ہوجاتی ہے تو اوس پرندہ کی روزی مغز دل ہوجاتی ہے پھر جسقدر وہ پرندہ اشتیاق کی چونچ سے مغز دل کو اوٹھاتا ہے مشاہدات کی آنکھین کہلتی جاتی ہین اور محبوب کا جمال و کمال دمبدم جلوہ گری کرتا ہے - یہ ضعیف عرض کرتا ہے **رباعی** بخوبی در جہان چون تو دگر نیست ؁ ہلکہ امی دیدہ کز عشق تو تر نیست ؁ عجب مرغیست آن طوطی عشقت ؁ کہ قوت او بجز خون جگر نیست ؁ یعنے حسن و خوبصورتی مین تجھہ جیسا دنیا مین کوئی نہین ہے یہی وجہ ہے کہ کوئی آنکھہ ایسی نہین جو تیرے عشق سے تر نہین تیرا طوطی عشق ایک ایسا عجیب و غریب مرغ ہے جسکی خوراک بجز خون جگر کے اور کچھہ نہین - قال علیہ السلام لوان عبدین تحابا فی اللہ احدہما فی الشرق والآخر فی الغرب یجمع اللہ بینہما یوم القیامۃ و یقول ہذا الذی کنت تحبہ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا مین دو بندون مین خاص خدا کے لیئے محبت ہوگی - اور ان مین سے ایک شخص مشرق مین دوسرا مغرب مین ہوگا تو حق تعالی اپنے فضل و کرم سے کل قیامت کے روز ان دونون شخصون کو جمع کردے گا تاکہ باہم ایکدوسرے کی ملاقات سے محظوظ ہون اور ان لعل ارشاد خداوندی ہوگا کہ اسوقت جو تم دونون ایکدوسرے کی ملاقات سے مشرف ہوئے یہ تمہاری اوس

محبت کا ثمرہ ہے جو دنیا مین خاص میرے لیئے رکھتے ہیں۔ کاتب حروف عروض کرتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے جو یہ صادر ہوا ہے کہ لوان عبدین تحابا الخ تو اس سے پوری امید بندھتی ہے اور واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جب مخلوق کی محبت کا یہ نتیجہ ہے کہ دو محبت کرنے والے کل قیامت کے روز ایک جگہ جمع ہونگے اور یہ محبت ایک دوسرے کی شفاعت کا سبب ہوگا تو جو شخص خدا تعالیٰ کی راہ محبت مین قدم رکھیگا اور اس رستہ مین سالک ہوگا اور صدق و راستی کے ساتہ اس نازک راہ مین قدم ڈالیگا امید ہے کہ اپنے مقصد اصلی پر کامیاب ہوگا اور اس محبت کے بڑے بڑے نتیجے دیکھیے گا۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے المتحابون فی اللہ علی عمود الحدیث یعنے جو لوگ باہم خدا رسول کے لیئے محبت والفت رکھتے ہین وہ قیامت کے روز سرخ یاقوت کے ایک ایسے ستون پر ہونگے جسکے کنارہ پر ستر ہزار بالاخانے ہونگے جب یہ لوگ بہشتیون کو جہانک کر دیکھینگے تو انکے چہرونکی درخشانی اہل بہشت کو اسطرح روشن و منور کردیگی جسطرح خورشید سے اہل دنیا روشن ہوتے ہین اوسوقت بہشتی لوگ کہینگے کہ اے فرشتو ہمین اون لوگونکے دروازہ تک پہنچا دو جو باہم دوستی رکہتے تہے اور صرف خدا کے لیئے رکہتے تہے تاکہ ہم اونکے جمال جہان آرا کو سیر ہوکر دیکھین الغرض جب اہل بہشت اونکے جمال و خوبصورتی کو دیکھین گے تو حیران ہوجاینگے خدا کے لیئے دوستی کرنے والونکے جسم سبز حریر اور نہایت بیش قیمت ریشمی لباس چھپائے ہوئے ہوگا اور چارون طرف سبز حریر کا فرش بچھا ہوا ہوگا۔ یہ لوگ اوسپر نہایت ناز و نعمت کے ساتہ بیٹھے ہوئے ہونگے اور فرشتے باآواز بلند کہہ رہے ہونگے۔ ہولاء المتحابون فی اللہ۔ یعنے وہ لوگ ہین جو خدا کیلئے باہم محبت رکھتے تھے سلطان المشائخ نے فرمایا کہ الحب حرفان الحاء من الروح والباء من البدن اے اخرج منہما یعنے محبت حرب سے مشتق ہے اور حب دو حرفون سے مرکب ہے ایک ح سے جو روح کا پہلا حرف ہے دوسرے ب سے بدن کا اول حرف ہے۔ مطلب یہ کہ دوستی جان و تن سے برآمد ہوئی ہے یعنے محب کو چاہئے کہ تن سے محبوب کی خدمت کرے اور اوسکے فرمان واحکام کو نہایت خوش دلی سے بجا لائے اور جان سے اوس مین اخلاص کرے۔ کاتب حروف نے ان دونون حرفوں کے مضمون پر ذیل کی رباعی عرض کی ہے

رباعی تن بخدمت دادم وجان برسر آن کردہ ام ❊ درد خود را از دوائے دوست درمان کردہ ام ❊
از برائے آنکہ باشم ریر پائے دوستان ❊ نفس کافر کیش را اینک مسلمان کردہ ام ❊ یعنے مین نے اونکی خدمت مین جسم و جان قربان کرڈالی اور اپنے درد کا علاج دوست کی دوا سے کیا ہے۔ دوستون کے پاؤن کے

نیچے مین نے اپنے تئین ڈالا اور کافر کیش نفس کو اب مسلمان کیا وقیل من احب اللہ لا یعرفہ الناس یعنی جو شخص خدا
کو دوست رکہتا ہے اوسے لوگ نہین پہچانتے اور اسکی مصداق وہ حدیث ہے جیسے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے
خدا تعالی سے حکایت کی ہے کہ خدا تعالی فرماتا ہے۔ میرے دوستونکو بجز میرے اور کوئی نہین پہچانتا اور یہ مرتبہ اولیاء اللہ
کی کمالیت کا ہے۔ خواجہ اویس قرنی جو اجلۂ تابعین اور اس قوم کے سردار اور تاج ہین۔ فرماتے ہین کہ جب خدا تعالی
نے اپنی محب کا مرتبہ اور قدر و منزلت دنیا مین مخفی و مستور رکہا تو آخرت مین بہی پوشیدہ رکہے گا۔ چنانچہ منقول
ہے کہ جب بہشتی بہشت مین داخل ہو چکین گے تو جناب سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم اپنے محل رفیع سے نکلکر باہر تشریف لائینگے اور اسطرح تشریف لائینگے کہ گویا کسیکو ڈہونڈتے ہین۔ فرمان خداوندی
پہونچیگا کہ تم کسے تلاش کرتے ہو حضور فرمائین گے اویس قرنی کو آواز آئیگی کہ جسطرح دنیا مین تم اونہین نہین دیکھ سکے
یہان بہی نہ دیکہوگے۔ حضور فرمائینگے خداوندا وہ ہین کہان۔ ارشاد ہوگا فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ بہی مروی ہے کہ حق تعالی اویس قرنی کی صورت مین ہزار فرشتونکو پیدا کریگا تاکہ
اویس قرنی رضے اللہ عنہ اونکے ہمراہ ہو کر عرصات قیامت مین آئین اور بہشت مین چلے جائین اور کوئی مخلوق
ان سے واقف نہو۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ جو محبان درگاہ الٰہی کے بادشاہ اور
سرتاج تہے اگرچہ آپکی محبت ایک عالم پر آفتاب کی طرح روشن و ہویدا تہی اور حضور کی ذات مبارک بو محبت کی
مجسم تصویر تہی اہل جہان پر ظاہر تہی لیکن خدا تعالی نے آپکی عظمت اور جلال کو نامحرم نظرون کی آنکہوں سے
پردۂ کرامت مین مستور رکہا تہا یہانتک کہ ہر شخص نے اگرچہ اپنی قابلیت کے موافق اس راہ مین قدم رکہا
اور آپکی محبت مین شور و شغب آسمان پر پہونچایا مگر آپ کا جمال و کمال کما حقہ نپایا شیخ سعدی نے کیا خوب
کہا ہے **بیت** درخت میوۂ مقصود ازان بلند تر است ٭ کہ دست ہمت کوتاہ ما بدان نرسد ٭ یعنی میوۂ مقصود
کا درخت اسوجہ سے زیادہ اونچا ہے کہ ہم جیسے کوتاہ ہمتون کا ہاتہہ وہانتک نہ پہونچ سکے۔ کاتب حروف عرض
کرتا ہے **رباعی** مرا حاجت از عشق تو روئے تست ٭ ہمہ میل دل جانب سوئے تست ٭ ہمہ شور و غوغائے
این عاشقان ٭ بگرد سراے سر کوئے تست ٭ قال علیہ السلام ان اللہ یحب حفظ الود القدیم یعنی خواجہ
انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالی قدیم دوستی کی محافظت کو دوست رکہتا ہے۔ الست بربکم
کی محبت ہوائے نفسانی کے اتباع اور شیطانی القا کی وجہ سے پردۂ حجاب مین ہے جیسا کہ حضرت سلطان المشائخ
کی دُر افشان زبان پر جو ایکمرتبہ ذیل کی بیت گذری اوس سے یہی مضمون پیدا ہوتا ہے۔ **بیت**

آن نافہ کہ مے جستی ہم باتو در گلیم است ٭ تو از سیہ گلیمی بوئی ازان نداری ٭ یعنے جس نافہ کی تو تلاش مین ہے وہ تیرے پاس تیری ہی کملی مین ہے لیکن تو اپنی سیاہ کاری کی وجہ سے اوسکی خوشبو نہین سونگھتا ہے۔ مگر جب محب اپنے دل کے آئینہ کو محبت کی صیقل سے روشن و منور کرتا ہے تو الست بربکم کی محبت کا آفتاب اوسکی روح کے تابدان سے طلوع کرتا اور عالم مشاہدات مین جلوہ گری کرتا ہے۔ **بیت** از در دل بمنظر جان آئی ٭ بتماشائے باغ جانان آئی ٭ اور آدمی اس مرتبہ پر اوسوقت تک نہین پہونچ سکتا جبتک راہ خدا تعالی مین پورا پورا کمال حاصل نہین ہوتا۔ چنانچہ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جبتک کسیکے کمال پر تمام ساکنان زمین اور باشندۂ آسمان شہادت نہین دے لیتے وہ شخص ہرگز ولایت حق کا مستحق نہین ہوتا۔ آپ یہ بہی فرماتے تھے کہ ایک شخص نے خدا تعالی کی محبت کی درخواست کی اور جب بہت الحاح کیا تو جواب پایا کہ فرشتے تیرا معاملہ لکہتے اور تیرے سامنے رکہتے ہین مگر تو اوس مین دیکہتا نہین اگر دیکہہ لیتا تو ہماری محبت کی تمنا نہ کرتا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ سلطان المشائخ کے اس فرمان کے یہ معنی ہین کہ جب تیرا باطن کدورات بشریہ کے ساتہ آلودہ ہے اور تیرے جہرے کو خواہش کی غبار نے چھپا رکہا ہے تو اچہی طرح معلوم کرلے کہ ایسی جگہ بادشاہون کے مقام کے لائق نہین ہے بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** خیالات در دلم بنشستہ ہر دم عذر میخواہم ٭ چہ جائے لست آسلطان درین ویرانہ بنشستن ٭ اور ان مذکورہ آفات کے دفع کرنے کے لئے جو مجرب اور مفید نسخہ تجویز کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ حق تعالی سے بخشوع و خضوع التجا کرے اور آناً فاناً مشغولی باطن مین مصروف ہو جیساکہ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ فرماتے ہین کہ اگر کسی شخص کے معدہ مین درد ہو تو دوا کہائے امید ہے کہ مفید و موثر پڑے کی بخلاف اوس شخص کے کہ درد تو معدہ مین ہو اور دوا کا لیپ ظاہری جسم پر کرے۔ واضح ہے کہ ظاہر جسم پر دوا کیا اثر کریگی یہی مثال یعنے درویشون کے مراقبہ دل کی ہے جو محبان خاص کا خاصہ اور عاشقون کا وظیفہ ہے اور جسے وہ تمام عبادات پر مقدم رکہتے ہین۔ یا یون سمجہنا چاہئے کہ ایک شخص بڑے وسیع اور لق و دق جنگل کو صاف کرنا چاہتا ہے اور صرف اپنے ہاتہ سے اس مشکل کام [illegible] نا چاہتا اور تمام درخت کاٹنے مین مشغول ہوتا ہے ظاہر ہے کہ اس شخص کو بہت دن گذر جائینگے اور غرض حاصل نہ ہوگی ہان اگر دفعۃً سارے جنگل مین آگ لگادے گا تو وہ درخت بہت تہوڑے عرصہ مین جل جلا کر خاک ہو جائینگے اور تمام جنگل صاف ہو جائیگا یہی کیفیت بعینہ مشغولی باطن کی ہے کہ سالک کے دل مین کیمیا کی آتش محبت بہڑک اٹہتی ہے اور اوسکے تمام اخلاق رذیلہ اور عادات ذمیمہ اس آگ سے جلکر خاک ہو جاتے اور خاطر خواہ صفائی

پیدا ہوجاتی ہے اسوقت سالک اسبات کے لائق دسزاوار ہوتا ہے کہ محبت خداوندی کے میدان مین قدم رکھے اوراس صفائی کے بدولت محبت کے کھیلے میدانون مین ترقی کرے **بیت** تا نسوزی بر نیاید بوے عود ٭ پختہ

داند این سخن با خام نیست ٭ قیل لیحیی بن معاذ الرازی متی یصل العبد الی حلاوۃ الحب قال اذا کان لہ الجفا شکرا والفقر عسلا والحزن رطبا یعنے لوگون نے یحیی بن معاذ رازی سے پوچہا کہ بندہ دوستی کی حلاوت کو کب پہونچتا ہے فرمایا جبکہ اوسپر جفا وظلم شکر اور فقر وتنگی شہد اور رنج وغم چہوارے کے مانند ہوجائے اسوقت جناب سلطان المشائخ کی زبان مبارک پر یہ بیت جاری ہوئی **بیت** ہر کہ ما را یار نبود ایزد اورا یار باد ٭ وانکہ ما را رنجہ دارد راحتش بسیار باد ٭ ہر کہ او در راہ ما را خارے نہد از دشمنی ٭ ہر گلے کز باغ عمرش بشگفد بیخار باد ٭ یعنے جو شخص ہماری یاری ومددگاری نکرے خدا اوسکا یار ہوا ور جو ہمین رنج دے اوسے بے انتہا راحت پہونچے جو کوئی دشمنی کی وجہ سے ہماری راہ مین کانٹے بچہاے ۔ اوسکی باغ عمر سے جو پہول کہلے بیخار ہو۔ والفقر عسلا کا مطلب یہ ہے کہ افلاس وتنگی کی سختی اوسکے نزدیک شہد جیسی معلوم ہو یعنے اپنا ذاتی نفع فقر ہی مین دیکہتا جو بندہ ضعیف عرض کرتا ہے **نظم** تا ترا فقر اختیارے نیست ٭ عشق را با تو ہیچ کارے نیست ٭ پیش معشوق پادشاہ صفت ٭ جز ہمین عاجزی وزاری نیست ٭ یعنے جب تک تجہے فقر وافلاس پسندیدہ نہوگا عشق کو تجہسے کچہہ سروکار نہوگا ۔ بادشاہ صفت معشوق کے آگے صرف یہی عاجزی وزاری کرنی چاہیئے ۔ اور والحزن رطبا کا یہ مطلب ہے کہ غم واندوہ چہوارے کے مانند یعنے لذیذ وخوشگوار غذا کے قائم مقام ہو جیسا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین ؎ من بغمہائے تو ام زندہ وگرنہ در حال مردہ باشم کہ نماند ز وجودم اثرے ٭ قال الکحال للشبلی ولہ رمد الخ یعنے ایکدفعہ شبلی کی آنکھون مین درد اوٹہا تو کحال نے اونسے کہا کہ آؤ مین تمہاری آنکھون مین سرمہ ڈالون تاکہ درد جاتا رہے اور خلق کو دیکہہ سکو اسکے جواب مین شبلی نے فرمایا کہ اے کحال تو میرے پاس آ کہ تیرے آنکہہ مین سلائی ڈالون تاکہ تو اندھا ہوکر بیٹہے اور خلق کو دیکہہ نہ سکے بلکہ بجاے اسکے حق کو دیکہے ۔ قال رجل لیوسف الخ ایک شخص نے یوسف علیہ السلام سے کہا کہ مین اپکو دوست رکہتا ہون فرمایا مین نہین چاہتا کہ کوئی شخص خدا کو چہوڑ کر مجہے دوست رکہے ۔ وجہ یہ کہ میرے والد بزرگوار نے جب مجہے دوست رکہا تو اونکی دوستی نے مجہے کنوین مین ڈالا ۔ عزیز کی عورت نے مجہے دوست رکہا تو اوسکی دوستی نے مجہے سالہا سال قید خانہ مین رکہا ۔

ما ایت رجلا نام فی الثلج الخ یعنے مین نے ایک شخص کو برف مین سوتا دیکہا اوس سے دریافت کیا کہ تو برف مین

کیونکر سوتا ہے اور اس ٹہنڈک مین تجہکو کس طرح چین پڑتا ہے اوسنے جواب دیا کہ جس شخصکو خدا تعالی کی محبت اپنی طرف مشغول کرلیتی ہے اوسمین گرمی و سردی ذرا اثر نہین کرتی۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ خواجہ احمد معشوق عین چلّے کے جاڑے مین اپنے مقام سے نکلکر باہر آئے اور بہتے دریا مین کود پڑے بہتے بہتے موضع تہلکہ مین پہونچے اور یہان ٹہر کر جناب الٰہی مین دعا کی کہ خداوندا جبتک تو مجھے یہ معلوم نہ کرا دیگا کہ مین کون ہون یہان سے ہرگز نہ نکلون گا۔ آواز آئی تو وہ شخص ہے کہ کل قیامت کے روز بہت سے گنہگار آدمی تیری شفاعت کے سبب دوزخ سے خلاصی پائینگے۔ شیخ احمد نے دوبارہ عرض کیا کہ مین اسپر اکتفا نہین کرتا مجھے یہ معلوم کرا دینا چاہیئے کہ مین کون ہون آواز آئی کہ ہم حکم کر چکے ہین کہ تمام درویش اور عارف ہمارے عاشق ہین اور ہم تیرے یہ بات سنکر خواجہ احمد دریا سے نکلکر باہر آئے اور شہر کی طرف روانہ ہوئے پہر تو یہ کیفیت تہی کہ جو شخص سامنے سے آتا تہا باواز بلند کہتا تہا السلام علیک یا احمد معشوق۔ حاضرین مجلس مین سے ایک شخص نے حضرت سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ حضرت وہ نماز نہین پڑہتے تہے فرمایا ہان نماز کے پابند نہ تہے جب بہت لوگون نے با صرار کہا کہ تم نماز کیون نہین پڑہتے فرمایا نماز پڑہنے کو تیار ہون لیکن سورہ فاتحہ نہ پڑہون گا۔ لوگون نے کہا وہ نماز ہی کیا ہوئی جس مین سورۂ فاتحہ نہ پڑہی جائے۔ جواب دیا کہ اچہا سورہ فاتحہ ہی پڑہون گا لیکن ایاک نعبد وایاک نستعین نہ پڑہون گا۔ حاضرین نے کہا کہ نہین یہ بہی پڑہنا ہوگا۔ غرضکہ بہت گفت و شنید کے بعد نماز کے لئے کہڑے ہوئے اور سورہ فاتحہ پڑہنی شروع کی جب ایاک نعبد و ایاک نستعین پر پہونچے تو اونکے ایک ایک عضو کے ہر ہر رونگٹے کے نیچے سے خون جاری ہوگیا اوسوقت آپنے حاضرین جلسہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ مین حائضہ عورت ہون اور حائضہ کو نماز پڑہنی درست نہین۔ یہ حکایت بیان کرکے جناب سلطان المشائخ نے فرمایا ایک بزرگ کا قول ہے کہ مین نے خواجہ احمد غزالی سے سنا قیامت کے دن سارے صدیق تمنا کرینگے کہ کاش ہم خاک ہوتے اور کسی دن خواجہ معشوق اوسپر قدم مبارک رکہکر چلتے۔

قال الحکیم لایجوز فی دور القلب ولا فی ترکیب الطبائع ولا فی القیاس ولا فی الوہم ولا فی الحس ولا فی الممکن ولا فی الواجب ان یکون محبا ولیس لمحبوبہ الیہ میل وود۔ یعنے ایک حکیم کا قول ہے کہ کسی دل کے نزدیک جائز نہین ہے اور نہ ترکیب طبائع مین نہ قیاس مین نہ وہم مین نہ حس مین نہ ممکن مین نہ واجب مین درست ہے کہ تو کسی شخص کو دوست رکہے اور محبوب کا تیری طرف میل وخواہش نہو۔ شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہین **بیت**

آخر نہ دل بدل رود انصاف من بدہ ؞ چو نیست من بوصل تو مشتاق و تو ملول ؞ اور یہ بہی کہا ہے القلوب

مع القلوب تقشناه یعنے دلونکو دلون کے ساتھ کشش ہوتی ہے اور یہ جملہ اوس کلام کے مطابق ہے جو سلطان المشائخ نے سائلون کے جواب مین فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگون نے حضور سے دریافت کیا کہ محب کا قلق و اضطراب محبوب کسطرح روشن و ہویدا ہوتا ہے سلطان المشائخ نے فرمایا اسوجہ سے کہ دونون کے دلون مین ایکطرح کی کشش پیدا ہو جاتی ہے اور محبوب کی طرف سے ایک خاص قسم کی کشش ظہور مین آتی ہے آپ یہ بہی فرماتے ہتے کہ ایک بزرگ کا بیان ہے۔ ابتدا ر حال مین تمام روحین ایک ہی ہتین بعد کو تعدد اشخاص کی وجہ سے متعدد ہو گئین۔

قیل للمحب لو ادخلک اللہ النار بالفعل قال اطوف فی طباق النار و اقول ہذا جزا من احبہ یعنے دوستان خدا مین سے ایک دوست سے کسینے پوچہا کہ اگر خدا تعالی اپنی قدرتِ کاملہ سے تجہے دوزخ مین ڈالدے تو تو کیا کرے کہا دوزخکے ساتون طبقون کا طواف کرکے کہونگا ہذا جزا من احبہ یعنے اوس شخص کا بدلہ ہے جو اوسے دوست رکہتا ہے۔ الحب حرم نومی و اتحل دمی کذالک فی الحب تحریم و تحلیل حبابتہ لیلی کان العین صومعۃ کانسا نہا راہب و الدمع قندیل یعنے تیری دوستی نے مجہپر خواب حرام کر دیا ہے اور میری خونریزی حلال کر دی ہے یہی کیفیت دوستکی شریعت مین تحریم و تحلیل کی ہے پس میرے دوست یعنے اوسکے خیال و جمال نے میرے ساتہ شب باشی کی اوسکا صومعہ میری آنکہہ اور صومعہ کا راہب میری آنکہہ کی پتلی ہتی اور آنسو جو میری آنکہو سے ٹپکتے ہین اوس صومعہ کی قندیل ہتی۔ و لما ماتت لیلی دخل المجنون فی مقبرہا جعل الشم تراب قبر لیلی فقال شعرا را را فعر فرہا عن محبتہ ٭ قطب تراب القبر دل علی القبر۔ فاخذ من ذالک التراب بکفہ و شم و صاح صیحۃ و مات فدفن عند قبرہا یعنے جب لیلی نے انتقال کیا تو مجنون لیلی لیلی کہتا ہوا ہر طرف دوڑتا پہرا اور لیلی کی قبر ڈہونڈہنے لگا اور ہر قبر کی مٹی اوٹہاکر سونگہنے لگا یہان تک کہ لیلی کی قبر پر پہونچا اور لیلی کی خوشبو سے اوسکی قبر پہچان کر زار و قطار رونے لگا اور انتہا گریہ مین شعر مذکور پڑہتا جاتا تہا اور قبر کا طواف کرتا جاتا تہا اوسوقت لیلی نے زبان سے اس بیت کے ساتہ جواب دیا **بیت** اگر تو برگل گلہرم گذر کنی روزے ٭ ببوے چون چون لشناسی کہ این کدام گل است ٭ ازان بعد مجنون نے ہتوڑی سی خاک لیلی کی قبر سے اوٹہاکر سونگہی اور فوراً جان دیدی۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ کل قیامت کے روز بارگاہ خداوندی سے فرمان صادر ہوگا کہ جو لوگ دنیا مین ہماری محبت کا دعوی کرتے تہے سبکو حاضر کیا جائے فرشتے فوراً اوسکی تعمیل کرینگے اور اس قسم کی سب لوگونکو حاضر دربار کرینگے جب سب جمع ہو جائینگے تو حکم ہوگا جو لوگ ہماری محبت لیلی و مجنون کی محبت سے کم رکہتے تہے اونہین عرصات قیامت مین سزا دو۔ حضور یہ بہی فرماتے ہتے کہ جب

لوگون نے مجنون کو خبر دی کہ لیلی مرگئی تو اوسنے نہایت حسرتناک لہجہ مین کہا افسوس مین ایسے شخص کو کیون دوست رکہتا ہون جسپر موت طاری ہوتی ہے یعنے اصل مین معتبر خدا لتعالی کی محبت ہے جو ازل سے ابد تک دائم و قائم ہے۔ زان بعد فرمایا کہ اسی مضمون کے مناسب ایک بیت جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک پر جاری ہوئی تہی **بیت** رو دل بکسے دہ کہ نمیرد تا تو۔ از درد فراق او نگری یارے۔

اذا احب اللہ عبداً لم یضرہ ذنبہ یعنے جب خدا لتعالی بندہ کو دوست رکہتا ہے تو اوسے کوئی گناہ نقصان نہین پہونچاتا۔ سلطان المشائخ فرمایا کرتے تہے کہ بہت سے ایسے آدمی گذرے ہین جنہون نے ابتدائی زمانہ مین نہایت ناشائستہ اور قبیح کام کیئے ہین لیکن آخر کار عنایت ازلی اونکی طرف متوجہ ہوئی اور وہ تمام ناز یبا اور برے کامون سے باز آگئے۔ اسکے بعد زبان مبارک پر یہ بیت جاری ہوئی۔ **بیت** نازان خودی مگر گرد مہانہ چاکر خویش با چاکر ما۔ پہر فرمایا ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مالک بن دینار نے ایک جوان کے لیئے بددعا کرنی چاہی جو انکے ہمسایہ مین رہتا تہا اور اسکی وجہ یہ ہوئی تہی کہ اوسنے آپکو ستایا تہا۔ جب آپنے بددعا کرنیکا ارادہ کیا تو ہاتف نے آواز دی یا مالک لا تدع علی الفتی فان ہذا الفتی من اولیائی یعنے اے مالک اس نوجوان کے لیئے بددعا مت کر کیونکہ یہ ہمارے دوستون مین سے ایک مخلص دوست ہے مالک بن دینار یہ سنکر حیرت زدہ ہوگئے اور نہایت ندامت و شرمندگی کے ساتہ اپنے ارادہ سے باز آئے صبح ہوئی تو اوس جوان کے مکان پر پہونچے اور دروازہ کہلوایا جوان نے دریافت کیا کہ آپ کیون تشریف لائے ہین فرمایا معذرت کے لئے چونکہ اس جوان نے بہی شبکو ایک عجیب و غریب واقعہ دیکہا تہا لہذا اپنے اہلخانہ کو رخصت کرنیکے لیئے گہر مین گیا اور تہوڑی دیر کے بعد باہر آکر کہنے لگا کہ مین تمہارے ساتہ شہر مین چلتا ہون یہ کہکر صحرا کی طرف متوجہ ہوا۔ مالک بن دینار کا بیان ہے کہ مین نے ایک عرصہ کے بعد اوس جوان کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکہا حقیقت یہ ہے کہ اولیاء حق کے آثار نمایان طور پر اوسکی پیشانی سے ظاہر تہے اور خدا کے دوستونکی علامت اوسکی پیشانی سے چمک رہی تہی۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ اس جوان نے ابتدائی زمانہ مین محبت کی چاشنی چکہی تہی اور عشق کی بو اوسکی جبلت مین خمیر کردیگئی تہی وہی ابتدائی چاشنی اس سعادت کی باعث ہوئی اور محبت کی برکت سے گذشتہ زمانہ کی بے عنوانیان اوسکے حق مین مضرت وہ ثابت نہیں ہوئین۔ مولانا حسام الدین ملتانی نے جو حضرت سلطان المشائخ کے معزز خلیفہ تہے ایکدفعہ فرمایا کہ ہر شخص کو اپنے اندازہ کے موافق خدا لتعالی سے درخواست کرنی چاہیئے اور اپنے حوصلہ سے باہر ہرگز قدم رکہنا نہ چاہیئے اور جب یہ ہے تو خدا لتعالے کی

محبت ایک ایسی چیز ہے کہ جبتک کوئی شخص مقامات مین خوب مستقیم اور ثابت قدم نہ ہووے خدا تعالی کی محبت کی درخواست کرنا نہایت دشوار و محال ہے۔ جب یہ بات جناب سلطان المشائخ کے گوش مبارک مین پہونچی تو فرمایا ایسا نہین ہے بلکہ بندہ کو ہر وقت خدا تعالی سے اوسکی محبت مانگنی چاہیئے اور ذیل کی دعا ہمیشہ بکثرت پڑہنی چاہیئے۔ اللہم انی اسالک حبک وحب من یحبک والعمل الذی تاذی الی حبک اللہم اجعل حبک احب الی من نفسی واہلی ومالی من الماء البارد للعطشان یعنے خدا تعالی مین تجہسے تیری دوستی کی درخواست کرتا ہون اور اوس شخصکی دوستی مانگتا ہون جو تجہے دوست رکہتا ہے اور اوس کام کا سوال کرتا ہون جو تیری دوستی کی طرف پہونچادے۔ خداوندا تو اپنی دوستی کو میری ذات میرے خویش واقربا میری مال کی نسبت ٹہنڈے پانی سے میری طرف دوست تر کردے یعنے جسطرح پیاسے لوگ ٹہنڈے پانی کو دوست رکہتے ہین اسطرح مین تیری محبت کو دوست رکہنے لگون۔ یہ دعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اور مین نے شیخ الاسلام شیخ معین الدین سنجری کے ملفوظات مین لکہی دیکہی ہے۔ شبلی سے لوگون نے دریافت کیا کہ محبت غالب ہے یا شوق۔ جواب دیا محبت۔ کیونکہ شوق محبت سے پیدا ہوتا ہے۔

نکتہ اشتیاق اور شوق کے بیان مین۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے تہے من اشتاق الی اللہ اشتاق الیہ کل شئ یعنے جو شخص خدا کا مشتاق ہوتا ہے اوسکی ہر چیز مشتاق ہوا کرتی ہے۔ فرماتے تہے کہ حق تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی کی کہ اے داؤد تم بنی اسرائیل کے نوجوانون سے کہدو کہ تم اپنی جانون کو میری غیر کی طرف کیون مشغول کرتے ہو حالانکہ مین تمہارا مشتاق ہون اور جب یہ ہے تو یہ جفا و ظلم نہین تو اور کیا ہے۔ شیخ ابو القاسم قشیری اپنے رسالہ مین لکہتے ہین کہ جب اشتیاق کی آگ مشتاق کے باطن مین بہڑک اوٹہتی ہے تو اوس نور کی روشنائی سے آسمان و زمین اور جو کچہہ ان دونون کے درمیان ہے سب حجاب اوٹہتے ہین اور جو دل کہ نور الٰہی سے منور ہوتا ہے حضرت ذو الجلال کا مشتاق ہو جاتا ہے اسوقت رب العزت اس شخصکو تمام ملک وملکوت پر جلوہ دیتا اور کونین مین منادی دیتا ہے کہ جس قوم کے دل ہمارے نور اشتیاق سے منور ہوئے ہین اور وہ ہماری بارگاہ کے مشتاق ہین تم گواہ رہو کہ مین اون سے زیادہ اون کا مشتاق ہون اولیاء اللہ مین سے ایک شخص نے کیا خوب کہا ہے ؎ ما من شئ عند الرحمان اعلی منزلۃ ؛؛ من الشوق والتشوق المحمود یعنے خدا کے نزدیک شوق اور پسندیدہ اشتیاق سے اعلی درجہ کی کوئی چیز نہین۔ مین نے جناب سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ للمومن عشرۃ انوار الخ یعنے مومن کے لیے دس نور ہین۔ نور روح نور عقل

نور معرفت نور علم نور یقین نور توفیق نور بصر نور حیا نور محبت نور شوق **شعر** شوقی الی وجنات وجہک سیدی ÷ شوق
المریض الی اسباب العافیۃ ÷ یعنے ای میرے سردار مجھے تیرے چہرے کے رخسارون کا بالکل ایسا ہی شوق ہے جیسے
بیمار کو عافیت کے دروازہ کا۔ **نکتہ عشق کے بیان مین۔** سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے
ہے کہ العشق آخر درجات المحبۃ والمحبۃ اول درجات العشق یعنے عشق محبت کی آخری سیڑہی اور محبت عشق کی
پہلی چوکہٹ ہے۔ فرماتے تہے کہ عشق۔ عشقہ سے مشتق ہے اور عشقہ ایک قسم کی گہاس کا نام ہے جو باغ مین اوگتی ہے
اور بیل کی طرح درخت پر چڑہتی ہے اول اپنی جڑ زمین مین سخت اور مستحکم کرتی ہے پہر شاخون پر چڑہکر سارے درخت کو
لپٹ جاتی ہے اور درخت کو اسطرح شکنجہ مین کہینچتی ہے کہ اوسکی رگون مین ذرا بہی تری اور نمی باقی نہین چہوڑتی۔
تہوڑے دنون مین اوسے بالکل خشک کردیتی ہے اور جو ہوا پانی اور تراوش ساتہ لیکر اس درخت تک پہونچتی ہے
اوسے غارت کردیتی ہے یہانتک کہ درخت چندروزمین سوکہکر کانٹا ہو جاتا ہے اور کہوکہلا ہوکر ایکدن دہڑام
سے گر پڑتا ہے **بیت** تاراج خوبروئی در ملک جان درآمد ÷ آن دل کہ بود وقفے گوئے نبود مارا ÷ اسیطرح
عشق جب آدمی کو لپٹتا ہے تو پہر اوس سے جدا نہین ہوتا یہان تک کہ اوسکی انسانیت کو باطل کرکے چہوڑتا ہے
جسطرح عشقہ گہاس درخت پر لپٹکر اوسے خشک کردیتی ہے اسیطرح عشق … آدمی کو سکہاکر کانٹا کردیتا
ہے اولیاء اللہ مین سے ایک ولی نے فرمایا ہے **شعر** عشق وتجلا وصبر وسکوت ÷ ماانظفر بالمراد والعمر یفوت ÷÷
حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ فرماتے ہین جب مخلوق کا عشق عاشق کے گناہون
کا کفارہ ہو جاتا ہے تو یہین سے معلوم ہوسکتا ہے کہ خداوند عالم کے عشق کا کیا اثر پیدا ہوگا اسلیئے مناسب ہے کہ جہانتک
بن پڑے تم اس دروازہ کی کنڈی ہلاؤ۔ اگرچہ مشائخ نے بیان کیا ہے کہ عشق وہبی ہے نہ کسبی۔ یعنے عطیہ خداوندی
ہے تعلیم اور سیکہنے سے حاصل نہین ہوتا۔ لیکن آدمی کو اس مین جدوجہد اور سعی وکوشش کرنا چاہیئے۔ شیخ
سعدیؒ فرماتے ہین **بیت** حیف بود مردن بے عاشقی ÷ تانفسی داری نفسی بکوش ÷ یعنی بغیر عشق کیئے دنیا سے
اوٹہہ جانے والے پر سخت افسوس ہے جبتک دم باقی ہے دم بہر کےلیئے بہی اس مین کوشش کرو۔ خواجہ حکیم سنائی
کہتے ہین۔ **ابیات** بخ بخ ای عاشقان خوش رفتار ÷ خہ خہ ای عارفان شیرین کار ÷ درجہان ہشیار سے
دما غافل ÷ در قدح جرعۂ وما ہشیار ÷ پس ازین دست ما و دامن دوست ÷ بعد ازین گوش ما و حلقہ یار ÷
الغرض انسان کو چاہیئے کہ اس کوچہ سے غافل نرہے۔ عاشقان خدا کی خاک پا کو آنکہون کا سرمہ اور عاشق
صادق کے دامن کو نہایت کوشش سے پکڑنا چاہیئے۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے ہین **بیت** فراکِ

زعاشقان گیر ؛ پس تیغ برآور دجہان گیر ؛ یعنی کسی عاشق کے فتراک کو مضبوطی سے پکڑلے اگر ایسا کرے گا تو جہانگیر تیغ جمال چمکائیگا - ذیل کی بیت بہی جو شیخ ابوسعید ابوالخیر کی تصنیف سے ہے - حضور کی زبان مبارک پر اکثر جاری رہتی تہی ٥ باعاشقان نشین وغم عاشقی گزین ؛ باہر کہ نیست عاشق کم کن از و قرین ؛ اگر اسپر عمل در آمد ہوگا تو عنایت الٰہی کے گلستان عشق کی معطر کن خوشبو تم بیچارون کے دلکی کلی کو شگفتہ کرے گی - امیر خسرو ترک کیا خوب کہتے ہین **بیت** صبا نسیم تو آورد تازہ شد دل خسرو ؛ گلے چنین شگفتہ است ہیچ باد صبا را یعنے جب صبا تیری خوشبو لائی تو خسرو کا دل ترو تازہ ہوگیا - اور اسطرح کہل گیا کہ کسی باد صبا سے کبہی کوئی پہول ایسا نہین کہلا - زان بعد سلطان المشائخ تحریر فرماتے ہین کہ تمہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ قصہ جو زینب بنت جحش کے ساتھ پیش آیا اور جو روح الارواح مین نہایت بسط و شرح کے ساتہ لکہا ہے دیکہنا چاہیئے اوس سے خود معلوم ہوجائیگا کہ خدا تعالیٰ نے عاشقون کے بارہ مین کیسے کیسے احسان و کرم کیئے ہین اور کس کس طرح کی ترغیبین دی ہین

اللہم ارزقنا حلاوۃ الحب فی محبۃ اللہ - اس قصہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شب معراج مین آسمانون پر تشریف لے جانے لگے تو دنیائے غدار لباس فذلید سے خوب آراستہ و پیراستہ ہوکر آپکے سامنے آئی اور کہا اگر سید عالم مجہے ایکبار دیکہہ لین تو میرا سارا عیب ہنر سے بدل جائے اور زہر شکر ہوجائے اسپر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حقیر و کمینہ دنیا یہ کیسی خام طمع ہے - اس رات مین فردوس اعلیٰ کو یہ طاقت نہین ہے کہ ہمارے سراپردۂ عزت کے گرد پہر سکے - ای درویش عجیب بہید خداوندی ہے کہ معراج کی رات کو ملک ملکوت کی زینت حضور کی پیش نظر کی گئی لیکن آپنے ذرا التفات نہین کیا اور کیسی کی طرف آنکہہ اوٹہا کر نہین دیکہا لیکن جب زید کے گہر مین تشریف لیگئے تو عجیب و غریب شور پیدا ہوا - کلبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایکدن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زید کی زیارت کے لیئے اونکے گہر تشریف لے گئے زینب بنت جحش جو زید کی منکوحہ تہین اون پر آپکی اتفاقیہ نظر پڑ گئی وہ اوسوقت کہڑی ہوئی تہین حضور کو ان کا اسطرح کہڑا ہونا بہت پسند آیا اور زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے سبحان اللہ مقلب القلوب - زینب ان لفظوں کو سنتے ہی فرش پر بیٹہہ گئین - جب زید گہر مین آئے تو زینب نے اون سے سارا قصہ بیان کیا زید یہ واقعہ معلوم کرکے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین تشریف لائے اور عرض کیا مجہے حکم دیجیئے کہ زینب کو طلاق دون کیونکہ وہ نہایت متکبر عورت ہے اور بری بری جو الفاظ آتے ہین میری نسبت استعمال کرنے مین خوف نہین کرتی آپنے فرمایا کہ امسک علیک زوجک یعنے زید! تم اپنی بیوی کو اپنے پاس ٹہیرائے رکہو طلاق نہ دو لیکن آپکے دل مبارک مین اسکے علاوہ اور جواب تہا

جیسے آپ نے زید پر ظاہر نہین کیا بلکہ مخفی رکہا مگر حق تعالی نے اوسے بر ملا کر دیا اور کہلم کہلا صاف بیان کر دیا پہر اس مین علمار کے مختلف قول ہین۔ ایک یہ کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دلی ارادہ کو زید سے اسلیئے مخفی رکہا کہ جب زید زینب کو طلاق دیدیگا تو مین اوسے اپنے نکاح مین لے آؤن گا پہر ظاہر کرنے کی کیا حاجت۔ دوسری یہ کہ خدا تعالی نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اول ہی وعدہ دیا تہا کہ زینب بنت حجش آپکے سلسلہ ازواج مین داخل ہوگی مگر چونکہ آپکو لوگون کے طعن و تشنیع کا خوف تہا اسلیئے ظاہر نہین کیا کہ مین زینب کو نکاح مین لانا چاہتا ہون اسپر خداوندی حکم ہوا واللہ احق ان تخشاہ یعنے خدا سے ڈرنا چاہیئے اور وہی اس کا زیادہ حقدار ہے۔ الغرض جب زید نے زینب کو طلاق دیدی تو حضور نے زید کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ زینب کو بلا لاؤ کیونکہ خدا تعالی نے مجھے خبر دی ہے کہ ہم نے زینب کو تیری تزویج مین دیدیا ہے زید گئے اور دروازہ کی کنڈی کہٹکہٹائی حضرت زینب بولین کون ہے۔ جواب دیا مین زید ہون۔ زینب نے کہا کہ جب تو مجھے طلاق دیچکا تو اب کیا چاہتا ہے کہا مجھے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہارے پاس بہیجا ہے زینب نے کہا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر مرحبا۔ زان بعد زینب سجدہ شکر بجا لائین۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ حضرت زینب آخر عمر تک تمام ازواج مطہرات پر اسبات کا فخر کرتی رہین کہ تمہین تمہارے بابون نے آنحضرت کے نکاح مین دیا ہے اور مجھے حق تعالی نے آپکی تزویج مین دیا۔ خلاصہ یہ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زید کے گہر تشریف لائے اور زینب پر آپکی نظر پڑی اور یہ پہلی نظر تہی جسپر آدمی کا مواخذہ نہین ہوتا لیکن اوس پہلی ہی نظر مین آپکے صبر کا خرمن برباد ہو گیا اوسیوقت غیب سے ندا ہوئی کہ اے محمد تمہاری یہ نظر جو ہمارے غیر پر پڑی ہے ہم اسبات پر قادر ہین کہ اس خطرہ کو تمہارے سرا پردہ دل کے میدان اور آنکہہ سے اوٹہا لین لیکن چونکہ اس مین راز اور لطیفہ ہے اسلیئے ہم ایسا نہین کرتے اور وہ لطیفہ یہ ہے کہ اس سے ہمین مفلسون اور شکستگون کا دل خوش کرنا منظور ہے تا کہ وہ اس واقعہ کو یاد کر کے کہین کہ جب پیغمبر علیہ السلام باوجود جلالت رسالت اور قوت نبوت کے اپنے دل کی نگرانی نکر سکے تو بیچارے غریبون سے کب ہو سکتا ہے کہ دل و دیدہ کی نگاہداشت کر سکین جیسا کہ شیخ سعدی فرماتے ہین **قطعہ** نظر برنیکوان رسمے است معہود ۔ نہ این بدعت من آوردم بعالم ۔ حدیث عشق اگر گوی گناہ است ۔ گناہ اول ز حوا بود و آدم ۔ اگر دعوی کنی پرہیزگاری ۔ مسلم دارمت واللہ اعلم ۔ اگر گوئی کہ سیل خاطرم نیست ۔ من این دعوی نمیدانم مسلم یعنے خوبصورت لوگون پر نظر کرنا قدیم رسم ہے کچھ مین نے ہی یہ بدعت دنیا مین ایجاد نہین کی ہے۔ حدیث عشق کو ظاہر کرنا گناہ ہے لیکن سب سے پہلے حوا اور آدم سے گناہ ظہور مین آیا اگر پرہیزگاری کا دعوی کیا جائے تو ہم وہ

کر سکتے ہین لیکن اگر کوئی یہ دعوی کرے کہ میری طبیعت کا میلان کسی طرف نہین ہے تو ہم اسے کبھی تسلیم نکرین گے
کاتب حروف نے ایک عزیز مسافر سے سنا ہے کہ تبریز مین ایک دیوانہ تہا اوسکی عادت تہی کہ جب کسی خوبصورت آدمی
کو دیکھتا ٹہر جاتا اور گہور کر دیکھتا اور جب اوسکے رخ دلفریب کو ایک نظر دیکھ چکتا تو روتا ہوا وہان سے گذر جاتا
بیت این چہ نظر بود کہ خونم بریخت ٭ وین چہ نمک بود کہ ریشم بخست ٭ یعنے یہ کیسی نظر تہی جسنے مجھے خون
بخون رولایا اور یہ کیسا نمک تہا جسنے میرے زخم مین ٹیسین لگا دین یہ بیت بہی اوسی عاشق صادق کی
ہے **ع** سرشک یار کہ ہر دم رسد از عالم غیب ٭ بر دل ریش عزیزان نمکسے پاشد ٭ ذیل کا قطعہ بہی اوسی
صاحبدل کا ہے **قطعہ** در تو اے خواجہ اگر صبر و شکیبائی ہست ٭ در من اینست کہ صبر م ز نکو رویان نیست ٭
اگہ مطبوع بہ بینی و تامل نکنی ٭ گر ترا قوت آن ہست مرا امکان نیست ٭ سلطان المشائخ فرماتے ہین -
بعض لوگ کہتے ہین کہ ہم جو کسی خوبصورت چیز کو دیکھتے ہین تو اوس سے ہماری غرض صنعت خدا مین نظر
کرنی ہوتی ہے نہ معشوق کے مصنوعی اور بناوٹی حسن ہین لیکن مجھے اسمین کلام ہے - شیخ بہاء الدین زکریا
کے داماد عراقی کا قول ہے کہ ہم خدا تعالی کی صنعت و کاریگری مین نظر کرتے ہین اور کسی خوبصورت چیز کے
دیکھنے سے ہماری یہی غرض ہوتی ہے **شیخ سعدی** کہتے ہین **بیت** مرد باریک نظر در رخ و مہر کند ٭ آن
تامل کہ در زلف و بناگوش کنی ٭ اصل بات یہ ہے کہ عشق ورع و احتیاط کو پوشیدہ نہین کرتا اور اسمین نظر کا
کوئی اعتبار نہین ہوتا - ہان جب ورع اُٹھہ جاتا ہے تو عشق کا اعتبار کیا جاتا ہے - یہ بہی فرماتے تہے کہ جو شخص
لڑکون کی صحبت مین رہا وہ اس راہ سے عاجز رہا اور جو شخص اس راہ سے عاجز رہا وہ عورتون کی صحبت
سے عاجز رہا - فرماتے تہے درویش کو چاہیئے کہ درد کی چاشنی حاصل کرے اور یہ اندازہ ہمین خوب میسر ہے
کہ جب کوئی تکلیف یا بیماری عارض ہوتی ہے تو سارا جہان اور جہان کی تمام چیزین فراموش ہو جاتی ہین بعدہ
فرمایا لیس بصادق فی دعواہ من لم یلتذ ولیضرب مولاہ - یعنے وہ شخص اپنے دعوی مین سچا نہین ہے جو آقا
کے مارنے پر لذت حاصل نکرے - امام ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ مین دیکہا گیا ہے کہ ایکدفعہ ابو سعید
خراز نے ابلیس علیہ اللعنۃ کو خواب مین دیکہکر فرمایا ذرا ورے آ ابلیس نے جواب دیا مجھے تم سے کیا کام کیونکہ
تم نے اپنے نفس سے اوس چیز کو دور کر دیا ہے جسکے ساتہ مین لوگون کو فریب دیتا ہون ابو سعید خراز نے فرمایا
وہ کیا چیز ہے جواب دینا یہ کہکر پیٹہ موڑ کر چلتا بنا - تہوڑی دور پہونچکر میری طرف مڑکر دیکھا اور کہا ابہی
ایک لطیفہ تم مین باقی ہے جس سے مین تم سے موافقت کر سکتا ہون - فرمایا وہ کونسا لطیفہ ہے کہا

لڑکونکی صحبت ہے۔ زان بعد امام قشیری لکھتے ہین کہ اس طریق مین سب سے زیادہ آفت لڑکون کے ساتھہ صحبت کرنا ہے۔ جو شخص اس مین مبتلا ہوا وہ باتفاق مشائخ ایک ایسا غلام ہے جسے خدا تعالیٰ ذلت وخواری مین گرفتار کیا ہے۔ یہ بھی لکھتے ہین کہ فتح موصلی رح کا بیان ہے کہ مین تیس مشائخ کی خدمت مین پہونچا اور سب نے رخصت کرتے وقت متفقہ الفاظ مین کہا کہ نوعمر لڑکون کی صحبت سے بچو۔ جو شخص اسبارے مین القا کرتا ہے اوسی حالت مین فسق وعشق کہنا چاہیے کیونکہ یہ بلائے روح ہے پہر وہ اسباب مین سے بہت سے شواہد اور مشائخ کی حکائیتین نقل کرتا اور بات بنانے کے لیئے بہت کچہہ کوشش کرتا ہے بہتر ہے کہ ایسے شخص کی مزخرفات اور آفات پر نظر نکرین۔ امام قشیری لکھتے ہین کہ نوعمر لڑکے پر نظر ڈالنا شرک ہے۔ خواجہ ثنائی کہتے ہین **ابیات**

شاہدے ہیچ ہیچ راچہ کنی شاہدان زمانہ خرد وبزرگ	ای کم از ہیچ ہیچ راچہ کنی چشم راگو سفند دل راگرگ آن نگارے کہ شوا ونگری	چہ کنی یاد خوبیِ خوبان اگرچہ از چشم عالم افروزند او دولت برد از تو در دبری	عمر خود ہرزۂ نکورویان از مژہ دل برند وجان سوزند

الغرض سالک پر واجب ہے کہ نوعمر لڑکون کے پاس بیٹھنے سے پرہیز کرے شیخ سعدی فرماتے ہین **بیت** خدنگ غمزۂ خوبان خطا نمے افتد * اگرچہ طائفۂ زہد را اسیر کنند * کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ معشوق کو چاہیئے کہ بادشاہ اور عاشق کو بادشاہ ہمت فقیر ہونا چاہیئے اگرچہ بادشاہون اور فقیرون مین کچہہ مناسبت نہین ہے لیکن عاشق نظربازی مین دلیر ہوتا اور اپنے مقصد پر فتحیاب ہونے مین کوتاہی نہین کرتا۔ اسی مضمون کے مطابق حضرت سلطان المشائخ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ مین نے شیخ بدرالدین غزنوی قدس اللہ سرہ العزیز سے سنا ہے کہ وہ کہتے تہے میرے والد شیخ محمد اجل شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدون کے سلسلہ مین داخل تہے مین نے اون سے سنا۔ فرماتے تہے کہ شیخ بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز سفر حج مین اپنے ہمراہ چالیس یارون کو لے گئے تہے جب اثناء راہ مین کوئی غرقاب دریا پیش آتا تو آپ اور آپکے ساتھ آپکے ہمراہی دریا کی سطح پر قدم رکہتے اور جسطرح زمین پر چلتے ہین اوسی طرح پانی پر سے گذر جاتے تہے میرے دل مین خیال پیدا ہوا کہ آخر مین بہی تو خواجہ محمد اجل کے یارون مین سے ہون پہر یہ بات مجھے اور دیگر مریدون کو کیون نہین میسر ہوئی اور اگر ہم پانی پر عبور نہین کر سکتے تو دو حال سے خالی نہین یا تو ہمارے شیخ ہی مین کچہہ نقصان ہے یا ہمین اوسکی قابلیت نہین ہے۔ الغرض میرے والد نے ایکدن موقع پاکر اپنا ما فی الضمیر خواجہ محمد اجل کے روبرو ظاہر کیا اور عرض کیا کہ خواجہ بایزید بسطامی کے مرید پانی پر چلتے تہے ہمین یہ بات کیون نہین نصیب ہوتی خواجہ نے جواب دیا کہ شیخ بایزید قدس اللہ سرہ العزیز

یار کرامت سوار تہے اور ہمارے یار بادشاہان ہمت ہین لیکن خواجہ کے اس اشارہ سے ہمارے والد کو شاہان ہمت کی حقیقت معلوم نہین ہوئی اور وہ اس رمز کو نہین سمجہے یہان تک کہ دہلی مین آئے اور قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ مین حاضر ہوئے اور قاضی صاحب کی نظرون سے بچکر مسجد کے ستون کی آڑ مین بیٹہہ گئے چونکہ یہ خطرہ اونکے دل مین ہمیشہ کہٹکتا رہتا تہا - اسلیئے ایک کاغذ پر یہ لفظ لکھکر کہ شاہان ہمت کون لوگ ہین قاضی حمید الدین رح تک پہونچایا - قاضی صاحب نے کاغذ کو دیکھکر ہاتہہ رکھہ لیا اسوقت میرے والد نے اپنے امین کہا کہ میری یہ سیاہ ڈاڑہی تمہارے پاؤن کے نیچے ہو شاہان ہمت کون لوگ ہین بمجرد اس خطرہ کے قاضی صاحب ممبر پر سے بول اوٹہے کہ میری یہ سفید ڈاڑہی تیرے تلون کے نیچے ہو شاہان ہمت وہ لوگ ہین جو گلخن تابی مین مصروف رہتے ہین اور بادشاہ ہونے کے عشق کا خیال اونکے سرون مین بہرا ہوتا ہے - بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے شاہان ہمت اند ہمہ دوستان ما ؛ اندر خرابہ ساکن و مالک جہان بدست ؛ روح الارواح مین لکہا ہے کہ زمانہ سابق مین ایک بادشاہزادہ تہا جو انتہائی خوبصورتی اور نہایت لطافت و ملاحت مین بے نظیر زمانہ تھا جیسا کہ کسی شخص نے کہا ہے **ابیات** گہ ملاحت ربود زلف تو در دلبری ؛ زمید اگر ملک حسن زیر نگین آوری ؛ لالہ رخ و نوش لب خوب خط و مشک خال ؛ سرو قد یاسمین عشوہ دہ دلبری ؛

حسن و خوبی کے علاوہ یہ شاہزادہ سواری و چالاکی مین بہی بے نظیر عصر تہا - **قطعہ** تو برین شوخی و چالاکی و شکالی و ناز ؛ تو مدین غمزۂ دلدوز و شکارے انداز ؛ قصد جان کردہ و دل دوختہ و دین بردہ ؛ گشتہ تاراج ز تو جملہ مسلمانان باز ؛ جیسی بادشاہزادون اور امیرون کی اولاد کا قاعدہ ہوتا ہے کہ گاہے گاہے میدان مین گیند بلا کہیلنے جاتے ہین یہ شاہزادہ بہی کبہی کبہی صحرا مین کہیلنے جایا کرتا تہا اور عشاق کے دلون کی گیند کو اپنے زلف کے خم چوگان مین پہنسا لیتا تہا آخر کار ایک درویش عارف کی نظر اس بادشاہزادہ کے جمال جہان آرا پر پڑی اور نظر پڑتے ہی بے قابو ہو گیا جیسا ایک شیرین سخن کہتا ہے **نظم** اے متقی گر اہل دلی دیدہ ہا بدوز ؛ کینان بدل ربودن مردم مقید اند ؛ یہ بہ قصے بچشم تامل فرو گذار ؛ یا دل بنہ کہ پردہ ز کار رت بر افگنند ؛ اس درویش جانباز کا یہ دستور ہو گیا کہ ہر روز گیند بلا کہیلنے کے میدان مین جاتا اور اپنے دلربا کی زد مین کہڑا ہو کر اوس آشوب دل کو دیکہا کرتا لیکن جب بادشاہزادہ کہیلنے مین مصروف ہوتا اور بلا لگاتا ہوا اوسکے قریب آتا تو درویش اوسکی غایت لطافت سے بیہوش ہو کر گر پڑتا اور ہوش مین آنے کے بعد دعا کرتا اور یہ بیت پڑہتا **بیت** گوئی بر تن زخم از چوگان خورد ؛ این فدائے دل شدہ بر جان خورد ؛

شیخ سعدی فرماتے ہین **بیت** در حلقۂ صولجان زلفش ∴ بیچارہ دلم فتاد چون گوست ∴ مے سوزد و ہمچنان نگو خواہ ∴ میبرد و ہمچنان دعا گوست ∴ خون دلِ عاشقان مسکین ∴ در گردن و دیدۂ بلا جواست ∴ الغرض جب اوس درویش کی حکایت عشق فاش ہوئی اور عام و خاص مین یہ خبر پہیل گئی اور یہ مسلم بات ہے کہ جو عشق کا آفتاب سوختہ دلون اور عارفون پر چمکتا ہے اوسے صبر کا پردہ چہپا نہین سکتا جیسا کہ امیر خسرو ترک اللہ کہتے ہین **بیت** سر پنجۂ عقلم را پیچید و برون شد دل ∴ ای صبر ہمین بودہ است بازوی توانائی ∴ رفتہ رفتہ یہ خبر شہزادہ کے یار دوستون اور محرمون کو بہی پہونچگئی اونہون نے شہزادہ کے کان مین ڈالی۔ اوسنے اول تو تبسم کیا اور پہر کرشمہ و ناز کے ساتھ اغماض فرمایا۔ دوسرے دِن جب شہزادہ میدان چوگان مین جانے لگا تو اپنے محرمون سے کہا کہ مین اوس درویش کو نہین پہچانتا ذرا مجہے دکہادو کہ وہ گردن زدنی کون ہے جو جان ہاتھ سے اوٹہا کر مجہہ جیسے سے عشق و تعلق رکہتا ہے۔ یارون نے کہا کہ حضور وہ ایک مسکین ہے جسکی پیشانی پر عاشقون کا نور چمکتا رہتا ہے۔ جب حضور میدان مین پہونچین گے تو ہم اوسے دکہا دینگے شہزادہ نے یہ بات دلمین ٹہانکر آپنی آراستگی کی عمدہ اور بیش قیمت پوشاک جسم نازنین پر سجائی اور شاہی تاج سر پر رکہا زرین پٹکا کمر مین باندھا اور مرصع چہُری ہاتھ مین لیکر سوار ہوا۔ جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق قدس اللہ سرہ کی زبان مبارک پر ایک روز ذیل کی چند بیتین جاری ہوئین جو اس حکایت کے بہت ہی مناسب ہین۔ آپ فرماتے ہین **ع** قبالش را شدم بندہ کہ چون بکشاد بنشیند ∴ ولے خصم کمر بندم کہ چون بر پشت بر خیزد ∴ **ع** من سرو را قبانہ شنیدم کمر لبست ∴ بر فرق آفتاب ندیدم کلاہ را ∴ **ع** گر صورتے چنین بقیامت بر آورند ∴ فاسق ہزار بار بگوید گناہ را ∴ **ع** قبا را باز پوشیدی بصد ناز ∴ بر آن بندی کمر لبستی باعزاز ∴ کلاہ نازنین بر سر نہادی ∴ ترا زیبد کہ دادِ حسن دادی ∴ بدور آن کلہ دلہاست گردان ∴ فدائے آن کمر جانہائی مردان ∴ خیال جعد پیچا پیچت ای یار ∴ بگرد اگرد دل پیچید چون مار ∴ دو دیدہ منتظر دارم براحت ∴ فتادہ در میان خاک راہت ∴ مگر وقتے نہد بر دیدہ ہا پائے ∴ سمندِ نازنین باد پیمائے ∴ خلاصہ یہ کہ وہ شہزادہ بن سنور کر اوس درویش کی جان شکار کرنے کی قصد سے میدان دلربائی کی طرف روانہ ہوا اور جب میدان مین پہنچا تو گیند بلا کہیلنے مین مشغول ہوا اور جو ہنر و کرتب اِس کہیل مین اور دِن دکہاتا تہا اس روز بہت زیادہ دکہائے۔ اسی اثناء مین اپنے ہم جولیون کی طرف متوجہ ہوکر بولا کہ وہ اجل رسیدہ درویش کہان ہے۔ جواب دیا کہ نظارگیون کے غول مین وہ جو فلان زرد رنگ جوان گدڑی پوش انگشت حسرت دانتون مین دبائے ہوئے تفکر و تدبر کا پتلا بنے ہوئے

کہڑا ہے وہی درویش ہے شہزادہ نے جب اپنا شکار معلوم کرلیا تو اوسکی طرف سے تغافل کیا امیر خسرو فرماتے ہین **بیت**
تغافل کردن بے فتنہ مینت ٭ فریبے مرغ باشد خواب صیاد ٭ تہوڑی دیر تک تو شہزادہ کہیل مین مشغول رہا
مگر بعد کو زخم چوگان سے درویش کی طرف گیند پہینکی اور جب گیند اوسکی قریب پہونچی تو شہزادہ نے نہایت چستی
وچالاکی کے ساتہ گہوڑے کو ایڑ کی اور ایک ہی دوڑ مین گیند کے قریب پہونچکر جانستان کرشمے اور دلدوز تیر عشوہ سے
درویش کی طرف اشارہ کیا کہ یہ گیند مجہے اوٹہا دو جانباز درویش فوراً آگے بڑھا اور زمین سے گیند اوٹہا کر
نہایت ادب و تعظیم کے ساتہ شہزادہ کے آگے رکہی شہزادہ نے اپنے ید بیضا اور ساعد سیمین سے درویش کے ہاتہ
سے گیند لی لیکن جون ہی شہزادہ نے ہاتہ بڑہا کر گیند لی درویش نے جو پہلے ہی سے اپنی جان عزیز کی گیند میدان
عشق مین قربان کردی تہی فوراً جان دی اور دفعتہً مر گیا **ہ** بسیم ساعدت جانا بجز کالائی جانم را ٭ تو سیم از آستین
برکش من از تن برکشم کالا ٭ جب شہزادہ نے دیکہا کہ درویش نے میرے عشق مین جان دیدی تو سمند ناز سے
اوترا اور اپنے عاشق صادق کا سر مبارک جو بظاہر درویش لیکن حقیقت مین بادشاہ دین تہا اپنی گود مین
رکہہ لیا جیسا کہ ایک عزیز کہتا ہے **بیت** جز تو درین زمانہ فلک با ہزار چشم ٭ ہرگز ندیدہ است کہ درویش بادشاہ ٭
شہزادہ کی آنکہون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور اوسکی غریبی پر سخت افسوس کرنے لگا اور بہت حسرت وافسوس
کے بعد اپنے لوگون کو حکم کیا کہ اس شہید عشق کو جو دراصل بادشاہ دین ہے ہمارے آبا و اجداد کے حظیرہ
مین دفن کرو جو بادشاہ دنیا تہے تا کہ وہ سب اسکی برکت سے بخشے جائین - کاتب حروف عرض کرتا ہے
کہ عاشق کو چاہیئے جہانتک بن پڑے معشوق کے اسرار و راز کو جو بطریق رموز واشارات مابین آئے ہون
ظاہر نکرے اگر ایسا کریگا تو ایک وقت ایسا آئیگا کہ معشوق کے اسرار کا سزاوار اور محرمیت کے لائق ہوگا -
اگرچہ عشق مین یہ بات آسان نہین ہے - شیخ سعدی کہتے ہین — **رباعی** - گر بگویم کہ مرا
با تو سرو کارے نیست ٭ در و دیوار گواہی بدہد کارے ہست ٭ عشق سعدی نہ حدیثیست کہ پنہان ماند ٭
داستان است کہ بر ہر سر بازارے ہست ٭ مگر عشق کا کمال مرتبہ وہ ہے جسکی طرف جناب سلطان المشائخ
نے اشارہ فرمایا ہے کہ عشق میں وسیع حوصلہ چاہیئے تا کہ دوست کے اسرار کے لائق ہو - جناب نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے - من عشق وعف وکتم ومات فقد مات شہیدا یعنے جو شخص فریفتہ ہوا اور عفت وپرہیزگاری
اختیار کی اور حتی الامکان عشق کو چہپایا پہر اسی حالت مین مر گیا تو شہید مریگا اور کاملون کا درجہ واصلون کا
مرتبہ پائیگا - خواجہ فرید عطار فرماتے ہین **ہ** گرمی وصلش چو دریا در کشد ٭ مست ولا یعقل شو مخمور باش

گنج وحدت گیر چون عطار پیش ✤ پس یکیئے در شود مستور باش ✤ جو شخص دوست کے اسرار مین سے کوئی بھید ظاہر کرتا ہے
اوسے چاہیئے کہ اپنی جان سے ہاتھہ دہولے۔ **حکایت** عین القضاۃ ہمدانی کو ایکدفعہ تجلی خاص واقع ہوئی اونہون
نے اوسی حالت مین مناجات کی کہ میری آرزو ہے کہ لوگ مجھے آگ مین جلامین اور تو میری اس حالت کو دیکھے۔
ع من خس راکہ سوزند بکوئیت غم مینست ✤ غمم اینست کہ پیش در تو درد کنند ✤ عین القضاۃ رفتہ رفتہ اُس
حالت پر پہونچے کہ لوگون نے اونہین بداعتقادی کی طرف منسوب کیا اور حاکم وقت سے درخواست کی گئی کہ
عین القضاۃ کے عقیدہ مین خلل پڑ گیا ہے اسپر خواجہ احمد غزالی نے اون سے کہا کہ تم اعتقاد مین ایک مختصر سا
رسالہ لکہدو تاکہ اس الزام سے خلاصی پاؤ۔ جواب دیا کہ مین نے یہ دن بہت دعاؤن سے پایا ہے اور میری دلی
آرزو ہے کہ لوگ مجھے آگ مین جلائین اور میرا محبوب اس حال مین مجھے دیکھے اس وقت عین القضاۃ قدس اللہ
سرہ کی عمر پچیس سال کی تہی۔ انجام کار لوگونے انہین آگ مین ڈالدیا عین جلنے کی حالت مین اونہونے ایک سرد آہ
نکالی اسپر لوگون نے کہا تم تو کہتے تہے کہ مین نے یہ دن بہت دعاؤن اور آرزوؤن سے پایا۔ اب یہ آہ کیسی ہے
کہا مین جلنے کی تکلیف سے آہ نہین کرتا بلکہ اسوجہ سے کرتا ہون کہ جلد جلتا ہون۔ بندہ ضعیف عرض کرتا ہے
ع غمم از سوختنم نیست ازان مے سوزم ✤ کہ من سوختہ پیش تو روان مے سوزم ✤ سوختن نبود آن گونہ کہ سا کن
سوزی ✤ تا بہ پیش رخ تو شعلہ زنان مے سوزم ✤ لوگ بیان کرتے ہین کہ جب عین القضاۃ قدس سرہ کو جلا چکے
تو اونکی جگہہ سے ایک ڈبہ نکلا مہر لگا ہوا **بیت** مسکین دلم کہ حقہ راز نہان تست ✤ ترسم کہ باز در کف نامحرم
افتد ✤ آلغرض وہ ڈبہ کہولا گیا۔ ایک کاغذ نکلا جسپر یہ رباعی لکہی ہوئی تہی **رباعی** ما مرگ شہیدی ز خدا
خواستہ ایم ✤ از حق دو سہ چیز کم بہا خواستہ ایم ✤ گر یار ہمان کند کہ ما خواستہ ایم ✤ ما آتش و نفت و بوریا خواستہ
ایم ✤ یعنے ہم نے شہادت کی موت خدا سے مانگی ہے۔ حق تعالی سے دو تین کم قیمت چیزین مانگی ہین اگر دوست
ہماری آرزو کی مراد بر لائے تو بہت بہتر ہے اور وہ یہ کہ ہم نے اوس سے آگ اور روغن نفت اور بوریا مانگا ہے
چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بوریئے مین لپیٹکر آگ مین ڈالے گئے اور آگ بہڑکانے کے لیئے نفت چہڑکا گیا اور آگ مین
جلا دیا گیا۔ قاضی حمید الدین ناگوری فرماتے ہین **رباعی** ابجد عشقت چو بیاموختم ✤ پیرہن محنت و غم دوختم ✤
حاصل عشق این سخن بیش نیست سوختم و سوختم و سوختم ✤ روح الارواح مین لکہا ہے کہ جب منصور حلاج
قدس سرہ کو لوگون نے قتل کیا تو شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مین نے اوسی رات کو حق تعالی سے مناجات
کی اور صبح تک سجدہ مین پڑا کہتا رہا۔ خداوندا منصور تیرا مومن موحد بندہ تہا اور اولیا کا معتقد بلکہ اونکے

سلسلہ مین شمار کیا جاتا تھا یہ کیا بلا تھی کہ جو اوسپر پڑی اسکے بعد مجھے نیند آگئی خواب کی حالت مین خدا تعالی کی طرف
سے یہ ندا میرے کان مین پہونچی کہ ہذا عبد من عبادنا اطلعناہ علی سر من اسرارنا فافشاہ فانزلنا بہ تری یعنے
منصور ہمارے بندون مین سے ایک بندہ تھا جسے ہم نے اپنے اسرار پر مطلع کیا لیکن اوسنے ہمارے اسرار کو برملا
کردیا اور جب افشاء راز اوس سے ظہور مین آیا تو ہمنے اوسپر وہ بلا نازل کی جسے تو دیکھ رہا ہے - **بیت**
گر زبانِ تو راز دار ستی ؛ تیغ را با سرت چہ کار ستی ؛ خواجہ منصور کو جو حالت پیش آئی اوسکا پورا فوٹو اوس
رباعی مین خوب کہینچا گیا ہے - جو حضرت شیخ شیوخ العالم کی زبان مبارک پر جاری ہوئی ہے - آپ فرماتے ہین
رباعی از نور جلال مطلق خیزد ؛ وز شوق خدا اگرچہ رونق خیزد ؛ این خام مردان چہ عجائب بحر لیست ؛ چون
موج زند ہمہ انا الحق خیزد ؛ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایک نماز صلاۃ العاشقین بھی آئی ہے
جس مین ہر رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد ذکر ہے یعنے پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد سو دفعہ یا اللہ دوسری
رکعت مین سو بار یا رحمٰن تیسری مین سو دفعہ یا رحیم - چوتھی رکعت مین سو بار یا ودود پڑہے - ایک نماز درود
بھی ہے جو نماز تسبیح کے مانند ہے یعنے تسبیح کی جگہ درود پڑھا جاتا ہے یہ نماز حاجت برآری کے لئے پڑہی جاتی
ہے حضرت سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ قاضی حمید الدین ناگوری جو عاشقان الہی کے مقتدا اور اولیاء اللہ کے
سرتاج تھے اپنی بعض تالیفات مین لکھتے ہین کہ جس شخصکو کوئی دینی یا دنیوی حاجت پیش آئے اوسے تازہ غسل
کرکے دو رکعت نماز ادا کرنی چاہیئے اور جب نماز پڑہ چکے تو کہے الٰہی اوس ساعت کی حرمت سے جس مین تونے خواجہ
احمد نہاوندی سے صلح کی ہے میری یہ حاجت روا کر - اگر کسی شخصکی اس عمل کے بعد حاجت روا نہ ہو تو کل قیامت کے
روز اوسکا ہاتھ اور میرا دامن ہوگا اور خواجہ احمد نہاوندی کا قصہ یہ ہے کہ بادشاہِ عراق نے خواجہ ابو احمد اسحاق
کو اپنا قاصد اور فرستادہ مقرر کرکے نہاوند کی طرف روانہ کیا اوسوقت ملک نہاوند کی باگ ایک عیسائی عورت
کے ہاتھہ مین تھی جو در ولشیون کے لئے آفت دین اور عشاق کی غارتگر ایمان تھی یہ بڑی جمال اور حسین عورت
مردون کی طرح اساس ملکداری اور قوانین سلطنت سے خوب واقف تھی اور نہایت دانشمندی کے ساتھ
حکومت کرتی تھی خواجہ ثنائی کیا خوب فرماتے ہین - **ابیات** زنگیان زلف او چو تاب دہند ؛ چینیان
نقش خود بر آب دہند ؛ حلقۂ زلف او معما گوئی ؛ نقش سودا ے او ہویدا جوئے ؛ قد او در دو دیدہ دجوئے
ہم چو سرو در دانست بر لب جوئے ؛ عاشق از دست آن لب خندان ؛ سر انگشت ماندہ در دندان ؛
الغرض جب خواجہ ابو احمد اسحاق نہاوند مین پہونچے اور دربار مین باریابی ہوئی تو وہ ملکۂ جہان آشوب

صفۂ ناز پر بیٹھی ہوئی تھی اور آگے ایک زرتار پردہ پڑا ہوا تھا اوسنے نہایت عزت وتوقیر کے ساتھ شیخ کو طلب کیا اور
جب سنا کہ شیخ اہل صلاح اور نیک بختون کے زمرہ مین سے ہے تو اپنے خادم کو حکم کیا کہ پردہ درمیان سے اوٹھا دو
تاکہ بالمشافہ شیخ سے گفتگو کرون چنانچہ اسکی فوراً تعمیل ہوئی شیخ سعدی کہتے ہین۔ **بیت** روئے کشادہ اے
صنم طاقت خلق میبری ✽ چون پس پردہ میشوی پردۂ صبر میدری ✽ جب خواجہ ابو احمد مجلس مین آئے اور اونکی
نظر ملکہ کے جمال دلفریب اور حسن آشوب دین ودنیا پر پڑی **بیت** اے لبا غارت دین کردہ نمیدانم
چیست ✽ چشم شوخ تو کہ از مستی خود بے خبر است ✽ تو خواجہ کی عقل جاتی رہی مبہوت وحیرت زدہ ہوگئے
اور دل قابو سے جاتا رہا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے **بیت** عقلش ز دست رفت ہمانجا نشستہ ماند ✽
آن شیخ باکرامت وآن صاحب نفس ✽ جب اوس ماہ وش پری پیکر کو یہ قصہ معلوم ہوا کہ شیخ مجھپر مفتون
وعاشق ہوگیا ہے تو اوسنے کہا کہ اے شیخ تجھے ہم سے عشق کرنا جائز نہین ہے کیونکہ تو دین مسلمانی رکھتا ہے
اور ہم مذہب عیسوی کے پابند ہین۔ اگر تو ہم سے محبت کرنا چاہتا ہے تو کلیسا مین آ۔ اور عیسائیونکی عادت و
قانون کے مطابق ناقوس بجا **بیت** روزی بکلیسائی رویم بینی ✽ ناقوس بہ بینی وبوسی دستم ✽ شیخ نے اسکی
یہ گفتگو سنکر دل کو اوسکی موافقت پر راضی کیا دین اسلام سے مرتد ہوگیا اور زنار کفر کمر مین باندھا اور معشوق
کے دین مین داخل ہوگیا **بیت** مجنون عشق را دگر امروز حالت است ✽ کاسلام دین لیلی دیگر ضلالت است ✽
القصہ جب خواجہ ابو احمد نے اسلام کو خدا حافظ کہکر دین عیسوی اختیار کیا تو ملکہ نہاوند کی طرف سے شادی کا
ایک وقت مقرر ہوا اور شیخ کو وعدہ دیا کہ فلان تاریخ تمہارا ملکہ سے نکاح ہو جاوے گا۔ شیخ کے ہمراہ جسقدر
مرید تھے سب اس واقعہ سے حیران وششدر رہے اور اونکی خواجگی سے منکر ہوگئے تھے لیکن شیخ کی زبان پر ہر وقت
یہ بیت جاری تھی ۵ گر ہمہ دین عاشقان دارید ✽ بعد ازان پیش ست نماز کنید ✽ انجام کار شیخ کی اس
حرکت سے سب مریدون نے جدائی اختیار کی اور یک لخت علیحدہ ہوگئے اور شیخ کو نہاوند مین چھوڑ کر ادہر اودہر
چلدیئے۔ شیخ سعدی کہتے ہین **بیت** منکر حال عارفان مر سماع شود ✽ زمزمہ بیار خوش تا برود ناخوشان ✽
لیکن ایک مرید جو اعتقاد مین نہایت پکا اور ثابت قدم تھا شیخ کے ساتھ رہا اور اون سے ایکدم جدائی پسند
نہ کی لوگون نے جب اوس سے پوچھا کہ تو اور مریدون کے ساتھ جو نہین گیا اور شیخ سے علیحدہ نہین ہوا تو کونسی
ایسی بات دیکھی جو اس سے مانع ہوئی اوسنے جواب دیا کہ مین نے اپنے اس پیر کو اسکے پیر کی نظر مین دیکھا تھا اور
اوسیوقت معلوم کرلیا تھا کہ یہ نظر بے اثر نہین ہے اسکا انجام بخیر ہوگا کیونکہ پیرونکی نظر مین عجیب وغریب

اثر ہوتے ہین اور اونکے شجرہ قبول ضرور بار آور اور صاحب ثمر ہوتے ہین۔ غرضکہ جب عقد کا وعدہ قریب آگیا اور گویا صبحکو مجلس عقد منعقد ہونے کا اعلان دیدیا گیا تو اوس شائستہ اور راسخ الاعتقاد مرید نے شب کو جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ فرمارہے ہین مین یہان اسلیئے آیا ہون کہ ابو اسحاق کی خدا کے ساتہ صلح کراؤن جب خواب سے بیدار ہوا تو دیکھتا ہے کہ ابو اسحاق نے عیسائیانہ لباس جسم سے علٰحدہ کرکے عاشقان آلٰہی کی پوشاک سے بدن کو آراستہ کیا ہے اور عہد ایمان از سر نو تازہ کرکے رجوع لایا ہے والحمد للہ علی ذالک ایک عارف نے کیا خوب کہا ہے **قطعہ** گر تکوی یار مرا من نکنم یار دگر ÷ گوشہ گیرم و در گوشہ نہم کار دگر ÷ نقش زیبائے تو آورده مرا بر در تو ÷ فارغم کرد ز نقش در و دیوار دگر ÷ اسیکے مناسب ایک اور حکایت حضرت سلطان المشائخ نے باین الفاظ بیان کی ہے۔ کہ۔ ایک درویش تھا۔ اتفاق سے ایک دن اوس کی نظر ایک شاہزادی پر پڑ گئی اور یہ اوسکی نظر کا اثر سمجھنا چاہیئے کہ شاہزادی کو بھی اوس سے دلی میلان پیدا ہو گیا کیونکہ درویشی اور بادشاہی کے عشق مین زیادہ تعلق و لگاؤ نہین ہے۔ الغرض دونون مین محبت و عشق کی آگ بھڑک اوٹھی۔ ایکدن شاہزادی نے درویش کے پاس پیام بھیجا کہ تو فقیر و محتاج آدمی ہے تجھے میری مواصلت بہت دشواری سے میسر ہوسکتی ہے بلکہ میرے خیال مین ناممکن اور محال ہے ہان ایک صورت ہے اگر تو اوسپر عمل درآمد کرے تو ممکن ہے کہ مین تجھہ تک پہونچ سکون اور وہ یہ ہے کہ تو اپنے تئین عبادت گذار مشہور کر اور مسجد مین بیٹھے رہنے کو اپنے اوپر لازم کر اور طاعت و عبادت مین مشغول ہو جب تیری شہرت شہر مین پہیلجائیگی تو مین اپنے والد سے اجازت لیکر تجھے دیکھنے آؤنگی اور اس طریقہ سے میری تیری ملاقات ہوجائیگی درویش نے اپنی معشوق کے حکم سے ایسا ہی کیا ایک مسجد مین جا بیٹھا اور خدا تعالی کی طاعت و بندگی مین مصروف ہوگیا لیکن جب اوسنے طاعت کا ذوق پایا تو یک لخت دنیا سے مونھہ موڑ کر دلی توجہ کے ساتہ ہمہ تن مشغول بحق ہوگیا اور رفتہ رفتہ اوسکی عبادت و زہادت کا چرچا عام لوگون مین پہیل گیا شہزادی اسموقع کی منتظر تہی جب سارے شہر مین خوب شہرت ہو گی تو اوسنے اپنے والد سے اجازت لی اور درویش کی زیارت کو مسجد مین آئی مگر یہان آکر کیفیت ہی اور دیکھی وہی درویش وہی خوبصورتی و جمال لیکن کسی طرح کا میلان اور خواہش درویش سے ظاہر نہین ہوئی جب شہزادی نے اوسکی طرف سے کوئی حرکت اور میلان نہین دیکھا تو بولی کہ اے درویش تجھے کیا ہو گیا کہ میری طرف التفات تک نہین کرتا مین نہی تو تجھے یہ تدبیر بتائی تہی اور اپنے وعدہ کے مطابق تیرے پاس آئی ہون۔ تعجب ہے کہ تو میری طرف متوجہ نہین ہوتا۔ ہرچند کہ

شہزادی نے اس قسم کی بہت سی باتین کہین مگر درویش کیطرف سے بجز اسکے کوئی جواب نہین دیا گیا کہ مین نہین جانتا تو کون ہے اور اوسکی طرف سے مونہہ پہیر کر بیٹہہ گیا۔ جناب سلطان المشائخ جب یہ حکایت بیان کرتے کرتے یہان تک پہونچے تو آپکی آنکہون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور رو کر فرمایا کہ جو شخص یہ ذوق پاتا ہے وہ غیر سے کسطرح الفت و محبت کر سکتا ہے بندۂ کاتب الحروف عرض کرتا ہے **بیت** کسے کہ روی تو بیند حدیث گل نکند ؛ کسیکہ مست تو باشد حدیث مل نکند ؛ یعنے تیرے دیدار پر کامیاب ہونیوالا گل کی حکایت نہین بیان کرتا اور جو تیری شراب عشق سے مست ہوا تو وہ ساغر کا قصہ نہین چھیڑتا۔ حضرت سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ خواجہ عبد اللہ مبارک قدس سرہ ایام جوانی مین ایک عورت پر عاشق ہو گئے تہے اون کا قاعدہ تہا کہ ہمیشہ معشوق کی دیوار کے نیچے اول رات سے کہڑے ہو کر صبح تک باتین کیا کرتے تہے یہانتک کہ فجر کی اذان ہوتی اور عبد اللہ کو خیال ہوتا کہ عشا کی اذان ہوئی ہے لیکن جب غور سے دیکہتے تو معلوم ہوتا کہ صبح کی اذان ہوئی ہے **بیت** موذن حی علی گویان من از بہر تتے در خون ؛ نمازے اینچنین آلودہ یعنے ہم رعا باشد ؛ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ عبد اللہ حسب دستور معشوقہ کی دیوار کے نیچے کہڑے تہے کہ ہاتف نے آواز دی کہ اے عبد اللہ تو ایک عورت کے عشق مین اول شب سے صبح تک بیدار رہتا ہے بہلا کسی رات حق تعالی کیلئے بہی بیدار رہا ہے۔ جونہی عبد اللہ نے یہ غیبی ندا سنی فورًا توبہ کی اور عبادت خداوندی مین ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ انوار المجالس مین جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کے نواسہ خواجہ محمد قدس اللہ سرہما العزیز حضرت سلطان المشائخ کے ملفوظات مین تحریر فرماتے ہین اور خود سلطان المشائخ سے نقل کرتے ہین کہ شہر بدایون مین کوتوال کا ایک لڑکا نہایت حسین و خوبصورت اور نازک اندام اوسکے حسن و جمال کا شہرہ تمام بداؤن مین پہیلا ہوا تہا جب وہ اپنے گہر سے باہر نکلتا تو بہت سی مخلوق اوسکے عشق مین مبتلا ہو جاتی اون ہی ایام مین مین بہی بدایون مین تہا اور ایکدفعہ مین نے بہی اوسے دیکہا تہا حقیقت مین خدا تعالی نے اوسے ایسا ہی جمال دیا تہا کہ جو کوئی دیکہتا بے قابو ہو جاتا اور اوس سے علحدگی اختیار نکرتا۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ مین خاص اس ارادہ گہر سے نکلا کہ اوسے دیکہون اتفاق سے اوسروز اوس سے ملاقات نہین ہوئی مین دل مین یہ منصوبہ گانٹہکر واپس چلا آیا کہ جب وہ بازار مین نکلیگا اوسوقت آکر ملاقات کرونگا مین اپنے قیام گاہ پر چلا تو آیا مین دلمین اسقدر بے قراری پیدا ہوئی کہ کسی عنوان مجہے چین نہین پڑا چنانچہ مین پہر تہوڑی دیر کے بعد اوسکی ملاقات کا عزم کرکے گہر سے باہر نکلا اور جب وہ بازار مین نہین ملا تو اوسکے گہر کی طرف روانہ ہوا وہان بہی اوسکا سراغ نہ ملا مین نے پہر خیال کیا کہ اب گہر واپس چلنا چاہیئے اور جب وہ بازار مین نکلے تو اوس سے آکر ملاقات کرنی چاہیئے۔ چنانچہ مین واپس چلا

جاتا اور اسدفعہ پہلے سے بہی زیادہ بیتاب وبیقرار ہوا میرے اور اوس لڑکے کے مکان مین چار پانچ میل کا فاصلہ تہا
گو مسافت بہت تہی لیکن مین اسدرجہ مضطرب تہا کہ تیسری دفعہ پہر اوس سے ملاقات کرنیکی غرض سے گہر سے نکلا اور
اُفتان خیزان اوس کے مکان تک پہونچا مگر اس مرتبہ بہی اوس سے ملاقات نہین ہوئی۔ الغرض مین پہر وہان سے لوٹا
اور لوٹتے وقت معلوم ہوا کہ بہت تہک گیا ہون کیونکہ اس آمد ورفت مین قریب بیس میل کے سفر کرچکا تہا گہر آیا تو ضعف
اور ماندگی کی وجہ سے نیند آگئی آفتاب غروب ہونے کو تہا کہ مجہپر نیند نے غلبہ کیا جب مین بیدار ہوا تو ایک بیخودی
کی سی کیفیت مجہپر طاری ہوئی بدن کے کپڑے پہاڑ ڈالے اور مضطربانہ ادہر اودہر پہرنے لگا یہین سے مجہے اوس
قول کا بہید واضح ہوا جو مشائخ نے بیان کیا ہے کہ نماز عصر کے بعد سونا نچاہیئے۔ غرضکہ جب میری والدہ
علیہا الرحمۃ کو معلوم ہوا تو وہ میرے پاس تشریف لائین اور نئے کپڑے مجہے پہنائے۔ مجہپر اوس نوجوان کی بیحد
محبت نے ایک عجیب قسم کی کیفیت پیدا کردی اور ایک ایسا ولولہ اور جوش دل مین اوٹہا جسے مین بیان
نہین کرسکتا۔ دوسرے روز مین راستہ مین چلا جاتا تہا کہ ایک مقام پر پہونچکر دفعۃً ایک ایسی خوشبو پیدا
ہوئی جس نے میرے دماغ کو معطر کردیا مین نے خیال کیا کہ یہان تو کہین عود بہی جل نہین رہا ہے پہر یہ خوشبو
کیسی لیکن پہر فوراً مجہے یاد آیا کہ یہ وہی کوچہ ہے جہان مین نے اور اوس محبوب نے کہڑے ہوکر باتین کی تہین
یہ خوشبو اوسکے وصال ملاقات کی علامت ہے۔ خلاصہ یہ کہ ایک مدت تک مین اوسکا شیفتہ وفریفتہ رہا جب وہ
گہر سے برآمد ہوتا تو عاشقون کی ایک جماعت اوسکے پیچہے ہوتی اور مین بہی اونمین موجود ہوتا **بیت** کس نیست
کہ افتادۂ آن زلف دوتا نیست ... نظرے با تو ندارد * من نیز بر آنم کہ ہمہ خلق بر آنند * ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ اوس نوجوان نے مجہسے ملکر
کہا کہ اے شخص گو اسقدر لوگ مجہپر فریفتہ ہین اور بے انتہا مخلوق مجہے زحمت پہونچاتی ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ
مین تجہپر مائل ہون اوسکی اسبات سے مجہے نہایت فرحت ومسرت ہوئی اور محبت مین ایک اور جوش وترقی پیدا
ہوئی۔ کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سید مبارک محمد علوی کرمانی سے سنا ہے غیاث پور مین ایک دانشمند
تہا اوسے لوگ مولانا مینی خطاط کہتے تہے کہ شخص علم فقہ کے علاوہ فن خوشنویسی مین اسدرجہ کمال رکہتا
تہا کہ بڑے بڑے خوشنویس اوسکے زور قلم اور لطافت خط سے رشک کرتے تہے اور عطارد جو دبیر فلک کہلاتا
ہے باوجود اپنی اس شان وشوکت اور حشمت ووقار کے اوسکے آگے سر تسلیم خم کیئے ہوئے تہا **ابیات**
عطارد رو کہ دبیر فلک ہمیگویند * بہ پیش خط تو گشتہ است عاجز و ملجا * ازخون دو چشم خویش ہردم نقش
خط تو بدل نویسم * کاتب حروف کے سب چچا اور اکثر خوشنویس اوسکے شاگرد تہے اور وہ حضرت سلطان المشائخ کا

مرید تہا۔ مولانا یمنی خطاط کے پاس ایک نہایت حسین وخوبصورت لونڈی تہی جس سے وہ بہت کچہ تعشق رکہتے
تہے اتفاق سے کوئی ایسی وجہ درپیش ہوئی کہ مولانا نے اوس کنیز کو بیچڈالا لیکن فروخت کرنیکے بعد اوسکا عشق
ایسا دامنگیر ہوا کہ مولانا بے چین وبے قرار ہوگئے اور اسکی یہانتک نوبت پہونچی کہ آپ اوس شخص کے پاس گئے جسکے
ہاتہہ کنیز فروخت کی تہی اور دوچند سہ چند قیمت پر اوسکے طالب ہوئے لیکن جب اوس شخص نے انکی مزید خواہش
اور کنیز کو نہایت حسین وخوبصورت پایا تو اس قیمت پر بہی راضی نہین ہوا چنانچہ شیخ سعدی فرماتے ہین ع
ما یوسف خود نمیفروشیم ÷ تو قلب سیاہ خود نگاہدار ÷ الغرض کنیز کی قیمت بڑہتے بڑہتے ایک سے دس تک پہونچی
لیکن مالک کنیز جب بہی راضی نہین ہوا۔ مولانا عاجز ومجبور ہوگئے اور تلاش وجستجو کے بعد معلوم ہوا کہ یہ شخص
بہی جناب سلطان المشائخ کے مریدون کے سلسلہ مین داخل ہے اور آپ کا معتقد ہے۔ جب مولانا کو یہ بات معلوم
ہوئی تو اونہین فی الجملہ تسکین ہوئی اور خیال کیا کہ اس درد کی دوا پیدا ہوگئی ہے کبہی نہ کبہی حضرت سلطان المشائخ
کو یہ کیفیت معلوم ہوگی اور وہ اسکا علاج کردینگے ہر چند کہ مولانا کو اپنے درد کی دوا معلوم ہوگئی تہی اور کچہ
تسکین وتسلی بہی ہوگئی تہی لیکن پہر سلطان عشق کے غلبہ سے اپنے دل مین دعوی کیا کہ افسوس راہ محبت مین
مجہے یہ کب جائز تہا کہ دوست کو سیم سیاہ کی عوض فروخت کرون۔ الغرض محبوب کے غلبۂ شوق اور وصال یار کے
اشتیاق نے مولانا کو صبر وشکیبائی کے گہر سے نکال دیا اور دن بدن بلکہ ساعت بساعت اون کا ایک حال دوسرے
حال سے بدلتا گیا یہانتک کہ کہانا پینا سب چہوٹ گیا اور نیند آنکہون سے اُچٹ گئی گریہ ونالہ اور آہ وزاری
غالب ہوئی اور کام دیوانگی تک پہنچا **بیت** روی مپوش اے قمر خانگی ÷ تا نکشد عقل بدیوانگی ÷ آخر مولانا کو
یاد آیا کہ میرے درد کی دوا تو میرے مرشد برحق کے پاس موجود ہے وہان چلکر علاج کرنا چاہیئے چنانچہ آپ زار
قطار روتے اور کپڑے پہاڑتے جناب سلطان المشائخ کے حضور مین حاضر ہوئے اور ساری کیفیت بیان کی سلطان المشائخ
نے فرمایا کہ جسوقت مالک کنیز میرے پاس آئے تم بہی آنا مولانا یہ ارشاد سنکر جناب سلطان المشائخ کے آستانہ مبارک
معتکف ہوگئے اور اوسکے انتظار مین چند روز بیٹہے رہے **بیت** رقیب گفت برین در چہ میکنی شب وروز ÷ چہ میکنم
دل گمگشتہ باز مے جویم ÷ اگر نصیحت دل میکنم کہ عشق مباز ÷ سیاہی تن زنگی بآب مے شویم ÷ القصہ مالک کنیز
ایکدن جناب سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور سعادت قدمبوسی کی حاصل کرلینے کے بعد مودب بیٹہ گیا
مولانا یمنی خطاط تو اسموقع کے منتظر تہے فوراً حاضر خدمت ہوکر سر زمین پر رکہا حضرت سلطان المشائخ نے
فرمایا۔ مولانا سر اوٹہاؤ امید ہے کہ تمہاری مراد برآئے اور اطمینان کلی حاصل ہو مالک کنیز فوراً تاڑ گیا کہ

کہ سلطان المشائخ پر میرا بھید کھل گیا ہے اسی اثنا مین جناب سلطان المشائخ نے روئی مبارک اوسکی طرف کیا اور یہ حکایت بیان فرمائی شروع کی کہ ایک شخص کے پاس ایک کنیز تہی اور وہ اوس سے پلے درجہ کی محبت رکہتا تہا اتفاقاً کسی وجہ سے اوسنے کنیز کو فروخت کرڈالا لیکن اسکے بعد کنیز کے عشق کی آگ اوسکے دل مین بہڑک اوٹھی اور اوسکا عشق اسقدر غالب ہوا کہ آپے سے باہر ہوگیا مجبور ہوکر خریدار کنیز کے پاس پہونچا اور جس قدر اوسکے سامنے عجز و زاری پیش کی اور قیمت بڑھائی کوئی بات پیش نہ گئی اور اپنے مطلب پر کامیاب نہین ہوا۔ جب وہ اپنے دوست سے مایوس ہوگیا اور کسیطرح اوس سے ملنے کی امید نہین رہی تو بدن کے کپڑے پہاڑ ڈالے موئنہ کالا کرکے سر پہ خاک ڈالکر بازار مین آیا اور یہ صدا لگاتا کہ مسلمانو! جو شخص اپنے محبوب کو زر و سیم کی عوض فروخت کرتا ہے وہ یہی سزا پاتا ہے جون ہی سلطان المشائخ نے یہ حکایت پوری کی مالک کنیز فوراً زمین پر گر پڑا اور دست بستہ عرض کیا کہ مین نے اوس کنیز کو حضور پر سے صدقہ کرکے اس مولانا کو بخشا۔ سلطان المشائخ بہت خوش ہوئے اور اوسکے حق مین دعاے خیر کی چنانچہ وہ شخص گہر گیا اور کنیز کا ہاتہ پکڑکے مولانا کے ساتہ کردیا اور مولانا اپنے مقصود پہ فتحیاب ہوئے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

نکتہ اوس دلولہ اور جوش عشق کے بیان مین جو اس بندۂ ضعیف کے باطن مین جناب سلطان المشائخ کیطرف سے موجود ہے۔ اگرچہ یہ دعوی کرنا کہ مین سلطان المشائخ کا عاشق ہون چہوٹا موئنہ بڑی بات ہے اور اسوقت یہ مثل مجہپر بہت اچھی طرح صادق آتی ہے کہ چڑیون کا پوٹہ ہاتہیون کے لقمے کی گنجائش نہین رکہتا ما للعصفور اللحم و ما الیق قسمہ یعنے کیا چڑیا کیا چڑیا کا گوشت اور کیا مجہپر کیا مجہپر کی چربی **بیت** لاف وفات میزنم در قدم سگان تو ؛ خاک جہا منیشوم خاک برین وفائے من ؛ یہ واقعی بات ہے کہ مین اگر اسکا دعوی کرون تو سراسر جہوٹا خیال کیا جاؤن لیکن خدا علیم اور دانا ہے کہ کیا حالت سماع اور کیا غیر سماع مین دل مین گذرتا ہے کہ سوز عشق سے ننگ و ناموس کی خان و مان مین آگ لگادون اور اس راز کو طشت از بام کردون شیخ سعدی فرماتے ہین **بیت** روزے بدر آیم من ازین جامۂ ناموس ؛ ہرجا کہ بتے چون تو بہ بینیم ببر ستم ؛ اکثر ذہن مین آتا ہے کہ اس تمام سروسامان سے گذرکر خان و مان مین آگ لگادون اور صحرا و جنگل کی راہ اختیار کرکے ایک شر ربار شور سینے سے نکالون **بیت** چند نہان غم عشق تو خورم طاقت نیست ؛ وقت آن شد کہ برون آیم و صد شور کنم ؛ تا داشت دلم طاقت صبر بودم نشکیبائی ؛ چون کار بجان آمد زین پس من و رسوائی ؛ صحرا و جنگل مین شور مچاؤن اور بیابان عشق مین سر رکہون **قطعہ**

صد بیابان غم خویش بجور دتیر او ❊ سر نتواند کشید پای از زنجیر او ❊ خواہم از آسیب عشق روے بعالم نہم ❊ عرصهٔ عالم کی گرفت حسن جہانگیر او ❊ اور اسی پر بس نکرون بلکہ تمام بیابانون اور صحراؤن کو اپنے شور انگیز آنسوؤن سے دریا بناؤن بیت خوشا آب دو چشم من ہمہ روئی زمین گیرد ❊ بناید گرد غیرے دامن آن نازنین گیرد ❊ اور پھر اوس دریا کو سینہ کی آہ شرر بار سے خشک بیابان بناؤن امیر خسرو کہتے ہین ؏ دریا ز آہ سینۂ من خشک شد چنانکہ ❊ ہرگز بچشم خویش نہ بیند کسے نمی ❊ اور جب ان تمام کامون سے فارغ ہو جاؤن تو سلطان المشائخ کے کتون کی زنجیرین اپنی گردن مین باندھون - امیر خسرو فرماتے ہین بیت زنجیر سگان خود بر سر من بند ❊ اکنون سر این نیست که دستار بہ بندم ❊ زان بعد اپنی عمر عزیز کا باقی حصہ جو حقیقت مین عاشقون کا اصل سرمایہ ہے بغیر مزاحم غیرے جناب والد کی یاد مین بسر کرون بیت عمرم ہمانست انچہ کنم یاد روئی تو ❊ جانم ہمانست انچہ نہم زیر پائے تو ❊ اور گذشتہ عمر کو حضور کی محبت کے ذریعہ اصلی زندگی کا خلعت پہناؤن اور اسی مین ہمیشہ مستغرق رہون ممکن ہے کہ آخری سانس آپکی یاد و محبت مین نکلے اور مین دولت سرمدی حاصل کرون بیت اگر جنازهٔ سعدی بکوئی دوست برند ❊ زہے حیات نکو وزہے کمال سعادت ❊

نکتہ عشق کی حقیقت کے بیان مین - ابیات -

دلبر جان ربای عشق آمد ❊ سرور رہنمائی عشق آمد
عشق با سر بریدہ گوید راز ❊ زانکہ داند کہ سر بود غماز

خیر و ہمائے عشق را قامت ❊ کہ بوقت ست گفت قد قامت
عشق گویندهٔ نہان سخن است ❊ عشق پوشندهٔ برہنہ تن است

آب آتش فروز عشق آمد ❊ آتش آب سوز عشق آمد
عقل مردیست خواجگی آموز ❊ عشق دردیست پادشاہی آموز

خطهٔ خاک لہو و بازی ماست ❊ عالم پاک پاکبازی ماست
نیست در عشق خطهٔ موجود ❊ عاشقان را چہ کار با مقصود

عشق مقصود کار ما باشد ❊ عشق را خود نگار ما باشد
عشق را رہنما درہ نبود ❊ در طریقش سر و کلہ نبود

عشق با عقل نا تمام بود ❊ عشق با کفر و دین کدام بود
پیش آنکس کہ عشق رہبر اوست ❊ کفر و دین ہر دو بندهٔ در اوست

ہرچہ در کائنات خرد و کلان اند ❊ در رہ عشق طاقہای بلند
ہرچہ از آنچہ دور گردون است ❊ از سر ضرب عشق بیرون است

عشق برتر ز عقل و ز جان است ❊ لی مع اللہ وقت مردان است
دل خریدار نیست جرم را ❊ آن نشنیدہ تخت آدم را

عز علمش بسوئے جنان آورد ❊ باز عشقش بخاکدان آورد
چون رہ خلد رفت عریان شد ❊ چون رہ عشق رفت سلطان شد

گرچہ جانت ز عقل فرزانہ است ❊ عقل بگذار کو ہم از خانہ است
قدم عقل نقد خالی دان ❊ شعلهٔ عشق لا ابالی دان

بالغ عقل را بسے یابی ❊ بالغ عشق کم کسے یابی
عشق را جان بوالعجب داند ❊ زانکہ شیون شہید لب داند

ہرکجا عشق چہرہ بنماید	دل وجانش بجملہ برُباید	چون بترسی ہمی ز مردن خویش	عاشقی باش تا نمیری بیش
عاشقان سر نہند بر سر دار	تو برآنی کہ چون بری دستار	صفت عاشقان زمن بشنو	ورنہ مذانی تو این مراد بد جو

خلاصہ مذکورہ بالا ابیات کا یہ ہے کہ عشق ایک ایسی چیز ہے جو عاشقون کا دلبرا ور جانبر ہا ہے اور سراسر رہبر و رہنمائی کرتا ہے وہ اپنا بہید اوسی شخص سے کہتا ہے جو سر کاٹ کر آگے دہر لیتا ہے کیونکہ جانتا ہے کہ سر مین غمازی کی صفت موجود ہے وہ پوشیدہ بات کہنے والا اور برہنہ تن کو ڈہکنے والا ہے وہ پانی مین آگ لگانے والا اور آگ کو پانی سے روشن کرنے والا ہے۔ جس شخص مین خواجگی آموز عقل ہے اوس مین بادشاہی سوز عشق ضرور موجود ہے خطۂ خاک ہمارا بازی گاہ اور عالم قدس ہماری پاکبازی ہے جہان کہین عشق کا وجود نہو وہان عاشقون کے رہنے کا کچہہ کام نہین عشق عین مقصود مراد ہوتا ہے اور وہ اپنے لیئے خود لگار ہوتا ہے۔ عشق کا کوئی رہنما نہین ہوتا اور اوسکی راہ مین سر و کلاہ کی گنجایش نہین ہوتی عشق کبہی عقل کے سانہ جمع نہین ہوتا اور اوسکے ہوتے کفر و دین کا کوئی تعلق نہین رہتا جسے عشق کا حصہ حاصل ہوتا ہے کفر و دین دونون اوسکے غلام بنجاتے ہین۔ دنیا مین جس قدر چہوٹی بڑی چیزین ہین سب رہ عشق مین طاق و چالاک ہین یہ جو آسمان ہر وقت دور و گردش مین ہے صرف اس سبب سے ہے کہ عشق کی ضرب سے باہر ہے وہ عقل اور جان سے برتر اور خدا سے ملانے کا ذریعہ ہے دل عشق کے علاوہ کسی چیز کا خریدار نہین ہے یہی تو وہ ہے جسنے آدم کو تخت جنت پر جلوہ گر کیا ہتا اون کا علم کشان کشان جنت مین لیگیا پہر عشق وہان دنیا مین لایا آدم جب بہشت کی راہ چلے برہنہ ہوگئے اور جب راہ عشق مین قدم فرسائی کی بادشاہ بنگئے اگرچہ تیری جان عقل کی وجہ سے فرزانہ ہوئی ہے لیکن اس سے ہاتہ اوٹہا لے کیونکہ یہ کوئی چیز نہین ہے۔ دنیا مین بہت سے کامل العقل پا سکتا ہے لیکن کوئی ایسا شخص دستیاب نہین ہو سکتا جو عشق مین کامل ہو جہان کہین عشق اپنا چہرہ دکہاتا ہے فوراً عشاق کی دل وجان کو اوچک لیتا ہے اگر تو مرنے سے ڈرتا ہے تو عاشقی کر کیونکہ عشق سے بہت دن تک زندہ رہ سکتا ہے اہل عشق دار پر سر رکہنے کو فخر سمجہتے ہین اور تو اس فکر مین رہتا ہے اوسے دستار سے آراستہ کرے عاشقون کی صفت مجہسے سننی چاہیئے کیونکہ مین اس سے خوب ماہر ہون۔

نکتہ عشق کی ترغیب اور عشاق کی معذرت کے بیان مین۔ ابیات۔

خدا او خدا بجو ذرہ آشنائی	منیرانم چراغے روشنائی	بعشق خود دلم معمور گردان	ز نور دوستی پر نور گردان
بزلف وخال خوبان دادہ پیوم	دل عشاق را لطف خداوندم	بہ دا ایجان بکار عشق میکوش	ز جام عشق خو نہاد مبدم کوش

اگر خواہی حیات جاودانی ۔ براہ عشق میر از میتوانی
شہید عشق را مردہ نگویند ۔ براہ عشق جز زندہ نگویند

درین عالم ز ایجاد تو مقصود ۔ رضائی حق تعالی دوستی بود
وگرنہ من کیائی آنکہ جانرا ۔ دہم از دیدۂ دل نیکوان را

بعشق زلف شان گردم ہوسناک ۔ کنم دل را ز غم ہا چاک در چاک
تو ای زاہد ز عشق خوبرویان ۔ مشو منکر مرو لاحول گویان

شدی غافل ز درد درد موشان ۔ گدا محروم شد از عشق سلطان
کرشمہ کردن خوبان نظر کن ۔ بعشق شکل شان جان در خطر کن

بکنج مسجدے منشین گرفتار ۔ بکار خود پرستی نیک ہوشیار
زمانے صنع حق را در نظر آر ۔ حیات بے نظر را ہیچ مشمار

کمال زاہدان از عشقبازیست ۔ نشان عاقبت در جان گدازیست
صلوۃ عاشقان از دیدہ بگذار ۔ نماز زاہدان با خشک انگار

نظر کردن بخوبان مذہب ماست ۔ مرا از ہر دو عالم این تمناست
کہ من بارے ز مذہب بر نگردم ۔ اگر گردم ازین مذہب نہ مردم

بلعل دلفریب خوبرویان ۔ برغبت میکنم اینک دل و جان
بزاری میکنم زان لب گدائی ۔ تو اے زاہد درین معنی کجائی

ترا گر عقل ہست آمد ہشیار ۔ ہمین جا گیر ذوقے از لب یار
کہ فردا ذوق لب ہرگز نیابی ۔ اگرچہ جنت الفردوس یابی

نکتہ حق سبحانہ وتعالی کے دیدار مقدس کے بیان مین - جناب سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ مولانا فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب خمسین تصنیف کی ہے جو اربعین سے کسیقدر مختصر ہے مین نے اوسکی چند دہ باتین نقل کی ہین جنہین بعض اہل تصانیف نے بدلیل ثابت کیا ہے اور بعضون نے نفی ... ل مین قلم فرسائی کی ہے منجملہ ونکے ایک مسئلہ رویت باریتعالی ہے لوگون نے بیان کیا ہے کہ رویت باریتعالی کا اثبات عقلی دلیل پر موقوف ومنحصر نہین ہے اور ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ نے جو اپنی کتاب مین لکہا ہے اور عقلی دلیل سے رویت کا اثبات کیا ہے وہ کسیطرح درست اور صحیح نہین - ابو منصور کی تقریر کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ جسم مرئی اور محسوس ہے اور جسطرح وہ خود مرئی ہے اسیطرح اوسکی حرکت بہی مرئی ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ رویت ایک ایسی صفت ہے جو جسم اور حرکت مین مشترک ہے علی ہذا القیاس رویت جواز کی علت بہی مشترک ہے جب یہ تمہید ذہن نشین ہو چکی تو ہم کہتے ہین کہ جو چیز جسم وحرکت مین مشترک ہے وہ وجود ہے حدوث کے ساتہہ اور حدوث تو اوسکے لائق نہین کیونکہ حدوث کہتے ہیں اسی وجود کو جو سابق مین معدوم ہوا ور عدم نہ تو خود علت ہونے کے لائق ہے نہ غیر علت ہونے کے قابل - اور اگر یہ دونون شقین باطل ہین تو رویت حق تعالی کی جواز علت کے لئے وجود ہی متعین ہوا اور حق تعالی عین وجود ہے پس ان مقدمات کی ترتیب سے صاف یہ نتیجہ نکل آتا ہے کہ حق تعالی مرئی ہے - شیخ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ کی اس تقریر پر مولانا فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اعتراض ہے کہ مخلوقیت بہی جسم وحرکت مین مشترک ہے اور اس سے

کہ وہ مخلوق لعین ہو۔ یہ نکتہ اور یہ اعتراض بہایت محکم اور لاجواب ہے جسکا اسوقت تک کوئی جواب نہین دیاگیا۔ بعدہ ابو منصور
فرماتے ہین کہ اہلسنت والجماعت نے اس مسئلہ مین یون تاویل کی ہے کہ حق تعالی نے فرمایا ہے فان استقر مکانہ فسوف ترنی
یعنے اگر پہاڑ اپنی جگہ برقرار رہا تو ای موسی تو مجھے قریب دیکھہ سکیگا اس آیت مین خدا تعالی نے اپنی رویت کو استقرار
جبل کے ساتھ معلق کیا ہے اور استقرار جبل ممکن ہے اور جو چیز ممکن کے ساتھ معلق ہوتی ہے وہ حقیقت مین ممکن
ہوتی ہے۔ مولانا فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسپر بہی ایک بہایت لطیف اور قوی اعتراض کیا ہے اور
اوسکا بیان یہ ہے کہ جواز رویت جو استقرار جبل کی شرط کے ساتھ معلق ہے۔ ہم پوچھتے ہین کہ اس سے کونسا
استقرار مراد ہے یعنے جواز رویت استقرار جبل کی حالت مین معلق ہے یا تحویل جبل کی حالت مین اگر استقرار
کی حالت مین ہے تو ظاہر بات ہے کہ جو چیز شرط ہے وہ ثابت اور متحقق ہے اور جو چیز تحقیق کے ساتھ معلق ہے
متحقق و ثابت ہے لیکن فی الحال متحقق نہین ہے اور اگر تحویل جبل کی حالت مین معلق ہے تو استقرار جبل حالت
تحویل مین ممتنع ہے اس سے صاف واضح ہو گیا کہ یہ نکتہ حقیقۃً ضعیف ہے۔ قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ
علیہ نے حضرت سلطان المشائخ سے سوال کیا کہ حضرت موسی علیہ السلام کے قصہ مین جو سوال رویت اور جواب لن ترانی
کے بعد قرآن مجید مین واقع ہوا ہے فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسی صعقا یعنی جب موسی کے رب نے پہاڑ پر تجلی
کی اور اوسے روشن و منور کیا تو پہاڑ کو ٹکڑے ٹکڑے اور ریزہ ریزہ کر ڈالا اور موسی بے ہوش ہو کر گر پڑے
تو میری گذارش یہ ہے کہ پہاڑ نے خدا کو دیکھا کہ نہین فرمایا ظاہر آیۃ تو اسی پر دلالت کرتی ہے کہ پہاڑ کو دولت
دیدار میسر ہوئی ہو اور یہ جو مفسرون نے تفسیرون مین لکھا ہے کہ خدا تعالی کے تجلی کرنے اور پہاڑ کو منور کرنیکے
یہ معنی ہین کہ اوسکے ملکوت نے تجلی کی ظاہر کے خلاف اور بضرورت آیت کے الفاظ سے عدول ہے کیونکہ اہل سنت
والجماعت کا اسپر اتفاق ہے کہ حق تعالی کی رویت فی الجملہ جائز ہے لان کون الباری سبحانہ وتعالی مرئیا
للنفس ولغیرہ من صفات الکمال و، جل جلالہ موصوف بجمیع صفات الکمال اگر کہا جائے کہ دلیل سے
یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ چکا ہے کہ دنیا مین کسی شخص کو دیدار حاصل نہین ہوا اور نہ آئندہ ہو سکتا ہے
لیکن چونکہ جس قول سے رویت حق تعالی کا احتمال پیدا ہو سکتا ہے اوسکا دنیا مین کسی نے نشان نہین دیا ہے تو
مین جواب مین کہونگا کہ یہ حکم جنس انسان کی نسبت وارد ہوا ہے۔ اس سے یہ ہرگز لازم نہین آتا کہ اوس پہاڑ
کو جسپر حق تعالی نے تجلی کی تہی دیدار میسر نہین ہوا ممکن ہے کہ خدا تعالی نے اوس مین قوت پیدا کر دی ہو
اور آنکہہ کان عقل عنایت کئے ہون تاکہ وہ اس شرف ابدی سے معزز و ممتاز ہوا ہو اور دیکھنے کے بعد

نیست و نابود ہوگیا سو احتمال بقا کی اوس مین طاقت نہ رہی ہو اور ہیبت خداوندی سے پارہ پارہ اور ریزہ ریزہ ہوگیا ہو
اور حضرت موسی علیہ السلام اندازہ کام پر متنبہ ہوکر سوال سے باز رہے ہون - جناب سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ جو لوگ
حق تعالی کے دیدار کے منکر ہین نہین معلوم کسطرح زندگی بسر کرتے ہین - جو لوگ خوش اعتقاد ہین وہ کل قیامت کے
روز وعدۂ دیدار کی امید مین نہایت خوش اور مسرور ہین - دیدار خداوندی کی حلاوت ہر شخصکو اوسکے اندازۂ
شوق کے مطابق حاصل ہوتی ہے تاوقتیکہ اس قسم کا ذوق شوق نہوگا کیا ذوق و لذت پائیگا بعض لوگ تو ایسے
ہوتے ہین جو دیدار الہی کے مشتاق دنیا سے جاتے ہین اور بعضون کو وہان جاکر شوق پیدا ہوجاتا ہے اور وہ
وہین اوس ذوق کو پاتے ہین لیکن دنیا سے اشتیاق کی حالت مین اوٹھنا اعلی درجہ کی کرامت اور خوبی کی بات
ہے حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ ایک دفعہ مجھے یہ اشکال پیش آیا کہ جو لوگ دنیا سے اوٹھکر عالم قدس مین
پہونچے گیا اونہین بہشت مین جانے سے پیشتر دیدار الہی میسر ہوجاتا ہے یا نہین مین اسی خیال مین محو تہا کہ
ایک رات کو شیخ نجیب الدین متوکل کے خادم رئیس نامی کو خواب مین دیکہا اور حالت خواب ہی مین یہ اشکال اوسکے
سامنے پیش کیا اوسنے جواب دیا کہ یہ خیال کہان سے پیدا ہوا اور ساتہ ہی نہایت قوی استعجاب و استبعاد ظاہر
کیا اس خواب کے دیکہنے سے مین اور مشکل مین پڑ گیا اور اب میری اس خیال مین پہلے سے بہت زیادہ ترقی ہوگئی
یہان تک کہ ایک رات ایک عورت زیبا نام کو اوسکے انتقال کے بعد مین نے خواب مین دیکہا یہ عورت نہایت پاکدامن اور
عفت مآب تہی اور مجھے اپنا بہانجا کہا کرتی تہی مین نے جب اوس سے یہ ماجرا بیان کیا تو اوسنے کہا بعض آدمی
بہشت مین داخل ہونے سے پیشتر بہی دیدار الہی سے مشرف ہوتے ہین چنانچہ مین اسوقت تک دو بار اس دولت سے
کامیاب ہو چکی ہون مین نے پوچہا کہ خالہ جان تمہین یہ ابدی دولت کون سے عمل سے حاصل ہوئی - کہا اصل
بات یہ ہے کہ مین ہر روز چند روٹیان اپنے آقا سے پاتی تہی اور اونمین سے ایک روٹی درویشون کو ڈالتی تہی
سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ایک درویش تہا جو ہر وقت اپنے خرقہ مین سر ڈالتا اور باہر نکالتا تہا اور یہ بات
کہتا تہا تعجب کی بات ہے کہ موسی علیہ السلام کو باوجود کمال نبوت کے خدا کا دیدار میسر نہین ہوا اور اوس کے
دیکہنے کی طاقت نہ پائی یہان ہر وقت وہ اپنے دیدار سے محظوظ کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ جسے وہ اپنا جلوہ دکہانا
چاہتے ہین وہ اوسے دیکہہ لیتا ہے - سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے پورے
ہزار بار حضرت عزوجل کو خواب مین دیکہا بعد ازان پوچہا کہ خداوندا بندہ اس دولت پر کس عمل سے کامیاب ہو سکتا
ہے فرمایا قرآن مجید کی تلاوت سے عرض کیا معنی سمجھکر پڑہنے سے یا بغیر معنی سمجھے ہوئے ارشاد ہوا جسطرح

پڑھا جائے آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ شاہ شجاع کرمانی قدس اللہ سرہ العزیز چالیس برس تک شب کو نہیں سوئے ایک رات خدا تعالی کو خواب مین دیکہا اور اس ابدی سعادت سے بہرہ اندوز ہوئے پہر تو اونکی یہ کیفیت ہوئی کہ جہان جاتے بستر البغل مین دبائے پہرتے اور جس جگہ موقع پاتے اس غرض سے سو جاتے کہ اوس دولت دیدار کو دوبارہ خواب مین حاصل کرین یہانتک کہ ایکدن ایک آواز آئی کہ اے شجاع یہ دولت اون بیداریون کا ثمرہ تہا جنپر تو چالیس برس تک عامل رہا۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ قوت القلوب مین لکہا ہے کہ شیخ الاسلام علی موفق قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہین کہ مین نے خواب مین دیکہا کہ بہشت مین گیا ہون چلتے چلتے جب دور تک نکل گیا تو خطیرہ قدس مین پہونچا وہان دیکہتا ہون کہ ایک شخص عرش کے پردون کو کہولے ہوئے حضرت عز وجل کو ٹکٹکی باندہے دیکہہ رہا ہے اور پلک سے پلک نہین جہپکاتا مین نے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے کہا گیا خواجہ معروف کرخی ہین جنہون نے خدا تعالی کو دوزخ کے خوف سے نہین۔ جنت کی طمع سے نہین بلکہ صرف خدا تعالے کی دوستی اور شوق دیدار کے لئے عبادت کی ہے یہان خدا تعالی نے اوس عبادت کے صلے مین اونہین اپنا دیدار مباح کردیا ہے وہ اسیطرح قیامت تک اس دولت سے محظوظ رہین گے۔ لوگون نے حضرت سلطان المشائخ سے دریافت کیا کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین خدا تعالی کو دیکہا ہے فرمایا اس مین علماء کا بہت اختلاف ہے لیکن مختار اور پسندیدہ مذہب یہ ہے کہ معراج کی شب کی روئیت مین کوئی تحقیق نہین ہے اور قطعی طور پر کہین سے ثابت نہین ہوتا کہ پیغمبر صاحب نے خدا تعالی کو نہین دیکہا اسپر سائل نے یہ دلیل پیش کی کہ ابو درداء صحابی کہتے ہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جب لوگون نے پوچہا ہل رایت ربک قال انی راہ یعنے کیا آپنے اپنے رب کو دیکہا فرمایا ہان مینے اوسے دیکہا ہے۔ سلطان المشائخ نے سائل کے جواب مین فرمایا کہ ہان یہ حدیث مین آیا ہے لیکن اور بہت سی حدیثین اسکے خلاف مین وارد ہوئی ہین اور جب یہ ہے تو روئیت شب معراج قطعی اور تحقیقی نہین ہوئی۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ جو حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں ہیں اور جناب امیر المومنین مرتضی علی رضی اللہ عنہ کے خرقہ کا ایک شعبہ انکی طرف سے بہی چلتا ہے نہایت بزرگ اور دانشمند آدمی تہے۔ ایکدفعہ انکے پاس ایک شخص آکر کہنے لگا کہ مجہے خدا کو دکہا دیجیئے۔ آپنے فرمایا تو جانتا ہے کہ جب حضرت موسی علیہ السلام کی قوم نے دیدار الہی کی درخواست کی تو اونہین عذاب الہی نے ہلاک کردیا آسمانی بجلی سے سبکے سب تباہ ہوگئے جیساکہ خدا تعالے نے قرآن مجید مین اونکے حال سے خبر دیتا ہے قالوا ارنا اللہ جہرۃ فاخذتہم الصاعقۃ۔ اور موسی علیہ السلام

دیدار الٰہی کی درخواست کی تو جواب لن ترانی سنا تو تو اتنی بڑی جرأت اور گستاخی کیون کرتا ہے۔ سائل نے کہا کہ حضرت
وہ عہد موسوی تہا اور یہ زمانہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جناب پیغمبر صاحب کے گہرمین چاکرون مین ایک بایزید تہے
وہ کہا کرتے تہے لیس فی جبتی سوی اللہ یعنی میرے جبہ مین حق تعالیٰ کے سوا اور کچہہ نہین ہے اسیطرح اوس شخص نے
اور بہی کئی نظیرین پیش کین امام رضی اللہ عنہ نے اپنے غلامون سے فرمایا اسے پکڑکر دریامین غرق کردو چنانچہ
آپکی حکم کی فوراً تعمیل ہوئی اور اوسے دریامین ڈالدیا گیا لوگ غوطہ پر غوطہ دیتے تہے اور وہ برابر چلاتا تاکہ
یا ابن رسول اللہ الغیاث الغیاث بزرگ امام فرماتے تہے کہ اسے برابر غوطے دیئے جاؤ یہان تک کہ اوس نے
کہا الٰہی الغیاث جب اوسکے موںہہ سے یہ لفظ نکلے تو حضور نے فرمایا اے غلامو اب اوسے چہوڑدو جب اوہون
نے چہوڑدیا تو وہ پانی مین سے باہر نکلکر آیا اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے سامنے سر زمین رکہکر
کہا حضرت مجہے دیدار الٰہی کا معائنہ ہوگیا فرمایا کسطرح معائنہ ہوا عرض کیا کہ مین نے آپسے بار بار فریاد
کی درخواست کی لیکن آپ میری فریاد کو نہین پہونچے تب مین نے مجبور ہوکر دل مین کہا کہ اب خدا تعالیٰ سے
فریاد کرنی چاہیئے اوسیوقت میرے سینے مین ایک روزن ہویدا ہوا جس سے مینے وہ چیز دیکہی جسکی مدت سے درخوا
کرتا تہا۔ یہ حکایت بیان کرکے سلطان المشائخ نے فرمایا واہ کیا خوب اوس شخص کا سوال تہا اور کیا عمدہ امام
جعفر صادق رض کا جواب تہا دیکہو آپنے کمال عقل سے اوسے کس طریق کے ساتہ جواب دیا۔ آپ یہہ بہی فرماتے
تہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حرم محترم جناب صیفورا ایکدن آپکے پاس آکر فرمانے لگین کہ مجہے آپکے
جمال مبارک کے دیکہنے کی آرزو ہے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اوسے دیکہہ نہ سکوگی جس قدر آپ منکر ہوتے
تہے اوسیقدر حضرت صیفورا اصرار کرتی تہین آپنے ناچار ہوکر چہرۂ مبارک سے برقع اُلٹ دیا امیر خسرو
کہتے ہین بیت برون آ از درون دیوانہ گردان ہوشیاران را ولیکن خسرو دیوانہ را دیوانہ تر گردان ٭
جون ہی حضرت صیفورا کی نظر اوس جمال جہان آرا پر پڑی نابینا ہوگئین آپنے تین مرتبہ اور بقول بعض ستر
مرتبہ برقع کو اُٹہایا جون جون آپ برقع اُٹہاتے جاتے تہے صیفورا نابینا ہوتی جاتی تہین لیکن اس اصرار سے
باز نہ آتی تہین۔ انجام کار حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اونہون نے دوبارہ بینائی پائی اور اوسوقت
ہاتف نے آواز دی کہ اے موسیٰ تمہین حائضہ سے محبت کا سبق پڑہنا چاہیئے کہ اتنی مرتبہ نابینا ہوئی اور پہر
برابر دیدار کی درخواست کرتی رہی اور تو ایک ہی دفعہ مین چیخ پڑا۔ اور مضطربانہ کہہ اوٹہا انی تبت الیک
یعنے مین نے توبہ کی تیری طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس ندا سے سخت حیرت پیدا ہوئی۔ حضرت سلطان المشائخ

نے تحریر فرمایا ہے کہ جب اہل بہشت بہشت مین جمع ہونگے تو سب ملکر پروردگار ذوالجلال لایزال کے دیدار کی تمنا کرینگے
حکم ہوگا کہ سب دارالضیافت مین جمع ہون چنانچہ بہشتی یہ مژدہ سنکر بیت الضیافہ مین اکٹھے ہونگے فوراً ایک سفید ابر
انکے گرداگرد چھا جائیگا اور بہشتی محلون کو جو موتی اور جواہر سے جڑاؤ اور مکلل ہون گے گھیر لیگا دیکھتے دیکھتے
ابر سے مشک و کافور برسیگا اور بہشت کی ہوا کافور و مشک بنجاے گی۔ اسکے بعد حضرت ذوالجلال اپنے جمال
جہان آرا سے پردہ الٹ دے گا اور دیدار سے جنتیون کو محظوظ فرمائیگا بہشتی اسی ہزار برس تک اس لذت دیدار
مین مستغرق و محو رہین گے۔ یوم یقوم الناس لرب العالمین کے یہی معنی ہین یعنی اوس روز آدمی رب العالمین کے
سامنے کہڑے ہونگے۔ تفسیر حقائق مین لکہا ہے کہ یہ لوگ تخت رب العالمین کے سامنے کہڑے ہونگے کہ خطاب ہوگا کہ اے
میرے بندو دنیا دار تکلیف ہتی اور تم نے وہان میرے اوامر و نواہی کی بجا آوری مین کماحقہ قیام کیا جنت تکلیف
کا گہر نہین ہے لہذا بیٹھکر ہمارے جمال ذوالجلال کا مشاہدہ کرو لیکن بہشتی رعایت ادب کرینگے اور بیٹہنے کو
ترک ادب سمجھکر ویسے ہی کہڑے رہین گے حق سبحانہ وتعالی فرشتونکو بھیجے گا اور بہشتی اونپر ٹیک لگاکر کہڑے
رہین گے اور حضرت عزت کے دیدار مین محو ہونگے جب اسیطرح ایک مدت گذر جائیگی تو بہشتی اپنے مان باپ کے
دیکھنے کی آرزو کرینگے خداتعالی فوراً اونہین جمع کردے گا اور یہ اون سے وہ انسے ملینگے اسیطرح ہر جمعہ کو
تمام بہشتی ایک جگہ جمع ہوکر ایکدوسرے سے ملین گے اور ملاقات کیا کرینگے۔ الغرض اسکے بعد ارشاد
خداوندی ہوگا کہ اب تم کیا چاہتے ہو جو تمہین خواہش ہو شوق سے بیان کرو کیونکہ لکم فیہا ما تشتہیہ الانفس
وتلذ الاعین وانتم فیہا خالدون یعنی یہان تمہین ہر وہ چیز ملیگی جسے تمہارے جی چاہین اور آنکھین لذت
حاصل کرین اور تم اس بہشت مین ہمیشہ ہمیشہ رہوگے اللہم ارزقنا لقارک بکرمک خداوندا ہمین اپنے فضل
وکرم سے اپنا دیدار نصیب کر شیخ سعدی فرماتے ہین بیت شادی بروزگار گدایان کوئے اوست ؛ بر خاک رہ نشستہ
برامید رویت اند۔ ایکدفعہ امیر حسن شاعر نے جناب سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کیا کہ دیدار الہی
کی نعمت جسکے حصول کا وعدہ ایمانداروں سے کیا گیا ہے اور جو قیامت مین اونہین حاصل ہوگی تو اسکے بعد وہ
کونسی نعمت ہے سے سرافراز و معزز ہونگے حضور کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوئے کہ امیر حسن سخت کوتاہ نظری
اور قصور ہمتی ہے کہ اسکے بعد دوسری چیز کی طرف نظر کرین امیر حسن شاعر نے دوبارہ عرض کیا کہ شیخ سعدی
فرماتے ہین بیت افسوس بران دیدہ کہ روے تو ندیدہ است ؛ یا دیدہ کہ بعد از تو بروئ نگریدہ است
جناب سلطان المشائخ نے اس بیت کی بہت تعریف کی اور فرمایا شیخ نے خوب کہا ہے۔ کاتب حروف نے حضرت

شیخ الاسلام شیخ معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کے ملفوظات مین لکہا دیکہا ہے کہ بزرگان طریقت مین سے ایک شخص جو اہل عشق سے تہا اپنی مناجات و دعا مین یون کہا کرتا تہا الٰہی اگر تو مجہسے ستر سال کا حساب کتاب طلب کرے گا تو مین تجہسے ستر ہزار سال کا حساب کتاب طلب کرون گا کیونکہ پورے ستر ہزار سال ہوئے ہین جو تونے الست بربکم کی ندا دی تہی اور تمام مخلوق کو شور و فغان مین لایا تہا یہ کہکر وہ بزرگ اچہلنے کودنے لگا اور پکار پکار کر کہنے لگا کہ یہ تمام شور و شغب جو زمین و آسمان مین پڑا ہوا ہے اوسی الست کے شوق سے ہے الٰہی کہ اوس بزرگ نے اپنی مناجات تمام کی تہی جو ندا آئی سُن اور اچہی طرح سُن۔ جب قیامت برپا ہوگی تو مین تیرے ہفت اندام کو ذرہ ذرہ کردون گا اور ہر ہر ذرے سے دیدار ظاہر کرکے کہون گا کہ اون ستر ہزار سال کا یہ حساب ہے اور یہ اون کا کفارہ ہے۔

نوان باب سماع اور وجد اور رقص وغیرہ کے بیان مین

نکتہ سماع کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ سماع کی چار قسمین ہین۔ حلال۔ حرام۔ مکروہ۔ مباح۔ اگر صاحب وجد کو حق کی طرف زیادہ میل ہو تو اوسکے حق مین سماع مباح ہے اور اگر اوسکا میلان طبیعت مجاز کی طرف بیشتر ہے تو سماع اوسکے حق مین مکروہ ہے لیکن جب دل کا میل بالکل مجاز ہی کی طرف ہو تو اوسے سماع حرام ہے اور جب میلان طبع بالکل حق تعالیٰ کی طرف ہے تو حلال ہے۔ پس اس کام والے کو چاہیئے کہ حلال و حرام او مباح و مکروہ کو اچہی طرح پہچانے۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ سماع کے لئے چند چیزونکی ضرورت ہوتی ہے۔ جب وہ چیزین مہیا ہون تو سماع مباح ہوتا ہے ایک مُسمع۔ دوسرے مُستمع۔ تیسرے مَسموع۔ چوتہے آلہ سماع۔ مسمع یعنے گانے والا مرد کامل ہونا چاہیئے نہ تو لڑکا ہو نہ عورت۔ اور مستمع یعنے سُننے والے کے لئے یہ شرط ہے کہ یاد حق سے خالی نہو اور مسموع یعنے جو چیز گائی جائے اور کہی جائے وہ فحش او تمسخر سے خالی ہو اور آلہ سماع مزامیر ہے جیسے چنگ اور رباب وغیرہ۔ یعنے سماع مین یہ چیزین موجود نہون۔ پس جو سماع ان شرطون کے ساتہ پایا جائیگا حلال ہے ورنہ نہین۔ سماع حقیقت مین موزون آواز کو کہتے ہین اور یہ کیسطرح حرام نہین ہے آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ سماع علی الاطلاق نہ تو حلال ہی ہے نہ حرام ہی بلکہ بعض وقت مین حلال ہے اور بعض وقت مین حرام۔ چنانچہ لوگون نے ایک بزرگ سے پوچہا کہ سماع کیا چیز ہے فرمایا سماع سُننے والا کون شخص ہے اگر محتاط اور متقی ہے اور سماع ممنوعات سے خالی ہے تو جائز ہے ورنہ ناجائز۔ فرماتے تہے کہ ایکدفعہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے سامنے سماع کی حرمت و حلت مین جو قدیم سے

علما مین اختلاف چلا آتا ہے مذکور ہوا۔ آپنے فرمایا سبحان اللہ ایک شخص جلکر خاکستر ہو گیا اور دوسرا ہنوز اختلاف کی دلدل مین پہنسا ہوا ہے ؏ بہ بین تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا۔ شیخ سعدی فرماتے ہین بیت آتش اندر پختگان افتاد و سوخت ؎ خام طبعان ہمچنان افسردہ اند ؛ نیز شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز سے منقول ہے کہ السماع یحرک قلوب المستمعین ویوقد نار الشوق فی صدور المشتاقین یعنے سماع ایک ایسی موزون اور مناسب آواز ہے جو سُننے والونکے دلون کو جنبش مین لاتی اور مشتاقون کے سینون مین آگ بھڑکاتی ہے۔ سلطان المشائخ فرماتے ہے کہ مشائخ کے ایک گروہ نے سماع حالت بے اختیاری مین جائز رکہا ہے اور جب سننے والے اختیار مین ہون تو اوس سماع کو معلول بتایا ہے۔ مولانا علامۃ الوریٰ شیخ فخر الدین زرادی حضرت سلطان المشائخ کے خلیفہ رسالہ اباحت سماع مین امام غزالی سے نقل کرتے ہین کہ سماع کا پہلا درجہ فہم مستمع ہے یعنے سننے والے کے دلمین وہ معنے اور مطلب واقع ہوتا ہے جو سماع سے پیدا ہوا ہے۔ اس فہم کا ثمرہ یہ ہے کہ سننے والے پر وجد طاری ہوتا ہے اور وجد کا نتیجہ یہ ہے کہ اعضا مین جنبش و حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ بات سننے والے کے مختلف احوال کی حیثیت سے واقع مین مختلف ہوتی ہے اور سننے والے کے چار احوال ہین ایک یہ سماع اوسکے حق مین ایک طبعی بات ہو یعنے اوسے بجز اسکے اور کوئی لذت و حظ میسر نہو کہ الحان و نغمات سے مزہ لیتا ہے اور یہ سماع مباح ہے لیکن اسمین دوسرے حیوانات بہی شریک ہین۔ دوسرے یہ کہ سننے والا سماع کو مخلوق معین یا غیر معین کی صورت پر حمل کرے اور یہ سماع جوانان دنی شہوت کا ہے یہ محض حرام ہے کیونکہ باطنی خبث و دنارت کی خبر دیتا ہے جسے وہ ظاہر نہین کرتے۔ چوتہے یہ کہ سننے والا سماع کو اپنے نفس کی کیفیات و احوال پر حمل کرے یا اون احوال پر محمول کرے جو خدا تعالیٰ کے ساتہ رکہتا ہے اور یہ سماع مریدون کا ہے۔ خاصکر اون مریدون کا جنہون نے ابہی ابہی اس راہ مین قدم رکہا ہے کیونکہ مریدون کو ضرورتاً ایک مراد مقصود ہوتا ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ اون کا مراد خدا تعالیٰ کی معرفت اور وصول الی الحق ہے۔ نیز مریدون کو سلوک کی حالت مین بہت سے احوال پیش آتے ہین جیسے قبول رد۔ وصل۔ ہجر۔ طمع۔ نا امیدی وغیرہ۔ پس جب وہ اشعار سُنتا ہے تو اونہین ان احوال پر محمول کرتا ہے۔ چوتہے یہ کہ سننے والے کا سماع عین حق ہو یہانتک کہ حالت سماع مین عین شہود مین اپنے تئین دیکہے اور دنیا و ما فیہا کی ذرا خبر نرہے جیساکہ اون عورتون کا حال تہا جنہون نے حضرت یوسف علیہ السلام کے مشاہدہ مین اپنے ہاتہہ کاٹ ڈالے تہے اور اس مشاہدہ مین اس قدر محو ہو گئی ہتین کہ اپنے آپے تک کی خبر نہین رہی تہی لیکن یہ مرتبہ اون لوگون کو

حاصل ہوتا ہے جو کامل و واصل ہوتے ہین -
نکتہ آداب سماع کے بیان مین - حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز فرماتے تھے کہ سماع کے لیئے چند چیزین مہیا
ہونی چاہیئین - ایک وقت خوش اور اچھا کہ اوس مین دل فارغ اور مطمئن ہو اور کسی طرح کا تردد نہو دوسرے مکان
دلکش اور خوبصورت جسکے دیکھنے سے راحت پیدا ہو تیسرے اہل مجلس ہم جنس اور ہم عقیدہ ہون یعنی جس قدر لوگ
وہان حاضر ہون سب اہل سماع اور معتقد سماع ہون اور جب سماع کے وقت مجلس مین بیٹھے تو خوشبو کا استعمال کرے
کپڑے پاکیزہ پہنے مولانا فخر الدین زرادی اپنے رسالہ مین لکھتے ہین کہ سماع کا ایک ادب یہ بہی ہے کہ گوش ہوش سے
سنے کسیکی طرف التفات نکرے اور سننے والون کی طرف نظر نکرے کھنکارنے اور جمائی لینے سے تا بمقدور باز رہے اور جبتک
مجلس سماع مین بیٹھے اسطرح بیٹھے کہ سر جھکائے رہے فکر مین مستغرق رہے اور تالیان بجانے رقص کرنے اور دیگر
حرکات نامناسب کرنے سے دلپر قابو رکھے اسیطرح سماع کا ایک ادب یہ بہی ہے کہ جبتک بن پڑے اوٹھے نہین اور
زیادہ آواز سے روئے نہین - لیکن یہ ادب اوسیوقت تک ملحوظ رہ سکتا ہے جبتک ضبط نفس پر قدرت حاصل
ہو ورنہ حالت بے اختیاری مین اوسے رقص وگریہ کرنا مباح ہے اگر ریا کا قصد نہو کیونکہ گریہ دلی حزن ورنج
کو دور کرتا ہے اور رقص تحریک سرور کا موجب ہوتا ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ مرید سالک کے لئے تمام سرور
مباح و جائز ہین - سماع کا ایک ادب یہ بہی ہے کہ کہڑے ہونے مین اہل مجلس کی موافقت کرے یعنے اگر حاضرین
مین سے کوئی شخص وجد صادق کی وجہ سے کہڑا ہو جائے یا وجد کی اظہار کی نیت سے کہڑا ہو تو اوسکی موافقت مین
کہڑا ہو جانا ضرور ہے - جب شیخ بدر الدین سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ انتقال کر گئے تو لوگون نے اونہین سنکولہ مین دفن
کیا - تیسرے روز سلطان المشائخ تشریف لے گئے مجلس عالی منعقد ہوئی اور سماع چھیڑ دیا گیا - سلطان المشائخ
ذرا دیر کرکے پہونچے اور دوسرے خطیرہ مین جا بیٹھے لیکن اہل مجلس حالت سماع مین اوٹھے تو سلطان المشائخ
بہی اوٹھہ کہڑے ہوئے بعض لوگون نے عرض کیا کہ حضور آپ مین اور ان مین تو بُعد مسافت ہے آپکو بیٹھہ جانا
چاہیئے اسپر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ مجلس کی موافقت شرط ہے - کاتب حروف نے والد بزرگوار سے سنا ہے
کہ شیخ بدر الدین سمرقندی بڑے بزرگ شخص تھے شیخ سیف الدین باخرزی کے ممتاز خلیفہ اور شیخ نجم الدین کبری
کی ہم صحبت تھے - سید زائر الحرمین اور حافظ و دانشمند تھے الحق وہ شخص بڑا ہی صاحب کمال ہے جسمین
اسقدر فضائل موجود ہون آپ سماع مین غلو تمام رکہتے اور بے سلطان المشائخ کے سماع نہ سنتے علاوہ
ان فضائل خاص کے ظاہری خوبصورتی اور نیک سیرتی مین اپنا نظیر نہ رکہتے تھے - سماع کا ایک ادب

یہ ہے کہ ایسے شخصکو رقص نکرنا چاہیئے جو قوم پر گران اور ناگوار گذرتا ہو کیونکہ اس سے اونکے دل پریشان ہونگے اور
سماع مین خلل حظ نہ آئیگا - عوارف مین اسیطرح منقول ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ
نے فرمایا کہ مین نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھکر عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ سماع کو بُرا
جانتے ہین فرمایا نہین مین اوسے بُرا نہین جانتا لیکن وہ لوگ بہت کم ہین جو سماع کا آغاز و اختتام قرآن کے
ساتھ کرتے ہون یعنے اگر مجلس سماع مین اول و آخر کچھہ قرآن پڑھ لیا جائے تو ایسا سماع بُرا نہین ہے -
مین نے عرض کیا کہ حضور لوگ مجھے ایذا دیتے اور اسبارے مین زبان درازیان کرتے ہین فرمایا اے ابو علی تو
اسکی برداشت کر کیونکہ وہ تیرے یار و اصحاب ہین - ممشاد علیہ الرحمۃ ہمیشہ فخراً بیان کیا کرتے تھے کہ میری یہ
کنیت خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رکھی ہے -

نکتہ ادق الفاظ کی تفسیر و توضیح کے بیان مین جو مصطلح شعرا ہین اور معشوق کے اوصاف مین مستعمل ہوتے ہین
جناب سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ زلف کے لفظ کو قرب خداوندی پر محمول کرنا چاہیئے اور یہ لفظ سنکر قوله تعالے
لیقربونا الی اللہ زلفی کا تصور کرنا مناسب ہے اور لفظ نون سے جنت - چشم سے نظر رحمت خدا - قرآن مین آیا
ولتصنع علی عینی - شاعر لوگ زلف کو کافر باندہتے ہین اسلیئے کہ کفر کے معنے پوشیدہ ہونیکے آتے ہین چونکہ
زلف بھی دانہ خال کو چھپا لیتی ہے اس سبب اوسے زلف کہتے ہین جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے **مصرعہ** کافر
نشوی قلندری کار تو نیست ؛ یعنے تاوقتیکہ تو مدعی ہستی کا ہے اور اعمال صدق تجھہ پر پوشیدہ نہون تیرا
عشق کا دعوی کرنا درست نہین ہے ہان عشق کا مدعی اوسیوقت ہو سکتا ہے جبکہ نفس سے مرتد ہو کاتب حروف
نے مولانا فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ کے اوس رسالہ مین جسے آپنے سماع کے بارہ مین تالیف کیا ہے
لکھا دیکھا ہے کہ وقت سے مراد وہ چیز ہے جو بندہ اور خدا تعالی کی طاعت و فرمانبرداری کے درمیان حائل ہو
اور بیاض وجہ سے مقصود نور ایمان - اور سواد خال سے ظلمت معصیت - اور وہ معانی مطلوب ہین جو مقام
وحال کے نقصان پہونچانے والے ہین یعنی الفاظ اوصاف کا محمول کرنا اوس شخص کا حق ہے جو مستقل فہم
رکھتا ہو اور ظاہری الفاظ سے اون چیزون کی طرف انتقال ذہن کر سکتا ہو جو الفاظ کے مناسب ہون یعنے
امور حق تعالی پس الفاظ اشعار الفاظ مثالی کے مانند ہین اور اون امثالی سے وہی چیز مقصود و مطلوب ہے
جو اونکے مناسب ہین یہ مطالب کا اظہار مثالون کے پیرایہ مین صرف اسوجہ سے ہوا کرتا ہے کہ یہ طریقہ نفوس مین
بہت جلد موثر ہوتا اور دلون مین نہایت کامیابی کے ساتھ اپنے نقوش جماتا ہے کیونکہ جو باتین وہمی اور

خیالی ہوتی ہیں وہ اس طریقہ سے صورت تحقیق میں ظاہر ہوتی ہیں اور جن چیزون تک فکر ووہم کی مشکل سے رسائی ہوتی ہے وہ معرض یقین مین دکہائی دیتی ہیں اور غائب لباس حاضر مین جلوہ گر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ حق تعالی نے اپنے کلام مقدس یعنے قرآن مجید اور سابق کی کتب منزلہ مین مثالین بکثرت بیان کی ہین اسیطرح جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کلام مین بیشتر مثالون کا ذکر پایا جاتا ہے۔ قرآن مجید مین وارد ہے کہ وتلک الامثال نضربہا للناس یعنے ہم لوگون کیلئے بکثرت مثالین بیان کرتے ہین وما یعقلہا الا العالمون اور اونہین وہی سمجھتے ہین جو عالم اور دانا لوگ ہین۔ علی ہذا القیاس اور بہت سی آیتین اسی مضمون کی وارد ہین۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ سماع کی حالت مین جو حرف میرے کان مین پڑتا ہے گویا وہ حق تعالی کی صفات مین ایک صفت کا لباس پہنکر میرے کان مین پہونچتا ہے اور یہ ایک ملکہ ہے جو مجھے خدا کی طرف سے حاصل ہوا ہے یہانتک کہ جب کوئی لفظ مین سنتا ہون تو اوسے شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر فرید الحق والدین کے اوصاف حمیدہ پر حمل کرتا ہون ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ شیخ شیوخ العالم قدس اللہ سرہ العزیز کی حیات مین مین ایک مجلس مین موجود تہا۔ قوال سے یہ بیت سنی **بیت** مخرام بدین صفت مبادا بکز چشم بدت رسد گزندے ÷ اس بیت کے سننے کے ساتہ مجہے شیخ کے اخلاق پسندیدہ اونا وصاف مقبولہ اور آپکی کمال بزرگی اور غایت لطافت یاد آگئی اور اسقدر متاثر ہوا کہ اس حرف پر پہونچکر آنکہون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور اسکے بعد بہت عرصہ نگذرا کہ حضور کا وصال ہوگیا۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ کل قیامت کے روز صوفیون اور اہل سماع کو فرمان الہی پہونچیگا کہ جو بیت تم سنتے تہے اوسے ہمارے اوصاف پر حمل کرتے تہے یہ لوگ کہین گے ہان ہم ایسا کرتے تہے۔ حکم ہوگا کہ تمام اوصاف تو حادث تہے اور ہماری ذات قدیم۔ پہر حادث اوصاف کا حمل قدیم پر کیونکر جائز ہو سکتا ہے وہ کہین گے۔ خداوندا ہم غایت محبت کی وجہسے ایسا کرتے تہے ارشاد ہوگا کہ جب تم ہماری محبت کی وجہسے ایسا کرتے تہے تو ہم نے تمہیں معاف کیا اور اپنی رحمت کا مینہہ تم پر برسایا۔ ازان بعد سلطان المشائخ کی آنکہون مین آنسو بہر آئے اور فرمایا کہ جب ایسے شخص پر عتاب ہے جو محبت حق مین ہمیشہ مستغرق ومحو ہے تو اور ون کے ساتہ نمعلوم کیا معاملہ کیا جائے گا۔ اس موقع پر امیر حسن شاعر نے عرض کیا کہ حضور بندہ کو جیسا کہ سماع مین ذوق وشوق پیدا ہوتا ہے ویسا اور کسیوقت نہین ہوتا۔ فرمایا انتخاب محبت اور مشتاقون کا یہی تو وہ ذوق ہے کہ جو اونہین آگ مین بہی مزا اور لطف

دیتا ہے یہ فرماکر آپ چشم پر آب ہوئے اور سینہ مصفا سے ایک آہ سرد نکالی اور فرمانے لگے کہ مجھے ایکروز خواب مین عالم غیب سے کوئی چیز ظاہر ہوئی او سوقت مین نے یہ مصرع پڑہا ؎ اے دوست بدست انتظارم کشتی ؛ اور پہر خواب ہی مین اس مصرع کو یون بدلکر پڑھا ؎ اے دوست بہ تیغ انتظارم کشتی ؛ لیکن جب مین بیدا ہوا تو مجھے یاد آیا کہ مصرع تو یون ہے ؎ اے دوست بزخم انتظارم کشتی ؛ مین نے سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ اکثر اوقات سالک ایک مچہر کی بہنبہناہٹ سنتا اور اوس سے کوئی عمدہ مضمون استنباط کرکے ذوق و شوق سے محظوظ ہوتا ہے اسیطرح مکہی اور پرندون کی آواز سے کلام مفہوم اخذ کرتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دن ناقوس کی آواز سنکر حاضرین سے فرمایا تم جانتے ہو یہ کیا کہتا ہے جواب دیا نہین فرمایا کہتا ہے سبحان اللہ حقا حقا ان المولی قدیبقی- نکتہ اہل سماع کے وجد کے بیان مین- حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیتے کہ باریتعالی کے ننانوے نامون مین سے ایک نام واجد بہی ہے اور یہ وجد بمعنی بخشندۂ وجد سے مشتق ہے اور کبہی اسکے معنی صاحب وجد کے بہی آتے ہین لیکن یہ دوسرے معنی خدا تعالی کے حق مین چسپان نہین ہوتے اور جب یہ ہے تو واجد کے معنے وجد کا دینے والا درست ہین مولانا فخر الدین زرادی اپنے رسالہ مین لکہتے ہیں کہ خواجہ عثمان مکی وجد کی حقیقت بیان کرتے ہوئے کہتے ہین کہ عبارت از وجد ممکن است- کیونکہ وجد اسرار الہی مین سے ایک سر ہے عند المومنین الموقنین یعنے وجد ایک ایسا سر الہی ہے جو صاحب یقین مومنون کے نزدیک خدا نے رکہا ہے- ابوسعید خراز فرماتے ہین کہ رفع حجاب اور مشاہدہ رقیب اور احساس مقصود وغیرہ کو وجد کہتے ہین- حکمار کا قول ہے کہ وجد اوس دلی لطیفہ کا نام ہے جسے لفظون مین ادا کرنا اور نطق کا جامہ پہنانا متعذر و دشوار ہے البتہ نفس اوسے الحانات و نغمات کے ساتہ باہر لاتا اور جب وہ ظاہر ہوتا ہے تو سر ور اور اعضا مین حرکت خود بخود ظاہر ہوتی ہے-

نکتہ اوس احوال کے بیان مین جو حالت سماع مین پیدا ہوتا ہے- جناب سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیتے کہ سماع کی حالت مین جو احوال وارد ہوتے ہین اونکی تین قسمین ہین- ایک انوار- دوسرے احوال تیسرے آثار- اور یہ تینون چیزین تین طریقون سے اوترتی ہین- عالم ملک سے- عالم ملکوت سے عالم جبروت سے- اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ سماع کی حالت مین عالم ملکوت سے ارواح پر انوار نازل ہوتے ہین- بعد ازان عالم جبروت سے دلون پر احوال اُترتے ہین پہر عالم ملک سے وہ چیزین نازل ہوتی ہین جنسے اعضا مین حرکت پیدا ہوتی ہے اور اونہین آثار کہتے ہین- فرماتے ہیتے ایکدفعہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کسی جہاد سے لوٹ کر دولتخانہ مین تشریف لائے اور فرمایا کوئی ایسا ہے کہ دف بجائے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دف اوٹھا لیا اور بجانا شروع کیا اور ساتھ ہی یہ شعر بار بار پڑھا۔ **شعر** اتیناکم اتیناکم فحیونا وحیاکم ÷÷ اتیناکم اتیناکم یحیونا یحییکم ÷ ولولا التمرۃ الحمراء ماکنا لوادیکم ÷ ولولا دعوۃ الرحمن ماکنا لوا بکم ÷ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ عائشہ بھی کہے جاؤ۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ ایکدن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یار ون مین تشریف رکھتے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لیکر آئے واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینھم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق آنحضرت اس آیت کو سنتے ہی وحشت کی وجہ سے اوٹھ کھڑے ہوئے اور پاؤن کے بل کود کر بیٹھ گئے آپکو اسقدر فرحت وسرور حاصل ہوا کہ اوس مین چادر مبارک کندھے سے مجلس مین گر پڑی۔ اور یہ مشہور بات ہے کہ اوس مجلس مین بہت سے صحابی جمع تھے سبھون نے چادر مبارک کا ذرا ذرا سا ٹکڑا تقسیم کر لیا اور تبرکاً اپنے پاس رکھا۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین ایک شخص تھا جسے کعب زہیر کہتے تھے اسنے زمانہ جاہلیت مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو مین چند بیتین کہی تھین اور آپکا بہت بڑا دشمن تھا۔ جب مکہ کے پہاڑون پر اسلامی جھنڈا گڑ گیا اور جناب رسول عربی نے مکہ فتح کیا تو یہ شخص بھی وہان موجود تھا۔ لوگون نے اسے خبر دی کہ پیغمبر صاحب نے صحابہ کو حکم فرمایا ہے کہ زہیر کو جہان پاؤ قتل کر ڈالو۔ زہیر نے یہ خبر پاتے ہی صحابیون کے خوف سے عورتون کا لباس پہن۔ سر اور مونہہ کو کپڑے سے چھپا آنحضرت صلعم کی خدمت مین آموجود ہوا اور فوراً کلمہ شہادت پڑھکر شعر پڑھنے شروع کیئے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کون ہے کہا مین کعب بن زہیر ہون آپکے اصحاب کے خوف سے عورتونکا لباس پہنکر حاضر ہوا ہون زمانہ جاہلیت مین مین نے ساٹھ شعر آپکی ہجو مین کہے تھے اب اوس سے دو چند ایکسو بیس شعر حضور کی مدح مین کہکر لایا ہون۔ پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ اچھا وہ اشعار پڑھا و سنے پڑھنے شروع کیئے اور پڑھتے پڑھتے جب اس شعر پر پہونچا ۵ نُبِّئْتُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ اَوْعَدَنِیْ ÷ وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَاْمُوْلٌ ÷ یعنے مجھے خبر لگی ہے کہ رسول اللہ نے میرے لئے سزا کا حکم دے رکھا ہی حالانکہ مجھے امید ہے کہ رسول خدا کے نزدیک عفو و بخشش بہت پسندیدہ ہے۔ تو جناب پیغمبر صاحب نے اوسے بار بار اس شعر کے پڑھنے کا حکم فرمایا۔ سماع کی حالت مین جو ایک چیز کا بار بار اعادہ ہوتا ہے اوسکا ماخذ اور اصل یہی حدیث ہے۔ الغرض کعب بن زہیر جب اپنا قصیدہ پورا کر چکا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے اپنا کپڑا عنایت فرمایا (یہی وجہ ہے کہ درویش سماع کے وقت قوالون کو خرقہ عطا کرتے ہین) آنحضرت کی وفات کے بعد معاویہ

رضی اللہ عنہ نے کعب سے کہا کہ اگر تو مجھے پیغمبر صاحب کا عطا کیا ہوا کپڑا دیدے تو مین تجھے اوسکے صلہ مین سو اشرفیان دونگا مگر کعب نے انکار کیا یہانتک کہ دسہزار اشرفیون تک نوبت پہونچی لیکن کعب نے اوسے اپنے پاس سے جدا نہین کیا قصہ کیا گذرا ہوا جب حضرت معاویہ تخت خلافت پر جلوہ آرا ہوئے تو کعب بن زہیر کا انتقال ہو گیا تہا اونہون نے ایک شخصکو اوسکے فرزندون کے پاس بہیجا اور بیس ہزار اشرفیون کی عوض وہ کپڑا لینا چاہا چنانچہ کعب کے فرزندون نے وہ چادر خلیفہ کے حوالہ کردی اور خلیفہ نے نہایت احتیاط سے اپنے پاس تبرکاً رکہی۔ شیخ شیوخ العالم عوارف مین تحریر فرماتے ہین کہ وہ چادر مبارک خلیفہ ناصر الدین کے زمانہ تک اوسکے خزانہ مین موجود رہی۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ایکدفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک باغ مین تشریف لے گئے اور ابو موسیٰ اشعری کو حکم فرمایا کہ تم باغ کے دروازہ پر جا بیٹہو اگر کوئی اندر آنا چاہے تو ہماری اجازت بغیر اوسے اندر نہ آنے دو اوس باغ مین ایک کنوان تہا آنحضرت کنوین مین پاؤن مبارک لٹکا کر بیٹہ گئے سب سے پہلے حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق تشریف لائے ابو موسی نے کہا آپ یہین تشریف رکہیئے مین پیغمبر علیہ السلام سے اجازت لیلون چنانچہ اونہون نے آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آنیکا حال بیان کیا فرمایا اونہین آنے دو۔ ابوبکر آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی جانب کنوین پر بیٹہ گئے اور جسطرح پیغمبر علیہ السلام نے کنوین مین پاؤن لٹکا رکہے تہے ابوبکر صدیق نے بہی لٹکائے۔ ازان بعد امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ابو موسے اشعری نے انکی بابت بہی آنحضرت سے اجازت لیکر اندر داخل ہونیکی بشارت دی آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بائین طرف آبیٹہے۔ اور کنوین مین پاؤن لٹکا لیئے۔ اتنے مین امیر المومنین حضرت عثمان تشریف لائے اور اجازت حاصل ہونیکے بعد آپ بہی اوسی ہیئت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹہ گئے۔ بعدہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور آپ بہی اجازت پانیکے بعد باغ مین داخل ہوئے اور اوسی ہیئت پر بیٹہ گئے جسطرح اور سب لوگ بیٹہے ہوئے تہے بعدہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج جسطرح ہم چارون ایک جگہ بیٹہے ہوئے ہین اسیطرح موت کے بعد بہی ایک جگہ رہین گے اور اسیطرح قبرون سے بہی ایک ساتھ اوٹہین گے۔ حضرت کے اس ارشاد سے سب پر ایک عجیب وغریب حالت طاری ہوئی بعدہ حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا کہ اہل دل درویشون کو جو حالت طاری ہوتی ہے اوسکی اصل یہین سے ملتی ہے۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی چیز سے متوحش ہوتے تہے تو اون کا عصا تسبیح کرنے لگتا تہا اور آپ اوس سے اُنس حاصل کرتے تہے۔ یہ بہی فرماتے ہے کہ شیخ احمد غزالی بیان کرتے ہین

کعب حضرت موسی علیہ السلام حق تعالی کی شرف مکالمت سے مشرف ہوچکے تو اس کے بعد جس شخص کی نظر آپکے
جمال مبارک پر پڑتی تہی جلجاتا تہا ارشاد خداوندی ہوا کہ موسی اپنے چہرہ پر برقع ڈال لو چنانچہ آپنے اپنے چہرہ پر
نقاب ڈال لی لیکن وہ نقاب حضرت موسی علیہ السلام کے چہرہ کے نور سے جل گئی آپنے ریشم کی نقاب بناکر موںھ
پر ڈالی اور وہ بہی جل گئی بعدازان لوہے کی نقاب بناکر ڈالی وہ بہی جل گئی اب موسی علیہ السلام حیران تہے
کہ مجہے کیا کرنا چاہیئے جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ اے نبی اللہ آپ اپنے کپہین سے وہ کپڑا تلاش کیجئے جسے درویش
حالت طاری ہونیکے وقت اپنا خرقہ بناتا ہے ایسا کپڑا تلاش کرو اور اوسکی نقاب بناؤ موسی علیہ السلام نے ایسے
کپڑے کی جستجو کی معلوم ہوا کہ فلان مقام پر درویش رہتے ہین اور اون کے پاس اس قسم کا کپڑا ہے۔ موسی علیہ السلام
اون کے پاس گئے اور کپڑا لیکر نقاب بنائی۔ پہر جو موںھ پر ڈالی جلنے سے محفوظ رہی۔ حضرت سلطان المشائخ
فرماتے تہے کہ جناب موسی علیہ السلام پر حال غالب تہا یہان تک کہ آپنے ایک روز ایک آہ کی اور آپکی ٹوپی جل گئی
سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ حالت سماع مین بعض لوگون پر ایسا حال غالب ہوتا ہے کہ
اون مین تمیز باقی نہین رہتی اور بعضون پر اگرچہ حالت قوی طاری ہوتی ہے لیکن وہ مغلوب نہین ہوتے اور
اون کے ہوش وحواس سب بجا رہتے ہین اور کمال یہی ہے کہ سماع کی حالت مین مغلوب نہ ہو۔ بعض لوگ حالت
سماع مین اسدرجہ مغلوب ہوجاتے ہین اور اپنی ہستی سے بمقدار بے خبر ہوجاتے ہین کہ اگر اونکے پاؤن مین لوہے
کی کیل بہی ٹہونکدی جائے تو اونہین کچہ خبر نہین ہوتی اور بعض لوگ حالت سماع مین خدا کے ساتہ
اس قدر حاضر رہتے ہین کہ اگر پہول کی پنکہڑی بہی اونکے پاؤن تلے ہوتی ہے تو وہ فوراً محسوس ہوجاتی ہے یہ مرتبہ
اہل کمال کا ہے اور اوسیکو حاصل ہوتا ہے جو اس راہ مین کمال عروج کو پہونچگیا ہے۔ فرماتے تہے کہ شیخ بدرالدین
غزنوی نے جناب شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس سرہ العزیز سے سوال کیا کہ اہل سماع پر جو بیہوشی
طاری ہوجاتی ہے اسکا کیا سبب ہے شیخ نے جواب دیا کہ اونکے کانون مین روز الست بربکم کو جو ندا پڑ چکی
ہے یہ اوسی کا اثر ہے۔ اور اوسی ندا کے اثر سے بے ہوش ہوجاتے ہین۔ جب خدا تعالی نے سبکو جمع کرکے
فرمایا الست بربکم تو اس دلکش صدا سے بے ہوش ہوگئے اور وہ بے ہوشی اون مین مرکوز رہی اب جب مجلس
سماع مین حاضر ہوتے ہین تو وہی بیہوشی اون مین اثر کرتی ہے اور اونکی حرکات مین حیرت پیدا ہوجاتی ہے
سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ سماع کی دو قسمین ہین ایک ہاجم دوسری غیر ہاجم۔ ہاجم سماع وہ ہے کہ جو سننے
والے پر ابتداءً یعنے سماع سے پیشتر ہی ہجوم لاتا ہے اور وہ شخص بے اختیارانہ حرکتین کرنے لگتا ہے۔ یہ قسم

اس قدر وسیع ہے جسکی کوئی شرح ہو نہین سکتی غیر ہا جم اوسے کہتے ہین جسکا اثر سننے والے پر لعبد کو پڑے اور وہ غزل
و قصائد کے ہر ہر حملہ کو اوصاف خداوندی یا اپنے پیر کی ذات پر یا جو اوسکے دل مین سمایا ہوا ہے اوسپر محمول کرے
فرماتے تھے کہ فارابی حکیم جو اپنے زمانہ مین حکمت مین بےمثیل اور بےنظیر تہا۔ ایکدفعہ خلیفہ کی مجلس مین حاضر ہوا اور عجیب
صورت سے حاضر ہوا مختصر سے کپڑے پہنے ہوئے تہا اور نہایت حقیر صورت بنائے ہوئے تہا۔ جب خلیفہ کے سامنے
سماع شروع ہوا تو اسنے چنگ اوٹھا لیا اور بجانا شروع کیا۔ اس حکیم نے سماع کو تین قسم پر منقسم کیا اول
مضحک یعنے ہنسی پیدا کرنے والا دوسرے مبکی یعنے رولانے والا تیسرے منغمی یعنے بیہوشی لانے والا۔ الغرض
جب اسنے چنگ بجانا شروع کیا تو اول ساری مجلس قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔ دوسری دفعہ جو چنگ بجایا
تو سب رو پڑے تیسری دفعہ بجایا تو سب پر بیہوشی طاری ہوگئی۔ جب اسنے دیکہا کہ تمام اہل مجلس بیہوش
ہوگئے ہین تو ایک جگہ یہ الفاظ لکھکر چلدیا۔ فارابی قد حضر ہہنا و غاب یعنی یہان فارابی حاضر ہوا تہا اور وہ
تمہین بیہوش پاکر چلا گیا۔ اہل مجلس نے ہوش مین آنیکے بعد جو مذکورہ الفاظ لکھے دیکھے تو معلوم کیا کہ وہ
چنگ بجانیوالا حکیم فارابی تہا۔ اسکے بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہی وہ فارابی تہا جسنے خلیفہ کو بد عقیدہ
کر دیا تہا لیکن بعد کو شیخ شہاب الدین نے خلیفہ کو اُس مذہب و عقیدہ سے لوٹا کر مذہب اہلسنت و جماعت
مین داخل کیا چنانچہ اسکی پوری تفصیل دسوین باب نکتہ حکایات مین آئی ہے۔ فرماتے تھے کہ ایکدن خواجہ
خضر علیہ السلام شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کی خدمت مین حاضر ہوئے اسوقت درویشون نے مجلس سماع
گرم کر رکہی تہی اور شیخ شیوخ العالم مصلے پر بیٹھے ہوئے تہے۔ دفعۃً آپنے اپنے دونون دست مبارک اوٹھائے
اور یہ بیت بلند آواز سے پڑہی **بیت** صاحب دردے کجاست تا بنمایم ٭ صد گریہ زار زیر ہر خندہ خویش
فرماتے تہے مین نے شیخ ضیاء الدین رومی سے سنا ہے ارشاد فرماتے تہے کہ میرا ایک رفیق تہا جسے سماع کے
وقت نہایت ذوق و شوق حاصل ہوا کرتا تہا۔ جب انتقال کر گیا تو مین نے خواب مین دیکہا کہ بہشت مین ایک
بلند مقام پر موجود ہے لیکن کچھہ مغموم اور اداس ہے مین اوسکے اس مرتبہ پانے اور اس کامیابی پر پہنچنے
سے بہت خوش اور مبارکباد کہنے کو اوس مقام پر گیا اور پوچھا کہ برادر تم مغموم کیون ہو اوسنے ایک غمزدہ آواز
مین کہا کہ گو مین نے عنایت خداوندی سے یہ مرتبہ پایا ہے اور ہر طرح آسایش و آرام سے ہون لیکن جو لذت
اور ذوق مجھے سماع مین حاصل ہوتی تہی وہ یہان نہین پاتا ہون۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ جنید نام ایک
قوال تہا مین نے اوس سے سنا کہ شیخ شرف الدین کرمانی ساکن قصبہ سرستی ایک بڑے بزرگ اور اپنے زمانہ کے

فردِ درویش تھے اونہون نے سماع کی حالت مین یہ بیت سنی اور فوراً جان دیدی **بیت** ہر روز دید جان من آواز مرا بہ زنہار براہ دوست در باز مرا ۔ شیخ شرف الدین نے جونہی یہ بیت سنی ایک نعرہ مارا اور کہا در باختم و جان دادم فوراً گر پڑے اور گرتے ہی جان دیدی اور معشوق تک پہونچگئے الحمد للہ علی ذالک ۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ قاضی حمید الدین ناگوری سے ہمین پہونچا ہے کہ ایک مقام پر مجلس سماع گرم تھی اور کامل قوال موجود تھے لیکن یہہ عجیب بات ہے کہ سماع کا کسی شخص پر اثر نہ پڑتا تھا جب بہت دیر ہوگئی اور مجلس مین کسی پر سماع کا اثر نہ پڑا تو صاحب خانہ نے کہا شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ اہل مجلس مین بعض لوگ ایسے بھی ہون جو باہم رنجش رکھتے ہون آؤ انمین صلاح اور صفائی کرا دین چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور سب نے صفائی کری لیکن پھر بھی سماع کا کوئی اثر نہین پڑا اور مجلس بدستور سرد رہی ۔ صاحب خانہ بولا ممکن ہے کہ مجلس مین کوئی بیگانہ اور اجنبی شخص ہو ۔ چنانچہ اونہون نے ایک ایک شخص کو ٹٹولا مگر کوئی شخص بھی مجلس مین بیگانہ اور اس طریقہ کا منکر نہ تھا انجام کار مجلس سماع بند کر دیگئی اور سب کے سب استغفار مین مشغول ہوئے ۔ اسی اثنا مین ایک درویش یہان پہونچا اور برجستہ یہ بیت پڑہی **بیت** کس را چو تو معشوق مبارک پے نیست ۔ اے جان جہان مثل تو در روی زمین است ۔ اس بیت کے سنتے ہی سب لوگون کو بہت بڑا اثر ہوا یہان تک کہ ایک عزیز نے اسی مجلس مین جان دی یہ حال دیکھکر حاضرین نے درویش کو منع کیا کہ اب دوبارہ اس بیت کو نہ کہنا مبادا کوئی اور عزیز بھی جان دے کہ مجلس سماع کی درہمی برہمی کا باعث ہو ۔ فرماتے تھے کہ ایکدفعہ خواجہ یوسف چشتی قدس اللہ سرہ العزیز کی خانقاہ مین چند عزیزون نے محفل سماع برپا کی قوال یہ بیت کہہ رہا تھا **بیت** عاشق ہموارہ مست و مدہوش بود ۔ وز یاد محب خویش بیہوش بود ۔ فردا کہ ہمہ بحشر حیران باشند ۔ نام تو درون سینہ و گوش بود ۔ ان دونون بیتون نے اس مجلس پر بہت بڑا اثر ڈالا اور ایک ہی دفعہ سبکو تڑپا دیا ۔ دو درویش ایسے بیہوش اور بدمست ہوئے کہ اون کا خرقہ تو برقرار رہا اور وہ خود غائب ہوگئے ۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایکدفعہ شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی منہاج الدین جورگانی کو بلایا اور یہ دوشنبہ کا روز تھا قاضی نے وعدہ کیا کہ مین وعظ سے فارغ ہو کر خدمت شیخ مین حاضر ہونگا چنانچہ اپنے وعدہ کے مطابق قاضی صاحب تشریف لے گئے اور وہان مجلس سماع شروع ہوگئی قاضی منہاج الدین پر اس بیت نے بہت کچھہ اثر ڈالا ۔ **بیت** نوحہ میکرد بر من نوحہ گر در مجمع ۔ درد دل سوزم بر آمد نوحہ گر آتش گرفت ۔ اور جو خرقہ پہنے ہوئے اور عمامہ باندہے ہوئے تھے دونون کو پرزے پرزے کر ڈالا امیر خسرو کیا خوب فرماتے ہین **بیت** خوش آن حلے کہ باشم گرد کویت ۔ رخ پرخون گریبان پارہ پارہ ۔

حضور فرماتے تہے کہ قاضی منہاج الدین صاحب ذوق شوق تہے۔ دوشنبہ کے روز مین اونکے وعظ مین جایا کرتا تہا ایکدن مین وعظ مین شریک تہا کہ آپ نے یہ رباعی پڑہی **رباعی** لب برلب دلبران بہوش کردن ÷ آہنگ سر زلف مشوش کردن ÷ امروز خوش است ولیک فردا خوش نیست ÷ خودرا چو خسے طعمۂ آتش کردن ÷ مین یہ بیت سنکر بےخود ہو گیا اور بہت دیر کے بعد ہوش مین آیا۔ یہ بہی فرماتے تہے کہ مین نے شیخ نظام الدین ابوالموید رحمۃ اللہ علیہ کو مسجد کے دروازے پر دیکہا کہ جوتیان پہنے کہڑے ہین تہوڑی دیر سکوت کیا پہر جوتیان اوتار کر ہاتہ مین لین اور مسجد مین تشریف لے گئے دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ادا کی اور ایسی ہیئت پر بیٹہے کہ مین نے کسیکو نماز کے وقت اوس ہیئت پر بیٹہے نہین دیکہا۔ زان بعد آپ ممبر پر تشریف لے گئے ایک خوش الحان قاری وہان موجود تہا جسنے نہایت خوش آوازی سے قرآن کی ایک آیت پڑہی۔ اسکے بعد شیخ نظام الدین ابوالموید نے کہنا شروع کیا کہ مین نے اپنے بابا کے قلم سے لکہا دیکہا ہے ابہی تک بات پوری نہوئی تہی کہ اسی ناتمام کلمہ نے حاضرین مجلس مین اسقدر جلد اثر کیا کہ سب بیتاب ہو گئے اوسوقت آپنے یہ دو بیتین پڑہین ؎ نہ از تو نہ از عشق تو حذر خواہم کرد ÷ جان از غم تو زیر وزبر خواہم کرد ÷ پردرد دلے بخاک در خواہم شد ÷ پر عشق سرے ز گور بر خواہم کرد ÷ یہ بہی فرماتے ہے کہ ایکدفعہ حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے سماع سننا چاہا۔ قوال اوسوقت موجود نہ تہا۔ آپنے مولانا بدرالدین اسحاق کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ قاضی حمید الدین ناگوری نے جو خط بہیجا ہے اوسے لاؤ۔ مولانا بدرالدین نے خطوط کے خریطہ مین سے تلاش کر کے وہ خط نکالا اور یہ اتفاق کی بات ہے کہ جون ہی خریطہ مین ہاتہ ڈالا پہلی ہی دفعہ مین وہی خط ہاتہ مین آگیا۔ جب مولانا یہ خط شیخ کے پاس لائے تو حکم ہوا کہ اسے پڑہو مولانا بدرالدین نے کہڑے ہو کر پڑہنا شروع کیا اوس مین لکہا تہا کہ فقیر حقیر ضعیف نحیف محمد عطا جو درویشون کا کمترین بندہ اور اونکے خاک قدم کا سردیدہ ہے عرض رسان ہے ابہی تک مولانا بدرالدین اسحاق یہین تک پہونچے تہے کہ حضرت شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر کو ان کلمات کے سنتے ہی ایک حال اور ذوق پیدا ہوا اوسکے بعد اوس مکتوب میں یہ رباعی لکہی ہوئی تہی جسے مولانا نے نہایت عمدہ طور سے ادا کی **رباعی** آن عقل کجا کہ در کمال تو رسد ÷ وان روح کجا کہ در جمال تو رسد ÷ گیرم کہ تو پردہ برگرفتی ز جمال ÷ وان دیدہ کجا کہ در جمال تو رسد ÷ فرماتے تہے کہ مین نے ایکدفعہ حضرت شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر کی خدمتِ مبارک مین عریضہ لکہا تہا جسکے عنوان مین یہ رباعی درج کی تہی۔ **رباعی** زان روے کہ بندۂ تو دانند مرا ÷ ہر مردمک دیدہ نشانند مرا ÷ لطف عامت کرعنایتے فرمودہ است ÷ ورنہ کیم وچہ ام چہ خوانند مرا ÷ اسکے بعد

جب مین شیخ شیوخ العالم کی خدمتِ اقدس مین حاضر ہوا آپنے وہ رباعی پڑہی اور فرمایا تمنے جو رباعی مجھے لکھکر بہیجی تہی وہ مین نے یاد کرلی۔ فرماتے تہے کہ ایکدفعہ شیخ شیوخ العالم نے یہ بیت پڑہی **بیت** نظامی این چہ اسرار است کز خاطر عیان کردی ؛ کسی سرش نمیداند زبان درکش زبان درکش ؛ شیخ یہ بیت بار بار پڑہنے لگے اور جس مرتبہ زبان مبارک پر یہ بیت جاری ہوتی تہی ایک نیا تغیر پیدا ہوتا دن بہر یہی کیفیت رہی اور رات کو بہی اکثر اوقات یہی بیت پڑہتے رہے اور آپکی حالت وکیفیت بدلتی رہی سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تہے کہ مین حکیم سنائی کی اس بیت کا مسلمان کیا ہوا ہون۔ ایک عزیز حاضر تہا اوسنے ایک بیت پڑہکر کہا کہ یہ وہی بیت ہے **بیت** بر سر طور ہوا طنبور شہوت میزنی ؛ عشق میرو لن ترانی رابدین خواری مجو ؛ اسکے بعد سلطان المشائخ نے یہ بیت پڑہی **بیت** خاکپای راہ عیاران این درگاہ را ؛ برکفِ دستِ عروس مہد عماری مجو ؛ امیر امیر حسن شاعر نے عرض کیا کہ حضرت عماری کیا چیز ہے فرمایا اس سے وہی عماری مراد ہے جسے لوگ عماری کہتے ہین ایک شخص کا نام عمار تہا اوسنے یہ عماری بنائی تہی۔ آپنے یہ بہی فرمایا کہ شیخ سیف الدین باخرزی بارہا کہا کرتے تہے کہ کاش لوگ مجھے وہان پہونچادین جہان سنائی کی قبر ہے تاکہ مین اونکی قبر کی مٹی کو اپنی آنکھون کا سرمہ بناؤن۔ فرماتے تہے کہ شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا نے وصیت کی کہ فخری نامہ یاد کرین کیونکہ اوس مین بیحد فوائد مندرج ہین۔ یہ بہی فرماتے تہے کہ بداؤن مین ایک بزرگ تہا اور ایسا بزرگ تہا کہ اوسوقت اوس جیسا دوسرا نہ تہا وہ کہا کرتا تہا افسوس فخری نامہ بڑھاپے کی حالت مین مجھے میسر ہوا اگر جوانی کے زمانہ مین میسر ہوتا تو قوت کے ساتہ بڑے بڑے عجیب وغریب اور مہتم بالشان کام کرتا۔

نکتہ رقص کرنے اور کپڑون کے پہاڑ ڈالنے کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ جو تحریک یاد حق کی جانب ہو مستحب ہے اور اگر فساد کی طرف طبیعت کا میلان ہو تو محض حرام ہے۔ جو شخص سماع کی حالت مین رقص وتحریک کرتا اور کپڑا پہاڑتا ہے اگر وہ مغلوب الحال ہے تو ماخوذ نہوگا اور جو شخص ریا ونمود اور اظہار درویشی کے لیئے اپنے اختیار سے کوئی حرکت یا رقص کرے گا تو ضرور ماخوذ ہوگا کیونکہ یہ حرام ہے۔ یہ بہی فرماتے تہے کہ جب درویش سماع کی حالت مین ہاتہ مارتا ہے تو ہاتہ کی شہوت جہڑ جاتی ہے اور جب پاؤن زمین پر مارتا ہے تو جو شہوت پاؤن مین ہوتی ہے نکلجاتی ہے۔ اسیطرح جب نعرہ مارتا ہے تو اندر کی شہوت باہر نکل پڑتی ہے۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم

امیر المومنین حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو یہ کلمات کہکر رقص مین لاتے تھے حرقہ حرقہ عین لعنۃ حرقہ شئی صغیر۔ فرماتے تھے بعض لوگ کہتے ہین کہ بیخبری کی حالت مین اہل سماع قوال کی ضرب پر کسطرح رقص کرنے لگتے ہین سو اصل بات یہ ہے کہ جب آدمی نفس کے خیالات اور شہوت کی خواہشون سے دور ہو جاتا ہے تو اوسے قرب حاصل ہوتا ہے اور اوس سے اس قسم کی حرکات کا صدور ہی قرب کی علامت ہے۔ فرماتے تھے جب خدا تعالی نے بنی آدم کو جمع کرکے الست بربکم فرمایا تو سبنے اوسکے جواب مین بلی کا لفظ کہا لیکن بعض نے زبان سے کہا اور بعضون نے ہاتہہ سے اشارہ کیا اور بعض نے سر کے اشارہ سے کہا۔ یہی وجہ ہے کہ سماع کی حالت مین آدمی سے اس قسم کی حرکتین ظہور مین آتی ہین۔ مولانا فخر الدین زرادی اپنے رسالہ مین تحریر فرماتے ہین کہ بعض مشائخ سے لوگون نے پوچھا کہ یہ جو لوگ قوال کی صرف آواز والحان پر رقص کرتے اور بالطبع اوس آواز پر حرکت اطراف اون سے ظہور مین آتی ہے کوئی ہاتہہ ہلاتا ہے کوئی پاؤن زمین پر مارتا ہے اسکی کیا وجہ ہے جواب مین فرمایا اسے عشق عقلی کہتے ہین اور یہ اوسیکے کرشمے ہین کیونکہ عشق عقلی معشوق کی بات کہنا اور حکایت کرنے کا محتاج نہین ہے بلکہ اوسکا تبسم اور ملاحظہ اور آنکہہ اور بہون سے حرکات لطیفہ اور اشارات ظریفہ ہی کفایت کرتے ہین اور ان حرکات کو نواطق روحانی کہتے ہین۔ امیر خسرو کیا خوب کہتے ہین۔ **بیت**

آن چشم سخن کو نگر و آن لب خاموش ؛ وان تلخی گفتار و شکر خندہ چو یوسف ؛ یعنے مین نے بہون کے اشارہ سے کہا اور آنکہہ کے اشارہ سے سنا۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** اشارات تو پنہان نسبت ای یار ؛ دل و جان مے بری جانان بگفتار ؛ بچشم نازنین کردی حکایت ؛ بخون ریزی ما دادی روایت ؛ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ شہر بدایون مین ایک واعظ تہا اوس سے لوگون نے پوچھا کہ تم سماع اور رقص کے بارہ مین کیا کہتے ہو اوسنے جواب دیا کہ مین بجز اسکے اور کچھہ نہین جانتا کہ صاحب سماع گرم توے اور جلتے ہوئے کڑہاؤ پر بیخودی کی حالت مین کودتا ہے۔ فرماتے تہے کہ مولانا بدر الدین اسحاق کا بیان ہے کہ ایکدفعہ حضرت شیخ شیوخ العالم شیخ فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز ۔۔۔۔ تہے اور اپنا دست مبارک میرے مونڈہے پر رکہا تہا (اس جملہ کو مولانا نہایت فخر کے ساتہہ بیان کرتے تہے) محمود بڈہ شیخ شیوخ العالم کے مریدون مین تہا آپنے مجلس سماع کے گرم ہونے سے پیشتر اوسکی طرف روئے سخن کرکے فرمایا کہ اے محمود تو زندہ ہے یا مردہ۔ یہ اشارہ پاتے ہی محمود رقص مین آیا۔ کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ جس تاریخ سے جناب شیخ شیوخ العالم کے فیض بخش نفس سے خواجہ محمود بڈہ کی نسبت یہ کلمات نکلے اوس تاریخ سے آخر عمر تک خواجہ محمود ہر مجلس سماع مین

سب سے پہلے موجود ہوتے۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اب سے تہوڑے زمانہ کا عرصہ ہوا کہ اجودہن مین ایک قاضی تہا جو ہمیشہ جناب شیخ شیوخ العالم سے سماع کے بارے مین بیجا جہگڑا کیا کرتا تہا اور اوسکے اس فضول اور بے نتیجہ خصومت کی یہانتک نوبت پہونچی کہ ملتان مین جاکر وہانکے اماموں اور مفتیون سے ملکر کہا کہ بہلا جو شخص مسجد مین بیٹھے اور صوفیون کے حجرے مین شمولیت کا دعوی کرے اوسے یہ کب جائز ہے کہ سماع سنے اور کبہی کبہی رقص بہی کیا کرے اون لوگون نے اسکے جواب مین کہا کہ تو یہ واقعہ کس شخص کا بیان کر رہا ہے کہا شیخ شیوخ العالم کا۔ اہل سب نے متفق اللفظ الفاظ مین کہا کہ ہم اونکی نسبت کچہہ نہین کہہ سکتے۔ منقول ہے کہ محمد بیرم نام ایک قوال تہا جسکا گانا شیخ اوحدالدین کرمانی قدس اللہ سرہ سنا کرتے تہے۔ ایکدن شیخ شیوخ العالم قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا کہ مجلس سماع مرتب کرین چنانچہ فوراً ارشاد کی تعمیل ہوئی اور قوال گانے لگے شیخ بدرالدین غزنوی اور شیخ جمال الدین ہانسوی رقص مین آئے۔ قوال خواجہ نظامی کا یہ قصیدہ گا رہے تہے **قصیدہ** ملامت کردن اندر عاشقی راست ✤ ملامت کے کند آنکس کہ بیناست ✤ نہ ہر تردامنے راعشق زیبد ✤ نشان عاشقان از دور پیداست ✤ نظامی ناتوانی پارسا باش ✤ کہ نور پارسائی شمع دلہاست ✤ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ شیخ بدرالدین بہت بوڑہے ہو گئے تہے چند مسافرون نے شیخ شیوخ العالم سے بیان کیا کہ شیخ بدرالدین تو بہت بوڑہے ہو گئے ہین پہر وہ کس طرح رقص کرتے ہونگے۔ فرمایا کہ وہ رقص نہین کرتے بلکہ عشق رقص کرتا ہے جو شخص مبتلائے عشق ہے وہ رقص مین ہے۔ آپ یہ بہی فرماتے ہے کہ شیخ بدرالدین باوجودیکہ بڑہاپے کی وجہ سے جنبش کرنے تک کی طاقت نہین رکہتے تہے لیکن سماع کے وقت ایسا رقص کرتے تہے کہ گویا کوئی دس سالہ لڑکا رقص کر رہا ہے۔

سلطان المشائخ فرماتے کہ ایکدفعہ شیخ بدرالدین نے میری طرف متوجہ ہوکر کہا کہ آؤ مین تمہین سماع کا اجازت نامہ لکہدون مین نے کہا کہ مجہے اسقدر لیاقت نہین ہے۔ اور مین یہ مرتبہ نہین رکہتا ہون کہ میرے لیئے سماع کا اجازت نامہ آپ تحریر فرمائین جو بات مجہہ مین تہی شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین المسلم بہ ... نے دیکہلی اور اوسکے مطابق و مناسب جو کچہہ تہا مجہے تلقین فرما دیا اور جسکے مین قابل نہ تہا اوسکی نسبت کچہہ نہین فرمایا اس بناپر مین محض ناقابل ہون اور یہ خود میری تقصیر ہے میرا یہ جواب شیخ بدرالدین کو کسی قدر ناگوار معلوم ہوا اسکے بعد مین گہر آیا اور دوسرے روز شیخ شیوخ العالم کی زیارت کو گیا۔ فرماتے تہے مجہے یاد نہین پڑتا کہ سماع کے وقت کبہی سب سے پہلے مین اوٹہا ہون لیکن ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مین ایک جلسہ مین شریک تہا وہان سماع شروع ہوا اور مجہہ مین اسقدر اثر کیا کہ بالکل بے خود و بے ہوش ہو گیا۔ ہوش مین آنیکے بعد مین نے اپنے تئین

زمین پر پڑا ہوا پایا۔ جو شخص سماع کی مجلس مین اول اوٹہہ کہڑا ہوتا ہے تو جو کچھہ اوس سماع مین سہو گذرتا ہے سب کی اوس سے باز پرس ہوتی ہے۔ کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے ؎ رقص آن نبود کہ ہر زمان برخیزی ٭ بے درد چو گرد از میان برخیزی ٭ رقص آن باشد کز دو جہان برخیزی ٭ دل پارہ کنی وز سر جان برخیزی ٭ مین نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ اگر کوئی شخص حالت سماع مین مجلس مین پیٹہہ کے بل گرے تو اوسے اپنا جامہ فدا کرنا چاہیئے۔ پہر کوئی شخص اہل مجلس مین سے اوس جامہ کو خرید لے تاکہ یہ شخص شکرانہ مین پہر اوس جامہ کو خریدے اور اگر کوئی شخص اپنے تئین آگ مین ڈالدے یا اوپر سے نیچے پہینکدے تو اگر اوسکا یہ سماع حقیقی ہوگا اوسے کچھہ ضرر نہ پہونچیگا اور اگر بناوٹ اور تکلف سے ایسا کیا ہے تو اوسکا جلجانا اور مردہ ہو جانا بہتر ہے۔ فرماتے تہے کہ کافور نام خواجہ سرا ایک شخص تہا جو دہلی مین سکونت رکہتا تہا۔ ایکدفعہ دو تنکہ چاندی میرے پاس لایا مین نے اوسے قبول کیا پہر اوسنے کہا مجہے بادشاہ کا حکم ہے کہ ہر جمعہ کو سلطان غیاث الدین بلبن کی روح کو ثواب پہونچاتا رہون۔ چنانچہ مین ہمیشہ ایسا کرتا ہون اگر حضور کا ارشاد ہو تو ہر جمعہ کو کچھہ جناب کی خدمت مین بہی غیاث پور مین پہونچا دیا کرون مین نے کہا کیا مضائقہ ہے۔ اسکے بعد سے وہ ایسا ہی کرنے لگا۔ یہان تک نہ ایکروز کا ذکر ہے کہ جمعہ کے دن مجلس سماع گرم تہی اور ایک بیت نے مجہے تڑپا رکہا تہا آخر کار مین رقص مین آیا اور اپنے دونون ہاتہہ اونچے کر دیئے فوراً دل مین خیال گذرا کہ تو کیا خاک رقص کرتا ہے حالانکہ ہر جمعہ کو دو تنکہ معین تیرے پاس پہونچتے ہین اور دامن طمع پہیلا ہوا ہے جون ہی میرے ذہن مین یہ خیال گذرا مین جہٹ وہان سے لوٹکر اپنی جگہ پر آکہڑا ہوا اور توبہ کی کہ اسکے بعد سے اوس سے وہ تنکہ قبول نہ کرون گا۔ زان بعد مین مجلس سماع مین آیا۔ شیخ سعدی خوب فرماتے ہین۔ **بیت** رقص وقتے مسلمت باشد ٭ کاستین کز دو عالم افشانی ٭ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ ایکدفعہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ رقص مین آئے اور ہاتہہ اونچے کیئے اسیوقت سلطان المشائخ نے امیر خسرو کو اپنے پاس بلا کر فرمایا چونکہ تم دنیا سے تعلق رکہتے ہو اس لئے تمہین یہ لائق نہین کہ ہاتھ اونچے کرکے رقص مین آؤ۔ امیر خسرو نے اپنے ہاتہہ نیچے کر لیئے اور مٹہیان باندہکر رقص کرنے لگے کاتب حروف نے بہت دفعہ یہ بات امیر خسرو مین دیکہی ہے کہ جب رقص کرتے تہے اسیطرح مٹہیان باندہکر کرتے تہے **بیت** رقص گر ہمیکنی رقص عارفانہ کن ٭ دنیا زیر پائے نہ دست بر آخرت فشان ٭ فرماتے تہے کہ رقص مستحسن نہین ہے مگر اوسیوقت کہ آدمی بیقرار ہو کہ اختیار سے باہر ہو جائے۔ اور سلطان عشق یہان تک غلبہ کرے کہ اگر وجد نکرے تو مضرت پہونچے۔ شیخ الشیوخ جناب شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز

عوارف مین نقل کرتے ہین کہ بعض سچے اور راستباز صوفیون نے بغیر اظہار وجد اور حال کے صرف الحان وآواز پر رقص کیا ہے اور اس سے اونکی غرض صرف فقرا کی موافقت ہوتی تہی اسصورت مین اون کا رقص از قبیل مناجات ہوگا اور عبادت مین داخل جیسا کہ اپنی اہل و اولاد کے ساتہ ملاعبت اور بازی کرنا قبیل عبادت سے ہے سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے ہیے کہ رقص ناموزون درویشون مین عیب ہے قاضی حمید الدین ناگوری قدس اللہ سرہ العزیز سماع کی مجلسون مین ایک شخص کو خاص اس خدمت پر معین فرمایا کرتے تہے کہ جو شخص رقص مین ناموزونی اور بے اصولی برتے اوسے فوراً میرے گہر سے نکال دیا جائے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مجلس سماع گرم تہی اور ایک شخص رقص ناموزون اور بے اصول کرنے لگا وہ شخص آیا اور اسکے سینہ پر ہاتہ رکہکر رقص کرنے سے باز رکہا۔ جب سماع کی مجلس برخاست ہوئی تو وہ شخص جو بے اصول رقص کر رہا تہا انصاف طلبی کے لئے اوٹہا اور قاضی حمید الدین ناگوری کی خدمت مین آکر بیان کیا کہ حضور سماع نے مجہپر بہت بڑا اثر ڈالا تہا آسمان کے دروازے کہل گئے تہے مین پاؤن رکہہ چکا تہا اور اندر جانے ہی کو تہا کہ فلان شخص آیا اور مجہے روک لیا افسوس مین اوس نعمت سے محروم و بے نصیب رہا۔ قاضی حمید الدین نے اس بے اصول رقاص کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ بہشت بے اصولون کی جگہ نہین ہے۔ **نکتہ** سماع سننے اور رقص وگریہ کرنے کے بیان مین:

حضرت سلطان المشائخ کا قاعدہ تہا کہ جب لوگ مجلس سماع منعقد کرتے اور اوس مین شریک ہونے کے لئے آپسے استدعا کرتے تو آپ دو روز پہلے اوس مقرر اور معین کہانے مین کمی کرتے جو افطار کے وقت ہمیشہ آپکے سامنے لایا جاتا تہا اور جو کہانا روزمرہ آپکے لیئے لایا جاتا تہا اوسکی مقدار نکتہ مجاہدہ کے ذیل مین معلوم ہو چکی ہے یعنے آپ ہمیشہ جو کہانا تناول فرمایا کرتے تہے وہ نہایت ہی قلیل المقدار ہوتا تہا الغرض جب مجلس سماع کا دن ہوتا تو نماز اشراق ادا کر کے مجلس سماع مین تشریف لاتے اور صدر مجلس مین عشق و محبت کے مصلے پر جلوہ آرا ہوتے۔ ایک شاعر کہتا ہے **شعر** فَیَا حُسْنَ الزَّمَانِ وَقَدْ تَجَلّٰی ؛ بِہٰذَا الْعِزِّ وَالْاِقْبَالِ صَدْرَہٗ ؛ یعنی اے حسین زمانہ جبکہ تو اس عزت و اقبال اور جاہ و جلال کے ساتہ جلوہ آرا ہو ... تیرا مقام صدر اعلی مین ہونا چاہیئے اس مجلس مین اوس زمانہ کے بڑے بڑے مشائخ جیسے شیخ ضیاء الدین رومی اور مولانا شمس الدین دامغانی کاتب حروف کے نانا اور مولانا حسام الدین اندرپتی اور مولانا نظام الدین پانی پتی اور شیخ علی زنبیلی اور تمام سجادہ دار اور حیدریون اور قلندریون کے سردار و مقتدا اور بحر و بر کے تمام وہ مسافر جو شہر مین موجود ہوتے سب حاضر ہوتے اور اسموقع کو بہت ہی مغتنم سمجہتے۔ ایک بزرگ نے کیا خوب کہا ہے **شعر** طُوبٰی لِاَعْیُنِ قَوْمٍ اَنْتَ بَیْنَہُمْ

فہو من تعرفیہ من وجہک الحسن یعنے اوس قوم کی آنکہون مین ٹہنڈک اور خوشی ہے جس مین تو موجود ہے پس وہ خوشی اور
ٹہنڈک تیرے حسین چہرہ سے پیدا ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ جب صبح کا ناشتہ صرف ہو چکتا اور سب لوگ کہا پیکر اطمینان
وتسلی سے بیٹہہ جاتے تو خوش گو اور خوش الحان قوال جو حضور کے ملازم خاص تہے جیسے حسن بہیدی جو حقیقت مین
صوفیون کی سیرت وصورت سے آراستہ تہا اور صامت قوال مجلس مین نوبت بہ نوبت اور یکے بعد دیگرے حاضر
ہوتے اور نہایت خوش الحانی سے سماع مین مصروف ہوتے۔ حسن بہیدی عجیب قوال تہا اور اسکے گانے مین وہ اثر
تہا کہ بمجرد شروع کرنے کے عشاق کے دلون مین آگ بہڑک اٹہتی اور سنگ دل سے سنگدل لوگ بہی بے اختیار آ
حرکتین کرنے لگتے اور یہ معلوم ہوتا کہ کوئی چلکی بہار رہا ہے کسی بزرگ نے فرمایا **بیت** از صوت خوش تو خرقہ پوشان
چون صبح دریدہ اند گریبان۔ حسن کے بعد صامت کا نمبر آتا یہ قوال بہی ناطق معانی تہا اور علم موسیقی مین اپنا نظیر
نہین رکہتا تہا۔ سماع مین نہایت عمدہ اور پر معنی بیتین کہا کرتا تہا۔ الغرض گانا شروع ہوتا تو حضرت
سلطان المشائخ مین اسکا بہت بڑا اثر پیدا ہوتا لیکن آپ کبہی صاحب سماع نہ بنتے جیساکہ نکتہ رقص مین
لکہا جا چکا ہے البتہ کوئی مسافر عزیز جو اسکام سے خوب ماہر ہوتا صاحب سماع مقرر ہوتا اور دوسرے درویش
وعزیز رقص مین آتے۔ جناب سلطان المشائخ اپنی جگہ سجادہ کرامت پہ ایک ساعت کہڑے ہو کر مصروف
گریہ ہوتے اور اس قدر آنسو بہتے کہ رومال آستین اون سے بہیگ جاتا۔ آپکے کہڑے ہوتے ہی ہنگامہ سماع
برپا ہو جاتا۔ تمام لوگ آپکی موافقت کے لئے نہایت سکوت وخاموشی کے ساتہ کہڑے ہو جاتے سلطان المشائخ رقص
مین آتے اور دور عاشقانہ کرکے پہر اپنی اصلی جگہ جا کہڑے ہوتے اور اس قدر گریہ غلبہ کرتا کہ تین چار گز کا رومال
آنسوؤن سے بہیگ جاتا لیکن حضور آنسو اسطرح پونچہتے کہ کوئی شخص ایک قطرہ بہی آپکی آنکہون مبارک سے
ٹپکتا نہ دیکہتا البتہ رومال بہیگا ہوا نظر آتا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ آپ ہتیلی مبارک سے آنسو پونچہتے جاتے اور کسیکو
خبر نہ ہوتی کہ حضور پر گریہ غالب ہے۔ چنانچہ خود حضرت سلطان المشائخ نے اپنے قلم مبارک سے تحریر فرمایا ہے کہ حق
تعالی نے توریت مین فرمایا ہے۔ اے ابن آدم جب تیری آنکہون سے آنسو بہین تو اپنے کپڑے سے نہ پونچہ بلکہ ہتیلی سے
پاک کر کیونکہ وہ آنسو نہین ہین بلکہ حقیقت مین آب رحمت ہے اور جب یہ ہے تو اسے اپنے اعضا سے ملنا چاہیئے۔
نہ کپڑے سے۔ اگر تو ایسا کرے گا تو دوزخ کی آگ سے خلاصی پائیگا۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** زعشق چشم تو
از چشم من شد چشمہ پیدا ٭ ولے زان چشمہ ہا دائم روان خون جگر باشد ٭ اور یہ تعجب کی بات ہے کہ جب سلطان المشائخ
پر گریہ غالب ہوتا تو اس سے آپکے چہرۂ مبارک پر کچہہ تغیر واقع نہوتا جیساکہ اور لوگون مین محسوس ہوتا ہے

اور کبھی نعرہ اور آہ کی آواز برآمد نہ ہوتی تھی البتہ سرد آہ حضور کے سینہ مصفا سے نکلتی اور کسی قوال کی مجال نہتی
کہ اوس مجلس مین کہ جس جگہ سماع شروع کیا ہے وہان سے ذرا بھی جنبش کر سکے لیکن جب کوئی سوختہ درویش
انتہائی شوق اور غایت ذوق سے قوال کو جھپٹ جاتا تو وہ مجبوراً اپنی مقام سے جنبش کرتا اور جنبش کے ساتھ ہی
رونے لگتا۔ **مصرع** ز ذوق عشق لو در حملہ ذوق عشق گرفت ؛ بیشتر اوقات آپکی مجلس سماع مین بعض
وہ فقہا اور دانشمند علما بھی حاضر ہوتے تھے جو سماع کے منکر تھے اور حضور کے ذوق گریہ سے کمر محبت باندہکر
جناب سلطان المشائخ کے قدمون مین گر پڑتے۔ شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہین **بیت** ہمہ سرو بارا بباید خمید
کہ دریائے آن سرو بالا رود ؛ اور اپنے اوس انکار کو چھوڑ کر جسپر ہمیشگی کی تہی لب اقرار سے حضور کی زمین بوسی کرتے
تھے **بیت** سرکہ نہ در پای عزیزان رود ؛ بار گران ست کشیدن بدوش ؛ امیر خسرو فرماتے ہین **بیت** خسرو
اربخت خوشت یاری کند آنجا رسی ؛ ہم برزمین نہ دیدہ مرا گستاخی پاماکن ؛ اور اگر عین سماع اور حال مین چاشت
کا وقت ہو جاتا تو آپ فوراً مجلس سے باہر نکل آتے اور دلی توجہ اور باطنی خشوع کے ساتہ نماز چاشت ادا
کرنے مین مصروف ہو جاتے نماز سے فارغ ہوتے تو پہر مجلس سماع مین تشریف لاتے آپکی مجلس مبارک مین اکثر
ایسا ہوا کرتا ہے کہ سماع کے وقت بہت سے عزیز اپنے کپڑے اور عمامے قوالون کو دیتے اور پہر اون سے واپس کرتے
لیکن قوالون کی یہ مجال نہ تہی کہ اون عمامون اور جبون کو مجلس سے باہر لائین۔ ایکدفعہ ایسا ہوا کہ جناب سلطان
المشائخ کے عمامہ مبارک کے چند پیچ کہل گئے آپ فوراً کہڑے ہو گئے اور عمامہ سر سے لپیٹ لیا۔ جناب سلطان المشائخ
کا اکثر عطیہ یہ ہوا کرتا تھا کہ جو کپڑا یا دستارچہ آپکے آنسوؤن سے تر ہو جاتا اوسے قوال کو مرحمت فرماتے۔ یہ
کیفیت آپکی مجلس مین ہوتی لیکن جب گہر مین تشریف رکہتے تو شب و روز سماع الست اور گریہ مین مشغول
رہا کرتے **مصرع** عشق را مطرب از درون باشد ؛ شیخ سعدی فرماتے ہین **بیت** مطربان رفتند و صوفی
در سماع ؛ عشق را آغاز ہست انجام نیست ؛ اگر کبھی آپکے دل مبارک مین خطرہ یا باغ یا کسی اور جگہ جانے کی
خواہش پیدا ہوتی تو آپ وہان تشریف لے جاتے امیر خسرو فرماتے ہین **بیت** رفتم ببوی باغ و بیاد تو
گریستم ؛ بربہر گلے وگرنہ کرا یاد باغ بود ؛ اثناء راہ مین اقبال خادم اور عبد اللہ کوئی ایک دائین اور ایک
بائین دونون طرف چلتے اور بیچ مین جناب سلطان المشائخ کا ڈولہ ہوتا اور عجیب طرز سے چلتے کہ نرم اور رقت
آمیز آواز مین بیتین پڑہتے ہوئے با جگر سوزان گریہ کنان آہستہ آہستہ قدم رکہتے چلے جاتے اور حضرت
سلطان المشائخ مست کی طرح جہومتے جہاتے اور زار قطار روتے ہوئے ڈولہ مین چلے جاتے تھے۔

آپکے سماع مین عجب حیرت انگیز تاثیر ہوتی تھی آپ جو شعر جس طریق اور جس آواز سے سماع اور ذوق مین ادا کرتے تھے وہ آواز اور وہ شعر بہت عرصہ تک خلق مین مشہور رہتی اور عوام و خواص کی زبان زد ہو جاتی چھوٹے بڑے وضیع و شریف تمام مجمعون اور محفلون اور گلی کوچون مین آپکی بدولت ذوق و شوق حاصل کرتے اور انتہا درجہ کا حظ اٹھاتے اور جسقدر سے عشق و محبت کی دنیا مین خوب رونق اور گرم بازاری ہو جاتی شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہین۔ **بیت** بادشاہان گنج وجند خوش اندبہ عارفان در سماع یا ہوئے ٭ اوس زمانہ مین مخلوق کو حکایت سماع اور اخلاص اور نیاز مندی اور شفقت و تسلی و دلجوئی اور اہل دلون کے پاؤن مین سر رکہنے کے علاوہ اور کوئی کام نہ تہا دنیا کے ذہین اور طباع لوگ جیسے بے نظیر و بے مثل شعرا دلپذیر حکایت گو نوجوان لطیفہ گو سب کے سب حضرت سلطان المشائخ کے آستان پر سر رکہے ہوئے تہے اور آپکی عالیشان دربار سے ہر ایک شخص اپنی طبیعت کے اندازہ کے مطابق جس فن سے تعلق رکہتا تہا عجیب و غریب ذوق اپنے سینہ مین محسوس پاتا تہا۔ خوشگو اور خوش آواز قوال جو حضور کے ملازم تہے اور اونکے علاوہ شہر کے تمام قوال کہ اوس بادشاہ عشق کی لطافت طبع کی وجہ سے علم موسیقی کے واضع و موجد ہو گئے تہے۔ دمبدم نئی غزل نئی آواز و لہجہ مین گاتے اور اس فن خاص کو علوم علوی کے انتہائی مرتبہ تک پہونچاتے تہے۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے **بیت** خلق شادی کنان بہر کوئے ٭ مطربان در سماع ہر سوئے ٭ زہرہ بنگر بدست دف کردہ ٭ از خوشی خویش را صرف کردہ ٭ الحاصل یہ ثمرہ جناب سلطان المشائخ کے اوس ذوق و محبت کا تہا جو آپ حق تعالی کے ساتھ رکہتے تہے۔

مجلس اول نکتہ حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کی بعض مجالس سماع کے بیان مین کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ ایک دن جناب سلطان المشائخ گہر کی دہلیز مین تشریف رکہتے تہے اور صامت قوال حضور کے سامنے کوئی غزل کہہ رہا تہا فوراً اوسکا اثر آپ پر پڑا۔ اور گریہ و حال غالب ہوا لیکن چونکہ عزیزون اور یارون مین سے کوئی ایسا شخص وہان موجود نہ تہا کہ رقص مین آئے اسلیئے حاضرین جلسہ متفکر تہے اسی اثنا مین ایک شخص باہر سے آیا اور سر بسجود ہونے کے بعد رقص کرنے لگا۔ حضرت سلطان المشائخ نے بہی رقص کرنے مین اوسکی موافقت کی اور تہوڑی دیر تک ذوق سماع حاصل کیا۔ جب سماع بند ہوا اور مجلس برخاست ہوئی تو وہ شخص باہر گیا۔ سلطان المشائخ نے حاضرین کی طرف روئے سخن کرکے فرمایا کہ اس غیبی مرد کو بلا لو فوراً کئی آدمی اوس عزیز کی طلب و جستجو مین باہر آئے اور داہنے بائین اودہر اودہر سب طرف تلاش کرنے دوڑے مگر اوسکا سراغ نہ ملا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ یہ شخص مردان غیب سے تہا جب کوئی محب اور عاشق دریائے محبت مین غرق ہوکر

چاہتا ہے کہ دوست کی یاد مین دریائے آشنائی مین غوطہ لگائے اور ہاتہ پاؤن مارے اور انوار تجلی کے ساتہ مخصوص ہووے تو عالم غیب سے ایک شخص اوسکے پاس بہیج دیا جاتا ہے۔ **دوسری مجلس**- کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ ایکدن بہائی سید حسین کے اوس مکان مین جو چار ستون نام کے ساتہ شہرت رکہتا تہا مجمع ہوا- اطراف و اکناف کے بہت سے لوگ جمع ہے اور مجلس نہایت رونق پر تہی- سلطان المشائخ بہی اوس مجمع مین تشریف رکہتے تہے قوال جکری جو ایک نہایت مشہور و معروف قوال تہا اور مولانا وجیہ الدین کی خدمت مین بہت روز ملازم رہ چکا تہا نہایت رقت آمیز آواز اور دخیر لحن مین کچہ گا رہا تہا میرا ظن غالب یہ ہے کہ یہ قوال جکری (بُنیا بن بہاجی ایسا سُکہ سَین باسون) کہہ رہا تہا- حضرت سلطان المشائخ پر اس ہندی دوہرہ نے بہت کچہ اثر ڈالا اور جب آپ پر اثر سماع ظاہر ہوا تو فوراً ایک عزیز صاحب سماع ہوا- سلطان المشائخ رقص مین آئے اور آپ گریہ کے ساتہ حال غالب ہوا- جب تہوڑی دیر تک یہی کیفیت رہی تو سماع بند کر دیا گیا- لیکن حضرت سلطان المشائخ کے سر مین ہنوز گریہ باقی تہا اور آپکی آنکہون سے برابر آنسو جاری تہے قوالون نے جب یہ کیفیت دیکہی فوراً وہی غزل گانی شروع کر دی اور پہر وہی مجلس سماع گرم ہوگئی- اس اثنا مین حضرت سلطان المشائخ نے اپنی اونگلی زانوئے مبارک پر اسطرح چلائی جیسے کوئی قلم چلاتا ہے۔

کاتب حروف کے والد اور ملک السادات سید کمال الدین احمد عم بزرگوار اور اقبال خادم اور امیر خسرو ملک الشعرا اسوقت سلطان المشائخ کے سامنے کہڑے تہے سید کمال الدین احمد نے حضور کا یہ اشارہ پا کر اقبال سے فرمایا کہ جناب سلطان المشائخ دوات قلم- کاغذ طلب فرماتے ہین چنانچہ اقبال نے فوراً ایک نفیس کاغذ کا ٹکڑا اور قلم دوات پیش کی آپنے ادہر تو کاغذ اور قلم ہاتہ مین لیا اودہر حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کے نواسے خواجہ محمود کو رقص کرنے کا اشارہ کیا- خواجہ محمود آپ کا یہ اشارہ پاتے ہی رقص کے لیئے اوٹہ کہڑے ہوئے- اسوقت حضرت سلطان المشائخ نے اوس کاغذ کو اوٹہا لیا گویا کسیکو دے رہے ہین لیکن یہ کسکی مجال تہی کہ حضرت سلطان المشائخ کے دست مبارک سے کاغذ لیلے یون رقص آگے نہ بڑہا اور کاغذ لینے پر جرأت نہ کی- ناچار اقبال آگے بڑہے اور آپکے دست مبارک سے کاغذ لیلیا- جو لوگ سلطان المشائخ کی مجلس مین وقعت و قدر کی نگاہ سے دیکہے جاتے اور عزت و عظمت رکہتے تہے- خواجہ اقبال کے مزاحم ہوئے اور کہنے لگے دکہاؤ سلطان المشائخ نے اس کاغذ مین کیا لکہا ہے- چونکہ اقبال سلطان المشائخ کے فیض اثر نظر سے کامل حصہ پا چکے تہے اور نہایت پختہ و تجربہ کار ہو چکے تہے لہذا اونہون نے کسیکو بہی سلطان المشائخ کے سر سے واقف

نہین کیا اور جھٹ وہ کاغذ موںھ مین رکھ کر نگل گئے۔ بعض لوگ خواجا قبال سے روایت کرتے ہین کہ اوس کاغذ مین یہ مصرع لکھا ہوا تھا۔ **مصرع** - از دست تو لب بدوم و بدست تو دہم ٭ لیکن جب مولانا شمس الدین دامغانی کاتب حروف کے نانا جو سلطان المشائخ کے یار غار تھے آپسے ملاقات کرنے آئے تو بعض یارون نے سلطان المشائخ کے سماع اور اوس کاغذ کی تمام کیفیت آپ سے بیان کی اور التماس کی کہ یہ مشکل بجز آپکے اور کسی سے حل نہو سکیگی آپکو چاہیے کہ سلطان المشائخ سے اوس کاغذ کی کیفیت دریافت کیجیے۔ جب مولانا شمس الدین سلطان المشائخ سے ملاقی ہوئے تو مولانا نے سماع اور اوس کاغذ کی کیفیت دریافت کی۔ سلطان المشائخ کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور سینۂ مبارک سے ایک آہ سرد کھینچکر فرمایا کہ مولانا **مصرع** نامہ نوشتن چہ سود چون نرود سوی دوست ٭ **تیسری مجلس** کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ ایکدن جناب سلطان المشائخ حجرۂ قدیم مین چبوترہ کے متصل ایک چھوٹے سے ستون سے لگے بیٹھے ہوئے تھے مقام خلوت تھا صامت قوال نے سماع آغاز کیا۔ سلطان المشائخ عالم بسط مین ہوئے اور جو کچھ گھر مین موجود تھا سب بندگان خدا کو لٹا کر تخت تجرید پر جلوہ آرا ہوئے۔ سب سے پیچھے کاتب حروف کے والد آئے چونکہ سلطان المشائخ گھر کی تمام چیزین صرف کر چکے تھے اسلیئے آپنے ادھر ادھر نظر دوڑائی کہ کچھ ہو تو کاتب حروف کے والد کو عنایت کرین ایک چمڑے کا دسترخوان دیوار کی کھونٹی مین لٹکا ہوا نظر پڑا۔ فقیر کے والد سے فرمایا کہ باورچی خانہ سے جاکر چند گرم گرم روٹیان لاؤ۔ والد بزرگوار سلطان المشائخ کے اس ارشاد کی فوراً تعمیل کی اور روٹیان لے آئے حضور نے فرمایا یہ روٹیان اس دسترخوان پر رکھو اور روٹیان مع دسترخوان کے تم لیجاؤ۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب دلی عاشق اپنے ذوق سے کوئی نعمت کسی درویش کو عنایت کرتا ہے تو امید کی جاتی ہیکہ وہ نعمت اوسکی خاندان مین باقی رہے اور نسلاً بعد نسل اوسکی اولاد کو پہونچے۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے **رباعی** این نعمتے ست دینی و دنیا طفیل آن: دین ذوقہائے غیبی در خاندان ماست ٭ ہر روز نعمتے و بہر لحظہ راحتے این یاد دوست مونس جان دردان ماست **چوتھی مجلس**۔ کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ ملک قیربک جناب سلطان المشائخ کی خدمت مین ارادت لایا اور قصر کیا چند روز کے بعد مخلوق ہونے کی آرزو دامنگیر ہوئی ایک عالیشان مجلس مرتب کی اور نیت یہ کی کہ وہان حضرت سلطان المشائخ کو بلائے اور حضور کے سامنے مخلوق ہو چنانچہ آپکی خدمت مین آیا اور عرض کی کہ اگر حضور اس بندۂ خاکسار کے غریب خانہ کو اپنے نور سے روشن و منور فرمائین تو اس کمترین و بیچارہ کو سلف و خلف کا شرف حاصل ہو۔ سلطان المشائخ نے اول اول

اول بہت انکار کیا لیکن قیربک کی عجز و بیچارگی اور بے انتہا منت کی وجہ سے بغیر انشراح خاطر قبول کیا قیربک نے شہر کے تمام مشائخ وصدور کو جمع کیا اور ایک اعلی درجہ کی مجلس مرتب کی جب سلطان المشائخ وہان تشریف لیگئے تو کہانے کا دسترخوان بچہایا گیا کہانے سے فارغ ہونے کے بعد مجلس سماع گرم ہوئی اور قوالون نے سماع چہیڑ دیا اگرچہ اونہون نے ہر طرح کی غزلین گائین اور اصول و قواعد سے گائین لیکن اوسکا ایک شخص پر بہی اثر نہین پڑا اور مجلس اوسی طرح بستہ تہی انجام کار حسن بہدی نے جو ایک مشہور و معروف قوال تہا یہ بیت پڑہی اور نہایت خوبی وعمدگی کے ساتہ پڑہی **بیت** در کلبۂ درویشی در محنت بیخویشی ÷ بگذار مرا با من ہر سو مکن افسانہ ÷ اس بیت کا پڑہنا تہا کہ سلطان المشائخ مین ایک فوری اثر محسوس ہوا اور ساتہ ہی گریہ وحال غالب ہوا۔ مجلس مین جس قدر عزیز و درویش موجود تہے سب پر حضرت سلطان المشائخ کے ذوق سے ایک عجیب و غریب ذوق اور حالت طاری ہوئی اور مجلس کا رنگ ایسا جما جسکی تعریف نہین ہو سکتی۔ خلاصہ یہ کہ جو بات سلطان المشائخ کی خاطر مبارک مین گذری تہی وہی بات عالم غیب سے اس بیت نے پردہ سے ظاہر کر دی۔ **پانچوین مجلس** کاتب حروف کو یاد ہے اور اچہی طرح یاد ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق کے عہد مین ایکدفعہ مجلس منعقد ہوئی۔ یہ مجلس سلطان المشائخ کے جماعت خانہ کے کوٹھے پر مرتب ہوئی اور اس مین تمام یارون اور عزیزون کی جماعت حاضر ہوئی امیر خسرو کہڑے ہوئے تہے اور حضرت سلطان المشائخ زحمت اور ہجوم کی وجہ سے چارپائی پر تشریف رکہتے تہے حسن بہدی سعدی کی یہ بیت گا رہا تہا اور نہایت خوش لحنی اور دلفریبی کے ساتہ گا رہا تہا **بیت** سعدی تو کیستی کہ در آئی درین کمند ÷ چندان فتادہ اند کہ ما صید لاغریم ÷ اس بیت نے سلطان المشائخ پر اس قدر اثر ڈالا کہ مستغرق گریہ ہو گئے خواجہ اقبال خادم آپکی چارپائی کے پاس کہڑے تہے اور ایک باریک دستارچہ کو پہاڑ پہاڑ کر آپ کے دست مبارک مین دیتے جاتے تہے۔ سلطان المشائخ اوس سے آنسو پونچہتے اور حسن بہدی قوال کے آگے ڈالتے جاتے تہے شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہین **قطعہ** تا ودان چشم رنجوران عشق ÷ گر فرو ریزند خون آید بجوئی ÷ شادباش اے مجلس روحانیان ÷ تا خورند این مے کہ من مستم بوئے ÷ جب تہوڑی دیر اسیطرح مجلس کا رنگ جما رہا اور عزیزون پر بہت ہی گریہ غالب ہوا تو سماع بند کر دیا گیا۔ کچہ عرصہ کے بعد امیر خسرو کے فرزند رشید امیر حاجی نے ایک نئی طرح کی غزل پڑہنی شروع کی اور جب پڑہتے پڑہتے اس بیت پر پہونچے **بیت** خسرو تو کیستی کہ در آئی درین شمار ÷ کین عشق تیغ بر سر مردان دین زدہ است ÷ اس بیت کے سنتے ہی جناب سلطان المشائخ کو وہی حال و ذوق پیدا ہوا امیر حاجی نے یہ بیت بار بار پڑہنی شروع کی۔ جس مرتبہ اس بیت کو دوہراتے۔ سلطان المشائخ ایک دستارچہ

امیر حاجی اور ایک دستارچہ امیر خسرو کے سامنے ڈالدیئے اور حسن قوال نے جب سلطان المشائخ کا یہ حال دیکھا تو شیخ سعدی کی مذکورہ بالا بیت پڑہنی شروع کی سلطان المشائخ پر اور بہی گریہ د حالت غالب ہوئی اور اسی اثنا میں آپنے مولانا بدر الدین اسحاق کے فرزند جناب شیخ شیوخ العالم کے نواسہ خواجہ موسی کو رقص کرنے کا اشارہ کیا خواجہ موسی نے پہلے زمین بوسی کی سعادت حاصل کی پہر رقص کے لیئے اوٹہے اور جب تہوڑی دیر تو اجد کر چکے تو سر زمین پر رکہکر بیٹہہ گئے۔ حضرت سلطان المشائخ اوسی طرح گریہ اور ذوق سماع مین مصروف رہے اور قریباً نصف دن بیخودی کی حالت آپ پر طاری رہی۔ خداوندا وہ کیا وقت اور کیا حال تہا جو ذوق شوق کاتب حروف کے دل مین اوس مجلس سے پیدا ہوا مرتے دم تک جانیوالا نہین اور امید واثق ہے کہ اوس ذوق کی آرزو مین جو اس مجلس مین سلطان المشائخ سے معائنہ کیا ہے حضور کی یاد مین انشاء اللہ جان دیگا اور جب قبر مین داخل ہوگا تو یہ ذوق ہمیشہ اوسکے ساتھ رہیگا اور قیامت تک ساتھ دے گا۔ بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** دل بزلف تو ہم عشق ابد دریابم ؛ جان بیاد تو دہم زندگی از سر یابم ؛ **پانچوین مجلس** کاتب حروف کو یاد ہے۔ اور اچہی طرح یاد ہے کہ حضرت سید السادات سید خاموش عم بزرگوار کے مکان مین ایک روز ایک مختصر سی جماعت رونق افروز تہی (سید خاموش کاتب حروف کے عم بزرگوار وہی شخص ہین جنکی مناقب و فضائل نکتہ سادات مین بسط و شرح کے ساتہ مذکور ہوچکے ہین) اس مجلس مبارک مین جناب سلطان المشائخ بہی تشریف رکہتے تہے۔ حسن بہدہی قوال شیخ اوحد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی غزل نہایت خوش لحنی اور رقت آمیز آواز سے گا رہا تہا جب اس بیت پر پہونچا **بیت** گفتی از آن دیگران او حد شدی دایم کنون ؛ تا مہر تو بر جان بود او حد کجائی دیگران ؛ تو جناب سلطان المشائخ پر بیحد اثر پڑا گریہ غالب ہوا اور آپ انتہار ذوق کی وجہ سے رقص مین آئے۔ مجلس خوب جمی ہوئی تہی کہ زوال کا وقت ہوگیا لوگون نے سماع بند کردیا اور ہر شخص سکوت و خاموشی کے ساتہ اپنی اپنی جگہ بیٹہ گیا یہن حضرت سلطان المشائخ کے سر مبارک مین ابہی تک ذوق سماع موجود تہا آنکہون سے آنسو جاری تہے اور آپ مست طافح کی طرف جلوہ آرا سے مجلس تہی تہوڑی دیر گذری تہی کہ امیر خسرو نے اپنی ایک غزل پڑہنی شروع کی جسکا مطلع یہ تہا **بیت** رخ جملہ بنمود مرا گفت تو مبین ؛ زین ذوق مست بیخبرم کین سخن چہ بود ؛ جون ہی یہ بیت سلطان المشائخ کے گوش مبارک مین پہونچی حضور نے گوشۂ چشم سے جو حقیقت مین محبت کا ایک پاکیزہ مصفا چشمہ تہا امیر خسرو کی طرف دیکہا اور پہر وہی گریہ وہی حال وہی استغراق وہی محویت آپ پر غالب ہوئی۔ الغرض کئی مرتبہ امیر خسرو نے اس بیت کو دوہرایا حسن بہدہی قوال نے آپکی یہ کیفیت دیکہکر معلوم کیا کہ حضرت سلطان المشائخ کو اسوقت سماع مین ذوق شوق انتہا درجہ کا

حاصل ہے چنانچہ اوسنے شیخ اوحد کرمانی کی وہی بیت جو پہلے گا رہا تہا بڑی خوش لحنی کے ساتھ گائی جس نے سلطان المشائخ مین
بہت کچہ تاثیر کی یہانتک کہ جو عزیز اور درویش اس مجلس مین حاضر تہے آپکے صدقہ مین دولت ذوق سے متمتع ہوئے۔
خدائی علام الغیوب شاہد ہے کہ جسوقت کاتب الحروف کے دل مین حضرت سلطان المشائخ کے اوس سماع کا ذوق جو اس
مجلس مین آپکو حاصل ہوا گذرتا ہے تو جمال ولایت پیر لیعے بر آب سلطان المشائخ کے جمال شوق کی آگ بہڑک اوٹھتی لو
سے لیکر پاؤن تک تمام جسم کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔ بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے۔ **بیت** ز آتش شوق تو دل خواہم
سوخت ؛ جان را بسوی زلف تو خواہم داد ؛ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ بندہ نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم
مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ شیخ مجد الدین بغدادی شہادت کے وقت یہ بیت لگاتار پڑھ رہے تہے **ب** گر گہ دل پر خون شدہ
غارت میکن ؛ وین جان خراب را عمارت مے کن ؛ بے ہیچ گناہ عاشقان را مے کش ؛ وانگہ سر خاک شان زیارت
مے کن ؛ شیخ مجد الدین کی شہادت کا واقعہ ایک ایسا مشہور و معروف واقعہ ہے جس سے تمام لوگ واقف ہین اوسکی
مختصر کیفیت یہ ہے کہ شیخ مجد الدین بغدادی حضرت شیخ نجم الدین کبری قدس سرہ کے مرید تہے اور سماع مین غلو تمام
رکہتے تہے یہانتک کہ سماع بغیر اونکی زندگی مشکل تہی - انکی قبولیت عامہ تمام لوگون مین پہیلی ہوئی ہتی اور اوس
زمانہ کے تمام لوگ مطیع و مرید تہے اور ایک اشارہ پانے پر اپنی جانین آپ پر فدا کرنیکو تیار رہتے۔ خوارزم شاہ جو
ان دنون تخت حکومت پر متمکن تہا۔ شیخ مجد الدین بغدادی کی اس شہرت عامہ اور خلق کی مطیع و فرمانبردار ہونیکی وجہ
سے اوسے اپنی زوال حکومت کا سخت اندیشہ ہوا اور وہ کسی حیلہ کا متلاشی تہا۔ ادہر جناب شیخ نجم الدین کبری
قدس سرہ انہین کثرت سماع سے بہت روکتے اور منع کرتے تہے یہانتک کہ ایکدن کا ذکر ہے کہ شیخ مجد الدین سماع
مین مصروف تہے۔ شیخ نجم الدین نے خادم سے فرمایا کہ شیخ مجد الدین کو بلا لاؤ خادم آکر دیکہتا ہے کہ آپ عین سماع
مین رقص کر رہے ہین اوسنے شیخ نجم الدین کا پیام دیا لیکن چونکہ آپ ذوق سماع مین مشغول تہے خادم کیطرف
ملتفت نہین ہوئے اور اسکے ساتہ شیخ کی خدمت مین جانے سے انکار کر دیا۔ خادم خدمت شیخ مین حاضر ہوا اور
سارا قصہ بیان کیا۔ شیخ نے فرمایا کہ پہر جاؤ اور اوسے سماع سے باز رکہو اور ہاتہ پکڑ کر یہان لے آؤ خادم دوبارہ
آیا دیکہا تو آپ اوسیطرح سماع مین مستغرق ہین اور یہ مصرع بار بار کہہ رہے ہین **مصرع** باز بالا آمدیم
و باز بالا میرویم ؛ خادم نے شیخ مجد الدین کا ہاتہ پکڑا اور بہتیرا چاہا کہ سماع سے باز رکہے لیکن وہ اپنے
اس مقصد پر کامیاب نہین ہوا اور واپس جاکر شیخ سے تمام ماجرا بیان کیا اور اوس مصرع کا بہی ذکر کیا جو شیخ
مجد الدین حالت رقص مین کہہ رہے تہے۔ شیخ نجم الدین نے یہ کیفیت سنکر فرمایا کہ ہم نے اوسکے حق مین وہی بات

مقرر کردی جو وہ مجلس سماع مین کررہا تہا الغرض جب شیخ مجد الدین سماع سے فارغ ہوئے اور عالم ہوشیاری مین آئے
تو اونہین اپنے اس فعل پر سخت ندامت ہوئی اور دلمین کہا کہ مین نے بہت ہی بڑا کیا کہ شیخ کی نافرمانی مین قدم رکہا آب
اس حرکت کی سزا یہ ہیکہ ایک طشت آگ سے بہر کر سر پر رکہہ اور خدمت پیر مین حاضر ہو چنانچہ اونہون نے ایسا
ہی کیا اور شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہ کے آگے جوتیون کی صف مین آ کہڑے ہوئے۔ شیخ نے فرمایا کہ اسکی کچہ حاجت
نہین جو کچہ ہونا تہا ہو چکا۔ الغرض سلطان خوارزم شاہ جو اس عہد کا بادشاہ بڑے جاہ و جلال اور عظمت و شوکت
کا تہا۔ چہ لاکہہ مسلح سوار اوسکی فوج مین تہے۔ ترکستان اور خراسان اور اصفہان سے لیکر عراق تک اور ہندوستان
سے لیکر سندہ تک تمام ملک اوسکے قبض و تصرف مین تہے اس بادشاہ کی مان سلاطین خفچاق کی اولاد مین سے
تہی جو ملک رانی اور انتظام سلطنت مین اپنا نظیر نرکہتی تہی اوس زمانہ کے لوگون نے اوسے خداوند جہان کا خطاب
دیا تہا اور اسی نام سے ہر طرف اوسکی شہرت پہیلی ہوئی تہی شاہ خوارزم اور اوسکی مان دونون شیخ نجم الدین کبریٰ
کے مرید تہے اتفاقاً دونون کے دل مین خانہ کعبہ کی زیارت کا شوق بہرکا اور دونون نے شیخ کی خدمت مین حاضر
ہو کر عرض کیا کہ ہم خانہ کعبہ کی زیارت کو جاتے ہین اگر مخدوم شفقت و مہربانی فرما کر اپنے یارون مین سے کوئی یار ہمارے مناسب
حال کے نامزد فرمایئن تاکہ وہ ہمارے ساتہ چلے اور ہم اوسکی وجہ سے امن و حفاظت مین رہین تو محض کرم و عنایت
ہوگی اور اوسکی برکت سے ہمارا حج قبولیت کا جا پہنے گا شیخ نجم الدین نے بعد تامل اور فکر کے شیخ مجد الدین کو اونکے
ہمراہ کیا۔ جب یہ مختصر سا قافلہ دریا کے کنارے پہونچا تو سلطان محمد خوارزم شاہ اور اوسکی والدہ کے لئے ایک خاص
جہاز تیار ہوا۔ لیکن ان دونون نے چاہا کہ شیخ مجد الدین بہی اسی جہاز مین سوار ہون چنانچہ شیخ ان دونون کی خواہش
اور التماس سے اسی جہاز مین سوار ہوئے۔ شیخ مجد الدین جمال و خوبی اور ملاحت و صباحت مین بینظیر تہا اور اوس
زمانہ مین خوبصورتی اور ملاحت مین اپنا مثل نرکہتے تہے اتفاق سے خوارزم شاہ کی والدہ کی نظر آپکے جمال باکمال پر
پڑگئی فوراً بیخود ہوگئی اور ایک بے اختیارانہ جوش کے ساتہ شیخ کے شور انگیز جمال پر شیفتہ و فریفتہ ہوگئی **بیت**
ترا خود ہر کہ بیند دوست دارد ؛ گناہے نیست بر مجدی مسکین ؛ لیکن شیخ مجد الدین کی یہ کیفیت تہی کہ حق تعالیٰ
کی محبت مین اس درجہ محو تہے کہ کسیکی ذرا بہی خبر نرکہتے تہے پہر یہ کیونکر ممکن تہا کہ وہ خوارزم شاہ کی والدہ اور اوسکی
عشق و محبت سے خبردار ہوتے جب خوارزم شاہ اس راز سے واقف ہوا تو اوسکے غرور سلطنت اور قومی حمیت نے
اسبات پر آمادہ کیا کہ شیخ کو ہلاک کرے تاکہ یہ شورش عشق جو پہیل اوٹہی ہے فوراً دب جائے چنانچہ اوس نے شیخ
مجد الدین کو بے جرم و خطا شہید کر ڈالا اور آپکے سر مبارک کو ایک پر تکلف طشت مین رکہکر ہزار اشرفیون کی تہیلی کے

ساتھ شیخ نجم الدین کبریٰ کی خدمت مین روانہ کیا اور کہلا بہیجا کہ شیخ مجد الدین سعادت شہادت کو پہونچے اون کا سر خدمت مبارک مین حاضر ہے اور ہزار اشرفیان اونکے خونبہا کی موجود ہین۔ خوارزم شاہ کا جب یہ پیام شیخ نجم الدین کبریٰ کو پہونچا تو فرمایا شیخ مجد الدین کی دیت اور خونبہا صرف ہزار اشرفیان ہی نہین ہین بلکہ خود خوارزم شاہ اور اوسکی مان اور اوسکی ساری مملکت ہے۔ جب یہ بات شیخ نجم الدین کبریٰ کی زبان مبارک پر جاری ہوئی تو اوسی وقت آپنے نہایت افسوس کے ساتھ فرمایا کہ آہ ہم اپنے سانس کو باہر نکالنا نہین چاہتے اور کوئی بات زبان پر قصداً نہین لاتے۔ شیخ مجد الدین کی شہادت کو کچھ ہی عرصہ نگذرا تھا کہ چنگیز خان نے چین کی جانب سے نو لاکھ خونخوار اور جبار سوارونکے ساتھ خروج کیا اور آناً فاناً خوارزم شاہ کی مملکت مین آدھمکا یہانکے وزرا اُمرا محض غافل و بیخبر تھے کہ دفعتہً بیابان سے گہوڑون اونٹون اور بکریون کے گلے نمودار ہوئے اور ساری مملکت میں عام بے چینی و پریشانی پہیل گئی چنگیز خان کے لشکر نے خوارزم شاہ کی تمام مملکت خراب و ویران کردی اور خوارزم شاہ اور ہزارہا علما و اولیا اور دیگر مخلوق تہ تیغ ہوئی۔ چہوٹے بڑے مرد عورت اس قدر قتل ہوئے جنکی گنتی شمار مین نہین آسکی خوارزم شاہ اور اوسکے اعوان و انصار کا نشان تک روئے زمین پر باقی نرکہا اور اس خاندان کا نام دنیا سے مٹا دیا جیسا کہ طبقات ناصری مین اسکی مفصل کیفیت مذکور ہے۔ الغرض شیخ نجم الدین کبریٰ کے نفس مبارک کی تاثیر قبول ہوا اوس زمانہ مین قہر الٰہی نازل ہوا اور خوارزم شاہ مع اپنی مملکت کے تباہ و غارت ہوگیا چنگیز خان جب خوارزم مین پہونچا تو ترک برہنہ تلوارین لیے ہوئے حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کی خانقاہ مین گہس آئے دیکہا کہ شیخ مصلے پر نہایت وقار و اطمینان کے ساتھ قبلہ رخ بیٹھے ہین ان وحشیون نے چاہا کہ ایک ہی وار مین شیخ کا کام تمام کردین لیکن تلوارین اوٹھ نہ سکین اور یہ لوگ حیران و ششدر کہڑے رہگئے۔ شیخ نے انکی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ مین نے اپنے چالیس مریدون کو چالیس حجرون مین بٹہا رکہا ہے سینتیس روز تو گذر گئے مین صرف تین روز باقی ہین ان تین دن کے گذرنے کے بعد اونہین قرب خداوندی حاصل ہوگا پس جبتک چالیس روز پورے نہ ہونگے تم مجہپر ذرا بہی غلبہ اور قابو نپاؤگے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جو لوگ آپکے شہید کرنیکو آئے تہے عاجز ہوکر چلے گئے اور کسیکو آپ پر قابو نہوا۔ جب چالیس روز پورے ہوگئے تو چالیسون اولیاء اللہ کو جو ہنوز نو نیاز تہے مع اونکے غلامون اور لونڈیونکو شہید کرڈالا۔ شیخ فریدالدین عطار کی شہادت کا واقعہ بہی اسی خروج کفار کے زمانہ مین ہوا یعنے اونکی شہادت کی تاریخ بہی اسی زمانہ مین ثابت ہوئی ہے اوس زمانہ مین آپ نیشاپور مین موجود تہے کہ چنگیز خان کا ستمگار لشکر وہان پہونچا اور شیخ کو شربت شہادت پلایا چنانچہ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا ہے کہ جب کفار نیشاپور مین پہونچے تو اول شیخ فریدالدین عطار کے یارون ہی کو تہ تیغ کرنا شروع کیا اور

شہر منیا پور کا قتل ان ہی سے شروع ہوا شیخ کے مظلوم رفقا شہادت پاتے جاتے تھے اور آپ کہتے جاتے تھے کہ کیا جباری
اور کیا قہاری ہے لیکن جب آپکی نوبت پہونچی تو فرمایا یہ کیسی ترکیب کرم اور کیا بخشش ہے اور کیسا لطف ہے انجام کار
اسی حالت مین شہید ہوئے قدس اللہ سرہ العزیز۔

نکتہ۔ بعض مجالس کے فوائد کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ سماع کے بارہ مین فرماتے تھے کہ اس شہر مین سماع کا سلسلہ
قاضی حمید الدین ناگوری نے بٹھایا ہے رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً لیکن قاضی منہاج الدین جرجانی جب منصب قضاۃ پر
مامور ہوئے تو اون سے اسکام نے استقامت پائی گویا قاضی حمید الدین ناگوری اس عمارت کے بانی اور قاضی
منہاج الدین جرجانی اس عمارت کے سجانے والے اور قائم کرنے والے ہوئے باوجود اس کے کہ قاضی
حمید الدین کے ساتھ مدعی اور منکران سماعت بہت کچھ منازعت و مخاصمت کرتے تھے
لیکن وہ ہمیشہ اسپر ثابت قدم رہے اور اونکے اس خیال مین کبھی تذبذب نہین آیا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ کوشک سعید
کے متصل ایک شخص کے ہان دعوت تھی۔ شیخ قطب الدین بختیار قدس سرہ العزیز بھی اس دعوت مین تشریف
رکھتے تھے اور دیگر عزیز بھی موجود تھے مولانا رکن الدین جو بہت بڑے مدعی اور سماع کے سخت مخالف تھے خبر پاکر بہت
سے خدمتگاروں اور متعلقوں کو ہمراہ لیکر گھر سے نکلے تاکہ یہان آکر سماع کی ممانعت کرین قاضی حمید الدین کو جب
اسکی خبر ہوئی تو آپنے مالک خانہ سے فرمایا کہ کہین جاکر چھپ جا اور یہان تک لوگ تجھے ڈھونڈین اپنا پتہ ندے صاحب
خانہ نے ایسا ہی کیا ازان بعد قاضی حمید الدین نے فرمایا کہ گھر کا دروازہ بند کروا در سماع چھیڑ دو چنانچہ مجلس سماع
گرم ہو گئی اتنے مین رکن الدین ہمرقندی اپنی جمعیت کو ساتھ لیے ہوئے اس گھر کے دروازے پر آپہونچے اور پوچھا
کہ صاحب خانہ کہان ہے لوگون نے تلاش و جستجو بہت کی مگر اوسکا کہین سراغ نہ چلا آخرکار لوگ مایوس ہوکر واپس
آئے اور عرض کیا کہ صاحب خانہ کا کہین پتہ نہین چلتا مجبور ہوکر مولانا رکن الدین واپس چلے گئے۔ حضرت سلطان
المشائخ اسپر تبسم کرکے فرماتے ہے کو فی الواقع قاضی حمید الدین نے خوب تدبیر سوچی کہ
خانہ کو چھپا دیا کیونکہ جب صاحب خانہ نہ تھا تو مولانا رکن الدین بے اجازت اندر نہ آسکتے تھے اور اگر آتے تو اون سے
مواخذہ ہوتا۔ اس کے بعد آپنے فرمایا کہ بجز لہن نے بھی قاضی حمید الدین ناگوری سے جھگڑا کیا تھا
اور آپ سے اونسے سخت مخالفت تھی یہانتک کہ ایکدفعہ مولانا شرف الدین بجری بیمار ہوئے قاضی حمید الدین اسوجہ
سے کہ درویشون کے مزاج مین ہمیشہ صفائی رہتی ہے اونکی عیادت کو تشریف لے گئے دروازہ پر پہونچے تو مولانا
شرف الدین کو خبر دی گئی کہ قاضی حمید الدین تشریف لائے ہین اونہون نے جواب دیا کہ جو شخص خدا کو معشوق

بتاتا ہے ہین اوس شخص کا مونہہ دیکھنا نہین چاہتا اس مجلس مین امیر حسن شاعر بہی موجود تہے عرض کیا کہ معشوق سے یہی مراد ہے نا کہ وہ محبوب ہے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اسبارے مین بہت بحث و گفتگو ہے۔ ہر شخص اپنے اپنے علم کے مطابق ایک بات کہتا ہے لیکن جو شخص اپنے گہر کی چار دیواری مین بیٹہکر کچہ کہتا ہے اوسے آدمی کیا کرین بعدہ فرمایا کہ جب قاضی حمید الدین کے سماع کی شہرت بہت کچہ پہیلی تو اوسوقت کے مدعیون نے فتوی کرایا اور جواب لیئے اور بڑے زور شور سے لکہا کہ سماع حرام ہے۔ ایک فقیہہ قاضی حمید الدین کے پاس اکثر اوقات آمد و رفت رکہتا تہا شاید اسبارہ مین اوسنے بہی کچہ لکہا تہا۔ یہ خبر قاضی حمید الدین کو بہی پہونچی اسی اثنا مین وہ فقیہ قاضی صاحب کی خدمت مین آیا آپنے اوسکی طرف روئی سخن کرکے فرمایا کہ کیا تم نے بہی کوئی جواب لکہا ہے فقیہ نے شرمندہ ہوکر کہا کہ ہان لکہا تو ہے قاضی حمید الدین نے فرمایا جن مفتیون نے میری مخالفت مین جواب لکہا ہے وہ میرے نزدیک ہنوز اپنی ماؤن کے پیٹ مین ہین لیکن تو پیدا تو ہوگیا ہے مگر ابہی بچہ ہے اس مجلس مین ایک شخص نے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کیا کہ اسی زمانہ مین بعض اون درویشون نے جو حضور کے آستانہ دار ہین ایک ایسے مجمع مین جہان چنگ و رباب اور مزامیر تہا رقص کیا ہے۔ فرمایا یہ اچہا نہین ہے جو چیز نامشروع ہے وہ ناپسندیدہ ہے۔ ازان بعد ایک شخص نے کہا کہ جب یہ لوگ اس مجمع سے باہر آتے ہین اور اون سے کہا جاتا ہے کہ تم نے کیا بے نتیجہ حرکت کی اوس مجلس مین تو مزامیر اور لہو و لعب کے سامان موجود تہے پہر تم نے کسطرح سماع سنا اور کیون رقص کیا تو وہ جواب دیتے ہین کہ ہم سماع مین اسدرجہ مستغرق و محو تہے کہ یہ بالکل معلوم نہین ہوا کہ وہان مزامیر ہے کہ نہین۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہ جواب بہی کوئی چیز نہین ہے اگر یہی ہے تو تمام معصیتون اور گناہون مین یون ہی کہہ سکتے ہین۔ اسی اثنا مین امیر حسن شاعر نے عرض کیا کہ صاحب مرصاد العباد اسبارہ مین خوب لکہتے ہین اور یہ دو مصرع عرض کیئے۔ **بیت** گفتی کہ بہ نزد من حرام است سماع ÷ گر بر تو حرامست حرامت بادا ÷ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ بیشک بہت ٹہیک ہے اور یہ رباعی زبان مبارک سے ادا کی **رباعی** دنیا طلبا جہان بکامت بادا ÷ واین جیفۂ مردار بدامت بادا ÷ گفتی کہ بہ نزد من حرام ست سماع ÷ گر بر تو حرام است حرامت بادا ÷÷ پہر امیر حسن نے عرض کیا کہ اگر علماء دین اس مسئلہ مین بحث کرتے اور سماع کی نفی مین دلائل قائم کرتے ہین وہ بظاہر اچہے معلوم ہوتے ہین لیکن جو بات خانۂ فقیر مین ہے اوسکی نفی کیونکر کرسکتے ہین۔ اگر اونکے نزدیک سماع حرام ہے تو صرف اتنا ہی کافی ہے کہ خود نہ سنے اور دوسرون سے خصومت نکرے کیونکہ درویشون کو مخاصمت

کرنا اور جہگڑے مین پڑنا اچہا نہین ہے یہ سنکر سلطان المشائخ نے تبسم کیا اور اسکی مناسب ایک نہایت معنی خیز
حکایت بیان فرمائی اور ارشاد کیا کہ اسکی ایسی مثال ہے کہ بہت سے علما ایک موقع پر موجود ہین اور کچہ نہین بولتے
ایک جاہل ہے کہ وہ اوس مین غور کرتا ہے چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک طالب العلم نے امامت کی اور علما کی ایک
جماعت اوسکی مقتدی بنی مقتدیون کی جماعت مین ایک جاہل بہی تہا جسنے اس امام کی اقتدا کی تہی اتفاقاً اس
طالب علم کو پہلے قعدہ مین سہو ہوا اور قعدہ چہوڑ کر تیسری رکعت مین کہڑا ہوگیا - چونکہ امام دانشمند تہا اوسے خوب
معلوم تہا کہ نماز کو کسطرح تمام کرنا چاہیئے اور یہی وجہ تہی کہ تمام علما بہی ساکت و خاموش کہڑے تہے لیکن اوس
جاہل شخص نے اسقدر شور و غل مچایا اور اتنے مرتبہ سبحان اللہ کہا کہ اپنی نماز باطل کردی سلام پہیرنیکے بعد
دانشمند طالب العلم نے اوس عامی کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ اے احمق نادان اس قدر متبحر علما نماز مین موجود تہے
اور کسینے خاموشی کے علاوہ کچہ نہین کہا تو کون ایسا فاضل اجل ہے کہ اسدرجہ شور و غل مچایا اور اپنی نماز کو برباد
وضائع کردیا پہر امیر حسن نے عرض کیا کہ منکرین سماع کو بندہ خوب جانتا اور اونکے مزاج پر تمام و کمال
وثوق رکہتا ہے وہ جو سماع نہین سنتے اور کہتے ہین کہ ہم اسوجہ سے سماع سننے سے انکار کرتے ہین کہ وہ شرع
مین محض حرام ہے تو مین قسم تو نہین کہاتا لیکن سچ عرض کرتا ہون کہ اگر سماع حلال بہی ہوتا تو بہی وہ ضد کے مارے
نہین سنتے - سلطان المشائخ اسپر خوب ہنسے امیر حسن کہتے ہین ؎ در ایام چو نوشکر لبی تا کے کشم تلخی ؛ بزن یک
خندہ و دامان عیشم شکرین گردان ؛ اور فرمایا سچ ہے جب اون مین ذوق نہین ہے تو کیونکر سنتے اور کس بنا پر
سنتے - مین نے سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ منکر سماع تین حال سے خالی نہین یا تو سنن
و آثار سے جاہل ہے یا اپنے نیک اعمال پر مغرور و معجب ہے یا ایسا شخص ہے کہ اوسکی طبیعت منقبض و بستہ ہے
کہ اسوجہ سے ذوق نہین رکہتا - فرماتے ہے کہ ایک شخص صرف اپنی خوش لحنی سے چند بوجہہ لدے ہوئے اونٹون کو
دور دراز منزل پر پہونچا دیتا تہا ایکدن جب اوسنے اپنی خوش آوازی اونٹونکو نہین سنائی تو وہ سرکے سب
ہلاک ہوگئے - اسکے بعد آپنے یہ شعر فرمائے ؎ شتر را کہ شور و طرب در سر است ؛ اگر آدمی را نباشد خر است ؛
جز خداوندان معنی را نغلطاند سماع ؛ دولت مغزی بباید تا برون آید ز پوست ؛ اسی مجلس مین ایک شخص نے حضرت
سلطان المشائخ کے سامنے تقریر کی کہ اسوقت فلان مقام پر آپکے یار جمع ہوئے ہین اور مزامیر اور محرمات مین
مبتلا ہین سلطان المشائخ نے فرمایا مینے منع کردیا ہے کہ مزامیر و محرمات سماع مین نہ ہونے چاہیئین اور اگر
اونہون نے ایسا کیا تو اچہا نہین کیا - پہر آپنے اس بارہ مین بہت کچہ غلو کیا یہانتک کہ فرمایا کہ اگر امام نماز مین ہو

اور اوسکے پیچہے بہت سے مقتدی ہون مقتدیون کی جماعت مین عورتین بہی ہون پس اگر امام کو سہو واقع ہو تو جو
مردون کی جماعت اوسکی اقتدا مین ہے اون مین سے ایک کو مناسب ہے کہ سبحان اللہ کہکر امام کو اوسکے سہو پر
آگاہ کرے - اور اگر کوئی عورت امام کے سہو پر واقف ہو تو اوسے سبحان اللہ کہکر امام کو آگاہ کرنا نہین
چاہیئے کیونکہ اوسے مرد کو اپنی آواز سنانی مناسب نہین ہے البتہ پشت دست ہتیلی پر مار کر اطلاع دے ہتیلی پر ہتیلی
مار کر نہین کیونکہ اس مین لہو کی مشابہت پائی ہے - پہر جب اس درجہ تک شرع مین ملاہی وغیرہ سے پرہیز کرنا آیا
ہے تو سماع مین بطریق اولی یہ بات نہونی چاہیئے یعنے جب ہتیلی بجانے مین اس قدر احتیاط آئی ہے تو سماع
مین مزامیر و ملاہی بطریق اولی منع ہے بعد ازان فرمایا کہ مشایخ اور اس طریقہ کے اہل لوگون نے سماع سنا ہے
جو شخص کہ درد و ذوق رکہتا ہے اوسے پڑہنے والے کے مونہہ سے صرف ایک بیت سنکر رقت پیدا ہو جاتی
ہے - مزامیر درمیان مین ہون - یا نہون لیکن جو لوگ عالم ذوق سے بے خبر ہین اگر اونکے آگے
اچہے اچہے گانے والے ہون اور تمام مزامیر موجود ہون لیکن جب اون مین درد نہو تو سب بے سود ہے تو معلوم
ہوا کہ یہ کام درد سے تعلق رکہتا ہے نہ مزامیر وغیرہ سے - پہر فرمایا کہ آدمیون کو سب دن حضور میسر نہین ہو سکتا
اگر دن مین کوئی وقت خوش اور عمدہ میسر ہو گیا تو اوس دن کے تمام اوقات متفرقہ اسوقت کی پناہ مین آجاتے
ہین اسیطرح اگر ساری جماعت مین ایک صاحب نعمت اور صاحب ذوق ہوتا ہے تو مجلس کی تمام اشخاص اس
ایک شخص کی پناہ مین چلے آتے ہین - یہ بہی فرماتے تہے کہ خواجہ جنید فرمایا کرتے تہے اگر مجہے معلوم بہی ہو جائے
کہ نماز نفل مجلس سماع سے بہتر ہے تو بہی مین نماز نفل مین مشغول نہون اور سماع سنون - فرماتے تہے مولانا
برہان الدین بلخی کو باوجود علم و فضل کے کمال صلاحیت بہی خدا کی طرف سے عنایت ہوئی تہی چنانچہ وہ بارہا فرمایا
کرتے تہے کہ خدائے عز وجل مجہسے کسی کبیرہ گناہ کی بابت سوال کریگا یہانتک سلطان المشایخ نہ پہونچکر
مسکرائے - فرمایا کہ وہ یہ بہی کہا کرتے تہے کہ البتہ ایک کبیرہ ایسا ہوا ہے جسکی بابت وہ ضرور سوال کرے گا -
لوگون نے پوچہا کہ وہ کبیرہ گناہ کونسا ہے فرمایا سماع چنگ کے سنے چنگ بہت سنا ہے اور اب بہی ہو تو سنے
بغیر نرہون - اسکے بعد مولانا برہان الدین بلخی کی فضیلت و بزرگی مین ذکر چہڑ گیا اور آپنے فرمایا مولانا
برہان الدین بیان کرتے تہے کہ ابہی مین بہت کم عمر یعنے قریبًا پانچ چہہ سال یا اس سے کچہہ کم و بیش کا ہونگا
کہ اپنے والد کے ساتہہ باہر نکلا مین اور میرے والد دونون چلے جاتے تہے کہ مولانا برہان الدین عمر غنانی صاحب
ہدایہ رضی اللہ عنہ سامنے سے نمودار ہوئے میرے والد اون سے ایک کنارہ ہوکر دوسری راہ سے چلے گئے او

وہان کہڑا چہوڑ گئے۔ جب مولانا برہان الدین مرغینانی کا کو کبہ میرے نزدیک پہونچا تو مین نے ذرا آگے بڑہکر سلام کیا مولانا نے مجہے تیز نگاہ سے دیکہکر فرمایا کہ مین اس لڑکے مین نور علم تابان دیکھتا ہون مین نے اونکی بشارت سنی تو سواری کے آگے روانہ ہوا تہوڑی دور چلکر پہر مولانا برہان الدین نے فرمایا کہ مجہسے خدا کہلواتا ہے کہ یہ لڑکا اپنے زمانہ مین علامہ عصر اور یگانہ روزگار ہوگا۔ مین نے اونکی یہ بہی بشارت سنی اور اوسیطرح آگے آگے چلنے لگا تہوڑی دور چلکر پہر مولانا برہان الدین مرغینانی نے فرمایا خدا مجہسے کہلواتا ہے کہ یہ لڑکا ایسا بزرگ ہوگا کہ بادشاہون کی گردنین اونکے دروازے پر جہکین گی بڑے بڑے اولوالعزم سلاطین سکے دروازے پر حاضر ہونگے اور بار باریابی نہ پائینگے۔ الغرض مین پہر مقصد اصلی کی طرف متوجہ ہوتا ہون۔ مین نے اپنے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ ایک دفعہ مجلس سماع مرتب ہوئی جس مین بہت سے درویش و عزیز موجود تہے شیخ بدر الدین سمرقندی خلیفہ شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہا بہی اس مجلس مین تشریف رکہتے تہے لوگون نے چنگ پر سماع شروع کیا شیخ بدر الدین نے سماع مین رقص کیا اور رانہا، ذوق و شوق مین اپنی دستار مبارک جو صوف کی ہتی چنگ کے سر پر رکہدی جب مجلس برخاست ہوئی تو ایک عزیز نے شیخ بدر الدین کی خدمت مین عرض کی کہ آپنے مجلس چنگ و رباب مین کس طرح رقص کیا شیخ بدر الدین نے اوسکی یہ بات سنکر ذیل کی ابیات پڑہین ؎ مارا بزدی و چنگ ما شکستی ؛ فردا بکشی خمار کہ امشب مستی ؛ بذوق چند دعا ہا بلند خواہی خواند ؛ بدار کین طرف آواز چنگ مے آید ؛ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ شیخ نجم الدین کبری قدس اللہ کا قول ہے کہ جس قدر نعمتین بشر کو ممکن ہین سب خدا تعالی کی طرف سے شیخ شہاب الدین سہروردی کو مرحمت ہوئی ہین مگر ایک ذوق سماع عنایت نہین ہوا۔ فرماتے تہے ایکدفعہ شیخ اوحد کرمانی شیخ شہاب الدین قدس اللہ سرہما کے پاس آئے شیخ نے اپنا مصلی لپیٹ کر زانو کے نیچے رکہ لیا اور یہ مشائخ کے نزدیک غایت درجہ کی تعظیم ہوتی ہے جب شام ہوئی تو شیخ اوحد کرمانی نے سماع کی خواہش ظاہر کی شیخ شہاب الدین نے فورًا قوالون کو طلب کیا اور فرمایا کہ مجلس سماع مرتب ہو اور مجلس کے تمام لوازمات نہایت خوش اسلوبی کے ساتہ مہیا کیئے جائین یہ کہکر آپ ایک گوشہ مین تشریف لے گئے اور طاعت و ذکر مین مشغول ہوئے صبح ہوئی تو خانقاہ کا خادم شیخ شہاب الدین کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ حضور چونکہ رات کو سماع تہا اس لیئے اون لوگون کے لیئے صبح کا کہانا طیار ہونا چاہیئے شیخ نے فرمایا کیا آج رات بہر سماع رہا ہے خادم نے عرض کیا جی ہان۔ فرمایا مجہے مطلق خبر نہین یہانتک ہو چککر سلطان المشائخ نے فرمایا۔ شیخ شہاب الدین کے اسی استغراق کو دیکہنا چاہیئے کہ ذکر مین اس قدر

مشغول ہوئے کہ غلبہ ذکر کی وجہ سے سماع کی مطلق خبر نہین ہوئی لیکن جسوقت اہل مجلس سماع بند کر کے قرآن مجید سنتے
تھے تو شیخ قرآن سنتے تھے اور جب سماع ہوتا تھا تو باوجود اس شور وغل اور غلبہ کے نہین سنتے تھے دیکھو اونکی مشغولی
کس حد تک پہونچگئی تھی۔ کاتب حروف نے مولانا شمس الدین دامغانی سے سنا ہے جو میرے نانا ہوتے ہین کہ جب
شیخ اوحد کرمانی نے شیخ شہاب الدین کی خدمت سے رخصت ہونا چاہا تو اوسی مجلس مین شیخ شہاب الدین نے
اپنا ایک پائجامہ شیخ اوحد کرمانی کے آگے رکھا۔ شیخ اوحد کرمانی نے اوسے قبول کیا اور درمیان مین سے دو ٹکڑے
کر کے کرتے پر پہن لیا۔ پھر اپنے دونون ہاتھ دونون پاؤن کی جانب سے نکالکر شیخ شہاب الدین کے دونون ہاتھون
کو بوسہ دیا اور کہا یہ ہمارے شیخ کا اسفل عمل ہے۔ اسکے بعد مین پھر اصل مقصد کی طرف رجوع کرتا ہون۔
حضرت سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایک عزیز تھا جسے عبد اللہ رومی کہا کرتے تھے وہ شیخ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ
کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ مین ایکدن شیخ شہاب الدین کی خدمت مین حاضر تھا اور سماع کر رہا
تھا شیخ بہاؤ الدین نے فرمایا کہ جب ہمارے شیخ نے سماع سنا ہے تو ہمین بھی سننا چاہیئے بعدہ عبد اللہ کو حجرہ کے
دروازے پر بٹھیرا دیا اور رات تک وہین رکھا جب رات ہوئی تو فرمایا عبد اللہ اوس کے ایک یار کو حجرہ کے
اندر لیجاؤ لیکن ان دو شخصون کے سوا تیسرا آدمی نہو۔ عبد اللہ کا بیان ہے کہ لوگ مجھے اور ایک اور شخص کو حجرہ کے
اندر لے گئے رات ہوئی تو لوگون نے نماز پڑھی شیخ نماز سے فارغ ہو کر حجرہ مین تشریف لائے یہان صرف ہم دو ہی
شخص تھے شیخ بیٹھ گئے اور اوراد مین مشغول ہوئے قرآن کے آدھے سیپارے کی مقدار پڑھا پھر حجرے کی کنڈی لگا کر
مجھسے فرمایا کہ اب کچھ کہو مین نے سماع شروع کیا ایک ساعت گذری ہوگی کہ شیخ مین ایک جنبش و تحریک پیدا ہوئی
آپنے اوٹھکر چراغ بجھا دیا حجرہ تاریک ہو گیا اور اوسی طرح سماع مین مصروف رہا اندہیرے مین اور تو کچھ معلوم
نہ ہوتا تھا مگر مین اتنا ضرور جانتا تھا کہ شیخ حجرہ مین پھر رہے ہین جب آپ میرے پاس آتے تھے تو آپکے کرتے کا
دامن مجھے چھو جاتا تھا اسوجہ سے مجھے معلوم تھا کہ شیخ کو جنبش ہے لیکن یہ نہ جان سکتا تھا کہ شیخ ضرب پر ہین
یا نہین الغرض جب سماع تمام ہوا تو شیخ نے حجرے کا دروازہ کھولدیا اور اپنے مقام پر تشریف لے گئے مین اور وہ
عزیز جو میرے ساتھ تھا وہین رہ گئے ہمین نہ تو کھانا ہی پہنچا نہ پانی ہی دیا۔ یہان تک کہ جب رات آخر ہوئی
تو صبح کو ایک خادم ایک کپڑا باریک اور مس تنکہ ہمارے پاس لایا اور کہا کہ یہ شیخ نے تمہین بھیجا ہے۔

نکتہ جناب سلطان المشائخ کے ساتھ سماع کے بارہ مین بحث و مناظرہ ہونے کے بیان مین۔

کاتب حروف محمد مبارک علوی المدعو بامیر خورد عزیزان صاحب سماع کی ضمیر شفقت پذیر پر عرض کرتا ہے

کہ قاضی حمید الدین ناگوری قدس اللہ سرہ العزیز کے زمانہ مین جس قدر علما مشہور تہے سب سماع کے بارے مین اونکے ساتھ خصومت رکہتے اور عدم سماع کے مدعی تہے اون مین سے اکثر نے تو سماع کی حرمت اور سننے والون کے کفر پر سوال لکہے اور بہت سے علما نے حرمت سماع پر جواب لکہے کاتب حروف نے ان سوالون کو دیکہا ہے اور اصل بات یہ ہے لوگ جیسا سوال کرتے ہین مفتی ویسا ہی جواب دیتے ہین لیکن حق تعالی نے قاضی حمید الدین ناگوری کو عشق کامل اور علم وافر اور کرامت ظاہری عنایت کی تہی اونکے خیالات اور عقیدہ مین اس شور و غوغا سے ذرا بہی تذبذب واقع نہین ہوا۔ باوجود اسکے اوس زمانہ کے صدر جہان یعنے قاضی منہاج الدین جرجانی جو علم و فضل اور لطافت طبع مین اپنا نظیر نہ رکہتے تہے صاحب سماع تہے اور قاضی حمید الدین ناگوری اور دیگر بزرگون کے ساتھ جو عشق و محبت مین چور تہے سماع سنا کرتے تہے چنانچہ اسکی قدرے کیفیت نکتہ اہل سماع مین بیان کی جا چکی ہے۔ غرضکہ ان چند در چند وجوہ سے اوسوقت کے مدعیون کو سماع کے بارہ مین کچہہ زیادہ کہنے سننے کی مجال نہ تہی لیکن جب حضرت سلطان المشائخ کی دولت و کرامت اور عظمت و جبروت کا آفتاب اہل جہان پر چمکا اور اس زمانہ کے اون علما فضلا صدور و اکابر وضیع و شریف کے دلون مین شوق سماع کی آگ بہڑکی جنکی جبلت مین روز اول سے عشق کی چاشنی رکہی گئی تہی اور اوسکا ایک عالم مین غلغلہ پڑا اور اونکے دلون مین ولولہ عشق نے تحریک و جنبش کی تو عاشقی اور عشق بازی اور سماع کی رونق جہان مین از سر نو تازہ ہوئی اور عالم بوستان ہو گیا جیسا کہ خواجہ ثنائی کہتے ہین ؎

ابیات زینجا نفیر ریزد و زانجا نوائے نائے ❊ آنجا خروش عاشق و اینجا نشاط یار ❊ بر ہر طرف بہشتی و در ہر بہشت حور ❊ در ہر چمن نگارے و در ہر نگار یار ❊ روئی زمین ز شاہد گل پر ز روی نگار ❊ شاخ شجر چو گوش عروسان شاہوار ❊ مرغے بہر درخت و نوائے بہر طرف ❊ شاہے بہر طریق و عروسے بہر کنار ❊ جب سماع کی یہ رونق بازار ہوئی تو مدعیون کے حسد کا کانٹا جو ہمیشہ سے پنہان تھا از سر نو چبہنا شروع ہوا۔ یہ لوگ دل ہی دل مین اس درجہ تعصب رکہتے تہے کہ اوسے دیکھہ نہ سکتے تہے بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے ؎ مرا زین عشق فردوس است مطلق ❊ اور چونکہ منکرین سماع دیکہتے تہے کہ اکثر اکابر اور علما اور صدور اولیا اور امرا اور بادشاہ وقت کے مقرب جناب سلطان المشائخ کے غلام اور معتقد ہین اس لئے او نہین دم مارنے کی مجال نہ تہی چنانچہ وہ خود ہی خود موںہہ بند دیگ کی طرح جوش کہاتے تہے اور ہمیشہ اس فکر مین لگے رہتے تہے کہ کاش بادشاہ وقت اس بارہ مین کوئی ایسی مجلس قائم کرے جس مین مناظرہ و مباحثہ ہو تاکہ حسد کے جراحت کو ٹوک زبان سے چہیڑ دین۔ اللہم اجعلنی من المحسودین ولا تجعلنی من الحاسدین۔ یعنی خداوندا تو ہمین محسود بنا حاسد نہ بنا گویا یہ دعا جو جناب رسول

رب العالمین کی زبان مبارک پر گذری باوجود اس قدر علوم کے اونکے کانون تک نہ پہونچی تھی۔ الغرض سلطان علاؤ الدین اور شیخ الاسلام قطب الدین علیہما الرحمۃ کے عہد مین ان مدعیون اور متعصبون کا اندیشہ کارگر نہین ہوا لیکن جب تخت حکومت پر سلطان غیاث الدین تغلق انار اللہ برہانہ جلوہ آرا ہوئے۔ شیخ زادہ حسام الدین فرجام نے جنہون نے عزیز کا پایا مایہ سلطان المشائخ کے گھر مین کھولا اور حضور کی تربیت و شفقت مین پرورش پائی تھی شہرت کا جھنڈا بلند کرنا چاہا اور اس شہرت کے خیال سے بہت کچھ مجاہدے اور سختیان جھیلین مگر چونکہ اون مین عشق کا ذوق و شوق نہین رکھا گیا تھا اسلیئے شہرت نصیب نہین ہوئی انجام کار اونہون نے اس بہانہ کو ذریعہ شہرت سمجھا اور اس مجلس مناظرہ کے شور و غوغا مین اپنے مطلب براری کی فکر کی ؎ بارے چو فسانہ میشوی اے بے خرد ❊ افسانہ نیک شو نہ فسانۂ بد ❊ قاضی جلال الدین سوانجی جو حاکم مملکت کا نائب تھا اہل عشق کے ساتھ تعصب کرنے مین مشہور تھا اسنے اور دیگر ظاہری علمار نے شہزادہ حسام الدین کو اسبات پر برانگیختہ کیا کہ بادشاہ کے پاس جاکر بیان کرین کہ شیخ نظام الدین محمد جو اس زمانہ کے مقتدا اور عوام و خواص کے مرجع ہین سماع سنتے ہین حالانکہ سماع امام اعظم علیہ الرحمۃ کے مذہب مین حرام ہے۔ پھر مشکل یہ ہے کہ نہ صرف خود اس حرام فعل کے مرتکب ہوتے ہین بلکہ ہزارہا مخلوق اس کام مین جو شرعاً ممنوع ہے اونکی متابعت کرتی ہے شہزادہ کو چونکہ قرب سلطانی حاصل تھا موقع پاکر یہ بات سلطان کے کان مین ڈالدی۔ سلطان غیاث الدین کو سماع کی حلت و حرمت کا علم نہ تھا یہ بات سنکر حیران و ششدر رہگیا اور افسوس سے کہنے لگا کہ ایسا بزرگ جو مقتدائے عالم ہو نامشروع فعل مین کیونکر مبتلا ہو سکتا ہے نعوذ باللہ عما یقول الظالمون۔ سلطان غیاث الدین بھی اسی شش و پنج مین تھا کہ مدعیون نے اون سوالون اور فتوون کو پیش کیا جو قاضی حمید الدین ناگوری کے وقت مین ہوئے اور ساتھ ہی کتب شرعیہ کی بہت سی روایتین سنائین۔ سلطان نے فرمایا کہ چونکہ علمار دین نے حرمت سماع کا فتوی دیا ہے اور اسکام کے مزاحم ہوئے ہین اسلیئے سلطان المشائخ کو حاضر کرین اور تمام علمار شہر اور صدور و اکابر کو طلب کرکے ایک مجلس مناظرہ مرتب کرین تاکہ جو حق اور درست بات ہو اس جلسہ مین ظاہر ہوجائے ایک بزرگ کہتے ہین ؎ اختر انکہ بشب در نظر ما آیند ❊ پیش خورشید محال است کہ پیدا آیند ❊ ہم چنین پیش وجودت ہمہ خوبان عدم اند ❊ گرچہ در چشم خلائق ہمہ زیبا آیند ❊ غرضکہ جناب سلطان المشائخ کے معتقدون نے یہ سارا ماجرا حضور کی خدمت مین عرض کیا مگر چاہیئے کہ سلطان المشائخ کو بمقابلہ اس کثیر جماعت کے کسی طرح کا ہراس ہوتا ذرا بھی اندیشہ نہ تھا ؎ بیت ❊ جہان اگر ہمہ دشمن شود بدولت عشق ❊ بے خبر ندارم از الشان کہ در جہان ہستند ❊ لیکن جو علمار کہ اپنے وقت کے تمام علمار سے اعلم تھے اور حضور سلطان المشائخ کی خدمت کی طرف منسوب کیئے جاتے تھے جیسے مولانا فخر الدین زرادی اور مولانا وجیہ الدین پائلی وغیرہما اباحت

سماع کے بارہ مین جو قرآنی آیتین وارد ہین آپکے سامنے بیان کرتے اور حضور کی مجلس مین سماع کی بابت دلائل اباحت قائم کرتے تھے اور اس سے اونکی غرض یہ تھی کہ مناظرہ سے پیشتر یہ دلائل آپکو خوب مستحضر ہو جائین اور مناظرہ کے وقت کسیطرح کی لغزش آپ سے ظاہر نہ ہو۔ سلطان المشائخ جنکا باطن مبارک علم لدنی سے آراستہ تھا دریا کی طرح موج مارتے اور انکے کسی بات کی طرف ذرا التفات نہ فرماتے تھے اور اس بارے مین کوئی بات زبان سے نہ نکالتے تھے۔ یہ لوگ بظاہر متحیر و پریشان تھے لیکن جناب سلطان المشائخ کے تبحر اور علم و فضل پر پورا اعتقاد رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان لوگونکو مناظرہ کیطرف سے بالکل اندیشہ نہ تھا اور آپکی اس بے التفاتی سے بہت خوش تھے الغرض جب حضرت سلطان المشائخ بادشاہ کے دربار مین بلائے گئے تو آپ نہایت استقلال واطمینان کے ساتھ تشریف لے گئے اور تنہا تشریف لے گئے اپنے یارون مین سے کسیکو بھی ساتھ نہین لیا مگر قاضی محی الدین کاشانی جو وفورِ علم سے آراستہ اور اُستاد شہر اور علامہ عصر تھے اور مولانا فخر الدین زرادی جو ایک بزرگ زادے اور قاضی صاحب سے بھی زیادہ کریم الطبع تھے اور قطع نظر اسکے تمام علوم مین دستگاہ کامل رکھتے تھے آپکی بغیر طلب اور بدون خواہش کے آپکے ساتھ بادشاہ کی متعین کردہ مجلس مین گئے۔ ابھی مناظرہ شروع نہین ہوا تھا کہ قاضی جلال الدین نائب حاکم نے سلطان المشائخ کو بطریق نصیحت کچھ کہنا شروع کیا اور بعض وہ باتین بھی جو تعصب سے بھری ہوئی تھین اور جو جناب سلطان المشائخ کے مجلس کے لائق نہ تھین طنز و تشنیع کے لہجہ مین کہین جناب سلطان المشائخ نے حلم و تحمل سے کام لیا اور نہایت ضبط کے ساتھ بیٹھے رہے لیکن جب اوسکی سختیون کی یہانتک نوبت پہونچی کہ اگر اسکے بعد تم نے مخلوق کو دعوت دی اور سماع سنا تو سمجھ لیجیگا کہ مین حاکم شرع ہون آپکے ساتھ بری طرح پیش آؤن گا اور سخت تکلیف پہنچاؤن گا اسوقت سلطان المشائخ بے خود ہو گئے اور انتہائے غیظ و غضب مین ارشاد فرمایا کہ جس شغل اور منصب کی قوت پر تو یہ چہ میگوئیان کر رہا ہے اوس سے معزول ہو۔ چنانچہ اس واقعہ کے بارہ دن بعد قاضی جلال الدین منصب قضا سے معزول ہو گیا اور اسکے بہت تھوڑے عرصہ بعد سفر کر گیا خلاصہ یہ کہ جب یہ مجلس مناظرہ قائم ہوئی اور شہر کے تمام علما فضلا اکابر صدور امرا ملوک جمع ہو گئے تو شیخزادہ حسام الدین مقابلہ مین آئے اسوقت بادشاہ اور تمام اُمرا کی توجہ و مہربانی جناب سلطان المشائخ کی جانب تھی۔ شیخ حسام الدین نے جناب سلطان المشائخ کی طرف روئے سخن کرکے کہا کہ تمہاری مجلس مین سماع ہوتا ہے اور تم رقص کرتے اور آہ و نعرہ کی بلند آوازین نکالتے ہو اسکے علاوہ اور بھی بہت سی باتین اس قسم کی چیخ چیخ کر کہین جب وہ اپنی تقریر ختم کر چکے تو سلطان المشائخ نے اونکی طرف روئے مبارک کرکے کہا کہ اتنا شور نہ مچاؤ اور اس قدر طول طویل باتین نکرو۔ یہ بتاؤ کہ سماع کے کیا معنی ہین۔ شیخزادہ حسام الدین نے جواب دیا کہ

یہ تو میں نہیں جانتا کہ سماع کسے کہتے ہیں لیکن علماء بیان کرتے ہیں کہ سماع حرام ہے اسپر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جب تم سماع کے معنی تک نہیں جانتے تو اسبارہ میں میرا روئے سخن تمہاری طرف نہیں ہے اور نہ میں تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں شیخزادہ حسام جو اصل میں مدعی تھے ملزم ہوئے اور شکستہ خاطر ہو کر بہت چین بجبین ہوئے ؎ ترا است حجت قاطع بدست یعنے علم ؛ چگونہ پیش رود دعوئ من نادان ؛ بادشاہ کے کان حضرت سلطان المشائخ کی دلپذیر تقریر پر لگے ہوئے تھے اور وہ آپ کا ایک ایک لفظ بغور سن رہا تھا جب لوگ بحث کے وقت شور و غل مچاتے اور بلند آواز کرتے تھے تو بادشاہ کہتا تھا غلبہ نکرو اور سنو شیخ کیا فرماتے ہیں۔ اس مناظرہ میں جہاں اور بہت سے علماء حاضر تھے مولانا حمید الدین اور مولانا شہاب الدین ملتانی بھی موجود تھے لیکن یہ دونوں حضرات بالکل ساکت و خاموش تھے کوئی وحشت آمیز بات اِن دونوں عالمان زمانہ کے موںھ سے نہیں نکلی بلکہ مولانا حمید الدین نے نہایت انصاف سے فرمایا کہ سلطان المشائخ کی مجلس کی جو کیفیت مدعی بیان کرتے ہیں حقیقت میں ایسی نہیں ہے بلکہ بالکل برخلاف ہے چنانچہ میں نے اس امر کا خوب معائنہ کیا ہے اور آپکی مجلس میں بہت سے پیروں اور مشائخ اور درویشوں کو دیکھا ہے اسی اثنا میں قاضی کمال الدین بول اوٹھے کہ میں نے ایک جگہ یہ روایت دیکھی ہے کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں السماع حرام والرقص فسق یعنے سماع حرام ہے اور رقص فسق۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہ لفظ خاص امام اعظم رحؒ کی زبان مبارک سے نہیں نکلے ہیں اور قطع نظر اسکے اس روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امام ہمام نے سماع سے منع کیا ہے اس بحث کے اثنا میں مولانا علیم الدین نبیرہ شیخ الاسلام شیخ بہاؤالدین زکریا کے پوتے تشریف لائے بادشاہ نے اونکی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تم بھی دانشمند عالم ہو اور اتنی دور سے سفر کر کے آئے ہو۔ آج میرے سامنے مسئلہ سماع کے متعلق بحث ہو رہی ہے لیکن ابھی تک کوئی امر منقح نہیں ہوا میں تم سے پوچھتا ہوں کہ سماع سننا حرام ہے یا حلال۔ مولانا علیم الدین نے فرمایا کہ میں نے اسبارے میں ایک رسالہ لکھا ہے جسکا نام مقصدہ ہے اور سماع کی حرمت و حلت میں جو دلائل آئے ہیں اوس رسالہ میں جمع کر دیئے ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ سماع دل سے سنتے ہیں اونہیں مباح ہے اور جو نفس سے سنتے ہیں انکے لئے حرام۔ ازاں بعد بادشاہ نے مولانا علیم الدین سے دریافت کیا کہ تم بغداد اور روم و شام میں پھرے ہو وہاں کے مشائخ سماع سنتے ہیں کہ نہیں اور جو لوگ سنتے ہیں اونہیں کوئی مانع ہوتا ہے یا نہیں۔ مولانا علیم الدین نے فرمایا میں نے تمام اسلامی شہروں میں بزرگوں اور مشائخ کو سماع سنتے اور بعض کو دف اور شبانہ کے ساتھ سنتے دیکھا ہے لیکن وہاں کوئی شخص اونہیں اس سے منع نہیں کرتا اور قطع نظر اسکے اگر غور سے دیکھا جاتا ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مشائخ میں جو سماع رائج ہوا ہے وہ شیخ

جنید اور شبلی کی میراث ہے جب بادشاہ نے مولانا علیم الدین سے اس قسم کی باتین سنین تو خاموش و ساکت ہوگیا۔ اور کچھہ نکہا۔ اسوقت مولانا جلال الدین نے بڑے زور سے کہا کہ بادشاہ کو چاہیئے کہ حرمت سماع کا حکم کرے اور ہمارے ملک مین امام اعظم علیہ الرحمۃ کے مذہب کی رعایت کرے لیکن سلطان المشائخ نے بادشاہ سے فرمایا مین نہین چاہتا کہ آپ اسبارے مین کوئی حکم صادر کرین اور تاوقتیکہ کوئی قطعی فیصلہ نہو جائے باضابطہ حکم نافذ نہو۔ بادشاہ نے حضرت سلطان المشائخ کے اس حکم کو قبول کیا اور اسبارہ مین کوئی فیصلہ نہین دیا۔ پہر اس بارہ مین دو روایتین آئی ہین ایک وہ جو مولانا فخر الدین زرادی جناب سلطان المشائخ کے خلیفہ نے رسالہ اباحت سماع مین بیان کی ہے یہ رسالہ مولانا فخر الدین کی تالیف سے ہے جسکا نام کشف المفتاح من وجوہ السماع ہے اور یہی روایت اصح ہے کیونکہ یہ بزرگ اوس مجلس مناظرہ مین شریک تہے اور قاضی کمال الدین صدر جہان سے آپ ہی نے بحث کی تہی اور وہ روایت یہ ہے وما قال المخالف من الادلۃ فی تضلیل من یقول بالتحلیل لما کان ظاہر البطلان رجع البحث الی الحرمۃ والحل ثم ال الی اولویۃ الترک والفعل وکان من اول الضحی الی اوان الفیٔ ثم قام اہل المجلس من عند السلطان۔ یعنے مخالف نے اوس شخص کی تضلیل کے دلائل جو قائل بالتحلیل ہے بیان کیئے مگر چونکہ وہ ظاہر البطلان تہے اس لیئے بحث نے حلت و حرمت کی طرف رجوع کی پہر اسبات کی طرف توجہ کی گئی کہ ترک و فعل مین کسکو اولویت ثابت ہے اور یہ مجلس مناظرہ چاشت سے قائم ہوکر زوال کے وقت تک برپا رہی پہر اہل مجلس بادشاہ کے پاس سے اوٹھہ کھڑے ہوئے دوسری روایت یہ ہے کہ بادشاہ نے صاف لفظون مین حکم دیا کہ سلطان المشائخ سماع سنین اور کوئی اونہین مانع نہو۔ ہان دوسرے فرقے جیسے قلندریون کا گروہ حیدریون کی جماعت اور انکے علاوہ جو لوگ ہوائے نفس سے سنتے ہین اونہین بے خوف و غدغہ منع کرنا چاہیئے لیکن یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اسکے راوی اوس مجلس مین موجود نہ تہے صحیح اور معتبر وہی روایت ہے جو مولانا فخر الدین زرادی سے منقول ہے واللہ اعلم۔

اسی زمانہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے حضرت سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ شاید بادشاہ کی طرف سے حکم ہوگیا ہے کہ مخدوم جسوقت چاہین سماع سنین کیونکہ وہ آپکو حلال ہے حضور نے فرمایا اگر حرام ہے تو کیسکے کہنے سے حلال نہین ہوسکتا اور اگر حلال ہے تو کیسکے کہنے سے حرام نہین ہوسکتا۔ اصل مین یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف سماع کو بلکہ اوسکے ساتہ دف اور شبابہ کو بہی مباح کہتے ہین۔ برخلاف ہمارے علمار کے اور اب حکم حاکم ہے جیسا حکم کرے الغرض جب مناظرہ کی مجلس برخاست ہوئی تو بادشاہ نے حضرت سلطان المشائخ کو بہایت تعظیم و تکریم کے ساتہ رخصت کیا۔ مگر مولانا ضیاء الدین برنی اپنے حیرت نامہ مین لکہتے ہین کہ جب جناب سلطان المشائخ مناظرہ سے فارغ ہوکر مکان پر

تشریف لائے تو ظہر کی نماز کے وقت مجھے اور مولانا محی الدین کاشانی اور امیر خسرو شاعر کو طلب کیا۔ ہم لوگون کو جب سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی تو فرمایا۔ دہلی کے علماء میری دشمنی و عداوت سے پُر تھے اونہون نے میدان فراخ پایا اور عداوت سے بہری ہوئی بہت سی باتیں کہنی شروع کین اور ایک نہایت تعجب اور حیرت کی بات آج یہ دیکھی گئی کہ محل حجت مین جناب نبی کریم کی صحیح حدیثین سننے سے اونہون نے صاف انکار کر دیا وہ لوگ بڑی جرأت اور بیباکی سے کہتے تہے کہ ہمارے شہر مین روایت فقہ حدیث پر مقدم ہے اور اس قسم کی باتین وہی لوگ کہتے ہین جنہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر اعتقاد نہین ہوتا ہے جسوقت حضرت محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث مذکور ہوتی تہی وہ لوگ غلبہ کرتے اور منع سے پیش آتے اور کہتے تہے کہ یہ حدیث شافعی کی متمسک ہے اور وہ ہمارے علماء کا دشمن ہے ہم ایسی حدیثین ہرگز نہین سنتے اور نہین جانتے اب دیکھو کہ وہ احادیث صحیحہ کے معتقد ہین یا نہین۔ ظاہر ہے کہ اونہین اعتقاد نہین ہے کیونکہ ایک حاکم اور اولی الامر کے سامنے مکابرہ سے پیش آتے اور احادیث صحیحہ کو منع کرتے ہین اور مین نے کسی عالم کو دیکھا سنا نہین کہ اوسکے سامنے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیثین روایت کی جائین اور وہ کہلم کہلا کہے کہ مین نہین سُنتا اور نہین جانتا یہ کیسا زمانہ ہے۔ تعجب ہے کہ جس شہر مین اسدرجہ مکابرہ کیا جائے اور اس درجہ عناد و حسد برتا جائے اور وہ پہر آباد و معمور رہے یہ شہر تو اس قابل ہے کہ اوسکی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے اور بالکل تباہ و برباد کر ڈالا جائے۔ جب بادشاہ اور امرا اور خلق۔ شہر کے قاضی اور نامور علماء سے یہ سنین کہ اس شہر مین حدیث پر عمل نہین ہے تو اون کا اعتقاد احادیث پیغمبر علیہ السلام پر کیونکہ راسخ و ثابت ہو سکتا ہے اور جبکہ اونہون نے حدیث کا روایت کرنا قطعاً منع کر دیا ہو تو مجھے پورا اندیشہ ہے کہ اس بد اعتقادی کی نحوست کی وجہ سے جو علماء شہر سے معاینہ کی گئی آسمان سے بلا اور جلاوطنی اور قحط اور وبا کی سزا شہر پر برسے اور یہ شہر بہت جلد غارت کر دیا جائے۔ جب ان باتون کا سلسلہ یہان تک پہونچا تو آپ خاموش ہو گئے اور اوٹھکر مکان کے اندر تشریف لے گئے۔ چنانچہ اس واقعہ کے چوتھے سال تمام وہ علماء جو اس مناظرہ مین شریک تہے اور انکے علاوہ اور سب لوگ دیوگیر کو جلاوطن کر دیے گئے اور اکثر علماء اپنی مرضی سے دیوگیر کی سکونت پر راضی ہو گئے۔ مہلک قحط اور عام وبا شہر پر پڑے اور برسون تک یہ مصیبتین اور آفتین بالکلیہ دفع نہین ہوئین۔ سبحان اللہ جو بات حضرت سلطان المشائخ کی زبان مبارک پر گذری تہی اوسکا اوسی طرح معائنہ و مشاہدہ ہوا۔ واللہ اعلم۔ **نکتہ اہل زمانہ کے سماع سننے کے بیان مین۔** صاحبدلان عالم کو واضح ہو کہ مبتدی مریدون کو سماع مین غلو کرنا نہ چاہیئے یعنے تاوقتیکہ وہ اپنے نفس کو ریاضتون سے مہذب نکرلے

اور سخت سخت مجاہدون سے اپنی تئین نہ جلائے جیسا کہ مجاہدات مشائخ کے نکتہ مین درج ہو چکا ہے اوسوقت تک وہ
سماع سننے کے لائق نہین ہے۔ سماع سننے کے قابل وہ شخص ہے جسکی نظر مین خلق کی ذرا عظمت و وقعت نہو ورنہ سماع اوسے
فتنہ مین ڈالدے گا اور اصل کام سے باز رکھے گا نفس وہ غوغا اور شور اوٹھائیگا کہ سر اونچا نکر سکے گا اور حرص کے میدان
و جنگل مین رشتۂ تسبیح گردن مین ڈالکر صحرا و بیابان مین پھرائیگا اور ایسا شخص ایک ساعت بھی اپنے آپے مین نہ آئیگا۔
اہل سماع کی ذلت یہین ہے کہ رات دن سماع کو جو مردان خدا کا معیار اور مجاہدان الٰہی کا میدان معرکہ ہے گمراہی کا رستہ
بنا کر رقص کرنے مین مشغول رہے اور آسمان پر شور و شغب پہونچائے اور اس ذریعہ سے اپنے تئین مشہور کرے۔ ؎
حلکک اندر چراغ چیست تری است ٭ شقشق اندر سماع چیست بر لیست ٭ در طریقہ کہ شرط جائے سپری است ٭
نعرۂ بیہدہ تری دخری آست ٭ اور اسکے ساتھ ہی اگر کسی مجلس سماع مین پہونچے تو صلحا کے گریہ کو جو دلی درد کی وجہ
سے پیدا ہوتا ہے اور اونکے نعرہ کو جو شوق حق سے اوٹھتا ہے اور اونکے شور و رقص کو پریشان و درہم برہم کرے اور خود
جوانان رقاص کی طرح وہ رقص کرے جو نظارہ کرنیوالون کو ہنسائے اور خندہ و قہقہہ مین لائے اور اس لغو اور بیہودہ
شہرت کو اپنی قوت کا سرمایہ بنائے۔ خواجہ حکیم سنائی کہتے ہین۔ ؎ اے ہمایائی تو خدا انگیز ٭ وائے خدایا کہ تو
جدائی ازان ٭ ؎ سماع ای برادر بگویم کہ چیست ٭ اگر مستمع را بدانم کہ کیست ٭ اگر برج معنی پرد طیر او ٭ فرشتہ
ماند از سیر او ٭ اگر مرد لہوست و بازی و لاغ ٭ قوی تر شود دیوش اندر دماغ ٭ ایسا شخص اپنے مقتداؤن اور
پیرون کی روش چھوڑکر نفسانی خواہشون کی طرف چلتا اور پھر امید رکھتا ہے کہ ان حرکات ناپسندیدہ کی وجہ سے کسی
مرتبہ و منزلت کو پہونچے واللہ ثم واللہ ایسا شخص ہرگز کسی مرتبہ پر نہ پہونچیگا۔ ایک بزرگ نے کیا خوب کہا ہے ؎
ہرگز نرسی بکعبہ ای اعرابی ٭ کین رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است ٭ حسبۃً للہ ہمارے اون مشائخ کے طبقہ معظمہ کے
مناقب و فضائل اور راہ و روش مین تظر کرو اور خوب نظر کرو جنکے احوال اس کتاب کی ابتدا مین تحریر ہو چکے ہین کہ
اونہون نے آغاز عمر سے آخر تک کس قدر تکالیف اور مجاہدات اختیار کیئے ہین اونہون نے بارہا صرف خدا کی
رضامندی حاصل کرنیکے لیئے غایت مجاہدہ اور باطنی مشغولی کی وجہ سے اپنے تئین معرض تلف اور محل ہلاکت مین
ڈال دیا ہے اور مخلوق مین سے کوئی شخص اونپر مطلع نہین ہوا ہے۔ جب اونکی یہان تک انتہا پہونچی ہے کہ کام جان
تک اور چھری ہڈیون تک پہونچگئی ہے اوسوقت سماع مین مشغول ہوتے ہین اور آشنائی کے دریا مین ہاتھ
پاؤن مارے ہین ؎ دست و پائے بزنم گرچہ نکو میدانم ٭ کہ ترا بینم و از دست غمت جان نہ برم ٭ مین نے جناب
سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے قلم مبارک سے لکھا دیکھا ہے کہ آپ عوارف سے نقل کرتے ہین سماع

مریدون اور معتقدون اور اصحاب ریاضت کا حق ہے۔ جب نفس اور تن دونون ہلاک ہو جاہئین تو بنا بر اس نص کے
ان لنفسک علیک حقا یعنے تیرے نفس کا تجہپر حق ہے اوسکا حق ثابت ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے لوگ جب تہوڑی دیر سماع
سے آرام پاتے ہین تو پہر اوسے اوسکے کام کی طرف لگا دیتے ہین۔ الغرض جب بات یہ ہے تو اس راہ کے چلنے والے کو
چاہیئے کہ اون بزرگون کا اتباع کرے جو دنیا سے بالکل بے تعلق اور علیحدہ رہے ہین جسکا ظاہر چرب اور شیرین اور
باطن زہر ہلاہل ہے اسبات کو ہر وقت پیش نظر رکہے کہ مجہے عنقریب یہان سے جانا اور مشائخ قدس اللہ سرہم کی
نظر مین گذرنا اور خدا تعالی کے سامنے کہڑے ہو کر جواب دینا ہے۔ یہ تم اچہی طرح سمجہہ لو کہ اسلام مین جس طریق سے
آو گے خدا تمہارے اسرار ہ ضمائر پر مطلع ہے اور تمام احوال پر شاہد ہے تمہین چاہیئے کہ اپنے پیرون اور بزرگون
کے طریقہ پر زندگی بسر کرو تاکہ کل اونکے زمرہ مین شمار کیئے جاؤ۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے ہین ؎ گر نیک آیم
مرا از ایشان گیرند٭ در بد باشم مرا بدیشان بخشند٭ کاتب حروف نے یہ چند کلمے نہایت سچائی اور اخلاص اور
دردمندی کے ساتہ قلم بند کیئے ہین اگر عقلا کی کیمیا اثر نظرون مین منظور و مقبول ہونگے تو مین جانونگا کہ
میری محنت ٹہکانے لگی اگر کوئی شخص ان کلمات کو پسند کرکے اس کاتب بیچارہ ضعیف کو جو نفس و خواہش اور
ہوائے شیطانی کے اغوا کی وجہ سے مبتلائی گناہ ہے۔ دعائے خیر کرے تو اوسکی عاقبت بخیر ہو۔ ؎ آنچہ کہ مرا
خصوصیتے نیست٭ در ہست میان لست من بیگنہم٭ ما نصیحت بجائے خود کردیم٭ روزگارے درین بسر بردیم٭

دسوان باب حضرت سلطان المشائخ کے بعض ملفوظات و مکتوبات کے بیان مین

اس باب مین وہ باتین بیان ہونگی جو ماسبق کے ابواب مین بیان نہین ہوئی ہین اور یہ بیچارہ اپنے فہم و علم کے
مطابق بیان کرکے سامعین والاتمکین کو خوش کرتا ہے۔ یہ باب چوبیس نکتون کو شامل ہے۔

پہلا نکتہ علم و علما کے بیان مین۔ مین نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ علم کسبی ہے
اور عقل فطری۔ یہی وجہ ہے کہ اہل عرف یون تو کہتے ہین۔ عالم و معلم و متعلم فی العلم۔ مگر یون نہین بولتے۔
عاقل و معقل و متعقل فی العقل۔ ایکدفعہ خلیفہ عمر ابن عبد العزیز نے مکحول شامی کو لکہا کہ تونے علم سیکہا تو
لوگون مین عزیز و گرامی قدر ہوا اب تو اوسپر عمل کر تاکہ خدا کے نزدیک عزیز و گرامی قدر ہووے۔ عثمان مغربی
نے امام شافعی کے سامنے ذکر کیا کہ علم کی دو قسمین ہین ایک علم الابدان اور دوسرا علم الادیان۔ حقائق و معرفت
کے علوم کو علم الادیان کہتے ہین اور ریاضت و مجاہدہ کے علوم کو علم الابدان کہتے ہین۔ ابن مبارک کا قول ہے
کہ جب مین نے علم دنیا طلب کیا تو اوسنے میرا اُخروی علم مٹا دیا اسلیئے مین نے اوسے بالکل ترک کر دیا۔ محمد بن حسن کو

اونکے انتقال کے بعد کسی نے خواب مین دیکھکر پوچہا کہ خدا تعالی نے تمہارے ساتھ کیسا معاملہ کیا کہا مجہے علم کی بدولت بخشدیا۔ اسی طرح ابو یوسف سے اون کے انتقال کے بعد خواب مین دریافت کیا گیا اونہون نے یہی جواب دیا کہ خدا نے مجھے علم کے وسیلہ سے بخشدیا۔ حضرت امام ابو حنیفہ رح سے دریافت کیا گیا تو فرمایا مین اون لوگون کے زمرہ مین داخل کیا گیا جنپر خدا نے اپنا انعام کیا یعنی نبی و صدیق و شہید کے زمرہ مین مجہے داخل کردیا۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مین نے ایکدن لوگون کے مجمع مین یہ حدیث بیان کی۔ من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر ولا یدخل الحمام الا البشرہ بالجنۃ۔ یعنے جو شخص خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکہتا اور حمام مین داخل نہین ہوتا ہے مین اونہین جنت کی خوشخبری دیتا ہون مین نے اسی شب کو خواب مین ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ خدا تعالی نے اتباع سنت کی وجہ سے بخشدیا اور تجہے لوگون کا امام بنایا کہ وہ تیری اقتدا کرینگے۔ مین نے اوس شخص سے پوچہا کہ تم کون ہو۔ جواب دیا کہ مین جبرئیل ہون اور خدا کی طرف سے تمہین یہ پیام دینے آیا ہون۔ حسن بن زیاد نے مباحثہ کے بعد ابو یوسف سے کہا کہ خلیفۂ وقت کے کہانے نے تیرے ذہن کو پلید کردیا ہے۔ اب تو اپنے گہر کے کہانے کی طرف رجوع کرتا کہ تیرا ذہن تیری طرف رجوع کرے۔ لقمان علیہ السلام کا قول ہے کہ لوگو! تم علماء کے علم کی اقتدا کرو۔ اونکے فعل کی اقتدا مت کرو۔ اور زاہدون کے زہد کی تقلید کرو اونکے بناوٹی حیلونکی تقلید نہ کرو۔ ایک حدیث مین یون وارد ہوا ہے کہ قیامت کے روز بدکار علما مورون اور بندرون کی صورتون مین اوٹہینگے۔ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ اکثر فرمایا کرتے تہے کہ علم کا مقام ایک عالی اور بلند مقام ہے چنانچہ ایک بزرگ کہتے ہین بحل مقادیر اہل العلوم قدا وجب اللہ تعالی اجلالہا یہی وجہ ہے کہ عالم جسوقت ایک مشکل حل کرتا ہے تو اسقدر حلاوت اور فرحت پاتا ہے کہ بادشاہ اپنی بادشاہی مین وہ حلاوت نہین پاتا لیکن چونکہ علما کثرت سے ہین اسواسطے لوگ اونکی عظمت و قدر سے بےخبر ہین۔ اسیطرح درویش کو ایک ایسا وقت نصیب ہوتا ہے کہ وہ اپنی عبادت سے اسقدر حلاوت و دلچسپی اوٹہاتا ہے جو علما کسی مشکل مسئلہ کے حل کرنے مین پاتے ہین بلکہ سچ پوچہو تو درویش کو بعض وقت اپنی عبادت مین وہ حلاوت میسر ہوتی ہے کہ اوسکے مقابلہ مین دنیا جہان کی حلاوتین گرد ہوجاتی ہین اور جب یہ ہے تو درویش کے حال و صفت کی کوئی انتہا نہین پائی جاتی اور وہ بیان مین نہین آسکتی۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ خواجہ ابوالموید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد بزرگوار سے پوچہا کہ حدیث مین جو یہ آیا ہے کہ العلماء ورثۃ الانبیاء اس سے کون لوگ مراد ہین جواب دیا کہ یہی علماء جنہین تم دیکہتے ہو۔ خواجہ ابوالموید نے کہا حاشا و کلا یہ علماء ورثۂ انبیا مین نہین ہین کیونکہ انکا علم اکتسابی ہے اور انبیا کا علم اکتسابی نہ تہا۔ جواب دیا الحمد للہ جن کلمات کا اظہار جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ہوا یہی کلمات ہمارے ایک بادشاہ کی زبان پر جاری ہوئے۔ فرماتے تہے

کہ جب کوئی شخص علم حاصل کرنے مین سرگرمی کرتا ہے تو وہ بہت جلد مشہور ہو جاتا ہے اور علم کی تحصیل درویشی سے بہت
آسان ہے اگر دو شخص جن مین ایک عالم دوسرا جاہل ہو ایک درویش کے پاس جائین اور درویش جاہل شخص کے لوح دل پر نقش دالے
تو وہ فوراً عالم ہو جاتا اور اوس درجہ کو پہونچ جاتا ہے جہان عالم بہت دیر اور انتہا کی کوششون کے بعد پہنچ
سکتا ہے لیکن جو شخص جاہل ہوتا ہے وہ کامل و مکمل نہین ہوتا شیخ شیوخ العالم شہاب الدین سہروردی قدس
سرہ العزیز جس زمانہ مین عوارف تصنیف کر رہے تھے فرماتے تھے کہ اگر عقلا اور علما نہ ہوتے تو تحصیل علم کا رستہ بند
ہو جاتا اور خدا تعالی کی معرفت لوگونکو مشکل سے حاصل ہوتی لیکن ساتھ ہی یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ
جو لوگ حضرت عزت کے ساتھ مشغول ہین وہ ان علوم کی طرف مشغول نہین ہو سکتے مشائخ سلف ہمیشہ اپنے
مریدون کو تحصیل علم کا حکم کرتے اور اوس وقت تک اونکے لیئے ترک علم جائز نہین رکھتے تھے کہ اون کا باطنی حال خود
اونہین علم سے باز رکھے لیکن جو لوگ ابرار کے مقام پر قناعت کرین اونکے لیئے ضرور ہے کہ کتابون کا مطالعہ کرین اور
دینی علوم کے درس و تدریس کا شغل جاری رکھین۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ مولانا برہان الدین نسفی نام ایک نہایت
دانشمند کامل الحال تھے اگر کوئی شاگرد اون سے کچھ پڑھنے آتا تو وہ فرماتے اول مجھسے تین شرطین کرلے اگر ایسا کریگا
تو مین تجھے تعلیم دینے سے دریغ نکرونگا۔ پہلی شرط یہ ہے کہ کھانا ایک وقت کھایا کر تاکہ علم کا ظرف خالی رہے۔ دوسری
شرط یہ ہے کہ سبق ناغہ نہ کر۔ اگر تو ایکروز سبق ناغہ کرے گا تو مین دوسرے روز سبق نہین پڑھاؤنگا۔ تیسری شرط
یہ ہے کہ جب تو راہ مین میرے سامنے آئے تو صرف سلام علیک کرتا ہوا گذر جا۔ ہاتھ پاؤن چومنا اور بہت تعظیم کرنا
کچھ نہو۔ کیونکہ مین اس بات کو کبھی پسند نکرونگا۔ فرماتے تھے قدیم زمانہ مین چار شخص ہمنام تھے یعنے چارون
کا نام برہان تھا جو دہلی مین وارد ہوئے ایک کا نام برہان الدین بلخی تھا۔ دوسرے کا نام برہان الدین کاشانی۔
تیسرے اور چوتھے کی سکونت مجھے یاد نہین رہی۔ الغرض ان چارون شخصون مین کامل محبت اور پوری موافقت
تھی یہانتک کہ چارون آدمی ایک ہی جگہ کھانا کھاتے ایک ہی مقام پر پانی پیتے۔ ایک ہی موقع پر سکونت
رکھتے تھے اور اتفاق وقت سے ایک ہی استاد سے تحصیل علوم کرتے تھے اول اول جو اس شہر مین آئے تو اون
دنون شہر کے قاضی نصیر الدین نامی ایک نہایت علم دوست شخص تھے انہون نے برہان الدین کاشانی سے
محفل مین ایک مسئلہ دریافت کیا برہان الدین کاشانی ایک ترک اور پست قامت آدمی تھا جب اسنے اوس مسئلہ کا
بیان کرنا اور اوسکے نکتہ کا اظہار کرنا شروع کیا تو طالب العلمون نے کہا یہ ریزہ کیا بیان کرے گا۔ چنانچہ
وہ ریزہ ہی کے لقب سے مشہور ہو گیا۔ الغرض یہ شخص آخر مین ابدالون سے ہوئے اور بڑے مرتبہ پر پہونچے

حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ مین نے اِن بزرگ کو دیکھا ہے وہ روزمرہ صبح کے وقت گھوڑے پر سوار ہوکر آیا کرتے تھے
اور باوجودیکہ سو سے زیادہ خدمت گار رکھتے تھے لیکن کبھی کسی خدمت گار کو اپنے ساتھ نہ رکھتے تھے انکا ایک لڑکا تھا
نورالدین نام اسنے ایکدن اپنے والد سے کہا کہ حضرت یہان ہمارے بہت سے دشمن ہین اور آپ ہین کہ ہر روز تنہا گانون
سے باہر نکلجاتے ہین اگر کوئی غلام اپنے ساتھ لیجایا کرین تو بہتر ہو اوس سے اتنا تو فائدہ ہوگا کہ وقت پر پانی کا آبخورہ
دیدے گا اسپر مولانا برہان الدین نے فرمایا کہ بابا نورالدین جہان مین جاتا ہون وہان غلام وخدمت گار کا کچھ دخل
نہین ہے بلکہ تجھے بھی نہین لیجانا چاہتا حالانکہ تو میرا فرزند محبوب ہے۔ اسکے بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ مین نے
تین درویش صفت عالمون کو دیکھا ہے ایک مولانا شہاب الدین کو۔ دوسرے مولانا احمد حافظ کو۔ تیسرے مولانا احمد
کیتھلی کو۔ مولانا احمد حافظ باخدا مرد اور بڑے نیک دل تھے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مین نے شیخ شیوخ العالم فریدالحق
والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زیارت کا عزم کیا۔ سرسہ کی حدود مین میری اون سے ملاقات ہوئی مجھسے فرمایا کہ
جب تم شیخ کے روضہ متبرکہ پر پہونچو تو میری طرف سے اونہین سلام پہونچاؤ ع ردا اے صباد وسلام مرا باستان آنشہر
رسان بصحن منظر وودیوار و نردبانش رسان ÷ اور یہ بھی کہنا کہ مین دنیا کا طلبگار نہین ہون اور سکے طالب جہان مین
بہت ہین علی ہذا القیاس عقبی کا بھی خواستگار نہین ہون۔ مین صرف یہ چاہتا ہون توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔۔
زان بعد سلطان المشائخ نے مولانا احمد کیتھلی کی حکایت بیان کی کہ وہ ایک بوڑہے بابرکت شخص تھے اگرچہ کعبی سے پیوند اور
بیعت نہ رکھتے تھے مگر بہت سے مردان حق کی صحبت اوٹھائے ہوئے تھے پہلی ملاقات مین جب مین نے اونہین دیکھا تو اونکی
ہیبت اور تقریر سے صاف واضح ہوگیا کہ وہ واصلان خدا مین سے ایک نہایت برگزیدہ اور مقبول شخص ہین میرے
دل مین کچھ یون ہی ساخطرہ گذرا اور مین نے چاہا کہ اوس کی بابت ان سے دریافت کرون لیکن میرے ظاہر کرنے سے
پیشتر اونہون نے اوس خطرہ کا جواب دیدیا اور فرمایا کہ مرد ایسے ہی ہوتے ہین۔ یہان تک پہونچکر حضرت سلطان المشائخ
کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور فرمایا کہ اگر مین اس دقیق اور باریک مسئلہ کو سو عالمون سے پوچھتا تو بھی حل ہوتا
آپ اونکے اخلاق کی بھی ایک حکایت بیان کرتے تھے کہ ایکدفعہ میرے پاس تشریف لائے تھے اوسوقت بہت سے
خدمتگار میرے پاس جمع تھے اون مین سے ایک شخص نے کسی قسم کی بےادبی کی اور دوسرے نے بھی اوسے ایک لکڑی
کھینچ ماری۔ مولانا کیتھلی اسقدر چور ہوئے کہ گویا لکڑی کی ضرب اون ہی کو لگی ہے۔ بعد کو ایک نہایت افسوسناک
لہجہ مین فرمایا کہ افسوس میری نحوست اور شومیت سے اوسے یہ تکلیف و درد پہونچا۔ حضرت سلطان المشائخ نے
فرمایا کہ مجھے اونکی اس رقت و شفقت سے سخت تعجب ہوا اور دل مین ایک عجیب حیرت پیدا ہوئی۔ بعدہ حضو

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ایک دفعہ مین حدود سرسی مین پہنچا وہان مین نے سنا کہ کل اسی گاؤن کے نزدیک رہزنون نے راستہ لوٹا اور چند مسلمانون کو مار ڈالا اون مین ایک عالم بہی تہا جسے مولانا کیتھلی کہتے تہے وہ قرآن پڑہ رہے تہے کہ اوسی حالت مین شہید ہوئے۔ مین یہ تعجب خیز واقعہ سنکر دوسرے روز وہان گیا اور مقتولون کو تلاش کرنا شروع کیا حقیقت مین وہی مولانا کیتھلی شہید ہوئے پڑے تہے جنکی طرف میرا خیال تہا خدا اونہین بخشے اور جنت الفردوس عطا فرمائے۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ جب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو خلق نے امام احمد حنبل کی طرف رجوع کی۔ یہ کیفیت دیکہکر امام شافعی متحیر ہوئے امام احمد حنبل ایکدن امام شافعی کے مکان پر تشریف لیگئے۔ اوسروز سے مخلوق کی رجوع امام شافعی کی طرف ہوگئی۔ اس تدبیر سے امام احمد حنبلؒ نے لوگون سے پیچہا چہوڑایا اور خدا تعالی کی طرف مشغول ہوئے۔ فرماتے تہے کہ مولانا فخر الدین رازی شافعی مذہب رکہتے تہے لیکن اون کا قاعدہ تہا کہ جس بار امام اعظم کا ذکر ہوتا تہا رحمۃ اللہ علیہ کہتے تہے۔ ایکدن خواجہ محمد سرزی نے فرمایا کہ اے مولانا تم نے قرآن پڑھا ہے اور اگر مین کسی آیت کی فرمائش کرون تو اوسے پڑھ سکتے ہو۔ مولانا فخر الدین نے جوابدیا کہ ہان پڑھ سکتا ہون اور مین نے کئی کتابین مختلف علوم مین تصنیف کی ہین۔ خواجہ محمد نے کہا کہ خدا تعالی فرماتا ہے۔ آیہ۔ والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ تابعین کے حق مین ہے۔ فرمایا ہان۔ اور امام اعظم تابعین مین سے ہین۔ بعدہ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سات صحابیون کو پایا تہا۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ گذشتہ خلفاء مین سے ایک خلیفہ نے ملک الموت کو خواب مین دیکہکر پوچہا کہ میری عمر کس قدر باقی رہی ہے اور کتنی ہوگی ملک الموت نے پانچ اونگلیون کی طرف اشارہ کیا صبح کو جب وہ خلیفہ بیدار ہوا تو شہر کے تمام تعبیر دانون اور حکما و علما کو بلایا ہر ایک نے اپنے فہم و علم کے مطابق ایک ایک بات کہی۔ کسی نے پچاس سال کی تعبیر دی کسینے پانچ سال کی کسینے پانچ روز کی۔ لیکن خلیفہ کو کسی بات پر اطمینان نہین ہوا۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بہی اوس مجلس مین تشریف رکہتے تہے آپنے فرمایا کہ ملک الموت نے جو پانچ اونگلیون کا اشارہ کیا ہے تو اس سے اونکی مراد یہ ہے کہ پانچ چیزونکو کوئی شخص نہین جانتا کیونکہ خدا تعالی کلام مجید مین فرماتا ہے ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت۔ یعنے خدا ہی کے پاس ہے علم قیامت کا اور وہی اُتارتا ہے مینہ کو اور جانتا ہے جو ماں کے پیٹ میں ہے نر یا مادہ کوئی نفس یہ نہین جانتا کہ مین کل کیا کماؤنگا اور کس سرزمین مین مرونگا۔ محترم و بزرگ امام نے فرمایا کہ ان پانچ چیزون سے تمام خلائق کا علم کوتاہ ہے اور کوئی نہین جان سکتا کہ ان چیزون کا کب اور کہان وقوع ہوگا

یہی وجہ ہے کہ خدا تعالی نے اِن چیزون کی اضافت اپنی ذات مقدس کی طرف کر کے صاف طور پر فرما دیا ہے کہ
خدا کے علاوہ اور کوئی شخص ان چیزون کو نہین جان سکتا۔ سلطان المشائخ نے یہ بہی فرمایا کہ ایک بزرگ نے جناب نبی
کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھکر پوچہا کہ مجہے یہ بات پہونچی ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ ہر زمانہ مین چند آدمی ایسے
موجود ہوتے ہین جنکی برکت سے تمام عالم قائم رہتا ہے۔ نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہان بیشک مین نے
ایسا فرمایا ہے اسپر اوس بزرگ نے عرض کیا کہ اس زمانہ مین وہ کون شخص ہے جسکی برکت سے آسمان وزمین قائم ہے
فرمایا محمد ادریس شافعی ہ کوفی اندر طریق دین کافی ؛ شافعی در دجہل را شافی ؛ آن قریشی زاصل وآن کوفی ؛
او بہمت فقیہ واین صوفی ؛ ہمہ نیک اند بحکومت تو ؛ تو بدی وسبک خصومت تو ؛ فرماتے تہے لوگ مولانا مجد الدین
حاجری سے روایت کرتے ہین کہ مولانا فخر الدین زرادی کے خدمتگار ہر رات کو اونکے پاس سفید کاغذ کے تختون کے تین
جزو اور دوات قلم رکہدیتے تہے اور صبحکو لکہے اور تصنیف کئے ہوئے پاتے تہے۔ ان تین جزون مین بہت جگہ کلمہ
لاالہ الا اللہ کی شرح لکہی ہوتی تہی۔ مولانا شہاب الدین ادہمی جنکا ذکر یاران اعلی کے مناقب مین لکہا ہوا ہے
اسموقع پر موجود تہے کہا مین نے ایسا سنا ہے کہ قاضی برہان الدین بلخی کے کتب خانہ مین اربعین رازی کا ایک نسخہ
مصنف کے خط سے لکہا ہوا موجود ہے اوس نسخہ کے دو صفحون مین برابر اول سے آخر تک کلمہ لاالہ الا اللہ لکہا ہوا ہے۔
لوگون کا بیان ہے کہ جسوقت مولانا یہ کتاب لکہہ رہے تہے اوسوقت آپ پر خدا تعالی کا ذکر غالب ومستولی تہا اور اس
غلبہ کی نوبت یہان تک پہونچگئی تہی کہ جب کچہ لکہنا چاہتے تہے تو یہی کلمہ لکہا جاتا تہا۔ بعدہ فرماتے تہے کہ جب آدمی تحصیل
علم کرے تو اوسے چاہئے کہ علم کو مہذب اور باحمیت بنائے۔ اسمین کچہ شک نہین کہ علم مین بہت بڑی سعادت اور بہتری
ہے۔ اور جب صاحب علم۔ علم کے مطابق طاعت کرے تو بہت ہی بہتر اور نیک نتیجہ ہے لیکن چاہئے کہ علم وعمل دونون
سے آنکہین بند کرے تا کہ عجب اور رعونت وتکبر مین مبتلا ہو۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ پچہلے زمانہ مین
ہزارون علماء اور دانشمند گذرے ہین لیکن کوئی بہی نہین جانتا کہ کہان ہین اور کون تہے البتہ جس چیز کو بقا ودوام
ہے اور جس بات کا عام چرچا پہیلا ہوا ہے وہ آدمی کا حسنِ معاملہ ہے اور یہی ایک چیز ہے جسے حیات معنوی تعبیر کر سکتے
ہین جو بہت آسانی کے ساتہ حاصل ہو سکتی ہے۔ شبلی اور جنید کو باوجودیکہ انتقال کئیے ہوئے بہت زمانہ ہو گیا لیکن
اون کا نام مبارک اسوقت تک زندہ ہے۔ فرماتے تہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اول شب انتقال فرمایا ہے اور امام
شافعی رحمۃ اللہ علیہ آخر رات مین پیدا ہوئے ہین چنانچہ خاقانی اسی معنی مین فرماتے ہین۔ **مثنوی** ؛ چون فلک
عہد شنائی در نوشت ؛ آسمان چون من سخن گستر نزاد ؛ بوحنیفہ اول شب انتقال کرد ؛ شافعی آخر شب از مادر بزاد ؛ حکیم سنائی علم کے بارہ مین کہتے ہین

علم رہ جانب الہ برد	جہل رہ سوئے نفس وجاہ برد	جان بے علم تن بمیر اند	شاخ بے برگ میوہ گیر اند
حکم از علم نیک پے گردد	سنگ بے اصل لعل کے گردد	علم دان خاصئہ خدا آمد	علم خوان شرح مصطفیٰ آمد
کشت بے آب بار ویر ندہد	تخم بے مغز بس ثمر ندہد	در دبے علم تخم در شور ست	علم بے درد سنگ بر گور ست
علم کز بہر حشمت آموزی	نیست جز رنج و محنت روزی	بد بخوانی ولے بتر گردد	در بود نیک نیکتر گردد
سوئے عالم بہ ست از سوئی ظن	دانش جان بہا زتو آتش بہ تن	برگ دہ دوست را و دشمن را	علم جان را بہ عمل تن را
گاو یکسالہ را بہا دو درم	علم یک لحظہ را بہا عالم	عالمان خود کمند در عالم	بار عامل میان عالم کم

خلاصہ اِن ابیات کا یہ ہے کہ علم خدا کا رستہ بتاتا اور جہل آدمی کو نفس وجاہ کی طرف کہینچ لیجاتا ہے۔ جو روح صفت علم سے آراستہ نہین ہوتی وہ جسم کو مردہ کر دیتی ہے جیساکہ شاخ بے برگ پہل دار نہین ہوتی۔ علم ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے حکم نیک ہوتا ہے کیونکہ بے اصل پتہر لعل کبہی نہین بنتا عالم کا خاصان خدا مین شمار ہوتا ہے اور علم پڑہنے والے کو شرح مصطفے کہتے ہین۔ کہیتی مین اگر پانی نہ دیا جائے تو وہ پہولتی پہلتی نہین اور جس بیج مین مغز نہو وہ پہل نہین لاتا ہے۔ علم بے درد ایسا ہے جیسا زمین شور مین بیج یا قبر کا پتہر اگر علم حشمت کے لئے سیکہا جائے گا تو محنت و رنج کے علاوہ کچہ حاصل نہین ہوتا۔ اگر علم بد ہے تو آدمی بدتر ہو جاتا ہے اور نیک ہے تو نیک ہوتا ہے یکسالہ گائے کی قیمت دو درم ہوتی ہے اور ایک لحظہ کے علم کی قیمت ایک عالم ہوتا ہے۔ عام لوگ دنیا کی کمند مین اور عالم کا درجہ عامل سے بہت بڑہا ہوا ہے۔

نکتہ۔ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی معراج کے بیان مین

حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز سے لوگون نے دریافت کیا کہ آنحضرت کو جو معراج ہوئی وہ کسطرح ہوئی۔ فرمایا۔ مکہ سے بیت المقدس تک اسرا، اور بیت المقدس سے آسمان اول تک معراج اور اول آسمان سے قاب قوسین تک اعراج تہا۔ سائل نے کچہ اور زیادہ کرکے پوچہا کہ قلب اور قالب و روح کو ہی کیونکر معراج ہوئی تہی۔ سلطان المشائخ نے اسکے جواب مین یہ مصرعہ زبان مبارک پر جاری فرمایا۔
مصرعہ فظن خیرا ولا تسئل الخبر؛ یعنی اس بارہ مین گمان نیک کر۔ اور کچہ کو مت پوچہ۔ ازان بعد آپنے فرمایا کہ اس واقعہ پر ایمان لانا چاہیئے اور اسکی تحقیق و تفتیش مین غلو کرنا نہ چاہیئے۔ پہر آپنے فرمایا ایک بزرگ کا بیان ہے کہ مجہے معلوم نہین شب معراج کو جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم وہان تشریف لے گئے جہان عرش و کرسی اور بہشت و دوزخ ہے یا یہ چیزین وہان لائی گئین جہان آپ تشریف رکہتے تہے اگر پچہلی صورت مرا

لی جائی تو آنحضرت کا مرتبہ بہت بلند ثابت ہوتا ہے کوئی شاعر کہتا ہے۔ **ابیات**

برنہادہ زیر طاغ ارم	پائی بر فرق عالم و آدم	دو جہان پیش ہمتش بد جو	سر مازاغ و ما طغی بشنو
باز کردش سوے معراج پرواز	گفتہ وہم شنیدہ آمد باز	جسم جان کردہ در خزانہ راز	پیش محراب ابروانش نماز
منہج صدق در دو ابرو داشت	کشش عشق در دو گیسو داشت	غرتش لانبی لعبدی گوی	ہمتش الرفیق اعلیٰ جوی
قبہ بر فرق آفتاب زدہ	راہ او جبرئیل آب زدہ	کے توان زد زرے رحمت ہیم	ایچنین نوبتے بدور کلیم

نکتہ۔ جناب نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ذکر مین

سلطان المشائخ قدس سرہ فرماتے تھے کہ ہر پیغمبر کو انتقال کے وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے اختیار دیا گیا ہے کہ چاہے تو وہ دنیا مین رہنا پسند کرے چاہے آخرت اختیار کرے۔ جب جناب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال کا وقت قریب ہوا تو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل مین یہ خیال گذرا کہ کیا اچھا ہو اگر جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چندے روز اصحاب مین تشریف رکھین اور عالم بقا مین تشریف نہ لیجائین یہ خیال دل مین آتے ہی بی بی عائشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھنے لگین آپنے فوراً زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری فرمائے "مع النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین"۔ یعنی اے عائشہ مین اپنے بھائی نبیون اور صدیقون اور شہدا کی رفاقت پسند کرتا ہون سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غرہ ربیع الاول کو دار فنا سے عالم بقا کی طرف انتقال فرمایا اور آپکے یارون نے نور دن تک آپکو دفن نہین کیا تو حرم محترم مین سے ہر دن ایک حرم نے بطلا کھانا دیا اور دسوین روز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس قدر کھانا خیرات کیا کہ مدینہ کی تمام خلق کو پہنچا اور سب لوگون نے خوب سیر ہو کر کھایا **منقول** ہے کہ صحابہ کرام نے جب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو غسل دینا چاہا تو سب کے سب متفکر و متحیر ہوئے کہ حضرت کو کپڑون سمیت غسل دینا چاہیئے یا کپڑے اوتار کر اتنے مین ایک آواز آئی کہ کپڑے اوتار کر غسل دو لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ابھی توقف کرو اور جلدی مت کرو۔ دوسرے مرتبہ ایک اور آواز آئی کہ لوگو پیغمبر صاحب کو کپڑون سمیت غسل دو۔ اور اوس پہلی آواز کی ذرا پروا نہ کرو جس مین تمہین کہا گیا ہے کہ کپڑے اوتار کر غسل دو کیونکہ وہ آواز شیطان لعین کی تھی اور یہ آواز خضر علیہ السلام کی خواجہ حکیم سنائی کہتے مین ابیات

در ترنم تبارک اللہ گو	بود مشتاق درگہ حضرت	زخمہا خورد رحمہا کردہ	عاقبت رفت در پس پردہ
چون دم از حضرت شہود زدہ	آتش اندر ہمہ وجود زدہ	طوطی جانش چون قفس شکست	رفت بر فرق جبرئیل نشست
آنکہ در پیش خلق راز نہفت	زبان ہمی الرفیق اعلیٰ گفت	تنش نالان و جانش فرخندہ	اندرون سوز و از برون خندہ

نکتہ عقل کے بیان مین۔ مین نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکھا دیکھا ہی کہ العقل نور فطری یزید بالسمع والتجربہ

قال رسول اللہ علیہ السلام العقل فی القلب الخ یعنی عقل ایک فطری نور ہے جو سننے اور تجربہ حاصل کرنے سے بڑھتا ہے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عقل دل مین ہوتی ہے اور شفقت و مہربانی جگر مین اور رافت تلی مین۔ لڑکا
چودہ سال کی عمر مین بالغ ہوتا ہے اور عقل و تمیز کو پہونچتا ہے اور اوسکا بلوغ چوبیس سال کی عمر مین منتہی ہوتا ہے اور
عقل اٹھائیسوین برس مین کامل ہوتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضؓ نے جناب علی کرم اللہ وجہہ سے کہا اے امیر المومنین
مین نے ایک شخص کو دیکھا جسکا قوام قلیل اور زاد کثیر ہے اور ایک دوسرے شخص کو دیکھا جسکا قوام کثیر اور زاد قلیل ہے
فرمایئے اِن دونون مین آپکو کون سا شخص زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے فرمایا جس بات کا سوال تو نے مجھسے کیا ہے
مین نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے یہی بات پوچھی تھی آپنے اسکے جواب مین فرمایا کہ جو شخص عقل مین زیادہ
اور افضل ہے وہ میرے نزدیک محبوب و پسندیدہ ہے پیغمبرون کو اعلی درجہ کی عقل اور قلوب سماویہ و ملکوتیہ اور
نفوس اور ابدان ارضیہ و ملکیہ جناب الٰہی سے عنایت ہوتے ہین اور یہ اخیر کی دونون چیزین نور اور اول کی دونون یا تین
ظلمت سے ہوتی ہین۔ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ خداوندا موت سے تین روز پیشتر میری عقل
کو تاریک کر دیجیو جب لوگون نے اسکا سبب دریافت کیا تو فرمایا مجھے اسبات کا اندیشہ ہے کہ مبادا اوس نازک دور
کڑے وقت مین میری زبان پر کوئی ایسی بات جاری ہو جائے جسکی وجہ سے شقاوت پر میرا خاتمہ ہو اگر ایسے وقت مین
مجھہ مین عقل نہ ہوگی تو قلم مجھہ سے اوٹھائی جائے گی یعنے میرے کوئی کردار و گفتار نامۂ اعمال مین درج نہ ہوگی۔
امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ شخص بہت ہی سعادتمند ہے جسکا دشمن عقلمند ہو خواجہ حکیم ثنائی کہتے ہین بیت

هرچه در زیر چرخ نیک و بد اند	خوشه چینان خرمن خرد اند	عقل هم گوهر است و هم کان است	در تن فرد عقل سلطان است
عقل طرار و حیله گو نبود	عقل غماز و کینه ور نبود	عقل جز خواجهٔ محقق نیست	نفس جز کافر و منافق نیست
عقل هرگز بکذب راضی نیست	عقل هرگز وکیل قاضی نیست	وانکه راضی بکذب و سالوسی است	آنکه غماز و آنکه ناموسی است
آنکه او آبرو و نان طلب است	وانکه امی و آنکه بوالعجب است	آنهمه عقل نی که عاریتی است	گر ز پے مال و جاه و تربیت است
در گذر این کیاست اوباش	عقل دین جو و پس رو او باش	عقل و دین جز او را عطا نکند	تا بزده است هیچ رها نکند
دایهٔ زیر این کهن بنیاد	نیست کس را چو عقل مادر زاد	پدر و مادر و حیات لطیف	نفس گویا شمار عقل شریف
	زین دو جفت شریف طاق مباش	واندرین هر دو اصل عاقل تمام	

نکتہ دنیا اور ترک دنیا کے بیان مین۔ جناب سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ دنیا کی

کئی قسمین ہین ایک تو یہ کہ صورتاً اور معناً دنیا ہے۔ دوسرے یہ کہ صورتاً تو دنیا ہے لیکن معناً دنیا نہین ہے۔ ازان بعد
حضور نے اِن تینون قسمون کی توضیح مین فرمایا کہ صورتاً اور معناً دنیا کی مثال زائد از کفاف اور معصیت ہے اور جو صورتاً
و معناً دنیا نہین ہے اوسکی مثال اخلاص کے ساتھ طاعت خداوندی مین مصروف ہونا اور جو صورتاً تو دنیا نہین ہے
لیکن معناً دنیا ہے اوسکی مثال نمود و ریا کے ساتھ احکام خداوندی بجالانا یعنے مضرت کے دفع کرنے اور منفعت
کے حاصل کرنے کے لئے طاعت خداوندی مین مشغول ہونا ہے رہی وہ صورت جو ظاہراً تو دنیا ہے لیکن حقیقتہً دنیا نہین ہے
اوسکی مثال اپنی حرم کا حق ادا کرنا ہے یعنی اپنی بی بی سے ہم بستر ہونا اس نیت سے کہ اُسکا حق ادا کرتا ہے۔ ازان بعد
فرمایا کہ اصل دانائی یہ ہے کہ انسان تا بہ امکان دنیا سے پرہیز کرے اور ہمیشہ الگ تہلگ رہے اگر کسی شخص نے
مرتے وقت وصیت کی کہ میرا تہائی مال میرے مرنے کے بعد ایسے شخصکو دیا جائے جو تمام لوگون سے عقل و دانائی مین
زیادہ ہو تو اوسکا ثلث مال تارک دنیا کو دیا جائیگا کیونکہ وہ سب سے زیادہ عقلمند اور دانا ہے۔ اسموقع پر حاضرین جلسہ
مین سے ایک شخص نے سوال کیا کہ حضور جب ایک شخص تارک دنیا ہے تو وہ اس تہائی مال کو کیونکر قبول کر سکتا ہے۔
فرمایا یہ دوسرا مسئلہ ہے اس مین بہت کچہ گفتگو ہے جسکا حکم بعد کو بیان کیا جائے گا۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ چاندی
سونا اور گہوڑے اور اسباب وغیرہ دنیا نہین ہین بلکہ اِن چیزون کے ساتہ تعلق و محبت کرنا دنیا ہے۔ اگر کوئی
شخص اِن چیزون کا مالک ہو کر ان سے تعلق و محبت نرکہے تو اوسے بہی تارک دنیا ہی کہین گے۔ بعدہ فرمایا کہ اے
مخاطب تیرا پیٹ بہی تیری دنیا ہے اگر کم مقدار کہانا کہائیگا تو تیرا شمار تارکان دنیا مین ہوگا اور اگر سیر ہو کر
کہائیگا تو دنیا دار کہلائیگا۔ ازان بعد فرمایا کہ ایک بزرگ پانی کی سطح پر مصلے بچہائے ہوئے نماز پڑہ رہے ہے اور
کہتے جاتے تہے خداوندا تیرا خضر بندہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اسے توبہ کی توفیق نصیب کر کہ وہ اوس گناہ سے
توبہ کرے۔ اسی اثناء مین حضرت خضرؑ موجود ہوئے اور کہا اے بزرگ وہ کونسا کبیرہ گناہ ہے جسکا مین مرتکب ہوتا ہون
اوس بزرگ نے فرمایا۔ کیا تم جنگل مین درخت لگاکر اوسکے سایہ مین نہین بیٹہتے اور اوس سے آسائش و آرام حاصل
نہین کرتے اور پہر یہ نہین کہتے کہ یہ درخت مین نے خدا کے لئے اُگایا ہے۔ حضرت خضر نے جواب دیا کہ ہان ایسا ہوتا ہے
فرمایا یہی تو ریا ہے جسے کبیرہ گناہ کہا گیا ہے خضر علیہ السلام نے اوسی وقت توبہ کی اور اپنے اس گناہ سے جناب الٰہی
مین بخشش چاہی اسکے بعد اوس بزرگ نے حضرت خضر سے ترک دنیا کے بارے مین ایک نکتہ بیان کیا اور نصیحتانہ
فرمایا کہ تم بہی اوسی طرح زندگی بسر کرو جسطرح کہ مین کرتا ہون۔ حضرت خضر نے کہا بہلا تم کیونکر زندگی بسر کرتے ہو
اور کیا عمل کرتے ہو فرمایا میری یہ کیفیت ہے کہ اگر تمام دنیا کا ڈہیر لگاکر مجہسے کہین کہ اسے قبول کرے اور اسکی

بابت کل تجہسے حساب کتاب نہ ہوگا اور یہ بھی کہین کہ اگر تو اسے قبول نکرے گا تو دوزخ مین ڈال دیا جائیگا تاہم مین کبھی دنیا کو قبول نکرون گا اور اوسکی طرف آنکہہ اوٹہاکر ندیکہون گا۔ حضرت خضر نے فرمایا ایسی صورت مین تم دنیا کو کیون نہ قبول کروگے جواب دیا کہ مین ہرگز قبول نکرونگا کیونکہ دنیا خدا کی مبغوض ہے اور جس چیز کو خدا دشمن رکہے مین بجائے اوسکے دوزخ کو قبول کرنا بہت اچھا اور عمدہ سمجہتا ہون۔ وجہ یہ کہ اس صورت مین دنیا کے قبول کرنے سے دوزخ کا قبول کرنا آسان ہے۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ مین نے جناب شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین سے سنا ہے کہ جو شخص دنیا کو ترک کردیتا ہے خدا تعالی دنیا اور اہل دنیا کو اوسکے قدمون مین لاڈال دیتا ہے۔ آپ یہ بہی فرماتے ہے کہ جس بندہ کو خدا تعالی عزیز رکہتا ہے اوسکی نظر مین دنیا کو خوار وذلیل کردیتا ہے اور جسے ذلیل و بے مقدار کرنا چاہتا ہے اوسکی نظر مین دنیا کی وقعت و عزت پیدا کردیتا ہے۔ یہ بہی فرماتے تہے کہ ترک دنیا یہی نہین ہے کہ آدمی اپنے تئین برہنہ رکہے لنگوٹہ باندہکر پہرے بلکہ ترک دنیا یہ ہے کہ خود بہی کہائے پہنے اور ونکو بہی کہلائے پہنائے مفلسون شکستہ دلون اور مستحقون کو نفع پہونچائے۔ لیکن دلی تعلق دنیا کے ساتہ وابستہ نرکہے اور ہمت بلند و نظر عالی رکہے۔ نفسانی خواہشون سے ہاتہ اوٹہائے اور دلی چاؤ پر نہ چلے بعدہ جناب سلطان المشائخ کی زبان مبارک پر یہ مصرعہ جاری ہوا **مصرعہ** یک لحظہ شہوتے کہ داری برخیز۔ ازان بعد فرمایا مین نہین جانتا کہ کوئی ایسا شخص بہی ہوگا جو ذلیل و خسیس کام سے دل برداشتہ ہوکر شریف و عزیز کام پر اقدام نکرے گا۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ تمام گناہ اور معصیتین ایک کوٹہری مین بند ہین جسکی کنجی حُبّ دنیا ہے اور تمام طاعتین اور نیکیان ایک حجرے مین ہین جسکی کنجی محبت فقر ہے۔ فرماتے تہے کہ ایک صاحبدل کو اوسکے باپ کی میراث سے بہت سا مال ہاتہ لگا اوسنے جناب الٰہی مین یہ مناجات کی کہ خداوندا اگر مین اسکی حفاظت کرون گا تو دل کا اس سے ضرور تعلق پیدا ہو جائیگا۔ لہذا مین اسے تیرے سپرد کرتا ہون اور یہ التجا کرتا ہون کہ جب مجہے حاجت ہو اور جس قدر حاجت ہو اوسوقت یہ میرا مال مجہے ملجائے اور میری حاجت رفع ہوجائے یہ کہکر سارا مال درویشون اور محتاجون کو تقسیم کردیا۔ بعدہ جس قدر مال کی اوسے حاجت پڑتی فوراً اوسکے پاس آجاتا گویا اوسنے اپنا مال خدا کے پاس امانت رکہدیا تہا اور وہ اوسکی ضرورت و حاجت کے وقت اوسکی امانت ادا کرتا تہا اسموقع پر محی الدین کاشانی نے یہ آیت پڑہی رب المشرق والمغرب لا الہ الا ہو فاتخذہ وکیلا۔ یعنے وہ مشرق و مغرب کا پروردگار ہے اوسکے سوا کوئی قابل پرستش نہین تو اوسیکو کارساز بنانا چاہیے۔ حضرت سلطان المشائخ کو یہ بات بہت پسند آئی اور آپنے مخمس فرماکر یہ ظاہر کی **ع** یکے مرد حکیم پیش پسر۔ داد چندین ہزار بدرہ زر۔

یعنی ایک دانشمند نے اپنے لڑکے کے سامنے کئی ہزار اشرفیون کی ہتھیلیان درویشون اور محتاجون کو خیرات کر دین - ایکدن لڑکے نے اپنے دانشمند باپ سے کہا ؎ گفت بابا نصیبۂ من کو؛ گفت ای پور در خزانۂ ہو؛ قسم تو بے وصی و بے انباز؛ من بحق دادم او دہد بتو باز؛ او بجز کارساز جابہا نیست؛ بکند ظلم با تو زاینہا نیست؛ یعنے لڑکے نے کہا کہ بابا ہمارا حصہ کہان ہے - دانشمند نے جواب دیا کہ ای فرزند تیرا حصہ مین نے خزانہ الٰہی مین جمع کر دیا ہے مینے بغیر وصی و بغیر شرکت کے تیرا حصہ خدا کو سونپ دیا ہے جو تجھے وقت پر واپس کر دیگا اوسکا کام بجز کارسازی کے اور کچھ نہین ہے اور یہ خیال کرنا کہ وہ تجھپر ظلم کریگا ہرگز سزاوار نہین ہے کیونکہ ظلم کا قاعدہ اوسکے ہان جاری نہین ہوتا ہے - سلطان المشائخ یہ بھی فرماتے تھے کہ ایکدفعہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یارون سے فرمایا کہ خدا تعالی نے ایک درویش کو اختیار دیا کہ دنیا اور جو کچھ دنیا مین ہے چاہے تو اسے پسند کر لے یا جو کچھ عقبی مین تیرے لئے مہیا کیا گیا ہے اوسے پسند کر لے لیکن اوس درویش نے دنیا کی طرف نظر نہین کی اور عقبی کو پسند کر لیا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حکایت تمام کی تو حضرت امیر المومنین جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ زار قطار رونے لگے صحابہ نے رونے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا جس درویش کی جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے اوس سے خود آپکی ذات مبارک مراد ہے یعنے خدا نے اپکو اختیار دیا ہے کہ چاہے تو دنیا وما فیہا کو پسند کر لو چاہو آخرت کی نعمتین اختیار کرو - پیغمبر علیہ السلام نے آخرت کی نعمتون کو پسند کیا - سلطان المشائخ یہ بھی فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص دنون کو روزون مین راتون کو تہجد مین گذارے - خانہ کعبہ کا طواف کرے - مدینہ طیبہ کی مجاورت کرے لیکن اوسکے دلمین دنیا کی محبت ہو تو کسی کام کا نہین ہے - یہ تمام کام اوسیوقت مقبول ہوتے ہین جبکہ اوسکے دلمین دنیا کی دوستی نہو - ازان بعد فرمایا جس شخص کے دل مین دنیا کی محبت و دوستی ہو وہ دنیا پرست ہے -

ابیات

خر لنگ وضعیف وبار گران — منزلت سنگلاخ و حیران
ہر صور کز وجود طاؤس است — باد مسعود پائے منحوس است
ہست در نقش وشکلہ گردم نعیم — شکل ابلیس ابلہ وابکم
ہمہ در نفس ناسپاس تواند — ہمہ در پردۂ حواس تواند
تا کیان راشاندۂ بردر — از پے پنجروزہ راہ گذر

چہ کنی بار [illegible] فرسنگ — بار بسیار بر سر خر لنگ
راہ تاریک و چراغ بے روغن — باد صرصر تو باد خانہ مکن
ہست نقش ریا چو صورت شمع — شمع او راست تابش اندر جمع
نفس اعجاب ہست در سینہ — قبہ بیرحم در آئینہ
باش تا باتو در حدیث آید — باش تا روئی بند بکشاید
گر بمیری نکشتہ ایشان را — کم کنی ملک و ملک خویشان را

نکتہ فقر و غنا کے ذکر اور اوس بیان مین کہ غنا پر فقر کو بزرگی و ترجیح حاصل ہے -

مین نے جناب سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے قلم مبارک سے لکہا دیکھا ہے کہ قبل الفقر الانس بالمعدوم والوحشۃ
بالمعلوم الخ یعنی کہا گیا ہے کہ معدوم کے ساتھ انس اور معلوم کے ساتھ وحشت اختیار کرنا فقر ہے۔ دنیا مین فقر اختیار
کرنا آخرت کے حق مین غنا کے دروازہ کی کنجی ہے۔ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص اس حال مین مرے کہ ایک درہم و دینار
تک نہ چہوڑے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہشت مین داخل ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ایک دن
جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کے پاس آکہڑے ہوئے اور اونکے فقر و مشقت اور خوش دلیون کو دیکھکر فرمایا کہ
اے اصحاب صفہ مین تمہین بشارت دیتا ہون کہ جو شخص تم مین سے اس مشقت و رنج پر جو آج تم مین محسوس ہوتا ہے آخر
عمر تک باقی رہا بشرطیکہ اسپر راضی اور خوشدل رہا تو وہ قیامت کے دن میرے رفیقون اور ہم نشینون مین ہوگا۔
جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز سے نقل کرتے ہین کہ علماء کا طبقہ تمام لوگون سے
زیادہ شریف ہے اور سب شریفون سے بڑہکر شریف فقرا کا گروہ ہے۔ فقیر علماء مین ایسا ہے جیسا آسمانی ستارون مین
چودہوین رات کا چاند۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہے کہ جو درویش خداوندی طاعت و عبادت مین مشغول و معروف
ہو اوسکے لیئے بیت المال مین کچہ حق نہین ہے۔ درویش کو اپنی زنبیل سے روٹی کہانی چاہیئے لیکن سخت افسوس ہے
کہ اس زمانہ مین مشائخ کی زنبیل کو جنبش و حرکت نہین ہے حالانکہ ابہی تہوڑا عرصہ گذرا کہ جناب شیخ شیوخ العالم
کی زنبیل سارے اجودہن مین گشت کرتی تہی۔ فرماتے ہے کہ فقر و غنا کی فضیلت کے بارے مین علماء کا اختلاف
ہے۔ خواجہ جنید اور ابراہیم خواص اور اکثر علماء تو اس بات کے قائل ہین کہ صبر کرنے والا فقیر جو فقر کی شروط پر
دائم و قائم ہے اوس دولتمند شاکر سے افضل ہے جو شکر کی شرطین بجالاتا اور اون پر قائم رہتا ہے لیکن ابو العباس
بن عطا ان لوگون کے مخالف تہے اور کہتے تہے کہ مالدار شاکر فقیر صابر سے افضل ہے وہ اپنے اس دعوے پر خدا تعالی
کا یہ قول ووجدک عائلاً فاغنی پیش کرکے کہتے تہے کہ خدا تعالی نے اس آیت مین اپنے برگزیدہ اور مقدس بندہ یعنی
جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر احسان جتایا ہے کہ ہم نے تجہے فقیر پایا تو غنی اور دولتمند کر دیا اور جب یہ ہے تو صاف
ظاہر ہے کہ اگر غنا اور دولتمندی افضل نہوتی تو خدا تعالی پیغمبر علیہ السلام پر احسان نہ رکہتا۔ اور حضرت جنید اور
ابراہیم خواص وغیرہ اپنے دعوے پر اس حدیث کو دلیل گردانتے تہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
ہر ایک شخص کے لیئے ایک خرقہ ہے میرا خرقہ فقر اور جہاد ہے جو شخص فقیرون کو دوست رکہتا ہے وہ مجہے دوست رکہتا
ہے اور جو اون سے دشمنی رکہتا ہے وہ مجہسے دشمنی رکہتا ہے۔ جب ابو العباس نے اس مسئلہ مین شیخ جنید کی بہت ہی
مخالفت کی تو اونہون نے انکے حق مین بددعا کی حق تعالی نے ابو العباس کو کثرت تمول مین مبتلا کیا چنانچہ وہ

اپنے یارون سے کہا کرتے تہے کہ خدا تعالی نے جو مجھے اس بلامین گرفتار کیا ہے تو یہ جنید کی بد دعا کا اثر ہے چنانچہ آخر کا
اونہون نے اپنے اس قول سے رجوع کی اور حضرت جنید کی موافقت اختیار کی۔ فقر و غنا کے بارہ مین صدر اول مین بہی
اختلاف رہا لیکن اوس زمانہ مین اس اختلاف کی وجہ یہ تہی کہ خلق کے بیشتر اموال حلال تہے مگر اس زمانہ مین اکثر
اموال ایسے ہین جنمین حرمت اور شبہ یقینی ہے اور جب یہ ہے تو فقر غنا سے بہرحال افضل ہے بلا اختلاف۔ کاتب حروف
نے جناب سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے یہ بہی لکہا دیکہا ہے کہ لوگون کے چار طبقے ہین۔ ایک طبقہ تو ایسا ہے جو
دنیاوی و دینی دونون حظوظ حاصل کرتا ہے اور باقی کے تین طبقے مختلف ہین یعنے کوئی صرف دنیاوی حظوظ حاصل
کرتا ہے کوئی صرف دینی حظوظ لیتا ہے پہلا طبقہ علی الاطلاق سعید و نیکبخت ہے اور دوسرا محض شقی و بدبخت اور
باقی کے دونون طبقے بعض وجہ سے سعید اور بعض وجہ سے شقی ہین ونبینا علیہ السلام لقولہ تعالی لولاک لما خلقت
الافلاک سید الانبیاء والانبیاء من خلقہ افضل ممن سواہ فان قیل الیس الجمع بینہما کما لسلیمان علیہ السلام لانہ اطاعنہ
الجن والانس والریح دنبینا قال علیہ السلام الفقر فخری وان اللہ خیر قلنا للملک صورۃ وحقیقۃ الاستغناء والقدرۃ
وہما کانا فی نبینا علیہ السلام خیر فرد قال لولا الدعوۃ والقدرۃ احلبا لاصبح موسقا اشتکی عن صورۃ الملک والجمع
بینہما علی قسمین احدہما ان یکون طرف اخرتہ ارجح علی دنیاہ والثانی علی العکس وسلیمان من الثانی ولنبینا صلی اللہ
علیہ وسلم من الاول مانال لسلیمان علیہ السلام من الدنیا کان علی سبیل المسعۃ لان اللہ خلق الدنیا لاجل النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فعبر عنہا بالخیر والعافیۃ کقولہ الحج عرفہ۔ **نکتہ**۔ امت محمدیہ کے طبقات کے ذکر مین۔
حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت
کے پانچ طبقے ہونگے اور ہر طبقہ کی مدت چالیس سال ہوگی۔ پہلا طبقہ اہل علم اور مشاہدہ کا ہے اور وہ صحابہ کرام تہے جو
صفت علم اور مشاہدہ کے ساتہ بوجہ اتم موصوف تہے۔ دوسرا طبقہ پرہیز و تقوی کا ہے اور وہ تابعین ہین۔ تیسرا
طبقہ تواصل اور تراحم کا ہے تواصل اون لوگونکی صفت ہے کہ جب دنیا اونکی طرف پیش قدمی کرتی ہے تو وہ اوس سے
دوسرون کو فائدہ پہونچاتے ہین اور اگر دنیا اون میں مشترک ہوتی ہے تو وہ دنیا کی پروا نکرکے دوسرونکو حصہ دیتے
ہین اور خود اوس سے الگ تہلگ رہجاتے ہین اور تراحم کے یہ معنی ہین کہ جب دنیا صرف اون ہی کی طرف متوجہ ہوتی ہے
تو وہ اوسے بیدریغ صرف کر ڈالتے اور خدا کی راہ مین اچہی اور عمدہ مصارف مین خرچ کرتے ہین۔ چوتہا طبقہ تقاطع
اور تدابر کا ہے تقاطع کا یہ مطلب ہے کہ اگر دنیا لوگونکی طرف بطریق مشارکت متوجہ ہوتی ہے تو وہ قطع رحمی اور خصومت
و دشمنی سے اورون پر غالب آتے ہین اور اگر خاص اون سے تعلق رکہتی ہے تو وہ سب سمیٹ لیتے اور دیگر مخلوق سے

بے پروائی کرتے اور حق داروں کو اون کا حق نہین دیتے ہین بلکہ کسی مستحق کو بہی دینا ناگوار نہین کرتے اور تدابر بہی اسیسے قریب قریب ہے۔ پانچوان طبقہ ہرج مرج کا ہے یعنے ایک زمانہ ایسا ہوگا کہ لوگ ایک دوسرے کے گوشت پوست مین پڑین گے اور بعض لوگ بعضون کے قتل کرنے اور اموال کی غارتگری مین حریص ہونگے۔ اِن پانچون طبقون کی کل مدت دوسو سال ہوگی اور دوسو سال کے بعد زمانہ کی رنگت بالکل بدل جائیگی۔ جب سلطان المشائخ اس حرف پر پہونچے تو آپکی آنکہون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور فرمایا کہ یہ حکم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کے بعد دوسو سال مین پورا اور تمام ہوگیا اب اس زمانہ حادثہ زا کی نسبت آدمی کیا قیاس کرسکتے ہین۔

نکتہ نیت کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ آدمیون کو سب سے پیشتر نیت کرنی چاہیئے کیونکہ خلق کی نظر تو عمل پر ہوتی ہے لیکن خدا کی نظر نیت پر ہوتی ہے اور جب خدا کی نظر صرف نیت پر ہے تو ترک عمل پسندیدہ ہے۔ نیت کے یہی معنی نہین ہین کہ آدمی دل مین کہہ لے کہ مین ایسا کام کرتا ہون یا یہ کام کرون گا اسے حدیث نفس کہتے ہین بلکہ حقیقت مین نیت وہ چیز ہے جو خود بخود دل سے اوٹہکر آدمی کو کسی کام پر برانگیختہ اور آمادہ کرلے اور وہ چیز خواہ دینی ہو خواہ دنیاوی قائم مقام فتوح کے ہے یعنے الہام خداوندی کے قائم مقام ہے جو بعضون کے دل مین پیدا ہوتا ہے۔ مگر جس شخص کا دل دنیا کی طرف مائل ہوتا ہے اوسے یہ بات میسر نہین ہوتی اور بہلائی و نیکی کے کام اوس سے بمشکل صادر ہوسکتے ہین۔ بعدہٗ آپ ایک تمثیلی حکایت بیان فرمائی کہ دمشق کی جامع مسجد مین مال وقف بہت کچہہ تہا اور اس مسجد کا متولی بڑا فارغ البال اور قوی الحال تہا گویا شہر کا دوسرا بادشاہ تہا یہان تک کہ اگر بادشاہ وقت کو کبہی روپیہ کی ضرورت ہوتی تو متولی مسجد سے قرض لیکر مصرف مین لاتا۔ الغرض متولی مسجد کا یہ تمول اور دولتمندی دیکہکر ایک درویش کے موںہہ مین پانی بہر آیا اور اوسنے اوقاف مسجد کی طمع مین اس غرض سے طاعت وعبادت شروع کی کہ شہر مین عام طور پر اوسکی شہرت پہیلجائے اور لوگ اوسے مقدس اور بزرگ شخص خیال کرکے مسجد کی تولیت اوسکے سپرد کردین غرضکہ یہ درویش ایک مدت تک طاعت وعبادت مین مشغول رہا لیکن کسی شخص کی زبان پر اوسکا نام تک جاری نہین ہوا حتی کہ ایک رات اپنی اس نمود وریا کی عبادت سے سخت پشیمان ہوا اور خدا سے عہد واثق کیا کہ اب مین خاص تیرے ہی لیئے عبادت کرون گا اور کسی غرض اور طمع کی ملونی اوسمین ہرگز نہ ملاؤن گا۔ چنانچہ یہ عہد کرکے اوس ریائی عبادت کو یکلخت ترک کردیا اور نیک نیتی اور عزم صادق کے ساتہ عبادت الٰہی مین مشغول ہوا ابہی تہوڑا ہی عرصہ گذرا تہا کہ اوسکی عبادت اور تقدس کا چرچا سارے شہر دمشق مین پہیل گیا اور وہان کے معزز لوگون نے اوس سے درخواست کی کہ آپ اس مسجد کی تولیت قبول فرمائین مگر درویش نے صاف طور پر کہہ دیا کہ مینے اوسے ترک کردیا اور مین اوسے ترک کرچکا ہون اول اول بیشک مین اوسکی طلب اور

خواہش مین سرگرم تہا اوسوقت مجہے کسینے اسپر مامور نہین کیا اور جب مین اوسکا خیال دل سے نکال چکا تو اب لوگ مجہے اوسکے قبول کرنے پر مجبور کرتے ہین - خلاصہ یہ کہ وہ درویش بہت عرصہ تک اسیطرح طاعت الٰہی مین مصروف رہا اور دمشق کی جامع مسجد کی تولیت کے شغلہ مین آلودہ نہین ہوا - **نکتہ** صبر اور رضا کے بیان مین - حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ صبر اسے کہتے ہین کہ جب آدمی کو کوئی مکروہ اور ناخوشی کی بات پہونچے تو اوسپر صبر کرے اور تحمل و سہار سے کام لے کسی طرح کی جزع و فزع اور گریۂ و زاری نکرے اور رضا یہ ہے کہ جو بلا و مصیبت پہونچی ہے اوس سے ذرا رنجیدہ اور ناخوش نہو اور یہ معلوم ہوتا ہو کہ اوسے کبہی کوئی بلا اور مصیبت پہونچی ہی نہ تہی لیکن متکلمین اس معنی کے منکر ہین جیسا کہ ماثورہ دعاؤن مین منقول ہے - مین نے سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے نیز آپ بارہا زبان مبارک سے فرمایا بہی کرتے تہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تہے کہ خداوندا مین تجہسے صلح اور امانت اور حسن خلق مانگتا ہون اور اسبات کی بہی دعا کرتا ہون کہ لوگون کے دلون مین میری محبت ڈال دے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بہی فرمایا ہے کہ جو شخص خدا تعالی کی رضامندی چاہتا ہے خدا اوس سے راضی ہوجاتا ہے اور لوگونکو بہی اوس سے راضی کردیتا ہے اور جو شخص لوگون کی رضامندی کا خواہان ہوتا ہے تو خدا اوس سے ناخوش ہوتا ہے لوگ بہی ناراض رہتے ہین - نیک بخت اور صالح مومن کافرون مین بہت تہوڑے ہین اور صالح و نیک دل لوگ مومنون مین کم - اسیطرح صادق اور راستباز لوگ صالحون مین کم اور قضاء الٰہی پر راضی رہنے والے صابرون کے زمرہ مین بہت کم ہین تو تم لوگ قضاء الٰہی پر راضی رہنے والونکو ڈہونڈو اور اونکی صحبت بہت ہی غنیمت جانو - ابو عثمان مغربی سے کسینے پوچہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث اسالک الرضا بعد القضا کے کیا معنی ہین جواب دیا کہ رضا بعد القضاء عین خدا کی رضا ہے - گذشتہ انبیا مین سے ایک نبی نے کہا کہ خداوندا مسکین اور اسیر لوگ تجہسے کیونکر راضی ہوتے ہین حق تعالی نے اونکے جواب مین فرمایا کہ میری ملاقات اور دیدار سے آبو حامد کا بیان ہے کہ مین رضا بالقضاء اللہ کے معنی سے بالکل ناواقف تہا یہان تک کہ ایکدن کا ذکر ہے مین رستہ مین چلا جاتا تہا کہ ایک اندہے کو یہ کہتے سنا الٰہی جو شخص میرا ہاتہہ پکڑکر میرے مکان تک پہونچادے اوسے اپنے فضل و کرم سے بخشدے اور اوسکے تمام گناہ آب عفو سے دہو ڈال مین نابینا کی یہ دعا سنکر اوسکا ہاتہہ پکڑ لیا اور کہا تمہارا مکان کہان ہے اور تم کہان نماز پڑہنا چاہتے ہو اوسنے کہا بیت اللہ جہان لوگ حج کو جاتے ہین اسوقت مجہپر رضا بالقضاء اللہ کے معنی کہل گئے اور مین پہچان گیا کہ اس جملہ کا یہ مطلب ہے پہر میرے سر مین ندا کی گئی کہ اگر تو میری قضاء پر راضی نہ ہوگا اور جو معاملہ مین تیری ساتھ برتون اوسے خوشی سے قبول نہ کرے گا تو میرے بعد کوئی اپنا کارساز نہ پائیگا - **ابیات** -

باش در حکم صبو لجانش گوئی	ہم سمعنا و ہم اطعنا گوئی	بر در حق بباش و در مگرد	کہ بزاری شوی درین رہ مرد
نہ بوئے لیک ہست در کارے	تو کنی اندرین میان بازی	آن دوئی کمن ستیزہ باو	گر گریزی از و گریزہ باو
قدرش را بچشم خویش نہ بین	خواجہ آزادگی مباش ہمین	جان و اسباب خویشتن دربان	بر رہ ہمیں در دو خانہ مسان
چند پرسی کہ بندگی چہ بود	بندگی جز فگندگی نہ بود	آنکہ دلہائی آشنا داند	دل زخوردن چرا جدا ماند

نکتہ امید و بیم کے ذکر مین - مین نے حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ جب بندہ کے جسم پر خوف الٰہی سے رونگٹے کہڑے ہو جاتے ہین تو اوسکے گناہ اسطرح جہڑ جاتے ہین جسطرح درخت سے سوکہے پتے خدا تعالی نے حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ کیا تم میرے سوا کسی اور سے بہی خوف و اندیشہ رکہتے ہو - حضرت موسیٰ نے کہا کہ ہان مین اوس شخص سے ڈرتا ہون جو تجہسے نہین ڈرتا - ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین عرض کیا کہ اے رسول خدا ایمان دار آدمی گناہ کے وقت ایماندار رہتا ہے فرمایا ہان مومن رہتا ہے اور اوسکا خوف خدا اوسکے ایمان کی کہلی دلیل ہے - شاہ کرمانی سے کسینے پوچہا کہ خوف خداوندی اور خشیۃ الٰہی کا کیا ثواب ہے جواب دیا کہ قیامت کے روز اوسے حساب دینے کا ذرا خوف نہ ہوگا - ایک شخص نے کسی عارف سے کہا کہ مین فلان شخص سے ڈرتا ہون اوسنے جواب دیا کہ اوس سے مت ڈر - جبرئیل علیہ السلام نے حضرت میکائیل سے کہا کہ اوس شخص سے بڑا تعجب ہوتا ہے کہ خدا نے اوسے اور نہ صرف اوسے بلکہ تمام مخلوق کو پیدا کیا اونکی اچہی اور عمدہ صورتین بنائین طرح طرح کی نعمتین اور برکتین عنایت فرمائین اور وہ بے کہ لوگون کو اپنے سے خوش رکہنے کے لئے خدا کی معصیت و نافرمانی مین ڈوب جاتا ہے حالانکہ اوس نافرمانی سے خدا کا کچہ بہی لگاڑ نہین سکتے اور تعجب پر تعجب یہ ہوتا ہے کہ باوجود اسکے خدا اونہین عذاب مین مبتلا نہین کرتا - میکائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہان بیشک یہ تعجب کی بات ہے - جناب سلطان المشائخ سے لوگون نے دریافت کیا کہ مرجی لوگ کون ہین اور ناجی کون - فرمایا ناجی وہ ہے جو صرف رجا اور امید پر بہروسہ رکہتے ہین اور مرجیون کی دو قسمین ہین ایک مرجی خالص دوسرے مرجی غیر خالص - مرجی خالص وہ ہے جو اسبات کا قائل ہے کہ سب چیزین رحمت سے ہین

نکتہ نمود وریا کے بیان مین - حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے اور نیز مین نے اون کے قلم مبارک سے بہی ایسا ہی لکہا دیکہا ہے کہ ریا کو نہ تو خدا تعالی ہی نظر قبول دیکہتا ہے نہ خدا نے اوسکی توصیف و تعریف کرتی ہے - حضرت فضیل کا بیان ہے کہ ہم سے پہلے لوگ ایسے تہے جو لوگون کو اپنی عملی کارروائیان دکہاتے تہے اور آج وہ ہین جو کرتے تو کچہ نہین مگر نمود وریا بہت کچہ کرتے ہین - ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت سلطان المشائخ کی مجلس مین ایک شخص کا ذکر چہڑ گیا کہ گذشتہ زمانہ مین جامع مسجد مین ہمیشہ شب بیدار رہتا اور تمام رات تہجد گذاری مین بسر کردیتا

اور اس عبادت سے اوسکی غرض یہ تھی کہ لوگ اوسکی شہرت عبادت سنکر شیخ الاسلامی کے معزز منصب پر ممتاز کرین اسبارہ مین آپنے ایک عجب مسرت افزا حکایت بیان فرمائی کہ ایک بقال کامل بیس سال تک روزے سے رہا اور کسیکو اوسکے حال کی اطلاع نہین ہوئی یہان تک کہ اوسکی بیوی کو بھی معلوم نہ تھا کہ وہ روزے سے رہتا ہے کیونکہ جب وہ گھر مین رہتا تھا تو ایسا ظاہر کرتا تھا کہ شاید دوکان سے کچھ کھاکر آیا ہے اور جب دوکان پر جاتا تھا تو یہ ظاہر کرتا تھا کہ گھر سے کچھ کھاکر آیا ہے۔

نکتہ توکل کے بیان مین۔ جناب سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز فرماتے تھے کہ آدمی کو خدا تعالی پر پورا اعتقاد اور کامل بھروسہ رکھنا چاہیئے مخلوق پر ذرا نظر کرنی نہ چاہیئے۔ بعد ازان آپنے فرمایا کہ کسی شخص کا ایمان اوسوقت تک کمال کے درجہ پر نہین پہونچتا جبتک کہ ساری مخلوق اوسکی نظر مین اونٹ کی مینگنی جیسی نہین آتی اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سفر حج مین گئے ہوئے تھے اثناء راہ مین ایک لڑکے سے ملاقات ہوئی۔ حضرت ابراہیم نے اوس سے پوچھا کہ صاحبزادے تم کہان جاتے ہو جواب دیا کہ کعبہ محترمہ کا قصد ہے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ تمہارا زاد راحلہ کہان ہے۔ لڑکے نے کہا کہ اے ابراہیم جو خدا بندہ کو بے اسباب زندہ رکھ سکتا ہے کیا وہ مجھے بے زاد و راحلہ کعبہ تک نہین پہونچا سکتا ہے۔ یہ کہکر لڑکا آگے ہو لیا ابراہیم خواص جب کعبہ معظمہ مین پہونچے تو دیکھتے ہین نہ وہ لڑکا اونسے پہلے کعبہ مکرمہ مین پہونچا ہوا ہے اور نہایت جوش کے ساتھ طواف مین مصروف ہے جون ہی لڑکے کی نظر حضرت ابراہیم خواص پر پڑی ایک بیتابانہ جوش کے ساتھ کہا کہ اے ضعیف الیقین تونے جو کچھ مجکو رستہ مین کہا تھا اوس سے توبہ کر۔ دیکھ لے کہ خدا نے مجھے بغیر زاد و راحلہ کس طرح یہان پہونچا دیا اور تجھسے پہلے پہونچا دیا اسی حکایت کے ذیل مین آپنے یہ بھی فرمایا کہ ایکدفعہ ایک نباش یعنے کفن چور خواجہ بایزید کی خدمت مین آیا اور اس ناشائستہ فعل سے توبہ کی خواجہ صاحب نے اوس سے پوچھا کہ تو نے کتنے مردون کے کفن اوتارے ہین کہا ہزار مردونکے پھر خواجہ نے پوچھا کہ بھلا ان ہزار مردون مین سے کتنون کے منہہ قبلہ کی طرف پائے اور کتنے لوگون کے رخ قبلہ سے پھرے ہوئے دیکھے کہا حضرت مینے صرف دو شخصون کے موںھ تو قبلہ کی طرف دیکھے اور دو کم ہزار آدمیونکے رخ قبلہ سے پھرے ہوئے دیکھے۔ حاضرین مجلس نے خواجہ بایزید سے عرض کیا کہ جناب صرف دو شخصون کے رخ قبلہ کی طرف ہونے اور باقی لوگون کے مونھ قبلہ کی طرف سے پھر جانے کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا اون دو شخصون کا خدا پر پورا بھروسہ تھا اور دوسرے لوگ خدا پر توکل نہ رکھتے تھے۔ بعد ازان فرمایا کہ مشائخ رحمہم اللہ کے نزدیک رزق کی چار قسمین ہین۔ رزق مضمون ایک۔ رزق مقسوم دو۔ رزق مملوک تین۔ رزق موعود چار۔ آدمی کو روزانہ اوسکے ضرورت کے موافق جو کھانا پانی پہونچتا ہے اوسے رزق مضمون کہتے ہین یعنی خدا تعالی اوسکے رزق کا ضامن ہے

جیساکہ فرمایا گیا ہے وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا یعنی زمین مین کوئی چوپایہ اور جاندار ایسا نہین ہے جسکے رزق کا خدا ذمہ دار نہ ہو اور رزق مقسوم وہ ہے جو خدا تعالی نے اوسکے لیئے روز اول لوح محفوظ مین لکھدیا ہے اور اوسکی قسمت مین مقدر کردیا ہے **بیت** زر دینار رزق ما غم خوردن آمد ٭ نشاید خورد الا رزق مقسوم ٭ رزق مملوک وہ ہے جو آدمی کے لیئے درم دینا را در معیشت کیلئے ساز و سامان مہیا اور ذخیرہ ہون۔ رزق موعود اوسے کہتے ہین جسکا وعدہ حق تعالے نے بندہ سے کرلیا ہے جیساکہ ارشاد فرمایا ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب یعنی جو شخص خدا سے ڈرتا ہے وہ اوسکے لیئے نکلنے کی جگہ آسان کردیتا ہے اور وہان سے رزق پہونچاتا ہے جہان سے اوسے وہم و گمان بہی نہین ہوتا۔ زان بعد فرمایا کہ توکل صرف رزق مضمون مین ہوتا ہے اور دیگر رزقون مین نہین ہوتا کیونکہ جو رزق مقسوم ہوتا ہے اوس مین تو توکل کی گنجائش ہی نہین ہوتی۔ وجہ یہ کہ جب خدا اوسکا ذمہ دار ہے اور لوح محفوظ مین لکھدیا گیا ہے تو اوسے ہر حالت مین پہونچکر رہے گا جسکا اسے فی الجملہ اطمینان ہے اور جب یہ ہے تو پہر توکل کے کیا معنی۔ رہا رزق مملوک اوس مین بہی توکل نہین ہوتا اور موعود رزق مین تو کچہ بہی توکل کا شائبہ نہین پایا جاسکتا وجہ یہ کہ جس چیز کا وعدہ ہوا ہے وہ یقیناً اور قطعاً پہونچیگی۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ توکل کے تین مرتبے ہین۔ پہلا مرتبہ یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے دعوے کے سرسبز ہونے کے لیئے ایک وکیل کہڑا کیا جو موکل کا دوست بہی ہے اور عالم بہی پس اسوقت یہ موکل مطمئن اور امین ہو جائیگا کہ مین ایسا وکیل رکہتا ہون جو سوال و جواب مین بہی دانا ہے اور مجہسے دوستی بہی رکہتا ہے اسصورت مین توکل بہی ہے اور سوال بہی۔ یہی وجہ ہے کہ موکل کبہی کبہی وکیل سے کہتا ہے کہ دعوے مین یہ کہہ اور یون جواب دہی کر۔ اور وہ قانون پیش کر کہ تمام باتین فیصل ہو کر مقدمہ طے ہو جائے۔ توکل کا دوسرا مرتبہ اوس شیرخوار بچہ کی مشابہ ہے جسے اوسکی مان گاہ و بیگاہ دودہ دیتی اور ہر وقت نگرانی رکہتی ہے۔ اسصورت مین صرف توکل ہوگا اور سوال نہ ہوگا یعنے بچہ مان سے یہ نہین کہتا کہ مجہے دودہ دے بلکہ اوسکے دل مین مان کی شفقت و مہربانی پر بہروسہ ہوتا ہے۔ توکل کے تیسرے مرتبہ کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے مردہ غسال یعنے مردہ شو کے ہاتہہ مین ہوتا ہے کہ ذرا حرکت اور تصرف کرنے کی قدرت نہین رکہتا بلکہ نہلانے والے کے بس مین ہوتا ہے کہ وہ جسطرح چاہتا ہے اولٹ پلٹ کرتا ہے اور جہان سے چاہتا ہے بدن دہوتا ہے اور توکل کا یہی مرتبہ سابق کے دونون مرتبون سے ارفع و بلند ہے۔

نکتہ۔ حلم و عفو اور غضب و حیا کے بیان مین۔ جناب سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حلم و تحمل مین بہت مشہور تہے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے

کہ نجاشی نے آپکو کوئی بات کہی گویا کسی عیب کے ساتھہ طعنہ دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے نہایت تحمل اور خندہ پیشانی کے ساتھ
جواب دیا کہ اے خواجہ جس قدر مجہہ مین عیب بہرے ہوئے ہین اون مین سے تجہے بہت ہی سہل اور آسان چیز معلوم ہوئی ہے
مجہہ مین تو اس سے بہت زائد اور بڑے عیوب موجود ہین۔ زان بعد ارشاد فرمایا کہ امام عاصم علیہ الرحمۃ جو قرارت مین مشہور
امام گذرے ہین ایکدفعہ صحرا کی طرف چلے جاتے تہے ایک سفیہ اور بیوقوف نے رستہ مین آپکے ساتہہ سفاہت اور بے شرمی
کی باتین کرنی شروع کین لیکن امام عاصم نے کچہہ نہین کہا یہانتک کہ جب شہر کے نزدیک پہونچے اور وہ شخص اوسیطرح
امام عاصم کو برا کہتا رہا اور امام کے دوست آشنا اور معتقد اون سے ملاقاتین کرنیکو نزدیک ہوئے تو امام عاصم نے
اوس سفیہ کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ بہائی اب تجہے میری برائی سے زبان بند کرنی چاہیئے کیونکہ یہان میرے دوست
آشنا بہت ہین اگر تو اونکے سامنے مجہے برا کہیگا تو وہ تجہے رنج پہونچائینگے اور تعجب نہین کہ تیرے ساتہہ بدسلوکی سے
پیش آئین۔ مین نے حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ علم عالم کا
معین و مددگار اور حلم اوسکی زینت ہوا کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ جناب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہ خداوندا
علم کے ساتہہ میری مدد کر اور حلم سے مجہے زینت عطا کر اور آپنے اپنی دعا مین یہہ بہی فرمایا ہے کہ اے کریم مین تیری
جناب مین توبہ کرتا ہون خداوندا اگر تو ہمین عذاب کرے تو ہم اوسکے لائق و سزاوار ہین اور اگر ہمین معاف کردے
تو تو صاحب عفو ہے۔ جب آپ یہ دعا کر چکے تو جناب الٰہی سے پیام آیا کہ قد عفوت عنکم یعنے مینے تمہین معاف کردیا
اور ایک روایت مین یون بہی آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ ہمارے ساتہہ بدی کرکے
معافی چاہتے ہین تو ہم اونہین وہی کہتے ہین جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بہائیون سے کہا تہا کہ لاتثریب علیکم
الیوم یغفر اللہ لکم وہو ارحم الراحمین یعنی آج تمپر کچہہ سرزنش نہیں خدا تمہین بخشدیگا اور وہ سب مہربانون سے
زیادہ مہربان ہے ایک دانشمند کا قول ہے کہ جب تجہے غصہ آئے تو اول اسمان کو دیکہہ۔ پہر زمین کی طرف نظر کر۔
زان بعد آسمان و زمین کے خالق کو دیکہہ تجہسے فوراً غصہ جاتا رہے گا۔ حیا بہی انسان کے لئے اعلیٰ درجہ کا جوہر
ہے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیا کے بہت کچہہ فضائل بیان فرمائے ہین۔ اور حیا کے درجے ہین۔
حیاء الرب من الکرم وحیاء السائل من الندم یعنی حق تعالیٰ کا کرم سے حیا کرنا اور سائل کا ندامت سے۔
سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے العفو خیر من الکظم یعنے غصہ کے پی جانے سے معاف کردینا بہت بہتر ہے کیونکہ
جو شخص غصہ پیجاوے اور معاف نہ کرے تو ممکن ہے کہ اوسکے دل مین حقد اور کینہ جڑ پکڑ جائے اسموقع پر آپنے ارشاد
فرمایا کہ عرصۂ قیامت مین خدا تعالیٰ کے حکم سے فرشتے ندا دینگے کہ جو شخص ہمپر کوئی حق رکہتا ہے وہ آکر اپنا

حق ہم سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام یہ ندا سُنینگے اور سر جھکائے ہوئے خاموش کہڑے رہینگے کسیکو مجال نہ ہوگی کہ اسباب کا دعویٰ کرے کہ مین حق رکھتا ہون جب کسی طرف سے بجز سکوت و خاموشی کے کوئی جواب نہ ملیگا تو یہ ندا دیجائیگی کہ جو لوگ عاجز اور زیردستون کو معاف کردیا کرتے تھے وہ کہان ہین - یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ حق تعالیٰ ہر روز بندہ کے ستر گناہ معاف کرتا ہے اسکے بعد بھی اگر بندہ اپنی بدی سے نہین چوکتا اور گناہ پر جرأت کرتا ہے تو یہ گناہ اوسکے اعمالنامہ مین لکھا جاتا ہے - اگر آدمیون مین اسکی نظیر دیکھی جائے تو بہت کم ملے گی - کیونکہ ایسے لوگ بہت کم ہین جو کسی شخص کے گناہ اور خطا معاف کرتے ہون مین نے جناب سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکھا دیکھا ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو اپنی لونڈی غلامون کو مت مارا کرو کیونکہ اونکے لیئے ایک وقت مقرر ہے جیسا تمہارے لیئے **حکایت** حضرت سلطان المشائخ کے جماعت خانہ مین لوگون نے ایک شخص کو بُرا کام کرتے دیکھکر پکڑ لیا اور سخت مواخذہ کیا - سلطان المشائخ کو جب یہ خبر ہوئی تو آپ نے لوگونکو اوسے ایذا دینے سے روک دیا اور اپنے پاس بلاکر فرمایا کہ تو اسبات کا عہد و پیمان کرے کہ اسکے بعد ایذا نہ پہونچاؤنگا اوسنے اقرار کیا تو آپنے خدام کو حکم دیا کہ اسے کچھ خرچ دیکر روانہ کردین - زان بعد حضرت سلطان المشائخ نے خصومت کے بارہ مین فرمایا کہ ظلم و جفا کا تحمل اور ستم کی برداشت کرنا اوسکی مکافات و پاداش دینے سے بہت بہتر ہے - بعدہ حضور کی زبان مبارک پر یہ رباعی جاری ہوئی **رباعی** ہر کہ مارا رنجہ دارد راحتش بسیار باد ✤ وانکہ مارا خوار دارد ایزدا و را یار باد ✤ ہر کہ او خارے نہد در راہ من از دشمنی ✤ ہر گلے کز باغ عمرش بشگفد بیخار باد ✤ یعنے جو شخص ہم سے رنج رکھے اوسے بے انتہا راحت پہونچے اور جو ہمین ذلیل و خوار رکھے خدا اوسکا مددگار ہو جو ہماری راہ مین دشمنی کی وجہ سے کانٹا رکھے خدا کرے اوسکے باغ عمر کا ہر پھول ہمیشہ تازہ و شگفتہ رہے - اسوقت آپنے فرمایا کہ جو شخص تیرے راستہ مین کانٹے بچھائے اور اسکی مکافات مین تو بھی اوسکی راہ مین کانٹے بوئے تو یہ کوئی تعریف کی بات نہین ہے بلکہ اصل مین کانٹے ہی بوئے ہین اسی اثنا مین آپنے یہ بھی فرمایا کہ آدمیون مین یہ بات یون ہی جاری ہے یعنے وہ ظلم کی پاداش مین ظلم کرتے ہین مگر درویشون کے طریقہ مین ایسا نہین ہے بلکہ درویش بھلوق کے ساتھ تو بھلائی کرتے ہی ہین لیکن بدونکے ساتھ بھی بھلائی کرتے ہین - کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سے اور اونہون نے جناب سلطان المشائخ قدس اللہ سرہما العزیز سے اسی بارہ مین ذیل کی رباعی سنی ہے **رباعی** گیرم کہ نمازہائے بسیار کنی ✤ وز روزہ دہر بشمار کنی ✤ تا دل نہ کنی زغصہ و کینہ تہی ✤ صد من گل بر سر یک خار کنی ✤ یعنے مین فرض کرتا ہون کہ تو بہت سی نمازین پڑھتا اور بے انتہا روزے رکھتا ہے -

لیکن تا وقتیکہ دل کو غصہ اور کینہ سے خالی نکریگا تحمل و بردباری کی فضیلت میسر نہوگی۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ آدمی مین ایک تو نفس ہوتا ہے اور ایک قلب پس جسوقت کوئی شخص نفس سے پیش آئے دوسرے شخصکو قلب سے پیش آنا چاہیے مطلب یہ ہے کہ نفس خصومت و دشمنی اور فتنہ و غوغا سے لبریز ہوتا ہے اور قلب سکونت و اطمینان اور مہربانی و رضا سے پُر ہوتا ہے تو جب کوئی آدمی نفس سے پیش آتا ہے اور دوسرا اوسکے مقابل مین قلب سے پیش آئے تو پہلے شخص کا نفس مغلوب ہو جاتا ہے اور اگر یہ بہی نفس کے مقابلہ مین نفس سے پیش آئے تو دشمنی و عداوت اور فتنہ و فساد اوٹہہ کہڑا ہوتا ہے اسی درمیان مین آپنے تحمل و حلم کی بزرگی مین یہ بیت زبان مبارک پر جاری فرمائی۔

بیت زہر بادے چو کاہے گر نہ لرزی ⁂ اگر کوہے لکاہے مے نیرزی ⁂ یعنی اگر تو ہر ہوا سے گہاس کی طرح جنبش کرے گا تو کوہ پہاڑ ہو گا لیکن گہاس کی برابر بہی قیمت نرکہے گا حاضرین جلسہ مین سے ایک شخص نے بیان کیا کہ حضرت بعض لوگ تو ایسے ہین جو آپکو ممبر پر بیٹہکر اور بعضے دوسرے موقعون پر بُرا کہتے ہین اور اون لفظون سے یاد کرتے ہین جنکے سننے کی ہم طاقت نہین رکہتے۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ مین نے اون تمام لوگون کو معاف کر دیا ہمارا شیوہ یہ نہین ہے کہ کسی کی عداوت مین مشغول ہون جس نے مجہے بُرا اور ناسزا کہا ہے مین نے تو اوسے معاف کر دیا اور تمہین بہی لائق ہے کہ اون لوگونکو معاف کر دو اور اس قسم کی باتین دوبارہ میرے سامنے بیان نکرو۔ زان بعد آپنے فرمایا۔ ایک شخص چہجو نام ساکن اندرپت مجہے ہمیشہ بُرا کہا کرتا اور میری بُرائی چاہا کرتا تہا بُرائی اور بدی سے یاد کرنا اس قدر زبون نہین ہے جس قدر کہ بدخواہی زبون تر ہے۔ الغرض جب وہ مر گیا تو تیسرے روز مین اوسکی قبر پر گیا اور اوسکے حق مین دعاء خیر کی جناب الٰہی مین مناجات کی کہ خداوندا اوس شخص نے جسقدر میرے ساتہ بُرائی کی اور بدزبانی سے میرے ساتہ پیش آیا مین نے اوسے سب معاف کر دیا تو بہی اپنے فضل و کرم سے اسے بخشدے اسی موقع پر آپنے یہ بہی فرمایا کہ اگر دو آدمیون مین باہم رنجش ہو تو صفائی کا بہتر طریق یہ ہے کہ یہ شخص اپنی طرف سے اپنا دل بالکل پاک و صاف کرے اور جب یہ شخص اپنا دل عداوت سے پاک و صاف کرے گا تو ضروری بات ہے کہ دوسری شخص کی طرف سے آثار بہت کم ظہور مین آئیگا اور رفتہ رفتہ باہم صلح ہو جائے گی بعدہ فرمایا آدمیون کو اس قسم کی بدگوئیون اور بُرائیون سے کیون رنجیدہ ہونا چاہیئے حالانکہ لوگون نے کہا ہے کہ اصل مین صوفی وہ شخص ہے جسکا مال وقف اور خون مباح ہو اور جب یہ ہے تو پہر اوسے کسیکی بدگوئی اور غیبت سے کیا خوف ہو اور کسی سے خصومت و عداوت کیون رکہے۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ ایکدفعہ بہت سے سفیہ اور پریشان گو میرے پاس آئے اور بہت سی ناسزا اور بیہودہ باتین میری نسبت میرے ہی موبنہ پر کہین لیکن مین نے اونکی ایکبات کا بہی جواب نہین دیا انجام کار

انہنین یہی کہنا پڑا کہ اس قسم کا تحمل اور برداشت تمہارا ہی کام ہے۔ بعدہ فرمایا کہ خلق کے معاملہ کی تین قسمین ہین ایک یہ
اس شخص سے دوسری کو کسیطرحکی نہ خیر و منفعت ہی پہونچے نہ نقصان و مضرت ایسا شخص جماد کا حکم رکھتا ہے دوسری قسم
مین وہ لوگ داخل ہین جنسے دوسرون کو منفعت تو پہونچتی ہے مگر ضرر کسی طرح کا نہین پہونچتا یہ قسم پہلی نوع سے بہتر ہے
تیسری قسم جو پہلی کی دونون شقون سے بہتر اور خوشتر ہے وہ یہ ہے کہ اس سے دوسرون کو ہمیشہ منفعت پہونچتی رہتی
ہے اور اگر لوگ اوسے مضرت پہونچاتے ہین تو وہ اوسکی پاداش و مکافات کا خیال نہین کرتا بلکہ نہایت خوشدلی کے ساتھ
تحمل کرتا اور ایذاؤن کو سہتا ہے اصل مین یہ کام صدیقون کا ہے۔ زان بعد فرمایا۔ ایک بادشاہ تھا جسے لوگ
تارانی کہتے تھے لوگون نے بلوا کر کے اوسے قتل کر دیا اور اوسے شیخ سیف الدین باخرزی کے ساتھ سخت عقیدت و محبت تھی
جب لوگون نے اوسکی جگہہ دوسرا بادشاہ تخت پر بٹھایا تو ایک چغلخور اوسکا مقرب بنا جو شیخ سیف الدین باخرزی
سے نہایت عداوت رکھتا تھا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ اس چغلخور نے موقع پاکر بادشاہ سے کہا کہ اگر آپ چاہتے ہین کہ
میرا ملک و سلطنت برقرار رہے اور مین ایک عرصہ تک تخت سلطنت پر جلوہ آرا ہون تو شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ
علیہ کا کام تمام کر دینا چاہیئے کیونکہ ملک کی تحویل و تبدیل اوسکی وجہ سے ہوتی ہے بادشاہ نے اوس چغلخور کی یہ بات
سنکر کہا کہ تو ہی اس کام کا بیڑا اوٹھا اور جسطرح مناسب سمجھہ شیخ کو دربار مین حاضر کر یہ چغلخور گیا اور شیخ کے
ساتھ بڑی بے ادبی اور گستاخی سے پیش آیا اور نہایت سختی کے ساتھ اونکی گردن مین دستار ڈالکر پاکسی اور ذلت
کے ساتھ بادشاہ کے پاس گھسیٹتا ہوا لیگیا شیخ جب بادشاہ کے تخت کے سامنے آکر کھڑے ہوئے اور بادشاہ کی نظر
آپ پر پڑی معلوم اوسے کیا دکھائی دیا کہ فوراً تخت سے نیچے اوتر آیا اور معذرت پیش کی شیخ کے قدمون کو چوم دیا اور
ہاتھ چومے اور بہت سی خدمت سے پیش آکر معذرت کی کہ مین نے اسے یہ حکم نہین دیا تھا کہ آپکو اس ذلت و خواری
کے ساتھ لائے۔ الغرض شیخ علیہ الرحمۃ بادشاہ سے رخصت ہوکر اپنے گھر تشریف لائے دوسرے روز بادشاہ نے اوس چغلخور
کے ہاتھ پاؤن باندھکر شیخ کی خدمت مین بھیجدیا اور نہایت ادب سے کہلا بھیجا کہ یہ شخص اس قابل ہے کہ فوراً سزای قتل دیجائے
اب مین اسے شیخ کی خدمت مین بھیجتا ہون آپ جسطرح مناسب سمجھین اسے قتل کرین شیخ نے جو نہین اوسے پا بزنجیر دیکھا
فوراً کھڑے ہوگئے اوسکے ہاتھ پاؤن کھولدیئے اور اپنے جسم کے لباس سے اوسکا بدن ڈھانکا اور فرمایا کہ آج میرا
وعظ ہے وہان میرے ساتھ چل وہ پیر کا دن تھا اور اسی روز شیخ ہمیشہ وعظ فرمایا کرتے تھے آپ مسجد مین تشریف
لائے اور اوس ساعی کو اپنے ہمراہ لائے ممبر پر بیٹھکر پہلے یہ بیت پڑھی **بیت** آنہا کہ بجاے ما بدیہا کردند ؁ گر دست
رس بجز نکوی نکنم ؁ یعنی جو لوگ ہمارے ساتھہ برائیان کرتے مین ہم سے جہان تک بن پڑتا ہے اونکے ساتھ

نیکی کے علاوہ اور کسی چیز سے پیش نہین آتے۔ اس حکایت کو ختم کرنیکے بعد حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہ قاعدہ مسلم
ہے کہ بندہ سے جو بھلائی برائی ظہور مین آتی ہے سب کا خالق و فاعل خداوند تعالی ہے پس جو کچھ بندہ کو پہونچتا ہے اوسکی
طرف سے پہونچتا ہے اور جب یہ ہے تو کسی سے رنجیدہ ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ ازان بعد اسیکے مناسب آپنے یہ حکایت
بیان فرمائی کہ خواجہ ابو سعید ایکدن کہین چلے جاتے تھے راستہ مین ایک سفیہ نے پیچھے سے ایک چانٹا مارا شیخ ابو سعید
ابو الخیر نے پیچھے پھرکر دیکھا تو وہ سفیہ بولا کہ شیخ مجھے کیا دیکھتے ہو کیا تم یہ نہین کہتے کہ جو کچھ ہمین پہونچتا ہے خدا کی
طرف سے پہونچتا ہے شیخ نے مسکرا کر فرمایا کہ ہان بات تو یہی ہے مگر مین یہ دیکھتا ہون کہ یہ کام کس شقی اور بدبخت کے
نافرد کیا ہے۔ **نکتہ صحبت کے بیان مین۔** حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہین کہ صحبت
کے لائق وہ شخص ہے کہ جب آدمی اوسکی مصاحبت اختیار کرے تو اوسکی صحبت کا کسی قدر اثر اپنے باطن مین محسوس
کرے اور اسی بارہ مین آپنے یہ حکایت بیان فرمائی کہ شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز سفر مین
تھے ایک لق و دق صحرا مین آپنے ایک درویش کو پایا اور اوس سے پوچھا کہ آدمی ایک ایسے شخصکو پاتے ہین جو
ہیئت و لباس صلحا اور نیکون کا رکھتا ہے مثلاً محلوق ہے مصلا کندھے پر ڈالے ہوئے ہے صلاحیت اور نیکی کا شعار
رکھتا ہے لیکن جب خوب تحقیق کیا جاتا ہے تو اوسکا باطن شیطان سے بدتر دیکھا جاتا ہے اسصورت مین اوسکی اصل حقیقت
اور باطنی کیفیت کسطرح معلوم ہو سکتی ہے فرمایا بیشک ایسا اکثر ہوتا ہے آدمی کو اس وقت اپنے باطن مین سیر کرنا چاہیے
یعنے اپنے باطن کو بغور ملاحظہ کرے کہ اوس سے ملاقات کرنے کے بعد باطن مین کونسی کیفیت پاتا ہے جو کیفیت دل مین پائے
وہی اوسکی حقیقتِ حال کی حکایت کرنیوالی ہے بعدہ زبان مبارک پر یہ بیت جاری فرمائی **بیت** باہر کہ نشستی و نشد
شاد دلت ٭ وز تو نرمید زحمت آب و گلت ٭ یا او منشین جان عزیزم زنہار ٭ زیرا کہ کند جان عزیزان بحلت ٭
سلطان المشائخ یہ بھی فرماتے تھے کہ اخوت کی تین قسمین ہین۔ اخوتِ دوست۔ اخوتِ نسبت۔ اخوتِ دین۔ ان سب مین
دینی اخوت زیادہ قوی ہے کیونکہ اگر دو حقیقی بھائی ہون اور دونون مذہبی اختلاف رکھتے ہون۔ ایک مسلمان ہو۔
اور ایک کافر تو یہ ظاہر بات ہے کہ کافر کی میراث مسلمان بھائی کو نہین پہونچیگی اور جب یہ ہے تو کھلی بات ہے کہ اس
قسم کی اخوت نہایت ضعیف ہے۔ اور دینی اخوت قوی ہے کیونکہ جو پیوند اور تعلق اور دینی بھائیون مین ہوتا ہے وہ
دنیا و آخرت دونون مین برقرار رہتا ہے اسی اشارہ مین آپنے یہ آیت پڑھی اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ
یعنے قیامت کے دن دوست باہم ایک دوسرے کے دشمن ہونگے مگر پرہیزگار اور خدا سے ڈرنے والے اپنے اون یاروں کے
قطع دوستی نکرینگے جنسے دنیا مین تعلق رکھتے تھے بلکہ جہان تک بن پڑیگا اونہین تکلیف و رنج سے چھڑانے مین

کوشش کرین گے بعدہ آپنے فرمایا کہ صلحا کی صحبت مین پورا اور کافی اثر ہے پہر حضور نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ جب
خلافت کی باگ جناب امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مین پہونچی اور آپکو بادشاہ عراق کے
ساتھ جنگ کرنے کا اتفاق پڑا تو بادشاہ عراق مسلمانون کے ہاتہون مین گرفتار ہو گیا مسلمانون نے اوسے آپ کے
سامنے پیش کیا جناب فاروق اعظم نے فرمایا کہ اما الاسلام و اما السیف - یعنے اسلام قبول کر ورنہ ابہی تلوار سے
تیرا سر کاٹتا ہون - یہ کہکر آپ اپنے خدام کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ تلوار لاؤ اور جلاد کو فوراً حاضر
ہونے کا حکم دو - یہ بادشاہ بڑا عقلمند اور صاحب گیاست تہا - یہ حال معائنہ کر کے حضرت عمر رضے اللہ عنہ
کی طرف روئے سخن کر کے کہا کہ مین پیاسا ہون حکم ہو کہ تہوڑا پانی مجھے ملجائے حضرت عمر نے ایک شخصکو حکم دیا کہ
اسکے لئے پانی لاؤ - چنانچہ شیشہ کے گلاس مین پانی لایا گیا مگر بادشاہ عراق نے یہ پانی نہین پیا حضرت عمر نے
فرمایا چونکہ یہ بادشاہ ہے اور چاندی سونے کے برتنون مین پانی پیتا ہے لہذا سنہری آبخورے مین پانی دینا چاہیے
چنانچہ آپکے اس ارشاد کی فوراً تعمیل ہوئی اور سونے کے گلاس مین پانی حاضر کیا گیا لیکن بادشاہ نے اس مین
بہی پانی نہین پیا - زان بعد حضرت عمر نے فرمایا کہ اچھا مٹی کے آبخورے مین پانی دو ایسا ہی کیا گیا جب پانی سامنے
رکہا گیا تو بادشاہ نے حضرت عمر کی طرف موںھ کر کے کہا کہ مین بہت دیر سے پیاسا ہون حکم ہو کہ پانی مجھے دیا جا ئے حضرت
عمر نے فرمایا کہ اسے پانی دو جب خادم پانی آگے لیگیا تو اوسنے کہا آپ مجھسے عہد کیجیے کہ جبتک یہ پانی پیکر فارغ
نہ ہولون مجھے قتل نکرین - حضرت عمر نے فرمایا مین عہد کرتا ہون کہ جبتک تو یہ پانی پی نہ لیگا قتل نکرون گا -
بادشاہ نے وہ کوزہ زمین پر دے پٹکا پانی بکھر گیا اور کوزہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اسوقت بادشاہ نے حضرت عمر سے
عرض کیا کہ جس پانی کے پینے پر آپنے عہد کیا تہا مین نے وہ پانی نہین پیا لہذا اب مین امن و امان مین ہو گیا
اور آپکو اس عہد کے موافق مجھے قتل کرنا نہین پہونچتا - حضرت عمر اوسکی دانائی اور گیاست پر متعجب ہوئے
اور فرمایا کہ مین نے تجھے امان دی بعدہ حضرت عمر نے اس بارے مین فکر کیا اور اوسکی صحبت مین ایک صحابی کو متعین کیا -
سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ یہ صحابی اعلٰے درجہ کے نیکبخت تہے اور اسہا درجہ کی صلاحیت انمین موجود تہی دیانت و امانت
مین شہرۂ آفاق تہے جب بادشاہ عراق ان صحابی کے گہر گیا اور چند روز تک صحبت گرم رہی تو انکی نیک صحبت نے
اوس مین فوری اثر کیا اور اوسکی طبیعت صلاحیت پر آگئی - امیر المومنین حضرت عمر رضے اللہ عنہ کو پیغام
بہیجا کہ مجھے اپنے پاس طلب کیجئے تاکہ مین ایمان لاؤن - حضرت عمر رضے اللہ عنہ نے اوسے اپنے پاس بلایا اور
اسلام پیش کیا بادشاہ فوراً مسلمان ہو گیا - اوسکے مسلمان ہو جانے کے بعد حضرت عمر نے فرمایا کہ اب مین

اپنی طرف سے تجھے ملک عراق دیتا ہون جا اور وہان کی سلطنت کر بادشاہ نے کہا کہ ملک عراق میرے کام کا نہین اور نہ مین حکمرانی کا خواہشمند ہون مجھے تو عراق کا ایک مختصر سا گاؤن دیدیجئے کہ اوس سے میری اور میرے متعلقین کی قوت لایمی ہو جایے۔ حضرت عمر نے اوسکی اس التماس کو قبول کیا اور فرمایا بھلا کونسا گاؤن دون۔ بادشاہ نے کہا مجھے ایک خراب اور اُجڑا ہوا گاؤن دیدینا چاہیئے تاکہ مین خود اوسے آباد کرون حضرت عمر نے لوگون کو عراق کی طرف روانہ کیا لیکن ہزار تلاش و جستجو کے بعد بھی کوئی خراب گاؤن نہ ملا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بادشاہ سے فرمایا کہ عراق مین کوئی اُجڑا گاؤن نہین ہے بادشاہ نے کہا امیر المومنین اس سے میرا مقصود یہ تھا کہ مین نے تمام ملک عراق آباد آپکے سپرد کیا ہے اب اگر کوئی موضع خراب اور غیر آباد ہو جائیگا تو کل قیامت کے روز اوسکی جوابدہی آپکے ذمہ ہوگی یہانتک پہنچکر حضرت سلطان المشائخ کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور آپنے رو کر بادشاہ عراق کی کیاست و دیانت کی بے انتہا تعریف کی۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جب سلطان قطب الدین سے میری ملاقات ہوئی تو مینے یہ حدیث اوس سے بیان کی کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مامن صاحب یصحب صاحبۃ ولو ساعۃ من لیل او نہار الا یسال اللہ عن صحبتہ ہل ادیت فیہا حق اللہ ام لا۔ یعنی جو شخص کسی صالح اور نیک آدمی کی صحبت مین بیٹھیگا اگر رات دن کی جملہ ساعات مین ایک ساعت ہی بیٹھا ہوگا تو خدا تعالی اوس صالح سے سوال کریگا کہ تونے اپنی صحبت کا حق ادا کیا یا نہین اور جب یہ ہے تو اے بادشاہ کل قیامت کے روز تجھسے اور نیز مجھسے سوال ہونا ہے کہ تم دونون نے حق صحبت کیا ادا کیا اور پوچھا جائے گا کہ تمہاری صحبت کس نیت سے تھی اور حقوق صحبت کی کسطرح رعایت کی۔ اور فرماتے تھے کہ شیخ جنید رضی اللہ عنہ نے فرمایا وجدت ربی فی سکک المدینۃ۔ یعنی مین نے اپنے پروردگار کو مدینہ کی گلیون مین پایا لوگون نے دریافت کیا کہ آپ یہ کیا فرما رہے ہین خدا کو مدینہ کے کوچون مین کس طرح پایا فرمایا ایکدن کا ذکر ہے کہ مین مدینہ کے بازار مین چلا جا رہا تھا کہ چند شکستہ دلون کو دیکھا جنکی شکستہ دلی کی کیفیت مجھسے بیان نہین ہو سکتی مجھے اون پر بے انتہا رحم آیا اور دلمین عزم کیا کہ مین بھی اونکے ساتھ رہون اور ان سے موانست اختیار کرون چونکہ مین اونکی صحبت مین تنہا تھا اسلیئے مین نے خیال کیا کہ اللہ شکستہ دلون کے ساتھ ہے اور حق بات بھی یہی ہے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے انا عند المنکسرۃ قلوبہم یعنی مین شکستہ دلون کے پاس رہتا ہون۔ خواجہ حکیم سنائی کیا خوب فرماتے ہین ابیات

انکہ خود را شکستہ دل بیند
بہرہ جاہل چو بہرہ گردان است
با خودی ہر دو در خوش باشیم

او ست شایستہ عطائے کریم
ہر کرا عقل بود بہران است
بے من و تو من و تو خوش باشیم

مردم از زیرکان ورم نشود
تو توئی و منم تردیک انست
دوستی تا فگندہ او را باشما

ہر گز عقل بود کم نشود
تو چنان من چنین سر جنگ است
یا بکن یا چو کردی او را باشما

دوستان گنج خانہ وادارند
تا نباشی حریف بےخردان
ہر کہ تنہا روی کند عادت
گو توحید گرد با تفرد
این زبان دوستان بہ اہلشانند

رنج بردار و گنج بردارند
کہ نکوکار بد شود ز بدان
ہم چو خورشید شب کند غارت
چہ کنی صحبتِ کہ این تقلید
ہمہ از بیم جان ہراسانند

باید آن حکمت از علی آموخت
ہیچ صحبت مباد با عامت
جمعیت باشی خدائے بد ہو یار
بیدی از تو اندر آ و یزد
من لعالم درون نمیدانم

دوست نادان بود بباید سوخت
کہ چو خود مختصر کند نامت
فرد باشی خدائے باشد یار
پس بیاری کہ از تو بگریزد
دوستی زان ہمیشہ میرانم

تکملہ محاسن و خلاق کے بیان مین - حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا حسن الخلق ان لایتاثر القلب بجفاء الخلق لمطالعۃ فعل الحق یعنے نیک خلق یہ ہے کہ دل خلق کی جفا سے متاثر نہو فعل حق دیکھنے کی وجہ سے آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ خواجہ حسن بصری حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ تین باتین حسن خلق مین داخل ہین (۱) لوگون سے خندہ پیشانی اور بشاشت کے ساتہہ ملاقات کرنا (۲) کسب حلال سے روزی تلاش کرنا (۳) بندگان خدا پر توسع اور فراخی کرنا۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کو کندہے پر چڑہائے ہوئے اونٹ کی ہی بولی بولتے ہوئے گہر کے صحن مین گشت لگاتے پہرتے تہے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے یہ کیفیت معائنہ کرکے کہا عجب حسن خلق ہے اور ساتہہ ہی یہ بہی کہا کہ نعم الجمل لہما یعنی امام حسن وحسین کے لئے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اچہے اونٹ ہین۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قل لہما نعم الراکبان انتما یعنی ای علی تم حسن وحسین سے کہو کہ تم دونون اچہے سوار ہو۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ بو علی سینا نے ایکدن باہم ایک دوسرے سے ملاقات کی اور جب ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو بو علی نے اوس صوفی سے کہا جو ہمیشہ شیخ کی خدمت مین رہا کرتا تہا کہ جب مین شیخ کی خدمت سے علیحدہ ہو کر چلا جاؤن تو اسبات کا خیال رکہیو کہ جو بات شیخ میرے حق مین فرمائین اوسے مجہ تک پہونچا دیجیو یہ کہکر شیخ بو علی سینا لوٹ آئے شیخ ابو سعید ابو الخیر نے بو علی کا کوئی ذکر زبان پر جاری نہین کیا نہ تو اونکی نیکی ہی بیان کی نہ بدی سے یاد فرمایا جب اسپر بہت زمانہ گذر گیا تو ایک روز اوس صوفی نے شیخ سے پوچہا کہ بو علی سینا کیسا شخص ہے شیخ نے فرمایا حکیم ہے طبیب ہے علم بہت کچہ رکہتا ہے لیکن مکارم اخلاق نہین رکہتا صوفی نے یہ تمام تقریر بجنسہ بو علی کو لکہ بہیجی۔ بو علی نے شیخ کی خدمت مین خط لکہا اور اوسکے ضمن مین یہ بہی تحریر کیا کہ مین نے مکارم اخلاق کے بارے مین کئی کتابین تصنیف کی ہین تعجب ہے کہ شیخ میری نسبت فرماتے ہین کہ بو علی مکارم اخلاق نہین رکہتا جب یہ خط شیخ کے پاس پہونچا تو آپنے مسکراکر فرمایا کہ مین نے یہ کب کہا ہے کہ بو علی مکارم اخلاق نہین جانتا البتہ

یہ کہاہے کہ وہ مکارم اخلاق نہین رکہتا۔ **نکتہ** فتوح کے قبول ورد کے ذکر مین۔ حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا کہ بعض مشائخ ایسے ہی گذرے ہین کہ اونہون نے کسی کی نقدی پر نظر قبول نہین ڈالی ہے اور جب لوگون نے روپیہ پیسہ اونکی نذر کیاہے تو اونہون نے رجوع کردیا ہے۔ لوگون سے تحفے لینے اور اونہین خرچ کرنے مین بہت سی شرطین ہین سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ لینے والیکو چاہیئے کہ جو کچہہ لے حق سے لے۔ اسی بارہ مین آپنے یہ تمثیل بیان فرمائی۔ مثلاً ایک شخص کچہ نقدی کسی کے پاس لاتا ہے اور وہ لینے والیکو علوی خیال کرتا ہے اور اعتقاد رکہتا ہے کہ فرزند رسول ہے لیکن لینے والا اصل مین علوی نہین ہے پس ایسے شخصکو فتوح کا لینا حرام ہے جو شخص ایسا ہو کہ کسی سے کچہہ لینا نہ چاہتا ہو نہ زبان سے مانگتا ہو نہ اسباب کا اندیشہ رکہتا ہو اور اوسکے پاس کچہ پہونچ جائی تو رد نکرے اسی معنی مین آپنے ایک تمثیلی حکایت بیان فرمائی کہ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن الخطاب کو کوئی چیز دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے رسول خدا یہ چیز میرے پاس موجود ہے آپ کسی اور شخصکو جو اسکا محتاج ہے عنایت کیجیے۔ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر جو چیز تمہین بغیر مانگے پہونچے اوسے لیکر اپنے تصرف مین لاؤ اگر محتاج ہو ورنہ صدقہ کردو۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ شیخ جلال الدین تبریزی کے پیر شیخ ابو سعید تبریزی قدس اللہ سرہ العزیز کبہی کسی سے کچہہ نہیں لیتے تہے اسی سبب سے خود اون پر اور اونکے یارون پر کئی کئی روز کا فاقہ گذر جاتا تہا جب دو دن کا فاقہ گذر لیتا تو آپ خرپوزہ اور ہندوانہ سے روزہ افطار کرتے اتفاق سے آپکی یہ کیفیت بادشاہ عہد کو معلوم ہوئی اونے کچہ فتوح شیخ کی خدمت مین روانہ کی مگر شیخ نے اوسے فوراً رد کردیا حب بادشاہ کے پاس حاجب واپس گیا اور عرض کیا کہ شیخ نے آپکا بہیجا ہوا تحفہ نظر قبول سے نہین دیکہا تو بادشاہ نے فرمایا کہ اس فتوح کو لیجا اور شیخ کے خادم کے سپرد کردے لیکن اسطرح سپرد کر کہ شیخ کو ذرا معلوم نہو۔ خادم کہانا پکاکر شیخ کو کہلادے گا۔ چنانچہ حاجب نے ایساہی کیا خادم نے شیخ کے لیے کہانا تیار کیا اور افطار کے وقت حاضر کیا شیخ نے تناول کیا اور عبادت مین مصروف ہوئے لیکن اس رات عبادت کا ذرا مزہ نہ آیا۔ انجام کار اپنے خادم کو بلاکر پوچہا کہ افطار کے وقت جو کہانا تم نے کہلایا تہا وہ کہان سے لائے تہے چونکہ خادم کو شیخ سے جہوٹ بولنے کی مجال نہ تہی اور دو اصلی واقعہ چہپانے کی قدرت نرکہتا تہا لہذا سارا قصہ اول سے آخر تک بیان کردیا شیخ نے فرمایا جو حاجب تیرے پاس نقدی لایا تہا اوسکے قدم جہان جہان پڑے ہین وہانکی مٹی کہود کر باہر پہینکدے۔ خادم نے فوراً ارشاد کی تعمیل کی زان بعد شیخ نے خادم کو اپنی خدمت سے علیحدہ کردیا خواجہ ثنائی کہتے ہین۔ **بیت**

میوۂ این وآن چو درختان میوہ دار ÷ دست در کرد درخت خویش دار ÷

نکتہ۔ ہمت کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے ان اللہ یحب معالی الامور ویبغض صفافہا یعنی خداتعالی اولوالعزم اور بزرگ کامون کو

دوست رکھتا اور ارذل و پست کامون سے ناخوش ہوتا ہے۔ آدمی کو انسانیت مین عالی ہمتی چاہیئے تاکہ مرد رجولیت و مردمی کے
مرتبہ کو پہونچے خصوصًا عالم کو ابتدار تحصیل علوم مین عالی ہمت رہنا چاہیئے تاکہ درجہ حکمت پر پہونچے۔ ہمت کی اصل و حقیقت
یہ ہے کہ خدا تعالی نے ہر ایک روح کو اوسکے فعل کے لائق ایک خاصیت اور اہلیت عطا فرمائی ہے اور اس مین بھید یہ رکھا
ہے کہ ہر ایک روح اوس اہلیت و قابلیت کے مطابق قبول حق کے لیئے آمادہ و مستعد و تیار ہو جائے اور نیز حقوق ارواح
مین سے ہر حق کے لیئے ایک غایت ہے آدمی جبتک اوس غایت کو نہ پہونچیگا سعادت کا مرتبہ نپائیگا پس جب خدا تعالی
کو منظور ہوتا ہے کہ آدمی اپنے منصب کی غایت کو پہونچے تو اوسکی استعداد طلب کی مدد کرتا ہے اور اس مدد کی قوت کے اثر سے
اپنے طلب غایت مین حرکت کرتا ہے اگر اسوقت خدا تعالی کی طرف سے اوسپر کوئی حکم صادر ہوتا ہے تو اوسے توفیق کہتے ہین
اور جب آدمی طلب مین ثابت قدم رہتا ہے تو اوسے ہمت کہتے ہین اور ہمت راہ سعادت کی کنجی ہے۔ اگر کوئی شخص
عالم دنیا مین طالب ہو اور ولایت کے انتہائی درجہ کو پہونچگیا ہو مگر شب و روز نعمت اور حصول
مال کی فکر مین مشغول ہو تو اوسے صاحب ہمت نہین بلکہ حریص کہتے ہین ہمت در حقیقت اہل علم اور اصحاب عہد کو
مسلم ہے کہ وہ اپنے مایۂ عمل اور حقیقت علم مین ثابت قدم رہتے اور ہمیشہ طالب ہمت عالی ہوتے ہین اونہین خدا تعالی
سے زیادہ عزیز کوئی نہین پس طالبان جمال اور عالمان وجود علائق نفسانی سے ہمیشہ مجرد اور علیحدہ رہتے ہین
اور یہ مرتبہ انبیاء علیہم السلام کا ہے اور انکے بعد اولیاء کرام کا درجہ ہے بعدہ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ہمتین
مختلف ہوتی ہین چنانچہ منقول ہے کہ ایک بزرگ بڑے صاحب کمال تھے اونکی خدمت مین ایک اونکا لڑکا اور ایک غلام
رہا کرتا تھا غلام مین صلاحیت و رشاد کا مادہ بہت کچھ تھا ایکدن اوس بزرگ نے دونون کو سامنے بٹھا کر اول اپنے فرزند
سے پوچھا کہ تیری ہمت کس مین ہے اوسنے جواب دیا میری ہمت اس مین ہے کہ میرے پاس بہت طرح کا اسباب ہو اور
شائستہ و نیک غلام خدمت مین رہین۔ از ان بعد غلام سے دریافت کیا کہ تیری ہمت کس چیز مین ہے اوسنے کہا میری
ہمت اس مین ہے کہ جس قدر غلام میرے پاس ہون سبکو آزاد کردون اور آزادون کو غلام بنالون۔ اسکے بعد سلطان
المشائخ نے فرمایا کہ آدمیون کی ہمتین طرح طرح کی ہوتی ہین اور خود آدمی قسم قسم کے ہوتے ہین ایک شخص کی ہمت
دنیا طلبی مین ہوتی ہے ایک شخص ایسا عالی ہمت ہے کہ خواہش دنیا اوسکے گرد نہین پھٹکتی۔ ان دونو قسمون مین وہ
شخص بہتر ہے کہ اگر اوسکے پاس کوئی چیز پہونچے تو خوش ہو جائے نہ پہونچے تو صبر کرے غرضکہ دونون حال مین خوش رہے
جو شخص یہ کہتا ہے کہ مجھے دنیا مین سے کچھ نہین چاہیئے وہ اچھا نہین کرتا بلکہ جو چیزین اچھی اور شائستہ ہین اونکی بابت
ضرورت اور بحث ضرورت ہے ایسی چیزون کی درخواست کرنے سے خدا خوش ہوتا ہے اسی اثناء مین فرزندان مشائخ مین سے

ایک عزیز نے جناب سلطان المشائخ کی خدمت مین ذکر کیا کہ فلان شخص ہمت عالی رکہتا ہے دو سو چاندی کے تنکہ میرے پاس لایا اور نذر کیے جب دو تین مرتبہ اسیطرح کا ذکر کیا تو حضرت سلطان المشائخ کے دل پر اوسکی یہ بات گران گذری آپ نے اسی بارے مین ایک تمثیلی حکایت بیان کی کہ گذشتہ زمانہ مین ایک بادشاہ تہا نہایت جلیل القدر اور بہت بزرگ مخیر اور فراخ حوصلگی مین اپنا نظیر نہ رکہتا تہا اور کرم و بخشش مین شہرۂ آفاق تہا ہر ہفتہ مین دو تین دفعہ دعوت کا سامان مہیا کرتا اور تمام علماء اور مشائخ اور درویشون کو بلاتا اور طرح طرح کے مکلف ولذیذ کہانے کہلاتا جب لوگ کہانے سے فراغت پاکر چلنے لگتے تو ہر ایک کو کپڑے مین بندہے ہوئے روپے علی حسب مراتب دیتا اور ہفتہ مین دو تین مرتبہ اس قسم کی مجلس مرتب کرتا ایکدن کا ذکر ہے کہ بادشاہ کی حرم نے اوسسے کہا کہ بادشاہ سلامت آپ شہر کے تمام علماء اور مشائخ کی دعوت کرتے ہین اور درویشون کی طرح طرح کی خدمت سے پیش آتے ہین لیکن ایک درویش جو سالہا سال سے آپکے پڑوس مین رہتا ہے اوسے آپ کبہی نہین بلاتے اور وہ ہے کہ اپنے فقر و فاقہ مین صابر و قانع ہے اور اپنی ہیش قیمت زندگی ہمیشہ غربت مین بسر کیا کرتا ہے یہ آپکو کب جائز ہے کہ ایک پڑوسی کو نہین بلائین اور دوسرون کی خدمت کرین۔ بادشاہ نے اپنی حرم کی یہ گفتگو سنکر کہا بیشک تو سچ کہتی ہے مجہہ سے سخت غفلت و غلطی ہوئی اب جو دعوت ہوگی تو مین اوسے ضرور بلاؤن گا۔ چنانچہ جب بادشاہ نے اپنی عادت کے مطابق درویشون کو جمع کیا تو اوس درویش کو بہی بلایا درویش نے کہلا بہیجا کہ مجہے معذور رکہئیے کیونکہ مین اپنے گہر سے نکلکر کہین جانا پسند نہین کرتا ہون بادشاہ نے پیام دیا کہ یہ گہر بہی آپ ہی کا ہے مین نے اپنا گہر آپکو بخشا۔ درویش نے کہا کہ اس ضعیف کے نزدیک بے متاع و اسباب کے اور بے چاندی سونے کے بادشاہ کا گہر کسی کام کا نہین بادشاہ نے کہلا بہیجا کہ مین نے اپنا گہر اور اوسکا سارا مال و اسباب اور جو کچہہ اوس مین ہے سب تم کو بخش دیا۔ درویش نے کہا کہ تملیک مین قبضہ شرط ہے اگر مجہے ان تمام چیزون کا مالک بناتے ہین تو قبضہ دیجیے بادشاہ نے کہا کہ تم یہ گہر مع تمام املاک و اسباب کے اپنے قبضہ مین لے آؤ مین نے اسکا قبضہ بہی تمہین دیدیا یہ سنکر درویش اوس گہر مین گیا اور سارا بخشا ہوا مال و اسباب اپنے قبضہ مین لے آیا بادشاہ اور اوسکی بیوی تنہا اپنا دم لیکر اوس گہر سے محل کہڑے ہوئے اور سب لوگون کے سامنے کہلم کہلا کہدیا کہ اس بیوی کے علاوہ جو کچہہ اس مکان مین ہے سب اس درویش کی ملک ہے جب درویش نے دیکہا کہ بادشاہ کی بیوی خالی ہاتہہ بے سرو سامانی کی حالت مین گہر سے باہر کہڑی ہوئی ہے تو وہ نہایت عجلت کے ساتہ وہان سے اوٹہا اور کہا یہ گہر اور جو کچہ اس مین موجود ہے خواہ اسباب خواہ نقد روپیہ اشرفی غرضکہ جو چیز مجہے بادشاہ نے عنایت کی ہے مین نے سب اس حرم محترم کو بخشی یہ کہکر بادشاہ کے محل مین سے باہر آیا اور پہر اپنے اوس جہونپڑے مین جا براجا

اس حکایت کو ختم کر کے حضرت سلطان المشائخ نے اوس عزیز کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ درویش کو بلند ہمت اور عالی حوصلہ ہونا چاہیئے یہانتک کہ دنیا جہان اور عقبی مین نظر نہ کرے۔

نکتہ ظلم اور عدل کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ حق تعالی کا معاملہ جو مخلوق کے ساتھہ ہے اوسکی دو قسمین ہین۔ عدل اور فضل۔ لیکن مخلوق کے باہمی معاملہ کی تین قسمین ہین۔ عدل فضل۔ اور ظلم۔ اگر خلق اس مین ایک دوسرے پر ظلم وستم کریگی تو حق تعالی اون مین ضرور عدل و انصاف سے کام لیگا اور جسکے ساتھہ خدا تعالی عدل و انصاف برتیگا وہ اوسکے عذاب سے رہائی پا نہین سکتا بلکہ یقیناً عذاب مین مبتلا ہوگا اگرچہ پیغمبر وقت ہی کیون نہو۔ اسموقع پر ایک شخص نے حضرت سلطان المشائخ سے سوال کیا کہ لوگ بیان کرتے ہین کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر خدا تعالی کل قیامت کے دن مجہے اور میرے بہائی عیسی علیہ السلام کو دوزخ مین بہی ڈالدے تو یہ بہی اوسکا عدل ہے۔ آپنے فرمایا کہ بیشک یہ حدیث ہے اور صحیح حدیث ہے تمام عالم خدا تعالی کا مملوک اور مخلوق ہے اور جو شخص اپنی ملک مین تصرف کرے خواہ وہ کیسا ہی تصرف ہو اوسے ہرگز ظالم نہین کہتے۔ اصل مین ظالم وہ ہے جو غیر کی ملک مین تصرف کرتا ہے۔ ازان بعد جناب سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اشعری کا مذہب ہے کہ اگر خدا تعالی عیسے علیہ السلام کو دوزخ مین ڈالدے اور ہمیشہ ہمیشہ دوزخ مین رکہے اور کافر کو بہشت مین داخل کرے اور ابدالآباد تک جنت کی ناز و نعمت مین رکہے تو جائز ہے اور اوسکے اس فعل پر کسی طرحکی حرف گیری نہین ہوسکتی کیونکہ وہ سب کا مالک و خالق ہے اور مالک کو اپنی ملک مین ہر طرحکا تصرف کرنا درست ہے مگر چونکہ وہ حکیم بہی ہے اسلیئے امید کیجاسکتی ہے کہ کافر و مومن مین تمیز ہوگی اور بدکار و نیک کار کو جدا جدا صلہ ملیگا اسکی دلیل خود قرآن مجید مین موجود ہے حق تعالے فرماتا ہے کہ دانا اور نادان اندہا اور سوانکہا برابر نہین ہوسکتے اسیطرح اور بہت سی آیتین قرآن مجید مین موجود ہین جن سے یہی مضمون ثابت ہوتا ہے۔ الغرض جب ان دونون مقدمون مین غور کیا جاتا ہے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ممکن ہے کہ خدا تعالی مومن کو دوزخ مین ڈالدے لیکن ہمیشہ دوزخ مین نرکہے کیونکہ وہ حکیم ہے اور تمام کام اپنی حکمت کے مطابق کرتا ہے اوس مین اسبات کی ضرور قدرت ہے کہ جسطرح چاہے اور جس کیفیت سے چاہے اپنی مخلوق مین تصرف کرے چاہے تو ایماندار کو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ مین رکہے لیکن یہ بات اسکی حکمت سے بعید ہے۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ اگر کوئی ایماندار توبہ کیئے بغیر دنیا سے اوٹہے تو اوسکے بارے مین تین احتمال ہوسکتے ہین جائز ہے کہ خدا تعالی ایمانکی برکت سے اوسے بخشدے اور کچہہ اوسکے جرم کی سزا نہ دے اور یہ بہی ہوسکتا ہے کہ اوسے دوزخ مین ڈالدے اور بقدر اوسکے گناہون اور جرمون کے عذاب کر کے جنت مین داخل کرے اور یہ بہی ممکن ہے کہ دوامًا دوزخ مین رکہے۔۔

نکتہ روح اور نفس کے ذکر مین - جناب سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ روح کی کوئی خاص صورت اور ہیئت نہین ہے لیکن جب حق تعالی اپنے بندہ کو دکہانا چاہتا اور اوسے مکاشف روح بنانا چاہتا ہے تو کسی نہ کسی صورت مین اوسپر ظاہر کردیتا ہے اور وہ کسی صورت مین اوسپر ظاہر ہوجاتی ہے ؎ روح انسان عجائبے است عظیم ؛ آدم از روح یافت این تعظیم ؛ جان پاکان خزینۂ فلک است ؛ چشم نیکان نشیمن ملک است ؛ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ ایک دانشمند کا قول ہے کہ ابتدا مین تمام روحین ایک ہی روح تہی بعد کو اجسام و اشخاص کی تعداد کے مطابق متعدد ہوگئی - فرماتے تہے کہ نفس کی یہی کیفیت ہے کہ اوسکی بہی خاص صورت نہین مگر کبہی کبہی کوئی صورت اختیار کرکے آدمی کی نظرون مین آجاتا ہے چنانچہ بیان کیاجاتا ہے کہ ایک شخص نے اپنی ہی ہیئت و صورت پر اپنے گہر مین مصلے پر ایک شخصکو بیٹہے دیکہا بہت متعجب ہوا کہ یہ شخص کون ہے جو میری ہی سی صورت رکہتا اور میرے ہی گہر مین مصلے پر بیٹہا ہے پوچہا کہ تو کون ہے جواب دیا کہ مین تیرا نفس ہون اوس شخص نے کہا یہان کیون آیا ہے اور کیا کر رہا ہے کہا مجہے تیری طرف سے سخت تکلیف پہونچی ہے اس شخص نے کہا کہ مین تو تیرے مارنیکی فکر مین ہون اور ابہی تجہے جان سے مارتا ہون اوسنے کہا میرا اسطرح سے مارنا تجہے کچہ فائدہ نہ دیگا میرا مارنا تو بس یہی ہے کہ تو میرا مخالف رہ اور جو مین کہون ہمیشہ اوسکے برعکس کر یہ کہا اور ناپید ہوگیا -

ابیات -

کس ربیعے بصورت ہیکل
کلبہ ہمچو دیو کس نرود
این چہ حالست کہ از جہان مین انسست
جائے گنج است موضع ویران
ہرچہ در حصر او مکان دارد
اجل از دست آن بلب خندان
جان ما والہ جلالت او
روح را کردہ از جواہر نور

ہیست در گل کفن چون تو دگر
کرد از عکس رو بچز لا برود
گفت خود حالم از جہان نیست
بردو را بجائے آباد ان
یا بسنگ دکلوخ جان دارد
سر انگشت ماند در دندان
بد کس نگشتہ حالت او
گوش و گردن چو گوش و گردن حور

نفس چین بخوردن ارز ایبنیت
چہ کنی پیش مدبرے پر درد
این بود بعد و خلق امیر انرا
کہ عمارت سرائے رنج بود
کشورش روز و شب فزایندہ
جان اگر گو ہمتش کہ سر خدائے
مرکبے نغز زیر ران دارد
عشق در کوی غیب حالت او
نیست بے رنج راحت دنیا

غذای جان زخوان نعمتیست
در چنین کنج گنج یاد آورد
کہ اسیران کند اسیران را
در خرابہ مقام گنج بود
او وہرچہ اندر وست پایندہ
جائے جان است و جاندار جائے
آخر از راہ کشتگان دارد
صدق در راہ دین مقالات او
خنک آنکس کہ کرد ہر دو رہا

نکتہ الہام اور وسوسہ کے ذکر مین اور خطرہ و عزیمت اور مجرد و متاہل ہونے کے بیان مین - حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ الہام و وسوسہ مین بجز اوسکے اور کوئی شخص فرق نہین کرسکتا جسکا لقمہ غیب سے ہو یعنے ان دونون مین فرق محسوس کرنا ہر شخص کا کام نہین ہے البتہ جسکا لقمہ غیب سے حاصل ہوتا ہے وہ ان دونون مین فرق کرسکتا ہے

آپ یہہ بہی فرماتے تہے کہ خناس ایک نہایت سرکش شیطان ہے جو بنی آدم کے دل پر بیٹہتا ہے اور جسکا کام یہی ہے کہ ہمیشہ وسوسہ
مین مبتلا رکہتا ہے جسوقت آدمی ذکر خداوندی مین مشغول ہوتا ہے تو وسوسہ دفع ہو جاتا ہے اور اوسوقت خناس کا کچہہ
قابو نہین رہتا بعد ازان ارشاد فرمایا کہ مولانا علاؤ الدین ترمذی نوادر الاصول مین لکہتے ہین کہ ایکدن حوا علیہا السلام
تنہا بیٹہی ہوئی تہین کہ شیطان یعنی ابلیس آیا اور اپنے ساتہہ خناس کو بہی لایا پہلے ادب سے کہڑا ہو کر سلام کیا پہر کہا کہ یہہ
میرا فرزند ہے اسے پاس رکہیئے یہہ کہکر چلا گیا اتنے مین حضرت آدم علیہ السلام تشریف لائے اور حوا سے پوچہا کہ یہہ
کون ہے کہا ابلیس چہوڑ گیا ہے اور کہہ گیا ہے کہ یہہ میرا فرزند ہے اسے اپنے پاس رکہو حضرت آدم نے فرمایا کہ تم نے اوسکی
یہہ التماس کیون قبول کی اور خناس کو اپنے پاس کیون رکہا یہہ تو ہمارا جانی دشمن ہے یہہ کہکر حضرت آدم نے خناس کے
چار ٹکڑے کر ڈالے اور ایک ایک ٹکڑا چار پہاڑون پر رکہدیا ابلیس نے یہہ واقعہ سنا تو یا خناس کہکر آواز دی اور
وہ اوسی شکل و صورت کے ساتہہ جو پہلے رکہتا تہا موجود ہوا ابلیس پہر حضرت حوا کے پاس خناس کو چہوڑ کر چلا گیا
اور جب حضرت آدم تشریف لائے تو خناس کو حوا کے پاس بیٹہا دیکہکر کہا کہ اب یہہ کہان سے آیا حضرت حوا نے ساری
کیفیت بیان کی اسمرتبہ حضرت آدم نے خناس کو قتل کر کے جلا دیا اور دریا مین بہا کر چلے آئے حضرت آدم جب چلے گئے تو
پہر ابلیس آیا اور حوا سے دریافت کیا کہ خناس کیا ہوا حضرت حوا نے فرمایا آدم علیہ السلام نے اوسے جلا کر پانی مین بہا دیا
ابلیس نے خناس کو آواز دی اور وہ فوراً پورے جسم کے ساتہہ چلا آیا اسمرتبہ بہی ابلیس اوسے حوا کے پاس چہوڑ کر چلا گیا
اب جو حضرت آدم آئے تو پہر خناس کو حوا کے پاس بیٹہا دیکہا آپنے اوسے قتل کر کے بہون لیا اور کہا گئے ابلیس نے
اگر جو آواز دی تو خناس بولا کہ مین آدم کے دل مین ہون اسپر ابلیس نے کہا کہ بس میرا مقصود حاصل ہوا تو آدم کے
دل ہی مین رہ۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ سب سے پہلا درجہ خطرہ کا ہے یعنے آدمی کے دل مین سب سے پیشتر جو چیز گذرتی
ہے اوسے خطرہ کہتے ہین اسکے بعد عزیمت کا مرتبہ ہے جسکی سبب خطرہ فعل کا لباس پہنکر ظاہر ہوتا اور قوہ سے فعل در
مین آتا ہے۔ زان بعد فرمایا کہ عوام کے خطرہ پر پکڑ نہین ہوتی اور جبتک وہ اوسے فعل کے ساتہہ مقرون نہین کرتے
یعنے جوارح و اعضا سے اوسکا اثر ظاہر نہین ہو لیتا اوسکا اون سے مواخذہ نہین ہوتا البتہ خواص کا خطرہ بہی عزیمت
ہے اور وہ اسپر بہی پکڑے جاتے ہین آدمی کو چاہیئے کہ ہر حال مین خدا کی طرف متوجہ رہے اور ہر وقت اوس سے پناہ
مانگے کیونکہ خطرہ اور عزیمت دونون اوسیکے پیدا کیئے ہوئے ہین اسموقع پر چند لوگون نے سوال کیا کہ حضرت مجرد رہنا
بہتر ہے یا متاہل یعنے اہل و عیال مین رہنا۔ فرمایا مجرد رہنا عزیمت ہے اور رخصت تو تاہل کی بہی ہے۔ اگر
کوئی شخص تاہل کی طاقت نہین رکہتا تو اوسے اسطرح مشغول بحق ہونا چاہیئے کہ احوال مین سے کوئی چیز

کبہی دل مین نگذارے اگر ایسا کرے گا تو جوارح سے بہی اثر ظاہر ہوگا اور جب نیت دگرگون ہوگی تو اعضا سے وہی اثر نمایان ہوگا۔ مین نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ خطرہ الہامیہ کو نفس قبول کر لیتا اور شیطان طوعًا وکرہًا اوسکے آگے گردن جہکا دیتا ہے اور خطرہ قلبیا ور روحیہ اور ملکیہ ابتدا مین باہم ایک دوسرے سے متغیر نہین ہوتے البتہ خطرہ نفسانیہ ایک شے کا معین ومددگار ہوجاتا ہے اور تاوقتیکہ اچہی طرح استیفار شہوت حاصل نہین ہو لیتی اوسے سکون نہین ہوتا اور شیطانی خطرہ کو اوس دل مین کبہی سکون نہین ہوتا جو ذکر الٰہی مین مشغول رہتا ہے اور جب شیطان جو انسان کا دشمن قدیم ہے مایوس ونا امید ہوجاتا ہے تو پہر انسان سے الگ ہوجاتا اور وسوسہ ڈالنے سے باز رہتا ہے اور اسپارہ مین وہ ماثورہ دعائین اور مقبولہ اوراد کافی وشافی ہین جنکا بیان نکتہ طہارت مین ہوچکا

مین نے جناب سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے قلم مبارک سے یہ بہی لکہا دیکہا ہے قال اللہ تعالی یا یتہا النفس المطمئنۃ الآیہ۔ صیقل عن الطبع والطبع فیہ حقیقۃ القلب کانت نفسا فصارت قلبا۔

نکتہ اس بیان مین کہ ایک مکان کو دوسرے مکان پر اور ایک زمانہ کو دوسرے زمانہ پر فضیلت حاصل ہے اور زمان ومکان کی حقیقت واصلیت۔ حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ ہر روز ایک مقام دوسرے مقام سے زبان مقال سے نہین بلکہ زبان حال سے پوچہتا ہے کہ آج تجہپر کسی ذاکر یا غمناک کا گذر ہوا ہے اگر وہ جواب دیتا ہے کہ ہان مجہپر آج ذاکر یا کوئی غمناک گذرا ہے تو یہ مقام اوس مقام سے فخر کرتا ہے جسپر کوئی ذاکر یا غمناک گذرا نہین ہے اسی معنی کے مناسب حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے ذیل کی بیت لکہی دیکہی ہے چنانچہ فرماتے ہین ؎ آسمان سر نہد پیش زمینے کہ بروبر یک دو کس بہر خدا یک نفسے بنشینند ٭ اسیطرح ایک زمانہ دوسرے زمانہ سے خصوصیت خاص رکہتا ہے مثلاً عید کا روز تمام دنونکی بہ نسبت زیادہ خصوصیت وبزرگی رکہتا ہے۔ بہت سے عوام ایسے ہین کہ اونہین ایک مقام پر وہ راحت وآسائش میسر ہوسکتی ہے جو دوسرے مقام مین حاصل نہین ہوسکتی لیکن درویشونکی حالت بالکل انوکہی اور الگ ہوتی ہے وہ زمان ومکان سے کچہہ تعلق نہین رکہتے اور اون سے بالکل باہر رہتے ہین اونہین نہ توکسی طرحکی خوشی وشادمانی سے مسرت حاصل ہوتی ہے نہ کسی غم سے غمگینی اثر کرتی ہے گویا کہ ملک دنیا سے بالکل باہر اور بے تعلق ہین۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ حضرت شیخ شیوخ العالم شہاب الدین سہروردی قدس سرہ ایکدفعہ عربستان مین جارہے تہے چلتے چلتے ایک درخت کے نیچے اوترے اور سر برہنہ کرکے بیٹہہ گئے لوگون نے دریافت کیا کہ حضرت! اسمین کیا بہید ہے فرمایا کہ ایک بزرگ اس درخت کے نیچے بیٹہے تہے جب اونکی نظر اس درخت پر پڑی تو سر برہنہ کرکے بیٹہے تہے مین اس درخت کے نیچے اسلئے اُترا ہون اور اس لئے سر برہنہ کیا ہے کہ

شاید اوس بزرگ کی نظر فیض اثر کی بزرگی و برکت سے مجھے بھی کوئی حصہ ملے۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ ایک روز جناب سلطان المشائخ کے تمام یار شہر میں دعوت میں گئے لوٹتے وقت راہ مین ایک باغ پڑا یہ سب لوگ تھوڑی دیر ایک سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھے اور باغ کے سرسبز و شاداب تختون کے نظارہ سے بہت ہی محظوظ ہوئے۔ اسی اثناء مین اون مین ایک عجیب ذوق پیدا ہوا جس سے وہ بے اختیارانہ جوش کے ساتھ سماع و رقص مین مصروف ہو گئے اور بے اندازہ فرحت و لبسط حاصل ہوا۔ جب یہ لوگ حضرت سلطان المشائخ کی خدمت مبارک مین پہونچے تو ساری کیفیت عرض کی فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کسی صاحبدل کا گذر اوس باغ مین ہوا ہے اور وہ اس درخت کے سایہ مین بیٹھا ہے یہ اوسی کی تاثیر تھی جو اسوقت ظہور مین آئی۔ اسوقت حضرت سلطان المشائخ کی زبان درفشان پر ذیل کی بیت جو اس حکایت کے بہت ہی مناسب ہے گذری ؎ وبجنی کل ارض سرکوبہا؛ کانہم فی بقاع الارض امطار + یعنے ہر زمین اپنی پوشیدہ ہونے کا میوہ دیتی ہے اور درویش زمین کے مقامات اور بقعون مین ایسے ہوتے ہین گو یا کہ وہ مینہ ہین۔ مین نے جناب سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے یہ بھی لکھا دیکھا ہے الحمد للہ الذی لا انہ لمکانہ ولا حین لزمانہ یعنے سب حمد و ثنا اوس خدا کو ثابت ہے جسکے لیئے کوئی مکان و زمان نہین ہے قال اللہ تعالی واذا سالک عبادی عنی فانی قریب۔ ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون۔ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ یعنے خدا تعالی فرماتا ہے کہ اے محمد جب تم سے میرے بندے میری نسبت دریافت کرین کہ مین کہان ہون تو آپ اون سے کہدیجے کہ مین اون سے بہت ہی نزدیک ہون اور مین اپنے بندہ کی طرف بہ نسبت تمہارے زیادہ تر نزدیک ہون لیکن تم دیکھتے نہین اور مین اپنے بندہ سے اوسکی شہرگ سے بھی زیادہ قریب ہون۔ جس چیز تک انسان کا وہم پہونچتا اور عقل مین اوسکا تصور ہوتا اور خیال اوسے پاتا اور فہم اوسکا ادراک کرتا ہے خدا تعالی کی ذات و صفات اوس سے منزہ و پاک ہین لیکن باوجود اسکے وہ تجھسے تیری شہرگ کی بہ نسبت بہت ہی زیادہ قریب ہے اور جس قدر تیری بینائی کو آنکھہ سے اور دانائی کو عقل سے قرب و معیت ہے اور سماعت کا کان سے قرب اور گویائی زبان سے متصل ہے خدا اس سے زیادہ تجھسے نزدیک ہے۔ حقیقی قرب خدا تعالی کی صفت ہے اور جو اوسکی صفت ہے وہ اوسکی عین حقیقت ہے۔ قرب حقیقی کے یہ معنی ہین کہ کسی حال اور کسی وقت اوس مین بعد و دوری نہو اور یہ بات بجز خدا کے اور کسی مین پائی نہین جاتی جیسا کہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے کہ وہو معکم اینما کنتم اور نحن اقرب الیہ من حبل الورید اور ما یکون من نجوی ثلثۃ الآیہ پہلے آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا تعالی تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہان کہین تم ہوتے ہو۔ دوسرے جملہ کا یہ مطلب ہے کہ خدا فرماتا ہے ہم بندہ سے اوسکی شہرگ سے بھی زیادہ قریب ہین تیسری آیت کا یہ مطلب ہے کہ جہان کہین تین آدمی سرگوشی کرتے ہین خدا اون مین چوتھا ہوتا ہے۔ ان آیات اور

دوسری آیات سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ حق تعالی موجودات کے مابین موجود ہے اور ہر جگہ ہر شخص کے ساتھ ہے لیکن اوسکی معیت نہ تو وہ معیت ہے جو اجسام کو اجسام کے ساتھ ہوتی ہے اور نہ وہ معیت ہے جو جوہر کو جوہر کے ساتھ ہوتی ہے نہ وہ معیت ہے جو عرض کو عرض کے ساتھ ہوتی ہے بلکہ وہ معیت ہے جو روح کو جسم کے ساتھ ہوتی ہے یعنے جس قسم کی معیت روح کو جسم کے ساتھ ہے اوسی قسم کی معیت خدا تعالی کو تمام کائنات کے ساتھ ہے مگر نہ تو وہ قالب سے خارج ہے نہ داخل نہ متصل ہے نہ منفصل وہ اجسام پر عوارض کی طرح طاری نہیں ہے لیکن باوجود اسکے قالب انسانی کا کوئی ذرہ اوس سے خالی نہیں ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کے یہی معنی ہین - خلاصہ یہ کہ گو ہم ظاہر کے اعتبار سے یون کہہ سکتے ہین کہ خدا کسی مکان مین ہے مگر ہم اوس مکان کی حقیقت بیان نہین کر سکتے بلکہ یون کہتے ہین کہ جو مکان اوسکے لائق ہے وہ اوس مین ہے اور وہ اسبات کا ثبوت کہ خدا تعالی کی نسبت جانب مکان کہنا جائز ہے اور ہمین یہ کہنا روا ہے کہ وہ ایک ایسے مکان مین ہے جو اوسکے لائق و سزاوار ہے بہت سی حدیثون کے مضمون سے ملتا ہے منجملہ اونکے ایک یہ حدیث ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالی وعزتی وجلالی ووحدانیتی

وحاجۃ خلقی الی وعلو عرشی وارتفاع مکانی انی استحی من عبدی وامتی اشیبان فی الاسلام ثم اعذبہما

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالی فرماتا ہے مجھے اپنی عزت و جلال اور اپنی وحدانیت کی قسم اور مخلوق کے میری طرف محتاج ہونے اور اپنے اونچے عرش اور اپنے بلند مکان کی قسم مجھے اپنے اون لونڈی غلامون کو عذاب کرتے شرم آتی ہے جنہون نے اسلام مین اپنی ساری عمر گذاری اور اوسمین بوڑھے ہوئے حضرت علی اور ثوبان نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ موسے علیہ السلام نے جناب الہی مین عرض کیا کہ خداوندا کیا تو قریب ہے کہ مین تجھے چپکے چپکے پکارون یا دور ہے کہ بلند آواز سے ندا کرون - بیشک مین تیری خوش آوازی محسوس کرتا ہون مگر تجھے دیکھتا نہین تو تو مجھے بتا دے کہ تو کہان ہے خداوند تبارک و تعالی نے فرمایا کہ ہوسی مین تیرے آگے پیچھے داہنے بائین سب طرف ہون مین اپنے بندہ کا ہمنشین ہوتا ہون جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور مین اوسکے ساتھ ہوتا ہون جب وہ مجھے پکارتا ہے - واضح ہو کہ مکان کی تین قسمین ہین ایک مکان جسمانیات دوسرے مکان روحانیات تیسرے مکان خدا تعالی کا پہلے مکان یعنے جسمانیات کی تین شاخین ہین - ایک مکان جسمانیات کثیف اور وہ زمین ہے جہان مزاحمت اور تنگی ہر شخص کو ظاہر ہوتی ہے یعنے یہ بات سب پر ہویدا اور ظاہر ہے کہ زمین مین ہر شخص دوسرے کی مزاحمت کرتا ہے تاکہ یہ پیچھے رہے اور جانا ممکن ہے مگر کسی تقیید کے ساتھ دوسرا مکان جسمانیات لطیف ہے اور وہ ہوا کا مکان ہے اس مین بھی ایک قسم کی مزاحمت موجود ہے اور اسپر دلیل یہ ہے کہ مثلاً ایک گھر مین ہوا

بھری ہوئی ہے۔ تو تاوقتیکہ وہ کسی منفذ سے باہر نہ ہولیگی دوسری ہوا وہان آنہ سکیگی اس مکان مین بہ نسبت
کثیف مکان کے قطع مسافت بہت جلد ہوتی ہے جو شخص اوس مکان مین یعنی کثیف مین ایک راہ مہینہ بہر مین طے کر سکتا ہے
وہ اس مکان لطیف مین ایک ساعت مین طے کریگا اور اسی پر قیاس کر لو آوازون کو بہی۔ تیسرا مکان جسمانیت الطف ہے
اور یہ انوار صوری کا مقام ہے یہ معلوم ہوا کہ مکان سے بہت زیادہ لطیف ہے وجہ یہ کہ آفتاب و مہتاب کو دیکہیے کہ فی الفور
مشرق سے مغرب مین نہین پہونچ سکتے البتہ نور ایک ایسی چیز ہے کہ فوراً مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق مین پہنچ
جاتا ہے اسکا یہی سبب ہے کہ مکان نور کا ہوا کے مکان سے بالاتر ہے اور اسکی ظاہری مثال یہ ہے کہ اگر کسی مکان مین
ہوا بند ہو تو جبتک وہان سے پہلی ہوا نہ نکلے گی دوسری ہوا کو آنا نصیب نہ ہوگا بخلاف نور کے کہ اوسے پہلا نور
مانع و مزاحم نہین ہوتا اگر ایک کمرہ مین شمع کا نور پہیلا ہوا ہو تو دوسرا نور بغیر اسکے کہ پہلا نور نکل جائے بے مزاحمت
آموجود ہوتا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نور کا مکان ہوا کے مکان سے بہت زیادہ لطیف ہے پہر یہ بہی
معلوم کرنا چاہیئے کہ آگ کی حقیقت حرارت ہے اور اوسکی خاصیت احتراق یعنے جلا دینا اور پانی اسکا مخالف
اور ضد ہے اور یہ قاعدہ مسلم ہے کہ دو متضاد چیزین ایک جگہ جمع نہین ہو سکتین گرم پانی مین جو آگ اور پانی ایک جگہ
جمع ہین تو یہ ایک ظاہری بات ہے ورنہ حقیقت مین آگ کا مکان پانی کے مکان کے علاوہ ہے یعنے آگ کا مقام ہے
اور پانی کا اور۔ ورنہ دو متضاد چیزون کا جمع ہونا جائز ہو جائے گا جو عقلاً و نقلاً بالکل محال ہے جب تم نے یہ معلوم
کر لیا تو اب تمہین واضح ہوا ہوگا کہ انوار صوری کے مکان مین کسی طرحکی مزاحمت اور تنگی نہین ہے اور اسپر دلیل
یہ ہے کہ اگر تم کسی مکان مین شمع لیجاکر رکہوگے تو اوسکا نور گہر کی تمام در و دیوار پر پہیلجائیگا پر اس گہر مین اگر چند
شمعین رکہوگے تو سبکا نور جمع ہو جائیگا یہ نہوگا کہ جبتک پہلی شمع کا نور مکان سے نہ نکل لے دوسری شمع کا نور
نہ پہیلے۔ یہ قسمین تہین مکان جسمانیات کی۔ رہی مکان کی دوسری قسم وہ روحانیات ہے۔ روحانیات جس قدر زیادہ
لطیف ہونگی اونکے مقامات بہی اوسی قدر زیادہ لطیف ہونگے۔ پہر روحانیات کی تین قسمین ہین۔ ایک روحانیات ادنے
جیسے زمین دوزخ دریاؤن پہاڑون کے فرشتے۔ دوسری روحانیات اوسط جیسے آسمانون کے فرشتے اور یہ دونون روحانیات
اپنی جگہ سے ایک اونگل بہر تو آگے نہین سرکتے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے ومامنا الا لہ مقام معلوم یعنے ہر فرشتے کی ایک
معین و مقرر جگہ ہے۔ لیکن روحانیات اعلی جو دربار خداوندی کے مقرب ہین اونکی لئے بے حد لطائف ہین وہ اگر ادنی
مرتبہ کے فرشتون پر گذرتے ہین تو انتہا درجہ کی لطافت اور غایت پاکیزگی سے کوئی اونہین دیکہہ نہین سکتا وہ اونچی
اونچی دیوارون سے اسطرح چلے آتے ہین جیسا کہ دروازون سے اور ٹہوس پتہر ہین اس آسانی گہس جاتے ہین

جیسے کوئی شخص نرم زمین مین سفر کرتا ہے مگر ان مین بہی ایک قسم کا بُعد ہے اور ایک طرح کی حاجت کے پابند ہین بخلاف انسانی
روح کے کہ وہ تمام جسمانیات و روحانیات سے لطیف تر ہے اور ہر طرحکی حاجت سے بری باوجودیکہ وہ نہ داخل ہے نہ ساکن
نہ متحرک لیکن تاہم ایکاایک لحظہ مین عرش سے ثریٰ (نمناک زمین) تک پہونچ جاتی ہے اور جو روح انسانی مبالغہ کے
ساتھ دولت ریاضت سے قوت حاصل کرتی ہے وہ اپنے تئین قالب کثیف سے چُہڑاکر جسمانیات لطیف مین پہونچانے کی
قدرت رکہتی ہے اور ایک ساعت مین دور دراز مسافت طے کر سکتی ہے اور اگر اوسکی قوت اس سے بہی زیادہ ہو تو مکان
جسمانیات الطف مین پہونچ سکتی ہے پہر اگر وہ پانی مین گذر کرتی ہے تو تر نہین ہوتی کیونکہ وہ آگ کے مکان مین جاتی ہے
اور وہان پانی نہین ہوتا اور دم بہر مین مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق مین جا براجتی ہے لیکن ابہی تک آبگینۂ
جسمانیات سے عبور نہین کیا ہے جب وہ جسمانیات کو چہوڑکر مکان روحانیات مین پہونچ جاتی ہے تو آگ مین داخل ہونے سے
نہین جلتی کیونکہ روحانیات کے مکان مین آگ کا پتہ تک نہین ہے - اور یہ جو آیا ہے کہ روح کو دوزخ جلا نہ سکیگی
اوسکے یہی معنی ہین اسکی بدیہی مثال یہ ہے کہ تمہارا خیال و اندیشہ آگ مین جاتا اور پہر صحیح و سالم وہان سے نکل آتا ہے
اور جلنے کا اثر اوس مین ذرا نہین پایا جاتا کسینے کیا خوب کہا ہے ؎ لقد اسمعت او نادیت حیا ٭ ولکن لا حیاۃ لمن
انادی ٭ بنار لو نفخت لہا اضارت ٭ ولکن کنت تنفخ فی الرماد ٭ زمان کی بہی تین قسمین ہین ایک زمان جسمانیات -
دوسرے زمان روحانیات - تیسرے زمان حق تعالی - پہلی قسم یعنے زمان جسمانیت کی دو نوعین ہین ایک وہ جو افلاک کی
حرکت سے پیدا ہوتا ہے جسے گذشتہ روز اور آجکے دن اور آئندہ یوم کے ساتہ تعبیر کرتے ہین - اسی زمانہ مین ماضی اور
مستقبل اور حال یہ تین زمانے پائے جاتے ہین - گو زمانہ مین مزاحمت اور مضائقت نہین ہوتی لیکن ساتھ ہی تینون
زمانون کا جمع ہونا ہی محال ہے - دوسرے جسمانیات لطیف کا زمانہ اور یہ وہ زمانہ ہے کہ جو کام جسمانیات کثیف سے اس مین
ہزار سال مین بدقت تمام انجام پہونچتا ہے جسمانیات لطیف اوسے ایک ساعت مین نہایت سہولت و آسانی کے ساتھ
کر گذرتی ہین - اس زمانہ مین بہی بسیط حکی مزاحمت اور تنگی نہین ہوتی لیکن اسکی ماضی ازل کے سوا اور کچہہ نہین ہے
اسیطرح مستقبل بجز ابد کے اور کوئی زمانہ نہین ہے اس زمانہ مین گذشتہ ہزار سال آئندہ ہزار سال کے برابر ہین
جیسا کہ رات دن جیسا کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے حضرت یونس کو مچہلی کے پیٹ مین دیکہا حالانکہ
یہ واقعہ آپکے زمانہ سے ہزارون برس پیشتر کا تہا - اسیطرح آپنے یہ بہی فرمایا کہ مین نے عبد اللہ کو جنت مین داخل ہوتے
دیکہا باوجودیکہ یہ واقعہ ہزارون سال کے بعد ظہور مین آئے گا - واضح ہو کہ روح انسانی کے لئے زمان جسمانیات کے
ہزار قالب ہوتے ہین یہی وجہ ہے کہ جس شخصکی روح کمال کے درجہ مین پہونچ جاتی ہے وہ ایکدن مین اسقدر کام

انجام کو پہونچا دیتا ہے کہ اور لوگ ایک سال میں بھی نہین پہنچا سکتے یہی وجہ ہے کہ آپنے فرمایا کہ ہماری ایک رات ہم سے چھین لی گئی اور ہمارے تمام اوراد ضائع کر دئیے گئے لیکن جب ہم اپنی جگہ پر آئے تو ہنوز ہمارے چہرہ کے بال وضو کے پانی سے تر تھے اور فرمایا ہمارے یارون میں سے کوئی شخص ایسا نہین کہ ایک سانس مین سو مرتبہ سے زیادہ یہ آیت پڑھ سکے۔ حضرت جنید رضی اللہ عنہ کے مریدون مین سے ایک شخص دریائے دجلہ مین نہانے گیا وہان اوسے ایک دروازہ نمودار ہوا۔ یہ شخص اوس طرف سے ہوکر ہندوستان مین پہونچا وہان شادی کی اور کئی بال بچے ہو گئے سالہا سال رہنے کے بعد جب ایک روز دریا مین غوطہ مارا تو اوسی جگہ آموجود ہوا جہان سے گیا تھا اور دجلہ کے کنارے پر اوسکے کپڑے دھرے پائے جسطرح چھوڑ گیا تھا۔ **نکتہ** لطائف کے بیان مین۔ حضرت شیخ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایک دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین ایک شخص حاضر ہوا اور دائرہ اسلام مین داخل ہوکر عرض کیا کہ حضور میرا باپ کہان ہے یعنے مرے پیچھے اوسے رہنے کو کونسی جگہ ملی فرمایا دوزخ۔ وہ شخص یہ سنکر ادھر اودھر دیکھنے لگا گویا وہ چاہتا تھا کہ گھبرا کر مجلس نبوی سے نکلجائے۔ نبی کریم نے اوسے بلا کر فرمایا اِنَّ اَبِی وَ اَبَاکَ فِی النَّارِ یعنے اے شخص یہ گھبرانے کی بات نہین ہے میرا اور تیرا باپ دونون دوزخ مین ہین۔ اس خبر سے اوسکے دل مین سکون واطمینان پیدا ہوا۔ فرماتے تھے کہ ایک اور دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ایک صحابی رضی اللہ عنہم چلے جاتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیچ مین تھے اور وہ دونون حضرات ادہر اودہر حضرت عبداللہ اور دوسرے صحابی دراز قد تھے اور حضرت علی پست قد۔ چلتے چلتے حضرت عبداللہ اور دوسرے صحابی نے کہا کہ یا علی انت بیننا کان النون بین لنا یعنے اے علی تم ہم دونون کے بیچ مین ایسے ہو جیسے کلمہ لنا کے بیچ مین حرف نون۔ حضرت امیر المومنین جناب علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا لو لم یکن النون فی لنا لصار لا یعنے اگر حرف نون لنا کے بیچ مین نہوتا تو وہ لا رہجاتا۔ فرماتے تھے کہ جب شیخ محمد اجل سرزی رحمۃ اللہ علیہ غزنین سے بلخ مین تشریف لائے تو ایک بازار مین گذر رہے تھے۔ مولانا برہان الدین بلخی بھی اوسی بازار مین کھڑے تھے۔ جب اونکی نظر شیخ پر پڑی تو دیکھتے ہین کہ ایک دراز قد کا آدمی ہاتھ مین بوجھ لئیے چلا آتا ہے مولانا برہان الدین نے اپنے دل ہی دل مین کہا کہ اولیائے حق بھی ایسی رنگ اور گوشت پوست کے ہوتے ہین اس خطرہ کا گذرنا تھا کہ شیخ محمد اجل نے سر نیچے کر کے فرمایا کہ مولانا مین نے اپنے والد کی میراث پائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسقدر فربہ ہون مولانا برہان الدین نے جب یہ بات سنی تو فوراً آگے بڑھکر قدمبوس ہوئے اور اپنے اوسی پاک عقیدہ پر آگئے اور بہت روز تک شیخ کی خدمت مین رہے۔ سلطان المشائخ یہ بھی فرماتے تھے کہ ایکدن قاضی کبیرالدین اور مولانا برہان الدین بلخی اور قاضی حمید الدین

ناگوری تینون حضرات ملکر کہین جارہے تہے قاضی حمید الدین تو اونٹ پر سوار تہے اور یہ دونون پاکیزہ اور مہیب
گہوڑون پر۔ اثنائے راہ مین قاضی کبیر الدین نے مولانا برہان الدین کی طرف روئے سخن کرکے فرمایا کہ ہر چند آپکا گہوڑا
صغیر ہے لیکن کبیر سے بہتر ہے۔ یہ حکایت بیان کرکے حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ دیکہو قاضی کبیر نے کیسی بات
کہی کہ اوسپر کسی طرحکا اعتراض ہی وارد نہین ہوا۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ شمس الملک کا قاعدہ تہا کہ جب کوئی
شاگرد سبق ناغہ کر دیتا یا کوئی دوست ملنے کے لیئے آتا مگر دیر کرکے آتا تو فرمایا کرتے ہم نے کیا کیا جو تم نہین آتے
اور اگر کوئی طالب علم کتاب کا مطالعہ نکرتا تو فرماتے ہم نے کیا کیا جو کہہ ہم وہی کرین۔ مین بہی شمس الملک کے درس
مین جاتا تہا اور جب کبہی ناغہ کر دیتا یا دیر کرکے پہونچتا تو میرے دل مین فوراً خطرہ گذرتا کہ شمس الملک مجہے بہی
اون ہی لفظون سے خطاب کرین گے جنسے اور طالب العلمون کو کرتے ہین لیکن جب مین وہان پہونچتا تو آپ فرماتے
آخرکم از انکہ گاہ گاہے ؛ آئی وبما کنی نگاہے ؛ یہ بیت پڑہکر سلطان المشائخ کی آنکہون مین آنسو ڈبڈبا آئے
اور آپ اسقدر روے کہ تمام حاضرین مجلس مین آپکے ذوق نے اثر کیا اور اسکی وجہ یہ تہی کہ آپنے شمس الملک سے
مقامات حریری پڑہی تہی اور اون کے حقوق کی حد سے زیادہ رعایت کرتے تہے۔ زان بعد سلطان المشائخ
نے فرمایا کہ جب شمس الملک کو مستوفی الملک ہندوستان کا خطاب ملا تو تاج ریزہ نے اوسکی تعریف
مین یہ بیت کہی صدرا کنون بکام دل دوستان شدی ؛ مستوفی ممالک ہندوستان شدی ؛ تاج ریزہ
ایسے لطافت اور نازک طبع رکہتا تہا کہ شہر مین اوسکا نظیر نتہا ایک دفعہ کسی دوست نے شمس الملک کی طرف
خط مغشوش مین ایک رقعہ لکہا جسکا پڑہنا نہایت دشوار اور سخت مشکل تہا۔ لیکن تاج ریزہ نے فوراً رقعہ
کی پشت پر یہ عبارت لکہی انما فیکم خطہ بخطہ بطہ فی الشط فلا تکتب لنا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ ایک
دانشمند واعظ جو سلطان المشائخ کے عقیدتمند مریدون مین سے تہا مغشوش خط مین مشہور تہا اور ایسی صورت مین
لکہتا تہا جسکا پڑہنا سخت مشکل ہوتا تہا ایکدن یہ شخص ایک خط لکہکر حضرت سلطان المشائخ کی خدمت مین لایا
حضرت سلطان المشائخ کو اوسکے پڑہنے مین کچہ دیر لگی اور آپنے فرمایا کہ مولانا یہ خط تمہارا ہے مولانا نے معذرت
کرکے عرض کیا ہان مخدوم یہ بندے کا طبعی خط ہے حضرت سلطان المشائخ نے مسکرا کر فرمایا عجب خداداد
طبیعت اور ذہن رسا رکہتے ہو۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ عزیزون کی ایک جماعت سلطان المشائخ کی خدمت
مین بیٹہی ہوئی تہی لیکن بعض لوگون کو سایہ مین جگہ نہ ملی تہی اور وہ دہوپ مین بیٹہے ہوئے تہے سلطان المشائخ
نے اونسے فرمایا کہ تم سایے مین بیٹہو اور جو لوگ سایے مین بیٹہے ہوئے تہے اون سے ارشاد کیا کہ تم اسطرف جگہہ

تاکہ دوسرون کو سایہ مین جگہ ملے کیونکہ وہ تو دہوپ مین بیٹھے ہوئے ہین اور مین سائے مین بیٹھا جل رہا ہون - ایک دفعہ دو
صوفی سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوئے - آپنے اونکی تعظیم کی اور پوچھا کہان سے آتے ہو جواب دیا اوچھ سے
آئے ہین شیخ نے فرمایا شیخ جمال الدین اوچی کسطرح ہین سلامت ہین جواب دیا ہان - سلطان المشائخ نے معلوم کیا کہ
یہ لوگ فارسی نہین جانتے زان لعد آپنے فرمایا کہ امام حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤن مین کوئی تکلیف تہی اور اسوجہ سے
آپ پاؤن پہیلا کر بیٹہا کرتے تہے ایکدن پاؤن پہیلائے بیٹھے تہے کہ ایک طالب علم نے آکر سلام کیا محترم امام نے سلام کا جواب
دیا اور پاؤن سکیڑ کر بیٹہ گئے اوسنے بیان کرنا شروع کیا کہ رات کو جیسا شیخ کا حکم ہوا تہا اوسکی تعمیل کیگئی جسطرف
آپنے جانے کا ارشاد فرمایا تہا اودہر شارع عام تو تہا نہین صرف بیابان اور جنگل تہا جب مین شیخ کے حکم کے موافق
روانہ ہوا اور چند میل راستہ طے کیا تو ایک بلند پہاڑ نمودار ہوا پہاڑ کی چوٹی پر ایک بزرگ قبلہ رخ بیٹھے ہوئے تہے
جنکے اردگرد نور برابر برس رہا تہا جب مین اون کے پاس پہونچا تو اونہون نے دو گرما گرم روٹیان اور ایک سرد پانی کا
کوزہ میرے سامنے رکہا اور جب مین کہا پی کر فارغ ہوا تو اونہون نے ایک اور پہاڑ کی طرف اشارہ کرکے کہا
کہ اسطرف چلے جاؤ مین اودہر روانہ ہوا اور جب اوس پہاڑ پر پہونچا تو وہان بہی ایک ایسے شخص کو پایا جو پہلے
بزرگ سے زیادہ نور و برکت رکہتا تہا اونے بہی دو گرما گرم روٹیان اور ایک سرد پانی کا کوزہ میرے سامنے
رکہا اور جب مین کہا پی چکا تو اونہون نے بہی ایک دوسرے پہاڑ کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اسطرف جاؤ غرضکہ
مین یون ہی ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ کی طرف چلتا رہا اور جس پہاڑ پر مین جاتا تہا ایک نورانی بزرگ کو پاتا
تہا جو دو روٹیان اور ایک پانی کا کوزہ میری نذر کرتا تہا تیسرے پہاڑ پر مین نے ایک شخص کو پایا جس نے مجہ سے
بیان کیا کہ اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک بلند قلعہ ہے مدت ہوئی کہ سلطان شمس الدین اوسکا محاصرہ کیئے ہوئے
ہے مگر وہ کسی طرح فتح نہین ہوتا جس سے بادشاہ نہایت پریشان اور مکدر ہے تو بادشاہ کے پاس جاکر کہہ کہ ایک لشکر
فلان مہینے اور فلان دن اور فلان وقت بہیج - خدا چاہے تو قلعہ فتح ہو جاویگا - مولانا شمس الدین کا بیان ہے کہ
مین اس مرد خدا کا اشارہ پاکر سلطان شمس الدین کے دربار مین آیا اور دربان کی معرفت یہ خوشخبری بہیجی
دربان بادشاہ کے پاس گیا اور سارا واقعہ بیان کیا سلطان نے کہا کہ اوس سے جاکر پوچہو کہ یہ تو کہان سے
کہتا ہے کہ فلان دن اور فلان وقت قلعہ فتح ہو جاوے گا جواب دیا کہ تم کو قلعہ کے فتح ہو جانے سے غرض ہے
اوسوقت تک تم مجہے نظر بند رکہو اگر میرے کہنے کے مطابق قلعہ فتح نہو تو میرا خون مباح ہے بادشاہ نے
فرمایا کہ اس شخص کو بہت احتیاط اور محافظت کے ساتہ نظر بند کیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا مولانا شمس الدین

کہتے ہین کہ جب فتح کا وعدہ قریب پہنچا تو مجھے خدام بادشاہ کے پاس لیگئے اور مین نے بڑی دلیری کے ساتھ کہا کہ اسوقت سوارون اور پیادون کو حکم دیجیے۔ تاکہ وہ قلعہ پر حملہ کرین بادشاہ نے فرمایا یہ سمجھ مین نہین آتا کہ ایک ایسا مستحکم قلعہ جو ہندوستان مین اپنا نظیر نہین رکہتا طرفۃ العین مین کیونکر مسمار کردیا جائیگا ابہی تہوڑی دیر نگذری تہی کہ سات سو سوارون اور بہت سے جانباز پیادون نے قلعہ پر حملہ کیا اور بات کی بات مین فتح کرلیا لوگ بادشاہ کے دربار مین فتح کی خوشخبری لائے اور سلطان شمس الدین نے میرا حد سے زیادہ اعزاز و اکرام کیا اور چار گاؤن بدایون مین بطریق انعام میرے حوالے کیے۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جب شیخ جلال الدین تبریزی شہر مین آئے تو وہ چاہتے تہے کہ مین جلد شہر سے ہندوستان کی طرف چلا جاؤن اور فرماتے تہے کہ جب مین شہر مین آیا ہون تو خالص سونا تہا ابہی کچھ روز نہین گذرے ہین کہ چاندی رہگیا۔ اسکے بعد نہین معلوم کیا ہو جاؤن گا۔ شیخ جلال الدین تبریزی کے مناقب اور شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغری کے انتقال کا سبب صلوۃ نفل کے نکتے اور ادعیۂ ماثورہ اور اوراد مقبولہ کے باب مین لکہا جاچکا ہے۔

نکتہ شیخ حیدر زادہ کی بزرگی کے بیان مین حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز فرماتے تہے کہ جس زمانہ مین کفار چنگیز خان کا خروج ہوا اور کفار نے خراسان کی طرف رُخ کیا تو اوسوقت ایک درویش صاحب جمال و حال چنگیز خان کے لشکر مین موجود تہا۔ جب لشکر چنگیز خان خراسان کی طرف بڑھا تو شیخ حیدر زادہ نے اپنے یارون کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ مغلون سے بچکر بہاگو کیونکہ وہ خراسان پر غالب ہونگے لوگون نے دریافت کیا کہ مغل خراسان پر کیونکر غالب ہونگے کہا وہ ایک درویش کو اپنے ساتھ لارہے ہین اور خود اوسکی پناہ مین آتے ہین۔ مین نے اوس درویش سے کشتی کی مگر انجام کار اوس نے مجھے زمین پر دے پٹکا۔ اب حقیقت حال یہ ہے کہ وہ کیکے روکے سے نہ رُکیگا اور تمام خراسانیون پر غالب آئیگا تہین یہان سے فوراً بہاگ جانا چاہیے یہ کہکر خود ایک غار مین چلے گئے اور غائب ہوگئے آخر کار ویسا ہی ہوا جیسا آپ نے فرمایا تہا۔ میر حسن نے اس موقع پر عرض کیا کہ لوگ بیان کرتے ہین کہ شیخ حیدر زادہ کے ہاتھ مین طوق اور دستکلہ آہنی موم ہو جاتا تہا فرمایا ہان یہ بات تو اون مین تہی ہی اس سے بڑھکر اور بات یہ تہی کہ لوہارون کی بہٹی مین سے گرم لوہا اوٹہا کر بالکل اوسیطرح حلقے بنا لیتے تہے جس طرح کوئی شخص مٹی اور گہاس کے حلقے بناتا ہے۔ شیخ حیدر گرم لوہے کے طوق بناکر گلے مین پہنتے تہے اور گلے سے دستکلہ بناتے تہے اونکے ہاتھ مین لوہا موم جیسا ہو جاتا تہا یہ گروہ جو طوق اور دستکلہ رکہتا اور اپنے تئین اونکی طرف منسوب کرتا ہے حرف جہوٹی نسبت دیتا ہے اون جیسا حال اور اونکی سی بزرگی اس مین کہان پائی جاتی ہے۔

نکتہ بی بی فاطمہ سام رحمۃ اللہ علیہا کی بزرگی کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ اندرپت مین ایک عورت رہا کرتی تھی جسے لوگ بی بی فاطمہ سام کہا کرتے تھے یہ بی بی عفت و صلاحیت مین مشہور تہی اور حقیقت یہ ہے کہ جیسی مشہور تہی اصل مین ویسی ہی تہی بہی۔ چنانچہ اکثر اوقات جناب شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک پر جاری ہوا ہے کہ بی بی فاطمہ حقیقت مین مرد ہے خدا نے اوسے عورتونکی صورت مین بہیجا ہے۔ ازان بعد فرمایا کہ درویش جب نیک عورتون اور نیک مردون کا واسطہ دیکر دعا کرتے ہین تو اول نیک عورتون کو یاد کرتے ہین کیونکہ نیک عورتین زیادہ عزیز ہوتی ہین۔ ازان بعد فرمایا کہ شیر جب اپنے بھٹہ سے باہر آتا ہے تو کوئی شخص یہ نہین پوچھتا کہ یہ شیر نر ہے یا مادہ مطلب یہ ہے کہ فرزند آدم طاعت اور تقویٰ سے معزز و ممتاز ہوتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت۔ بعدہ آپنے حضرت بی بی فاطمہ سام کے مناقب و فضائل مین مبالغہ فرمایا کہ وہ حد درجہ کی نیک اور پارسا عورت تہی۔ اوسمین صلاحیت اور قابلیت کوٹ کوٹ کر بہری ہوئی تہی۔ کبر سنی مین انتہا درجہ کو پہونچگئی تہی مین نے خود اونہین دیکہا ہے۔ بہت ہی نیک دل اور عزیز عورت تہین اونکین اور حضرت شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر فریدالحق والدین اور حضرت شیخ نجیب الدین متوکل قدس اللہ سرہما العزیز مین بہائی چارہ اور خواہر خواندگی تہی اور وہ اکثر اوقات حسب حال شعر کہا کرتی تہین چنانچہ ذیل کے دو مصرعے مجہے یاد ہین جو اونہون نے میرے سامنے برجستہ کہے تہے **بیت** ہم عشق طلب کنی وہم جان خواہی بہ ہر دو طلبی ولے میسر نشود۔

نکتہ شفقت اور نیت کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے حضرت امیر المومنین جناب خلیفہ دوم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو دیکہا کہ سر پر گہوارہ لیئے چلی جاتی ہے آپنے اوس سے دریافت کیا کہ یہ گہوارہ کیسا ہے اور اوس مین کون ہے عورت نے جواب دیا کہ امیر المومنین اس گہوارہ مین میرا باپ ہے مین اسے سر پر لادے ہوئے اسلیئے پہرتی ہوا۔ کہ اوسکا کچہ حق میرے سر سے اوتر جائے۔ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رض نے فرمایا کہ ای عورت باپ کا حق تو تونے پورا کر دیا اور اوسکے بار احسان سے سبکدوش ہوئی لیکن مان کا حق اس سے بہی زیادہ ہے اوس سے کیونکر عہدہ برا ہوگی عورت نے جواب دیا کہ امیر المومنین سارے اعمال نیت پر موقوف ہین میری نیت ہے کہ جب مین باپ کے حقوق سے فی الجملہ سبکدوش ہوجاؤن تو مان کے حقوق کی ادا ہنگی مین کوشش کرون۔ اسنے مجہے اپنے دامن عاطفت کے سایہ مین پالا پرورش کیا اور صرف اس لحاظ سے میری پرورش مین کوشش و محنت اوٹہائی کہ جسوقت مین بڑہاپے کو پہونچونگا اور دراز عمر پاؤنگا تو یہ میری تیمار داری بکمال حقہ کریگی چنانچہ میری ہمت اس مین ہے کہ جہانتک مجہسے بن پڑے اسکی تیمار داری مین کوشش کرون

اور ساتھ ہی یہ بھی نیت ہے کہ جب اسکی تیمارداری سے فارغ ہوجاؤن تو مان کی تیمارداری مین مصروف ہون اور مین نے
باپ کی ادائیگی حقوق کو مان کی خدمت سے اسلیئے مقدم رکھا ہے کہ یہ بہ نسبت مان کے زیادہ محتاج خدمت ہے اسلیئے
مین نے تہیہ کر لیا ہے کہ جبتک یہ زندہ ہے مین اسکے ادائیگی حقوق مین لگی رہون گی اور جب مر جائیگا تو اسکی
خدمت اور حقوق سے عہدہ برآ ہوکر مان کی خدمت مین مصروف ہونگی - ایک اور دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت امیر المومنین
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت مین ایک شخص کو کسی ولایت کا حاکم مقرر کیا اور اسکے نام کا فرمان
لکھکر اوسکے حوالہ کیا - اس اثنا مین امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب ایک چھوٹے سے بچے کو گودی مین لیئے
ہوئے مہربانی اور شفقت فرما رہے تھے اوس عزیز نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیطرف متوجہ ہوکر کہا کہ حضرت مین
دس فرزند رکھتا ہون لیکن کسیکو ایسا دوست نہین رکھتا جیسا آپ اس بچے کو دوست رکھتے ہین امیر المومنین عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ذرا مجھے وہ فرمان جو ابھی لکھکر تیرے حوالہ کیا ہے دکھا دے اوس شخص نے لکھا ہوا
فرمان آپکے ہاتھ مین دیدیا آپنے فرمان کو فوراً چاککر ڈالا اور فرمایا کہ مین ایسے بے رحم کو حاکم بنانا نہین چاہتا
جب تم کو چھوٹون پر شفقت و مہربانی نہین ہے تو بڑون پر کیا خاک رحم ہوگا - اسکے بعد سلطان المشائخ نے اوس
گروہ کے بارے مین ایک تمثیلی حکایت بیان فرمائی جو خراج کے لینے مین ظلم و زیادتی کرتے ہین فرمایا کہ لاہور کے اطراف
مین ایک گاؤن تھا جس مین ایک درویش سکونت رکھتا تھا زمین کو بوتا جوتا کرتا اور زراعت سے اپنی زندگی بسر
کیا کرتا تھا اور کوئی شخص اوس سے خراج یا مالگذاری لیتا نہ تھا یہانتک کہ اوس گاؤن پر ایک بے رحم کوتوال
مقرر ہوا اور اوسنے درویش سے زمین کی مالگذاری طلب کی اور نہایت سختی سے کہا کہ تو نے بہت روز سے زمین کی
مالگذاری ادا نہین کی ہے بے دریغ غلہ اوٹھا کر لیجاتا ہے اور نہایت بیباکی سے کہاتا ہے اب یا تو کوئی کرامت
دکھاؤ یا زمین کی مالگذاری ادا کرو درویش نے لجاجت کی لہجہ مین کہا کہ کرامت کسے کہتے ہین مجھہ مین کسیطرح کی
کرامت نہین ہے - مگر جب کوتوال کا اصرار حد سے بڑھگیا اور درویش نے دیکھا کہ بغیر کرامت دکھائے پیچھا چھوٹنا
مشکل ہے اوسنے کوتوال کی طرف روئے سخن کر کے کہا کہ تو جو کرامت چاہتا ہے بیان کر - اتفاقاً اوسی گاؤن کے متصل
ایک دریا بہتا تھا کوتوال نے کہا اگر تجھمین کوئی کرامت ہے تو اس دریا سے عبور کر جا - درویش نے خدا پر بھروسہ
کر کے دریا مین پاؤن ڈالا اور پانی کی سطح پر اسطرح سے عبور کر گیا جیسے کوئی زمین پر دوڑتا ہے لیکن اوس پار
جاکر درویش نے کشتی کی درخواست کی لوگون نے کہا اے درویش جسطرح تم گئے ہو اوسیطرح چلے آؤ - درویش
چونکہ کامل تھا کہا اگر مین بدون کشتی کے آؤن گا تو میرا نفس فربہ ہو جائے گا اور کہیگا کہ مین بھی کچھ ہون -

نکتہ عقیدت مندامرا اور خلفا کے بیان میں۔ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز نے فرمایا بغداد کے خلفا میں سے ایک خلیفہ نے ایک نوجوان کو کسی جرم میں قید کر دیا اوسکی ماں آئی اور خلیفہ کے آگے حد سے زیادہ نالہ وزاری کرنے لگی تاکہ خلیفہ اوسکے فرزند کو قید سے رہائی دے خلیفہ نے کہا کہ مین نے تیری فرزند کی نسبت حکم کیا ہے کہ جبتک میری اولاد ہو وہ قید مین رہے جون ہی بڑھیا نے خلیفہ کی یہ وحشتناک اور مایوس کر دینے والی بات سنی تو آنکھون مین آنسو بھر لائی اور آسمان کی طرف موںھ کر کے کہا خداوندا تیرے خلیفہ نے تو یہ حکم لگایا ہے اب تو کیا حکم کرتا ہے خلیفہ عورت کی اس بات سے بہت متاثر ہوا اور اوسکا دل نرم پڑگیا حکم دیا کہ اسکے فرزند کو قید سے رہائی دین چنانچہ حکم کی فورًا تعمیل ہوئی اور اوس نوجوان کو قید سے رہا کر دیا گیا۔ زان بعد خلیفہ نے فرمایا کہ اس نوجوان کو سوار کرو اور سپاہیون کا ایک دستہ اسکے ساتھ کر کے بغداد کے تمام کوچہ و بازار مین پھراؤ اور ندا کرو کہ ہذا عطاء اللہ علی رغم الخلیفۃ یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی بخشش ہے خلیفہ کی مرضی کے برخلاف۔ نکتہ بادشاہون کے تغیر مزاج کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ کلمات قدسیہ مین سے ایک یہ جملہ بھی ہے کہ قلوب الملوک ونواصیہم بیدی۔ یعنی بادشاہون کے دل اور اونکی پیشانیان میرے ہاتھ مین ہین آیا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ بادشاہون کے دل میرے ہاتھ مین ہین اور مین ہی اونکے دلونکو پلٹ دیتا ہون جب خلق حق کے ساتھ سیدھی رہتی ہے تو بادشاہونکے دلون کو مین اوس پر مہربان کر دیتا ہون۔ اور جب وہ حق سے بغاوت کرتی ہے تو مین اونکے دلونکو مہر سے خالی کر دیتا ہون۔ زان بعد سلطان المشائخ کی زبان مبارک پر یہ لفظ جاری ہوئے کہ آدمی کو ہر وقت خدا پر نظر رکھنی چاہیئے اور سب چیزونکو اوسکی طرف سے دیکھنا چاہیئے بعدہ اسی مطلب کے موافق آپنے ذیل کی حکایت بیان فرمائی جس زمانے مین قباچہ ملتان کا حاکم تھا اور سلطان شمس الدین دہلی کے تخت حکومت پر جلوہ آرا تھا تو ان دونون مین مخاصمت ظہور مین آئی اور جانبین سے لشکر آراستہ ہو کر جنگ کے لیئے آمادہ ہو گئے شیخ رحمۃ اللہ علیہ اور ملتان کے قاضی دونون نے سلطان شمس الدین کو خط لکھے۔ اتفاق سے دونونکے خط قباچہ کے ہاتھ پڑ گئے۔ خطون کا مضمون دیکھکر قباچہ بہت بگڑا اور قاضی کو قتل کرا دیا اور شیخ کو دربار مین طلب کیا۔ شیخ بہاؤالدین قدس سرہ نہایت بیباکی سے اوسی طرح دربار مین گئے جسطرح ہمیشہ جایا کرتے تھے اور بدون کسی دہشت اور خوف کے قباچہ کے داہنی طرف بیٹھ گئے قباچہ نے جیب مین سے خط نکالکر شیخ کے ہاتھ مین دیا اور کہا فرمایئے یہ خط کسکا ہے شیخ نے خط کو پڑھکر کہا بیشک یہ خط مین نے ہی لکھا ہے اور اپنے ہی قلم سے لکھا ہے قباچہ نے کہا آپنے کیون لکھا فرمایا مین نے جو کچھ لکھا ہے خدا کی طرف سے لکھا ہے تجھے جو کچھ بن پڑے میرے ساتھ کر گذر۔ اور تو کر ہی کیا سکتا ہے تیرے ہاتھ مین ہے ہی کیا چیز۔ قباچہ شیخ کی

یہ بیباک تقریر سنکر متامل ہوا حکم کیا کہ کہانا لایا جاوے فوراً اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ شیخ کی عادت ہتی کہ کبہی گہر مین
کہانا نہ کہاتے تہے اور قبالچہ کا اس سے مقصود یہ تہا کہ جب شیخ کہانے سے انکار کرینگے تو مجہے اونکے مضرت پہونچانے پر
حجت ہو جاویگی لیکن چونکہ شیخ کو باطنی نور سے قبالچہ کا مافی الضمیر معلوم ہوگیا تہا اسلیئے جون ہی دسترخوان پر
کہانا چُنا گیا آپنے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر کہانیکی طرف ہاتہہ بڑہایا اور کہانا شروع کردیا قبالچہ یہ کیفیت دیکہکر
غصہ مین بہرک اوٹہا مگر کر ہی کیا سکتا تہا جبراً غصہ کو دبایا اور شیخ کو جانیکی اجازت دی شیخ سلامتی کے ساتہہ
اپنے مقام پر واپس گئے۔ زان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ بعض لوگون کا مزاج بہت جلد متغیر ہو جاتا ہے اور
اسی معنی کے مناسب مولانا فخر الدین زرادی کی یہ دو بیتین زبان مبارک پر جاری فرمائین۔ ؎ آنم کہ بہ نیم
ذرہ ناخوش گردم ٭ وز نیمۂ نیم ذرہ دلکش گردم ٭ از آب لطیف تر مزاجے دارم ٭ در یک دم اگر آتش گردم ٭
مین نے حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے قیل یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اخبرنی و بحکم فی نفس اقدام علا ہو الدین یجر مین الشر کہ فیختار لقیل ان الجنۃ للحسکمین دروی بالکسر
والمنصف من نفس حکما الیہم کلما لحکم ولدک اسی کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بادشاہ زادہ نہایت نیک دل
اور صاحب کشف تہا ایکدن کسی خوشگوار منظر مین بیٹہا ہوا تہا کہ دفعتہً آسمان کی طرف نظر کی اور تہوڑی دیر تک
ٹکٹکی باندہے دیکہتا رہا پہر دوسری طرف دیکہا اور اوسکے بعد دوبارہ اوپر کی طرف نظر اوٹہائی اور دیر تک آسمان کو
دیکہتا رہا۔ زان بعد اپنے حرم کی طرف نظر کی اور زار قطار رونے لگا اوسکی حرم نے بیتاب ہوکر پوچہا کہ یہ کیا بات
ہے کہ پہلے تو نے آسمان کی طرف دیکہا اور پہر مجہے دیکہکر رو دیا۔ شہزادہ نے کہا اس سوال سے درگذر تیرے بتانے کے
لائق نہین ہے لیکن جب اوسکی حرم نے اصرار اور اصرار کے ساتہہ الحاح بہت کیا تو شہزادے نے غمگین آواز مین
کہا کہ آگاہ ہو اس ساعت مین میری نظر لوح محفوظ پر جا پڑی دیکہتا ہون کہ فرشتون نے میرا نام زندون کے تختے
سے کہرچ ڈالا ہے اس سے مجہے معلوم ہوگیا کہ اب میری عمر کا پیمانہ لبریز ہوکر چہلکا ہی چاہتا اور میرے کوچ کا
وقت پاس ہی آ لگا ہے پہر جو مین نے دوسری طرف دیکہا تو میری نظر لوح محفوظ کے ایک گوشہ مین جا پڑی اوسکے
دیکہنے سے معلوم ہوا کہ ایک حبشی غلام میری جگہ پر بیٹہا ہے اور یہ ساری بارگاہ اور جاہ و حشم اوسکے قبض و تصرف
مین ہے۔ غلام میرے مرے پیچہے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوگا اور تو اوسکے نکاح مین جائیگی یہ تہا جو مین نے دیکہا
حرم نے شہزادے کی یہ افسوسناک بات سنکر کہا اب تو مجہے کیا حکم کرتا ہے شہزادے نے کہا مین کیا کرسکتا ہون حکم
وہی ہے جو حق نے نافذ فرمایا ہے۔ یہ کہکر شہزادے نے فوراً حبشی غلام کو طلب کیا اور اپنے کپڑے پہنا کر اپنا

ولی عہد مقرر کیا اور کسی طرف غنیم کے روکنے کو روانہ کیا۔ ساتھہ ہی لشکر اور سردارون کو حکم فرمایا کہ سب اسکے حکم پر سر
جہکاوین حبشی غلام نے شہزادے کا اشارہ پاتے ہی ایک جرار فوج کو مع اُمرا اور افسرون کے اودہر روانہ کیا اور خود
بہی عقب سے مخالف کے مقابلہ مین پہونچا اور استقلال اور ثابت قدمی نیز شاہزادے کے حکم کی برکت سے نمایان فتح حاصل
کرکے بادشاہ کی خدمت مین لوٹ آیا۔ دوسرے روز بادشاہزادے نے وفات پائی جس زمانہ مین حبشی غلام لشکر کے
ساتھہ مہم سر کرنے گیا تہا مخلوق کے ساتہہ ایسے عادات و اخلاق کے ساتہہ پیش آیا کہ سبکے دل اوسکی محبت کی طرف مائل
ہو گئے تہے یہی وجہ تہی کہ بادشاہزادے کے انتقال کرتے ہی سارے ملک نے اوسکے حکم پر گردن تسلیم خم کردی اور شہزادہ
کی حرم محترم شرعی حکم کے بموجب اوسکے نکاح مین آگئی اور جیسا کہ بادشاہزادے نے کہا تہا ظہور مین آیا۔

نکتہ اون مردانِ خدا کے بیان مین جو ہمیشہ ذکر الٰہی مین مستغرق رہتے اور کہانے پینے راحت و خواب سے بالکل بے پروا
رہتے ہین۔ سنہ ۶۳۳ ہجری مین سلطان شمس الدین نے دار فنا سے عالم بقا مین رحلت کی اور اسی سال حضرت شیخ
الاسلام قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس اللہ سرہ العزیز نے وفات پائی بیان کیا جاتا ہے کہ سلطان شمس الدین کی
وفات کے بعد دس سال کی مدت مین اوسکے چار فرزند یکے بعد دیگرے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوئے۔ دس سال گذر جانے
کے بعد سلطان شمس الدین کا چوتہا لڑکا جو عمر مین سب سے چہوٹا اور سلطان ناصر الدین کے نام مشہور تہا تخت نشین ہوا۔
سلطان ناصر الدین جسکے نام سے طبقات ناصری مشہور ہے ایک نہایت ہی بردبار اور کریم النفس اور عبادت گذار بادشاہ تہا
اوسکی اکثر وجہ معاش اوسکے ہاتہون کی کمائی ہوتی تہی یعنے قرآن مجید لکہکر اوسکے اجرت سے اپنا اور نیز اپنے متعلقین
کا خرچ چلاتا تہا کامل بیس سال بادشاہ رہا اس مدت مین سلطان غیاث الدین بلبن کے ہاتہہ مین ملک و سلطنت کی
باگ تہی اور وہ ان ایام مین الغ خان کے نام سے شہرت رکہتا تہا۔ سلطان ناصر الدین کے انتقال کے بعد سنہ ۶۶۲ھ مین سلطان
غیاث الدین بلبن جو شمس الدین کے خدام مین شمار کیا جاتا تہا مستقل طور پر بادشاہ قرار دیا گیا اور دہلی مین تخت
حکومت پر جلوس فرما ہوا اوسکے دو لڑکے تہے۔ بڑا لڑکا جو اسکا ولی عہد اور ملتان کا حاکم تہا سنہ ۶۸۴ھ مین لاہور اور
دیپالپور کے درمیان مغلون کے محاربہ مین شہید ہو گیا۔ اور بہت سے تجربہ کار سوارون نے اوس جنگ مین شہادت کا
چہلکتا ہوا ساغر موبنہ سے لگایا اسوقت سے خان ملتان کو خان شہید کا لقب ملا یعنی لوگون نے اونکا نام خان شہید رکہا
امیر خسرو اسی لڑائی مین مغلون کے ہاتہہ گرفتار ہوئے تہے اور ایک عرصہ تک قید رہکر بڑے حیلون سے رہائی حاصل
کی تہی۔ خان شہید کے بعد اوسکا ایک فرزند کیخسرو نام باقی رہا سلطان غیاث الدین کا دوسرا فرزند بغرا خان تہا
اسکا اصلی نام تو محمود تہا مگر ناصر الدین کے نام سے زیادہ شہرت رکہتا تہا۔ ناصر الدین کا ایک فرزند تہا کیقباد نام

مگر معز الدین کے لقب سے زیادہ مشہور تہا خان شہید کی زندگی ہی مین کیخسرو کے علاوہ اوسکی ساری اولاد مر چکی تہی چنانچہ خان شہید کے دنیا سے سفر کر جانے کے بعد ملتان کی حکومت کیخسرو ہی کے حوالہ کیگئی اگرچہ یہ ابہی کم سن اور نوجوان تہا مگر چونکہ بادشاہ کی نظر مین پرورش پائے ہوئے تہا اسلیئے ہر بات کے نشیب و فراز سے واقف تہا بادشاہ دہلی نے بہت سے جدید تجربہ کار امرا اور کارکن وزرا کی ہمراہی مین کیخسرو کو دہلی سے ملتان کی طرف روانہ کیا اسوقت بادشاہ کی عمر ۸۰ سال سے تجاوز کر گئی تہی اور جس روز خان شہید نے دنیا سے موںہہ موڑ ملک بلبنی مین دن بدن فتور اور ضعف پیدا ہوتا جاتا تہا بادشاہ اکثر اوقات اپنے لائق فرزند کے غم مین مصروف رہتا تہا اور شب و روز کے اندوہ و الم اوسے انتظام ملک کی طرف بہت کم متوجہ ہونے دیتے تہے۔ تاریخ فیروزشاہی کا مصنف لکہتا ہے کہ مین نے معتبر اور ثقہ لوگون سے سنا ہے کہ سلطان بلبن کے زمانہ مین سلطان شمس الدین کے خاندان کے چند بزرگ باقی تہے۔ سلطان بلبن کا عہد اونہی بزرگون سے آراستہ تہا چنانچہ سادات مین سے جو اس امت کے بزرگترین حضرات ہین ذیل کے اشخاص موجود تہے۔ سید قطب الدین شیخ الاسلام جو بداؤن کے قاضیون کے جد بزرگوار ہین سید منتخب الدین سید مبارک کے فرزند رشید سید جلال الدین۔ سید اعز الدین۔ سید معین الدین بیانہ۔ سید چہجو اور کیتہل کے سادات عظام اور خوبصفات اور بیانہ اور بداؤن کے سادات موجود تہے علاوہ انکے اور بہت سے سادات جو ظالم اور ستمگر چنگیز خان کے حادثہ سے فرار ہو کر اس شہر مین آبسے تہے اور جو صحت نسب اور بزرگی مین اپنا نظیر نرکہتے تہے اور کمال تقویٰ اور تدین سے آراستہ تہے ابہی تک زندہ موجود تہے۔ اسیطرح سلطان بلبن کے عہد مین بہت سے مشہور اور نامور علماء اور کامل اُستاد موجود تہے جو مجلس افادہ اور افاضہ مین بیٹہکر درس دیتے تہے چنانچہ مولانا برہان الدین بلخی اور مولانا برہان الدین بزاز اور مولانا نجم الدین دمشقی مولانا فخر الدین زرادی کے شاگرد۔ اور مولانا سراج الدین سنجری اور قاضی شرف الدین لواجی اور صدر جہان منہاج الدین جورجانی۔ اور قاضی فیع الدین گازرونی۔ اور قاضی شمس الدین دم راجی اور قاضی رکن الدین سامانہ اور قاضی قطب الدین کاشانی کے فرزند قاضی جلال الدین کاشانی۔ قاضی القضاۃ سدید الدین۔ قاضی ظہیر الدین۔ قاضی جلال الدین۔ اور چند مشہور اُستاد اور نامور مفتی اور علماء شمسی کے فرزند و شاگرد موجود تہے جو درس و تدریس اور فتووٰن کے جوابات لکہنے مین ید طولیٰ رکہتے تہے اور علمی فضائل مین اپنا نظیر نرکہتے تہے۔ اسیطرح بہت سے مشائخ جنکا اوس زمانے مین کوئی شخص مد مقابل نہو سکتا تہا رونق دہ سلطنت تہے عہد بلبنی کو حقیقت مین انہین بزرگوارون سے زیب و زینت حاصل تہی چنانچہ سلطان بلبن کے آغاز عہد مین حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین مسعود موجود تہے جو قطب عالم اور معار جہان تہے

س نسبت رکہتے تہے اور نہ صرف شہرت رکہتے تہے بلکہ حقیقت مین ایسے ہی تہے اور آپ اس شہر کے تمام باشندونکو اپنے دامن
حمایت اور امن و عافیت مین لیے ہوئے تہے آپکی کرامتین مشرق سے مغرب تک مشہور تہین آپکے انفاس نفیس اور آثار قرون
محاسن کے وجہ سے ایک مخلوق دین و دنیا کے بلاؤن اور زمینی و آسمانی آفات سے نجات پاتی تہی جو لوگ قابل طبیعتین
رکہتے تہے وہ آپکی ارادہ کی برکت سے درجات عالیہ پر ترقی کرتے تہے اور جنکے دلون مین کچہ بہی ربانی لیاقت رکہی گئی
تہی وہ آپکی صحبت کی بدولت معرفت کے اعلی درجہ پر پہونچتے تہے۔ شیخ شیوخ العالم قدس سرہ کے علاوہ اور بہی بہت سے
بزرگوار اوس عہد مین موجود تہے چنانچہ شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا کے فرزند رشید شیخ صدر الدین اور حضرت
قطب الاقطاب شیخ الاسلام والمسلمین جناب شیخ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی کے ممتاز اور سربرآوردہ خلیفہ شیخ
بدر الدین غزنوی اور شیخ ملک یار پران اور حضرت بی بی فاطمہ سام اور سیدی مولی انکے علاوہ اور بہی بہت سے مشائخ تہے
جنکی وجہ سے سلطان بلبن کے عہد مین برکات و میامن برابر آسمان سے اس سرزمین پر نازل ہوتے تہے علی ہذا القیاس
بلبنی عہد مین بہت سے حکمار اور اطبا بہی تہے جنکی حکمت اور طب کی نظیر سے اوس زمانہ کا اکثر طبقہ خالی تہے منجملہ اونکے
ذیل کے چند اشخاص نہایت ہی تجربہ کار اور حاذق طبیب مشہور تہے۔ حمید الدین مطرار مولانا بدر الدین دمشقی و مولانا
حسام الدین ماری کلا وغیرہ۔ اسیطرح اوس زمانہ کے فرمان روا اور حکام بہی بے نظیر زمانہ تہے جیسے بادشاہ علاؤ الدین
کشلیخان۔ یہ بادشاہ سلطان بلبن کا بہتیجا تہا جسکی کثرت جود و کرم اور ایثار و بخشش نے حاتم طائی کا نام صفحہ دنیا
سے میٹ دیا تہا اور بذل و کرم مین دنیا بہر کے فیاضون سے سبقت لیگیا تہا۔ مین نے حضرت امیر خسرو کے خاص اہل و
اقارب سے سنا ہے کہ علاؤ الدین کشلیخان جیسا بادشاہ بخشش اور جود و کرم اور تیر اندازی اور گیند بازی اور صید افگنی
مین ہندوستان کو اپنی گودی مین پالنا نصیب نہین ہوا۔ بلکہ مادر دنیا نے ایسا کوئی ہونہار اور خوش قسمت بادشاہ
نہین جنا۔ غرضکہ بادشاہ علاؤ الدین اپنے باپ کشلیخان کی جگہ جو سلطان بلبن کا حقیقی بہائی تہا تخت نشین ہوا اور
جب سلطان بلبن خان شہید کے افسوسناک واقعہ سے شکستہ ہوا اور بے شمار رنج و غم سے بیمار ہو کر بری طرح صاحب فراش
ہوا تو اوس نے اپنے چہوٹے فرزند بغرا خان کو لکہنوتی سے دہلی مین طلب کیا اور جب وہ بوڑہے باپ کی خدمت مین حاضر
ہوا تو باپ نے کہا کہ فرزند من تیرے بہائی کے فراق نے میری پیٹہ کو تیڑہا کر دیا اور صاحب فراش بنا دیا ہے فرزند
من یہ وہ زمانہ نہین ہے کہ تو مجہسے علاحدہ رہے۔ مین تیرے سوا اور کوئی فرزند نہین رکہتا ہون کہ میرے بعد وہ میری
جگہ سنبہالے کیخسرو اور کیقباد جو تمہارے فرزند ہین اگرچہ مینے اونہین اپنی نظرون مین پرورش کیا ہے اور اون کی
تعلیم و تادیب مین حد سے زیادہ کوشش کی ہے لیکن پہر ابہی بچے ہین ناتجربہ کار ہین زمانے کا سرد و گرم ابہی تک

چکھا نہین ہے مجھے کسیطرح توقع نہین ہوسکتی کہ میرے بعد اونکو ملک سونپا جائے اور وہ نفسانی حرص و ہوا سے خالی ہوکر حکمرانی کرسکین اور پہر ملک دہلی ویسا ہی مہذب اور شائستہ حالت مین رہے جیسا کہ سلطان شمس الدین کے بعد سے ایک عرصہ تک رہا ہے اگر تم لکہنوتی مین رہو گے اور دہلی کے تخت پر کوئی دوسرا شخص بیٹھیگا تو تم کو اوسکی اطاعت و ملازمت کرنی ضرور ہوگی اسباب کو سوچو اور میرے پہلو سے دور نہو اور لکہنوتی جانیکی آرزو مت کرو چونکہ بغرا خان ایک تندمزاج اور جلدکار بادشاہ تہا دو تین مہینے دہلی مین رہا اور بڑے جبر و کراہت سے رہا۔ اس اثناء مین سلطان بلبن کو مرض سے افاقہ ہوا اور بغرا خان باپ کے صحت پاتے ہی ایک حیلہ اوٹھا کر باپ کی بغیر رضامندی کے لکہنوتی چلا گیا۔ بغرا خان کا فرزند کیقباد بادشاہ کے پاس رہا اتفاق سے بغرا خان ابہی تک لکہنوتی بہی نہین پہنچا تہا کہ بادشاہ پہر بیمار ہو گیا اور جب اوسے اپنی زندگی سے مایوسی ہوئی تو اوسنے اپنے ارکان دولت کو بلاکر وصیت کی کہ میرے بعد کیخسرو کو تخت پر بٹھانا اگرچہ وہ کم عمر اور ناتجربہ کار ہے اور جہانبانی کا حق جیسا کہ چاہیئے ادا نہین کرسکتا ہے لیکن مین اسکے سوا اور کرہی کیا سکتا ہون محمود جو رموز سلطنت سے واقف تہا اور آدمی اوس سے امید یہ رکہتے تہے کہ سلطنت کے بوجھ باآسانی اوٹہالیگا لکہنوتی چلا گیا۔ اب اوسکو بلانے کا موقع نہین رہا کیونکہ اوسکی طلبی مین ہلکارو نکو روانہ کرنے اور اوسکے وہان سے یہان آنے مین زیادہ عرصہ لگیگا اور مجہے خوف ہے کہ مبادا اس عرصہ میں تخت شاہی برباد ہوجاوے اور اوس سے میری روح کو بے انتہا صدمہ پہنچے۔ الغرض وصیت کیے تیسرے روز بادشاہ نے جان بحق تسلیم کی اور رحمت حق کے پڑوس مین جا پہونچا۔ ارکان دولت نے اوسی دن خان شہید کے فرزند کیخسرو کو ملتان سے بلا بہیجا مگر اوسکے آنے تک بغرا خان کے فرزند کیقباد کو سلطان معز الدین کا خطاب دیکر عارضی طور پر دہلی کے تخت پر بٹھا دیا انکے تخت نشینی کے بعد صبح ہوتے سلطان بلبن کے جنازے کو لال محل سے باہر لائے اور دار الامان مین دفن کیا سلطان غیاث الدین بلبن نے تیئس سال بادشاہی کی، اور سلطان معز الدین کیقباد ۶۸۵ھ مین تخت بلبنی پر متمکن ہوا اسوقت اسکی سترہ سال کی عمر تہی، یہ شہزادہ بڑا ہی خلیق اور فضائل خاص کے ساتہ موصوف تہا اخلاق نہایت وسیع اور طبیعت موزون اور خلق پسندیدہ اور جمال بے نظیر۔ یہ باتین ایسی تہین جنہون نے تمام ارکان دولت کو اور نہ صرف ارکان دولت کو بلکہ تمام مخلوق کو اپنا گرویدہ کرلیا تہا لیکن اس کے ساتہ ہی کامرانی کی آرزوئین اور استیفار حرص و ہوا کی خواہشین اور تنعم و ملذذ کی تمنائین اور جوانی کے ولولے سینے مین ہروقت ہجوم کرتے تہے لہذا اوسنے چند ہی روز مین شہر کی سکونت ترک کرکے دار السلطنت یعنی لال محل سے باہر نکل کے موضع کیلوکہری مین دریائے جمن کے کنارے پر ایک بے نظیر اور عالیشان محل اور دلکشا باغ بنایا اور ملوک و اُمرا اور معتمدان سلطنت اور

بہت سے تجربہ کار آدمیون کو اوس محل کے گرداگرد آباد کیا لوگون نے جب دیکھا کہ بادشاہ کیلوکہری کی سکونت کی طرف راغب ہے تو اونہون نے اسی مقام مین بڑے بڑے محل اور مکانات تعمیر کرائے اور ہر فرقے اور گروہ کے معزز اور بڑے لوگ شہر سے نکلکر کیلوکہری مین جا آباد ہوئے۔ کیلوکہری جو ایک غیر آباد موضع تہا اب شہر سے زیادہ معمور اور بارونق ہوگیا۔ الغرض سلطان معزالدین رات دن عیش و عشرت مین مشغول رہتا تہا اور سلطنت کی مہمات سے بالکل غافل تہا ملک نظام الدین جو ملک الامرا کے بہتیجے کا داماد تہا شہر کا ایک نامور اور مشہور کوتوال تہا یہ شخص بادشاہ کی پیشی مین اکثر وقت رہا کرتا تہا اور ملک کے بہت سے کام اسیکے ہاتہون طے ہوا کرتے تہے گویا ظاہر مین بادشاہ کا نائب خیال کیا جاتا تہا چونکہ بادشاہ امور سلطنت سے بالکل غافل تہا اس لئیے رفتہ رفتہ ملکداری کے بڑے بڑے کام ملک نظام الدین کی طرف رجوع کرتے تہے اور اب وہ ایک مستقل نائب سلطنت سمجہا جاتا تھا لیکن اوس ناپاک اور محسن کش کے دل مین ملکداری کی آرزو گدگدائی اور سلطنت کے چہین لینے پر اوسنے دانت تیز کیئے کیونکہ ملک نظام الدین ایک گرگ کہنہ تہا اور کامل ساٹہہ سال سے ملک دہلی پر اپنا قبضہ کیئے ہوئے تہا اہل ملک کو طرح طرح کی تملق اور چاپلوسیون اور نرمی و ملائمت سے اپنی طرف مائل کرلیا تہا اور سبکو اپنی مٹہی مین دیکھتا تہا اوسکے دل مین یہ خیال جم گیا تہا کہ سلطان بلبن کا بڑا بیٹا جو بادشاہی کے قابل تہا وہ اپنے باپ کی زندگی ہی مین شہید ہوگیا اور بغرا خان لکہنوتی کا مقید و پابند ہے۔ رہا سلطان معزالدین وہ ہوا پرستی کے غلبہ سے جہانداری کے قابل نہین رہا اب اگر کوئی کہٹکا باقی ہے تو خان شہید کے فرزند کیخسرو کا ہے سو اوسے مین ہر طرح سے دفعہ کرسکتا ہون رہے قدیم فرمانروا جو تعداد مین بہت ہی کم ہین مین اونہین سلطان معزالدین پر زور ڈالکر دفعہ کرا سکتا ہون جب یہ سب روڑے ہٹ جائینگے تو پہر دہلی کا ملک میرے قبضہ مین آسانی سے آجائیگا بس مصلحت یہ ہے کہ کیخسرو کو بلانا چاہیئے اور جب وہ ملتان سے چل کہڑا ہو تو راستے ہی مین اوسکا کام تمام کرڈالنا مناسب ہے چنانچہ اس خیال کو دلمین پکا کر کیخسرو کی طلب مین چند آدمیونکو ملتان بہیجا اور جسوقت سلطان معزالدین شراب کے نشے مین مست و مدہوش تہا کیخسرو کے قتل کی اجازت حاصل کرلی اور فوراً دربار کے لوگون مین سے چند آدمیون کو منتخب کرکے کیخسرو کے قتل پر نامزد کیا کیخسرو ابہی رہتک مین تہا کہ لوگون نے اوسے قتل کرڈالا کیخسرو کے قتل ہوتے ہی تمام سرداران بلبنی جو معزالدین کے اعوان تہے ملک نظام الدین سے خائف اور ہراسان ہوئے تہوڑی مدت کے بعد معزالدین بیمار پڑگیا اور فالج ولقوہ کی زحمت سے دن بدن بدتر حالت مین ترقی کرتا گیا جب معزالدین کی صحت سے مایوسی و ناامیدی ہوگئی تو سلطان بلبن کے وقت کے ملوک و امرا اور ارکان دولت اور افواج کے افسر اور تمام معزز لوگ جمع ہوئے اور باسبات پر اتفاق کیا سلطان

کہ سلطان معزالدین کے لڑکے کو گو وہ خرد سال ہے حرم محترم سے باہر لاکر تخت پر بٹھائین تاکہ خاندان بلبنی ہی مین ملک سلطنت باقی رہے چنانچہ باتفاق امرا ایسا کیا گیا اور شہزادے کو تخت نشین کرکے اوسے سلطان شمس الدین کا خطاب دیا اور سلطان معزالدین کو کیلوکھری کے محل مین لیگئے اور علاج و تدبیر مین مصروف ہوئے سلطان جلال الدین خلجیون کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ ہاپوڑ مین آدہمکا اور اپنے قرابتون کا ایک جم غفیر جمع کیا اور لشکر کی تیاری لینے لگا سلطان جلال الدین چونکہ ایک دوسری نسل سے تہا اوسے ترکون کی ساتہ کوئی نسبت نہ تہی نہ ترکونکو اوس سے کچہ تعلق تہا یہی وجہ تہی کہ ترک اوسے ایک ذلیل اور کم اصل اور اپنی نسل سے خارج جانتے تھے۔ ایتمر کچھن اور ایتمر کلدرو نے باہم اتفاق رائے کرکے کہا کہ چند بیگانے امرا اسموقع پر معلوم ہوتے ہین دریافت کرنیکے بعد ان کو یہان سے ٹالنا چاہیئے رفتہ رفتہ یہ خبر سارے دربار مین پہیل گئی اور لوگ ان کا ذکر کرنے لگے جب چند شخص باہم ذکر کرتے تہے تو اون مین سب سے پہلے سلطان جلال الدین کا نام لیا جاتا تہا۔ جب سلطان جلال الدین کو خبر پہونچی تو وہ بہی چوکنا ہو گیا اور اپنے آدمیون کو جمع کیا امراء خلج کو ایک جگہ اکہٹا کیا اور ہاپوڑ کو اپنا لشکرگاہ مقرر کیا دہلی کے بعض امرا بہی اوسکے ہمراہ ہوگئے اور اوسکی رائے کے ساتہ ہر طرح اتفاق کیا۔ امیر حسن اپنے ساتہ چند بہادر اور جری سوار لیکر دہلی سے نکل کہڑا ہوا تاکہ سلطان جلال الدین کو ہاپوڑ سے باہر نکالکر سرائے شمسی مین لائے اور وہین اوسکا قصہ پاک کر دے۔ سلطان جلال الدین کو یہ خبر پہلے ہی سے واضح ہو گئی تہی جون ہی ایتمر کچھن بارہا اسکے طلب مین ہاپوڑ پہونچا فوراً خلجیون نے اوسے گہوڑے سے پہینکدیا اور بکرے کی طرح ذبح کر ڈالا۔ سلطان جلال الدین کے فرزند جو شیر نر کی طرح دلیر و چالاک تہی پچاس بہادرون کو اپنے ساتہہ لیکر سلطانی دربار مین گہس گئے اور سلطان معزالدین کے فرزند کو تخت سے اوٹہا کر لے گئے اور باپ کے پاس پہونچا دیا ایتمر سرخہ نے یہ کیفیت دیکہکر جلال الدین کے لڑکون کا تعاقب کیا مگر خلجیون نے تیر بارانی کرکے فوراً اوسکا کام تمام کر دیا ازان بعد ملک الامرا کے فرزند ہاپوڑ مین پہونچے اور جانبین مین سخت لڑائی ہوئی سارے شہر مین ایک ہل چل مچگئی اور خواص و عوام خورد و بزرگ نہایت جوش و خروش کے ساتہ سلطان معزالدین کے فرزند کی مدد کیلیئے شہر سے باہر نکلے اور بڑی تیزی کے ساتہ ہاپوڑ کی طرف دوڑے کیونکہ شہر کے تمام باشندونکو عموماً اور سلطان بلبن کے ارکان دولت کو خصوصاً خلجیون کی حکومت نہایت گران و شاق تہی اور وہ انکی سرداری کو نفرت کی نگاہون سے دیکہتے تہے گو شہر کے لوگ جمع ہوکر ہاپوڑ مین پہونچے اور ایک سخت ہنگامہ برپا کیا لیکن شہر کے کوتوال نے اپنے فرزندون کے

لوگون سے سبقت لیگئے تہے غرضکہ آپ کا وجود باجود عدیم المثال اور بے نظیر تہا گذشتہ قرنون مین بہی خدا تعالی نے آپ جیسے بہت کم لوگ پیدا کیئے تہے۔ عہد علائی کے دوسرے مشہور و نامور شاعر امیر حسن سنجری تہے جو شعرا مین یکے اور یگانے تسلیم کیئے جاتے تہے۔ آپکو نظم و نثر کی طرف کمال التفات تہا اور سلاست ترکیب اور روانی سخن مین ایک آیت تہے۔ آپکی وجدانی قوت اسدرجہ بڑہی ہوئی تہی کہ فی البدیہہ شعر کہنا آپکے نزدیک کوئی بات ہی نہ تہی۔ غایت روانی مین غزلین کی غزلین لکہہ ڈالتے تہے اور کبہی فکر کی حاجت نہ پڑتی۔ آپکا سعدیِ ہندوستان خطاب تہا اور علاوہ اس فن کے اخلاق پسندیدہ اور اوصاف حسنہ کے ساتہ متصف تہے۔ مجہے سالہا سال امیر خسرو اور امیر حسن کے ساتہہ رہنے کا اتفاق ہوا ہے کیونکہ مجہے اون سے انتہا درجہ کی محبت و دوستی تہی وہ بغیر میری صحبت کے بیتاب و بے قرار رہتے تہے اور مین جبتک اونکے ساتہ ہم مجلس نہوتا تہا زندگی دشوار اور اجیرن ہو جاتی تہی۔ امیر حسن کو حضرت شیخ کی خدمت مین کمال درجہ کا اعتقاد تہا اور اوسی اعتقاد کا یہ نتیجہ تہا کہ آپ شیخ کی مجلس مبارک مین اکثر وقت حاضر رہا کرتے اور جو کچہہ شیخ کی انفاس متبرکہ سے سنتے یعنے حضور کے ملفوظات ایک جگہ جمع کرتے جاتے تہے چنانچہ آپنے اونہین ایک کتابی صورت مین مرتب کیا اور اوسکا نام فوائد الفواد رکہا۔ اس کتاب نے وہ مقبولیت پائی کہ اس زمانہ مین صادقان ارادت کیلئے قانون اور دستور عام ہو گئی۔ امیر حسن کا ایک دیوان بہی ہے جو صحائف کے نام سے شہرت رکہتا ہے علاوہ اس کے اور بہت سے مفید نثر اور بے شمار مثنویان پائی جاتی ہین۔ آپ ایسے شیرین گفتار اور ظریف اور خوش مزاج اور مودب و مہذب تہے کہ مجہے جو راحت و انس انسے حاصل ہوتا تہا کسی اور کی مجالست مین میسر نہوتا تہا۔

واضح ہو کہ میری غرض اس مقدمہ کے بیان کرنے سے صرف اسی قدر ہے کہ معلوم ہو جائے کہ سلطان علاؤالدین بڑا سنگدل اور بیباک بادشاہ تہا اس سے زیادہ سنگدلی اور بیباکی و بے التفاتی اور کیا ہو گی کہ مسافر اور طالبان راہ خدا ہزارون کوس سے حضرت نظام الدین سلطان المشائخ محبوب الٰہی کی آرزوے ملاقات مین آتے تہے اور اوسکے دل مین کبہی یہ بات نہین گذری کہ گہر بیٹہے شیخ الشیوخ محبوب الٰہی کی ملازمت و زیارت سے بہرہ ور ہو یا جناب قدس کو اپنے پاس بلاکر دولت ملاقات حاصل کرے۔ سلطان علاؤالدین حضرت سلطان المشائخ ہی کی دیدسی سے محروم نہین رہا بلکہ اور بزرگونکی بہی خدمت سے محروم رہا۔ امیر خسرو جو عالم مین ایک فرد کامل اور بینظیر تہے اگر عہد محمودی اور عصر سنجری مین ہوتے تو وہ لوگ انکی انتہا سے زیادہ تعظیم و توقیر کرتے لیکن مغرور سلطان علاؤالدین نے صرف ایکدفعہ انہین ہزار تنکہ دیئے تہے اور تعظیم و توقیر کما حقہ بہی نہین ادا کی بلکہ سچ پوچہو تو اون کا حق احترام و احتشام کچہہ بہی ادا نہین کیا اور حقوق کی ذرا بہی محافظت نہین کی بہر باوجود اسکے

جو اوسکے زمانہ مین یہ رونق اور آراستگی تہی تو حقیقت مین اوسکے حق مین مکر و استدراج تہا۔ الغرض سلطان علاؤ الدین
مرض استسقا مین مبتلا ہوا اور آخر کار اسی مرض مین انتقال کر گیا کامل بیس برس سال سلطنت کی اور نہایت مجبوری
کی حالت مین جان دی بعض لوگون کا بیان ہے کہ ملک نائب نے غلبۂ مرض کی حالت مین سلطان علاؤ الدین کا کام تمام
کر دیا۔ شوال کی چھٹی رات ۷۱۵ ہجری کو آخر شب مین سلطان علاؤ الدین کا جنازہ محل سیری سے باہر لایا گیا اور
جامع مسجد مین اوسکی مقبرہ خاص مین لیجا کر لوگون نے دفن کیا۔ سلطان علاؤ الدین کے دنیا سے اوٹھ جانے کے
بعد ملک نائب تخت پر بیٹھا اور ۳۵ روز کے بعد قتل کیا گیا۔ اس کے قتل ہونے کے بعد اسی سال کے آخر یعنی
۷۱۶ ہجری مین سلطان علاؤ الدین کا فرزند قطب الدین تخت نشین ہوا اور چونکہ موضع دیوگیر سلطان علاؤ الدین
کے انتقال کے بعد ہاتھ سے نکل گیا تہا اسلیئے قطب الدین نے دیوگیر کی طرف لشکر کشی کی اور بہت تہوڑے عرصہ مین
لشکر دہلی فتح و ظفر کے ساتھ واپس آگیا۔ جسطرح سلطان علاؤ الدین ملک نائب پر فریفتہ ہو گیا تہا اسی طرح
سلطان قطب الدین خسرو خان کا والہ و شیدا ہو گیا تہا اور وہ حرام خور لشکر کا سردار اور بادشاہ کا چتر دار ہو گیا
تہا پہر اوسکی وجہ سے جو کچھ قطب الدین کے فرزندون اور خاندان پر گذرا وہ بالکل ناگفتہ بہ کیفیت ہے۔ قطب الدین
بہی اپنے باپ کے قدم بقدم چلتا تہا اور غرور تکبر مین اوس سے کسی قدر بڑھا ہوا تہا منجملہ اوسکے اور اخلاق رذیلہ
اور عادات ذمیمہ کے ایک یہ بہی بُرائی تہی کہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا سے جو قطب عالم اور سردار
جہان تہے حرف اسوجہ سے کہ خضر خان کو آپ کا مرید جانتا تہا دشمنی رکہتا تہا اور حضرت شیخ کو زبان سے بُرا کہتا
تہا شب و روز اسی فکر مین تہا کہ کسیطرح شیخ کو تکلیف پہونچائے چنانچہ اوسکے چند بدخواہون نے جو ظاہر
مین اپنے تئین اوسکے سامنے نیک خواہ ظاہر کرتے تہے اسباب پر آمادہ کیا کہ شیخ کو کوئی رنج و تکلیف پہونچانی
چاہیئے اور اس سے اونکی غرض یہ تہی کہ اگر بادشاہ شیخ سے کوئی گستاخی کرے گا تو فوراً اوسکی سلطنت اُلٹ جائیگی
مگر بے وقوف اور مغرور قطب الدین سلطنت کے نشہ مین اسقدر چکنا چور تہا کہ اسبات کی تہ کو نہ سمجہہ سکا اور شیخ کو
زبان سے بُرا کہنا شروع کیا اور روز بروز آپکی عداوت مین ترقی کرتا گیا اوسنے دربار کے تمام ملوک و وزرا اور
معارف کو حکم دیا تہا کہ کوئی شخص شیخ کی زیارت کے لیئے غیاث پور مین جانے نپائے اور بارہا بر سر دربار کہتا
تہا کہ جو شخص شیخ کا سر میرے سامنے حاضر کرے گا اوسے ہزار تنکہ زر انعام مین دونگا۔ اتفاق سے ایک دن
شیخ ضیاء الدین رومی کے حظیرہ مین سلطان اور شیخ کی مڈبھیڑ ہو گئی مگر سلطان نے شیخ سے ملاقات نہین کی
اور شیخ نے سلام کیا تو اوسنے جواب تک نہین دیا اور ذرا بہی التفات نہین کیا۔ شیخ زادہ حسام کو جو سلطان المشائخ

مخالف تہا اپنے دربار مین بہت بڑی عزت دی اور مقرب درگاہ بنالیا اور شیخ الاسلام رکن الدین کو ملتان سے بلایا۔ الغرض
چار سال کے بعد خسرو خان نے اوباشون کی ایک جماعت کے ساتہہ اتفاق کر کے سلطان قطب الدین کو ہزار ستون کے بالاخانہ پر
کر ڈالا اور اوسکا سر تن سے جدا کر کے تن بے سر کو بالاخانہ پر سے صحرا مین پہینک دیا خلق نے اوسے دیکہا تو گہر دنمین
جہپکر بیٹہ گئی اور زندگی سے مایوس و ناامید ہو گئی اور سارے شہر مین چل پل مچگئی اور جو لوگ قابل قتل تہے مار ڈالے
اسیوقت آدہی رات کے وقت ملک عین الملک ملتانی اور ملک وحید الدین قریشی اور ملک فخر الدین جونا بے تغلق
شاہ کے فرزند سلطان محمد کو بلایا اور ہزار ستون کے بالاخانہ پر صبح تک قید رکہا گیا صبح ہوتے ہی خسرو خان نے
اپنے وزیر کو ناصر الدین اور اپنے بہائی کو خانخانان کا خطاب دیا اور ہر شخصکو اوسکے مرتبہ کے مطابق خطاب و منصب عطا
کیا۔ خسرو خان کو کسی شخص کا خوف و لحاظ نہ تہا مگر غازی الملک یعنی تغلق شاہ کا سخت اندیشہ تہا جو دیپالپور مین سکونت
رکہتا تہا تغلق شاہ اس وحشت ناک خبر کے سنتے ہی نہایت طیش مین آیا اور چونکہ اسکا فرزند سلطان محمد سلطان قطب الدین
سے قرب تام رکہتا تہا اسلیئے وہ اپنے ولی نعمت کی طرف سے نہایت رنجیدہ و مغموم رہتا تہا مگر بظاہر دم مارنے کی گنجائش
نہتی آخر کار تغلق شاہ لشکر کشی کر کے دہلی مین آیا اور خسرو خان سے سخت جنگ کی خسرو خان شکست کہا کر بہاگا لیکن
دوسرے ہی روز گرفتار ہو کر آیا اور تغلق شاہ کے حکم سے اوسکی گردن ماری گئی۔ صرف چار مہینے سلطنت کی اور ۷۲۰ھ
مین سلطان غیاث الدین تغلق شاہ انار اللہ برہانہ نے کوشک سیری مین جلوس فرمایا اور سلطنت نے اوسکی مبارک
ذات کی وجہ سے زیب و زینت حاصل کی لیکن ۷۲۵ھ ہجری مین سلطان تغلق شاہ نے سفر آخرت قبول کیا اور سلطان محمد
بن تغلق جو اسکا ولی عہد تہا سریر آرائے سلطنت ہوا۔ یہ تخت نشینی دار الملک تغلق آباد مین ہوئی۔ سلطان محمد بڑا عالی ہمت
و درنسک نہاد بادشاہ تہا اسکی وجہ سے تمام ممالک اسلام کماحقہ آراستہ مہذب ہو گئے۔ اور سلطان تغلق شاہ
کے انتقال کا واقعہ یون بیان کیا گیا ہے کہ تغلق شاہ لکہنوتی سے جب واپس آنے لگا تو ولی عہد نے یہ خبر سنکر کہ تغلق شاہ
آج ہی تغلق آباد پہونچین گے۔ درباریون کو حکم فرمایا کہ افغان پور کے پاس جو تغلق آباد سے تین میل کے فاصلہ پر
واقع ہے ایک مختصر سا محل تیار کیا جائے تاکہ والد بزرگوار شبکو وہان نزول اجلال فرمائین اور صبحکو کوکبہ بادشاہی
اور تجمل و زینت کے ساتہ تغلق آباد مین داخل ہون چنانچہ تغلق شاہ عصر کی نماز کے بعد نئے محل مین اوتارے گئے اوکے
فرزند اور اکابر و اشراف نے بڑی گرمجوشی کے ساتہ استقبال کیا اور قدمبوسی کی عزت و سعادت حاصل کرنیکے
بعد دسترخوان بچہایا گیا سب کہانا کہانے بیٹہے اور کہانے پینے سے فارغ ہونیکے بعد جب سب لوگ ہاتہ دہونیکی
غرض سے باہر چلے آئے تو آسمان سے بلا کی طرح اوپر کی چہت تغلق شاہ پر گر پڑی تغلق شاہ اور اوسکے ساتہ

پانچ چھ اور آدمی چھت کے نیچے دب کر انتقال کر گئے اور فیروز سلطان محمد تخت شاہی پر دہلی میں جلوس فرما ہوا اور سینتالیس برس تک نہایت کامرانی اور عدل و انصاف سے حکمرانی کی۔ سلطان محمد کے انتقال کا واقعہ یہ ہے کہ جب سفر میں بیمار ہوا اور وقتاً فوقتاً مرض میں ترقی ہوتی گئی لشکر نہایت تیزی کے ساتھ کوچ کرتا ہوا چلا آرہا تھا جب دریائے سندھ کے کنارہ ٹھٹھہ کے قریب پہونچا تو بادشاہ کا انتقال ہوگیا۔ لشکر میں دفعۃً ایک شور و شغب پیدا ہوا اور نزدیک تھا کہ خلق باہم لڑ کر کٹ مرے مگر مدبران سلطنت نے اوس شور کو وہیں دبا دیا اور چوتھی محرم سنہ ۷۵۲ ہجری کو خواص و عوام کی اتفاق رائے سے سلطان العہد و الزمان **فیروز شاہ** نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔

سلطان فیروز شاہ کی تخت نشینی کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ جب سلطان محمد بن تغلق شاہ کا انتقال ہوا تو شیخ نصیر الدین محمود اور بہت سے مشائخ اور علما اور امرا اور ملوک اور اکابر و سردار جمع ہوئے اور عام لوگوں کی خواہش و مرضی سے فیروز شاہ کے محل میں داخل ہوئے اور نہایت لجاجت و عاجزی سے عرض کیا کہ آپ سلطان محمد کے ولیعہد بھی ہیں اور وصی بھی اور علاوہ اسکے بادشاہ کے بھتیجے بھی ہیں چونکہ سلطان محمد کا کوئی فرزند نہیں ہے اور شہر و لشکر میں سلطان کے خاندان میں سے کوئی ایسا شخص باقی نہیں رہا ہے کہ سلطنت کی قابلیت رکھتا ہو خدا کے واسطے آپ عاجز مخلوق کی فریاد رسی اور دستگیری کیجیے اور تخت سلطنت پر جلوہ آرا ہو جیے اگر آپ ایسا کریں گے تو تنے ہزار آدمی اور اسقدر لشکر کو مغلوں کے ہاتھ سے بچالیں گے۔ فیروز شاہ ہر چند عذر کرتے تھے مگر یہ لوگ اون کا پیچھا نہ چھوڑتے تھے اور باصرار کہتے تھے کہ لشکر اور تختگاہ دہلی کی سلطنت کے قابل اور حکومت و بادشاہت کے شایان بجز سلطان فیروز شاہ کے دوسرا نظر نہیں آتا اگر آج فیروز شاہ تخت سلطنت پر نہ بیٹھے گا اور مغلوں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ بادشاہ نہیں ہوتا تو کل ہی سارے مغل شہر میں گھس کر ہمیں غارت کر دیں گے اور ایک کو بھی سلامت نہ چھوڑینگے۔ جب فیروز شاہ سب طرف سے مجبور ہو گئے تو ناچار تخت سلطنت پر جلوس فرما ہوئے اور مخلوق محنت و اندوہ سے آسودہ ہوئی۔ الغرض سلطان فیروز شاہ نے ۴۰ سال تک حکومت کر کے سنہ ۷۹۰ھ میں انتقال فرمایا چنانچہ اونکی تاریخ وفات جملہ **فوت فیروز** سے برآمد ہوتی ہے۔ فقط